جدید تخریج شدہ

تنظیم المدارس (اہلسنت) کے نصاب کے عین مطابق

شرح انتخابِ احادیث

صحیح البخاری شریف

جلد اوّل



مترجم:
حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ

شارح:
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور



تنظیم المدارس (اہلسنت) کے نصاب کے عین مطابق

جدید تخریج شدہ

شرح انتخابِ احادیث

جلد اوّل

صحیح البخاری شریف

مترجم:

حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری — علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری

علامہ محمد اویس بن ارشد قادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی اٰلك واصحابك یا حبیب اللہ

نام کتاب	....	شرح انتخاب حدیث (جلد اوّل) (صحیح بخاری)
مصنف	....	حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	....	علامہ مفتی عبد المصطفیٰ محمد مجاہد القادری عفی عنہ
شارحین	....	علامہ ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی عفی عنہ
		علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری عفی عنہ
		علامہ ابو العمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری عفی عنہ
		علامہ محمد اویس بن ارشد قادری، علامہ ابو العمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری عفی عنہ
		(فاضلین جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد گجرات)
نظر ثانی	....	استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی نور بخش سعیدی مدظلہ العالی
پسند فرمودہ	....	علامہ مفتی غلام حسن قادری - حزب الاحناف لاہور
صفحات	....	784
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	زاہد اقبال
اشاعت	....	اکتوبر 2017ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت فی جلد	....	850 روپے

ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

نعت شریف

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب یاد آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

اسرا میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

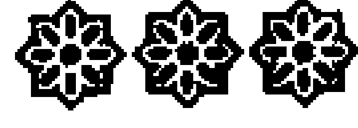
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پرخار پا دیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفٰی نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

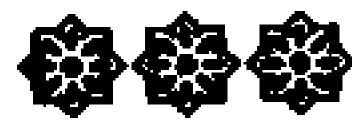
ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں



بَابُ الْوَحْیِ

کِتَابُ الْهِبَةِ

کِتَابُ الْمَنَاقِبِ



فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ ''ادارہ فیضان صفہ''

(گجرات، پاکستان)

الحمد للہ علی احسانہٖ وبفضل رسولہٖ صلی اللہ علیہ وسلم

''ادارہ فیضان صفہ'' کو تبلیغِ قرآن وسنت اور ترویج علوم اسلامیہ کو عام کرنے کی غرض سے تشکیل دیا گیا ہے، انہی اُمور کو حسنِ خوبی سرانجام دینے کی غرض سے علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے،، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا مصمم ارادہ کیا ہے۔

اس ادارے کا نصب العین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ہے، اس میں ہم نے قابل اور محنتی علماء کرام کا انتخاب کیا ہے جو اس وقت مختلف علوم وفنون پر مشتمل کتب پر کام کر رہے ہیں، مزید برآں اس ادارہ میں، پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اور ایم فل سے منسلک حضرات کو بھی شامل کیا گیا ہے، تاکہ جدید ذرائع تحقیق سے عوام الناس مستفید ہوسکیں۔ ادارہ کے مختلف علماء کرام نے اس سے قبل بھی علمی و تحقیقی میدان میں اپنے جوہر دکھائے ہیں، جن کا اجمالی تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) النبی المعطر: یہ نبی اکرم ﷺ کے جسم اقدس کی مہک مبارکہ پر ایک تحقیقی کتاب ہے، جس میں اس کتاب کے مصنف نے نبی اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی مہک پر حضور ﷺ کی ظاہری زندگی کی نسبت سے (63) احادیث کو جمع کیا۔

(۲) مقالات رضویہ فی فضائل النبویہ: اس میں مصنف نے چار مقالہ جات لکھے، پہلے میں نبی اکرم ﷺ کے اوصاف کے غیر متناہی ہونے کے دلائل، دوسرے میں نبی اکرم ﷺ کے اوصاف اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں'' تیسرے میں اولیات مصطفیٰ ﷺ،، اور چوتھے میں نبی اکرم ﷺ کی آمد کے بارے میں مخلوق خدا کی بشارات کا ذکر ہے۔

(۳) احمد متن است و شرح عبد القادر: اس میں نبی اکرم ﷺ کے معجزات اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی وہ کرامات مذکور ہیں، جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں، مزید برآں نام نہاد پیروں اور ولیوں کی نشاندہی کی گئی ہے، جن کی وجہ سے مسلک حق اہلسنت و جماعت کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

(۴) فیضان اسلم فی شرح مسند امام اعظم: یہ مسند امام اعظم کی شرح ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں شرح الملا علی القاری علیٰ مسند امام اعظم سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، تاہم مزید مسائل کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

(۵) رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین: چار جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں حل لغات، تعارف راوی کے ساتھ ساتھ احسن انداز سے شرح کی گئی ہے۔

(۶) سعادۃ الطلب شرح کتاب الادب: یہ امام ابن ابی شیبہ کی کتابِ غیر مشہورہ "الادب لابن ابی شیبہ" کا ترجمہ وتشریح ہے، قبل ازیں کتاب موصوفہ پر اردو زبان میں کوئی کام منظر عام پر نہیں لایا جاسکا۔

(۷) تحقیق الرضوی فی شرح شمائل ترمذی: یہ امام ترمذی کی مشہور کتاب: شمائل النبویہ کی شرح ہے، اور اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔

تاہم اس کے علاوہ مزید کتب پر تحقیق جاری ہے، جن کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

(۸) تسہیل الرضویہ فی انشاء العربیہ: یہ تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل کتاب انشاء العربیہ کا خلاصہ ہے جو زیر طبع ہے۔

(۹) الاشباہ النظائر مترجم۔ زیر طبع

(۱۰) عقود الجمان فی فضائل ابی حنیفہ النعمان، مترجم۔ زیر طبع

(۱۱) قوت مصطفیٰ ﷺ اور موجودہ سائنسی تقابل: یہ کتاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غذاؤں کے متعلق ہے اس پر کام جاری ہے اور جدید سائنسی تحقیق ہو رہی ہے۔

(۱۲) "قصص الحدیث میں دروس و عبر: صحیح ابن حبان کا خصوصی مطالعہ" اس موضوع میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح ابن حبان میں مذکور احادیثِ مرفوعہ بیان کی گئی ہیں، جو گزشتہ اقوام کے قصص کا ایک حصہ ہیں، قبل ازیں اس موضوع پر کوئی کام منظر عام پر نہیں آسکا، تاہم اس موضوع کی مزید تہذیب وتسہیل پر کام جاری ہے۔

اس ادارے میں جو اراکین مصروفِ عمل ہیں، ان کے اسماء گرامی اور عہدے مندرجہ ذیل ہیں:

	اسماء گرامی	عہدے
1	الحاج پیر محمد لطیف قادری اسلمی (خلیفہ مجاز: آستانہ عالیہ قادریہ عالیہ، نیک آباد، مراڑیاں شریف، گجرات)	سرپرست اعلیٰ
2	علامہ ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی (فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، مراڑیاں شریف، گجرات)	چیئرمین وبانی
3	علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات، SCHOLAR:Ph.Din (Islamic studies, uog	وائس چیئرمین
4	علامہ ابو العمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات)	صدر
5	جناب محمد نفیس قادری رضوی صاحب (تنظیم المدارس 'کنٹنیوز')	ناظم
6	علامہ علی نسیم صاحب (فاضل بھیرہ شریف، SCHOLAR:M.PHIL in Islamic studies, uog، مدرس: دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بوکن شریف)	رکن

7	علامہ محمد اویس بن ارشد قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)	رکن
8	علامہ شعیب احمد قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)	رکن
9	محترم حکیم محمد رئیس قادری اشرفی (M.PHIL: Biochemistry and molecular biology, (department of biosciences, COMSATS institute of information technolgy	رکن
10	علامہ محمد عثمان اکرم قادری (فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)	رکن
11	جناب حافظ عبدالصبور صاحب (SCHOLAR:M.PHIL in Islamic studies, uog)	رکن

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ، وہ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ادارہ فیضانِ صفہ واراکین کو استقامت بخشے اور وہ اسی طرح دین اسلام کی ترویج میں اپنا اہم کردار ادا کرتے رہیں آمین

شرح انتخاب حدیث

اس کتاب پر کام کرنے والے اراکین مندرجہ ذیل ہیں:

شرح انتخاب حدیث: جلد اول:

علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات)

شرح انتخاب حدیث: جلد دوم:

علامہ حافظ محمد نوید لطیف علوی قادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد گجرات، uog,SCHOLAR:Ph.D in Islamic studies)

شرح انتخاب حدیث: جلد سوم:

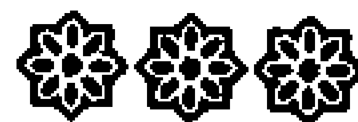
علامہ ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، مراڑیاں شریف، گجرات)

شرح انتخاب حدیث: جلد چہارم:

علامہ محمد اویس بن ارشد قادری، علامہ ابوالعمر ڈاکٹر محمد رضوان رضا قادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد، گجرات)



فہرست تعارف صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم اجمعین

(الف)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	12
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	30
حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	176
حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	462
حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	203
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	226
حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	470
حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	124
حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	351
حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	430
حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	234
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	90
حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	6
حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	20
حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	81

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	198
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	7
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	143
حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	349

(ب)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	130

(ج)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	38
حضرت جبیر معطم رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	85
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	196
حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	383

(ح)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت حزیفہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	167
حضرت حمزہ بن عبداللہ مطلب رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	251
حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	37

(خ)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	189

(ز)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	177
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	347

(س)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	10
حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	89
حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	122
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	372
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	498

(ص)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	24

(ع)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	1
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	2
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	4
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	48
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	52

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ابکر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	55
حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	123
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	152
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	175
حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	180
حضرت عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	216
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	235
حضرت عبداللہ ہشام رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	264
حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	287
حضرت علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	303
حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	311
حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	322
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	413
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	449
حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	452
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	233

(ق)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	171

(م)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	215

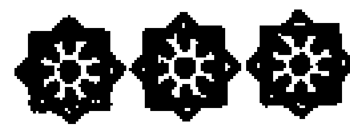
نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	284
حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	443
حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	24
ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	بخاری شریف	34
حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	214

(ن)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	26

(و)

نام	کتاب	حدیث نمبر
حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	91
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ	بخاری شریف	331



امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال

ولادت:

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 13 شوال المکرم 194ھ میں ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب:

علامہ شمس الدین احمد بن محمد بن خلکان متوفی 686ھ لکھتے ہیں:

امام محمد کا نام ابوعبداللہ محمد بن ابی الحسن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن احنف بردزبہ الجعفی ہے۔

(وفیات الاعیان: جز:4،ص:188)

نابینا ہونا:

عبداللہ بن محمد الصمار کا بیان ہے کہ

میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ امام محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بچپن میں دونوں آنکھوں کی بینائی چلی گئی ان کی والدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے خاتون! تمہارے بہ کثرت رونے اور بہت زیادہ دعا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کو بصارت واپس کر دی ہے۔ پھر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حال میں صبح کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی تھی۔ (سیر اعلام النبلاء: ج:10،ص:278)

تعلیمی دور اور تصنیف:

علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی 748ھ لکھتے ہیں:

ابوجعفر احمد بن ابی حاتم ورق النہری لکھتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری سے کہا: آپ کی طلب حدیث کا معاملہ کیسے تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں ابھی مکتب میں تھا کہ میرے دل میں حدیث کو حفظ کرنے کا شوق ڈالا گیا۔ انہوں نے پوچھا: اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی۔ فرمایا: دس سال یا اس سے کم، پھر دس سال کی عمر کے بعد میں مکتب سے نکلا اور استاذ داخلی وغیرہ کے پاس جانے لگا ایک دن جب وہ لوگوں کو حدیث پڑھا رہے تھے تو انہوں نے ایک حدیث کی سند بیان کی از سفیان از ابی الزبیر از ابراہیم تو میں نے کہا: اے ابوفلاں! تحقیق یہ ہے کہ ابراہیم نے ابوالزبیر سے حدیث روایت نہیں کی اس پر انہوں نے مجھے ڈانٹا۔

میں نے کہا: اگر آپ کے پاس اصل ہے تو اس کی طرف رجوع کرلیں پس وہ گھر گئے اصل کا مطالعہ کیا پھر آئے پھر مجھے کہا: اے لڑکے بتاؤ وہ سند کس طرح ہے۔ میں نے کہا: وہ زبیر بن عدی بن ابراہیم۔ انہوں نے مجھ سے قلم لے کر اپنی کتاب میں یوں لکھ دیا۔ پھر فرمایا: تم نے سچ کہا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض احباب نے ان سے پوچھا: جب آپ نے استاذ واقلی کی اصلاح کی تھی اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی تو فرمایا: گیارہ سال۔ اور جب میں سولہ سال کا ہوا تو میں نے ابن المبارک اور الوکیع کی کتابوں کو حفظ کرلیا تھا۔ اور ان کے کلام کی معرفت حاصل کرلی تھی۔ پھر میں اپنی والدہ اور اپنے بھائی احمد کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوا پھر جب میں نے حج کرلیا تو میرا بھائی میری والدہ کے ساتھ واپس آ گیا اور میں حدیث کی طلب میں وہیں رہ گیا اور جب میں اٹھارہ سال کا ہو گیا تو میں فضائل صحابہ وتابعین کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے اقوال کے متعلق ایک کتاب تصنیف کرنے لگا۔ یہ عبیداللہ بن موسیٰ کی حکومت کے ایام تھے اور میں نے چاندنی راتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے قریب بیٹھ کر کتاب التاریخ لکھی اور میں نے تاریخ میں جن کا نام بھی لکھا ہے مجھے اس کا کوئی نہ کوئی قصہ معلوم ہے مگر میں نے کتاب کے طول دینے کو ناپسند کیا۔

(سیر اعلام النبلاء: جز:10 ص:278)

علمی مقام ومرتبہ:

ابوالعباس بن سعد کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص تیس ہزار احادیث بھی لکھ لے تو وہ محمد بن اسماعیل کی تصنیف کردہ "کتاب التاریخ" سے مستغنی نہیں ہوگا۔ (تاریخ بغداد: جز:2 ص:18)

محمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الفربری کا بیان ہے کہ

میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے کہا: تم کہاں جارہے ہو۔ میں عرض گزار ہوا: میں محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس جارہا ہوں۔ ارشاد فرمایا: میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔ (تاریخ دمشق: ص:58)

الجامع الصحیح کو لکھنے کا اہتمام

اسعدانی کا بیان ہے کہ

میں نے اپنے بعض اصحاب سے یہ سنا ہے کہ امام محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب "الجامع الصحیح" کو تقریباً چھ لاکھ احادیث سے منتخب کیا ہے اور اس کو سولہ سال میں مکمل کیا اور اس کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت بنایا۔

(تہذیب الکمال: جز:16 ص:95)

محمد بن یوسف الفربری بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے اس کتاب الجامع الصحیح میں ہر حدیث کو درج کرنے سے قبل غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

عبدالقدوس ہمام کا بیان ہے کہ

میں نے متعدد مشائخ سے سنا ہے کہ امام بخاری نے الجامع الصحیح کے عنوانات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ انور اور منبر اقدس کے درمیان بیٹھ کر لکھے ہیں اور ہر مضمون لکھنے سے قبل وہ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد: جز:2 ص:9 تا 10)

مرویات کی تعداد

الجامع الصحیح کی کل احادیث کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر ہے اور حذف مکررات کے بعد یہ تعداد چار ہزار ہے اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق کل احادیث مسندہ بشمول مکررات سات ہزار تین سو ننانوے ہے۔ اور جملہ معلقات کی تعداد ایک ہزار تین سو اکتالیس ہے اور جملہ متشابعات کی تعداد تین سو چوالیس ہے اور کل میزان نو ہزار بیاسی ہے۔ اور حذف مکررات کے بعد احادیث مرفوعہ کی تعداد دو ہزار چھ سو تیئس رہ جاتی ہے جو احادیث اعلیٰ اسانید پر مشتمل ہیں وہ ثلاثیات ہیں اور ان کی تعداد بائیس ہے اور حذف مکررات کے بعد یہ تعداد سولہ رہ جاتی ہے۔

مشائخ کے اسماء

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد مشائخ سے علمی پیاس کو بجھایا جن میں چند کے اسماء حسب ذیل ہیں:

1-عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن الیمان الجعفی المسندی

2-عراق کے استاذ محمد بن عیسیٰ بن الطباع اور سریج بن النعمان اور محمد بن سابق اور عفان

3-بلخ کے اساتذہ میں سے عبدان بن عثمان اور علی بن الحسن بن شقیق اور صدقہ بن الفصل

4-بصرہ کے اساتذہ میں ابو عاصم النبیل، عبدالرحمٰن بن حماد الشعیتی صاحب ابن عون، بدل بن المحبر، حجاج بن منہال۔

5-مکہ کے اساتذہ میں سے ابوعبدالرحمٰن اعقری، خلاد بن یحییٰ، حسان بن حسان کبصری وغیرہم

6-مدینہ منورہ کے اساتذہ میں عبدالعزیز الاویسی، ایوب بن سلیمان بن بلال اور اسماعیل بن ابی اویس وغیرہ

تلامذہ

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ متعدد ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

ابوعیسیٰ ترمذی، ابوحاتم، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابوبکر بن ابی الدنیا، عبداللہ بن ناجیہ، ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن عبداللہ الحضرمی مطین

تصانیف:

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کثیر ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

1-الجامع الصحیح، 2-التاریخ الکبیر، 3-التاریخ الاوسط، 4-کتاب الکنی، 5-الادب المفرد، 6-کتاب الضعفاء، 7-کتاب العلل، 8-المسند الکبیر، 9-کتاب المبسوط وغیرہم

فقہی مسلک:

علامہ احمد قسطلانی متوفی 911ھ لکھتے ہیں:

ابوعاصم نے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہمارے طبقات شافعیہ میں بیان کیا ہے۔ (ارشاد الساری: جز: 1، ص: 36)

گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شافعی المسلک تھے۔

عبادت وریاضت کا مقام:

ابو سعید بن بکر بن منیر کا بیان ہے کہ

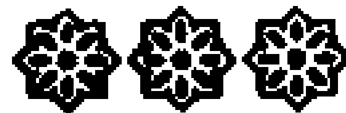
امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے کہ زنبور (ڈینبو یا بھڑ) نے ان کو ستر بار ڈنک مارا جب وہ نماز پڑھ چکے تو انہوں نے فرمایا: دیکھو نماز میں کیا چیز مجھے اذیت پہنچا رہی تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ زنبور کے کاٹنے سے ان کے اوپر سترہ (17) جگہ ورم آ گیا تھا مگر انہوں نے نماز منقطع نہ فرمائی۔ (تاریخ بغداد: ج:2،ص:13)

وصال پر ملال:

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سمرقند کے علاقہ جانے کا قصد فرمایا تو ابھی آپ سمرقند سے کئی منزل دور تھے کہ آپ کو خبر ہوئی کہ اہل سمرقند میں آپ کے متعلق دو آراء ہو گئی ہیں۔ یہ سن کر آپ وہیں سے حرتنگ نامی بستی میں ٹھہر گئے اور رب تعالیٰ سے دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! یہ زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہوتی جا رہی ہے مجھے اپنے پاس بلا لے اس دعا کے بعد آپ بیمار ہو گئے۔ اسی اثناء میں اہل سمرقند نے بلانے کیلئے آپ کے پاس قاصد بھیجا آپ جانے کیلئے تیار ہوئے مگر طاقت نے ساتھ نہ دیا چند دعائیں پڑھ کر لیٹ گئے جسم سے پسینہ آنا شروع ہو گیا ابھی وہ پسینہ خشک ہی نہ ہوا تھا کہ آپ نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی اور یوں یکم شوال المکرم 256ھ کو باسٹھ سال کی زندگی گزار کر رات کے وقت علم وفضل کا وہ عظیم آفتاب غروب ہو گیا جس کے علم و عمل کی روشنی سے سمرقند، بخارا، بغداد اور نیشاپور کے متعدد عوام وخواص اپنے دل ودماغ کو روشن ومنور کر رہے تھے۔

(ہدی الساری: ج:2،ص:266)

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیك یا نور اللہ ﷺ

درود شریف کی فضیلت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو بندہ بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس درود کو لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے پھر ہمارا رب تعالیٰ فرماتا ہے: اس بندہ کی قبر پر جا کر اس بندہ کے لئے ایسا استغفار کرو جس سے اس بندے کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(الفردوس بماثور الخطاب: رقم الحدیث: 6026)

سبحان اللہ عزوجل! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے سے امتی کو نہ صرف عالم دنیا میں فائدہ ملتا ہے بلکہ عالم برزخ میں فائدہ ملتا ہے اور ملائکہ اس کی قبر پر جا کر اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جس کے لئے ملائکہ استغفار کریں اس کی مغفرت پھر کیونکر نہ ہوگی پھر یہ ڈیوٹی تو اس ذات مقدسہ نے لگائی جس نے اپنے بندوں کو خود معاف فرمانا ہے اور ان پر خود رحم فرمانا ہے۔

چنانچہ مغفرت اور بخشش ہونا یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کی بدولت ہے لہٰذا ہمیں کثرت کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھنا چاہئے تاکہ دنیا وآخرت میں سرخروئی نصیب ہو۔ انشاء اللہ عزوجل۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وبارك وسلم



بَابُ الْوَحْيِ

وحی کے متعلق بیان

بَابُ: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ)

باب: اللہ عزوجل کا فرمان! (اے محبوب مکرم) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی (نازل) فرمائی جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی (نازل) فرمائی تھی

1-حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُاللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

علقمہ بن وقاص لیثی فرماتے ہیں کہ میں نے رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو برسر منبر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی پس جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو تو وہ اس کو پالے گا یا عورت کی طرف ہو تو وہ اس سے نکاح کرلے گا پس اس کی ہجرت اسی طرف ہی ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (معجم ابن عساکر، رقم الحدیث: 576، معجم الاوسط، رقم الحدیث: 40، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: 1882، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4217، سنن البیہقی الکبریٰ، رقم الحدیث: 181، شرح معانی الآثار، رقم الحدیث: 4651، متن عمدۃ الاحکام، رقم الحدیث: 1، مسند الشہاب، رقم الحدیث: 1، مسند الصحابۃ، رقم الحدیث: 186)

تعارف راوی:

عمر ابن خطاب: آپ کا لقب فاروق ہے، کنیت ابوحفص عدوی قرشی ہیں، نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مومنوں کا وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لاچکے تھے۔ آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دار ارقم میں تھے، صفا کے پاس جب آپ وہاں پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے

دروازہ بجایا حاضرین بارگاہ باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دو زانو حضور نے فرمایا اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا، حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں، حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں۔ چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مؤمنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امین حاضر خدمت ہو کر بولے یا رسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جاویں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہوگا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا، آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، پہلے آپ ہی کا لقب امیر المؤمنین ہوا ابوبکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تیئس بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابولولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کیے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ھ کو پہلوئے مصطفوی میں گنبدِ خضرا کے اندر دفن کیے گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی، حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں دس حدیثیں متفق علیہ ہیں، نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں۔ (مترجم از حاشیہ) عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہو گیا۔ (مترجم)

(مراۃ المناجیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، ج8، ص582،)

شرح: حدیث کی عظمت کے متعلق علماء کے اقوال:

امام وعلامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیونکہ اس حدیث میں نیت بیان ہے اور اسلام کے احکام کی بجا آوری تین طرح سے ہوتی ہے۔ ا قول سے، ۲ فعل سے، ۳ نیت سے لہٰذا نیت تہائی اسلام ہے۔ (عمدۃ القاری، ج ا، ص ۴۹، تحت حدیث مذکورہ)

امام بیہقی نے اس کی توجیہ یہ فرمائی ہے کہ علم یا دل سے ہوتا ہے یا زبان سے یا بقیہ اعضاء سے اور نیت عمل دل کا ہے اس لیے حدیث علم کا تیسرا حصہ ہوئی۔ (مرقاۃ تحت حدیث مذکورہ)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ

علماء اپنی تصانیف میں اس حدیث کو سب سے پہلے لکھتے ہیں کیونکہ عموماً اس کی حاجت پڑتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تمام اعمال میں اصل چیز نیت ہے۔

عبد الرحمان مہدی یہ کہتے تھے کہ جو شخص بھی کوئی کتاب تصنیف کرے اس کو چاہیے کہ اس کتاب کی ابتداء میں اس حدیث کو لکھے۔ (کتاب الاذکار، ج ا ص ۶۶)

اسی وجہ سے تمام محدثین نے اپنی تصانیف کا افتتاح اس حدیث سے کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ اس حدیث میں فقہ کے ستر ۷۰ ابواب ہیں۔ (شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ، ج ۷، ص ۵۳)

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ثلث علم قرار دیا ہے۔ (تحت حدیث مذکورہ، فتح الباری ومرقاۃ)

امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کو ثلث اسلام قرار دیا ہے، (تحت حدیث مذکورہ، فتح الباری)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں: کہ اصول اسلام تین احادیث پر مشتمل ہیں۔

(۱) اعمال کا مدار نیات پر ہے۔ (صحیح بخاری: ۱)

(۲) حلال ظاہر اور حرام بھی ظاہر ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۲)

(۳) جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی عبادت نکالی جس کا دین میں منشاء نہ ہو وہ مردود ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۶۹)

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ فقہ کا مدار پانچ احادیث پر مشتمل ہے۔

(۱) اعمال کا مدار نیات پر ہے۔ (بخاری: ۱)

(۲) حلال ظاہر اور حرام بھی ظاہر ہے۔ (صحیح بخاری: ۵۲)

(۳) میں نے تم کو جس کام سے منع کیا اس سے اجتناب کرو اور میں نے تم کو جس کام کا حکم دیا ہے اُس پر جس قدر تم عمل کر سکتے ہو عمل کرو۔ (مسلم: ۱۳۳۷)

(۴) کسی کو ضرر نہ پہنچاؤ۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۳۴۱)

(۵) دین خیر خواہی ہے۔ (بخاری: ۵۷)

نیت اور اختلافِ ائمہ کرام:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فرماتے ہوئے حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ۔

تمام ائمہ کرام کے نزدیک اعمال سے مراد اچھے عمل ہیں اور اعمال کا مضاف یعنی ''حکم الاعمال'' مقدر ہے۔ احناف کے نزدیک حکم سے حکم اُخروی یعنی ثواب مراد ہے۔ لیکن شوافع کہتے ہیں کہ حکم سے مراد حکمِ دنیاوی یعنی صحتِ عمل ہے۔ تو احناف کے نزدیک حدیث کا معنیٰ ہوگا کہ اعمال کا ثواب عبادت کی نیت کے ساتھ ہے (یعنی اگر نیتِ عبادت نہیں تو عمل ہو جائے گا لیکن ثواب نہیں ملے گا) اور شوافع فرماتے ہیں کہ عمل کا صحیح ہونا عبادت کی نیت کے ساتھ ہے (یعنی اگر نیت ہوگی تو عمل صحیح ہوگا اگر نہیں ہوگی تو صحیح نہ ہوگا)۔ یہ اختلاف وضو میں ظاہر ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک اگر وضو کی نیت نہ ہو تو وضو ہو جاتا ہے لیکن وضو کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔ اور شوافع کے نزدیک تو سرے سے وضو ہی نہیں ہوتا۔

احناف کی طرف سے الزامی جواب یہ ہے کہ نکاح، تجارت، سعی جمعۃ المبارک، کی نیت نہ ہو تو یہ تمام اعمال آپ (شوافع) کے نزدیک بھی صحیح ہو جاتے ہیں، یعنی آپ بھی کہتے ہیں کہ اگر نکاح میں آدمی یہ نیت نہ کرے کہ میں سنتِ نبوی کو اداء کر رہا ہوں تو

نکاح ہو جائے گا۔اسی طرح تمام مذکورہ امور کا حال ہے کہ وہ نیت کے بغیر بھی صحیح ہو جاتے ہیں لہٰذا شوافع کے معنی پر نقض وارد ہو گیا۔

احناف کے نزدیک حکم سے مراد حکم ثواب ہے اس پر قرینہ لفظی و معنوی دونوں موجود ہیں۔

1: قرینہ لفظی:

حکم سے مراد صحت عمل لینے پر اجماع نہیں لیکن ارادہ ثواب سے عمل کرنے پر ثواب کے ملنے پر سب کا اجماع قائم ہے، کہ نیت ثواب کے ساتھ عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

2: قرینہ معنوی:

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت ہی فرمایا۔اور عورت و دنیا کی طرف آنے کو بھی ہجرت ہی فرمایا، پتہ چلا کہ حکم سے مراد حکم اُخروی (ثواب) ہے۔حکم دنیاوی (صحتِ عمل) نہیں ورنہ دونوں کے لیے الفاظ مختلف ہوتے، لیکن ایسا نہیں دنیا میں دونوں کو ہجرت کہا گیا ہے۔اگر شوافع کا معنیٰ صحیح ہوتا تو دنیا و عورت کی طرف آنے والے کو مہاجر نہ کہا جاتا۔

(تقریرات علی البخاری از پیر محمد افضل قادری مدظلہ)

ہجرت کی تعریف اور اس کی اقسام:

ہجرت کا لغوی معنی ہے: ترک کرنا۔(مختار الصحاح، ص ۲۹۷، بیروت)

ہجرت کا اصطلاحی معنی:

کافروں کے علاقے کو ترک کر کے مسلمانوں کے علاقے میں جانا یا دار الخوف کو ترک کر کے دار الاسلام کی طرف جانا۔

ہجرت کی تعریف:

علامہ سیّد میر شریف جرجانی علیہ الرحمۃ ہجرت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ھی ترك الوطن الذی بین الكفار و الانتقال الی دار الاسلام"

(کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۱۸۲)

ترجمہ: کفار کے علاقے کے درمیان جو وطن ہے اس کو چھوڑ کر اسلامی ریاست کی طرف منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔

ہجرت کی اقسام:

(۱) ابتداء میں مسلمانوں کا مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا، دار الخوف سے دار الامن کی طرف ہجرت ہے، یا جیسے اب مسلمانوں کا بھارت سے برطانیہ، امریکہ، ہالینڈ، یا بعض، افریقی، ممالک کی طرف ہجرت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کا مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا، یا بعد میں اسلام لانے والوں کا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت

کرنا۔

(۳) جو شخص کافروں کے ملک میں رہتا ہو وہاں شعار الاسلام اور اظہار دین پر قادر نہ ہو تو اس پر دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے، جیسے بھارت سے مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔

(۴) بُرے کاموں کو ترک کر کے نیک کاموں کی طرف ہجرت کرنا، حدیث میں ہے: مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے ہجرت کرے۔ (بخاری:۱۰)

مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے ہجرت کرے۔ (سنن ابن ماجہ: ۳۹۴۲)

مہاجر وہ ہے جو بُرائیوں سے ہجرت کرے۔ (مسند احمد، ج ۲، ص ۲۰۶)

(۵) آخری زمانہ میں جب فتنوں کا ظہور ہوگا، تو لوگ شام کی طرف ہجرت کریں گے، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی۔ پھر روئے زمین کے نیک لوگ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہجرت کو لازم پکڑیں گے، اور روئے زمین کے بُرے لوگ اپنی جگہوں پر رہیں گے۔ (سنن ابو داؤد، ص ۲۴۸۲)

ہجرت ختم ہوگئی یا باقی رہے گی:

ہجرت کے بارے میں احادیث میں تعارض ہے بعض میں فرمایا گیا کہ ہجرت قیامت تک جاری رہے گی۔ اور بعض میں فرمایا گیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہوگئی ہے۔ جن احادیث میں ہجرت کے منقطع ہونے کا بیان ہے۔ وہ یہ ہیں:

1: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَا هِجرَةَ بَعدَ الفَتحِ وَلَكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا استُنفِرتُم فَانفِرُوا. (بخاری:۲۷۸۳)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

2: عَن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: زُرتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيدِ بنِ عُمَيرٍ اللَّيثِيِّ فَسَأَلنَاهَا عَنِ الهِجرَةِ فَقَالَت: لَا هِجرَةَ اليَومَ كَانَ المُؤمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُم بِدِينِهِ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَن يُفتَنَ عَلَيهِ فَأَمَّا اليَومَ فَقَد أَظهَرَ اللهُ الإِسلَامَ وَاليَومَ يَعبُدُ رَبَّهُ حَيثُ شَاءَ وَلَكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. (بخاری:۳۹۰۰)

ترجمہ: حضرت عطاء بن رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمیر لیثی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آج کل ہجرت نہیں پہلے مؤمنین کو خطرہ تھا۔ کہ ان کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا تو وہ اپنے دین کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطاء فرمادیا ہے اب مؤمن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

3:عَن أَبِي عُثمَانَ عَن مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: أَتَيتُ : النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَخِي فَقُلتُ: بَايِعنَا عَلَى الهِجرَةِ فَقَالَ: مَضَتِ الهِجرَةُ لِأَهلِهَا فَقُلتُ: عَلَى مَا تُبَايِعُنَا قَالَ: عَلَى الإِسلَامِ وَالجِهَادِ". (بخاری:2962،مسلم:1863،)

ترجمہ: حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی معبد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تا کہ آپ اس کو ہجرت پر بیعت فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت مہاجروں کے لیے ختم ہو چکی ہے تو میں نے عرض کی پھر آپ ہماری کسی چیز پر بیعت کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

یہ وہ احادیث ہیں جن میں ہجرت کے ختم ہو جانے کا فرمایا گیا اور جس حدیث میں ہجرت کے قیامت تک باقی رہنے کا فرمایا گیا وہ یہ ہے۔

1:عَن مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَنقَطِعُ الهِجرَةُ حَتَّى تَنقَطِعَ التَّوبَةُ وَلَا تَنقَطِعُ التَّوبَةُ حَتَّى تَطلُعَ الشَّمسُ مِن مَغرِبِهَا". (سنن ابوداؤد:۲۴۷۹)

حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہو گی جب تک توبہ منقطع نہ ہو،اور اس وقت منقطع ہو گی جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

ان احادیث میں تطبیق یہ ہے۔کہ ابتداء اسلام میں ہجرت فرض تھی اور فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی،اب ہجرت مستحب ہے فرض نہیں ہے۔لہٰذا جو ہجرت منقطع ہو چکی وہ فرض تھی اور جو ہجرت قیامت تک باقی رہے گی وہ مستحب ہے۔

(نعمۃ الباری،ج ا،ص122)

لیکن امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے یہ تطبیق فرمائی ہے کہ اب مکہ سے ہجرت فرض نہیں (کیونکہ وہ دارالاسلام بن چکا ہے) باقی وہ جگہیں جہاں دین اسلام کے احکام کی حفاظت نہ کی جا سکے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے،

(عمدۃ القاری،کتاب الجہاد والسیر ،باب فضل الجہاد والسیر ،ج ا،ص ۷۹،حدیث: ۲۷۸۳،) واللہ اعلم،

سوال:عورت بھی تو دنیا میں شامل تھی پھر اس کا مستقل ذکر کیوں کیا گیا؟

جواب:1۔اس کا جواب علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ عورت کا فتنہ بہت سخت ہے اس لیے اُس کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔

جواب:2۔اس لیے عورت کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔کہ عورت ہی اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب تھی۔

قبر پر اذان دینے کی پندرہ نیتیں:

امام اہل سنت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ نے قبر پر اذان دینے کی پندرہ نیتیں اور فائدے بیان فرمائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1 :بحولہ تعالیٰ شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

2 :بدولت تکبیر (اذان) عذابِ نار سے امان۔

3 :جوابِ سوالات کا یاد آ جانا۔

4 :ذکرِ اذان کے باعث عذابِ قبر سے نجات پانا۔

5 :بہ برکتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نزولِ رحمت۔

6 :بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

7 :زوالِ غم وسرور وفرحت۔

8 :میت کے لیے تدبیر دفع شیطان سے اتباعِ سنّت۔

9 :تدبیر آسانی جواب سے اتباعِ سنّت۔

10 دعاء عند القبر سے اتباعِ سنت۔

11 :بقصدِ نفع میت قبر پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنّت۔

12 :مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

13 :ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

14 :مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

15 :مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منتائے آواز تک مغفرت اور ہر تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دلوں کو صبر وسکون وراحت ہے اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں۔

الله اکبر،اشهد ان لااله الاالله،اشهد ان محمدا رسول الله،حی علی الصلاة،حی علی الفلاح، الله اکبر،لااله الاالله،ا

ورمکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں۔میت کے لیے وہ سات فائدے (پہلے سات ہیں) اور احیاء کے لیے پندرہ۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۶۷۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مسجد میں جانے کی 63 نیتیں:

ہم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی کے لحاظ سے تحریر کیں ہیں۔

امام اہل سنت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ نے مسجد میں جانے کی چالیس نیتیں بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”نیة المومن خیر من عمله رواه البیهقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سهل بن سعد رضی الله تعالی عنهما“ مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے، اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

(المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث: ۵۹۴۲ ،مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت، ج ۶، ص ۱۸۵)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لیے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد کیا ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر (فرشتے) ایک نیکی لکھیں گے، اور دوسرے (قدم) پر گنا محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔

1۔ اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

2۔ خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

3۔ شعارِ اسلام ظاہر کروں گا۔

4۔ داعی اللہ کی اجابت کروں گا۔

5۔ تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

6۔ مسجد سے خش و خاشاک وغیرہ دور کروں گا۔

7۔ اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتیٰ بہ پر (نفلی) اعتکاف کے لیے ورزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کے نیت کر لے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

8۔ امرِ الٰہی "خذوا زینتکم عند کل مسجد" (اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ) امتثال کو جاتا ہوں۔

9۔ جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔

10۔ جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا۔

11۔ جو علم میں میرے برابر ہو گا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

12۔ علماء کی زیارت۔

13۔ نیک مسلمانوں کا دیدار۔

14۔ دوستوں سے ملاقات۔

15۔ مسلمانوں سے میل۔

16۔ جو رشتہ دار ملیں گے اس سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم۔

17۔ اہل اسلام کو سلام۔

18۔ مسلمانوں سے مصافحہ۔

19۔ اُن کے سلام کا جواب۔

20۔ نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

22،21۔ مسجد میں جاتے، نکلتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔

بسم اللہ الحمد والسلام علیٰ رسول اللہ۔

24،23: دخول وخروج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وآلِ حضور، وازواجِ حضور، پر درود بھیجوں گا،

صلّ علیٰ سیّدنا محمد و علیٰ آل سیّدنا محمد و علیٰ ازاوج سیّدنا محمد۔

25: بیمار کی مزاج پرسی۔

26: اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

27: جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اُسے یرحمک اللہ کہوں گا۔

29،28: امر بالمعروف ونہی عن منکر کروں گا۔

30: نمازیوں کو وضو کا پانی دوں گا۔

32،31: خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی موذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا، اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پاچکا۔

"فقد وقع اجرہ علی اللہ" اللہ تعالیٰ اسے اجر عطاء فرمائے گا۔

33: جو بھولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔

34: اندھے کی دستگیری کروں گا۔

35: جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔

36: موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

37: دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

39،38: مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا۔

40: راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھوں گا۔

"الیٰ غیر ذلك من نیات کثیرۃ" تو دیکھیے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لیے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۶۷۳ تا ۶۷۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ نے ان کے علاوہ 14 نیتیں اور لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

41: اگر کوئی ضرورت مند نظر آیا تو اس کی مدد کروں گا۔

42 کسی سائل کو حسبِ استطاعت خیرات دوں گا۔

43 اگر راستہ میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ملی تو اُٹھا کر ایک طرف کردوں گا۔

44 راستہ میں اگر عورتیں نظر آئیں تو نگاہ نیچی کرکے گزر جاؤں گا۔

45 کسی مسلمان سے بات کرنی پڑی تو شائستگی اور ملائمت سے کروں گا۔

46اگر راستہ میں کوئی جنازہ ملا تو اس کی تعظیم کے لیے سواری سے اُتر جاؤں گا یا کھڑا ہو جاؤں گا۔

47اگر کہیں سے میوزک (گانے) کی آواز آئی تو وہاں سے جلدی گزر جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کانوں میں انگلیاں دے کر گزروں گا۔

48مسجد میں جانے کے لیے طویل مسافت کی راہ اختیار کروں گا، تاکہ زیادہ چلنے کی وجہ سے زیادہ اجر وثواب ملے۔

49جب تک مسلمان مسجد میں باوضو رہتا ہے فرشتے اس کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ سو وہ فرشتوں کی دعا کے حصول کی نیت کرے۔

50خلوت میں بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول رہوں گا۔

51قرآن مجید کی تلاوت کروں گا۔

52اگر مسجد میں وعظ ہو رہا ہوگا تو وعظ سنوں گا۔

53سنت الوضو پڑھنے کی نیت کرے۔

54:مسجد میں بیٹھ کر امورِ آخرت میں غور وفکر اور توبہ استغفار کرنے کی نیت کرے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ج ۵، ص ۹۲۴۔۹۱)

اور چند نیتیں ہم اپنی طرف سے شامل کرتے ہیں۔

55:مسجد میں اگر گرد وغبار ہوا تو صفائی کروں گا۔

56:مسجد کو بدعقیدہ لوگوں کے انتشار سے محفوظ رکھوں گا۔

57:مسجد کی اشیاء کو باحفاظت مسجد میں ہی استعمال کروں گا۔

58:مسجد میں لائبریری ہو تو اس سے استفادہ کروں گا۔

59:مسجد میں لوگوں کو اپنے قول اور فعل سے تکلیف نہ دوں گا۔

60:مسجد میں نماز کے لیے عمامہ کا استعمال کروں گا۔

61:مسجد کو بچوں کے شور شرابے سے محفوظ رکھوں گا۔

62:مسجد کی اپنی طاقت کے مطابق مالی خدمت کروں گا۔

63:اور مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے منکروں اور بدمذہبوں کو مسجد سے حتی الامکان نکالوں گا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نیتیں ہیں۔ اور آپ جتنی اچھی نیتیں کریں سب کا ثواب ملے گا۔

خوشبو استعمال کرنے کی 6 نیتیں:

اسی طرح خوشبو لگانا ایک عمل ہے اس میں نیت کرے کہ۔

1: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو پسند فرماتے تھے اس لیے خوشبو لگاتا ہوں۔

2: خوشبو لگانے سے مسجد کی تعظیم کا اظہار ہو۔

3: مسجد میں بیٹھنے والوں کو اس کے جسم سے بُری بو نہ آئے۔

4: اگر اس کے جسم سے بُری بو آئی تو نمازیوں کو تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ اس کی غیبت میں پڑ جائیں گے۔

5: نمازیوں اور فرشتوں کو خوشبو سے راحت ہو۔

6: خوشبو سے دماغ کو راحت پہنچتی ہے اور ذکر وفکر میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی خوشبو کی اچھی وجوہات تلاش کر کے ان کی نیت کرے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ج ۵، ص ۹۲۵)

حدیث مذکورہ سے مستنبط ہونے والے دس فوائد:

اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے فقیہ اعظم محمد شریف محدثِ کوٹلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

ہجرت ایک عمل ہے اگر اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا اور امتثال امر مقصود ہے تو موجب برکات ہے، اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اسی طرح انسان جو عمل کرتا ہے۔ اگر اس میں رضائے حق مقصود ہے تو باعث اجر ہے ورنہ نہیں۔ اب اس حدیث سے جو فوائد مستنبط ہوئے۔ (وہ دس ہیں جو درج ذیل ہیں)

1: ایک شخص اپنے قریبی کو کچھ خیرات دیتا ہے۔ اگر صرف اس کی غریبی کا خیال کر کے دیتا ہے، صلہ رحمی کی نیت نہیں کی تو صدقہ کا تو ثواب پائے گا۔ لیکن صلہ رحمی نہیں ہوگی، اگر محض صلہ رحمی کے لیے دیتا ہے تو صلہ رحمی کا ثواب تو ہوگا، صدقہ کا ثواب نہ ہو گا۔ اگر دونوں کی نیت کرے تو دونوں کا ثواب پائے گا، معلوم ہوا کہ ایک کام میں متعدد نیتیں کرنے سے ہر ایک نیت کا ثواب ملتا ثواب ملتا ہے۔

2: مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے۔ اگر اس میں بہ بیت اعتکاف بیٹھے تو اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ اگر اعتکاف کی نیت کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے۔ تو بحکم حدیث (جماعت کا منتظر نماز میں ہے) اس کو نماز کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس کے ساتھ اگر یہ نیت کرے کہ آنکھ، کان اور تمام اعضاء کی جملہ منہیات سے حفاظت ہوگی، تو یہ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھ کر بڑھوں گا، تو اس کا ثواب بھی پائے گا۔ اگر یہ نیت بھی کرے کہ حج وعمرہ کا ثواب ملے گا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، (کہ جو شخص وضو کر کے مسجد میں جائے اس کو حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے) تو اس کو یہ ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے، کہ مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہوگا، یا امر بالمعروف اور نہی عن منکر حاصل ہوگا، تو اس کا ثواب بھی ضرور حاصل کرے گا۔ پھر اگر یہ نیت بھی کرے کہ کوئی دینی بھائی مسجد میں ملے گا، اس کی زیارت سے مستفیض ہوں گا، تو یہ اور اجر ہوگا۔ اسی طرح اگر نیت تفکر ومراقبہ کی کرے، کہ مسجد میں تنہا ہو کر دل کی جمعیت کے ساتھ مراقبہ کروں گا، تو یہ اجر بھی پائے گا۔ الغرض جتنی نیتیں کرے گا سب کا ثواب پائے گا۔ کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ "وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیٍٔ مَّا نَوٰی" کا یہی مطلب ہے کہ جو نیت کرے گا وہ پائے گا۔ (فقہ الفقیہ، فرید بکسٹال لاہور، ص ۸۳،)

3: اسی طرح اگر کسی میت کے ساتھ کوئی شخص نقدی یا غلہ قبر پر لے جائے اور اُس کی نیت یہ ہو کہ قبر پر مساکین مل سکتے ہیں،

نیز عام مساکین جنازہ میں شامل ہو جاتے ہیں، تو کوئی حرج نہیں ہے، میت کے لیے جو کچھ دیا جائے گا، حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کا ثواب اس میت کو ضرور پہنچائے گا ہاں اگر اُس کی نیت درست نہیں بلکہ محض دکھاوا ہے۔ تو خواہ گھر کی کوٹھری میں بیٹھ کر خیرات کرے گا تو اُس کا بھی ثواب نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ نیت صحیح نہیں، معلوم ہوا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اگر نیت خدا کے لیے اور ایصال ثواب کی ہے تو قبر پر لے جانے سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا، اور اگر نیت میں ریاء ہے تو گھر میں بھی کچھ نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے امور میں نیت صحیح ہو نہ یہ کہ ایسے کام ہی چھوڑ دیں۔

4: اسی طرح میت کے بعد تیسرے، یا ساتویں، یا چالیسویں، دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے اس میں بھی اگر وارثوں کی نیت یہ ہے، کہ ان دنوں میں مساکین جمع ہو جاتے ہیں یا دوسرے خویش واقارب آجاتے ہیں یا معین کرنے کے سبب کچھ نہ کچھ اداء ہو جاتا ہے۔ تو معین کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر یہ نیت ہو کہ ان اوقاتِ مخصوصہ میں کھانا کھلانا تو پہنچتا ہے، آگے پیچھے کا نہیں پہنچتا تو یہ نیت غلط ہے اس کی اصلاح کر دینی چاہیے۔ کہ میت کو جس روز بھی ثواب پہنچانا چاہے تو اس کو پہنچتا ہے۔ کھانا ہو یا نقدی یا قرآن کی تلاوت، کسی دن کو خاص کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر (کسی خاص دن کو معین کرنے میں) مصلحت ہو حرج بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ نیت پر اعمال کا مدار ہے، نیت ایصال ثواب کی ہے تو جس روز بھی صدقہ، خیرات، عبادات، تلاوت قرآن کریم وغیرہ کا ثواب جتنے مسلمانوں بخشے گا۔ تو سب کو پورا، پورا پہنچے گا۔ تیسرا دن ہو یا ساتواں یا دسواں اگر ریاء کاری کے لیے کرتا ہے تو سب کچھ بیکار ہے۔

5: اسی طرح انسان کے قبر میں جانے کے بعد لوگ بیٹھتے ہیں، اور کلمہ پڑھتے ہیں ان کی نیت یہ ہوتی کہ لوگ خالی بیٹھیں گے تو حقہ نوشی کریں گے یا فضول باتیں کریں گے، کلمہ طیبہ جس کی نسبت حدیث شریف میں افضل الذکر ہے پڑھتے رہیں تو یقیناً موجب برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستر 70 ہزار بار ہو جائے اور میت کو بخشا جائے تو میت کی بخشش کی اُمید ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ موجب حدیث وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى، کلمہ پڑھنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق نہ ملے؟؟۔ جب حضور علیہ السلام نے فرمادیا ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی تو ضرور اجر ملے گا پھر وہ میت کو بخشیں گے تو ضرور میت کو بھی پہنچے گا۔

6: اسی طرح محفل میلاد کرنا اور جلوس نکالنا، تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ظاہر ہو اور سلام کی عزت، عظمت، اور ہیبت مخالفین اسلام کے دلوں میں جاگزین ہو تو اسی حدیث کی روح سے جائز ہے کہ ان کاموں میں نیت نیک ہے۔

7: اسی طرح ہر وہ کام جس کی ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ فرمائی ہو، جیسے (ختم گیارہویں شریف، بزرگانِ دین کے عرس وغیرہ، نیک نیت کے ساتھ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

8: قرآن شریف جنابت کی حالت میں پڑھنا منع ہے لیکن اگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے۔ مثلاً وہ آیات جن میں دعا ہے جنبی کو بہ نیت قرأت پڑھنا حرام ہے اور بہ نیت دعا درست ہے۔

9: اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب ملائکہ بندوں کے

اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلْقِ تلکَ الصَّحیفة، اَلْقِ تلکَ الصَّحیفة، اس صحیفہ کو ڈال دے، اس صحیفہ کو ڈال دے، وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خدایا تیرے اس بندے نے نیک باتیں کیں، نیک عمل کیے ہم نے سنا دیکھا اس کے نیکیوں کے دفتر میں لکھا اب اسے کس طرح ڈال دیں؟ حکم ہوگا کہ "لم یرد بہ وجھی" کہ اس بندہ نے اس عمل میری رضا کا ارادہ نہیں کیا یعنی اس کی نیت اس عمل میں میری رضا کی نہ تھی، اس لیے میرے حضور میں قبول نہیں۔ اسی طرح ای دوسرے فرشتے کو حکم ہوگا "اُکتب لفلان کذا و کذا" فلاں بندے کے نامہ اعمال میں فلاں فلاں نیک عمل لکھدے، فرشتہ عرض کرے گا کہ خدایا اس نے تو یہ کام کیا ہی نہیں، تو کیسے لکھوں؟ حکم ہوگا کہ اس نے نیت کی تھی اس کا ارادہ کرنے کا تھا مگر اس سے نہ ہوسکا۔ سبحان اللہ دیکھئے نیت نیک کرنے سے بغیر کیے اعمال کا ثواب مل گیا۔ اور بری نیت سے کیے ہوئے اعمال ضائع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اخلاص کی توفیق دے۔

10: ادب:

ہر کام میں نیک نیت ہونا چاہیے، (اور جتنی زیادہ نیتیں ہوں گئیں ثواب بھی زیادہ ہوگا) حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا اور مسجد کی طرف ایک دریچہ رکھا، اس کے پیر نے پوچھا یہ دریچہ کس لیے رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ہوا کے لیے، آپ نے فرمایا اگر تو یہ نیت کرتا کہ یہ دریچہ محض اس لیے رکھا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آجائے، یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہوجایا کرے تو ہوا تو خود بخود آجایا کرتی اور تجھے اس کا ثواب بھی ہوتا۔ (فقہ الفقیہ، فرید بکسٹال لاہور، ص ۸۲ تا ۸۶)

خلوص کی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت:

ایک آدمی پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا، (لیکن) ان کی طلب میں خلوص تھا، تو مجبور ہوکر ایک رات عرض کیا: اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا، صبح کی نماز پڑھنے جارہے تھے، تو سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کیے آرہا تھا انہوں نے ہاتھ پکڑ لیا کہ حضرت بیعت لیجئے، وہ حیران ہوا، بہت انکار کیا نہ مانے آخر اس نے مجبور ہوکر کہہ دیا حضرت میں چور ہوں یہ دیکھیے چوری کا مال میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا، اتنے میں حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے، اور اس چور کو مراتب دیئے، تمام مقامات فوراً طے کرائے، ولی کیا (ولی بنایا) اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے اس سے بیعت لی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص ۴۰۷، مکتبۃ دعوت اسلامی، بتصرف)

2- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا

يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی کیسے آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبھی گھنٹی کی آواز کے ساتھ آتی ہے اور یہ مجھ پر زیادہ سخت ہے فرشتہ جو کچھ بھی کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں تو یہ کیفیت دور ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ سخت جاڑے والے دن میں وحی آتی تو وحی نازل ہونے کے اختتام پر جبین مقدسہ سے پسینہ بہہ رہا ہوتا تھا۔

(مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث: 1490، سنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: 1006، مستدرک، رقم الحدیث: 5213، معجم الکبیر، رقم الحدیث: 3343، سنن البیہقی الکبریٰ، رقم الحدیث: 13120، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3567، سنن النسائی، رقم الحدیث: 924، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: 38، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4304، مسند احمد، رقم الحدیث: 24092، مسند اسحاق بن راہویہ، رقم الحدیث: 755، مسند الصحابۃ، رقم الحدیث: 38)

تعارف راوی:

حضرت عائشہ صدیقہ: ام المومنین ہیں ابوبکر صدیق کی دختر آپ کی ماں ام رومان بنت عامر بن عویمر ہیں، حضور انور نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں آپ سے نکاح کیا یعنی ہجرت سے تین سال پہلے، ۲ دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف صرف نو برس تھی، نو سال حضور انور کے ساتھ رہیں حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی، آپ کے سواء کسی کنواری بیوی سے حضور انور نے نکاح نہیں کیا بے مثال عالمہ فقیہہ فصیحہ فاضلہ تھیں حضور انور سے بہت ہی احادیث روایت فرمائیں تاریخ عرب پر بڑی خبر تھی، اشعار عرب پر بڑی نظر تھی مدینہ منورہ میں ۱۷ سترہ رمضان منگل کی رات وفات ہوئی، وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جاوے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں، آپ پر حضرت ابوہریرہ نے نماز پڑھائی مروان بن حکم کی طرف سے اس وقت مروان مدینہ کے حاکم تھے امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ صرف آپ کے بستر میں حضور پر وحی آئی حضرت جبرئیل آپ کو سلام کرتے تھے آپ پر بہتان لگا تو سورۂ نور کی قریبًا اٹھارہ آیتیں آپ کی براءت میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریم اور حضرت یوسف کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ رضی اللہ عنہا۔

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ ان کی پرنور صورت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ تہذیب میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری مسلم دونوں کی روایات اور چون احادیث صرف بخاری کی ہیں اڑسٹھ احادیث صرف مسلم کی، عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کا عالم نہ پایا۔ (حاشیہ)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی

الصحابیات، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

3-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا اِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءِ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلَى اَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَائَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَائَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللهِ مَا يُخْزِيْكَ اللهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى ابْنَ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَآءَ اللهُ اَنْ يَّكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ نَزَّلَ اللهُ عَلٰى مُوْسٰى يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا يَالَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ: بَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَائَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى (يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ) فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهٗ عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ وَاَبُوْ صَالِحٍ وَّتَابَعَهٗ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ

الزُّهْرِيِّ وَّقَالَ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهٗ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر صبح روشن کی طرح ظاہر ہوتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس میں گوشہ نشینی کی محبت ڈال دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں گوشہ نشینی اختیار فرمانے لگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر متعدد راتوں تک عبادت میں مصروف رہتے جب تک اپنے اہل کا اشتیاق نہ ہوا کرتا اور اس کے واسطے توشہ بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آیا کرتے اور اس کی مثل توشہ دوبارہ لے جایا کرتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں تشریف فرما تھے ایک فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: پڑھیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نہیں پڑھنے والا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پھر فرشتہ نے پکڑ کر زور سے دبوچا پھر مجھے چھوڑ دیا تو کہا اب پڑھیے۔ میں نے کہا: میں نہیں پڑھنے والا چنانچہ اس نے مجھے دوبارہ پکڑا دوسری دفعہ مجھے زور سے دبوچا پھر مجھے چھوڑ کر کہا: پڑھیے تو میں نے پھر بھی کہا: میں نہیں پڑھنے والا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے مجھے دوبارہ پکڑا اور تیسری دفعہ بھی مجھے زور سے دبوچا پھر چھوڑ دیا تو کہا: اپنے اس رب تعالیٰ کے نام اقدس سے پڑھیے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا فرمایا پڑھیے اور آپ کا رب تعالیٰ سب سے زیادہ کریم ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کے ساتھ اس حالت میں گھر کو واپس ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اقدس دھڑک رہا تھا اور حضرت خدیجہ بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچنے پر فرمایا: مجھے کپڑا اوڑھا دیجئے مجھے کپڑا اوڑھا دیجئے چنانچہ اہل خانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر اوڑھا دی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ زائل ہوگئی پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا واقعہ بیان فرمایا تو ارشاد فرمایا: مجھے اپنی جان پر ڈر ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، سچ گو ہیں اور لوگوں کو وہ کچھ عطا فرمانے والے ہیں جو ان کے پاس ہے ہی نہیں اور مہمان نوازی کرنے والے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آمدہ مصائب میں مدد کرنے والے ہیں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی اپنے چچا زاد کے پاس لے کر گئیں اور ورقہ زمانہ جاہلیت میں نصرانیت کے مرتکب ہو گئے تھے وہ عبرانی لکھنے کا علم رکھتے تھے اور انجیل کو عبرانی میں لکھتے تھے جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا (وہ لکھتا) اور وہ ان دنوں بہت زیادہ بوڑھے نابینا ہو چکے تھے ان کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے چچا زاد! اپنے برادر زادے کی بات کو سنئے تو ورقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے برادر زادے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی ملاحظہ کیا تھا وہ کچھ بتایا۔ تو ورقہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ کاش کہ میں ان دنوں بہت قوی جوان ہوتا، کاش کہ میں اس وقت حیات ہوتا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر ارشاد فرمایا: کیا مجھے میری قوم نکال دے گی؟ ورقہ نے عرض کیا: ہاں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند کوئی شریعت لے کر تشریف لایا تو اس سے دشمنی کی گئی اس کو ستایا گیا۔ مجھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مقدسہ نصیب ہوا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور مدد کروں گا چند دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور وحی

... ی رک گیا۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ... ت وحی کی حدیث کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو میں ارشاد فرمایا: میں چلتا جارہا تھا کہ ا... ند آسمان کی جانب سے آواز کو سنا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہی زمین و آسمان کے مابین ...سی پر بیٹھا ہوا ہے جس سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا چنانچہ میں واپس پلٹا تو میں نے کہا: مجھے کپڑا اوڑھا دیجئے، مجھے کپڑا اوڑھا د... یں اللہ تعالیٰ نے ان آیات کا نزول فرمایا: اے چادر اوڑھنے والے اٹھئے ڈرائیے اور اپنے رب تعالیٰ کی بڑائی کو بیان ف... اور اپنے کپڑے پاک وصاف رکھئے اور بتوں سے مجتنب رہئے۔ اس کے بعد وحی میں کثرت اور تسلسل پیدا ہو گیا۔ عبداللہ بن یوسف اور ابوصالح نے یحییٰ بن کبیر کی متابعت کی اور ہلال بن رداد نے زہری کی روایت کے اندر عقیل کی متابعت کی اور یونس اور معمر نے بجائے ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب گھبرا رہا تھا'' کے ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے مابین گوشت تھرتھرانے'' کا کہا ہے۔

(سنن البیہقی الکبری، رقم الحدیث: 17499، مسند احمد، رقم الحدیث: 24768، مسند اسحاق بن راہویہ، رقم الحدیث: 840، مسند الصحابة، رقم الحدیث: ...، ابن حبان، رقم الحدیث: 33، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 160، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث: 9719، دلائل النبوہ، رقم الحدیث: 162)

4- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَّكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَنَا اُحَرِّكُهُمَا لَكُمْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ) قَالَ جَمْعُهٗ لَكَ فِيْ صَدْرِكَ وَتَقْرَاَهٗ (فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ) قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَاَنْصِتْ (ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ) ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ تَقْرَاَهٗ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَاَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَاَهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس فرمان باری تعالیٰ ''آپ جلد یاد کرنے میں اپنی زبان مقدسہ کو حرکت نہ دیں'' کی تفسیر میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے نزول سے شدت محسوس فرمایا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تم کو سمجھانے کے واسطے اپنے ہونٹوں کو ملاتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلایا تھا۔ اور سعید کا بیان ہے کہ میں تمہارے لئے اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہوں جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہلایا کرتے تھے چنانچہ آپ نے اپنے ہونٹوں کو ہلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کا نزول فرمایا ''آپ جلد یاد کرنے میں اپنی زبان مقدسہ کو حرکت نہ دیں'' اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے فرمایا کہ ہمارے ہی ذمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہے۔ چنانچہ جب ہم پڑھ چکیں تو اس پڑھے ہوئے کی اتباع فرمایئے اور جس وقت اس کو ہم نازل کر

چکیں تو اس کو توجہ سے سنئے اور خاموشی اختیار فرمائیے پھر ہم پر ہی اس کا بیان ہے پھر ہمارے ہی ذمہ کرم پر ہے کہ آپ اس کی تلاوت کرتے رہیں گے پھر جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ سے سنا کرتے، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے جایا کرتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح ہی پڑھا کرتے جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا۔

(معجم الکبیر، رقم الحدیث:12297،سنن النسائی، رقم الحدیث:926،صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:39،صحیح مسلم، رقم الحدیث:680،مسند ابی عوانہ، رقم الحدیث:3785،مسند احمد، رقم الحدیث:3023،مسند الصحابۃ، رقم الحدیث:1،مسند الطیالسی، رقم الحدیث:2750،سنن النسائی، رقم الحدیث:2750)

تعارف راوی

عبداللہ بن عباس: آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو علم وحکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حَبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتّر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

5-حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ سخاوت جو ہوتی وہ رمضان میں ہوتی جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ملاقات کیا کرتے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رمضان المبارک کی ہر رات میں ملاقات کر کے قرآن مجید کا دور کرتے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجی ہوا سے بھی زیادہ خیر رساں ہوا کرتے۔

(الادب المفرد، رقم الحدیث:292،سنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث:7991،سنن البیہقی، رقم الحدیث:8298،سنن النسائی، رقم الحدیث:2068، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:3440،صحیح ابن خزیمہ، رقم الحدیث:1889،صحیح مسلم، رقم الحدیث:4260،مسند ابی یعلی، رقم الحدیث:2552،مسند احمد، رقم الحدیث:2485،مسند الصحابۃ، رقم الحدیث:2،مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث:646،معجم ابن عساکر، رقم الحدیث:346)

6-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيْهَا اَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَاَتَوْهُ وَهُمْ بِاِيْلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِيْ مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّوْمِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ اَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا اَقْرَبُهُمْ نَسَبًا فَقَالَ اَدْنُوْهُ مِنِّيْ وَقَرِّبُوْا اَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوْهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَوَاللهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ اَنْ يَّاْثِرُوْا عَلَيَّ كَذِبًا لَّكَذَبْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ اَوَّلَ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهُ اَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ اَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَاَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ لَّا نَدْرِيْ مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ يَّنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ قَالَ مَاذَا يَاْمُرُكُمْ قُلْتُ يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ اٰبَاؤُكُمْ وَيَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ سَاَلْتُكَ عَنْ نَّسَبِهِ فَذَكَرْتَ اَنَّهُ فِيْكُمْ ذُوْ نَسَبٍ فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ اَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَّاْتَسِيْ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا قُلْتُ فَلَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اَبِيْهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا فَقَدْ اَعْرِفُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ وَسَاَلْتُكَ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّ ضُعَفَاءَهُمِ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَذَكَرْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ اَمْرُ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ اَيَرْتَدُّ اَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ

وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّهٗ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَاِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ لَّمْ اَكُنْ اَظُنُّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ فَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَائَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهٖ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ بَعَثَ بِهٖ دِحْيَةِ الْكَلْبِيْ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَرَاَهٗ فَاِذَا فِيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيسِيِّيْنَ وَ يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لاَّ نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

قَالَ اَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَأَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَاُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ حِيْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اِنَّهٗ يَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا اَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ

وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ صَاحِبُ اِيلِيَاءَ وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلٰى نَصَارَى الشَّامِ يُحَدِّثُ اَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ اِيْلِيَاءَ اَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيْثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهٖ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَاَلُوْهُ اِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ حِيْنَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَّخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالُوْا لَيْسَ يَخْتَتِنُ اِلَّا الْيَهُوْدُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَاْنُهُمْ وَاكْتُبْ اِلٰى مَدَايِنِ مُلْكِكَ فَيَقْتُلُوْا مَنْ فِيْهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَبَيْنَمَاهُمْ عَلٰى اَمْرِهِمْ اُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ اَرْسَلَ بِهٖ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهٗ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا اَمُخْتَتِنٌ هُوَ اَمْ لَا فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ اَنَّهٗ مُخْتَتِنٌ وَّسَاَلَهٗ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ فَقَالَ هِرَقْلُ هٰذَا مُلْكُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ اِلٰى صَاحِبٍ لَّهٗ بِرُوْمِيَةَ وَكَانَ نَظِيْرَهٗ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ اِلٰى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتّٰى اَتَاهُ كِتَابٌ مِّنْ صَاحِبِهٖ يُوَافِقُ رَاْيَ هِرَقْلَ عَلٰى خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّوْمِ فِيْ دَسْكَرَةٍ لَّهٗ بِحِمْصَ ثُمَّ اَمَرَ بِاَبْوَابِهَا

فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَاَنْ يَّثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتَبَايَعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَاٰى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَاَيِسَ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ اِنِّيْ قُلْتُ مَقَالَتِيْ اٰنِفًا اَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَاَيْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ شَاْنِ هِرَقْلَ
قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ رَوَاهُ صَالِحُ ابْنُ كَيْسَانَ وَيُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

زہری کا بیان ہے کہ مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے ان کو خبر دی کہ ہرقل نے قاصد کو بھیج کر ابوسفیان کو ان کے ساتھیوں سمیت جو قریش کے شتر سوار تھے بلایا اور وہ اس وقت شام میں تجارت کی خاطر تھے اس وقت جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور کفار قریش سے مصالحت قائم فرمائی تھی پس یہ ہرقل کے پاس پہنچے اور ہرقل اپنی جماعت کے ساتھ ایلیا میں تھا ہرقل نے ان کو اپنی مجلس میں بلایا اور اس کے اردگرد عمائد روم بیٹھے ہوئے تھے پھر ان کو اپنے پاس بلا کر اپنے ترجمان کو بلایا تو اس نے پوچھا تم میں کون سا شخص ان سے نسب میں زیادہ قربت رکھتا ہے جو خود کو نبی گمان کرتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: میں ان سب سے زیادہ نسب میں قربت رکھتا ہوں تو ہرقل نے کہا: انہیں میرے قریب کر دو اور ان کے رفقاء کو ان کے بھی قریب کر کے پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ان کے رفقاء سے کہو کہ میں اس آدمی سے ان مدعی نبوت کے متعلق دریافت گو ہوں اگر یہ مجھ سے غلط بولیں تو تم ان کو جھٹلا دینا۔ اس نے کہا: بخدا! اگر مجھے اس بات سے حیاء نہ آتی کہ رفقاء واپس ہو کر میرے جھوٹ کو بیان کر دیں گے تو میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق ضرور کذب بیانی کر دیتا۔ اس نے پہلی بات مجھ سے آپ ﷺ کے بارے میں یہ استفسار کی تمہارے ہاں اس آدمی کا نسب کس طرح کا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں عالیشان نسب والے ہیں تو ہرقل نے پوچھا: کیا یہی بات تم سے قبل کسی نے ان سے پہلے بھی کہی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، ہرقل نے پوچھا: ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہو کر گزرا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، ہرقل نے پھر دریافت کیا کہ ان کی پیروی اعلیٰ طبقہ کے لوگ کرتے ہیں، نچلے طبقہ والے لوگ کرتے ہیں۔ میں نے کہا: نچلے طبقہ والے لوگ۔ ہرقل نے دریافت کیا: آیا بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، میں نے کہا: بلکہ بڑھ رہے ہیں، ہرقل نے دریافت کیا: ان میں سے کوئی ان کے دین کو ناپسند کر کے اس میں داخل ہونے کے بعد مرتد بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا: نہیں۔ ہرقل نے دریافت کیا: اس بات کرنے سے قبل تم ان کو جھوٹ سے متہم کیا کرتے تھے، میں نے کہا: نہیں۔ ہرقل نے پوچھا: کیا وہ عہد شکن ہیں، میں نے کہا: نہیں مگر ہم زمانہ مصالحت میں آئے ہیں کہ معلوم نہیں کہ وہ اب کیا کر رہے ہیں، ابوسفیان نے کہا: مجھے اس کے علاوہ کسی ایسی بات کو ملا دینے پر طاقت نہیں ہوئی جس میں شان کی کمی ہوتی ہو۔ ہرقل نے دریافت کیا: تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے دریافت کیا: پھر جنگ کا کیا نتیجہ آیا! میں نے کہا: ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ڈول کی طرح رہی بعض اوقات ان کے قبضہ میں بعض اوقات ہمارے قبضہ میں آ جاتی (یعنی فتح حاصل کر لیتے) ہرقل نے دریافت کیا: وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ فرماتے ہیں کہ صرف اللہ وحدہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے آباء کی باتوں کو ترک نہ کر دو اور ہم کو نماز، سچ بولنے، پاکدامنی اور صلہ رحمی کرنے کا حکم ارشاد فرماتے ہیں تو اس نے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے تم سے

ان کے نسب کے متعلق دریافت کیا تو تم نے یہ بیان کیا کہ وہ تم میں عالیشان نسب والے ہیں اور رسول یونہی اپنی قوم کے عالیشان نسب میں مبعوث ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ یہ بات تم میں سے کسی نے ان سے قبل بھی کہی ہے؟ تو تم نے بیان کیا کہ نہیں۔ میں نے کہا اگر کسی نے یہ بات ان سے قبل کہہ دی ہوئی ہوتی تو میں کہتا کہ یہ پہلے کہی ہوئی بات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوگزرا ہے تو تم نے یہ کہا کہ نہیں، میں نے کہا کہ اگر ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے آبائی ملک کے طلب گار ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ یہ بات کہنے سے قبل تم ان کو جھوٹ سے متہم کیا کرتے تھے؟ تو تم نے کہا کہ نہیں میں اس قدر بات یقینا جانتا ہوں کہ یہ جب انسان پر جھوٹ نہیں باندھتے تو اللہ تعالیٰ پر کبھی بھی جھوٹ نہیں باندھیں گے۔ میں نے تم سے دریافت کیا تھا کہ اعلیٰ طبقہ کے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا نچلے طبقہ والے لوگ پیروی کرتے ہیں تو تم نے کہا کہ نچلے طبقہ والے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں پس یہی لوگ رسل کی اتباع کرتے ہیں اور میں نے تم سے دریافت کیا کہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہورہے ہیں تم نے کہا کہ بڑھ ہی رہے ہیں اور یہی ایمان کی حالت ہوتی ہے حتیٰ کہ کامل ترین ہوجائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو ناپسند جان کر کوئی مرتد بھی ہوا ہے تو تم نے کہا ہے کہ نہیں تو یہی حالت ایمان والی ہے جب اس کی بشاشت قلوب میں مختلط ہوجائے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ عہد شکن ہیں؟ تو تم نے کہا کہ نہیں اور رسل کی اسی طرح ہی شان ہوتی ہے کہ وہ عہد شکن نہیں ہوا کرتے۔ اور میں نے تم سے سوال کیا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور بتوں کی پوجا سے روکتے ہیں اور نماز، سچ بولنے اور پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اگر یہ ساری باتیں صادق ہیں تو وہ یقینا نبی ہیں وہ عنقریب میرے پاؤں کے نیچے والی زمین کے مالک ہوجائیں گے اور مجھے کامل بھروسہ تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر اس کا خیال کبھی بھی نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ کاش مجھے پختہ یقین ہوتا کہ ان تک پہنچ پاؤں گا پس سفر کی مشقت برداشت کر کے اس سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا، کاش میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کے پاؤں اقدس کو دھوتا رہتا (اور عبدالمصطفیٰ کہتا ہے کہ میں دھو کر اس دھوون کو پیتا رہتا) پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ خط طلب کروایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دحیہ کلبی کے ہاتھوں بصریٰ کے حاکم کے پاس بھیجا تھا تو اس نے اس عظیم نامہ کو ہرقل کے پاس پہنچایا تو اس نے اس کو پڑھا۔ اس میں تحریر تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ یہ عظیم دعوت نامہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس بھیجا جارہا ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اس کو سلام ہو اس کے بعد میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہوجاؤ سلامتی میں رہو گے اسلام لے آؤ اللہ تعالیٰ تم کو دوگنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو تیرے اوپر رعایا کا بھی گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب تم اس کلمہ کی جانب دوڑے آئے جو ہم میں اور تم میں برابر ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اگر وہ نہ تسلیم کریں تو تم کہو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: جب ہرقل سوال وجواب کرچکا اور خط پڑھنے سے فراغت پالی تو پھر اس کے پاس بہت شور اٹھ گیا حتیٰ کہ آوازیں بلند ہوگئیں اور ہمارے متعلق حکم دیا گیا ہم باہر نکال دیئے گئے، میں نے باہر نکل کر اپنے رفقاء سے کہا: قسم خدا کی ابوکبشہ کے بیٹے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شان بہت بلند ہوگئی ہے

کہ ان سے تو بادشاہ روم بھی خوفزدہ ہو گیا۔ پھر مجھے اس بات پر کامل یقین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنقریب غلبہ پائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کو داخل فرما دیا جبکہ میں اس سے قبل اسلام کو ناپسند کرتا تھا اور ابن ناطور جو ہرقل کا دوست اور ایلیاء کا حاکم اور شام کے نصرانیوں کا پادری تھا وہ کہتا ہے کہ ہرقل جب ایلیاء آیا تو ایک روز صبح پریشان دکھائی دیا تو اس کے بعض اراکین نے استفسار کیا آپ کا مزاج ہم عادت کے خلاف دیکھ رہے ہیں۔ ابن ناطور نے کہا کہ ہرقل کاہن تھا علم نجوم میں دقیق نظر تھا اراکین کے استفسار کرنے پر اس نے بیان کیا کہ میں نے آج رات جب ستاروں پر نظر دوڑائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غلبہ پا گیا اس دور میں کون ختنہ کرواتے ہیں۔ لوگوں نے کہا: صرف یہود ختنہ کرواتے ہیں آپ ان کے لئے فکر مند نہ ہوں اپنی بادشاہت کی حدود میں یہ حکم جاری فرما دیجئے کہ ادھر جس قدر بھی یہود ہوں ان کو قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران ہرقل کے پاس ایک شخص کو حاضر کیا گیا جس کو غسان کے بادشاہ نے روانہ کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر ہرقل کو پہنچا دو۔ اس آدمی سے ہرقل نے حال دریافت کیا پھر حکم دیا لے جاؤ یہ دیکھو کہ یہ ختنہ برید ہے کہ نہیں؟ اس کو لوگوں نے دیکھا اور ہرقل کو بیان کیا کہ یہ ختنہ برید ہے۔ ہرقل نے اس سے عرب کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بیان کیا کہ اہل عرب ختنہ کرواتے ہیں۔ تو ہرقل نے کہا: یہی تو اس دور کا بادشاہ ہے جو غلبہ پا گیا پھر ہرقل نے رومیہ کے اپنے دوست کے پاس تحریر کیا اور یہ ہرقل کا علم میں برابری والا تھا۔ ہرقل حمص کی جانب آ گیا اور ادھر ہی قیام پذیر رہا حتیٰ کہ ہرقل کے دوست کا واپسی جواب پہنچا تو وہ بھی ہرقل کے ساتھ اس بات پر اتفاق رکھتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہو چکے ہیں اور یہ کہ وہ یقیناً نبی ہیں پھر ہرقل نے روم کے عمائد کو حمص کے محل میں اکٹھے ہونے کی رخصت مرحمت کی جس وقت سارے اکٹھے ہو گئے تو محل کے دروازوں کو ہر طرف سے بند کروا دیا۔ پھر ان کے روبرو آ کر کہا اے روم والو! تمہیں کامیابی اور ہدایت کی آرزو ہے۔ تم کیا یہی پسند کرتے ہو کہ تمہارا ملک صحیح سلامت رہے تو پس اس نبی کی بیعت کر لو وہ یہ سن کر جنگلی گدھوں کی مانند بھڑک کر دروازوں کی جانب بھاگ پڑے مگر دروازوں کو بند پایا جب ہرقل نے ان کی نفرت کو دیکھا اور ان کے ایمان سے ناامید ہو گیا تو اس نے کہا: ان کو میرے پاس دوبارہ لے آؤ چنانچہ ان کے آنے پر ہرقل نے کہا: میں نے اس وقت جو بات بیان کی ہے وہ اس واسطے بیان کی ہے کہ دین پر تمہاری مضبوطی کو آزما رہا تھا اس کو میں نے دیکھ لیا ہے چنانچہ اس کے بعد تمام نے اس کو سجدہ کیا وہ اس سے رضامند ہو گئے ہرقل کا یہی حال آخری وقت تک رہا۔

(معجم الکبیر، رقم الحدیث: 7270، سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2641، مسند ابی عوانہ، رقم الحدیث: 6732، مسند ابی یعلی، رقم الحدیث: 2617، مسند احمد، رقم الحدیث: 2252، مسند الشامیین، رقم الحدیث: 3132، مسند الصحابۃ، رقم الحدیث: 167)

تعارف راوی

ابوسفیان: آپ صخر بن حرب بن امیہ کے بیٹے ہیں، اموی قرشی ہیں، امیر معاویہ کے والد واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، قرشی ہیں، زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار ان کے علمبردار تھے، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، مؤلفۃ القلوب سے تھے، غزوہ حنین میں حضور انور کے ساتھ تھے، حضور نے اس غزوہ میں آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا، غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی، غزوہ یرموک یعنی عہد فاروقی میں دوسری آنکھ شہید ہو گئی کہ اس میں پتھر لگا آپ سے حضرت عبداللہ بن عباس نے احادیث لیں، ۳۴ھ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جنت البقیع میں دفن ہوئے، ام المومنین جناب

ام حبیبہ آپ کی دختر ہیں یعنی آپ حضور انور کے خسر ہیں۔ (مترجم)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین،، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ (الشوریٰ:51)

ترجمہ: اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے ماسوا وحی کے یا پردے کی اوٹ سے، یا اللہ کسی فرشتہ کو بھیج دے پس وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہیے وہ وحی کرے، بے شک وہ بہت بلند، بے حد حکمت والا ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے ماسوا وحی کے یا پردے کی اوٹ سے، یا اللہ کسی فرشتہ کو بھیج دے پس وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہیے وہ وحی کرے، بے شک وہ بہت بلند، بے حد حکمت والا ہے اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح (قرآن) کی وحی کی ہے، اس سے پہلے آپ از خود یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے، لیکن ہم نے اس کتاب کو نور بنا دیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت دیتے ہیں اور بے شک آپ ضرور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں اللہ کے راستے کی طرف جو آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کا مالک ہے، سنو! اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹتے ہیں۔

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 51-53)

اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں:

علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی المتوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں:

یہود نے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ کہا: کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ اللہ سے کلام کیوں نہیں کرتے اور اللہ کی طرف کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ سے کلام کیا اور اس کی طرف دیکھا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت میں فرمایا: "اور کسی بشر کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے ماسوا وحی کے" یہاں وحی کی تفسیر میں دو قول ہیں:

(۱) مجاہد نے کہا: اس کے قلب میں کسی معنی کو ڈال دیا جاتا ہے، پس وہ الہام ہے۔

(۲) زبیر بن محمد نے کہا: اس کو خواب میں کوئی چیز دکھائی جاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا: "یا پردہ کی اوٹ سے"۔ زبیر نے کہا: جیسے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے ہم کلام ہوا۔

پھر فرمایا: "یا اللہ کسی فرشتے کو بھیج دے پس وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے وہ وحی کرے" زبیر نے کہا: اس سے مراد

حضرت جبریل ہیں اور اس وحی کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام سے خطاب ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام بالمشافہ فرشتے کو دیکھ
ہیں اور اس کا کلام سنتے ہیں اور اسی طرح حضرت جبریل (علیہ السلام) ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر وحی لاتے تھے۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: حضرت جبریل (علیہ السلام) ہر نبی پر نازل ہوئے لیکن ہمارے نبی شیدنا مح
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ اور حضرت زکریا صلوات اللہ علیہم اجمعین کے سوا ان کو کسی نے نہیں دیکھا اور ان کے
علاوہ دوسرے نبیوں پر وحی الہام کی صورت میں نازل ہوتی تھی۔ (النکت والعیون ج ۵ ص ۲۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یہ اس آیت (الشوریٰ:۵۱) کی مختصر تفسیر ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ وحی فرمائے، پردہ کی اوٹ سے کلام فرمائے، یا فرشتہ کے ذریعہ کوئی پیغام بھیجے، اس آیت کی تفسیر میں مفسرین
نے وحی پر مصل بحث کی ہے، اس بحث میں ہم وحی کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں گے، ضرورت وحی اور ثبوت وحی کو بیان
کریں گے اور وحی کی اقسام بیان کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبه الاستعانة یلیق۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

حدیث میں وحی کا بکثرت ذکر ہے، لکھنے، اشارہ کرنے، کسی کو بھیجنے، الہام اور کلام خفی پر وحی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

(نہایہ ج ٤ ص ۱٦۳، مطبوعہ موسسہ مطبوعاتی ایران، ۱۳٦٤ھ)

علامہ مجد الدین فیروز آبادی لکھتے ہیں:

اشارہ، لکھنا، مکتوب، رسالۃ، الہام، کلام خفی، ہر وہ چیز جس کو تم غیر کی طرف القاء کرواسے اور آواز کو وحی کہتے ہیں۔

(قاموس ج ٤ ص ۵۷۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱٤۱۲ھ)

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

وحی اس کلام کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرف نازل فرماتا ہے۔ الانباری نے کہا: اس کو وحی اس لیے کہتے ہیں کہ
فرشتہ اس کلام کو لوگوں سے مخفی رکھتا ہے اور وحی نبی کے ساتھ مخصوص ہے جس کو لوگوں کی طرف بھیجا جاتا ہے، لوگ ایک دوسرے سے
جو خفیہ بات کرتے ہیں وہ وحی کا اصل معنی ہے، قرآن مجید میں ہے:

و کذلك جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا. (الانعام:112)

اور اس طرح ہم نے سرکش انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا جو خفیہ طور پر طمع کی ہوئی جھوٹی بات (لوگوں کو)
دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کو پہنچاتے ہیں۔

اور ابو اسحٰق نے کہا ہے کہ وحی کا لغت میں معنی ہے: خفیہ طریقہ سے خبر دینا، اسی وجہ سے الہام کو وحی کہتے ہیں، ازہری نے کہا
ہے: اسی طرح سے اشارہ کرنے اور لکھنے کو بھی وحی کہتے ہیں، اشارہ کے متعلق یہ آیت ہے:

فخرج علی قومه من المحراب فاوحی الیهم ان سبحوا بکرة وعشیا (سورۃ مریم آیت نمبر:11)
سوز کریا اپنی قوم کے سامنے (عبادت کے) حجرہ سے باہر نکلے پس ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم صبح اور شام (اللہ کی) تسبیح کیا کرو

اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جو خفیہ طریقہ سے کلام کیا گیا اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من ورای حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر:51)

اور کوئی بشر اس لائق نہیں کہ اللہ سے کلام کرے، مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے، یا کوئی فرشتہ بھیج دے جو اس کے حکم سے وہ پہنچائے جو اللہ چاہے۔

بشر کی طرف وحی کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بشر کو خفیہ طور سے کسی چیز کی خبر دے، یا الہام کے ذریعہ، یا خواب کے ذریعہ، اس پر کوئی کتاب نازل فرمائے جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر کتاب نازل کی تھی، یا جس طرح سیّدنا حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قرآن نازل کیا اور یہ سب اعلام (خبر دینا) ہیں، اگرچہ ان کے اسباب مختلف ہیں۔

(تاج العروس، ج۱۰، ص۳۸۵، مطبوعہ المطبعۃ الخیریۃ، مصر، ۱۳۰۶ھ)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

وحی کا اصل معنی سرعت کے ساتھ اشارہ کرنا ہے، یہ اشارہ کبھی رمز اور تعریض کے [illegible] کلام میں ہوتا ہے اور کبھی محض آواز سے ہوتا ہے، کبھی اعضاء اور جوارح سے ہوتا ہے اور کبھی لکھنے سے ہوتا ہے، جو کلمات انبیاء اور اولیاء کی طرف القاء کیے جاتے ہیں ان کو بھی وحی کہا جاتا ہے، یہ القاء کبھی فرشتہ کے واسطے ہوتا ہے جو دکھائی دیتا ہے اور اس کا کلام سنائی دیتا ہے، جیسے حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کسی خاص شکل میں آتے تھے۔ اور کبھی کسی کے دکھائی دیئے بغیر کلام سنا جاتا ہے، جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور کبھی دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے۔ جیسے حدیث میں ہے: جبرئیل نے میرے دل میں بات ڈال دی، اس کو نفث فی الروع کہتے ہیں اور کبھی یہ القاء اور الہام کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے اس آیت میں ہے:

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیه۔ (سورۃ القصص آیت نمبر:7)

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ ان کو دودھ پلاؤ۔

اور کبھی یہ القاء تسخیر ہوتا ہے، جیسے اس آیت میں ہے:

واو علی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون (سورۃ النحل آیت نمبر:68)

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ ڈالا کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ان چھپریوں میں گھر بنا جنہیں لوگ اونچا بناتے ہیں

اور کبھی خواب میں القاء کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: نبوت منقطع ہوگئی ہے اور سچے خواب باقی رہ گئے ہیں۔

(المفردات ص ۵۱۶۔۵۱۵ ملخصاً مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ایران، ۱۳۴۲ھ)

علامہ ابن منظور افریقی نے بھی وحی کا معنی بیان کرتے ہوئے کم و بیش یہی لکھا ہے۔

(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۸۱۔۳۷۹، مطبوعہ نشر ادب الحوزہ، قم ایران)

علامہ بدرالدین عینی نے وحی کا اصطلاحی معنی یہ لکھا ہے: اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی پر جو کلام نازل کیا جاتا ہے وہ وحی ہے۔

(عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ)

اور علامہ تفتازانی نے الہام کا معنی یہ بیان کیا ہے: دل میں بطریق فیضان کسی معنی کو ڈالنا، یہ الہام ہے۔

(شرح عقائد نسفی ص ۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی)

ضرورت وحی اور ثبوت وحی:

انسان مدنی الطبع ہے اور مل جل کر رہتا ہے اور ہر انسان کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے خوراک، کپڑوں اور مکان کی ضرورت ہوتی ہے اور افزائش نسل کے لیے نکاح کی ضرورت ہے۔ ان چار چیزوں کے حصول کے لیے اگر کوئی قانون اور ضابطہ نہ ہو تو ہر روز آور اپنی ضرورت کی چیزیں طاقت کے ذریعہ کمزور سے حاصل کرلے گا۔ اس لیے عدل اور انصاف کو قائم کرنے کی غرض سے کسی قانون کی ضرورت ہے اور یہ قانون اگر کسی انسان نے بنایا تو وہ اس قانون میں اپنے تحفظات اور اپنے مفادات شامل کرے گا، اس لیے یہ قانون مافوق الانسان کا بنایا ہوا ہونا چاہیے تاکہ اس میں کسی کی جانب داری کا شائبہ اور وہم و گمان نہ ہو اور ایسا قانون صرف خدا کا بنایا ہوا قانون ہوسکتا ہے۔ جس کا علم خدا کے بتلانے اور اس کے خبر دینے سے ہی ہوسکتا ہے اور اسی کا نام وحی ہے۔

انسان عقل سے خدا کے وجود کو معلوم کرسکتا ہے، عقل سے خدا کی وحدانیت کو بھی جان سکتا ہے، قیامت کے قائم ہونے، حشر و نشر اور جزاء و سزا کو بھی عقل سے معلوم کرسکتا ہے لیکن وہ عقل سے اللہ تعالیٰ کے مفصل احکام کو معلوم نہیں کرسکتا۔ وہ عقل سے یہ جان سکتا ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرنا اچھی بات ہے اور ناشکری بری بات ہے لیکن وہ عقل سے یہ نہیں جان سکتا کہ اس کا شکر کس طرح ادا کیا جائے، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے ہوگا اور اسی کا نام وحی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں عبث اور بے مقصد نہیں بھیجا بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور حقوق اور فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے۔ برے کاموں اور بری خصلتوں سے بچے اور اچھے کام اور نیک خصلتیں اپنائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادات کیا کیا ہیں؟ اور وہ کس طرح ادا کی جائیں، وہ کون سے کام ہیں جن سے بچا جائے اور وہ کون سے کام ہیں جن کو کیا جائے، اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے بتلانے اور خبر دینے سے ہی ہوسکتا ہے اور اسی کا نام وحی ہے۔

انسان کو بنیادی طور پر کھانے پینے کی اشیاء، کپڑوں اور مکان کی حاجت ہے اور اپنی نسل بڑھانے کے لیے ازدواج کی ضرورت ہے، لیکن اگر کسی قاعدہ اور ضابطہ کے بغیر ان چیزوں کو حاصل کیا جائے تو یہ نری (خالص) حیوانیت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ

کے بتائے ہوئے طریقہ سے ان کو حاصل کیا جائے تو یہ محض عبادت ہے اور اس قاعدہ اور ضابطہ کا علم اللہ تعالیٰ کے بتلانے اور اس کو خبر دینے سے ہی ہوسکتا ہے اور اسی کا نام وحی ہے۔

بعض چیزوں کو ہم حواس کے ذریعہ جان لیتے ہیں جیسے رنگ، آواز اور ذائقہ کو اور بعض چیزوں کو عقل سے جان لیتے ہیں جیسے دو اور دو کا مجموعہ چار ہے یا مصنوع کے وجود سے صانع کے وجود کو جان لیتے ہیں، لیکن کچھ ایسی چیزیں جن کو حواس سے جانا جاسکتا ہے نہ عقل سے، مثلاً نماز کا کیا طریقہ ہے، کتنے ایام کے روزے فرض ہیں، زکوٰۃ کی کیا مقدار ہے اور کس چیز کا کھانا حلال ہے اور کس چیز کا کھانا حرام ہے۔ غرض عبادات اور معاملات کے کسی شعبہ کو ہم حواس خمسہ اور عقل کے ذریعہ نہیں جان سکتے، اس کو جاننے کا صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے وحی۔

بعض اوقات حواس غلطی کرتے ہیں مثلاً ریل میں بیٹھے ہوئے شخص کو درخت دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بخار زدہ شخص کو میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے اور حواس کی غلطیوں پر عقل تنبیہ کرتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات عقل بھی غلطی کرتی ہے، مثلاً عقل یہ کہتی ہے کہ کسی ضرورت مند کو مال نہ دیا جائے، مال کو صرف اپنے مستقبل کے لیے چاکر رکھا جائے اور جس طرح حواس کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے، اسی طرح عقل کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے لیے وحی کی ضرورت ہے۔

وحی کی تعریف میں ہم نے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو جو چیز بتلاتا ہے وہ وحی ہے اور نبوت کا ثبوت معجزات سے ہوتا ہے، اب یہ بات بحث طلب ہے کہ وحی کے ثبوت کے لیے نبوت کیوں ضروری ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر نبوت کے بغیر وحی کا ثبوت ممکن ہوتا تو اس دنیا کا نظام فاسد ہوجاتا، مثلاً ایک شخص کسی کو قتل کر دیتا اور کہتا: مجھ پر وحی اتری تھی کہ اس شخص کو قتل کردو۔ ایک شخص بہ زور کسی کا مال اپنے قبضہ میں کر لیتا اور کہتا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی تھی کہ اس کے مال پر قبضہ کرلو، اس لیے ہر کس وناکس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ وحی کا دعویٰ کرے۔ وحی کا دعویٰ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر فائز کیا ہو۔ لہٰذا وحی کا دعویٰ صرف نبی ہی کرسکتا ہے اور نبوت کا دعویٰ تب ثابت ہوگا جب وہ اس کے ثبوت میں معجزات پیش کرے گا۔

ایک سوال یہ ہوا کہ جب نبی کے پاس فرشتہ وحی لے کر آتا ہے تو نبی کو کیسے یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور یہ اللہ کا کلام لے کر آیا ہے، امام رازی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فرشتہ نبی کے سامنے اپنے فرشتہ ہونے اور حامل وحی الٰہی ہونے پر معجزہ پیش کرتا ہے اور امام غزالی کی بعض عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو ایسی صفت عطا فرماتا ہے جس سے وہ جن، فرشتہ اور شیطان کو الگ الگ پہچانتا ہے جیسے ہم انسانوں، جانوروں اور نباتات اور جمادات کو الگ الگ پہچانتے ہیں کیونکہ ہماری رسائی صرف عالم شہادت تک ہے اور نبی کی پہنچ عالم شہادت میں بھی ہے اور عالم غیب میں بھی ہے۔

وحی کی اقسام

بنیادی طور پر وحی کی دو قسمیں ہیں: وحی متلو، اور وحی غیر متلو، اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر الفاظ اور معانی کا نزول ہو تو یہ وحی متلو ہے اور یہی قرآن مجید ہے اور اگر آپ پر صرف معانی نازل کیے جائیں اور آپ ان معانی کو اپنے الفاظ سے تعبیر کریں تو یہی وحی غیر متلو ہے اور اس کو حدیث نبوی کہتے ہیں۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نزول وحی کی متعدد صورتیں ہیں جن کا احادیث صحیحہ میں بیان کیا گیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ ام المومنین (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کیا اور کہا: یارسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کبھی کبھی وحی گھنٹی کی آواز کی طرح (مسلسل) آتی ہے اور یہ مجھ پر بہت شدید ہوتی ہے، یہ وحی (جب) منقطع ہوتی ہے تو میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں اور پھر کبھی میرے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آتا ہے، وہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا جاتا ہے میں اس کو یاد کرتا جاتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ سخت سردی کے دنوں میں آپ پر وحی نازل ہوتی اور جس وقت وحی ختم ہوتی تھی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہوتا تھا۔ (صحیح البخاری ج۱ ص۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث پر یہ سوال ہوتا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نزول وحی کی صرف دو صورتیں بیان کی ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ علامہ بدرالدین عینی نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ یہ ہے کہ قائل اور سامع میں کوئی مناسبت ہونی چاہیے تاکہ ان میں تعلیم اور تعلم اور افادہ اور استفادہ متحقق ہو سکے اور یہ انصاف یا تو اس طرح ہوگا کہ سامع پر قائل کی صفت کا غلبہ ہو اور وہ قائل کی صفت کے ساتھ متصف ہو جائے اور صلصلۃ الجرس (گھنٹی کی آواز) سے یہی پہلی قسم مراد ہے، اور یا قائل سامع کی صفت کے ساتھ متصف ہو جائے اور یہ دوسری قسم ہے جس میں فرشتہ انسانی شکل میں متشکل ہو کر آپ سے کلام کرتا تھا۔

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحی کی پہلی قسم کی تشبیہ گھنٹی کی آواز کے ساتھ دی ہے، جس کی آواز مسلسل سنائی دیتی ہے اور اس کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا، اس میں آپ نے یہ متنبہ کیا ہے کہ جس وقت یہ وحی قلب پر نازل ہوتی ہے تو آپ کے قلب پر خطاب کی ہیبت طاری ہوتی ہے اور وہ قول آپ کو حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس قول اس قول کے ثقل کی وجہ سے اس وقت آپ کے قلب پر خطاب کی ہیبت طاری ہوتی ہے اور وہ قول آپ کو حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس قول کے ثقل کی وجہ سے اس وقت آپ کو اس کا پتا نہیں چلتا اور جب اس جلال کی ہیبت زائل ہو جاتی ہے تو پھر آپ کو اس کا علم ہوتا ہے اور وحی کی یہ قسم ایسی ہے جیسے ملائکہ پر وحی نازل ہوتی ہے، حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے عاجزی سے اپنے پروں کو جھڑ جھڑاتے ہیں جیسے پتھر پر زنجیر ماری جائے اور جب ان کے دلوں سے وہ ہیبت زائل ہوتی ہے تو وہ آپس میں کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: حق کی پہلی قسم دوسری سے شدید ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) حالت بشری سے فرشتہ کی حالت کی طرف منتقل ہوتے تھے، پھر آپ پر اس طرح وحی کی جاتی تھی جس طرح فرشتوں پر وحی کی جاتی ہے اور یہ آپ کے لیے مشکل تھا اور دوسری قسم میں فرشتہ انسانی شکل میں آتا تھا اور یہ قسم آپ کے لیے آسان تھی۔

(عمدۃ القاری ج۱ ص۴۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ)

یہ بھی کہا جا سکتا کہ گھنٹی کی آواز میں ہر چند کہ عام لوگوں کے لیے کوئی معنی اور پیغام نہیں ہوتا لیکن نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے اس آواز میں کوئی معنی اور پیغام ہوتا تھا جیسا کہ اس ترقی یافتہ دور میں ہم دیکھتے ہیں جب ٹیلی گرام دینے کا عمل کیا جاتا ہے تو ایک طرف سے صرف ٹک ٹک کی آواز ہوتی ہے اور دوسرے طرف اس سے پورے جملے بنا لیے جاتے ہیں، اسی طرح ہو سکتا ہے کہ وحی کی یہ آواز

بظاہر صرف گھنٹی کی مسلسل ٹن ٹن کی طرح ہو اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے اس میں پورے پورے فصیح وبلیغ جملے موجود ہوں۔

علامہ بدر الدین عینی نے نزولِ وحی کی حسب ذیل اقسام بیان کی ہیں:

(١) کلام قدیم کو سننا جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا، جس کا ذکر آثار صحیحہ میں ہے۔

(٢) فرشتہ کی رسالت کے واسطہ سے وحی کا موصول ہونا۔

(٣) وحی کو دل میں القاء کیا جائے، جیسا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے: روح القدس نے میرے دل میں القاء کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرف اسی طرح وحی کی جاتی تھی اور انبیاء علیہم السلام کے غیر کے لیے جو وحی کا لفظ بولا جاتا ہے وہ الہام یا تسخیر کے معنی میں ہوتا ہے۔

علامہ سہیلی نے الروض الانف میں نزول وحی کی یہ سات صورتیں بیان کی ہیں:

(١) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نیند میں کوئی واقعہ دکھایا جائے۔

(٢) گھنٹی کی آواز کی شکل میں آپ کے پاس وحی آئے۔

(٣) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قلب میں کوئی معنی القاء کیا جائے۔

(٤) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آئے اور حضرت جبرئیل آپ کے پاس حضرت وحیہ کلبی (رضی اللہ عنہ) کی شکل میں آئیں، حضرت وحیہ کی شکل میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حسین ترین شخص تھے، حتیٰ کہ وہ اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر چلا کرتے تھے، مبادا عورتیں ان کو دیکھ کر فتنہ میں مبتلا ہوں۔

(٥) حضرت جبرائیل آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آئیں، اس صورت میں ان کے چھ سو پر تھے جن سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔

(٦) اللہ تعالیٰ آپ سے یا تو بیداری میں پردہ کی اوٹ سے ہم کلام ہو جیسا کہ معراج کی شب ہوا، یا نیند میں ہم کلام ہو، جیسے جامع ترمذی میں ہے: اللہ تعالیٰ میرے پاس حسین صورت میں آیا اور فرمایا: ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں۔

(٧) اسرافیل (علیہ السلام) کی وحی، کیونکہ شعبی سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حضرت اسرافیل کے سپرد کر دیا گیا تھا اور وہ تین سال تک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھتے رہے اور وہ آپ کے پاس وحی لاتے تھے، پھر آپ کو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کے سپرد کر دیا گیا اور مسند احمد میں سند صحیح کے ساتھ شعبی سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث کیا گیا اور تین سال تک آپ کی نبوت کے ساتھ حضرت اسرافیل (علیہ السلام) رہے اور وہ آپ کو بعض کلمات اور بعض چیزوں کی خبر دیتے تھے، اس وقت تک آپ پر قرآن مجید نازل نہیں ہوا تھا اور جب تین سال گزر گئے تو پھر حضرت جبرائیل (علیہ السلام) آپ کے پاس رہے، پھر بیس سال آپ پر آپ کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا، دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ البتہ واقدی وغیرہ نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کے علاوہ آپ کو اور کسی

فرشتہ کے سپرد نہیں کیا گیا۔ (الروض الانف ج۱ ص۱۵۴۔۱۵۳، مطبوعہ ملتان۔۔۔ عمدۃ القاری ج۱ ص۴۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ، مصر، ۱۳۴۸ھ)

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ساتھ اس سے ہم کلام ہونے کے متعلق شارحین حدیث کی تحقیق

مفسرین نے اس چیز میں بحث کی ہے کہ آیا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شب معراج اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تھا، آیا اس وقت آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے یا نہیں؟ صاحب کشاف اور بعض دیگر مفسرین نے کہا: آپ نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا، لیکن حجاب کی اوٹ سے کلام فرمایا، کیونکہ قرآن مجید میں فرمایا ہے: "اور کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ اس سے کلام کرے ماسوا وحی کے یا پردہ کی اوٹ سے یا اللہ کسی فرشتے کو بھیج دے"۔ الایۃ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر: 51)

قرآن مجید کی اس آیت کی بناء پر حضرت عائشہ نے اس بات کا انکار کیا کہ شب معراج سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۸۵۵، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۷، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۶۸)

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المالکی المتوفی ۶۵۶ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

متقدمین اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے آیا اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یا نہیں، اکثر مبتدعین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ممکن ہے نہ آخرت میں ممکن ہے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا ہمارے نبی سیدنا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا نہیں، اس میں بھی متقدمین اور متاخرین کا اختلاف ہے، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا مؤقف یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا اور متکلمین اور محدثین کی ایک جماعت کا بھی یہی موقف ہے اور متقدمین کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کا بھی یہی مسلک ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کلام کے ساتھ مخصوص ہیں، حضرت ابراہیم خلیل ہونے کے ساتھ مخصوص ہیں اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیدار کے ساتھ مخصوص ہیں، حضرت ابوذر، حضرت کعب اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مؤقف ہے، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوہریرہ کا بھی ایک قول اسی طرح ہے، امام ابوالحسن اشعری اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت سے بھی یہی قول منقول ہے اور مشائخ کی ایک جماعت نے اس میں توقف کیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کے ثبوت میں کوئی دلیل قطعی ہے نہ اس کی نفی میں کوئی دلیل قطعی ہے اور یہی قول صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے، جیسا کہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت ہے، دلائل عقلیہ علم کلام میں مذکور ہیں اور دلائل نقلیہ میں سے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا اپنے رب سے دیدار کا سوال کرنا ہے۔

رب ارنی انظر الیك۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر: 143)

اے رب! مجھے اپنی ذات دکھا، میں تیری طرف دیکھوں گا۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا سوال کرنا جائز ہے، اگر ان کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا محال ہے تو وہ اس کو دیکھنے کا سوال نہ کرتے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

وجوہ یومئذ نضرۃ الی ربہا ناظرۃ (سورۃ القیامۃ آیت نمبر: 22-23)

کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یہ احسان قرار دیا ہے کہ وہ آخرت میں اس کی طرف دیکھیں گے اور جب بندوں کا آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے تو دنیا میں بھی دیکھنا ممکن ہے، کیونکہ احکام عقلیہ کے لحاظ سے دونوں وقتوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ مؤمنین آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور جب آخرت میں دیکھنا ثابت ہے تو پھر دنیا میں بھی دیکھنا ثابت ہوگا۔

پھر اس میں بحث ہے کہ شب معراج ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا نہیں، اس میں بھی کسی جانب دلیل قطعی نہیں ہے، نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ شب معراج آپ نے اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ کلام کیا ہے یا نہیں، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، جعفر بن محمد اور ابوالحسن اشعری کا موقف ہے کہ آپ نے اپنے رب سے بلاواسطہ کلام کیا ہے اور متکلمین کی ایک جماعت کا بھی یہی مسلک ہے اور ایک جماعت نے اس کا انکار کیا ہے اور اس میں بھی اسی طرح طرفین کے دلائل ہیں جس طرح دیدار کے مسئلہ میں دلائل ہیں۔

بلکہ بعض مشائخ نے الشوریٰ: ۵۱ سے اس پر استدلال کیا ہے کہ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور اس سے بلاواسطہ کلام کیا ہے، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حجاب کی اوٹ سے جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے کلام کیا

(۲) فرشتوں کو بھیج کر جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام نے کلام کیا

(۳) اس کے بعد صرف ایک قسم رہ گئی اور وہ ہے کہ مع المشاہدہ کلام ہو، تاہم اس استدلال پر نظر ہے۔

(المفہم ج۱ ص ٤٠٥۔٤٠١، ملخصا، دار ابن کثیر، بیروت، ١٤٢٠ھ)

اور اس حدیث کی شرح میں علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

اس بحث میں اصل چیز حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی حدیث ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کے پاس بھیجا اور ان سے اس مسئلہ میں استفسار کیا، حضرت ابن عباس نے فرمایا، حضرت سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) کے انکار سے اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ حضرت عائشہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "میں نے اپنے رب کو دیکھا" حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے طور سے قرآن مجید سے استدلال کر کے یہ نتیجہ نکالا اور جب صحابی کوئی مسئلہ بیان کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا اور جب صحیح روایات کے ساتھ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو ان روایات کو قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا واقعہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جن کو عقل سے مستنبط کیا جاسکے یا ان کے ظن سے بیان کیا جائے، یہ صرف اسی صورت پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ کسی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہو اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابن عباس نے اپنے ظن اور قیاس سے یہ کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، علامہ معمر بن راشد نے کہا: اس مسئلہ میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس کا اختلاف ہے اور حضرت عائشہ،

حضرت ابن عباس سے زیادہ عالم نہیں ہیں، حضرت ابن عباس کی روایات رویت باری کا اثبات کرتی ہیں اور حضرت عائشہ وغیرھا کی روایات رؤیت کی نفی کرتی ہے اور جب مثبت اور منفی روایات میں تعارض ہو تو مثبت روایات کو منفی پر ترجیح دی جاتی ہے۔

حاصل بحث یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ شب معراج رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا ہے اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے کسی حدیث کی بناء پر رؤیت کا انکار نہیں کیا، اگر اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس کا ذکر کرتیں، حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) نے اس مسئلہ کا قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے، اس کے جواب کو ہم واضح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لاتدرکه الابصار وهو يدرك الابصار۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر:103)

نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ سب آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کیونکہ ادراک سے مراد احاطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا اور جب قرآن مجید میں احاطہ کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بغیر احاطہ کی رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) کا دوسرا استدلال اس آیت سے ہے:

وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا اومن وراى حجاب اويرسل رسولا۔

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر:51)

اور کسی بشر کے لائق نہیں ہے کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردہ کے پیچھے سے یا اللہ کوئی فرشتہ بھیج دے۔

اس آیت سے استدلال کے حسب ذیل جوابات ہیں:

(۱) اس آیت میں رؤیت کے وقت کلام کی نفی کی گئی ہے تو یہ جائز ہے کہ جس وقت آپ نے اللہ کا دیدار کیا ہو اس وقت اس سے کلام نہ کیا ہو۔

(۲) یہ آیت عام مخصوص عنہ البعض ہے اور اس کا مخصص وہ دلائل ہیں جن سے رؤیت ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ عام قاعدہ یہی ہے، لیکن سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

(۳) مشاہدہ کے وقت جس وحی کی نفی کی گئی ہے وہ بلا واسطہ وحی ہے اور ہوسکتا ہے کہ دیدار کے وقت آپ پر کسی واسطہ سے وحی کی گئی ہو۔

جمہور مفسرین کا یہ مختار ہے کہ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شب اسراء اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار کیا، پھر ان کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے دل کی آنکھوں سے دیدار کیا یا سر کی آنکھوں سے، امام ابوالحسن الواحدی نے بیان کیا: مفسرین نے کہا: ان احادیث میں یہ بیان ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شب معراج اپنے رب کا دیدار کیا، حضرت ابن عباس، حضرت ابوذر اور حضرت ابراہیم تیمی نے یہ کہا کہ آپ نے دل سے دیدار کیا، امام الحسن نے کہا: اس رائے کے مطابق آپ نے صحیح طریقہ سے اپنے رب کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور وہ طریقہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھ آپ کے دل میں رکھ دی، یا آپ کے دل میں ایک آنکھ پیدا کردی حتیٰ کہ آپ نے اس طرح رؤیت صحیحہ کے ساتھ اپنے رب کو دیکھا جس طرح سر کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے، امام ابوالحسن نے

کہا اور مفسرین کی ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا، یہ حضرت انس، عکرمہ، حسن اور ربیع کا قول ہے۔ (صحیح مسلم بشرح النوادی ج۱ ص ۹۸۰۔۹۷۴ ملخصا نزار مصطفی، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس رؤیت کی نفی کی گئی ہے وہ رؤیت علی وجہ الاحاطہ ہے، نیز علامہ قرطبی نے مفہم شرح مسلم میں لکھا ہے کہ الابصار جمع معرف باللام ہے اور یہ تخصیص کو قبول کرتی ہے، اس لیے اس (لاتدرکہ الابصار الانعام ۱۰۳) کا معنی یہ ہے کہ کفار کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتیں اور اس تخصیص پر یہ دلیل ہے کہ قرآن مجید میں کافروں کے متعلق ہے:

کلا انھم عن ربھم یومئذ المحجوبون (سورۃ المطففین آیت نمبر:15)

حق یہ ہے کہ بے شک وہ (کفار) اس دن وہی اپنے رب کے دیدار سے ضرور محروم ہوں گے

اور قرآن مجید میں مؤمنوں کے متعلق ہے:

وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ (سورۃ القیامۃ آیت نمبر:22-23)

کتنے ہی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔

اور جب آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہے کیونکہ دونوں وقتوں میں بحیثیت امکان کوئی فرق نہیں، علامہ قرطبی کا یہ استدلال بہت عمدہ ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو عقلاً دیکھنا جائز ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مؤمنین آخرت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے، امام مالک نے کہا: مومن دنیا میں اللہ تعالیٰ کو اس لیے نہیں دیکھ سکتے کہ دنیا میں مومن فانی ہیں اور اللہ تعالیٰ باقی ہے اور فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتا اور آخرت میں مؤمنین کو بقا عطا کی جائے گی تو پھر وہ باقی آنکھوں سے بقاء کا جلوہ دیکھ لیں گے اور اس کی تائید صحیح مسلم کی اس حیدث میں ہے: جب تک تم پر موت نہ آئے تم ہرگز اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو اگرچہ عقلاً دنیا میں رؤیت جائز ہے لیکن شرعاً ممتنع ہے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے رؤیت کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ متکلم اپنے کلام کے عموم میں داخل نہیں ہوتا (یا یہ قاعدہ عام مخصوص عنہ البعض ہے)۔

متقدمین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، حضرت عائشہ اور حضرت ابن مسعود رؤیت کا انکار کرتے ہیں، حضور ابوذر سے روایات مختلف ہیں اور ایک جماعت کے نزدیک رؤیت ثابت ہے، امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں کہ حسن بصری قسم کھا کر کہتے ہیں تھے کہ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، کعب احبار، زہری، معمر اور دوسروں نے اسی پر وثوق کیا ہے۔ امام ابوالحسن اشعری اور ان کے اکثر متبعین کا بھی یہی قول ہے۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا یا دل کی آنکھوں سے دیکھا؟ اس میں امام احمد کے دو قول ہیں، بعض احادیث میں حضرت ابن عباس نے مطلقاً کہا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض روایات میں ہے: آپ نے اپنے دل سے دیکھا اور مطلق روایت کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے، امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ اور امام احمد کے دو قول ہیں، بعض احادیث میں حضرت ابن عباس نے مطلقاً کہا کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض روایات میں ہے: آپ نے اپنے دل سے دیکھا اور مطلق روایت کو مقید پر عمل کرنا واجب ہے، امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ

اور امام حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کو خلت حضرت ابراہیم کے لیے ہو، کلام حضرت موسیٰ کے لیے ہوا اور رؤیت سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے ہوا، اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کسی شخص کو حضرت ابن عباس کے پاس بھیجا اور یہ پوچھا: آیا سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو حضرت ابن عباس نے جواب دیا: ہاں! اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: " آپ نے اپنے رب کو دوبارہ اپنے دل سے دیکھا" اور امام ابن مردویہ نے صراحت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کو نہیں دیکھا، اپنے دل سے دیکھا ہے اور اب حضرت عائشہ کی نفی اور حضرت ابن عباس کے اثبات کو جمع کرنا ممکن ہے، بایں طور کہ حضرت عائشہ کی نفی کو رؤیت بصری پر محمول کیا جائے اور حضرت ابن عباس کی اثبات کو رؤیت قلبی پر محمول کیا جائے اور رؤیت قلبی سے فقط حصول علم مراد نہیں ہے، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کا دائما علم تھا، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے قلب کو اس طرح رؤیت حاصل ہوئی جس طرح دوسروں کو آنکھ سے رؤیت حاصل ہوتی ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ٦٠٩ - ٦٠٧ ملخصا، لاہور، ١٤٠١ھ)

علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ٩١١ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ شب معراج نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس وغیرہ کی حدیث میں ہے اور اس چیز کا اثبات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سماع کے بغیر ممکن نہیں ہے، حضرت عائشہ نے جو کہا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کسی حدیث پر اس کی بنیاد نہیں رکھی، ان کا استدلال قرآن مجید کی آیات سے ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس ادراک کی نفی ہے وہ ادراک علی وجہ الاحاطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور جب قرآن مجید میں احاطہ رؤیت کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بلا احاطہ رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (الدیباج ج١ ص ٢٤٧، ادارۃ القرآن، کراچی، ١٤١٢ھ)

علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) رؤیت کی نفی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) رؤیت باری کا اثبات کرتے ہیں، ان میں کیسے موافقت ہوگی، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رؤیت بصری کا انکار کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رؤیت قلبی کا اثبات کرتے ہیں، امام ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں بہت تفصیل سے شب معراج میں رؤیت باری کو ثابت کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے، ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔ (عمدۃ القاری ج ١٩ ص ١٩٩، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ١٣٤٨ھ)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی متوفی ١٠٦٩ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ آپ نے شب اسراء اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، یہ حدیث حضرت ابن عباس سے متعدد اسانید کے ساتھ مروی ہے اور یہ حدیث حضرت ابن عباس کی اس روایت کے منافی

نہیں ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہیں:

ما كذب الفؤاد ما رای مازغ البصر وما طغی (سورۃ النجم آیت نمبر: 17-11)

آپ کی آنکھ نے جو جلوہ دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی آپ کی نظر ایک طرف مائل ہوئی نہ حد سے بڑھی۔

امام حاکم، امام نسائی اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بلاواسطہ) کلام کے ساتھ حضرت موسیٰ کو خاص کرلیا اور حضرت ابراہیم کو خلیل ہونے کے ساتھ خاص کرلیا اور حضرت سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو رؤیت کے ساتھ خاص کرلیا، اس سے مراد رؤیت بصری ہے نہ کہ رؤیت قلبی، کیونکہ رؤیت قلبی سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو حاصل ہیں، پھر ہم کلام ہونا حضرت موسیٰ کی اور خلیل ہونا حضرت ابراہیم کی خصوصیت کیسے رہی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مقام اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوئے اور آپ خلیل ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں، لیکن حضرت موسیٰ کا کلیم ہونا اور حضرت ابراہیم کا خلیل ہونا ایک وصف مشہور تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے زمین پر ہم کلام ہوا اور سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے اللہ تعالیٰ عرش پر ہم کلام ہو۔

(نسیم الریاض ج١ ص ٢٨٨-٢٨٧، دار الفکر، بیروت)

ملا علی قاری حنفی نے بھی اختصار کے ساتھ یہی لکھا ہے۔ (شرح الشفاء علی ھامش نسیم الریاض ج٢ ص ٢٨٨، ٢٨٧، دار الفکر، بیروت)

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ساتھ اس سے ہم کلام ہونے کے متعلق مفسرین کی تحقیق

قاضی عبد اللہ بن عمر بیضاوی متوفی ٦٨٥ھ الشوریٰ: ٥١ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ بغیر وحی کے کسی شخص کا اللہ ہم کلام ہونا ممکن نہیں ہے، یعنی وحی کے ذریعہ ہم کلام ہونا ممکن ہے اور یہ وحی اس سے عام ہے کہ اللہ تعالیٰ بالمشافہہ اور بالمشاہدہ بندہ سے ہم کلام ہو جیسا کہ معراج کی حدیث میں ہے یا اس صورت میں ہم کلام ہو کہ اس کا کلام تو سنائی دے اور اس کی ذات دکھائی نہ دے جیسا کہ وادی طویٰ اور پہاڑ طور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا تھا۔ (تفسیر بیضاوی مع الخفاجی ج٨ ص ٣٦٧-٣٦٦، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ١٤١٧ھ)

اس عبارت کی شرح میں علامہ خفاجی متوفی ١٠٦٩ھ لکھتے ہیں:

بالمشافہہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بلاواسطہ مخاطب ہو جیسا کہ حدیث معراج میں ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٧٥١٨، صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٦٢)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر تجلی فرمائی اور آپ سے کلام فرمایا اور آپ پر نمازیں فرض کیں اور آپ سے یہ وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے بالمشافہ کلام فرمائے گا۔ (عنایۃ القاضی ج٨ ص ٣٦٧، بیروت، ١٤١٧ھ)

علامہ علی بن محمد خازن متوفی ٧٢٥ھ لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی سے بالمشافہہ کلام نہیں فرمائے گا، اس کی تفصیل سورۃ النجم میں آئے گی۔

(تفسیر الخازن ج٤ ص ١٠٤، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ١٤١٥ھ)

اور امام حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم کے لیے ہو، کلام حضرت موسیٰ کے لیے ہو اور رؤیت سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے ہوا، اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کسی شخص کو حضرت ابن عباس کے پاس بھیجا اور یہ پوچھا: آیا سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو حضرت ابن عباس نے جواب دیا: ہاں! اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: " آپ نے اپنے رب کو دوبارہ اپنے دل سے دیکھا" اور امام ابن مردویہ نے صراحت کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کو نہیں دیکھا، اپنے دل سے دیکھا ہے اور اب حضرت عائشہ کی نفی اور حضرت ابن عباس کے اثبات کو جمع کرنا ممکن ہے، بایں طور کہ حضرت عائشہ کی نفی کو رؤیت بصری پر محمول کیا جائے اور حضرت ابن عباس کی اثبات کو رؤیت قلبی پر محمول کیا جائے اور رؤیت قلبی سے فقط حصول علم مراد نہیں ہے، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ کا دائما علم تھا، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے قلب کو اس طرح رؤیت حاصل ہوئی جس طرح دوسروں کو آنکھ سے رؤیت حاصل ہوتی ہے۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۶۰۹۔ ۶۰۷، ملخصا، لاہور، ۱۴۰۱ھ)

علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ شب معراج نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس وغیرہ کی حدیث میں ہے اور اس چیز کا اثبات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سماع کے بغیر ممکن نہیں ہے، حضرت عائشہ نے جو کہا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کسی حدیث پر اس کی بنیاد نہیں رکھی، ان کا استدلال قرآن مجید کی آیات سے ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس ادراک کی نفی ہے وہ ادراک علی وجہ الاحاطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور جب قرآن مجید میں احاطہ رؤیت کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بلا احاطہ رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ (الدیباج ج ۱ ص ۲۴۷، ادارۃ القرآن، کراچی، ۱۴۱۲ھ)

علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) رؤیت کی نفی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) رؤیت باری کا اثبات کرتے ہیں، ان میں کیسے موافقت ہوگی، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رؤیت بصری کا انکار کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رؤیت قلبی کا اثبات کرتے ہیں، امام ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں بہت تفصیل سے شب معراج میں رؤیت باری کو ثابت کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے، ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۱۹۹، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ھ)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ آپ نے شب اسراء اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، یہ حدیث حضرت ابن عباس سے متعدد اسانید کے ساتھ مروی ہے اور یہ حدیث حضرت ابن عباس کی اس روایت کے منافی

نہیں ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل سے دیکھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہیں:

ما کذب الفواد مارای مازغ البصر وما طغی (سورۃ النجم آیت نمبر:17-11)

آپ کی آنکھ نے جو جلوہ دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی آپ کی نظر ایک طرف مائل ہوئی نہ حد سے بڑھی۔

امام حاکم، امام نسائی اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بلاواسطہ) کلام کے ساتھ حضرت موسیٰ کو خاص کرلیا اور حضرت ابراہیم کو خلیل ہونے کے ساتھ خاص کرلیا اور حضرت سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رؤیت کے ساتھ خاص کرلیا، اس سے مراد رؤیت بصری ہے نہ کہ رؤیت قلبی، کیونکہ رؤیت قلبی سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حاصل ہیں، پھر ہم کلام ہونا حضرت موسیٰ کی اور خلیل ہونا حضرت ابراہیم کی خصوصیت کیسے رہی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرچند کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقام اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہوئے اور آپ خلیل ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں، لیکن حضرت موسیٰ کا کلیم ہونا اور حضرت ابراہیم کا خلیل ہونا ایک وصف مشہور تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے زمین پر ہم کلام ہوا اور سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اللہ تعالیٰ عرش پر ہم کلام ہو۔

(نسیم الریاض ج۱ ص ۲۸۸-۲۸۷، دار الفکر، بیروت)

ملا علی قاری حنفی نے بھی اختصار کے ساتھ یہی لکھا ہے۔ (شرح الشفاء علی ہامش نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۸۸، ۲۸۷، دار الفکر، بیروت)

اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ساتھ اس سے ہم کلام ہونے کے متعلق مفسرین کی تحقیق

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ الشوریٰ: ۵۱ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ بغیر وحی کے کسی شخص کا اللہ ہم کلام ہونا ممکن نہیں ہے، یعنی وحی کے ذریعہ ہم کلام ہونا ممکن ہے اور یہ وحی اس سے عام ہے کہ اللہ تعالیٰ بالمشافہہ اور بالمشاہدہ بندہ سے ہم کلام ہو جیسا کہ معراج کی حدیث میں ہے یا اس صورت میں ہم کلام ہو کہ اس کا کلام تو سنائی دے اور اس کی ذات دکھائی نہ دے جیسا کہ وادی طویٰ اور پہاڑ طور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا تھا۔ (تفسیر بیضاوی مع الخفاجی ج ۸ ص ۳۶۷-۳۶۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

اس عبارت کی شرح میں علامہ خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

بالمشافہہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے بلاواسطہ مخاطب ہوا جیسا کہ حدیث معراج میں ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۵۱۸، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر تجلی فرمائی اور آپ سے کلام فرمایا اور آپ پر نمازیں فرض کیں اور آپ سے یہ وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے بالمشافہ کلام فرمائے گا۔ (عنایۃ القاضی ج ۸ ص ۳۶۷، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

علامہ علی بن محمد خازن متوفی ۷۲۵ھ لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی سے بالمشافہہ کلام نہیں فرمائے گا، اس کی تفصیل سورۃ النجم میں آئے گی۔

(تفسیر الخازن ج ٤ ص ۱۰٤، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱٤۱۵ھ)

اور سورۂ والنجم میں لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس اور حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور یہ بات وہ اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے، سو یہ حدیث آپ سے سماع پر محمول ہے (اور معراج کا واقعہ امور آخرت سے ہے، اس لیے الشوریٰ:۵۱ میں جو بالمشافہہ کلام کی نفی ہے وہ دنیا میں ہے اور وہ شب معراج بالمشافہ کلام کرنے کے منافی نہیں ہے)۔

(تفسیر الخازن ج ٤ ص ۲۰۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ١٤١٥ھ)

علامہ سیّد محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے رب سبحانہ کو شب معراج دیکھا ہے کیونکہ اکثر روایات میں دیکھنے کی تصریح ہے، ہاں ان روایات میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، لیکن دیکھنے سے ظاہر یہی ہے کہ آپ نے سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، امام اشعری اور متکلمین کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمارے نبی سے اس رات بلاواسطہ کلام فرمایا اور جعفر بن محمد الباقر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے بھی یہی روایت ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کیں، پھر کم کرتے کرتے آخر میں پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ (روح المعانی جز ۲۵ ص ۸۶، دار الفکر، بیروت، ١٤١٧ھ)

نزول قرآن سے پہلے آپ کو اجمالی طور پر قرآن عطا کیا جانا

الشوریٰ: ۵۳۔۵۲ میں فرمایا: اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح (قرآن) کی وحی کی ہے، اس سے پہلے آپ ازخود یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے، لیکن ہم نے اس کتاب کو نور بنا دیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت دیتے ہیں اور بے شک آپ ضرور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ اللہ کے راستے کی طرف جو آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کا مالک ہے، سنو! اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹتے ہیں۔"

اس آیت میں فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کی طرف روح کی وحی کی ہے۔ روح سے مراد قرآن ہے کیونکہ جس طرح روح بدن کی حیات کا سبب ہے، اسی طرح قرآن مجید قلب کی حیات کا سبب ہے۔

اور اس وحی سے مراد عام ہے، خواہ آپ کے قلب میں کسی معنی کا القاء کیا جائے، یا حضرت جبریل آپ کے پاس اللہ کا پیغام لائیں یا اللہ تعالیٰ آپ سے بامشافہ اور بالمشاہدہ کلام فرمائے۔

علامہ سیّد محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

علامہ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ نے "الکبریت الاحمر" میں "الفتوحات المکیہ" کے باب ثانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت جبریل کے آپ پر قرآن مجید نازل کرنے سے پہلے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اجمالی طور پر قرآن کریم عطا کیا گیا تھا اور اس میں آیتوں اور سورتوں کی تفصیل نہیں تھی۔ (الکبریت الاحمر ص ۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ١٤١٨ھ) (روح المعانی جز ۲۵ ص ۸۹، دار الفکر، بیروت، ١٤١٨ھ)

اس اشکال کے جوابات کہ نزول قرآن سے پہلے آپ کو کتاب کا پتا تھا نہ ایمان کا

اس آیت پر یہ اشکال ہے کہ اس میں یہ فرمایا ہے کہ نزول قرآن سے پہلے آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے، حالانکہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ ہر نبی پیدائشی مومن ہوتا ہے اور ہمارے نبی سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تو حضرت آدم (علیہ السلام) کی پیدائش سے پہلے بھی نبی تھے، حدیث میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کے لیے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ نے فرمایا: اس وقت حضرت آدم جسم اور روح کے درمیان تھے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۶۰۹، المستدرک ج ۲ ص ۶۰۹، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۱۳۰)

حضرت عرباض بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: بے شک میں اللہ کے پاس خاتم النبین لکھا ہوا تھا اور اس وقت حضرت آدم اپنی مٹی کے پتلے میں تھے۔ (شرح السنۃ رقم الحدیث: ۳۶۲۶)

اس لیے اس آیت کا محمل تلاش کرنا ضروری ہے جس میں فرمایا ہے: آپ نزول قرآن سے پہلے نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے۔ مفسرین نے اس آیت کے حسب ذیل محامل تلاش کیے ہیں:

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کتاب اور ایمان کے علم کی نفی کی دیگر مفسرین کی طرف سے توجیہات

(۱) اس آیت میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کی خبروں کی تصدیق، اقرار اور تمام احکام شرعیہ پر عمل اور ظاہر ہے کہ نزول قرآن سے پہلے تمام احکام شرعیہ پر عمل کرنا محقق نہیں ہوسکتا تھا۔

(۲) اس آیت میں ایمان سے مراد ہے: دعوت ایمان اور لوگوں کو کس طرح ایمان کی دعوت دی جائے اور ان کو ہدایت دی جائے اس کا علم آپ کو نزول کتاب کے بعد ہوا۔

(۳) ایمان سے مراد ہے: اہل ایمان اور نزول کتاب کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ آپ پر ایمان لانے والے کون ہیں اور کون ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

اشکال مذکور کی مصنف کی طرف سے توجیہات:

اس اشکال کے اور بھی جوابات دیے گئے ہیں لیکن ان میں اکثر جواب کمزور ہیں، مصنف کے ذہن میں اس اشکال کا یہ جواب ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " ما كنت تدرى " اور " ما كنت تعلم " نہیں فرمایا، یعنی علم کی نفی نہیں کی، درایت کی نفی کی ہے اور درایت کا معنی ہے: اپنی عقل سے کسی چیز کا جاننا، اسی لیے ہم نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے: آپ ازخود نہیں جانتے یعنی نزول قرآن سے پہلے آپ ازخود نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے، ہاں اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے آپ نزول قرآن سے پہلے بھی اپنی رسالت کو جانتے تھے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں

جو میری بعثت (اعلانِ نبوت) سے پہلے مجھ پر سلام پڑھا کرتا تھا، میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۷۷)

ہم نے کہا ہے کہ دراۃ کے معنی ہیں: محض اپنی عقل اور قیاس سے کسی چیز کو جاننا، سو علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے:

الدراۃ المعرفۃ المدرکۃ بضرب من الختل۔

حیلہ کی ایک قسم سے جو معرفت حاصل کی گئی ہو اس کو درایت کہتے ہیں۔

(المفردات ج ۱ ص ۲۲٤، القاموس ص ۱۲۸۲ (قاموس میں ختل کی جگہ حیل کا لفظ ہے)

قاضی عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ٦۸۵ ھ لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وماتدری نفس ماذاتکسب غدا۔ (لقمان:34)

کوئی شخص (ازخود) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کسب (کام) کرے گا۔

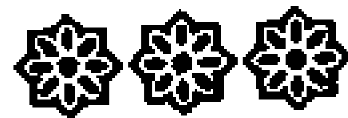
اس آیت میں اللہ کی طرف علم کی نسبت کی ہے اور بندہ کی طرف درایت کی نسبت کی ہے، کیونکہ درایت میں حیلہ کا معنی ہے یعنی حیلہ سے کسی چیز کو جاننا اور دونوں علموں میں فرق ہے، جب کوئی شخص حیلہ سے کوئی عمل کرے اور اس میں پوری کوشش صرف کرے تب بھی اس کو اپنے کسب کے حق ہونے کا علم ہو گا نہ اس کے انجام کا علم ہو گا، پس اس کے بغیر اسے اپنے کسب کا کیسے علم ہو گا جب اس پر کوئی شرعی یا عقلی دلیل قائم نہ ہو، اس لیے فرمایا: کوئی شخص (ازخود) نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کسب (کام) کرے گا۔

(تفسیر بیضاوی مع الخفاجی ج ۷ ص ٤۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱٤۱۷ھ)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی متوفی ۱۰٦۹ھ اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

درایت اس جملہ سے ماخوذ ہے "دری رمی الدریۃ" کا یہ وہ چھلہ ہے جس کو پھینکنے کا تیر انداز قصد کرتے ہیں اور وہ چیز جس سے پیچھے شکاری شکار سے چھپ کر کھڑا ہوتا ہے اور اس حلیہ سے اس کو تیر مار کر شکار کرتا ہے اور ان میں سے ہر چیز حیلہ ہے، اس وجہ سے درایت علم سے خاص ہے، کیونکہ درایت حیلہ اور تکلف سے کسی چیز کا علم ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علم کو دریت نہیں کہتے۔

(عنایۃ القاضی ج ۷ ص ٤۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱٤۱۷ھ)



كِتَابُ الْهِبَةِ

ہبہ کے متعلق بیان

بَابُ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا

ہبہ کی فضیلت اور اس پر ابھارنے کا بیان

7۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے مسلمان عورتو! ایک ہمسائی دوسری ہمسائی کو حقیر نہ جانے اپنی ہمسائی کو کچھ نہ کچھ دے دیا کرو اگرچہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 7591، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1030، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 1641، سنن البیہقی الکبریٰ: ج: 4، ص: 177، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2130)

تعارف راوی

ابوہریرہ: آپ کے نام اور نسب میں بہت ہی اختلاف ہے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبد عمرو تھا اسلام میں آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہوا۔ قوی یہ ہے کہ آپ دوسی ہیں، حاکم اور ابواحمد کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے مگر نام گم ہو کر رہ گیا خیبر کی فتح کے سال ایمان لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، پھر حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے علم کا بہت شوق تھا ہر دم حضور کے ساتھ رہتے تھے اللہ نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا تھا آپ نے ایک بار حضور انور کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں حضور کے فرمان بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ آپ نے پھیلائی حضور انور نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا آپ نے چادر سینے سے لگائی پھر حافظہ بہت ہی قوی ہو گیا، امام بخاری کہتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو حضرات سے زیادہ نے روایات لیں حتیٰ کہ حضرت بن عباس بن عمر، جابر، انس نے بھی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی، ۵۷ ؁ ستاون یا اٹھاون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الھاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

8۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ

رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِينَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہ سے ارشاد فرمایا: اے میری بہن کے بیٹے! ہم ایک چاند سے دوسرے چاند تیسرے چاند تک دو ماہ کا انتظار کرتے رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں کے اندر آگ نہ جلائی جاتی۔ انہوں نے کہا: اے خالہ جان آپ لوگوں کو کون سی چیز حیات رکھتی تھی؟ ارشاد فرمایا: دو سیاہ چیزیں کھجور اور پانی مگر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ انصار ہمسایہ تھے۔ جن کے پاس دودھ دینے والے جانور تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ نذرانہ کرتے تھے چنانچہ ہم اس دودھ کو پیا کرتے (اور زندہ رہتے)

(اللؤلؤ والمرجان: جز:1، ص:927، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:11722، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:111، مسند عبد بن حمید: رقم الحدیث:1510)

شرح

اس باب کی تشریح سے پہلے ایک نکتہ عشق والوں کی نظر۔۔۔

لطیف نکتہ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں رحمت ہوں، رب کا ہدیہ ہوں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد ہشتم صفحہ نمبر 59 بحوالہ بیہقی شعب الایمان)

یعنی رب نے مجھے تمہارے لیے رحمت بھی بنا کر بھیجا ہے اور اپنا ہدیہ و تحفہ بھی۔ اس فرمان عالی میں اس امت کی بہت ہی عزت فزائی ہے کیونکہ ہدیہ تحفہ اپنے پیاروں کو ہی دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ امت رب کو پیاری ہے اس لیے اسے تحفہ دیا گیا فرماتا ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پر دائم درود
ہم فقیروں کی ثروت پر لاکھوں سلام

ہبہ کی تعریف:

کسی چیز کا دوسرے کو بلاعوض مالک کر دینا ہبہ ہے یعنی اس میں عوض ہونا شرط و ضروری نہیں۔

دینے والے کو واہب کہتے ہیں اور جس کو دی گئی اُسے موہوب لہ اور چیز کو موہوب اور کبھی چیز کو ہبہ بھی کہتے ہیں۔
ہبہ میں واہب کے لیے کبھی دنیا کا نفع ہے کبھی نفع اُخروی۔ نفع دُنیوی مثلاً ہبہ کر کے کچھ عوض لینا یا اس واسطے ہبہ کیا کہ لوگوں میں اس کا ذکر خیر ہوگا۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مومن پر اپنی اولاد کو جُود و احسان کی تعلیم ویسی ہی واجب ہے جس طرح توحید و ایمان کی تعلیم واجب ہے کیونکہ جود و احسان سے دُنیا کی محبت دور ہوتی ہے اور محبت دنیا ہی ہر گناہ کی جڑ ہے۔ ہبہ کا قبول کرنا سنت ہے ہدیہ کرنے سے آپس میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔

ہبہ صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

واہب کا عاقل ہونا، بالغ ہونا، مالک ہونا، نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں اسی طرح غلام کا ہبہ کرنا بھی کہ یہ کسی چیز کا مالک ہی نہیں، جو چیز ہبہ کی جائے وہ موجود ہو اور، قبضہ میں ہو، مشاع نہ ہو، متمیز ہو، مشغول نہ ہو۔ اس کے ارکان ایجاب و قبول ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہبہ کرنے سے چیز موہوب لہ کی مِلک ہو جاتی ہے اگرچہ یہ مِلک لازم نہیں ہے۔ اس میں خیار شرط صحیح نہیں مثلاً ہبہ کیا اور موہوب لہ کے لیے تین دن کا اختیار دیا ہاں اگر جدائی سے پہلے اُس نے ہبہ کو اختیار کر لیا ہبہ صحیح ہو گیا ورنہ نہیں۔ اور اگر واہب نے اپنے لیے تین دن کا خیار رکھا ہے تو ہبہ صحیح ہے اور خیار باطل، شروط فاسدہ سے ہبہ باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرطیں ہی باطل ہو جاتی ہیں مثلاً ایک شخص کو اپنا غلام اس شرط پر ہبہ کیا کہ وہ غلام کو آزاد کر دے ہبہ صحیح ہے اور شرط باطل۔ (بحر، عالمگیری)

ہبہ دو قسم ہے ایک تملیک دوسرا اِسقاط مثلاً جس پر مطالبہ تھا مطالبہ اُسے ہبہ کرنا اُس کو ساقط کرنا ہے۔ مدیون کے سوا دوسرے کو دَین ہبہ کرنا اُس وقت صحیح ہے کہ قبضہ کا بھی اُس کو حکم دیدیا ہو اور قبضہ کا حکم نہ دیا ہو تو صحیح نہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۴، صفحہ ۶۹)

بَابُ الْقَلِيْلِ مِنَ الْهِبَةِ

باب: تھوڑی چیز کو ہبہ کرنا

9۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيتُ اِلٰى ذِرَاعٍ اَوْ كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ اَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایک دست یا پائے کے واسطے مجھے دعوت پر بلایا جائے تو ضرور جلوہ افروز ہو جاؤں گا اور اگر ایک دست یا ایک پایا مجھے ہدیہ دیا جائے تو ضرور قبول کر لوں گا۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11720، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 398، مسند احمد: رقم الحدیث: 912، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 202، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 195)

شرح

حدیث ۱: امام بخاری نے ادب مفرد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں باہم ہدیہ

کرو، اس سے آپس میں محبت ہوگی۔ (الأدب المفرد للبخاری، باب قبول الھدیۃ، الحدیث: ۶۰۷، ص ۱۶۸)

حدیث ۲: ترمذی نے اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہدیہ کرو کہ اس سے حسد دور ہو جاتا ہے۔ (المصابیح، کتاب البیوع، باب فی الھبۃ والھدیۃ، الحدیث: ۲۰۲۷، ج ۲، ص ۱۸۷)

ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ہدیہ کرو کہ اس سے سینہ کا کھوٹ دور ہو جاتا ہے اور پروس والی عورت پروسن کے لیے کوئی چیز حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کا کھر ہو۔ اسی کے مثل بخاری شریف میں بھی اُنھیں سے مروی۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر تھوڑی چیز میسر آئے تو وہی ہدیہ کرے یہ نہ سمجھے کہ ذراسی چیز کیا ہدیہ کی جائے یا یہ کہ کسی نے تھوڑی چیز ہدیہ کی تو اُسے نظرِ حقارت سے نہ دیکھے یہ نہ سمجھے کہ یہ کیا ذراسی چیز بھیجی ہے۔ اس حکم میں خاص عورتوں کو ممانعت فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں یہ مادہ بہت پایا جاتا ہے بات بات پر اس قسم کی نکتہ چینی کیا کرتی ہیں اور عموماً جو چیزیں ہدیہ بھیجی جاتی ہیں وہ عورتوں ہی کے قبضے میں ہوتی ہیں لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ پروس والی کو چیز بھیجنے میں یہ خیال نہ کرے کہ کم ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر مجھے دست یا پایہ کے لیے بلایا جائے تو اس دعوت کو قبول کروں گا اور اگر یہ چیزیں میرے پاس ہدیہ کی جائیں تو انھیں قبول کروں گا۔

صحیح بخاری شریف میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے ایک کنیز آزاد کر دی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس کی اطلاع دی، فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو دے دی ہوتی تو تمھیں زیادہ ثواب ملتا۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے مہاجرین نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جن کے یہاں ہم ٹھہرے ہیں (یعنی انصار) ان سے بڑھ کر ہم نے کسی کو زیادہ خرچ کرنے والا نہیں دیکھا اور تھوڑا ہو تو اُسی سے مواساۃ کرتے ہیں، اُنھوں نے کام کی ہم سے کفایت کی اور منافع میں ہمیں شریک کر لیا یعنی باغات کے کام یہ کرتے ہیں اور جو کچھ پیداوار ہوتی ہے اُس میں ہمیں شریک کر لیتے ہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ سارا ثواب یہی لوگ لے لیں گے۔ ارشاد فرمایا: نہیں جب تک تم اُن کے لیے دُعا کرتے رہو گے اور اُن کی ثنا کرتے رہو گے (تم بھی اجر کے مستحق بنو گے)۔

ترمذی و ابوداوٗد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو کوئی چیز دی گئی اگر اُس کے پاس کچھ ہے تو اُس کا بدلہ دے اور بدلہ دینے پر قادر نہ ہو تو اُس کی ثنا کرے۔

حدیث: ترمذی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اُس نے احسان کرنے والے کے لیے یہ کہا "جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْراً" تو پوری ثنا کر دی۔

صحیح بخاری شریف میں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کسی قسم کا کھانا کہیں سے آتا تو دریافت فرماتے صدقہ ہے یا ہدیہ؟ اگر کہا جاتا صدقہ ہے تو۔ (فقراے) صحابہ سے فرماتے: تم لوگ اسے کھالو اور اگر کہا جاتا کہ

ہدیہ ہے تو صحابہ کے ساتھ خود بھی تناول فرماتے۔

انس رضی اللہ عنہ سے امام بخاری نے روایت کی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں فرماتے اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس پھول پیش کیا جائے تو واپس نہ کرے کہ اُٹھانے میں ہلکا ہے اور بُو اچھی ہے۔ ہلکا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دینے والے کا احسان زیادہ نہیں ہے۔

ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: تین چیزیں واپس نہ کی جائیں، تکیہ اور تیل اور دودھ بعض نے کہا تیل سے مراد خوشبو ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی کراھیۃ ردالطیب، الحدیث: ۲۷۹۹، ج ۴، ص ۳۶۲)

حدیث: ترمذی نے ابو عثمان نہدی سے مرسلاً روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کسی کو پھول دیا جائے تو واپس نہ کرے کہ وہ جنت سے نکلا۔ (جامع الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی کراھیۃ ردالطیب، الحدیث: ۲۸۰۰، ج ۴، ص ۳۶۲)

حدیث: بیہقی نے دعوات کبیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ جب نیا پھل حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا جاتا اُسے آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَرِنَا اٰخِرَهٗ.

(اے اللہ! (عزوجل) جس طرح تو نے ہمیں اس کا اوّل دکھایا ہے، اس کا آخر دِکھا) اس کے بعد جو چھوٹا بچہ حاضر ہوتا اُسے دے دیتے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب فی الھبۃ والھدیۃ، الحدیث: ۳۰۳۲، ج ۲، ص ۱۸۸)

صحیح بخاری میں ہے اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میرے دو پروسی ہیں ان میں کس کو ہدیہ کروں؟ ارشاد فرمایا: جس کا دروازہ تم سے زیادہ نزدیک ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الھبۃ ... الخ، باب بمن یبدا بالھدیۃ، الحدیث: ۲۵۹۵، ج ۲، ص ۱۷۴)

صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا اور اس زمانہ میں رشوت ہے۔ یعنی حکام کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الھبۃ ... الخ، باب من لم یقبل الھدیۃ لعلۃ، ج ۲، ص ۱۷۴)

بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ اَصْحَابِهٖ شَيْئًا

وَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا

باب: جس نے اپنے ساتھیوں سے کسی ہدیہ کو مانگا

اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو۔

10- حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَى امْرَاَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا

مُرِیْ عَبْدَكِ فَلْیَعْمَلْ لَنَا اَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَاَمَرَتْ عَبْدَهَا فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهُ مِنْبَرًا فَلَمَّا قَضَاهُ اَرْسَلَتْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلِیْ بِهِ اِلَیَّ فَجَآءُوْا بِهٖ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ حَیْثُ تَرَوْنَ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین میں سے ایک عورت کا غلام ترکھان تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کی جانب پیغام بھجوایا کہ اپنے غلام سے کہو کہ میرے لئے لکڑیوں کا منبر بنوا دے چنانچہ اس نے اپنے غلام کو حکم دیا تو اس نے جھاؤ والے درخت کی لکڑیاں کاٹیں تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر بنایا پس جب اس کو بنا لیا تو اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ اس نے منبر تیار کروا لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام اس منبر کو لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اٹھوا کر وہاں پر رکھوا دیا جہاں پر اسے تم اب ملاحظہ کر رہے ہو۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1416، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5881، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 1522، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 544، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1258)

تعارف راوی

سہل بن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابوالعباس ہے، آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور نے سہل رکھا، حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات ۹۱ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہو گیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

11- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ السَّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ یَوْمًا جَالِسًا مَّعَ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنْزِلٍ فِیْ طَرِیْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ اَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا غَیْرُ مُحْرِمٍ فَاَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِیًّا وَّاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِیْ فَلَمْ یُؤْذِنُوْنِیْ بِهٖ وَاَحَبُّوْا لَوْ اَنِّیْ اَبْصَرْتُهٗ وَالْتَفَتُّ فَاَبْصَرْتُهٗ فَقُمْتُ اِلَى الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِیْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِی السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللهِ لَا نُعِیْنُكَ عَلَیْهِ بِشَیْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهٗ ثُمَّ جِئْتُ بِهٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِیْهِ یَاْكُلُوْنَهٗ ثُمَّ اِنَّهُمْ شَكُّوْا فِیْ اَكْلِهِمْ اِیَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَاْتُ الْعَضُدَ مَعِیْ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَیْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى نَفِدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَحَدَّثَنِیْ بِهٖ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن ابی قتادہ سلمی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں مکہ مکرمہ کے راستہ پر کسی جگہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے کچھ مردوں کی معیت بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے آگے قیام فرما تھے' جبکہ لوگ محرم تھے اور میں غیر محرم تھا۔ لوگوں نے ایک جنگلی گدھے کو دیکھا اور میں اس دوران اپنے جوتے کو ٹھیک کرنے میں مشغول تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا بھی نہیں لیکن وہ یہ پسند کرتے تھے کہ کاش میں اسے دیکھ لوں۔ چنانچہ اچانک میں نے دھیان دیا تو اسے دیکھا میں وہاں سے اٹھ کر اپنے گھوڑے کے اوپر زین کو بچھا کر اس پر سوار ہو گیا میں جلدی میں چابک اور نیزے کو اٹھانا بھول گیا تو میں نے ان کو کہا: مجھے چابک اور نیزہ تو اٹھا کر دیدو۔ وہ کہنے لگے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم تو تمہاری اس شکار کے سلسلہ میں کچھ بھی استعانت نہ کریں گے چنانچہ میں غضب ناک ہوا تو میں نے اتر کر چابک اور نیزہ کو اٹھالیا۔ میں نے دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کو جنگلی گدھے کے پیچھے دوڑایا۔ تو اسے زخمی کر ڈالا پھر اسے لے کر آیا تو وہ اس دوران مر چکا تھا۔ اس کے بعد وہ آئے تو اس پر واقع ہو گئے اور اس کو پکانے کے بعد کھانے لگ گئے۔ انہوں نے کھانے کے وقت اس کو یہ شکایت کی کہ وہ تو حالت احرام میں ہیں۔ چنانچہ ہم چل پڑے اور میں نے شکار کا ایک بازو اپنے ساتھ چھپا کر رکھ لیا۔ بعد میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پالیا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کے کھانے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس اس شکار میں کچھ بچا ہوا ہے۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں! چنانچہ اس بازو کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے تناول فرمایا حتیٰ کہ اس کو ختم فرما دیا' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محرم تھے۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1852 صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3977 صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1196 سنن الترمذی: رقم الحدیث: 848)

شرح

ایک شخص نے ہنسی مذاق کے طور پر دوسرے سے چیز ہبہ کرنے کو کہا مثلاً یار دوستوں میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مذاق میں کہتے ہیں مٹھائی کھلاؤ یا یہ چیز دے دو مگر اُس نے سچ مچ کو ہبہ کر دیا یہ ہبہ صحیح ہے۔ کبھی اِس طرح بھی ہبہ ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ میں نے یہ چیز تم میں سے ایک کے لیے ہبہ کر دی جس کا جی چاہے لے لے اُن میں سے ایک نے لے لی ہبہ درست ہو گیا وہ مالک ہو گیا یا کہہ دیا میں نے اپنے باغ کے پھل کی اجازت دیدی ہے جو چاہے لے لے جو لے گا مالک ہو جائے گا اور اگر ایسے شخص نے لیا جس کو واہب کے اس ہبہ کی خبر نہیں پہنچی ہے اُس کو لینا جائز نہیں۔ (بحر) اور علم سے پہلے کھایا تو حرام کھایا۔

ہبہ کے بہت سے الفاظ ہیں۔ میں نے تجھے ہبہ کیا، یہ چیز تمھیں کھانے کو دی۔ یہ چیز میں نے فلاں کے لیے یا تیرے لیے کردی، میں نے یہ چیز تیرے نام کردی، میں نے اس چیز کا تجھے مالک کر دیا، اگر قرینہ ہو تو ہبہ ہے ورنہ نہیں کیونکہ مالک کرنا بیع وغیرہ بہت چیزوں کو شامل ہے۔ عمر بھر کے لیے یہ چیز دیدی، اس گھوڑے پر سوار کر دیا، یہ کپڑا پہننے کو دیا، میرا یہ مکان تمھارے لیے عمر بھر رہنے کو ہے، یہ درخت میں نے اپنے بیٹے کے نام لگایا ہے۔ (درمختار، بحر) (الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۰)

ہبہ کے بعض الفاظ ذکر کر دیے اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر لفظ ایسا بولا جس سے ملک رقبہ سمجھی جاتی ہو یعنی خود اُس شے کی ملک تو ہبہ ہے اور اگر منافع کی تملیک معلوم ہوتی عاریت ہے اور دونوں کا احتمال ہے تو نیت دیکھی جائے گی۔

مرد نے عورت کو کپڑے بنوانے کے لیے روپے دیے کہ بنا کر پہنے یہ ہبہ ہے چھوٹے بچے کے لیے کپڑے بنوائے تو بنوا۔
ہی بلکہ قطع کراتے ہی اُس کی ملک ہو گئے بچہ کو دے یا نہ دے اور بالغ لڑکے کے لیے بنوائے تو جب تک اُس کو قبضہ نہ دے مالک
نہیں ہو گا۔

ہبہ کے لیے قبول ضروری ہے یعنی موہوب لہ جب تک قبول نہ کرے اُس کے حق میں ہبہ نہیں ہوگا اگرچہ واہب کے حق میں
فقط ایجاب سے ہبہ ہو جائے گا بخلاف بیع کہ اس میں جب تک ایجاب وقبول دونوں نہ ہوں بائع ومشتری کسی کے حق میں بیع نہیں
اس کا حاصل یہ ہوا کہ مثلاً قسم کھائی تھی کہ یہ چیز فلاں کو ہبہ کردوں گا اس نے ایجاب کیا مگر اُس نے قبول نہ کیا قسم میں سچا ہو گیا اور اگر
قسم کھاتا کہ اسے فلاں کے ہاتھ بیع کروں گا اور ایجاب کیا مگر اُس نے قبول نہیں کیا حانث ہو گیا قسم ٹوٹ گئی۔ (بحر)

ہبہ کا قبول کرنا کبھی الفاظ سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مثلاً اس نے ایجاب کیا یعنی کہا میں نے یہ چیز تمھیں ہبہ کردی اُس نے
لے لی ہبہ تمام ہو گیا۔

ہبہ تمام ہونے کے لیے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا پھر اگر اُسی مجلس میں قبضہ کرے تو واہب کی
اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور مجلس بدل جانے کے بعد قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اجازت درکار ہے ہاں اگر جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اُس
نے کہہ دیا ہے کہ تم قبضہ کرلو تو اب اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلی اجازت کافی ہے۔ (ہدایہ، درمختار)

قبضہ پر قادر ہونا بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے مثلاً صندوق میں کپڑے ہیں اور کپڑے ہبہ کر کے صندوق اُسے دیدیا اگر صندوق
مُقفّل ہے قبضہ نہیں ہوا اور قفل کھلا ہوا ہے قبضہ ہو گیا یعنی ہبہ تمام ہو گیا کہ قبضہ پر قادر ہو گیا۔ (بحرالرائق)

واہب نے موہوب لہ کو قبضہ سے منع کر دیا تو اگرچہ قبضہ کرلے یہ قبضہ صحیح نہیں مجلس میں قبضہ کرے یا بعد میں اس صورت میں
ہبہ تمام نہیں۔

بَابُ مَنِ اسْتَسْقٰى وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِيْ

باب: جس نے پانی مانگا

اور حضرت سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سہل! مجھے پانی پلا دو۔

12- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ طُوَالَةَ اسْمُهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَارِنَا هٰذِهٖ فَاسْتَسْقٰى فَحَلَبْنَا لَهٗ شَاةً لَنَا ثُمَّ شُبْتُهٗ مِنْ مَّاءِ بِئْرِنَا هٰذِهٖ فَاَعْطَيْتُهٗ وَاَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَّسَارِهٖ وَعُمَرُ تُجَاهَهٗ وَاَعْرَابِيٌّ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ اَلَا فَيَمِّنُوْا قَالَ اَنَسٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

عبداللہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے
اس گھر میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پانی مانگا ہم نے آپ ﷺ کے لئے اپنی بکری کا دودھ دوھ کر اس میں اپنے اس

کنویں کا پانی ملا دیا۔اس کے بعد میں نے وہ پانی آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے۔اور ایک اعرابی آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔پس جب آپ ﷺ نے دودھ پینے سے فراغت پائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو یہ تشریف فرما ہیں۔آپ ﷺ نے وہ بچا ہوا دودھ اس اعرابی کو عطا فرما دیا۔پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دائیں جانب والے پہلے دائیں جانب والے ہیں خوب سن لو! دائیں جانب سے شروع کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ تین دفعہ فرمایا کہ یہی سنت ہے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3425، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3726، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5337، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2029، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1893)

تعارف راوی

حضرت انس بن مالک: آپ کا نام انس بن مالک بن نضر ہے، کنیت ابوحمزہ ہے، خزرجی انصاری ہیں، حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی، جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے، دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی، آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ۹۱ھ میں وفات ہوئی، ایک سو تین سال عمر ہوئی، بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی، آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے، اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایت لیں۔خلاصہ میں ہے کہ آپ کی احادیث ایک ہزار دو سو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۸۳ احادیث بخاری کی اکہتر ۷۱ مسلم کی۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

مندرجہ بالا حدیثِ پاک میں دائیں جانب سے شروع کرنے کا ذکر آیا ہے اس کی بہت فضیلت ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ یحب التیامن فی کل شیئ حتی فی تنعلہ۔

رسول اللہ ﷺ ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں بھی۔

(فتاوٰی رضویہ کتاب الحظر والاباحۃ جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 23)

آپ ﷺ جب کپڑا پہنتے تو دائیں طرف سے شروع کرتے۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیض پہنتے تو داہنی طرف سے شروع فرماتے تھے۔(ترمذی)

یعنی جب قمیض پہنتے تو قمیض کا داہنہ حصے پہلے پہنتے بایاں حصہ بعد میں اس طرح کہ اولاً داہنا ہاتھ شریف داہنی آستین میں

ڈالتے پھر بایاں اور اتارنے میں اس کے برعکس۔ میامن جمع ہے میمنہ کی جس کا مادہ یمن یا یمین ہے۔ قمیض کا ہر داہنا حصہ یمین ہے، آستین دامن کلی وغیرہ۔ اس لیے میامن جمع ارشاد ہوا۔ اور ہوسکتا ہے کہ میامنہ کی ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو یعنی اپنے دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے تب میامن کو جمع فرمانا تعظیم کے لیے ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف جلد ششم صفحہ نمبر 175)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور قضیہ ختم کیا تو جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنے والا ہے انہیں اپنی داہنی مٹھی میں لیا اور بائیں والوں کو بائیں مٹھی مین لیا پھر فرمایا اے دائیں طرف والو انہوں نے کہا لبیک وسعد یک فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں پھر سب کو ملا دیا کسی نے پوچھا یہ کیوں کیا؟ فرمایا اس لئے کہ ان کے لئے اور اعمال ہیں جنہیں یہ کرنے والے ہیں یہ تو صرف اس لئے کہلوایا گیا ہے کہ انہیں یہ عذر نہ رہے کہ ہم اس سے غافل تھے۔ پھر سب کو صلب آدم میں لوٹا دیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 1126)

احنف بن قیس فرماتے ہیں دائیں طرف والا نیکیاں لکھتا ہے اور یہ بائیں طرف والے پر امین ہے۔ جب بندے سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو یہ کہتا ہے ٹھہر جا اگر اس نے اسی وقت توبہ کرلی تو اسے لکھنے نہیں دیتا اور اگر اس نے توبہ نہ کی تو وہ لکھ لیتا ہے (ابن ابی حاتم) امام حسن بصری اس آیت کی تلاوت کر کے فرماتے تھے اے ابن آدم تیرے لئے صحیفہ کھول دیا گیا ہے اور دو بزرگ فرشتے تجھ پر مقرر کر دیئے گئے ہیں ایک تیرے داہنے دوسرا بائیں۔ دائیں طرف والا تو تیری نیکیوں کی حفاظت کرتا ہے اور بائیں طرف والا برائیوں کو دیکھتا رہتا ہے اب تو جو چاہ عمل کر کمی کر یا زیادتی کر جب تو مرے گا تو یہ دفتر لپیٹ دیا جائے گا اور تیرے ساتھ تیری قبر میں رکھ دیا جائے گا اور قیامت کے دن جب تو اپنی قبر سے اٹھے گا تو یہ تیرے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

(تفسیر ابن عباس جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 4646)

عبدالرحمٰن بن سلمان فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہوا ہو رہا ہے اور ہوگا وہ سب لوح محفوظ میں موجود ہے اور لوح محفوظ حضرت اسرافیل کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے لیکن جب تک انہیں اجازت نہ ملے وہ اسے دیکھ نہیں سکتے حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ لوح محفوظ کی پیشانی پر یہ عبارت ہے، کوئی معبود نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے، وہ اکیلا ہے اس کا دین اسلام ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس کے وعدے کو سچا جانے اس کے رسولوں کی تابعداری کرے اللہ عالم اسے جنت میں داخل کرے گا فرماتے ہیں یہ لوح سفید موتی کی ہے اس کا طول آسمان و زمین کے درمیان کے برابر ہے اور اس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے برابر ہے، اس کے دونوں کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں اس کے دونوں پٹھے سرخ یاقوت کے ہیں اس کا قلم نور ہے اس کا کلام عرش کے ساتھ وابستہ ہے اس کی اصل فرشتہ کی گود میں ہے فرماتے ہیں یہ اللہ کے عرش کے دائیں طرف ہے۔

آج کے دور میں مشہور ہو چکا ہے کہ ہر امام سلامِ نماز کے بعد دائیں طرف ہی منہ کرتا ہے ان کو یہ حدیث پاک یاد رکھنی چاہیے کہ

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی بھی اپنی نماز سے شیطان کا حصہ اس طرح نہ بنائے کہ نماز کے بعد دائیں طرف ہی پھرنا اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دفعہ بائیں طرف پھرتے ہوئے دیکھا، اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا، جب اس عمل کا معاملہ ہے جو اصلاً مشروع ہے تو اس میں تمھارا کیا خیال ہے جو اصلاً جائز ہی نہ ہو۔ (صحیح البخاری باب الانفتال والانصراف مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۸)

تاریخ بغداد میں تیامن کے بارے میں ہے۔ بزار در مسند وطبرانی در معجم اوسط وابن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلۃ وخطیب بغدادی در تاریخ از انس رضی اللہ عنہ روایت دارند

کان النبی ﷺ اذا صلی وفرغ من صلوته مسح بیمینه علی رأسه وقال بسم الله الذی لا اله الاهو الرحمٰن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن "

نبی صلی اللہ علیہ وسلم چوں از نماز فارغ شدے دست راست بر سر مبارک خودش سودے وایں دعا نمودے بنام خدائیکہ جز او ہیچکس سزائے پرستیدن نیست بخشائندہ مہربان خدایا پریشانی وغم از من دور کن، ساتویں حدیث: بزار نے مسند، طبرانی نے معجم اوسط، ابن السنی نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے سر پر پھیرتے اور پڑھتے

بسم الله الذی لا اله الا هو الرحمٰن الرحیم اللهم اذهب عنی الهم والحزن

(اللہ کے نام سے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ رحمٰن ورحیم ہے اے اللہ مجھ سے غم وحزن دُور فرما دے)۔

(تاریخ بغداد للخطیب باب الکاف عن اسمہ کثیر حدیث ۶۹۵۳ دار الکتاب العربیۃ بیروت ۴۸۰)

بَابُ قَبُوْلِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ وَقَبِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَضُدَ الصَّيْدِ

باب: شکار کا ہدیہ قبول کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے شکار کا ہدیہ قبول کیا ہے

13- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَاَدْرَكْتُهَا فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا اَوْ فَخِذَيْهَا قَالَ فَخِذَيْهَا لَا شَكَّ فِيْهِ فَقَبِلَهُ قُلْتُ وَاَكَلَ مِنْهُ قَالَ وَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ قَبِلَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے سر الظہر ان کے مقام پر خرگوش کو بھگایا لوگ تھک ہار گئے مگر میں نے پکڑ لیا اور اس کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آیا۔ انہوں نے ذبح فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی سرین یا دونوں رانوں کو پیش کر دیا۔ راوی نے کہا کہ دونوں رانوں کے متعلق شک نہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمالیا۔ ہشام نے دریافت کیا: اور اس سے کھایا بھی سہی؟ میں نے کہا: اور اس میں سے تناول فرمایا۔ پھر اس کے بعد فرمایا: اس کو قبول فرمالیا۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3791، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3243، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4310، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1953، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1789)

14- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهٗ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَا فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ اَمَا اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں جنگلی گدھے کو پیش کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران مقام ابواء یا مقام ودان پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گدھے کو واپس لوٹا دیا پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صعب رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر آثار غم دیکھے تو ارشاد فرمایا: ہم نے جنگلی گدھے کو بوجہ محرم ہونے کے لوٹا دیا ہے۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 849، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3090، صحیح مسلم: 1193، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2672، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2815) رضی اللہ عنہما

تعارف راوی

صعب بن جثامہ: آپ لیثی ہیں، ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے، خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الصاد، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

بَابُ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ
باب: ہدیہ قبول کرنا

15- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِهَا اَوْ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جان بوجھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری والے دن ہدیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا کرتے وہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتے تھے۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8899، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11723، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3889، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4471، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 809)

16- حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَهْدَتْ اُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِطًا وَّسَمْنًا وَّاَضُبًّا فَاَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ

حَرَامًا مَّا اُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ اُمّ ہند نے پنیر، گھی اور گوہوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر اور گھی کو تناول فرمالیا اور گوہوں کو گھن محسوس کرتے ہوئے ترک فرمادیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کو کھایا گیا اگر حرام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔

(اللؤلؤ والمرجان: جز: 1، ص: 625، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 19201، شرح معانی الآثار: رقم الحدیث: 6369، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 138، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 6700)

17- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ مَعَهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے متعلق پوچھا کرتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اگر یہ کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرماتے: تم لوگ کھالو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تناول نہ فرمایا کرتے۔ اور اگر یہ کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے ساتھ بڑھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت تناول فرمانے لگ جاتے۔

(اللؤلؤ والمرجان: جز: 1، ص: 316، مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 508، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 120)

18- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ قَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں گوشت لایا گیا تو عرض کیا گیا کہ یہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس کے واسطے تو صدقہ ہی ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1655، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1074، مسند احمد: رقم الحدیث: 12159، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3244، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 1962)

19- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ وَاَنَّهُمْ اشْتَرَطُوْا

وَلَاءَهَا فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ وَّخُيِّرَتْ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ قَالَ شُعْبَةُ سَأَلْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ عَنْ زَوْجِهَا قَالَ لَا أَدْرِيْ أَحُرٌّ أَمْ عَبْدٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تو ان کے مالکوں نے ان کی ولاء کی شرط قرار دے دی۔ اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کی ہوتی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت ہدیتاً پیش کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس گوشت کو بریرہ کے اوپر صدقہ کیا گیا ہے یہ اس کے واسطے تو صدقہ ہی ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔ اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو اختیار عطا فرمایا گیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا: ان کے خاوند آزاد تھے یا غلام؟ شعبہ نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن سے ان کے خاوند کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ ان کے خاوند آزاد تھے یا غلام۔

(مرجع السابق باب ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد)

20- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ أُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثْتَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قدم رنجہ ہوئے تو ان سے دریافت فرمایا: تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں ماسوا صدقہ کی بکری کے جو اُمّ عطیہ کو بھیجی گئی تھی۔ ارشاد فرمایا: تحقیق وہ صدقہ اپنے محل کو پہنچ گیا ہے۔ (مرجع السابق باب قدر کم یعطی من الزکوٰۃ والصدقۃ......الخ)

تعارف راوی

ام عطیہ: آپ کا نام نسیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں، بہت صحابیات نے آپ سے احادیث روایت کیں اکثر حضور انور کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رضی اللہ عنہا آپ کے بہت فضائل ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

لباب الاحیاء، صفحہ 184 میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے، اگرچہ دودھ کا ایک گھونٹ یا خرگوش کی ران

ہوتی، اور بدلے میں تحفہ عطا فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہدیہ تناول فرماتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب المکافاۃ فی الھبۃ، الحدیث ۲۵۸۵،ص ۲۰۳۔المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث ۲۵۰۶۴، ج۹،ص ۴۵۶۔صحیح مسلم، کتاب الصید، باب اباحۃ الأرنب، الحدیث ۵۰۴۸،ص ۱۰۲۶)

حضرت سیّدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سبزی سے سحری اور افطاری کرتے۔ اکثر اوقات روٹی کو نمک سے ملا کر تناول فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک پلیٹ بطورِ ہدیہ پیش کی، اس میں سیب اور مختلف پھل رکھے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھائے بغیر واپس لوٹا دیا تو آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: کیا نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہدیہ قبول نہ فرماتے تھے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: '' کیوں نہیں، لیکن رسولِ اَکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بھیجا ہوا ہدیہ، ہدیہ تھا جبکہ ہمارے اور ہمارے بعد والوں کے لئے رشوت ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، الحدیث ۷۲۷۷، ج۵،ص ۳۲۷)

حکایت

حضرتِ سیّدنا عثمان بن عبداللہ علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضرتِ سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں رہ کر علمِ دین سیکھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ علیہ السلام سے اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت چاہی اور کہا: میں جلد ہی دوبارہ حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ علیہ السلام نے اسے اجازت عطا فرما دی۔

وہ چلا گیا اور اپنے علاقے میں لوگوں سے کہتا پھرتا حضرتِ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا، آپ علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتائی۔ اس طرح کی باتیں کر کے وہ لوگوں سے مال جمع کرتا۔ لوگ حضرتِ سیّدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقرب سمجھ کر اس کی تعظیم کرتے اور اسے مال و دولت دیتے۔ وہ بڑا خوش ہوتا اور جگہ جگہ جا کر کہتا، میں نے حضرت سیّدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ الغرض! اس طرح اس نے بہت سا مال جمع کر لیا۔ کافی دن گزر جانے کے باوجود جب وہ حاضرِ خدمت نہ ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا لیکن کسی کو اس کی خبر نہ تھی کہ اب وہ کہاں ہے؟

ایک دن آپ علیہ السلام ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی گزرا جس نے رسّی سے بندھا ہوا خرگوش اپنی گردن میں لٹکا رکھا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: اے اللہ عزوجل کے بندے! تو کہاں سے آ رہا ہے؟ عرض کی: فلاں گاؤں سے۔ فرمایا: کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے جس نے مجھ سے علمِ دین سیکھا؟

دیہاتی نے اپنی گردن میں لٹکے ہوئے خرگوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق آپ علیہ السلام پوچھ رہے ہیں۔ اللہ ربُّ العزّت نے اسے خرگوش بنا دیا ہے۔ یہ سن کر آپ علیہ اسلام نے بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ میں عرض کی: اے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ! اسے اس کی اصلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھوں کہ کس جرم کی وجہ سے اسے جانور بنا دیا گیا؟ بارگاہِ خداوندی عَزَّ وَجَلَّ سے وحی نازل ہوئی: اے موسیٰ (علیہ السلام)! جو سوال تم نے کیا ہے، اگر یہی سوال مقرّب رسولوں میں سے کوئی اور بھی کرے تب بھی میں اسے اس کی اصلی حالت پر نہیں لوٹاؤں گا۔ اسے میں نے جانور اس لئے بنایا ہے

کہ یہ دین کے ذریعے دنیا کی حقیر دولت طلب کیا کرتا تھا۔(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ)

(یا اللہ عزوجل! ہمیں اپنی ناراضگی سے محفوظ رکھ، ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ سچی توبہ اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرما۔ صرف اپنی ہی رضا کی خاطر علمِ دین سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے کی توفیق عطا فرما۔ ریا کاری، حبِ مال، طلب جاہ، اور دیگر بڑے بڑے گناہوں سے ہمیں محفوظ فرما۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) (عیون الحکایات حصہ دوم صفحہ 223)

قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی (2) کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی (3) تو اسے تکلیف ہوگی تو چیز کو لے لے اور اُس کی واجبی قیمت (4) دے دے، کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اُس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کر دے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اُسے واپس کر دے۔ (''الدرالمختار''، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۵۷)

واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کر سکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے۔ اگر مفتی کو اس لیے ہدیہ دیا کہ فتوے میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتویٰ بتانے کی اجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں۔ ہاں لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔

(''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الھدیۃ للمفتی، ج ۸، ص ۵۷)

: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے، جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال ہے۔

بَابُ مَنْ اَهْدٰى اِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَآئِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ

باب: جب اپنے ساتھی کو ہدیہ دے اور اس کی بعض عورتوں کی باری کے دن انتظار کرے

21۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمِيْ وَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِنَّ صَوَاحِبِيْ اجْتَمَعْنَ فَذَكَرَتْ لَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ہدیئے پیش خدمت اقدس کرنے کے واسطے میری باری کا انتظار کرتے رہتے تھے اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میری سہیلیاں جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعراض فرمالیا۔ (مرجع السابق باب قبول الھدیۃ)

22۔ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ

وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْ عَلِمُوْا حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَآئِشَةَ فَاِذَا كَانَتْ عِنْدَ اَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّهْدِيَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَهَا حَتّٰى اِذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَآئِشَةَ بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ عَآئِشَةَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بُيُوْتِ نِسَآئِهٖ فَكَلَّمَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَاَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا فَكَلِّمِيْهِ قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِيْنَ دَارَ اِلَيْهَا اَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَاَلْنَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْهِ حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ اِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَآئِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَآئِشَةَ قَالَتْ فَقَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى فَرَجَعَتْ اِلَيْهِنَّ فَاَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَاَبَتْ اَنْ تَرْجِعَ فَاَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَاَتَتْهُ فَاَغْلَظَتْ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَآئَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ ابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتّٰى تَنَاوَلَتْ عَآئِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّتْهَا حَتّٰى اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ اِلٰى عَآئِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ قَالَ فَتَكَلَّمَتْ عَآئِشَةُ تَرُدُّ عَلٰى زَيْنَبَ حَتّٰى اَسْكَتَتْهَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَآئِشَةَ وَقَالَ اِنَّهَا بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ

قَالَ الْبُخَارِيُّ الْكَلَامُ الْاَخِيْرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ يُذْكَرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَّجُلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

وَقَالَ اَبُوْ مَرْوَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَآئِشَةَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّرَجُلٍ مِّنَ الْمَوَالِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَآئِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ فَاطِمَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک گروہ کے اندر حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محبت سے خوب واقف

تھے۔ جب بھی کوئی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں ہدیہ پیش کرنے کا قصد کرتا تو اس کو مؤخر فرما دیتے حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جلوہ افروز ہوتے تو وہ ہدیہ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں پیش کرتے۔ چنانچہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے آپس میں بات کی اور انہوں نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے خود بات کرو کہ آپ ﷺ لوگوں کو خود فرمائیں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں ہدیہ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ پیش کر دیا کرے چاہے آپ ﷺ کسی بھی زوجہ مطہرہ کے گھر میں جلوہ افروز ہوں چنانچہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا۔ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے کچھ بھی ارشاد نہیں فرمایا۔ انہوں نے دوبارہ کہا کہ وہ پھر جا کر بات کریں پس جب آپ ﷺ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ان کے پاس جلوہ افروز ہوئے تو پھر عرض کیا۔ آپ ﷺ نے پھر بھی کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا تو کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ انہوں نے پھر کہا کہ آپ ﷺ سے دوبارہ بات کرو حتیٰ کہ آپ ﷺ تمہیں جواب ارشاد فرما دیں۔ آپ ﷺ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ان کے پاس جلوہ افروز ہوئے تو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے دوبارہ آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھے عائشہ کے متعلق اذیت نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ کسی بھی زوجہ کے کپڑے میں ہونے کی حالت میں وحی نہیں آتی ماسوا عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! میں آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے سے توبہ کرتی ہوں پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس بلوایا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں انہیں یہ عرض کرنے کے واسطے بھیجا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے متعلق انصاف چاہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے پیاری بیٹی! میں جس سے محبت کرتا ہوں تو کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی ہو۔ وہ عرض گزار ہوئیں: کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے پاس لوٹ کر آئیں۔ اور سارا معاملہ عرض کیا تو انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ دوبارہ جایئے تو اس پر انہوں نے انکار فرما دیا۔ پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سخت لہجہ میں کہا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم بنت ابن ابی قحافہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے واسطے انصاف کا مطالبہ کرتی ہیں اس پر انہوں نے آواز کو بھی بلند کر دیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت سارا کہہ دیا یہ تشریف فرما تھیں انہوں نے کچھ سب بھی کیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب نظر فرمائی کہ کچھ بول نہیں پا رہیں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خوب جواب دیا حتیٰ کہ ان کو چپ کروا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور ارشاد فرمایا: آخر یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اذن مانگا تو میں اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھی۔ (مرجع السابق باب قبول الہدیۃ)

شرح:

سلام بھی ہدیہ ہے:

حضرت سیّدنا اَبُوبَخْتَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرتِ سیّدنا اَشْعَث بن قَیس اور جَرِیر بن عبداللہ بَجَلِی رحمۃ اللہ علیہما حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے نکلے تو انہیں مدائن کے گرد ونواح میں ایک جھونپڑی میں پایا حاضر ہوکر سلام عرض کیا، پھر پوچھا: ''کیا سلمان فارسی آپ ہی ہیں؟'' فرمایا: ''جی ہاں!'' انہوں نے پوچھا: ''کیا آپ صحابیٔ رسول ہیں؟'' فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میں صحابی ہوں یا نہیں۔'' یہ سن کر دونوں حضرات شک میں مبتلا ہوگئے اور کہنے لگے: ''شاید ہم جن سے ملنا چاہتے ہیں یہ وہ نہیں ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم جس سے ملنا چاہتے ہو میں وہی ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف پایا ہے اور ان کی صحبت بابرکت بھی مجھے حاصل رہی ہے اور (حقیقت میں) صحابی تو وہ ہے جو حضور نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔'' پھر استفسار فرمایا: ''تم کس کام سے آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہم ملکِ شام سے آپ کے بھائی کے پاس سے آئے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: ''وہ کون ہے؟'' عرض کی: ''حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ۔'' فرمایا: ''انہوں نے میرے لئے جو تحفہ بھیجا ہے وہ کہاں ہے؟'' عرض کی: ''انہوں نے آپ کے لئے کوئی تحفہ نہیں بھیجا۔'' فرمایا: ''اللہ عزوجل سے ڈرو اور امانت ادا کرو جو شخص بھی ان کے پاس سے آتا ہے وہ میرے لئے ان کا تحفہ لاتا ہے۔'' بولے: ''آپ ہم پر تہمت نہ لگائیں اگر آپ کو کوئی ضرورت ہے تو ہم اسے اپنے مال سے پورا کئے دیتے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے تو وہ ہدیہ چاہئے جو انہوں نے تمہارے ہاتھ بھیجا ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''اللہ عزوجل کی قسم! انہوں نے ہمیں کوئی چیز دے کر نہیں بھیجا سوائے اس کے کہ انہوں نے فرمایا: تم میں ایک ایسا شخص موجود ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی حاجت نہیں ہوتی تھی۔ لہٰذا جب تم اُن کے پاس جاؤ تو میرا اسلام کہنا۔'' حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہی تو وہ ہدیہ ہے جس کا میں تم سے مطالبہ کر رہا تھا اور ایک مسلمان کے لئے سلام سے افضل کون سا ہدیہ ہوسکتا ہے جو اچھی دعا ہے۔ اللہ عزوجل کے پاس سے مبارک و پاکیزہ ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۰۵۸، ج۶، ص۲۱۹)

بَابُ مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ

باب: کون سا ہدیہ واپس نہیں کرنا چاہئے

23۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِي طِيبًا قَالَ كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ قَالَ وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ

عزرہ بن ثابت انصاری کا بیان ہے کہ مجھے ثمامہ بن عبداللہ نے حدیث بیان فرمائی انہوں نے فرمایا کہ میں ان کے پاس گیا

تو انہوں نے مجھے خوشبو لگائی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو کو واپس نہیں لوٹاتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا زعم ہے کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو واپس نہیں لوٹایا کرتے تھے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 161)

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام بخاری نے روایت کی، کہ نبی ﷺ خوشبو کو واپس نہیں فرماتے اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس پھول پیش کیا جائے تو واپس نہ کرے کہ اُٹھانے میں ہلکا ہے اور بُو اچھی ہے۔ ہلکا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دینے والے کا احسان زیادہ نہیں ہے۔

ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تین چیزیں واپس نہ کی جائیں، تکیہ اور تیل اور دودھ بعض نے کہا تیل سے مراد خوشبو ہے۔

(المرجع السابق، باب ما لا یرد من الھدیۃ، الحدیث: ۲۵۸۲، ج۲، ص۱۷۰ صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الأدب وغیرھا، باب استعمال المسک۔ ...الخ، الحدیث: ۲۲۵۳، ص۱۲۳۷)

بَابُ مَنْ رَّاَى الْهِبَةَ الْغَائِبَةَ جَائِزَةً

باب: جس کے نزدیک غائب چیزوں کو ہبہ کرنا جائز ہے

24- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ذَكَرَ عُرْوَةُ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَمَرْوَانَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاۤئَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ قَامَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ جَاۤءُونَا تَائِبِينَ وَاِنِّي رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْئُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا لَكَ

عروہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان نے کہا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس ہوازن کا وفد آیا تو آپ ﷺ لوگوں میں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اس کی شان کے مطابق فرمائی پھر فرمایا: اما بعد! تم کو پتہ ہے کہ تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر حاضر ہوئے ہیں اور میں رائے رکھتا ہوں کہ ان کے قیدیوں کو انہیں لوٹا دوں پس جو تم میں سے خوش دلی سے یوں کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے قیدی لوٹا دے اور جو یہ ارادہ رکھتے ہوں کہ انہیں ان کا حصہ ملے حتیٰ کہ ہم کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد جو پہلا مال غنیمت عطا فرمائے گا ہم اس مال غنیمت سے اس کو ان قیدیوں کا بدل عطا فرما دیں گے۔ لوگ عرض گزار ہوئے: ہم آپ ﷺ کی وجہ سے ان قیدیوں کو خوشی سے لوٹا دیتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2318، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12823، مسند احمد: رقم الحدیث: 18156، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 6)

تعارف راوی

مسور بن مخرمہ: آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے زہری قرشی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف کے بھانجے ہیں، ۲ دو ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے، ۸ آٹھ میں آپ کو مدینہ منورہ میں لایا گیا ذی الحجہ میں حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی، اس کے باوجود آپ نے حضور سے احادیث سنیں بڑے فقیہ دیندار پرہیزگار تھے شہادت عثمان غنی تک آپ مدینہ منورہ میں رہے پھر مکہ معظمہ چلے گئے امیر معاویہ کی وفات تک وہاں رہے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا جب یزید کی فوجوں نے مکہ معظمہ پر حملہ کر کے اس پر پتھر برسائے منجنیق سے اس وقت آپ حطیم میں نفل پڑھ رہے تھی ایک پتھر آپ کے لگا جس سے آپ کی وفات ہوگئی، یہ واقعہ ربیع الاول ۶۴ چونسٹھ میں ہوا آپ سے ایک خلقت نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں کہ: معدوم شے کا ہبہ باطل ہے قبضہ دینے کے بعد بھی موہوب لہ کی ملک نہیں ہوگی مثلاً کہا ان گیہوں کا آٹا ہبہ کر دیا تلوں میں جو تیل ہے ہبہ کیا۔ دودھ میں جو گھی ہے ہبہ کیا۔ لونڈی کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ ہبہ کیا ان صورتوں میں اگر آٹا پسوا کر، تلوں کو پلوا کر، دودھ میں سے گھی نکال کر موہوب لہ کو دے بھی دے جب بھی اُسکی ملک نہیں ہوگی ہاں اب جدید ہبہ کرے تو ہوسکتا ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۸)

ایک شخص کو ایک چیز ہبہ کی موہوب لہ نے قبضہ نہیں کیا پھر اُس شخص نے دوسرے کو وہی چیز ہبہ کر دی اور دونوں سے قبضہ کرنے کو کہہ دیا دونوں نے قبضہ کر لیا تو چیز دوسرے موہوب لہ کی ہوگی پہلے کی نہیں ہوگی اور اگر واہب نے پہلے موہوب لہ کو قبضہ کرنے کے لیے کہہ دیا اُس نے قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ باطل ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز... الخ، ج ۴، ص ۳۷۷) (عالمگیری)

ایک چیز خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی کو ہبہ کر دی اور موہوب لہ سے کہہ دیا کہ تم قبضہ کر لو اس نے کر لیا ہبہ تمام ہوگیا۔ رہن کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

یہ کہا کہ اس ڈھیری میں سے تم کو اتنا غلہ دیا تم ناپ کر لے لو اُس نے ناپ لیا جائز ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ اتنا غلہ دیا یہ نہ کہا کہ ناپ لو اور اُس نے ناپ کر لے لیا تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

جو چیز ہبہ کی ہے وہ پہلے ہی سے موہوب لہ کے قبضہ میں ہے تو ایجاب و قبول کرتے ہی اُسکی ملک ہوگئی جدید قبضہ کی ضرورت نہیں موہوب لہ کا وہ قبضہ قبضہ امانت ہو یا قبضہ ضمان مثلاً اُس کے پاس عاریت یا ودیعت کے طور پر ہے یا کرایہ پر ہے یا اُس نے غصب کر رکھی ہے اس کا قاعدہ کتاب البیوع میں بیان کیا گیا ہے کہ دو قبضے اگر ایک جنس کے ہوں یعنی دونوں قبضہ امانت ہوں یا دونوں قبضہ ضمان ہوں ان میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہوجائے گا اور اگر دونوں دو جنس کے ہوں تو قبضہ ضمان قبضہ امانت کے قائم مقام ہوجائے گا اور قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ (الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۹)

بَابُ الْمُكَافَاةِ فِي الْهِبَةِ

باب: ہبہ کا معاوضہ دینا

25۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا لَمْ يَذْكُرْ وَكِيعٌ وَمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرما کر اس کا عوض بھی عطا فرماتے تھے۔

(معجم الاوسط: رقم الحدیث: 8031، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3069، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11800، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1876، مسند احمد: رقم الحدیث: 23450)

شرح

حدیثِ پاک میں ہے:

تَهَادَوْا تَحَابُّوا ۔ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی''۔

(موطأ امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱، دار المعرفۃ بیروت)

ترمذی و ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو کوئی چیز دی گئی اگر اُس کے پاس کچھ ہے تو اُس کا بدلہ دے اور بدلہ دینے پر قادر نہ ہو تو اُس کی ثنا کرے۔ (بہار شریعت حصہ 14 صفحہ نمبر 67)

ترمذی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اُس نے احسان کرنے والے کے لیے یہ کہا:

جَزَاكَ اللهُ خَيْراً ۔ تو پوری ثنا کر دی۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی الثناء بالمعروف، الحدیث: ۲۰۴۲، ج ۳، ص ۴۱۷)

بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ وَإِذَا أَعْطَى بَعْضَ وَلَدِهِ

شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتَّى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِينَ مِثْلَهُ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطِيَّتِهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَتَعَدَّى وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ اصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ

باب: اولاد کو ہبہ کرنا اور جب اپنی اولاد کو کچھ دے تو جائز نہیں

حتیٰ کہ دوسروں کو بھی اس کے برابر دے اس کے اوپر گواہ نہ بنائے کیا باپ کو جائز ہے کہ اولاد کو جو کچھ دے اسے

واپس لے لے اور اولاد کے مال بطریق معروف کھائے اور حد سے آگے نہ بڑھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اونٹ خریدا اور اس دوران حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ اونٹ عطا فرما دیا۔ اور ارشاد فرمایا: تم اس کے ساتھ جو چاہو کرو۔

26- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ

حضرت نعمان بن بشیر کا بیان ہے کہ ان کے والد محترم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے تو کہا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح غلام دیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوئے: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر اس ہبہ سے رجوع کرلو۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2376، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1623، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1367، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3673، مسند احمد: رقم الحدیث: 18354)

تعارف راوی

نعمان بن بشیر: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، آپ پہلے وہ ہیں جو انصار میں بعد اسلام پیدا ہوئے، حضور کی ہجرت کے بعد جب آپ آٹھ سال سات مہینہ کے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ خود اور آپ کے والدین صحابی ہیں کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں کوفہ کے حاکم رہے، پھر حمص کے پھر آپ نے لوگوں کو عبداللہ بن زبیر کے بیعت پر رغبت دی اس پر آپ کو ۶۴ چونسٹھ میں قتل کردیا گیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف النون، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

بعض اولاد کے ساتھ محبت زیادہ ہو بعض کے ساتھ کم یہ کوئی ملامت کی چیز نہیں کیونکہ یہ فعل غیر اختیاری ہے اور عطیہ میں اگر یہ ارادہ ہو کہ بعض کو ضرر پہنچاوے تو سب میں برابری کرے کم وبیش نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے ہاں اگر اولاد میں ایک کو دوسرے پر دینی فضیلت وترجیح ہے مثلاً ایک عالم ہے جو خدمت علم دین میں مصروف ہے یا عبادت ومجاہدہ میں اشتغال رکھتا ہے ایسے کو اگر زیادہ دے اور جولڑکے دنیا کے کاموں میں زیادہ اشتغال رکھتے ہیں انھیں کم دے یہ جائز ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں یہ حکم دیانت کا ہے اور قضا کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے مال کا مالک ہے حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دیدے اور دوسروں کو کچھ نہ دے یہ کرسکتا ہے دوسرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرسکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۹۰)

اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکی اور لڑکا دونوں کو برابر دے یہ نہیں کہ لڑکے کو لڑکی سے دوچند دے جس طرح میراث میں ہوتا

ہے کہ لڑکے کو لڑکی سے دونا ملتا ہے ہبہ میں ایسا نہیں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ)

لڑکا اگر فاسق ہے تو اُس کو صرف بقدر ضرورت دے زیادہ دینے کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ گناہ کے کام میں اُس کا معین ہے
کا فاسق ہے یہ گمان ہے کہ اُس کے بعد یہ اموال بدکاری اور گناہ میں خرچ کر ڈالے گا۔ تو اُس کے لیے چھوڑ جانے سے یہ بہتر
کہ نیک کاموں میں یہ اموال صَرف کر ڈالے اِس صورت میں اُسے میراث سے محروم کرنے میں گناہ نہیں کہ یہ حقیقۃً میراث
محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے اموال اور اپنی کمائی کو حرام میں خرچ کرنے سے بچانا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب السادس فی الھبۃ للصغیر، ج ۴، ص ۳۹۱) (عالمگیر

باپ کو یہ جائز نہیں کہ نابالغ لڑکے کا مال دوسرے لوگوں کو ہبہ کر دے اگرچہ معاوضہ لے کر ہبہ کرے کہ یہ بھی ناجائز ہے ا
خود بچہ بھی اپنا مال ہبہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا یعنی اُس نے ہبہ کر دیا اور موہوب لہ کو دید یا اُس سے واپس لیا جائے گا کہ ہبہ جائز
نہیں۔ (الدرالمختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۸۳)

بَابُ الْاِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ

باب: ہبہ پر گواہ بنانا

27۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ أَعْطَانِيْ أَبِيْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْطَيْتُ ابْنِيْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ

عامر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میرے والد محترم نے مجھے کچھ
عطا فرمادیا تو عمرہ بنت رواحہ نے کہا: جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ نہ ہو جائیں میں رضامند نہیں ہونگی چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ کے بطن سے ہے کچھ دیا ہے اس نے مجھے
حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باقی اولاد کو بھی اسی کے برابر دیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوئے:
نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل سے کام لو۔ چنانچہ وہ لوٹے اور عطیہ واپس لے لیا۔

(مرجع السابق)

شرح

باپ کو یہ جائز نہیں کہ نابالغ لڑکے کا مال دوسرے لوگوں کو ہبہ کر دے اگرچہ معاوضہ لے کر ہبہ کرے کہ یہ بھی ناجائز ہے اور

خود بچہ بھی اپنا مال ہبہ کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا یعنی اُس نے ہبہ کر دیا اور موہوب لہ کو دیدیا اُس سے واپس لیا جائے گا کہ ہبہ جائز ہی نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۸۳)

یہی حکم صدقہ کا ہے کہ نابالغ اپنا مال نہ خود صدقہ کر سکتا ہے نہ اُس کا باپ۔ یہ بات نہایت یاد رکھنے کی ہے اکثر لوگ نابالغ سے چیز لے کر استعمال کر لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اُس نے دے دی حالانکہ یہ دینا نہ دینے کے حکم میں ہے بعض لوگ دوسرے کے بچہ سے پانی بھروا کر پیتے یا وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ اُس پانی کا وہ بچہ مالک ہو جاتا ہے اور ہبہ نہیں کر سکتا پھر دوسرے کو اُس کا استعمال کیوں کر جائز ہوگا۔ اگر والدین بچہ کو اس لیے چیز دیں کہ یہ لوگوں کو ہبہ کر دے یا فقیروں کو صدقہ کر دے تاکہ دینے اور صدقہ کرنے کی عادت ہو اور مال و دنیا کی محبت کم ہو تو یہ ہبہ و صدقہ جائز ہے کہ یہاں نابالغ کے مال کا ہبہ و صدقہ نہیں بلکہ باپ کا مال ہے اور بچہ دینے کے لیے وکیل ہے جس طرح عموماً دروازوں پر سائل جب سوال کرتے ہیں تو بچوں ہی سے بھیک دلواتے ہیں۔

مسئلہ: بچہ نے ہدیہ پیش کیا اور یہ کہا کہ میرے والد نے یہ ہدیہ آپ کے پاس بھیجا ہے اُس کو لینا اور کھانا جائز ہے مگر جب یہ گمان ہو کہ اُس کے باپ نے نہیں بھیجا ہے یہ خود لایا ہے اور یہ غلط ہے کہ اُس کے باپ نے بھیجا ہے تو نہ لے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثالث فیما یتعلق بالتحلیل، ج ۴، ص ۳۸۳)

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَاَتِهٖ وَالْمَرْاَةِ لِزَوْجِهَا

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ جَائِزَةٌ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فِيْ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَبِيْ لِيْ بَعْضَ صَدَاقِكِ اَوْ كُلَّهٗ ثُمَّ لَمْ يَمْكُثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى طَلَّقَهَا فَرَجَعَتْ فِيْهِ قَالَ يَرُدُّ اِلَيْهَا اِنْ كَانَ خَلَبَهَا وَاِنْ كَانَتْ اَعْطَتْهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ لَّيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِهٖ خَدِيْعَةٌ جَازَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ)

باب: خاوند کا بیوی کو اور بیوی کا خاوند کو ہبہ کرنا

ابراہیم نے کہا کہ یہ جائز ہے اور عمر بن عبد العزیز نے کہا: دونوں میں سے کوئی رجوع نہیں کر سکتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اذن مانگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیماری کے دنوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بسر فرمائیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہبہ کر کے رجوع کر لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کر کے پھر کھا لے۔ اور زہری نے کہا: جس آدمی نے اپنی بیوی سے کہا: اپنا کل مہر یا بعض مہر مجھے ہبہ کر دے پھر اس کو طلاق دے دی اور عورت نے رجوع کر لیا تو خاوند مہر کو واپس کرے اگر اس نے اس کو فریب میں ڈالا

ہے تو! اور اگر اس نے اس کو خوشی کے طور پر دیا ہے تو اس کو واپس کرنے کا حق نہیں جبکہ اس میں کوئی دھوکہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب تمہاری بیویاں اپنے مہر سے تمہیں کچھ بخوشی دے دیں تو اس کو مزے سے کھاؤ۔''

28- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ فَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَّا قَالَتْ عَآئِشَةُ فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَآئِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے یہ اجازت مانگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری کے دن میرے گھر پر بسر فرمائیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن دے دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو اشخاص کے آسرے پر اپنے قدموں مبارکہ کو گھسیٹتے ہوئے یوں باہر تشریف لائے ان سے زمین کے اوپر لکیریں پڑ رہی تھیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور کسی دوسرے شخص کے مابین تھے۔ عبیداللہ نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر فرمایا تو انہوں نے مجھے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ مرد کون تھا جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا۔ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھیں۔

(مرجع السابق باب الغسل والوضو فی المخضب... الخ)

29- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَآئِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَقِيْئُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ہبہ کے اندر رجوع کرنے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کر کے پھر کھا جائے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2385، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1622، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3538، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3693، مسند احمد: رقم الحدیث: 2529)

شرح

اہل خانہ پر خرچ کرنے کا ثواب: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ" (پ22، سبا:39)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

اور فرماتا ہے:

"لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا "

ترجمہ کنزالایمان: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔(پ28،الطلاق:7)

اس بارے میں احادیثِ مبارکہ:

حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم ۱۰۰۲، ص ۵۰۲)

حضرتِ سیّدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جو پاکدامنی چاہتے ہوئے اپنے آپ پر کچھ خرچ کرے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی، بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرے تو یہ بھی صدقہ ہے۔(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی الرجل، رقم ۴۶۶۶، ج ۳، ص ۳۰۲)

حضرتِ سیّدنا مِقدام بن مَعدِی کَرِب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال' دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جودونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو کچھ تو خود کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، رقم ۱۷۱۹۱، ج ۶، ص ۹۴)

حضرتِ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر نیکی صدقہ ہے اور بندہ جو کچھ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے اور جو کچھ بندہ خرچ کرتا ہے اس کا بدلہ اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے اور اللہ تعالیٰ ضامن ہے مگر جو وہ عمارت بنانے یا معصیت میں خرچ کرے۔(المستدرک، کتاب البیوع، باب کل معروف صدقۃ، رقم ۲۳۵۸، ج ۲، ص ۳۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ بندہ جو کچھ اپنے آپ پر اور اپنے بچوں، اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فی نفقۃ الرجل.....الخ، رقم ۴۶۶۲، ج ۳، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیّدنا عبدالحمید یعنی ابن الحسن ھلالی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن منکدر علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ اس بات کا کہ جو کچھ بندہ اپنی عزت بچانے کے لئے خرچ کرتا ہے کیا مطلب ہے؟ فرمایا اس سے مراد وہ مال ہے جو ایک متقی شخص اپنی عزت

بچانے کے لئے کسی شاعر یا چرب زبان شخص کو دیتا ہے۔

• حضرتِ سیّدنا کَعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کے پھرتیلے بدن کی مضبوطی اور چستی کو دیکھا تو عرض کیا، یارسول اللہ! کاش! اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنی پاکدامنی کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو بھی یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور تفاخر کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النفقۃ علی الزوجۃ، رقم ۱۰، ج ۳، ص ۴۲)

حضرتِ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا، تو جو کچھ بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کرے گا تجھے اس کا ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ جو کچھ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا اس کا بھی ثواب دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب قول المریض'، الخ، رقم ۵۶۶۸، ج ۴، ص ۱۲

حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، وہ دینار جو تو اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو کسی مسکین پر صدقہ کرنے میں خرچ کرے اور وہ دینار جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرے ان میں سب سے زیادہ اجر والا دینار وہ ہے جو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال، رقم ۹۹۵، ص ۴۹۹)

حضرتِ سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، سب سے افضل دینار جسے بندہ خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال، رقم ۹۹۴، ص ۴۹۹)۔

حضرتِ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجسّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کے میزان میں سب سے پہلے اس کے اپنے گھر والوں پر خرچ کئے گئے مال کو رکھا جائے گا۔ (المعجم الاوسط، رقم ۶۱۳۵، ج ۴، ص ۳۲۹)

حضرتِ سیّدنا عمرو بن اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرتِ سیّدنا عثمان بن عفان یا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما ایک اونی چادر کو خریدنے کے لئے بھاؤ طے کر رہے تھے کہ میرا وہاں سے گزر ہوا اور میں نے وہ چادر خرید کر اپنی بیوی سُخَیلہ بنت عُبَیْدَہ رضی اللہ عنہا کو اوڑھا دی۔ جب حضرتِ سیّدنا عثمان یا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے جو چادر

خریدی تھی اس کا کیا ہوا؟ میں نے کہا، اسے میں نے نخیلہ بنتِ عبیدہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کر دیا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا، جو کچھ تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو کیا وہ صدقہ ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جب میری یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، عمرو نے سچ کہا ہے تم جو کچھ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو وہ ان پر صدقہ ہی ہے۔ (الترغیب والترھیب، کتاب النکاح، الترغیب فی النفقة .... الخ، رقم ۱۵، ج ۳، ص ۴۳)

حضرتِ سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے اسے پانی پلایا اور جو کچھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا اسے سنایا۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاة، باب فی نفقة الرجل .... الخ رقم ۴۶۵۹، ج ۳، ص ۳۰۰)

کسی کو چیز دے کر واپس لینا بہت بُری بات ہے حدیث میں ارشاد ہوا اسکی مثال ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا لہٰذا مسلمان کو اس سے بچنا ہی چاہیے مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ واہب پر لازم نہیں اگر دے کر واپس ہی لینا چاہے تو قاضی واپس کر دے گا اُسے نہ واپس لینے پر مجبور نہیں کرے گا اور یہ واپس لینے کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہے مگر سب جگہ واپس نہیں کر سکتا بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اُن میں واپس لے سکتا ہے اور بعض میں نہیں یہاں اسی کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

(سنن أبي داود، کتاب الاجارة، باب الرجوع فی الھبة، الحدیث: ۳۵۳۹، ج ۳، ص ۴۰۶)

رجوع کرنے کے الفاظ

رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ رجوع کے الفاظ بولے مثلاً رجوع کیا، واپس لیا، ہبہ کو توڑ دیا، باطل کر دیا اور اگر الفاظ نہیں بولے بلکہ اُس چیز کو بیع کر دیا یا اپنی چیز میں خلط کر دیا یا کپڑا تھا رنگ دیا یا غلام تھا آزاد کر دیا یہ رجوع نہیں بلکہ یہ تصرفات بیکار ہیں۔ کے لیے یہ ضروری ہے کہ رجوع کے الفاظ بولے مثلاً رجوع کیا، واپس لیا، ہبہ کو توڑ دیا، باطل کر دیا اور اگر الفاظ نہیں بولے بلکہ اُس چیز کو بیع کر دیا یا اپنی چیز میں خلط کر دیا یا کپڑا تھا رنگ دیا یا غلام تھا آزاد کر دیا یہ رجوع نہیں بلکہ یہ تصرفات بیکار ہیں۔

(الفتاوی الھندیة، کتاب الھبة، الباب الخامس فی الرجوع .... الخ، ج ۴، ص ۳۸۶)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ایک سوال پوچھا گیا:

مسئلہ ۷۰: از ریاست رام پور متصل مسجد جامع مرسلہ بچے خان ۱۴ ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عرصہ تخمیناً تین سال کا ہوا کہ مسمّی زید نے چند قطعہ مکانات واقع شہر رام پور بنام مسماۃ ہندہ زوجہ خود بعوض دین مہر بیع کر کے بیعنامہ بنام ہندہ تحریر کر دیا اور حسب قاعدہ رجسٹری کرا دی اور قبضہ بھی مکانات پر ہندہ کا کرا دیا اور زید خود ایک موضع میں رہنے لگا بعد ازاں زید کی زوجہ متوفیہ اولیٰ کے بطن سے جو اولاد ہے اس نے بابت حق وحصہ شرعی منجملہ دین مہر یافتنی والدہ خود ذمگی زید کے زید پر کچہری میں نالش کر کے کچہری سے ڈگری حاصل کی اور ڈگری مذکور جاری کرا کے صیغہ اجرائے ڈگری میں مکانات مذکورہ کو قرق کرایا، قاعدہ مروجہ کچہری یہ ہے کہ اگر کوئی جائداد صیغہ اجراء ڈگری

میں قرق کی جائے اور کوئی شخص بر بنائے قبضہ مستقلاً نہ اس کی بابت عذر کرے تو بشرط ثبوت قبضہ مستقلاً نہ عذر دار کی وہ جائداد قرقی سے واگزاشت ہوجاتی ہے، اب مسماۃ ہندہ نے نسبت قرقی مکانات اپنے کے کچہری میں عذر داری کی کہ یہ مکانات مملوکہ ومقبوضہ میرے ہیں، قرقی سے واگزاشت فرمائے جائیں ثبوت میں بیعنامہ اقراری زید اور بہت سے گواہان پیش کئے کہ جن کی شہادت سے مالک وقابض ہونا ہندہ کا بموجب بیعنامہ بذریعہ سکونت ومرمت مکانات ووصول کرایہ اور حسب اقرار زید کے ثابت ہے، سوالات جرح میں گواہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے، کبھی کبھی رامپور میں آتا ہے تو اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ اور اپنی اولاد کے پاس انہیں مکانات میں ٹھہرتا ہے دو چار روز رہ کر پھر گاؤں کو چلا جاتا ہے ڈگری داران حجت پیش کرتے ہیں کہ حسب روایات فقہ مندرجہ ذیل قبضہ ہندہ کا نہیں ہے شرعاً زوجہ مع متاع خود بقبضہ شوہر ہے لہٰذا مکانات بھی مقبوضہ شوہر ہیں۔

روایات:

"لان المرأة ومافی یدها فی ید الزوج[۱] ۱۲ بحرالرائق۔ وفی الاشباہ هبة المشغول لایجوز الااذا وهب الاب لطفله[۲] قلت وکذا الدار المعارة والتی وهبتها لزوجها علی المذهب لان المرأة ومتاعها فی ید الزوج فصحت التسلیم اذاوهب لرجل دارا والواهب ساکن فیها لاتصح الهبة بخلاف ماذا وهبت الزوجة لزوجهاوهی ساکنة فیها لانها ومافی یدها فی یده[۱] ۱۲ خزانة۔

(۱۔ بحرالرائق کتاب الدعوٰی باب التحالف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۲۲۶۔۔ ۲۔ الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب الھبۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۴۰۔۔ ۱۔ خزانۃ المفتین کتاب الھبہ قلمی نسخہ ۲/ ۱۵۳)

کیونکہ عورت اور اس کے زیر قبضہ تمام خاوند کے قبضہ میں ہے، بحرالرائق۔ اور اشباہ میں ہے کہ مشغول چیز کا ہبہ ناجائز ہے مگر وہ کہ والد نے نابالغ لڑکے کے لئے کیا ہو، اور میں کہتا ہوں یوں ہی جب مکان عاریتاً ہو اور وہ مکان جو بیوی نے خاوند کو ہبہ کیا ہو، یہ مذہب ہے کیونکہ عورت اور سامان خاوند کے قبضہ میں ہے تو ہبہ پر قبضہ صحیح ہوجائیگا، اور جب ایک شخص نے اپنا مکان دوسرے کو ہبہ کیا حالانکہ واہب خود اس میں رہائش پذیر ہے تو یہ ہبہ صحیح نہ ہوگا بخلاف جبکہ عورت اپنا رہائشی مکان خاوند کو ہبہ کرے تو صحیح ہے کیونکہ خود عورت اور اس کا سامان خاوند کے قبضہ میں ہے۔

کیا روایات مذکورہ صورت مقدمہ مذکورہ سے متعلق ہیں اور از روئے روایات مذکورہ مکانات مقبوضہ ہندہ نہیں متصور ہوں گے؟ یا روایات مذکورہ معاملہ ہبہ سے متعلق ہیں جس میں قبضہ ضرور ہے اور اسی صورت سے متعلق ہیں کہ جہاں کوئی شہادت قبضہ کی نہ گزرے اس مقدمہ میں بیعنامہ اقرار شوہر اور شہادت قبضہ زوجہ زید کی موجود ہے، تو روایات مذکورہ اس مقدمہ سے غیر متعلق ہیں یا کیا؟ جوابات بحوالہ روایات معتبرہ تحریر فرمایئے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں مکانات مملوکہ ہندہ کا واگزاشت کرنا حاکم پر واجب ہے اور ان کا نیلام سخت حرام ڈگری داروں کی حجت

محض باطل وصریح جہالت،

اولاً جب بیع بنام ہندہ گواہوں سے ثابت ہے تو ملک ہندہ ثابت ہے اور قبضے کی بحث سرے سے لغو بے معنی کہ بیع صحیح میں قبضہ شرط ملک نہیں نفس عقد سے شے ملک بائع سے نکل کر ملک مشتری میں داخل ہو جاتی ہے اذالم یکن توقف ولا خیار (جب بیع میں اختیار اور وقف نہ ہو۔ت) یہ تو صراحۃً بیعنامہ بعوض مہر تھا اگر ہبہ نامہ بعوض مہر ہوتا جب بھی قبضے کی اصلاً حاجت نہ تھی حالانکہ ہبہ بے قبضہ تمام نہیں ہوتا اور وجہ یہ کہ ہبہ بالعوض (نہ بشرط العوض) اگر چہ صورۃً واسماً ہبہ ہے مگر نظراً بمعنی حقیقۃً وحکماً بیع ہے تو محتاج قبضہ نہیں۔

درمختار میں ہے:

"الهبة بشرط العوض المعين هبة ابتداء فيشترط التقابض فى العوضين و يبطل بالشيوع بيع انتهاء فترد بالعيب وخيار الرؤية وتوخذ بالشفعة هذااذاقال وهبتك على ان تعوضنى كذاامالو قال وهبتك بكذا فهو بيع ابتداء وانتهاء "

معین چیز کے عوض ہبہ ابتداء ہبہ ہے اس لئے عوضین میں قبضہ شرط ہے اور غیر منقسم ہو جانے پر باطل ہو جائے گا اور یہ بشرط العوض ہبہ انتہاء بیع ہے اس لئے عیب اور خیار الرؤیۃ کی بناء پر واپس ہو سکتا ہے اور شفعہ کے دعوٰی پر لیا جا سکتا ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ہبہ دینے والا، کہے یہ چیز میں تمہیں فلاں چیز کے عوض ہبہ کرتا ہوں اور اس نے اگر یوں کہا ہو کہ میں تجھے ہبہ کرتا ہوں، تو یہ ابتداء وانتہاء بیع ہے۔

(درمختار کتاب الھبۃ باب الرجوع فی الہبۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۱۶۴)

ثانیاً اگر بفرض باطل قبضہ کی حاجت بھی ہو تو جبکہ شہادت شرعیہ کافیہ سے قبضہ ہندہ رنگ ثبوت پائے اس پر ان عبارات سے ایراد محض جہل وعناد، مستدلوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ علماء مافی یدھافی یدہ فرما رہے ہیں یعنی جو کچھ عورت کے قبضے میں ہے وہ ازانجا کہ عورت خود قبضہ شوہر میں ہے بالواسطہ قبضہ شوہر میں ہے کہ " مقبوض المقبوض مقبوض" اس میں صراحۃً قبضہ زن کا اثبات اور اس کے ذریعہ سے قبضہ شوہر کا قرارداد ہے نہ کہ قبضہ زن کی راساً نفی۔ علماء نے " مافی یدھا" فرمایا ہے نہ کہ " لیس فی یدھا" ۔ ثالثاً ایسا ہو تو خود قبضہ شوہر بھی منتفی ہو جائے گا اور کلام اپنے مقصود پر نقض کرتا پلٹ آئے گا کہ قبضہ شوہر بواسطہ قبضہ زن مانا تھا بقیاس مساوات کے " قابض القابض قابض" جب سرے سے قبضہ زن منفی ہو جائیگا قبضہ شوہر کہ اس کے واسطے سے تھا کہاں سے آئیگا ھل ھذا الا جھل مبین (یہ کھلی جہالت ہے۔ت) تو خود یہی روایات کہ ڈگری داروں نے پیش کیں ان کا صریح رد ہیں۔

رابعاً کلام علماء باب حدیث انت ومالک لابیک سے ہے جیسے بیٹے کے لئے ارشاد ہوا کہ وہ اور اس کا مال سب اس کے باپ کا ہے کوئی عاقل اس سے یہ وہم نہیں کر سکتا کہ بیٹے کی ملک کی نفی فرمائی ہے ایسا ہو تو باپ بیٹے کا وارث نہ ہو سکے،

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲ / ۲۰۴)

اور آیہ کریمہ: لابويه لكل منهما السدس (القرآن الکریم ۴ / ۱۱)

(ورمیت کے ماں باپ ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا۔ت) کا معاذ اللہ صاف انکار لازم آئے کہ ارث ترکہ مورث میں

جاری ہوگی اور تر کہ مثبت ملک جب ملک منتفی تو ارث کہاں، یونہی علماء کے اس کلام سے کہ زن و مقبوضات زن سب مقبوض شوہر ہیں قبضہ زن کے نفی کی طرف کسی ذی عقل کا گمان نہیں جاسکتا بلکہ وہ حقیقی بالذات ہے اور یہ حکمی بالواسطہ۔

خامساً اگران عبارات کا یہی مطلب باطل قرار دیا جائے کہ عورت کا قبضہ سرے سے معدوم ہے اس کا ہاتھ شرعاً ہاتھ نہیں جیسے صبی لایعقل کا ہاتھ، تو تمام کتب مذہب متون وشروح وفتاوٰی سب کے اجماعی مسائل مردود و باطل ہو جائیں، کتب مذہب کا اجماع قطعی ہے کہ ہبہ بے قبضہ تمام نہیں ہوسکتا نیز اجماع قطعی ہے کہ زوجیت مانع رجوع ہے شوہر نے اگر اپنی زوجہ کو کوئی شیئ ہبہ کی اور قبضہ کرادیا کہ تکمیل ہوگئی، اب اسے رجوع کا اختیار نہیں، مذہب کی جو کتاب اٹھا لیجئے اس میں ان دونوں مسئلوں کی تصریح پایئے، مگر اس مطلب باطل کی تقدیر پر ان دونوں میں ایک مسئلہ ضرور باطل ہے کہ جب عورت کا قبضہ شرعاً قبضہ ہی نہیں بلکہ اس کے شوہر ہی کا قبضہ ہے تو اب وہ چیز جو شوہر نے ہبہ کر کے اس کے قبضہ میں دی ہبہ تمام اور عورت مالک ہوئی یا نہیں، اگر کہیے ہوئی تو پہلا مسئلہ باطل ہوا کہ یہ ہبہ بے قبضہ تمام و کامل ہو گیا، اور اگر کہیے نہ، تو دوسرا مسئلہ باطل ہو گیا کہ جب عورت کے لئے ہبہ ہو ہی نہیں سکتا تو رجوع ناجائز ماننا کیا معنی، غرض یہ ایسی بدیہی البطلان بات ہے جسے کوئی جاہل بھی گوارا نہ کر سکے، اور یہیں سے واضح ہوا کہ عبارات مذکور سوال کو صورت بیع سے متعلق ہونا درکنار وہ مطلقاً ہر صورت ہبہ سے بھی متعلق نہیں، آخر نہ دیکھا کہ ہبہ شوہر برائے زن میں ان کا اجراء محض باطل ہے بلکہ وہ صرف ہبہ زن برائے شوہر میں ہیں کہ یہاں موہوب کا متاع زن سے مشغول ہونا مانع تمام نہیں ہے کہ یہ شغل مانع قبضہ شوہر نہیں کہ زن و متاع زن سب مقبوض شوہر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ، ج18، ص48)

اور ایک مسئلہ یوں آیا کہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے مرض الموت میں اپنے شوہر زید کو اپنا دین مہر معاف کر دیا، اب زید بری ہو گیا یا یہ معافی وصیت متصور ہو کر زید دو ثلث کے ادا کا عنداللہ مواخذہ دار رہے گا اگرچہ ورثہ دنیا میں شرم سے نہ مانگیں۔ بینوا توجروا

الجواب

مرض الموت میں اپنا دین دائن کو ہبہ یا معاف کرنا حکم وصیت میں ہے اور زوج وارث ہے اور وارث کے لئے وصیت بے اجازت دیگر ورثہ باطل ہے کہ ثلث وغیرہ کسی حصے میں نافذ نہیں ہوسکتی۔ پس صورت مسئولہ میں اگر کل وارث عاقل بالغ ہوں اور اس معافی مہر کو جائز رکھیں معاف ہو جائیگا، اور بعض اجازت دیں تو بقدر انہیں کے حصہ کے ساقط ہوگا اور کوئی اجازت نہ دیں تو دیگر ورثاء کا حصہ کہ نصف یا تین ربع مہر ہے تمام و کمال واجب الادا رہے گا، عورت کا معاف کرنا کچھ معتبر نہ ہوگا،

خزانۃ المفتین و ہندیہ میں ہے:

"مریضة قالت لزوجها ان مت من مرضی هذا فمهری علیك صدقة اوفانت فی حل من مهری فماتت من ذلك المرض فقولها باطل والمهر علی الزوج"

مریضہ بیوی نے خاوند کو کہا اگر میں اس مرض میں فوت ہو جاؤں تو میرا مہر تجھ پر صدقہ ہے، یا کہے تو مہر سے آزاد

ہے تو وہ اس مرض میں فوت ہوگئی تو بیوی کا یہ قول باطل ہوگا اور مہر خاوند کے ذمہ لازم رہے گا۔
(فتاوٰی ہندیہ بحوالہ خزانۃ المفتین کتاب الھبۃ الباب الثامن نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۳۹۸)

نہر الفائق وعقود الدریہ میں مسئلہ مذکورہ خانیہ سے نقل کر کے فرمایا:

"وكان ينبغي ان يقال ان اجازت الورثة تصح لان المانع من صحة الوصية كونه وارثا"
مناسب یہ تھا کہ یوں کہتے اگر باقی ورثاء جائز کر دیں تو صحیح ہے کیونکہ وصیت کے موانع میں سے وارث ہونا بھی ہے۔
(العقود الدریہ کتاب الوصایا ارگ بازار قندہار افغانستان ۲/ ۳۱۵)

جامع المضمرات شرح قدوری وعالمگیریہ میں ہے:

مريضة وهبت صداقها من زوجها ان كانت مريضة مرض الموت لايصح الاباجازة الورثة اه مختصراً. والله تعالىٰ اعلم.

مریضہ نے اپنا مہر خاوند کو ہبہ کیا اور وہ مرض الموت کی مریضہ ہے تو یہ ہبہ ورثاء کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں اھ مختصرا۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوٰی ہندیہ بحوالہ المضمرات کتاب الھبۃ الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۰۲)

بَابُ هِبَةِ الْمَرْاَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا اِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَآئِزٌ اِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيْهَةً فَاِذَا كَانَتْ سَفِيْهَةً لَمْ يَجُزْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ (وَلاَ تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ)

باب: بیوی کا خاوند کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرنا اور آزاد کرنا

جبکہ اس کا خاوند ہو اور خفیف العقل نہ ہو جب کم عقل ہو تو جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اور کم عقلوں کو ان کا وہ مال نہ دو جو تمہارے پاس ہے۔''

30- حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيَ مَالٌ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَاَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِيْ وَلاَ تُوعِيْ فَيُوْعٰى عَلَيْكِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میرے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں ہے جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس رکھا ہوا ہے تو کیا میں صدقہ کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ کرو اور جمع کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے مال کو روک لے گا۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 2549، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1029، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3436، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3209، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 338)

تعارف راوی

اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، حضور انور کی سالی، آپ کا نام لقب ذات

النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا، یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا، آپ حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مؤمنہ ہیں، اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں، اپنے فرزند عبداللہ بن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی، ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ برس عمر ہوئی، ۷۳ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

31- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْفِقِي وَلاَ تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلاَ تُوْعِي فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خرچ کرو اور شمار کر کے نہ رکھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو شمار سے عطا فرمائے گا اور نہ ہی جمع کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے روک لے گا۔ (مرجع السابق)

32- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَّلَمْ تَسْتَاْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ قَالَتْ اَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنِّيْ اَعْتَقْتُ وَلِيْدَتِيْ قَالَ اَوَفَعَلْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ
وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ اِنَّ مَيْمُوْنَةَ اَعْتَقَتْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک باندی کو آزاد فرما دیا۔ اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ لی جب ان کی باری کا دن آیا تو وہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پتہ چلی ہوگی کہ میں نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا حقیقتاً تم نے یونہی کر دیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوئیں: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کاش کہ تم اپنے ماموں کو دے دیتیں تو تمہارے لئے زیادہ اجر ہوتا۔ کریب کا بیان ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے آزاد فرما دیا تھا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 999، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 1687، شعب الایمان: رقم الحدیث: 3424، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7109، مسند احمد: رقم الحدیث: 26822)

33- حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ اَنَّ

سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِي بِذٰلِكَ رِضَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی فرماتے جس کا بھی قرعہ نکلتا اس کو ساتھ لے جایا کرتے اور ہر زوجہ مطہرہ کے لئے ایک رات کی باری تقسیم تھی۔ ماسوا اس کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کردی تھی اس سے ان کا مقصد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنی تھی۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8923، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13210، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2208، شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث: 746، شرح معانی الآثار: رقم الحدیث: 7388)

شوہر اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"

ترجمہ کنز الایمان: تو رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہی کا کام بنا۔ (پ 21، الروم: 38)

اور فرماتا ہے: وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ"

ترجمہ کنز الایمان: ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت، یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔ (پ2، البقرۃ: 177)

سورہ بقرہ میں ہے:

". قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ "

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔ (پ2، البقرۃ: 215)

اس بارے میں احادیثِ مقدسہ:

حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرتِ سیدتنا زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے عورتو! صدقہ کیا کرو اگر چہ اپ زیورات ہی سے کرو۔ تو میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ان سے کہا، آپ ایک تنگدست شخص ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جایئے اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھئے کہ اگر میں آپ پر صدقہ کروں تو کیا میری طرف سے صدقہ ادا ہو جائے گا ورنہ میں اسے آپ کے علاوہ کسی اور پر صدقہ کر دوں۔ تو سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا، خود ہی چلی جاؤ۔ لہٰذا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ انصار کی ایک عورت بھی یہی سوال کرنے کے لئے درِ دولت پر حاضر ہے۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرعوب رہتیں تھیں چنانچہ جب حضرتِ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ہماری طرف آئے تو ہم نے ان سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ دو عورتیں دروازے پر یہ سوال کرنے کے لئے کھڑی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہ اور اپنے زیرِ کفالت یتیموں پر صدقہ کریں تو کیا انکی طرف سے صدقہ ادا ہو جائے گا؟ اور اے بلال! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔

تو حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، وہ عورتیں کون ہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، انصار کی ایک عورت اور زینب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''، کونسی زینب؟ عرض کیا''، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''، ان دونوں کے لئے دُگنا اجر ہے، ایک رشتہ داری کا اور دوسرا صدقہ کا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ.. الخ، رقم ۱۰۰۰، ص ۵۰۱)

حضرت سیّدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رشتہ دار پر کئے جانے والے صدقہ کا ثواب دوگنا کر دیا جاتا ہے۔''

(المعجم الکبیر، رقم ۷۸۳۴، ج ۸، ص ۲۰۶)

حضرتِ سیّدنا سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو صدقے ہیں، صدقہ اور صلہ رحمی۔''

(ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب استحباب ابتاء الم''، الخ، رقم ۲۳۸۵، ج ۴، ص ۷۷)

حضرت سیدتنا ام کلثوم بنت عُقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''، سب سے افضل صدقہ کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جانے والا صدقہ ہے۔''

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ علی ذہ الرحم الکاشح، رقم ۲۳۸۶، ج ۴، ص ۷۸)

حضرتِ سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال

کیا کہ سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟ فرمایا"، جو کینہ پرور رشتہ دار پر کیا جائے۔"
(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند حکیم بن حزام، رقم ۱۵۳۲۰، ج ۵، ص ۲۲۸)

بَابُ بِمَنْ يُّبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ
باب: کس سے ہدیہ پیش کرنے کی ابتداء کی جائے؟

34-وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ اَخْوَالِكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ
مولیٰ ابن عباس کا بیان ہے کہ اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ لونڈی اپنے کسی ماموں کو عطا کر دیتیں تو یہ تمہارے لئے زیادہ اجر ہوتا۔

تعارف راوی

میمونہ: آپ میمونہ بنت حارث ہیں بلالیہ عامریہ ہیں بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام برہ تھا، حضور انور نے میمونہ نام رکھا، آپ پہلے مسعود بن ثقفی کے نکاح میں تھیں اس نے آپ کو طلاق دے دی پھر آپ سے ابورہم نے نکاح کیا ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح سے مشرف ہوئیں حضور نے آپ سے نکاح ذیقعدہ ۷ ساتھ میں عمرہ قضاء کے موقع پر مقام سرف میں کیا جو مکہ معظمہ سے دس میل ہے وہاں ہی آپ کی وفات ۱۶ اکسٹھ یا ۱۱ھ میں واقع ہوئی، وہاں ہی آپ دفن ہوئیں بلکہ عین نکاح کی جگہ ہی آپ کی قبر شریف ہے، حضرت عبداللہ بن عباس نے آپ کا جنازہ پڑھایا، آپ ام الفضل زوجہ عباس کی بہن ہیں، اسماء بنت عمیس کی بھی بہن ہیں، حضور انور کی آخری زوجہ آپ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس کی خالہ ہیں رضی اللہ عنہا آپ سے حضرت بن عباس اور جماعت صحابہ نے روایات لیں۔
(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمة، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

35- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں میں ان میں سے ہدیہ عطا کرنے کی کس سے ابتداء کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو تمہارے دروازہ کے زیادہ پاس ہو۔
(مرجع السابق باب ای الجوار اقرب)

شرح

اگر بغیر مانگے کسی کے پاس کوئی شے آجائے تو اس کے لئے جائز ہے وہ اسے قبول کرلے اور اسے رد نہ کرے کیونکہ وہ رزق

ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے۔ امام مالک (رح) نے حضرت زید بن اسلم (رح) سے اور انہوں نے حضرت عطا بن یسار سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کی طرف کچھ عطا (ہدیہ تحفہ) بھیجی تو آپ نے اسے واپس لوٹا دیا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ کو فرمایا: "تم نے اسے کیوں لوٹا دیا ہے؟" تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ نے ہمیں بتایا نہیں ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ کوئی شے نہ لے؟ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "بلاشبہ وہ سوال کے بارے میں ہے اور رہی وہ شے جو بغیر مانگے مل جائے تو یقیناً وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے۔" تو حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں کسی سے کسی شے کے بارے میں سوال نہیں کروں گا اور بن مانگے جو شے بھی میرے پاس آئے گی میں اسے لے لوں گا۔ (تفسیر قرطبی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 280)

مسلم نے حضرت عبداللہ بن سعدی مالکی سے حدیث نقل کی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاحکام، حدیث نمبر ۷۱۶۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)،

کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے فرمایا:

اذا اعطیت شیئاً من غیر ان تسال فکل وتصدق۔

(کہ جب تمہیں کوئی شے بغیر سوال کے دی جائے تو اسے کھاؤ اور صدقہ کرو) یہ روایت تمہارے لئے امام مالک (رح) کی مرسل حدیث کو صحیح بناتی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاحکام، حدیث نمبر ۷۱۶۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً وَّالْيَوْمَ رِشْوَةٌ

باب: جس نے ہدیہ کسی بناء پر قبول نہ کیا

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں ہدیہ تھا اور آج رشوت ہے

36- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ قَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِيْ وَجْهِيْ رَدَّهُ هَدِيَّتِيْ قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا حُرُمٌ

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ وہ خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جنگلی گدھا بطور ہدیہ کے پیش اقدس کیا' جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوران مقام الابواء یا

ودان میں جلوہ افروز تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے بھی محرم چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہدیہ کو واپس کر دیا۔ حضرت صعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر رنج وغم کے آثار ملاحظہ فرمائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہدیہ کو لوٹا دیا ہے تو ارشاد فرمایا: ہم نے کسی دوسری وجہ سے تمہارے ہدیہ کو واپس نہیں لوٹایا وہ تو صرف اس بناء پر لوٹایا ہے کہ ہم تو محرم ہیں۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 2815، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1193، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 849، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3090، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2672)

37۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْاُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهٖ فَيَنْظُرَ يُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَآءٌ اَوْ بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهٖ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ ازد کے کسی آدمی کو صدقات کا عامل مقرر فرمایا۔ جسے ابن الاتبیہ کہا جاتا تھا جب وہ صدقات لے کر حاضر ہوا تو وہ کہنے لگا: یہ صدقات تمہارے ہیں اور یہ چیزیں مجھے ہبہ کی گئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ آدمی جا کر اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا اس کے بعد دیکھ لیتا کہ اسے کوئی ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں اور اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! تم میں سے جو آدمی بھی کوئی چیز لے گا تو بروز حشر وہ آدمی اس چیز کو اپنی گردن میں باندھے حاضر ہوگا۔ اگر اونٹ ہوگا تو وہ بڑبڑا رہا ہوگا اگر گائے ہوگی تو ڈکار مار رہی ہوگی۔ اگر بکری ہوگی تو ممیا رہی ہوگی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو بلند فرمایا حتیٰ کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا اے اللہ عزوجل! کیا میں نے پہنچا دیا ہے تین دفعہ اس طرح کہا ہے۔ (مرجع السابق باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء امابعد)

تعارف راوی

ابوحمید: آپ کا نام عبدالرحمٰن بن سعد ہے، انصاری خزرجی ساعدی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف الحاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

بخاری مسلم میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہما) کے پاس ان کی مشرک ماں آئیں یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جس میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مشرکین مکہ کے درمیان صلح نامہ ہو چکا تھا حضرت اسماء خدمت نبوی میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھتی ہیں کہ

میری ماں آئی ہوئی ہیں اور اب تک وہ اس دین سے الگ ہیں کیا مجھے جائز ہے کہ میں ان کے ساتھ سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں جاؤ ان سے صلہ رحمی کرو، مسند کی اس روایت میں ہے کہ ان کا نام قتیلہ تھا، یہ مکہ سے گوہ اور پنیر اور گھی بطور تحفہ لے کر آئی تھیں لیکن حضرت اسماء نے اپنی مشرکہ ماں کو نہ تو اپنے گھر میں آنے دیا نہ یہ تحفہ ہدیہ قبول کیا پھر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دریافت کیا اور آپ کی اجازت پر ہدیہ بھی لیا اور اپنے ہاں ٹھہرایا بھی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ 5157)

ایک مرتبہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی کو نہایت پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو آپ نے ان کے لیے ایک عمدہ سا جوڑا بھجوا دیا لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو یہ نعمتیں پہلے دے دی گئیں مگر ہمیں یہ نعمتیں آخرت میں ملیں گی، باوجود یہ کہ تحفہ قبول کرنا سنت ہے مگر پھر بھی آپ نے اسے قبول نہ کیا۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس میں تذلیل نفس کا پہلو نکلتا تھا جو کہ ناجائز ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَیْسَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَه.

ترجمہ: مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلت میں ڈالے۔

(جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، الحدیث ۲۲۶۱، ج ۴، ص ۱۱۲)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ شیخ فخر الاسلام ارسابندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین پر پڑے ہوئے تربوز کے چھلکوں کو جمع فرمایا اور اس کے بعد انہیں دھو کر تناول فرمالیا۔ قریب ایک لونڈی کھڑی ہوئی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اس نے جا کر یہ سارا ماجرا اپنے آقا کو سنایا آقا نے یہ سنتے ہی ان کیلئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور ان کو اپنے ہاں کھانے پر طلب کیا تا کہ ان کی خدمت کی جا سکے لیکن آپ نے اپنی عزت نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ایک طالب علم کو بھی غیرت مند ہونا چاہیے اور اپنی عزت نفس کی حفاظت کرنی چاہیے اور لوگوں کے مال پر نظر طمع نہیں رکھنی چاہیے۔

نبی کریم رءوف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِیَّاکَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّه. فَقْرٌ حَاضِرٌ.

ترجمہ: لالچ سے بچو (کہ تم فقر سے بچنے کے لیے طمع کرتے ہو مگر) طمع بذات خود فقرِ حاضر ہے۔

لہٰذا جس کے پاس مال و اسباب ہوں اسے بخل سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اسے اس مال کو اپنے اوپر اور دوسروں پر خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۷۵۳، ج ۵، ص ۴۰۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلنَّاسُ مِنْ خَوْفِ الْفَقْرِ فِیْ فَقْرٍ

ترجمہ: لوگ محتاجی کا خوف کرتے کرتے محتاج ہو گئے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ میں سے ایک کو ایک بکری کا سر تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ اس نے کہا: میرا فلاں بھائی اور اس

کے اہل ہم سے اس کی زیادہ ضرورت رکھتے ہیں۔ اس نے وہ سر اس کی طرف بھیج دیا۔ وہ سر لگاتار ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف بھیجا جاتا رہا یہاں تک کہ وہ سات گھروں تک پہنچا اور پھر انہیں تک واپس آ گیا۔ ثعلبی نے اسے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے۔ صحابہ کرام میں سے ایک کو بکری کا سر تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا وہ بڑے تنگدست تھے۔ اس نے وہ سر اپنے پڑوسی کو بھیج دیا۔ وہ سر سات گھروں میں سے سات افراد تک گھومتا رہا، پھر وہ پہلے کی طرف لوٹ آیا۔

مسلم وغیرہ میں ہے کہ حضور کا ایک دوست تھا قبیلہ ثقیف میں سے یا قبیلہ دوس میں سے۔ فتح مکہ والے دن وہ آپ سے ملا اور ایک مشک شراب کی آپ کو تحفتاً دینے لگا آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے۔ اب اس شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جا اسے بیچ ڈال، آپ نے فرمایا کیا کہا؟ اس نے جواب دیا کہ بیچنے کو کہہ رہا ہوں آپ نے فرمایا جس اللہ نے اس کا پینا حرام کیا ہے اسی نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا ہے۔ اس نے اسی وقت کہا جاؤ اسے لے جاؤ اور بطحا کے میدان میں بہا آؤ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 759)

بَابُ اِذَا وَهَبَ هِبَةً اَوْ وَعَدَ عِدَةً ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَصِلَ اِلَيْهِ

وَقَالَ عَبِيْدَةُ اِنْ مَّاتَ وَكَانَتْ فُصِلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَه حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِه وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فُصِلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِيْ اَهْدٰى وَقَالَ الْحَسَنُ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَه اِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ

باب: جب کسی چیز کو ہبہ کیا یا ہبہ کرنے کا وعدہ کیا پھر موہوب لہ تک وہ چیز پہنچنے سے قبل مر گیا

اور عبیدہ نے کہا: اگر ہبہ کرنے والا مر جائے اور جس کو ہدیہ کیا گیا اس کی حیات ہی میں ہبہ علیحدہ کر لیا گیا ہو تو اس کے ورثاء کے لئے ہے اگر علیحدہ نہ کیا گیا ہو تو ہدیہ دینے والے کے ورثاء کا ہے اور حضرت حسن نے فرمایا: ان دونوں میں جو بھی پہلے مر جائے تو وہ موہوب لہ کے ورثاء کا ہے جبکہ قاصد نے اس پر قبضہ کر لیا ہو۔

38۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا ثَلاَثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتّٰى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَه عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَاَتَيْتُه فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِيْ فَحَثٰى لِيْ ثَلاَثًا

ابن منکدر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بیان فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تمہیں اس قدر عطا فرماؤں گا پس بحرین کا مال نہ آیا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا سے ظاہری پردہ ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا کہ وہ جا کر یہ منادی کرے کہ جس سے نبی کریم ﷺ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو یا جس کا نبی کریم ﷺ پر قرض بنتا ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے۔ چنانچہ میں ان کی خدمت میں

حاضر ہوا تو میں نے انہیں کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے تین بار اپنے دونوں لپ بھر بھر کر مال عطا فرمایا۔ (مرجع السابق باب من تکفل عن میت دینا.....الخ)

تعارف راوی

جابر بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں، بہت احادیث آپ سے مروی ہیں، آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور کی وفات کے بعد شام و مصر گئے، آخر نابینا ہوگئے تھے، آپ کی عمر چورانوے سال ہوئی ۷۴ھ چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہوگئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا۔

مسئلہ ۱۴۰: از ہری ضلع پشاور مدرسہ قادریہ محمودیہ واقع مسجد چہل گزی مولوی حمد اللہ صاحب قادری محمودی ۲/ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے ماموں عمرو پر اپنے نانا کے متروکہ سے جو عمرو کے قبضے میں ہے اپنی ماں متوفاۃ کے حق میراث کا دعوٰی کیا عمرو جواب دہ ہوا کہ یہ مال ۳۶ برس سے میرے قبضے میں ہے دعوٰی میں تمادی عارض ہے نیز تیری ماں نے اپنا حصہ میراث اپنی حیات میں مجھے ہبہ کر دیا تھا جس کے گواہوں میں اب کوئی زندہ نہیں، زید کہتا ہے یہ مال تجارت کا ہے اب تک میرے نانا کا نام مندرج کاغذات رہا میں نے اور ماں نے تمہیں امین جانا اور بنظر تجارت ترقی کا خیال رہا، امید تھی کہ جب داخلخارج ہوگا حصہ مادری میں میرا نام درج کراؤ گے ڈیڑھ سال سے تم نے داخلخارج کرایا اور صرف اپنا نام مندرج کرایا لہٰذا میں مدعی ہوا گواہان مردہ سے ثبوت ہبہ کیسے ہوسکتا ہے، نہ مال مشترک کا ہبہ صحیح نہ میراث میں تمادی مانع۔ نیز تمہارے دعوٰی میں تناقض ہے کہ ہبہ کا بھی ادعا کرتے ہو اور تمادی عذر بھی۔ اس صورت میں زید حق پر ہے یا عمرو؟ عبارات عربی کا اردو ترجمہ فرمادیا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: زید کا دعوٰی صحیح و مقبول ہے اور عمرو کے عذر باطل و مخذول۔ ہبہ صرف اس کی زبان سے کیسے ثابت ہوسکتا ہے، اموات کو گواہ قرار دینا عجب جہل بے مزہ ہے، ایسی شہادت بس ہو تو جو چاہے۔ جس کا مال چاہے چھین لے کہ تو نے یا تیرے باپ نے مجھے ہبہ کر دیا یا میرے ہاتھ بیچا اور ثمن پالیا تھا بیں پچیس معززین اس کے گواہ تھے جو سب مر چکے، اور بفرض باطل اگر ہبہ ہوتا بھی تو مال مشترک صالح قسمت قبل تقسیم ہبہ کرنا اگرچہ شریک کے لئے ہو محض ناتمام ہے جسے موت واہبہ قبل تسلیم نے باطل کر دیا۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

(لا) تتم بالقبض (فيما يقسم و) (لو) وهبه(لشريكه) لعدم تصور القبض الكامل كمافى عامة الكتب فكان هو المذهب۔

قابل تقسیم چیز کا ہبہ قبضہ کے بعد بھی ناتمام رہتا ہے اگر چہ اپنے شریک کو ہبہ کیا ہو کہ اس میں بلاتقسیم قبضہ کامل متصور ہی نہیں جیسا کہ عام کتب میں تصریح ہے تو یہی مذہب حنفی ہے۔(درمختار کتاب الهبہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۵۹)

اسی میں ہے:(والميم موت احد العاقدين) بعد التقسيم فلو قبله بطل.

موہوب لہ کو قبضہ کاملہ دینے کے بعد واہب یا موہوب لہ کا مرجانا ہبہ میں رجوع کا مانع ہے اور اگر قبضہ کاملہ سے پہلے ان میں سے کوئی مرجائے گا تو ہبہ سرے سے باطل ہوجائے گا۔(درمختار کتاب الهبہ باب الرجوع فی الهبہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۶۱)

بلکہ اس کے دعوی ہبہ نے اسی کو ضرر دیا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ مال کو وہ متروکہ پدر مانتا اور اپنی بہن کا اس میں حق ارث جانتا ہے جب تو اپنے لئے ہبہ از جانب خواہر کا مدعی ہے اور اس صورت میں چھتیس نہیں سو برس گزر جائیں دعوی ساقط نہیں ہوسکتا۔

فتاوی خیریہ میں ہے:

" سئل فيما اذاادعى زيد على عمرو محدودا انه ملكه ورثه عن والده فاجابه المدعى عليه انى اشتريته من والدك وانى ذويد عليه من مدة تزيد على اربعين سنه وانت مقيم معى فى بلدة ساكت من غير عذر يمنعك عن الدعوى هل يكون ذلك من باب الاقرار بالتلقى من مورثيه فيحتاج الى بينة تشهد له بالشراء ولا ينفعه كونه واضعا يده عليه المدة المذكورة اجاب نعم دعوى ذلك التلقى عن ابى المودع ودعوى تلقى الملك من المورث اقرار بالملك له ودعوى الانتقال منه اليه فيحتاج المدعى عليه الى بينة وصار المدعى عليه مدعيا وكل مدع يحتاج الى بينة ينور بها دعواه ولا ينفعه وضع اليد المدة المذكورة مع الاقرار المذكور ليس من باب ترك الدعوى بل من باب المواخذة بالاقرار ومن اقربشيئ لغيره اخذباقراره ولو كان فى يده احقاما كثيرة لاتعد وهذامالايتوقف فيه۔

سوال ہوا کہ زید نے عمرو پر ایک زمین کا دعوی کیا کہ میری ملک ہے باپ کے ترکہ سے میں اس کا وارث ہوں عمرو نے جواب دیا کہ میں نے تیرے باپ سے خرید لی تھی اور چالیس برس سے زائد ہوئے کہ میں اس پر قابض ہوں اور تو ایک شہر میں میرے ساتھ ساکن اور بلاعذر ساکت ہے آیا اس صورت میں کیا عمرو مورث زید سے بذریعہ شرا ملک حاصل کرنے کا مدعی ہوگا اور اسے اس انتقال پر گواہ دینے ہوں گے اور چالیس برس سے زائد اس کا قبضہ اور زید کا سلوک عمرو کو کچھ نفع نہ دے گا، جواب: فرمایا ہاں یہ عمرو کا دعوی ہے کہ مجھے دعوی ہے کہ مجھے تیرے مورث سے ملی ہے اور ارث زید سے ملنے کا اقرار تو اس کی ملک کی اوپر سے اقرار ہے اور اس کا دعوی کہ بذریعہ انتقال شرعی مجھے ملی تو

اب عمرو اس پر گواہ دینے کا محتاج ہے کہ یہ مدعی ہوگیا اور ہر مدعی کو شہادت پیش کرنی لازم ہے جس سے اس کا دعویٰ ثابت ہو اور وہ چالیس برس سے زائد کا قبضہ اسے اقرار مذکور کے ساتھ کچھ بھی نافع نہیں، نہ یہ تمادی کے باب سے ہے بلکہ باب اقرار سے ہے کہ ہر مقر اپنے اقرار پر ماخوذ ہے اگرچہ وہ شیئ بے شمار قرنوں جگہوں سے اس کے قبضہ میں ہو، یہ ایسی واضح بات ہے جس میں شبہہ کو دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ خیریہ کتاب الدعوٰی دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۸۰و۸۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد 18، 626)

ہبہ کر کے قبضہ دیدیا اس کے بعد واہب یا موہوب لہ دونوں میں سے کوئی بھی مرجائے ہبہ واپس نہیں ہوسکتا موہوب لہ مرگیا تو اُس کی ملک ورثہ کی طرف منتقل ہوگئی واہب مرگیا تو اس کا وارث اس چیز سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اجنبی ہے لہٰذا واپس نہیں لے سکتا۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۴۹۷۔ الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۸، ص ۵۹۰)

اگر قبضہ سے پہلے متعاقدین میں سے کسی کا انتقال ہوگیا تو یہ رجوع کو نہیں منع کرتا بلکہ وہ ہبہ ہی باطل ہوگیا وارث کہتا ہے میرے مورث نے یہ چیز تمھیں ہبہ کی تھی تم نے قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ اُس کا انتقال ہوگیا موہوب لہ کہتا ہے میں نے اُس کے مرنے سے پہلے ہی چیز پر قبضہ کرلیا تھا اگر وہ چیز وارث کے قبضہ میں ہو تو اُسی کا قول معتبر ہے۔

(الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۸، ص ۵۹۱)

مسئلہ: کسی شخص پر اس نیت سے احسان نہ کیجئے کہ جو کچھ دیا ہے اس سے زیادہ وصول ہوگا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس نیت سے تحفہ دینا کہ وہ بدلے میں اس سے زیادہ دے گا، مذموم و مکروہ ہے۔ (تفسیر احسن البیان جلد 1 صفحہ نمبر 5500)

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللهِ

باب: غلام اور سامان پر کس طرح قبضہ کیا جاتا ہے

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک سرکش اونٹ کے اوپر سوار تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو خرید لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یہ اونٹ تمہارا ہے۔

39- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبوں کو بانٹا اور حضرت مخرمہ کو اس میں سے کچھ بھی عطا نہ فرمایا۔ تو مخرمہ نے کہا: اے بیٹے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لے کر چلو چنانچہ میں ان کی معیت گیا تو انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا لاؤ۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخرمہ کے پاس جلوہ افروز ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ اقدس پر ان میں سے ایک قبا بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے واسطے چھپا کر رکھی ہوئی تھی تو انہوں نے اس کو دیکھ کر عرض کیا: اب مخرمہ راضی ہو گیا ہے۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 9663، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3510، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2743، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5229، شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث: 3045)

شرح

ایک شخص کو ایک چیز ہبہ کی موہوب لہ نے قبضہ نہیں کیا پھر اُس شخص نے دوسرے کو وہی چیز ہبہ کر دی اور دونوں سے قبضہ کرنے کو کہہ دیا دونوں نے قبضہ کر لیا تو چیز دوسرے موہوب لہ کی ہوگی پہلے کی نہیں ہوگی اور اگر واہب نے پہلے موہوب لہ کو قبضہ کرنے کے لیے کہہ دیا اُس نے قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ باطل ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز...الخ، ج ۴، ص ۳۷۷)

ایک چیز خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی کو ہبہ کر دی اور موہوب لہ سے کہہ دیا کہ تم قبضہ کر لو اس نے کر لیا ہبہ تمام ہو گیا۔ رہن کا بھی یہی حکم ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہاردہم صفحہ نمبر 76)

یہ کہا کہ اس ڈھیری میں سے تم کو اتنا غلہ دیا تم ناپ کر لے لو اُس نے ناپ لیا جائز ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا کہ اتنا غلہ دیا یہ نہ کہا کہ ناپ لو اور اُس نے ناپ کر لے لیا تو ناجائز ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۹، الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۹)

جو چیز ہبہ کی ہے وہ پہلے ہی سے موہوب لہ کے قبضہ میں ہے تو ایجاب و قبول کرتے ہی اُسکی ملک ہوگئی جدید قبضہ کی ضرورت نہیں موہوب لہ کا وہ قبضہ قبضہ امانت ہو یا قبضہ ضمان مثلاً اُس کے پاس عاریت یا ودیعت کے طور پر ہے یا کرایہ پر ہے یا اُس نے غصب کر رکھی ہے اس کا قاعدہ کتاب البیوع میں بیان کیا گیا ہے کہ دو قبضے اگر ایک جنس کے ہوں یعنی دونوں قبضہ امانت ہوں یا دونوں قبضہ ضمان ہوں ان میں ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر دونوں دو جنس کے ہوں تو قبضہ ضمان قبضہ امانت کے قائم مقام ہو جائے گا اور قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔ (بحر، درمختار)

مسئلہ: جو رقم مہر کی مقرر ہوئی وہ شوہر نے عورت کو دے دی، عورت نے قبضہ کرنے کے بعد شوہر کو ہبہ کر دی اور قبل وطی کے طلاق ہوئی تو شوہر نصف اس رقم کا عورت سے اور وصول کرے گا اور اگر بغیر قبضہ کیے کُل کو ہبہ کر دیا یا صرف نصف پر قبضہ کیا اور کُل کو ہبہ کر دیا یا نصف باقی کو تو اب کچھ نہیں لے سکتا۔ یوہیں اگر مہر اسباب تھا قبضہ کرنے کے بعد یا بغیر قبضہ ہبہ کر دے تو بہر صورت کچھ نہیں لے سکتا۔ ہاں اگر قبضہ کرنے کے بعد اسے عیب دار کر دیا اور عیب بھی بہت ہے اس کے بعد ہبہ کیا، تو جس دن قبضہ کیا اس دن اس چیز کی جو قیمت تھی اس کا نصف شوہر وصول کرے گا اور اگر عورت نے شوہر کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی جب بھی نصف قیمت لے گا۔

(''الدر المختار'' و''رد المحتار''، کتاب النکاح، باب المھر، مطلب فی أحکام الخلوۃ، ج ۴، ص ۲۵۴)

بَابُ اِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْاٰخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ

باب: جب کسی کو کوئی چیز ہبہ کی اس نے اس چیز پر قبضہ بھی کر لیا اور اس نے یہ زبان سے نہیں کہا کہ میں نے قبول کر لیا ہے

40- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے کہا: میں ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کس وجہ سے؟ وہ عرض گزار ہوا: میں نے ماہ رمضان میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارے پاس کوئی غلام ہے؟ وہ عرض گزار ہوا: نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم مسلسل دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو۔ وہ عرض گزار ہوا: نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتے ہو۔ وہ عرض گزار ہوا: نہیں۔ چنانچہ ایک شخص انصار میں سے کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ٹوکرے کو لے کر حاضر ہوا جس کے اندر کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہیں صدقہ دے دو۔ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! کیا مجھ سے بھی زیادہ کسی حاجت مند کے اوپر؟ اس ذات مقدسہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے مدینہ منورہ کی دو طرفوں کے مابین ہم سے زیادہ کوئی گھر بھی حاجت مند نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جا کر اپنے اہل وعیال کو ان کھجوروں کو کھلا دو۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 734، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2392، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3524، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 1944، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2484)

شرح

اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ " کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مکان خرید کر اپنی دختر ہندہ عاقلہ بالغہ کو ہبہ کامل مع قبضہ کر دیا، زید خود دوسرے مکان میں رہتا تھا اس مکان موہوب میں ہندہ ہبہ سالہا سال سے رہا کی اور اور رہتی ہے مگر زید نے اس ہبہ کی کوئی دستاویز نہ لکھی، ہاں کل عزیز اور چند ورثاء اور تمام اہل محلہ اس ہبہ سے اگاہ ہیں اور گواہی دینے کو موجود ہیں اس صورت میں وہ ہبہ تمام وکامل ہو گیا یا نہیں اور مکان ہندہ دختر زید ہے یا ملک زید قرار پا کر اس کے ترکہ میں تقسیم ہوگا۔

بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ مکان خالص ملک ہندہ دختر زید ہے جس میں زید کا اصلا کوئی استحقاق نہیں۔ نہ وہ زید کا ترکہ قرار پا سکے کہ شریعت مطہرہ میں ہبہ وغیرہ تمام عقود صرف زبان سے ہیں تحریر کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے بغیر کسی عقد کو ناتمام وغیر مکمل تصور کیا جائے

فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے:

"اما اشترط كونه يكتب فى حجة ويقيد فى سجلات فليس بلا زم شرعا ومخالف للموضوع الشرعى فان اللفظ بانفراده كاف فى صحة ذلك شرعا والزيادة لايحتاج اليها والله تعالىٰ اعلم۔

لیکن شرط لگانا کہ اشٹام لکھا جائے اور رجسٹروں میں درج کیا تو شرعا یہ ضروری نہیں، اور شرعی وضع کے خلاف ہے کیونکہ اکیلا لفظ ہی اس کی صحت کے لئے کافی ہے اور زیادہ کی ضرورت نہیں اھ ملخصا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوٰی خیریہ کتاب الوقف دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۱۶، فتاوٰی رضویہ، ج 19، ص 204)

تھن میں دودھ، بھیڑ کی پیٹھ پر اون، زمین میں درخت، درخت میں پھل، یہ چیزیں مشاع کے حکم میں ہیں کہ ان کا ہبہ صحیح نہیں مگر دودھ دوہ کر، اون کاٹ کر، پھل توڑ کر، موہوب لہ کو تسلیم کر دیے تو ہبہ جائز ہو گیا کہ مانع زائل ہو گیا۔ زراعت جو کھیت میں ہے، تلوار کا حلیہ، اشرفی جو پہنے ہوئے ہے، ڈھیری میں سے دس پانچ سیر غلّہ کا ہبہ کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہے کہ جدا کر کے موہوب پر قبضہ دید یا درست ہے ورنہ نہیں۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۸)

بَابُ اِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلٰى رَجُلٍ

قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ جَائِزٌ وَّوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَجُلٍ دَيْنَهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهٖ اَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ فَقَالَ جَابِرٌ قُتِلَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَائَهٗ اَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا اَبِيْ

باب: جب کوئی آدمی اپنا قرض کسی کو ہبہ کر دے

شعبہ نے حکم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ جائز ہے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ایک آدمی کے اوپر قرض تھا تو انہوں نے اس قرض کو ہبہ کر دیا اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس پر کسی کا کوئی حق ہو تو یا اسے دیدے یا اس سے معاف کرا لے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد محترم کو شہید کر دیا گیا تو ان کے

او پر قرض تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قرض خواہوں سے یہ دریافت فرمایا کہ وہ میرے باغ والے پھلوں کو قبول کر لیں اور میرے والد محترم کو قرض سے چھٹکارا دلوا دیں۔

41- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُس وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُس عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهٗ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يَّقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا اَبِيْ فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِيْ وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ. وَلٰكِنْ قَالَ سَاَغْدُوْ عَلَيْكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهٖ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُّهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوْقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ اَلَا يَكُوْنُ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ان کے والد محترم جنگ احد میں شہید کر دیئے گئے تو قرض لینے والوں نے سختی سے قرض کا مطالبہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض گزار ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے یہ پوچھیں کہ وہ اپنے قرض کے بدلے میرے باغ کے پھلوں کو قبول کر لیں اور میرے والد محترم کو قرض سے بری الذمہ کر دیں۔ اس پر انہوں نے انکار کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو میرا باغ عطا نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ان کے واسطے پھلوں کو اتروایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کل صبح کو تمہارے پاس جلوہ افروز ہوں گا چنانچہ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے درختوں کے گردا گرد گھومے اور پھلوں کے اندر برکت کی دعا فرما دی اس کے بعد میں نے ان پھلوں کو درختوں سے توڑ کر ان کے حقوق چکا دیئے۔ اور باغ کے پھلوں سے ہمارے لئے بھی باقی بچ گئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ!) سنو! جبکہ وہ اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سن لیں! ہم تو پہلے بھی یہ معلوم کر چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (مرجع السابق باب الکیل علی البائع والمعطی)

شرح

دَین کے ہبہ میں رجوع نہیں کر سکتا مثلاً دائن نے مدیون کو دَین ہبہ کر دیا اور مدیون نے قبول کر لیا دائن واپس نہیں لے سکتا کہ یہ اسقاط ہے مگر قبول کرنے سے پہلے واپس لے سکتا ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۴۹۵)

ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو ایک ہزار روپیہ میری طرف سے ہبہ کر دو اس نے کر دیے اور موہوب لہ نے قبضہ بھی

کرلیا ہبہ تمام ہوگیا دوسرا شخص واپس نہیں لے سکتا نہ پہلے سے لے سکتا ہے نہ موہوب لہ سے اور وہ پہلا چاہے تو موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے کہ واہب یہی ہے وہ دینے والا متبرع ہے اور اگر پہلے نے یہ کہا ہے کہ فلاں کو ایک ہزار ہبہ کردو میں اس کا ضامن ہوں اور اُس نے دیدیے تو پہلا شخص ضامن ہے دوسرا اس سے لے سکتا ہے موہوب لہ سے نہیں لے سکتا اور پہلا شخص موہوب لہ سے واپس لے سکتا ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۴۹۵)

عرض: حضور میرے کچھ روپے ایک شخص پر ہیں وہ نہیں دیتے؟

ارشاد: اِس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہوجائے گا، ایک مشکل خیال ہے۔ میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں۔ جب قرض دیا، یہ خیال کرلیا کہ دے دے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا۔ جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کردیتا (یعنی تحفہ کیوں نہیں دے دیتا) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: جب کسی کا دوسرے پر دَین (یعنی قرض) ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دَین (یعنی قرض) ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عمران بن حسین، الحدیث ۱۹۹۹۷، ج ۷، ص ۲۲۴)

اِس ثوابِ عظیم کے لئے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کئے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ المنان، ص 92)

بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ

وَقَالَتْ اَسْمَاءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّابْنِ اَبِيْ عَتِيقٍ وَّرِثْتُ عَنْ اُخْتِي عَائِشَةَ مَالًا بِالْغَابَةِ وَقَدْ اَعْطَانِيْ بِهٖ مُعَاوِيَةُ مِائَةَ اَلْفٍ فَهُوَ لَكُمَا

باب: ایک آدمی کا پوری جماعت کو ہبہ کرنا

اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق سے کہا: مجھے غابہ میں اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وراثت میں جو زمین ملی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو ایک لاکھ مرحمت کیا ہے وہ تم دونوں کے واسطے ہے۔

42- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اِنْ اَذِنْتَ لِيْ اَعْطَيْتُ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدًا فَتَلَّهٗ فِيْ يَدِهٖ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مشروب حاضر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نوش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بڑی عمر والے اشخاص تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے سے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس مشروب سے بچا ہوا ان لوگوں کو دیدوں؟ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھے جو حصہ نصیب ہوا ہے اس پر میں دوسرے کو ترجیح نہ دوں گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے ہوئے

مشروب کو اس لڑکے کے ہاتھ تھما دیا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5780، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 8233، مسند احمد: رقم الحدیث: 21797، مسند ابن الجعد: رقم الحدیث: 2942، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 2224)

مولانا امجد علی اعظمی، بہار شریعت میں لکھتے ہیں:

جانور بیمار تھا اُس نے چھوڑ دیا کسی نے اُسے پکڑا اور علاج کیا وہ اچھا ہو گیا اگر مالک نے چھوڑتے وقت یہ کہہ دیا ہے کہ فلاں قوم میں سے جو اسے لے لے اُسی کا ہے تو اگر وہ پکڑنے والا اسی قوم سے ہے تو اُس کا ہو گیا اور اگر کچھ نہ کہا یا یہ کہا کہ جو لے لے اُس کا ہے اور قوم یا جماعت کو معین نہیں کیا ہے تو وہ جانور مالک ہی کا ہے اُس شخص سے لے سکتا ہے پرند چھوڑ دیا اس کا بھی یہی حکم ہے اور جنگلی پرند کو پکڑنے کے بعد چھوڑنا نہ چاہیے جب تک یہ نہ کہے کہ جو پکڑ لے اُس کا ہے۔ کیونکہ پکڑنے سے اُس کی ملک ہو گیا اور جب چھوڑ دیا تو شکار کرنے والوں کو کسی کی ملک ہونا معلوم نہ ہو گا لہٰذا اجازت کی ضرورت ہے تا کہ شکار کرنے والوں کو اُس کا لینا ناجائز نہ ہو مگر ظاہر یہ ہے کہ اِس میں قوم یا جماعت کی تخصیص کی جائے۔

(الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج ۸، ص ۶۰۶)

ہمارے ملک میں یہ بھی رواج ہے کہ مٹی کے پیالے میں کھیر بھیجا کرتے ہیں اور میلاد شریف اور فاتحہ یا کسی تقریب میں مٹھائی کے حصے مٹی کی طشتریوں میں بھیجتے ہیں اِس میں تمام ملک کا یہی رواج ہے کہ وہ پیالے اور طشتریاں بھی دینا مقصود ہوتا ہے واپس نہیں لیتے لہٰذا موہوب لہ مالک ہے بلکہ بعض لوگ چینی یا تانبے کی طشتریوں میں حصے بانٹتے ہیں یعنی حصہ مع برتن کے دیدیتے ہیں مگر اس کا رواج نہیں ہے جب تک موہوب لہ سے کہا نہ جائے اس برتن کو نہیں لے سکتا ہے۔

بہت سے لوگوں کی دعوت کی اور ان کو متعدد دسترخوانوں پر بٹھایا ایک دسترخوان والے کسی چیز کو دوسرے دسترخوان والوں کو نہیں دے سکتے مثلاً بعض مرتبہ ایک پر روٹی ختم ہو گئی اور دوسرے پر موجود ہے یہ لوگ اس پر سے روٹی اُٹھا کر اُن کو نہیں دے سکتے ان لوگوں کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ سائل وفقیر کو اس میں سے ٹکڑا دیدیں مثلاً بعض ناواقف ایسا کرتے ہیں کہ دوسرے کے مکان پر کھانا کھا رہے ہیں اور فقیر نے سوال کیا اُس کھانے میں سے سائل کو دے دیتے ہیں یہ ناجائز ہے کتے اور بلی کو بھی نہیں دے سکتے ہاں اگر بلی خود صاحبِ خانہ کی ہے تو اُسے دے سکتے ہیں اور کتا اگرچہ صاحب خانہ ہی کا ہو نہیں دے سکتے۔

(الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج ۸، ص ۶۰۷)

بلی کتے کا فرق وہاں کے عرف کے لحاظ سے ہے ہمارے یہاں نہ کتے کے دینے کا رواج ہے نہ بلی کے، ہاں دسترخوان پر جو ہڈیاں جمع ہو جاتی ہیں یا روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے یا گرے ہوئے چاول ان کی نسبت دیکھا ہے کہ کتے کو ڈال دیتے ہیں۔

بائع نے چیز بیع کر دی اور اُس کا ثمن بھی وصول کر لیا اس کے بعد بائع نے مشتری سے ثمن معاف کر دیا یہ معافی صحیح ہے اور مشتری نے جو کچھ ثمن دیا ہے بائع سے واپس لے گا۔ (الدرالمختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج ۸، ص ۶۰۸)

مسئلہ: ایک شخص نے دوسرے کے پاس خط لکھا اور اُس میں یہ بھی لکھا کہ اس کا جواب پشت پر لکھ دو اُس کا واپس کرنا لازم ہو گا اور اگر یہ نہیں لکھا تو وہ خط مکتوب الیہ کا ہے جو چاہے کرے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الھبۃ، الجزء الاول، ص ۴۲۹)

بَابُ الْهِبَةِ الْمَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوضَةِ وَالْمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُومَةِ

وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوْا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُوْمٍ وَقَالَ ثَابِتٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ

باب: مقبوضہ اور غیر مقبوضہ اور منقسم اور غیر منقسم چیز کو ہبہ کرنا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ چیزیں ہبہ فرمائیں جو ان سے بطور مال غنیمت کے حاصل ہوئی تھیں اور وہ تھیں بھی غیر منقسم۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں مسجد کے اندر گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقم نوازی اور زیادہ بھی عطا فرمایا۔

43- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ اُرَاهُ فَوَزَنَ لِيْ فَاَرْجَحَ فَمَا زَالَ مَعِيْ مِنْهَا شَيْئٌ حَتّٰى اَصَابَهَا اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک اونٹ بیچا جب ہم مدینہ منورہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھو۔ پس آپ نے وزن فرمایا۔ شعبہ نے کہا: میرے لئے وزن کیا اور زیادہ وزن کیا چنانچہ وہ چاندی ہمیشہ میرے پاس ہی رہی حتیٰ کہ جنگ حرہ کے دن اہل شام نے اسے لے لیا۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 729، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 467، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 316، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 809، ت مسلم: رقم الحدیث: 714)

44- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهِ غُلَامٌ وَّعَنْ يَّسَارِهِ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهُ فِيْ يَدِهِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشروب حاضر کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدھی طرف ایک لڑکا تھا اور الٹی طرف بڑی عمر والے لوگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکے سے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ اجازت دیتے ہو کہ میں ان لوگوں کو دیدوں تو لڑکے نے عرض کیا: نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حصہ نصیب ہوا ہے میں اس پر کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دوں گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشروب کو لڑکے کے ہاتھ تھما دیا۔ (مرجع السابق: حدیث: 2423)

45- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ

فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَّقَالَ اشْتَرُوا لَهٗ سِنًّا فَاَعْطُوْهَا اِيَّاهُ فَقَالُوْا اِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا اِلَّا سِنًّا هِيَ اَفْضَلُ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ فَاشْتَرُوْهَا فَاَعْطُوْهَا اِيَّاهُ فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ قَضَآءً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرض تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا ارادہ کیا تو ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دیجئے کیونکہ حق رکھنے والے کو بات کرنے کی گنجائش ہوا کرتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے اونٹ کی عمر کا اونٹ خرید کر اس کے حوالے کر دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: ہمیں اس کے اونٹ کی عمر کا اونٹ نہیں مل سکا ماسوا اس اونٹ کی عمر سے زیادہ عمر والا۔ ارشاد فرمایا: اسی اونٹ کو خرید کر اسے دیدو تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو تم میں سے سب سے بہتر قرض چکا دے۔

(مرجع السابق باب وكالة الشاهد والغائب جائزة)

شرح

مسئلہ: نزدیک علمائے حنفیہ ایدھم اللہ تعالیٰ کے ہبہ وتملیک میں کیا فرق ہے اور جو احکام ہبہ مشاع اور ہبہ مرض الموت اور ہبہ غیر مقبوض کے ہیں وہی بحالت ہائے مذکورہ تملیک سے بھی متعلق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان کیجئے اجر پایئے۔

الجواب: اصل وضع میں تملیک ہبہ سے عام ہے کہ وہ تملیک اعیان ومنافع وبعوض وبے عوض ومنجز ومضاف للموت سب کو شامل ہے جس کی رو سے بیع وہبہ واجارہ واعارہ ووصایا سب اس کے تحت میں داخل ہیں اور ہبہ خاص تملیک عین بلا عوض کا نام ہے۔ فی الدر المختار الھبۃ تملیک العین مجانا اھ ملخصا۔ درمختار میں ہے ہبہ مفت میں کسی چیز کا مالک بنانا ہے اھ ملخصا (ت)

(درمختار کتاب الھبۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۵۸)

مگر عرف میں ان لفظوں سے کہ میں نے ایک شے کا تجھے مالک کیا، یا اس چیز کے تجھے تملیک کی ظاہرا ہبہ ہی متبادر ہوتا ہے حتی کہ امام اجل شمس الائمہ رخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے محیط میں اسے ان الفاظ سے گنا جو بحسب وضع افادہ ہبہ کرتے ہیں۔

فتاوٰی ہندیہ میں ہے: اما الالفاظ التی تقع وبھا الھبۃ فانواع ثلثۃ نوع تقع بہ الھبۃ وضعا ونوع تقع بہ الھبۃ کنایۃ وعرفا ونوع یحتمل الھبۃ والعاریۃ مستویا اما الاول فکقولہ وھبت ھذا الشیئ لك اوملکتہ منك الخ۔ لیکن جن الفاظ سے ہبہ ہوتا ہے وہ تین قسم ہیں۔ ایک قسم وہ ہیں جن سے ہبہ کا وقوع وضعا ہوتا ہے اور ایک قسم وہ ہے جن سے کنایۃ اور عرفا ہبہ ہوتا ہے اور ایک قسم وہ جن سے ہبہ اور عاریۃ دونوں مساوی طور پر واقع ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کی مثال ''میں نے یہ چیز تجھے ہبہ کی یا یہ کہنا میں نے تجھے اس کا مالک بنایا الخ (ت)

(فتاوٰی ہندیۃ کتاب الھبۃ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۳۷۵)

والہذا کلمات علماء میں اکثر جگہ تملیک سے ہبہ پر استدلال پایا جاتا ہے مع ظہور ان الاستدلال بالعام علی الخاص باطل لجواز

وجودہ فی ضمن فرد اٰخر (باوجود ظاہر ہونے کہ عام سے خاص پر استدلال باطل ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ عام کا وجود کسی دوسرے میں پایا جائے۔ت)

امام علامہ فقیہ النفس قاضی خان فرماتے ہیں: رجل غرس کرما ولہ ابن صغری فقال جعلتہ لابنی فلان یکون ھبۃ لان الجعل عبارۃ عن التملیک۔ ایک شخص نے انگور کے پودے لگائے اس کا نابالغ بیٹا ہے، تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے فلاں بیٹے کے لئے کیا تو ہبہ ہوگا کیونکہ بنانا اور کرنا تملیک کا معنی ہے۔ (ت) (فتاوٰی قاضیخاں کتاب الھبۃ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۴/۶۹۷)

اسی میں ہے: ان قال جعلته باسم ابنی یکون هبة ظاهرا لان الناس یریدون بهذا التملیك والهبة ۳۔ کسی نے کہا میں نے یہ بیٹے کے نام سے بنایا تو ظاہرا یہ ہبہ ہوگا، کیونکہ لوگ اس سے تملیک اور ہبہ مراد لیتے ہیں۔ (ت)

(فتاوٰی قاضیخاں کتاب الھبۃ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۶۹۷)

اور علامہ بیری شارح اشباہ والنظائر فرماتے ہیں: فی خزانة الفتاوٰی اذا دفع لابنه مالا فتصرف فیه الا بن یکون للاب الا ان دلت دلالة التملیك۔ خزانۃ الفتاوٰی میں ہے اگر کسی نے بیٹے کو مال دیا اور بیٹے نے اس میں تصرف کیا تو یہ مال باپ کا ہوگا الا یہ کہ کوئی دلالت تملیک پر پائی جائے۔ (ت)

(ردالمحتار بحوالہ بیری کتاب الھبۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۵۰۸)

محقق شامی فرماتے ہیں: قلت فقد اذادان التلفظ بالایجاب و القبول لایشترط بل تکفی القرائن الدالة علی التملیك اھ۔ میں کہتا ہوں کہ اس عبارت نے فائدہ دیا کہ اس میں ایجاب وقبول شرط نہیں بلکہ تملیک پر دلالت کرنے والے قرائن کافی ہوتے ہیں۔ (ت) (ردالمحتار بحوالہ بیری کتاب الھبۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۵۰۸)

فقیہ علامہ نوازل میں تصریح فرماتے ہیں جو لفظ تملیک رقبہ پر دال وہ ہبہ ہے۔ فی الدر المختار اللفظ ان انبأ عن تملك الرقبة فهبة اوالمنافع فعاریة اواحتمل اعتبر النیة، نوازل۔ درمختار میں ہے اگر الفاظ غلام پر تملک کی خبر دیں تو ہبہ ہوگا، اگر الفاظ منافع پر دال ہوں تو عاریۃ ہوگا اور لفظ محتمل فیہ ہو تو قائل کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ نوازل (ت)

(درمختار کتاب الھبۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۵۹)

درباب افتا جا بجا علامہ خیر الملۃ والدین رملی وغیرہ علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے سوال تملیک پر ہبہ کا جواب عطا فرمایا اور اس پر مشاع وغیرہ کے وہی احکام جاری کئے اور تملیک نامہ کو صریحا ہبہ نامہ ٹھہرایا،

فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے: سئل فیما اذا ملك زوجته نصف جمل و نصف بقرة ونصف غراس زیتون تملیکا شرعیا بایجاب منه وقبول منها و قبضت الزوجة وتسلمت ثم مات الزوج ویرید وارثه ان یجعل المملکات میراثابینه وبین الزوجة اجاب هی ملك للزوجة بالتملیك علی الوجه المذکور وهبة المشاع الذی لایحتمل القسمة صحیحة والجمل والبقرة مما لایمکن قسمة الواحد منها فصحت فیها الهبة المذکورة اھ ملتقطا۔ ان سے سوال ہوا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو نصف اونٹ، نصف بیل،

نصف باغ زیتون کا شرعی تملیک کے طور پر مالک بنائے باقاعدہ ایجاب وقبول ہوا اور بیوی قبضہ کر لے پھر وہ خاوند فوت ہو جائے اور ورثاء چاہیں کہ ان تمام تملیک بنائی ہوئی چیزوں کو بیوی سمیت تمام ورثاء کے لئے وراثت بنالیں، تو جواب دیا کہ مذکورہ تملیک کی بنا پر بیوی کو ملک ہیں جبکہ ناقابل تقسیم مشاع کا ہبہ صحیح ہوتا ہے اور اونٹ اور بیل قابل تقسیم نہیں ہیں۔ تو ان کا ہبہ صحیح ہوا۔ اھ ملتقطا (ت) (فتاوی خیریہ کتاب الھبۃ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۱۰)

اسی میں ہے: سئل فی رجل اشھد علی نفسه انه ملك اولاد ابنه وسماهم فی حجة جمیع الستة قراریط فی الدارین الفلانیتین اجاب الحنفی لایری جواز الهبة المشاع اھ ملخصا۔ ان سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنے پوتوں کو مالک بنایا اور فلاں دو مکانوں میں چھ قراریط سب کی حجت میں پوتوں کا نام لیا، تو جواب: یا کہ حنفی حضرات قابل تقسیم مشاع کا ہبہ جائز نہیں مانتے اھ ملخصا (ت) (فتاوی خیریہ کتاب الھبۃ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۱۲)

عقود الدریہ میں ہے: سئل فیما اذا کان لزید ابنان واملاك تقبل القسمة وحصة فی مشاع تقبل القسمة فملك جمیع ذٰلك من ابنیه المذکورین سویة بینهما من غیر قسمة و کتب ذٰلك صك ویرید زید الرجوع عن التملیك فهل له ذٰلك الجواب نعم هبة واحد من اثنین لایصح اھ بالالتقاط۔ ان سے سوال ہوا کہ زید کے دو بیٹے ہیں اور کچھ املاک قابل تقسیم ہیں اور ایک مشاع چیز میں اس کا حصہ بھی ہے تو اپنی ملکیت ان تمام چیزوں کا دونوں بیٹوں کو مالک بنا دیا جبکہ دونوں کو مساوی طور پر بغیر تقسیم حصہ دار بنایا اور رسید بھی لکھ دی اور اب زید اس ہبہ سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو کیا اسے یہ حق ہے، الجواب ہاں حق ہے کیونکہ ایک کا دو حضرات کو ہبہ مشترکہ بغیر تقسیم صحیح نہیں اھ ملتقطا (ت)

(العقود الدریہ کتاب الھبۃ ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۹۵)

لیکن محل غور اس قدر ہے کہ مسئلہ خاص جزء میں ظاہرا کلمات علماء مختلف سے نظر آتے ہیں بعض نے وہی تصریح فرمائی کہ عقد تملیک عین ہبہ ہے اور بعض بنظر عموم لفظ تعیین ہبہ کے لئے قرینہ کی حاجت اور درصورت انعدام قرینہ تملیک کو ناجائز وغیر صحیح مانتے ہیں۔ فی ردالمحتار لو قال ملکتك هذا لثوب مثلا فان قامت قرینة علی الهبة صحت والا فلا لان التملیك اعم منها لصدقه علی المبیع والوصیة والاجارة وغیرها انظر ما کتبناه فی اٰخر الهبة الحامدیة وفی الاکازروفی انها هبة اھ ردالمحتار میں ہے اگر کہا میں نے تجھے اس کپڑے کا مالک بنایا، مثلاً اگر ہبہ پر قرینہ ہو تو صحیح ہے ورنہ نہیں، کیونکہ تملیک ہبہ سے عام ہے اس لئے کہ تملیک مبیع، وصیت، اجارہ وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے۔ ہم نے حامدیہ میں ہبہ کے آخر میں جو لکھا ہے اسے دیکھو اور زرونی میں ہے کہ یہ ہبہ ہے اھ (ت) (ردالمحتار کتاب الھبۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۵۰۹)

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ، بتصریح علماء مہما امکن دفع تخالف وتحصیل توفیق لازم اور وجہ تطبیق کی تقریر علی الخصوص جب بے تکلف ہو متعین ومتحتم، اصل وضع میں تملیک کا عموم کسے نہیں معلوم اور بے قیام قرینہ احد الافراد کی تعیین کسی کا قول نہیں اور جس طرح یہ باتیں متفق علیہ ہیں یونہی یہ بھی متیقن کہ خاص جہت لفظ سے قرینہ کا ناشی ہونا ضروری نہیں بلکہ قرینہ حالیہ بھی کافی ہے۔ وقد سمعت ما قال العلامۃ البیری والمحقق الشامی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ تو نے علامہ بیری اور محقق شامی رحمہما اللہ تعالیٰ کا کلام سن لیا۔ (ت)

اب جو ہم دیکھتے ہیں تو مقام اخبار میں بیشک لفظ تملیک بیع و ہبہ و وصیت وغیرہا سب جگہ بولا جاتا ہے عام ازیں کہ وہ اخبار اپنے نفس سے ہو یا غیر سے، مثلاً زید نے ایک مکان عمرو کے ہاتھ بیع کیا تو اب وہ کہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں مکان عمرو کی ملک کر دیا بکر و خالد کہہ سکتے ہیں زید نے خود کو اپنے مکان کا مالک کیا عمرو کہہ سکتا ہے کہ مکان زید بتملیک زید میری ملک میں آیا اور سامع ان لفظوں سے ہرگز سوا نقل ملک کے کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ امر بعوض واقع ہوا یا بلاعوض، اور مکان ملک عمرو میں بیعاً آیا یا ہبۃ، عموم تملیک کا یہ صاف اثر واضح ہے مگر خاص انشائے عقد ایجاب وقبول کے وقت جب ان لفظوں پر اقتصار ہوگا یعنی میں نے تجھے فلاں شے کا مالک کیا عمرو کہے میں نے قبول کیا، تو بیشک متفاہم عرف میں اس سے ہبہ ہی متبادر ہوگا جب تک کوئی قرینہ اس کے خلاف پر قائم نہ ہو اور فارق یہ ہے کہ عقد واقع سے خبر دینے میں اس کے متعلقات کا استیفاء واستقصا ضرور نہیں بخلاف ایقاع عقد کے کہ اگر اسے بیع منظور ہوتی ثمن کا ذکر لاتا وصیت چاہتا تو بعد موت کے تصریح کرتا اجارہ اعارہ مقصود ہوتا تو عقد کو خاص اس شیئ کی طرف اضافت نہ کرتا بلکہ منافع کا نام لیتا یا ایسی عبارت بولتا جس سے تملیک منافع مفہوم ہوتی اخر دیکھو اصل وضع کے اعتبار سے ان لفظوں میں بھی کہ یہ شیئ میں نے اپنے بیٹے کے لئے کر دی یا بنام اُو کردم بعینہ وہی احتمالات پیدا ہیں جو لفظ تملیک میں نکلتے ہیں مگر ائمہ نے تصریح فرمائی کہ یہ ہبہ ہے۔

كما اسفلنا من الخانية وقد نقله عنها العلامة الغزى فى المنح وغيره فى غيرها مذعنين لها.

جیسا کہ ہم نے پہلے خانیہ سے نقل کیا ہے اور خانیہ سے علامہ غزی نے منح میں اور دوسروں نے اپنی کتب میں اس پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ (ت)

بلکہ امام فقیہ النفس نے جعلته لابنی کے ہبہ ٹھہرانے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ جعل بمعنی تملیک ہے تو جب تک باقتضائے مقام تمام احتمالات منقطع ہو کر ملکت بمعنی وہبت نہ رہے گا جعلت کا بمعنی ملکت ہونا کیا فائدہ بخشے گا کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) (فتاوٰی قاضیخاں کتاب الہبۃ نولکشور لکھنؤ ۴/۶۹۷)

پس اُن بعض کا یہ فرمانا کہ ارادہ ہبہ کے لئے قرینہ درکار ہے نہایت بجا و درست، بیشک کوئی عام اپنے فرد میں بلا قرینہ معین نہیں ہوسکتا، مگر یہاں طرز گفتگو خود ہی ہبہ کا قرینہ ہے کما بینا (جیسا کہ بیان کیا ہے۔ ت) ہاں مثلاً ایسی صورت میں کہ زید و عمرو باہم کسی شے کے خرید و فروخت پر گفتگو کرتے ہوں اب زید کہے وہ شے میں نے تیری ہی ملک میں دی یا تجھے اس کا مالک کیا ہبہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کی باہمی حالت تملیک بلاعوض پر قرینہ نہیں ہوسکتی، نہ بیع درست ہو کہ وہ مبادلہ مال بمال ہے اور یہاں مال دوم کا نام نہیں ناچار عقد کو غیر صحیح مانیں گے، اور وہ بعض جو تملیک کو ہبہ فرماتے ہیں اس صورت میں فرماتے ہیں جب کوئی ایسی حالت واقع نہ پس تمام کلمات ایک ہی طرف راجع اور سارا اختلاف بحمد اللہ مرتفع۔

قلت ومن ھھنا ظهرانه لايتعلق بما نحن فيه مافى اٰخر العقود الدرية ممانصه قال المؤلف كتبت على صورة دعوى ماصورته حيث بين اقراره انه بجهة التمليك فدعوى التمليك لاتسمع لما قاله الخيرا لرملى رحمه الله تعالى ناقلا عن جامع الفصولين فى خلل المحاضر والسجلات برمز التتمة

عرض علی محضر کتب فیه ملکه تملیکا صحیحا ولم یبین انه ملکه بعوض اوبلا عوض قال اجبت انه لاتصح الدعوی ثم رمز لشروط (عه) الحاکم اکتفی به فی مثل هذا بقوله وهب له هبة صحیحة و قبضها ولکن ماافاد فی التتمة اجود واقرب الی الاحتیاط اھ فان هذا نقل واخبار لاعقد وایجاب کما لایخفی هکذا ینبغی التحقیق والله ولی التوفیق. میں کہتا ہوں یہاں سے ظاہر ہوا کہ جوعقود الدریہ کے آخر میں ہے وہ ہماری بحث سے خارج ہے جس کی عبارت یہ ہے مؤلف نے فرمایا میں نے دعوٰی کی صورت پر لکھا، کہ صورت کیا ہے جہاں اس نے اپنا اقرار کیا ہے کہ یہ تملیک کے طور پر ہے اگر یہی ہے تو تملیک کے دعوٰی کی مانند یہ قابل سماعت نہیں ہے اس کی وجہ وہ جو خیر الدین رملی رحمہ اللہ تعالٰی نے جامع الفصولین کی محاضرات اور سجلات میں خلل والی بحث سے تتمہ کے عنوان میں نقل کیا ہے کہ مجھ پر ایک محضر نامہ پیش کیا گیا جس میں لکھا تھا اس کو صحیح تملیک کے ساتھ مالک بنایا اور یہ نہ بیان کیا عوض کے ساتھ یا بلاعوض مالک بنایا تو فرماتے ہیں میں نے جواب دیا کہ دعوٰی صحیح نہیں ہے۔ پھر انہوں نے شروط الحاکم میں صرف اس صورت پر اکتفا فرمایا، جیسے کوئی لکھے اس کو صحیح ہبہ کر کے دے دیا، لیکن انہوں نے تتمہ میں جو فائدہ دیا وہ بہتر اور احتیاط سے اقرب ہے اھ کیونکہ یہ حکایت اور اخبار ہیں۔ عقد اور ایجاب نہیں ہیں۔ جیسا کہ مخفی نہیں۔ تحقیق یوں چاہیے، اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

عہ: اسم کتاب ۱۲ عبدالمنان (العقود الدریۃ کتاب الھبۃ ارگ بازار قندھار افغانستان ۲ /۱۔۱۰۰)

یہ ساری بحث تملیک زبانی ہے دستاویز تملیک نامہ تو قطعاً تمام اقوال پر ہبہ نامہ ہے جس میں کسی طرح نزاع کا احتمال نہیں کہ بالیقین اس کا لکھنے والا تملیک عین بلاعوض کا قصد کرتا ہے اور بالتعین یہی اس سے سمجھا جاتا ہے وصیت وغیرہا احتمالات کی بُو بھی نہیں آتی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ایسی دستاویز لکھ کر کہے میں نے تو اس سے عقد بیع کا قصد کیا ہے تو کوئی اس کی تصدیق نہ کرے گا اور سب کے نزدیک وہ بات بدلنے والا ٹھہرے گا تو اس کے ہبہ ہونے میں کوئی شک نہیں تملیک زبانی میں مدار کا قرینہ پر ہے اگر کوئی قرینہ قائم ہو جو معنی ہبہ سے ابا کرے تو اسے ہبہ نہ ٹھہرائیں گے اور دستاویز تملیک نامہ قطعاً ہبہ اور جو عقد ہبہ ٹھہرے گا تمام احکام ہبہ متعلقات شیوع وقبضہ ومرض وغیرہ سب بدستور اس میں جاری ہوں گے فان العبرة للمعنی کما فی الھدایة وغیرھا (کیونکہ معنی کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ت) یہ ہے جو کلمات علماء کرام سے منقح ہوا اور وہ جو زعم کیا جاتا ہے کہ تملیک کوئی عقد خاص جداگانہ ہبہ سے مبائن اور اس کے احکام احکام ہبہ سے علیحدہ ہیں اصلاً قابل تسلیم نہیں کہ قواعد شرع مطہرہ اس کی مساعدت ہرگز نہیں کرتے، وما وقع ھھنا من العلامة ط رحمه الله تعالٰی حیث قال قال السید الحموی اعلم ان التملیك یکون فی معنی الھبة ویتم بالقبض واذا عری عن القبض والتسلیم اختلف العلماء فیه فقیل یجوز وقیل لایجوز قیاسا علی الھبة واکثرالمشائخ علی انه یجوز بدون التسلیم وانه غیر الھبة لان التملیك والھبة شیئان اسما وحکما اما الاسم فظاھر واما حکما فلان لووھب الثمار علی رؤس الاشجار لاتجوز ولواقر بالتملیك یجوز فثبت ان التملیك یصح بدون التسلیم وانه غیر الھبة وعلیه الفتوی وعمل الناس وموت المقر بمنزلة التسلیم بالاتفاق کذا فی الفتاح انتہی،

اس مقام پر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے جو وقوع پذیر ہوا جہاں انہوں نے فرمایا کہ سیّد حموی نے فرمایا: جاننا چاہئے کہ تملیک ہبہ کے معنیٰ میں ہوتی ہے اور قبضہ سے تام ہوتی ہے اور جب یہ قبضہ اور تسلیم سے خالی ہو تو پھر علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا جائز ہے اور بعض نے کہا نا جائز ہے ہبہ پر قیاس کی وجہ سے اور اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ بغیر قبضہ دیئے جائز ہے اور تملیک ہبہ سے جدا چیز ہے کیونکہ تملیک اور ہبہ دو علیحدہ چیزیں حکم اور نام کے اعتبار سے نام کے لحاظ سے ظاہر ہے حکم کے اعتبار سے اس لئے کہ اگر کوئی درختوں پر پھل کو ہبہ کرے تو نا جائز ہے اور اگر تملیک کے طور پر کسی کے لئے اقرار کرے تو جائز ہے تو ثابت ہوا کہ تملیک بغیر قبضہ دیئے صحیح ہے اور ہبہ کا غیر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور لوگوں کا عمل بھی اور اقرار کرنے والے کی موت بمنزلہ قبضہ ہے اھ مفتاح میں یوں ہے اھ، (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الھبۃ فصل فی مسائل متفرقۃ دار المعرفۃ بیروت ۳/۴۰۹)

فاقول: نقل مجهول لامعقول ولامقبول اما لجهل فلان المفتاح ليس من الكتب المتداولة ولاالشهيرة و لاعلم من هو مصنفه وما درجته في كتب المذهب،واما انه غيرمعقول فلان التمليك حالا امااللعين اوللمنافع وكل امابعوض اومجانا هذا تقسم حاصر عقلي لامكان لخروج قسم عنه ومعلوم بداهة ان هذاالشيئ الذي ليس تمليك المنافع وتمليك العين بعوض فاذن ليس الاتمليك العين حالا مجانا وما هوا الا الهبة وفسرت في المتون وقال قاضي زاده في نتائج الافكار الهبة في الشريعة تمليك المال بلاعوض كذا في عامة الشروح بل المتون اهـ وما عهد من الشرع المطهر ماهو عقد يكون تمليك العين في الحال بلاعوض ولايكون هبة ولوكان لوجب ان يعقد له كتاب او باب اوفصل اواقل شيئ في كتب المذهب كما عقدت الكتب البيع و الهبة والعارية والاجارة لكن نرى كتب المذهب عن اخرها خالية عن اولى ايماء الى ذلك فاذن هو عقد غيره معهود من الشرع بل ولامعروف في عرف الناس قاطبة فانك لواخبرت احدا ان زيد املك داره من عمرو مجانا في الحال لم يفهم منه احد الاالهبة ولايخطر ببال صبي عاقل ولا عالم فاضل شيئ غيرها فاقول: (تو میں کہتا ہوں۔ت) یہ نقل مجہول، غیر مقبول اور غیر معقول ہے۔ مجہول اس لئے کہ مفتاح مشہور اور متداول کتب میں نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کا مصنف کون ہے اور کتب مذہب میں اس کا کیا مقام ہے غیر معقول اس لئے کہ مذکورہ تملیک عین چیز کی ہوگی یا منافع کی ہوگی پھر ہر صورت عوض کے بدلے یا بلا عوض ہوگی یہ تقسیم عقلی طور پر چار صورتوں کو حاصر ہے اور اس سے خارج کسی قسم کا احتمال نہیں ہے اور بداہۃ معلوم ہے کہ یہ چیز جو منافع اور عین چیز کی تملیک بالعوض نہیں تو لامحالہ پھر صرف تملیک العین مفت میں ہوگی تو اسی کا نام ہبہ ہے اور متون میں اسی کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ قاضی زادہ نے نتائج الافکار میں فرمایا: شریعت میں ہبہ مال کی بلا عوض تملیک کو کہتے ہیں۔ یونہی عام شروح میں مذکور ہے بلکہ تمام متون میں ہے، شرع شریف سے کوئی ایسا عقد معلوم نہیں ہوا جس میں موقعہ پر بلا عوض عین چیز کا مالک بنانا ہو اور وہ ہبہ نہ ہوگا اگر کوئی اور چیز ہوتی تو کتب فقہ میں اس کے لئے کوئی کتاب، باب یا فصل یا اور کوئی اس سے کم عنوان ضرور قائم کیا جاتا جیسا کہ کتب میں بیع، ہبہ، عاریہ اور اجارہ وغیرہ کے لئے عنوان قائم ہیں لیکن ہم اول تا آخر تمام

کتب مذہب کو دیکھ رہے ہیں کہ تمام کی تمام اس عنوان سے خالی بلکہ اس کی طرف کسی ادنیٰ اشارہ تک سے خالی ہیں تو معلوم ہوا کہ ری تملیک شرع میں کوئی عقد نہیں ہے بلکہ لوگوں کے عرف تک میں کہیں موجود نہیں، کیونکہ اگر تو خبر دے کہ زید نے مفت میں عمرو کو ، کان کا مالک بنادے تو اس سے ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ یہ ہبہ ہے اور کسی بچے اور عالم فاضل تک کے دل میں ہبہ کے علاوہ کوئی چیز نہ کھٹکے گی۔ (نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار تکملہ فتح القدیر کتاب الھبۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۷/۴۷۹)

وقد علل فی الهداية وغيرها عامة الكتب المعللة اشتراط القبض فی الهبة بانه عقد تبرع وفی اثبات الملك قبل القبض الزام المتبرع شيئا لم يتبرع به وهو التسليم فلا يصح ۱ اھ والتمسك بمسئلة الاقرار اول دليل على ان هذا الكلام لم يصدر عن فقه فانه انما المرء مواخذ باقراره الا ترى ان لولم يملكه اصلا واقراخذ باقراره فهل يستدل به على ان التمليك يصح من دون ايجاب من المملك اصلا ثم لاشك ان لو اقر بالبيع جاز فهل يستدل به على ان البيع يتم من جانب البائع وحده لانه ليس هٰهنا شيئ من جانب المشترى بل السرالذى غفل عنه هذا المستدل ان الاقرار اخبار من وجه كما انه انشاء من وجه فلشبه الاخبار يواخذ بامثال الاقرار لا لانه انشاء عقد لايحتاج الى القبض الا ترى انه لواقر لغيره بنصف داره مشاعا صح كما فی الدر ؏ وغيره وماذلك الا لشبه الاخبار ولوكان انشاء لم يصح كما نصوا مع وجوب الصحة على وهم هذا الواهم وتقدم فی الاقرار متناوشرحا جميع مالى اومااملكه له هبة لااقرار فلا بد من التسليم بخلاف الاقرار ؏ اھ فقد افاد ان لام التمليك يفيد الهبة ويشترط التسليم وان عدم اشتراطه فی الاقرار جاء من جهة انه اخبار من وجه لا ان هٰهنا عقدا لايحتاج الى التسليم والنكتة فيه ان التمليك يعم البيع والهبة فاذا اقربانه ملك الثمار وهى على الاشجار صرف الامر الى البيع مواخذة له باقراره وتصحيحا للكلام مهما امكن بخلاف ما اقربهبتها فانه قد صرح بما لايتم مشغولا فلم يفد وكذلك فی كل شيئ اذا اقربأنى قد ملكته من فلان قبل ولم يبحث عنَ القبض و الشغل وغيرها لان الاقرار بالتمليك اقرار بخروجه عن ملكه الى ملك المقرله و لايتم ذٰلك فی التبرعات لابالقبض للمقرله فالاقرار به اقرار بالهبة وبالاقباض معا بخلاف مالو اقرانى وهبته فان صدور الهبة من الواهب لايستلزم الاقباض فلا يكون اقرار بحصول الملك للموهوب له هذا هو الفرق بين الاقرارين لامازعم ان التمليك لايحتاج الى القبض ولو لا ذكره من الدليل لِاَيْقَنَّا ان هذا النقل والفتوٰى مكذوب على المشائخ ولكن باستدلاله تبين ان الخطأ فی الفهم وقد قدمنا نصوصا قاضية بان التمليك هٰهنا هوالهبة وقد اعترف به هذا الناقل فی صدر كلامه ان التمليك يكون فی معنى الهبة ويتم بالقبض فاذا كان تمامه بالقبض فكيف يجوز بدون التسليم ثم العجب اشد العجب ان

الاختلاف کان فی انه لو قال ملکتك هذا الشیئ هل یکون هبة ام لایصح اصلا لان التملیك اعم کما قد منا من ردالمحتار والاٰن جاءتنا الفتوی بانه صحیح مطلقا حتی بلاقبض هل هذا الاعجب عجاب. اور ہدایہ اور تمام ان کتب میں جو علل کو بیان کرتی ہیں انہوں نے ہبہ میں قبضہ کی شرط کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ یہ تبرع کا عقد ہے اور قبضہ سے قبل ملک کے ثبوت میں تبرع کرنے والے پر ایسی چیز کا الزام ہوگا جس کا اس نے تبرع نہیں کیا اور وہ تبرع سونپ دینے کا نام ہے (جو ابھی واقع نہیں ہوا) لہٰذا قبضہ سے قبل ملک صحیح نہ ہوگی اھ، اور اقرار کے مسئلہ سے اس کا استدلال کرنا یہی اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ اس کا یہ کلام سمجھ کے بغیر صادر ہوا ہے کیونکہ یہ تو صرف کسی کا اپنے اقرار میں ماخوذ ہونے کی بات ہے آپ غور کریں کہ اگر کوئی شخص قطعاً کسی کو مالک نہ بنائے اس کے باوجود وہ اقرار کرے تو اپنے اقرار میں ماخوذ ہوگا تو کیا اس اقرار سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ مالک بنانے والے کی طرف سے ایجاب کے بغیر ہی تملیک صحیح ہو جاتی ہے (ہرگز نہیں) پھر اس میں بھی شک نہیں کہ اگر کوئی بیع کا اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح ہے تو کیا اس سے بھی یہ استدلال کیا جاسکے گا کہ بیع کا انعقاد صرف اکیلے بائع کی طرف تام ہوگا کیونکہ اس میں مشتری کے کسی عمل کا ذکر نہیں (جبکہ ایسا نہیں ہے) بلکہ وہ نکتہ جس سے یہ استدلال والا غافل ہے وہ یہ ہے کہ اقرار من وجہ خبر ہے جیسا کہ وہ من وجہ انشاء ہے تو خبر والے پہلو کے اعتبار سے اقرار کی وجہ سے وہ ماخوذ ہوتا ہے اس وجہ سے نہیں کہ یہ عقد کا انشاء ہے جس میں قبضہ کی ضرورت نہیں ہے تو آپ دیکھیں کہ اگر وہ غیر کے لئے اپنے نصف مکان کا مشاع کے طور پر اقرار کرے تو صحیح ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے تو یہ صرف اس لئے کہ اس میں خبر کا شبہ ہے حالانکہ اگر اس کو انشاء کہا جائے تو صحیح نہ ہوگا جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے حالانکہ مذکور اقرار کی صحت اس شخص کے ہاں مسلمہ ہے اور پہلے گزرا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ میرا تمام مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کی ہے تمام متون اور شروح میں اس اقرار کو ہبہ قرار دیا ہے اس کو اقرار نہیں کہا، تو اس میں قبضہ دینا ضروری ہے بخلاف اقرار کے اھ تو اس مسئلہ نے فائدہ ظاہر کیا کہ اقرار میں لام تملیک کے لئے ہے جو ہبہ کا فائدہ دیتا ہے اور تسلیم کو شرط بناتا ہے اور اقرار بنانے کی صورت میں تسلیم کا واجب نہ ہونا اس وجہ سے ہوا کہ من وجہ خبر ہے اس لئے نہیں کہ اقرار ایک عقد ہے جس میں تسلیم وقبضہ دینا ضروری نہیں ہے اس میں نکتہ یہ ہے تملیک کا عنوان بیع اور ہبہ دونوں کو شامل ہے، تو جب اس نے یہ اقرار کیا کہ "درختوں پر پھل کا مالک بنایا تو اس کو بیع کی طرف پھیرا جائے گا تا کہ اس کو اپنے اقرار میں ماخوذ کیا جائے اور کلام کو حتی الامکان صحیح بنایا جائے بخلاف اس صورت کے کہ وہ ہبہ کا اقرار کرے تو اس کا کلام درست نہ ہوگا کیونکہ وہ پھل اس کے درختوں کے ساتھ مشغول ہے اور اسی طرح ہر وہ چیز جس کے متعلق وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے اس کا فلاں کو مالک بنایا اور قبضہ اور مشغول ہونے نہ ہونے کا ذکر نہ ہو تو یہ اقرار قبول کرلیا جائے گا کیونکہ تملیک کا اقرار اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے یہ چیز اپنی ملکیت سے نکال کر مقرلہ کی ملکیت میں دے دی اور تبرعات میں یہ معاملہ اس وقت تک تام اور درست نہیں ہوتا جب تک قبضہ مقرلہ کے لئے نہ مانا جائے تو لازماً یہ اقرار ہبہ مع قبضہ ماننا ہوگا بخلاف جبکہ وہ ہبہ کا اقرار کرے اور یوں کہے میں نے یہ چیز اس کو ہبہ کی ہے اور تملیک کا لفظ کہا یہ تو اقرار قبضہ کو مستلزم نہیں کیونکہ واہب کی طرف سے ہبہ کے صدور کو یہ لازم نہیں تو ہبہ کے اقرار سے موہوب لہ کے لئے ملکیت ثابت نہ ہوگی، تملیک اور ہبہ کے اقراروں میں یہ فرق ہے نہ یہ کہ تملیک

میں قبضہ کی ضرورت نہیں جیسے اس نے گمان کرلیا، اگر یہ اس دلیل کوذکر نہ کرتا تو ہم یقین کرلیتے کہ نقل اور فتویٰ مشائخ کی طرف غلط منسوب ہے لیکن مسئلہ اقرار سے اس کے استدلال نے واضح کردیا کہ خطاً اس کے فہم کی ہے جبکہ نقل اور فتویٰ صحیح ہے حالانکہ ہم پہلے نصوص کے ذریعہ واضح کرچکے ہیں کہ یہاں تملیک سے مرادہ ہبہ ہے جبکہ یہ ناقل بھی اپنے کلام کی ابتداء میں اعتراف کرچکا ہے کہ تملیک ہبہ کے معنی میں ہوتی ہے اور وہ قبضہ سے تام ہوتی ہے تو جب یہ قبضہ سے تام ہوتی ہے تو پھر تسلیم کے بغیر کیسے جائز ہوگی، پھر انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ اختلاف یہ بیان کیا کہ اگر کوئی یوں کہے" میں نے تجھے اس چیز کا مالک بنایا تو یہ ہبہ ہوگا یا سرے سے کلام صحیح نہ ہوگا اور ہبہ نہ ہوگا کیونکہ تملیک ہبہ سے عام ہے جیسا کہ ہم ردالمحتار سے بھی ثابت کرچکے ہیں تو اب انہوں نے فتویٰ ظاہر کردیا کہ یہ مطلقاً صحیح ہے خواہ قبضہ بھی نہ ہو، تو یہ عجائب سے عجیب پر ہے،

(۱؎ الھدایۃ کتاب الھبۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/۱......۲۸۱ ؎ درمختار کتاب الاقرار مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۳۰ھ..۲؎ درمختار کتاب الاقرار مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۳۱)

وقد اسمعناك نص التتمه وجامع الفصولين والخير الرملی و العقود الدرية ان المحضر المكتوب فيه ملكه تمليكا صحيحا فاسد غير مقبول لان وجه التمليك فيه مجهول ومن قبله حملاله على الهبة و الأن صار مقبولا لان عقد جديد، مخترع لم يعهد فی شرع ولا عرف ومن هٰهنا عرف ان قوله موت المقر بمنزلة التسليم بالاتفاق اخرق الاجماع الناطق بان موت احد المتعاقدين قبل التسليم مبطل فالحق ان هذا النقل المجهول غير المعقول مما لايحل الاعتماد عليه بل لايسوغ الالتفات اليه وبالله العصمة والتوفيق. واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہم نے آپ کو تتمہ کی نص اور جامع الفصولین، خیرالدین رملی اور عقود الدریہ سے بتایا کہ وہ محضر نامہ جس میں لکھا تھا اس کا صحیح تملیک کے ساتھ اس کو مالک بنایا کہ یہ تحریر فاسد ہے اور غیر مقبول ہے کیونکہ اس میں تملیک کی وجہ مجہول ہے اور جس نے اس تحریر کو مقبول مانا تو اس نے اس کو ہبہ پر محمول کرکے مانا ہے اور اب انہوں نے اس کو مقبول مانا تو اس لئے کہ یہ جدید اور من گھڑت عقد ہے جس کا شرع اور عرف میں کوئی ثبوت نہیں ہے اور اس سے واضح ہوگیا کہ طحطاوی کا کہنا کہ مقر کی موت بمنزلہ تسلیم ہے بالاتفاق یہ بالکل اجماع کے منافی بات ہے کیونکہ تسلیم سے قبل بالاجماع فریقین میں سے ایک کی موت ہبہ کو باطل کردیتی ہے تو ثابت ہوا کہ یہ نقل مجہول غیر معقول ہے جس پر اعتماد جائز نہیں، بلکہ یہ التفات کے قابل بھی نہیں، توتوفیق اور حفاظت اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الھبۃ فصل فی مسائل متفرقہ دارالمعرفۃ بیروت ۳/۴۰۹)

ہبہ تمام ہونے کے لیے قبضہ کی بھی ضرورت ہے بغیر اس کے ہبہ تمام نہیں ہوتا پھر اگر اُسی مجلس میں قبضہ کرے تو واہب کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں اور مجلس بدل جانے کے بعد قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اجازت درکار ہے ہاں اگر جس مجلس میں ہبہ کیا ہے اُس نے کہہ دیا ہے کہ تم قبضہ کرلو تو اب اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلی اجازت کافی ہے۔

(الھدایۃ، کتاب الھبۃ، ج۲،ص ۲۲۲)

قبضہ پر قادر ہونا بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے مثلاً صندوق میں کپڑے ہیں اور کپڑے ہبہ کرکے صندوق اُسے دیدیا اگر صندوق

مُقفَل ہے قبضہ نہیں ہوا اور قفل کھلا ہوا ہے قبضہ ہو گیا یعنی ہبہ تمام ہو گیا کہ قبضہ پر قادر ہو گیا۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۶)

واہب نے موہوب لہ کو قبضہ سے منع کر دیا تو اگر چہ قبضہ کر لے یہ قبضہ صحیح نہیں مجلس میں قبضہ کرے یا بعد میں اس صورت میں ہبہ تمام نہیں۔ (بحر)

ہبہ کے لیے قبضہ کاملی ضرورت ہے اگر موہوب شے (یعنی جو چیز ہبہ کی گئی ہے) واہب کی ملک کو شاغل ہو تو قبضہ کامل ہو گیا اور ہبہ تمام ہو گیا اور اُس کی ملک میں مشغول ہے تو قبضہ کامل نہیں ہوا مثلاً بوری میں واہب کا غلّہ ہے بوری ہبہ کر دی اور مع غلہ کے قبضہ دیدیا یا مکان میں واہب کے سامان ہیں مکان ہبہ کر دیا اور سامان کے ساتھ قبضہ دیا ہبہ تمام نہیں ہوا اور اگر غلّہ ہبہ کیا یا مکان میں جو چیزیں تھیں اُن کو ہبہ کیا اور بوری سمیت قبضہ دیدیا یا مکان اور سامان سب پر قبضہ دیدیا ہبہ تمام ہو گیا۔ یوہیں گھوڑے پر کاٹھی کسی ہوئی اور لگام لگی ہوئی تھی کاٹھی اور لگام کو ہبہ کیا اور گھوڑے پر مع کاٹھی اور لگام کے قبضہ کیا ہبہ تمام نہیں ہوا اور گھوڑے کو ہبہ کیا اور قبضہ دے دیا اگر چہ کاٹھی اور لگام کے ساتھ ہے قبضہ تمام ہو گیا۔ یوہیں کنیز زیور پہنے ہوئے ہے کنیز کو ہبہ کیا اور قبضہ دیدیا ہبہ تمام ہو گیا۔ اور زیور کو ہبہ کیا تو جب تک زیور اوتار کر قبضہ نہ دے گا ہبہ تمام نہیں ہو گا۔

(البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۸۔ والدر المختار ورد المحتار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۳۔ (بحر، درمختار، ردالمحتار)

موہوب چیز ملکِ غیرِ واہب میں مشغول ہو اور قبضہ کر لیا ہبہ تمام ہو گیا مثلاً مکان ہبہ کیا جس میں مستحق کی چیزیں ہیں یا اُن چیزوں کو واہب یا موہوب لہ نے غصب کیا ہے اور موہوب لہ نے مع اُن چیزوں کے مکان پر قبضہ کر لیا ہبہ تمام ہو گیا۔

(البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۹)

مگر اپنے نابالغ بچہ کو ہبہ کیا اور موہوب شے ملک واہب میں مشغول ہے مثلاً نابالغ لڑکے کو مکان ہبہ کیا جس میں باپ کا سامان موجود ہے یہ مشغولیت مانع تمامیت نہیں یعنی ہبہ تمام ہو گیا۔ یوہیں مکان ہبہ کیا جس میں کچھ لوگ بطور عاریت رہتے ہیں ہبہ تمام ہو گیا اور اگر کرایہ پر رہتے ہوں تو نہیں۔ یوہیں عورت نے اپنا مکان شوہر کو ہبہ کیا اور مکان پر شوہر کو قبضہ دیدیا اگر چہ اُس میں عورت کا اثاثہ موجود ہو قبضہ کامل ہو گیا۔ (الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۵)

مسئلہ: مشغول کو ہبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شاغل کو موہوب لہ کے پاس پہلے ودیعت رکھ دے پھر مشغول کو ہبہ کر کے قبضہ دیدے اب ہبہ صحیح ہو جائے گا مثلاً مکان میں جو سامان ہے اِسے ودیعت رکھ کر مکان پر قبضہ دلا دے۔

(الدر المختار، کتاب الھبۃ، ج ۸، ص ۵۷۵)

ہبہ میں یہ ضروری ہے کہ موہوب شے غیر موہوب سے جدا ہو اگر غیر کے ساتھ متصل ہو ہبہ صحیح نہیں مثلاً درخت میں جو پھل لگے ہوں اُن کو ہبہ کرنا درست نہیں۔ جو چیز ہبہ کی گئی اگر وہ قابل تقسیم ہو تو ضرور ہے کہ اُس کی تقسیم ہو گئی ہو بغیر تقسیم کیے ہوئے ہبہ درست نہیں اور اگر تقسیم کے قابل ہی نہ ہو یعنی تقسیم کے بعد وہ شے قابلِ انتفاع نہ رہے مثلاً چھوٹی سی کوٹھری یا حمام ان میں ہبہ صحیح ہونے کے لیے تقسیم ضرور نہیں۔ (الھدایۃ، کتاب الھبۃ، ج ۲، ص ۲۲۳، وغیرھا)

جو چیز تقسیم کے قابل ہے اُس کو اجنبی کے لیے ہبہ کرے یا شریک کے لیے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر ہبہ کرنے کے

بعد واہب نے اُسے خود یا اُس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کر کے قبضہ دیدیا یا موہوب لہ کو حکم دیدیا کہ تقسیم کر کے قبضہ کرلو اور اُس نے ایسا کرلیا ان صورتوں میں ہبہ جائز ہوگیا کیونکہ مانع زائل ہوگیا۔ اگر بغیر تقسیم موہوب لہ کو قبضہ دے دیا موہوب لہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اُس میں تصرّف کرے گا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرّف سے جو نقصان ہوگا اُس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اُس میں تصرف کرے مثلاً بیع کردے اُس کا تصرف نافذ ہوجائے گا۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۷)

اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے مثلاً مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں دیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور پورے مکان پر قبضہ دیدیا ہبہ صحیح ہوگیا اور اگر نصف ہبہ کر کے قبضہ دیدیا پھر دوسرا نصف ہبہ کیا اور اُس پر بھی قبضہ دیدیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیما یجوز... الخ، ج ۴، ص ۳۷۶، ۳۷۷)

مشاع یعنی بغیر تقسیم چیز کو بیع کر دیا جائے تو بیع صحیح ہے اور اس کا اجارہ اگر شریک کے ساتھ ہو تو جائز ہے اجنبی کے ساتھ ہو تو جائز نہیں بلکہ یہ اجارہ فاسدہ ہوگا اس میں اُجرتِ مثل لازم ہوگی۔ اور مشاع کا عاریت دینا اگر شریک کو ہے تو جائز ہے اور اجنبی کو عاریت کے طور پر دیا اور کل پر قبضہ دیدیا تو یہ قبضہ دینا ہی عاریت دینا ہے اور کل پر قبضہ نہ دیا تو کچھ نہیں۔ اور اس کو رہن رکھنا ناجائز ہے وہ چیز قابل قسمت ہو یا نہ ہو شریک کے پاس رہن رکھے یا اجنبی کے پاس ہاں اگر دو شخصوں کی چیز ہے دونوں نے رہن رکھ دی تو جائز ہے۔ مشاع کا وقف صحیح ہے۔ مشاع کی ودیعت شریک کے پاس ہو تو جائز ہے۔ مشاع کو قرض دے سکتا ہے مثلاً ہزار روپے دیے اور کہہ دیا ان میں سے پانسو قرض ہیں اور پانسو شرکت کے طور پر یہ جائز ہے۔ مشاع کا غصب ہوسکتا ہے یعنی غاصب پر غصب کے احکام جاری ہوں گے۔ مشاع کے صدقہ کا وہی حکم ہے جو ہبہ کا ہے۔ ہاں اگر کل دو شخصوں پر تصدق کر دیا یہ جائز ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الھبۃ، ج ۷، ص ۴۸۶)

بَابُ اِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِّقَوْمٍ
باب: جب جماعت کسی قوم کو ہبہ کرے

46- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَّعِي مَنْ تَرَوْنَ وَاَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَاِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَاْنَيْتُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ جَآءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ

وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهِ حَتّٰى نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيْهِ مِمَّنْ لَّمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا وَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا مِنْ سَبْيِ هَوَازِنَ هٰذَا خِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ يَعْنِيْ فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا

عروہ کا بیان ہے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران ارشاد فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ہوازن کے مسلمانوں کا وفد حاضر ہوا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ان کے اموال اور ان کے قیدی لوٹا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: میرے ساتھ اتنی بڑی جماعت ہے جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور میرے ہاں سب سے پسندرو بات وہ ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ تم دو چیزوں میں سے ایک کو چن لو یا تو قیدی یا مال اور میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طائف سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا دس سے زیادہ راتوں تک انتظار فرمایا تھا۔ جب ہوازن والوں پر بات ظاہر ہوگئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جانب دو چیزوں میں سے صرف ایک ہی چیز لوٹائیں گے۔ وہ عرض گزار ہوئے: ہم صرف قیدیوں کو ہی چنتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اس کی شان کے مطابق کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امابعد! سنو! بے شک تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر حاضر ہوئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ میں ان کے قیدیوں کو لوٹا دوں لہٰذا تم میں سے جو خوش دلی سے یوں کرنا چاہے تو وہ یونہی کر لے۔ اور تم میں سے جو اپنے حصہ کو پسند کرنے کا ارادہ رکھتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جو پہلے مال غنیمت عطا فرمادے گا تو ہم اس میں سے اس کو دے دیں گے تو وہ یونہی کر لے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہم نے خوش دلی سے یونہی کرلیا۔ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم کو پتہ نہیں کہ تم میں سے وہ کون ہیں جنہوں نے خوش دلی سے اجازت دے دی ہے اور وہ ایسے کونسے ہیں جنہوں نے خوش دلی سے اجازت نہیں دی پس تم لوگ لوٹ جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس منتظمین اور وکیلوں کو بھیجو۔ تو وہ لوگ لوٹ گئے اور اپنے منتظمین سے مشاورت کی اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مقدسہ میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بتایا کہ انہوں نے یہ اپنی خوشی سے کیا ہے اور اجازت دے دی ہے۔ ابوعبداللہ نے کہا: ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں ہمیں جو خبر پہنچی ہے یہ زہری کا قول ہے جو ہم تک پہنچا ہے۔

(مرجع السابق باب اذا وھب شیئاً لوکیل......الخ)

شرح

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اللہ عزوجل وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں کبھی بھوک کی شدت سے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیتا اور کبھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا، ایک دن میں لوگوں کی گزرگاہ پر بیٹھ ہوا تھا (جبکہ بھوک کی شدت تھی) حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو میں نے آپ رضی اللہ

عنہ سے قرآن پاک کی ایک آیت کا مطلب پوچھا اور پوچھنے کی غرض یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائیں لیکن حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گزر گئے اور مجھے ساتھ چلنے کے لئے نہ کہا، پھر میرے پاس سے حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ گزرے اُن سے بھی میں نے قرآن کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا اور غرض یہی تھی کہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی گزر گئے اور مجھے اپنے ساتھ نہ لیا۔

اس کے بعد دو جہاں کے والی حضور رحمت عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرنے لگے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے چہرے پر بھوک کے آثار اور میرے دل کی تمنا کو سمجھ گئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کی

لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ!

یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ فرمایا: آؤ چلیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلے اور میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

پس حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور مجھے بھی اجازت عطا فرمائی جب اندر گئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا، تو گھر والوں سے استفسار فرمایا: یہ دودھ کہاں سے آیا؟ انہوں نے عرض کی: فلاں شخص یا فلاں عورت (یہاں راوی کو شک ہے) نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی:

لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ!

یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ارشاد فرمایا: اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے، اہل و عیال، مال اور کسی شخص کے پاس نہیں جاتے تھے۔ جب سرکارِ دو عالم، رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو اسے اصحابِ صفہ کو بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کوئی ہدیہ (یعنی تحفہ) آتا تو اہل صفہ کو بھیجتے، خود بھی اس میں سے لیتے اور انہیں بھی ساتھ شریک کرتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ پر یہ معاملہ بہت شاق گزرا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ اہل صفہ کو کفایت نہیں کرے گا، میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ یہ دودھ پینے کو ملتا اور اس سے اپنی کمزوری دور کرتا پس جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر آئے تھے تو مجھے پینے کا حکم فرما دیتے، پس اگر میں نے یہ دودھ ان کو پلا دیا تو مجھے اس میں سے کچھ بھی ملنے کی امید نہیں، لیکن اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت بھی ضروری ہے، اس لئے میں جا کر اہل صفہ کو بلا لایا، انہوں آ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی اور وہ سب گھر میں آ کر بیٹھتے گئے۔

حضور نبی اکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! میں حاضر ہوں۔ ارشاد فرمایا: پیالہ اٹھاؤ اور ان کو پلاتے جاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پیالہ اٹھایا اور ایک

شخص کو دیا اس نے پینا شروع کیا یہاں تک وہ سیراب ہوگیا تو اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا، پھر دوسرے شخص کو پیالہ دیا اس نے بھی پیا حتی کہ وہ بھی سیراب ہوگیا تو اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا، اسی طرح ہر ایک پی کر پیالہ مجھے لوٹا دیتا حتی کہ میں حضور نبی کریم، رءُوف رحیم، محبوب ربِّ عظیم عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گیا اور تمام کے تمام لوگ سیراب ہو گئے۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ لے کر اپنے دستِ مبارک میں پکڑ لیا اور میری طرف دیکھ کر تبسم فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی:

لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ!

یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ارشاد فرمایا: میں اور آپ رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے سچ کہا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹھو اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: اور پیو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں برابر پیتا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار ارشاد فرماتے: اور پیو۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا! اب تو جگہ ہی نہیں بچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو مجھے دکھاؤ۔ میں نے پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر باقی دودھ پی لیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.....الخ، الحدیث: ۶۴۵۲ ص ۵۴۲)

(الزہد وقصر الامل صفحہ نمبر 46)

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر — جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(حدائقِ بخشش)

بَابُ مَنْ اُهْدِيَ لَهٗ هَدِيَّةٌ وَّعِنْدَهٗ جُلَسَاؤُهٗ فَهُوَ اَحَقُّ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جُلَسَائَهٗ شُرَكَاءُ وَلَمْ يَصِحَّ

باب: جب کسی کے ساتھ لوگ بیٹھے ہوئے ہوں

اور اس کو ہدیہ دیا جائے تو وہ سب سے بڑھ کر مستحق ہے۔ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اس کے ہدیے میں شریک ہیں اور یہ صحیح نہیں۔

47- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَخَذَ سِنًّا فَجَآءَ صَاحِبُهٗ يَتَقَاضَاهُ فَقَالُوْا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَضَاهُ اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ وَقَالَ اَفْضَلُكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خاص عمر والا اونٹ

لیا تو اس کا مالک آپ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں مطالبہ کی غرض سے آیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حق رکھنے والے کو بات کرنے کی گنجائش ہوا کرتی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے حق کو چکا دیا اس عمر کے اونٹ سے بھی افضل اونٹ عطا فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے سب سے افضل آدمی وہ ہے جو سب سے اچھا قرض چکا دے۔

(مرجع السابق باب وکالۃ الشاہد والغائب جائزۃ)

48- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكَانَ عَلٰى بَعِيْرٍ لِعُمَرَ صَعْبٍ فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ يَا عَبْدَاللهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَاللهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی معیت کسی سفر پر تھے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سرکش اونٹ پر سواری فرما رہے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ سے سبقت کر جاتا تھا۔ تو ان کے والد محترم ارشاد فرماتے تھے: اے عبداللہ! نبی کریم ﷺ سے کوئی سبقت نہیں کر سکتا۔ پس نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کر ڈالو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یہ آپ ﷺ ہی کا تو ہے! چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو خرید لیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یہ تمہارا ہی ہے تم اس کے ساتھ جو چاہو کرو۔

(مرجع السابق باب اذا اشتری شیئاً فوهب من ساعته قبل......الخ)

تعارف راوی

عبداللہ بن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں، حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے، بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے۔ حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے، بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کر لیا سواء حضرت عبداللہ بن عمر کے، حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے بن عمر جیسا متقی، بن عباس جیسا عالم نہ دیکھا۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ بن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کیے، ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت بن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی، آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طویٰ میں دفن کئے گئے مہاجرین کے قبرستان میں۔ آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کر دوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے، نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا، اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ

کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی، چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

حضرتِ سیّدنا عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ " مصافحہ کیا کرو کینہ دور ہوگا اور تحفہ دیا کرو محبت بڑھے گی اور بغض دور ہوگا۔"

(موطا امام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المھاجرۃ، رقم ۱۷۳۱، ج ۲ ص ۴۰۷)

حکایت

حضرت سیّدنا احمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیّدنا ابوعبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو یہ فرماتے ہوئے سنا عیدالفطر کے دن نمازِ عید کے بعد میں نے سوچا کہ آج عید کا دن ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ میں حضرت سیّدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انہیں عید کی مبارکباد دوں، آج تو خوشی کا دن ہے، ان سے ضرور ملاقات کرنی چاہے۔ چنانچہ اسی خیال کے پیشِ نظر میں حضرت سیّدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ الولی کے گھر کی جانب چل دیا۔ وہ سادگی پسند بزرگ تھے اور ایک سادہ سے مکان میں رہتے تھے۔ میں نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک برتن میں پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے اور ایک برتن میں آٹے کی بُور (یعنی بھوسی) رکھی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے کھا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے انہیں عید کی مبارکباد دی اور سوچنے لگا کہ آج عید کا دن ہے، ہر شخص انواع واقسام کے کھانوں کا اہتمام کر رہا ہوگا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آج کے دن بھی اس حالت میں ہیں کہ چھلکے اور آٹے کی بھوسی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ میں نہایت غم کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا اور اپنے ایک صاحب ثروت دوست کے پاس پہنچا، جس کا نام جرجانی مشہور تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: حضور! کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا ہے، اللہ عزوجل آپ کی مدد فرمائے، آپ کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے، میرے لئے کیا حکم ہے؟

میں نے کہا: اے جرجانی! تمہارے پڑوس میں اللہ عزوجل کا ایک ولی رہتا ہے، آج عید کا دن ہے لیکن اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی چیز خرید کر نہیں کھا سکتا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پھلوں کے چھلکے کھا رہے تھے، تم تو نیکیوں کے معاملے میں بہت زیادہ حریص ہو، تم اپنے اس پڑوسی کی خدمت سے غافل کیوں ہو؟

یہ سن کر اس نے کہا: حضور! آپ جس شخص کی بات کر رہے ہیں وہ دنیا دار لوگوں سے دور رہنا پسند کرتا ہے۔ میں نے آج صبح ہی اسے ایک ہزار درہم بھجوائے اور اپنا ایک غلام بھی ان کی خدمت کے لئے بھیجا لیکن انہوں نے میرے دراہم اور غلام کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ جاؤ اور اپنے مالک سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے کیا سمجھ کر یہ درہم بھجوائے ہیں؟ کیا میں نے تجھ سے اپنی حالت کے بارے میں کوئی شکایت کی ہے؟ مجھے تمہارے ان درہموں کی کوئی حاجت نہیں، میں ہر حال میں اپنے پروردگار عزوجل سے خوش ہوں، وہی میرا مقصودِ اصلی ہے، وہی میرا کفیل ہے اور وہ مجھے کافی ہے۔

اپنے دوست سے یہ بات سن کر میں بہت متعجب ہوا اور اس سے کہا: تم وہ درہم مجھے دو، میں ان کی بارگاہ میں یہ پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ قبول فرمالیں گے۔ اُس نے فوراً غلام کو حکم دیا: ہزار ہزار درہموں سے بھرے ہوئے دو تھیلے لاؤ۔ پھر اس نے مجھ سے کہا: ایک ہزار درہم میرے پڑوسی کے لئے اور ایک ہزار آپ کے لئے تحفہ ہیں۔ آپ یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمالیں۔ میں وہ دو ہزار درہم لے کر حضرت سیّدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مکان پر پہنچا اور دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے پر آئے اور اندر ہی سے پوچھا اے ابوعبداللہ محاملی! تم دوبارہ کس لئے یہاں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: حضور! ایک معاملہ درپیش ہے، اسی کے متعلق کچھ گفتگو کرنی ہے۔ پس انہوں نے مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمادی میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور پھر درہم نکال کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے تجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور تم میری حالت سے واقف ہو گئے۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری اس حالت کے امین ہو۔ میں نے تم پر اعتماد کیا تھا، کیا اس اعتماد کا صلہ تم اس دنیوی دولت کے ذریعے دے رہے ہو؟ جاؤ! اپنی یہ دنیوی دولت اپنے پاس ہی رکھو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔

حضرت سیّدنا عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ان کی یہ شانِ استغناء دیکھ کر میں واپس چلا آیا اور اب میری نظروں میں دنیا حقیر ہو گئی تھی۔ میں اپنے دوست جرجانی کے پاس گیا اسے سارا ماجرا سنایا اور ساری رقم واپس کر دینا چاہی تو اس نے یہ کہتے ہوئے وہ درہم واپس کر دیئے کہ اللہ عزوجل کی قسم! میں جو رقم اللہ عزوجل کی راہ میں دے چکا اسے کبھی واپس نہ لوں گا لہٰذا یہ مال تم اپنے پاس رکھو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔ پھر میں وہاں سے چلا آیا اور میرے دل میں مال کی بالکل بھی محبت نہ تھی میں نے سوچ لیا کہ میں یہ ساری رقم ایسے لوگوں میں تقسیم کر دوں گا جو شدید حاجت مند ہونے کے باوجود دوسروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ صبر و شکر سے کام لیتے ہیں اور اپنی حالت حتی الامکان کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

(الزہد وقصر الامل صفحہ نمبر 289 تا 291)

بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيْرًا لِرَجُلٍ وَّهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ

49-وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَّ كُنْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ صَعْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ فَابْتَاعَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ

باب: جب کوئی دوسرے مرد کو اونٹ ہبہ کرے جو اس اونٹ پر سوار ہو تو یہ بھی جائز ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ایک سفر پر تھے جبکہ میں سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اس اونٹ کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خرید لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یہ تو تمہارا ہے۔

شرح

ایسا ہی واقعہ حضرت جابر کے ساتھ بھی پیش آیا فرماتے ہیں: ایک جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گیا تو آپ مجھ سے آملے درانحالیکہ میں پانی لانے والے ایک اونٹ پر سوار تھا جو تھک چکا تھا اور چلنے سے تقریباً عاجز ہو گیا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ تھک گیا ہے، آپ نے پیچھے مڑ کر اونٹ کو جھڑ کا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ مسلسل تمام اونٹوں کے آگے چلنے لگا پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اونٹ کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ بہتر ہے اس کو آپ کی برکت پہنچی ہے، آپ نے فرمایا کیا تم اسکو میرے پاس فروخت کرو گے تو میں نے انکار سے حیا کیا جبکہ ہمارے پاس اور اونٹ نہ تھا تو میں نے وہ اونٹ اس شرط پر آپ کے ہاتھ بیچ دیا کہ میں مدینہ منورہ تک اس کی پشت پر سواری کروں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں اونٹ لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اونٹ کے ثمن عطا فرمائے اور اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الاستیذان الرجل الامام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۱۶)

بَابُ هَدِيَّةِ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا

باب: ایسی چیز کا ہدیہ جس کا پہننا بھی پسند نہ ہو

50- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ، رَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ قَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ حُلَلٌ فَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً وَّقَالَ اَكَسَوْتَنِيْهَا وَقُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَّا قُلْتَ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ اَخًا لَّهٗ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس سیراء کا حلہ ملاحظہ فرمایا وہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے خرید کر جمعہ والے روز زیب تن کیا کریں اور وفد کے آنے کے دوران۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے وہ لوگ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہوا کرتا۔ اس کے بعد حلے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی عطا فرما دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض

گزار ہوئے: مجھے آپ ﷺ نے اس حلہ کو پہننے کے واسطے دیا ہے جبکہ آپ ﷺ نے حلہ عطارد کے بارے میں یوں یوں فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں اس کو پہننے کے لئے تھوڑی دیا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حلہ کو مکہ مکرمہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو عطا فرما دیا۔

(صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 8113، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2068، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1382، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1076، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5515)

51- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَبُوْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَآءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مَّوْشِيًّا فَقَالَ مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا فَاَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَاْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَآءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهٖ اِلٰى فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور اندر کو تشریف نہیں لے کر گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا پس یہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اس کے دروازہ پر منقش لٹکا ہوا پردہ دیکھا ہے تو میں نے دل میں کہا: مجھے دنیا سے کیا غرض۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوٹ کر یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ اس کے متعلق مجھے جو چاہے حکم فرما دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فلاں کی جانب بھیج دو ایسے گھر والے جو اس کے حاجت مند بھی تھے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3620، شعب الایمان: رقم الحدیث: 9931، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 157)

52- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَهْدٰى اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے ریشمی حلہ بطور ہدیہ عطا فرمایا تو میں نے اس کو پہن لیا اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور میں غضب کے آثار ملاحظہ کئے تو میں نے اس کو پھاڑ چیر کر اپنی عورتوں میں بانٹ دیا۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 1171، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2071، مسند البزار: رقم الحدیث: 731، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5296، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4043)

تعارف راوی

علی بن ابی طالب: آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے اور ابوتراب بھی قرشی ہاشمی ہیں، حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد، بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے

غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لیے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ پینتیس کو خلیفہ ہوئے، آپ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی، آپ کو حسنین کریمین اور عبداللہ بن جعفر نے غسل دیا، امام حسن نے نماز پڑھائی، عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی، خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی، آپ ہی نسل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں، کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے۔ حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں۔ (خلاصہ)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح: بارگاہِ رسالت سے قلم تحفہ ملا:

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے تفسیر لکھنے کے لئے ایک بیش قیمت قلم مخصوص کر رکھا تھا جس سے تحریر و تصنیف کا کوئی اور کام نہ کرتے اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے خود ارشاد فرماتے ہیں: مجھے مدینہ منورہ میں ایک دکان پر ایک قیمتی قلم بے حد پسند آیا دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میرے پاس ہوتا، مگر مہنگا ہونے کی وجہ سے خرید نہ سکا اور چپ چاپ لوٹ آیا لیکن دل میں بار بار خیال آتا رہا کہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت ملی تو حاضری کی سعادت پائی ہے اگر اسی بارگاہ سے وہی قلم عطا ہو جائے تو کرم بالائے کرم ہوگا غالباً اسی دن یا اگلے دن ظہر کی نماز مسجد نبوی شریف میں ادا کر کے فارغ ہوئے تو ایک صاحب ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا کہ میں آپ کے لئے ایک تحفہ لایا ہوں، ہاتھ باہر نکال کر وہ تحفہ میرے سامنے رکھ دیا اب جو میں نے نظر اٹھائی تو سامنے وہی بیش قیمت قلم تھا حالانکہ میں نے کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میری عرض سن لی گئی ہے جبھی تو مجھے مطلوبہ عطیہ مل گیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: اب میں نے اس قلم کو صرف تفسیر لکھنے کے لیے خاص کر لیا ہے اور تفسیر والی نوٹ بک (مُسوَّدے کی فائل) کے شروع میں یہ شعر لکھ دیا ہے۔

ہونٹ میرے ہیں مگر ان پہ کرم ہے تیرا
انگلیاں میری ہیں پر ان میں قلم ہے تیرا

مزید فرماتے ہیں کہ جب یہ قلم لے کر لکھنے بیٹھتا ہوں تو ایسے ایسے مضامین ذہن میں آتے ہیں کہ میں خود حیران رہ جاتا ہوں۔ (حالات زندگی، حیات سالک، ص ۱۴۰ ملخصاً)

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا بنان حَمّال رحمۃ اللہ علیہ کو خدمت گار کنیز کی ضرورت پڑی تو آپ نے بلا تکلف دوستوں سے ذکر کیا۔

انہوں نے رقم جمع کی اور کہا: " ایک قافلہ آرہا ہے ہم اس میں سے کسی مُناسِب کنیز کو خرید لیں گے۔'' جب قافلہ آیا تو دوستوں نے ایک کنیز متفقہ طور پر پسند کی اور کہا: " یہ حضرت بنان کے لئے مناسب ہے۔'' پھر کنیز کے مالک سے پوچھا: " اس کنیز کی قیمت کتنی ہے؟'' مالک نے کہا: " یہ بیچنے کے لئے نہیں ہے۔'' انہوں نے بیچنے پر اصرار کیا تو مالک کہنے لگا: " یہ حضرت بنان حمال کی کنیز ہے جسے ایک عورت نے سمرقند سے تحفہ بھیجا ہے، لہٰذا اس کنیز کو حضرت بنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کی خدمت میں پہنچا دیا گیا اور واقعہ عرض کر دیا گیا۔

بَابُ قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ اَوْ جَبَّارٌ فَقَالَ اَعْطُوْهَا اٰجَرَ وَاُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَهْدٰى مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَّكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ

باب: مشرکین کا ہدیہ قبول کرنا

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی معیت ہجرت کی تو وہ ایک ایسی بستی میں داخل ہوئے جہاں کافر بادشاہ یا ظالم تھا۔ اس بادشاہ نے کہا: سارہ کو اجر دیدو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہبہ کی گئی جس میں زہر ملا تھا۔ اور ابوحمید ساعدی نے فرمایا کہ ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید خچر ہدیہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر پہنائی اور آپ نے اس کے واسطے اس کے علاقے اور اس کے شہر کی حکومت تحریر فرما دی۔

53- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَّكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا

وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اِنَّ اُكَيْدِرَ دُوْمَةَ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سندس کا جبہ ہدیہ کیا گیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ریشم سے روکتے تھے۔ تو لوگوں نے اس کی خوبصورتی و اچھائی پر تعجب انگیزی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں (سیّدنا) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال بھی اس سے اچھے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دومۃ الجندل کے اکیدر نے یہ ہدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں پیش کیا تھا۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 9614، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7038، مسند احمد: رقم الحدیث: 12673، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 162)

54۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَّسْمُوْمَةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَجِيْئَ بِهَا فَقِيْلَ اَلاَ نَقْتُلُهَا قَالَ لاَ فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودن عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں زہر آلود بکری پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ اس کے بعد اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر کیا گیا تو عرض کیا گیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو قتل نہیں فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ راوی نے کہا کہ میں پھر ہمیشہ اس زہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کے کوے سے پہچانتا رہا۔

(الادب المفرد: رقم الحدیث: 243، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 2417، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3909، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15784، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4060)

55۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاَثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَّسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَمْ عَطِيَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لاَ بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ اَنْ يُّشْوٰى وَايْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلاَثِيْنَ وَالْمِائَةِ اِلاَّ قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَ لَهٗ فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلُوْا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيْرِ اَوْ كَمَا قَالَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سو تیس لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے پاس غلہ ہے۔ چنانچہ اس وقت ایک آدمی کے پاس صرف ایک صاع یا اس کی مثل اناج تھا۔ پس اس آٹے کو گوندھ دیا گیا اس کے بعد طویل قوی ہیکل نما مشرک بکریوں کو ہانکتے ہوئے حاضر ہوا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: بیع یا عطیہ ہیں۔ وہ عرض گزار ہوا: نہیں بلکہ بیع ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ایک بکری کو خرید لیا تو اس کو ذبح کر ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ اسے پکایا جائے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کلیجی میں سے ان ایک سو تیس لوگوں کو ٹکڑا کاٹ کر مرحمت فرمایا اگر وہ آدمی حاضر تھا تو اسے کلیجی کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا اور اگر غائب تھا تو اس کے واسطے چھپا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالن کو دو پیالوں کے اندر ڈال دیا تو سارے صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم نے اس سالن کو کھایا اور ہم شکم سیر ہو گئے۔ چنانچہ ان دو پیالوں سے بھی سالن بچ گیا۔ تو ہم نے اسے اونٹ پر لاد دیا جیسے انہوں نے فرمایا۔ واللہ اعلم۔

تعارف راوی

عبدالرحمٰن بن ابی بکر: آپ صدیق اکبر کے صاحبزادہ ہیں، عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی کہ دونوں کی ماں ام رومان ہیں، حدیبیہ کے سال اسلام لائے ابوبکر صدیق کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، ۵۳ھ میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

امام ابوداود علیہ الرحمۃ مشرک لے ہدیہ کے بارے میں حدیث نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْهَوْزَنِيُّ، قَالَ: لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي أَلِي ذَلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَآهُ عَارِيًا يَأْمُرُنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ وَأُطْعِمُهُ حَتَّى اعْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: يَا بِلَالُ إِنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مِنِّي فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأُؤَذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ فِي عِصَابَةٍ مِنَ التُّجَّارِ، فَلَمَّا أَنْ رَآنِي قَالَ: يَا حَبَشِيُّ قُلْتُ يَا لَبَّاهُ فَتَجَهَّمَنِي، وَقَالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا، وَقَالَ لِي: أَتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ؟ قَالَ: قُلْتُ قَرِيبٌ قَالَ: إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَآخُذُكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرُدُّكَ تَرْعَى الْغَنَمَ كَمَا كُنْتَ قَبْلَ ذَلِكَ، فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدَيَّنُ مِنْهُ قَالَ لِي: كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأْذَنْ لِي أَنْ آبَقَ إِلَى بَعْضِ هَؤُلَاءِ الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سَيْفِي وَجِرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو: يَا بِلَالُ أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٌ

عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ فَاسْتَأْذَنْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَبْشِرْ فَقَدْ جَاءَكَ اللهُ بِقَضَائِكَ. ثُمَّ قَالَ: أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الأَرْبَعَ. فَقُلْتُ: بَلَى فَقَالَ: إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَطَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَدَكَ فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ دَيْنَكَ. فَفَعَلْتُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ مَا قِبَلَكَ؟ قُلْتُ: قَدْ قَضَى اللهُ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ. قَالَ: أَفَضَلَ شَيْءٍ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فَقَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: هُوَ مَعِي لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ. فَبَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ دَعَانِي. قَالَ: مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ أَرَاحَكَ اللهُ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللهَ شَفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ الْمَوْتُ وَعِنْدَهُ ذٰلِكَ". ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ. فَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ امْرَأَةٍ حَتَّى أَتَى مَبِيتَهُ فَهٰذَا الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ.

عبداللہ ہوزنی کہتے ہیں کہ میں نے مؤذن رسول بلال رضی اللہ عنہ سے حلب میں ملاقات کی، اور کہا: بلال! مجھے بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خرچ کیسے چلتا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ ہوتا، بعثت سے لے کر موت تک جب بھی آپ کو کوئی ضرورت پیش آتی میں ہی اس کا انتظام کرتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپ اس کو ننگا دیکھتے تو مجھے حکم کرتے، میں جاتا اور قرض لے کر اس کے لیے چادر خریدتا، اسے پہننے کے لیے دے دیتا اور اسے کھانا کھلاتا، یہاں تک کہ مشرکین میں سے ایک شخص مجھے ملا اور کہنے لگا: بلال! میرے پاس وسعت ہے (تنگی نہیں ہے) آپ کسی اور سے قرض نہ لیں، مجھ سے لے لیا کریں، میں ایسا ہی کرنے لگا یعنی (اس سے لینے لگا) پھر ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے وضو کیا اور اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا کہ اچانک وہی مشرک سوداگروں کی ایک جماعت لیے ہوئے آپہنچا جب اس نے مجھے دیکھا تو بولا: اے حبشی! میں نے کہا: "یا لباہ"

حاضر ہوں، تو وہ ترش روئی سے پیش آیا اور سخت سست کہنے لگا اور بولا: تو جانتا ہے مہینہ پورا ہونے میں کتنے دن باقی رہ گئے ہیں؟ میں نے کہا: قریب ہے، اس نے کہا: مہینہ پورا ہونے میں صرف چار دن باقی ہیں میں اپنا قرض تجھ سے لے کر چھوڑوں گا اور تجھے ایسا ہی کردوں گا جیسے تو پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا، مجھے اس کی باتوں کا ایسے ہی سخت رنج و ملال ہوا جیسے ایسے موقع پر لوگوں کو ہوا کرتا ہے، جب میں عشاء پڑھ چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے جا چکے تھے (میں بھی وہاں گیا) اور شرف یابی کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی، میں نے (حاضر ہو کر) عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے ایسا ایسا کہا ہے اور نہ آپ کے پاس مال ہے جس

سے میرے قرض کی ادائیگی ہو جائے اور نہ ہی میرے پاس ہے (اگر ادا نہ کیا) تو وہ مجھے اور بھی ذلیل ورسوا کرے گا، تو آپ مجھے اجازت دے دیجیے کہ میں بھاگ کر ان قوموں میں سے کسی قوم کے پاس جو مسلمان ہو چکے ہیں اس وقت تک کے لیے چلا جاؤں جب تک کہ اللہ اپنے رسول کو اتنا مال عطا نہ کر دے جس سے میرا قرض ادا ہو جائے، یہ کہہ کر میں نکل آیا اور اپنے گھر چلا آیا، اور اپنی تلوار، موزہ جوتا اور ڈھال سرہانے رکھ کر سو گیا، صبح ہی صبح پو پھٹتے ہی یہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک شخص بھاگا بھاگا پکارتا ہوا آیا کہ اے بلال (تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کر رہے ہیں) چل کر آپ کی بات سن لو، تو میں چل پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چار لدے ہوئے جانور بیٹھے ہیں، آپ سے اجازت طلب کی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "بلال! خوش ہو جاؤ، اللہ تعالی نے تمہاری ضرورت پوری کر دی، کیا تم نے چاروں بیٹھی ہوئی سواریاں نہیں دیکھیں؟"، میں نے کہا: ہاں دیکھ لی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جاؤ وہ جانور بھی لے لو اور جو ان پر لدا ہوا ہے وہ بھی ان پر کپڑا اور کھانے کا سامان ہے، فدک کے رئیس نے مجھے ہدیہ میں بھیجا ہے، ان سب کو اپنی تحویل میں لے لو، اور ان سے اپنا قرض ادا کر دو"، تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر راوی نے پوری حدیث ذکر کی۔ بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں، میں نے آپ کو سلام کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "جو مال تمہیں ملا اس کا کیا ہوا؟"، میں نے عرض کیا: اللہ تعالی نے اپنے رسول کے سارے قرضے ادا کر دیئے اب کوئی قرضہ باقی نہ رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کچھ مال بچا بھی ہے؟"، میں نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جاؤ جو بچا ہے اسے اللہ کی راہ میں صرف کر کے مجھے آرام دو کیونکہ جب تک یہ مال صرف نہ ہو جائے گا میں اپنی ازواج (مطہرات) میں سے کسی کے پاس نہ جاؤں گا"، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: "کیا ہوا وہ مال جو تمہارے پاس بچ رہا تھا؟" میں نے کہا: وہ میرے پاس موجود ہے، کوئی ہمارے پاس آیا ہی نہیں کہ میں اسے دے دوں تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رات مسجد ہی میں گزاری۔ راوی نے پوری حدیث بیان کی (اس میں ہے) یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ چکے یعنی دوسرے دن تو آپ نے مجھے بلایا اور پوچھا: "وہ مال کیا ہوا جو تمہارے پاس بچ رہا تھا؟"، میں نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو اس سے بے نیاز و بےفکر کر دیا (یعنی وہ میں نے ایک ضرورت مند کو دے دیا) یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا بیان کی اس ڈر سے کہ کہیں آپ کو موت نہ آ جاتی اور یہ مال آپ کے پاس باقی رہتا، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا، آپ اپنی بیویوں کے پاس آئے اور ایک ایک کو سلام کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے جہاں رات گزارنی تھی، (اے عبداللہ ہوزنی!) یہ ہے تمہارے سوال کا جواب۔

(سنن ابوداؤد باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 440)

ابوداؤد شریف میں منقول ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، قَالَ: أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً، فَقَالَ "أَسْلَمْتَ". فَقُلْتُ: لَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي نُهِيتُ عَنْ زَبْدِ

الْمُشْرِكِينَ".

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹنی ہدیہ میں دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟" میں نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے مشرکوں سے تحفہ لینے کی ممانعت کر دی گئی ہے"۔

(سنن ابوداؤد باب فِي الإِمَامِ يَقْبَلُ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 445)

بعض روایات میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی، مقوقس، اکیدر دومہ اور رئیس فدک کے ہدایا قبول کئے تو یہ

"إني نهيت عن زبد المشركين"

کے خلاف نہیں ہے کیونکہ مذکورہ سب کے سب ہدایا اہل کتاب کے تھے نہ کہ مشرکین کے، گویا اہل کتاب کے ہدایا لینے درست ہیں نہ کہ مشرکین کے۔

اس مسئلہ میں وضاحت کے لیے ہم آپ کے سامنے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ رکھتے ہیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مسلمان جوائنٹ کے کاروبار کرتے ہیں ان کے یہاں کمھار نوکر ہیں، اگر یہ کمھار ہندو بھی اپنے یہاں سے پوری پکوا کر لائیں یا بازار سے اپنی آمدنی میں سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کے دیں تو اس کا لینا اور کھانا درست ہوگا یا نہیں؟ اور نیز عام اہل ہنود کے یہاں کے کھانے کا جو طریق رسم کچھ بھیجیں لینا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ہدیے قبول بھی فرمائے اور رد بھی فرمائے۔ کسریٰ بادشاہ ایران نے ایک خچر نذر کیا۔ قبول فرمایا: الحاكم في المستدرك عن ابن عباس رضى الله عنهما قال ان كسرى اهدى للنبي ﷺ بغلة فركبها بحبل من شعر ثم اردفني خلفه قال الحافظ الدمياطي في ذلك نظر لان كسرى مزق كتابه ﷺ فبعيد ان يهدى له اقول يرد نظره حديث الآتي واما استبعاده فقد اجاب عنه العلماء بجوابين ذكرهما الزرقاني في شرحه على المواهب في ذكر بغاله ﷺ۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کسریٰ شاہ ایران نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر بطور تحفہ بھیجا اور آپ نے اس پر سواری فرمائی جبکہ اس کی لگان بالوں کی رسی تھی اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا، حافظ دمیاطی نے فرمایا اس میں اشکال ہے اس لئے کسریٰ نے آپ کا نامہ مبارک چاک کر دیا تھا، اور یہ بات ناقابل فہم اور بعید ہے کہ اس نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا ہو، میں کہتا ہوں محدث دمیاطی کے اعتراض کو اگلی حدیث مسترد کر رہی ہے۔ رہا اس کا بعید کہنا تو اہل علم حضرات نے اس کے دو جواب دیئے ہیں جن کو علامہ زرقانی نے مواهب اللدنیہ کی شرح میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وسلم کے خچروں کے شمار کے سلسلے میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

(المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ تعلیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن عباس دار الفکر بیروت ۳/ ۵۴۱)، (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ذکر بغالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۳۸۹)، (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ذکر بغالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۳۸۹)

یونہی بادشاہ فدک نے چار اونٹنیاں پر بار نذر کیں۔ قبول فرمائیں، اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخش دیں۔ رواہ ابوداؤد عن بلال المؤذن رضی اللہ عنہ وفیہ انہ ﷺ قال لبلال فاقبضھن واقض دینك۔ اس کو امام ابوداؤد نے حضرت بلال مؤذن کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (رضی اللہ عنہ) اس میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان پر قبضہ کر کے اپنا قرض ادا کرو۔ (ت)

(۴؎ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والفئی باب فی الامام یقبل ھدایا المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۷۸)

قیصر روم وغیرہ سلاطین کفار کے ہدایا قبول فرمائے۔ احمد والترمذی عن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ۔ قال اھدی کسرٰی لرسول اللہ ﷺ فقبل منہ واھدی قیصر فقبل منہ واھدت لہ الملوك فقبل منھا۔

امام احمد اور ترمذی نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کی ہے کہ آپ نے فرمایا کسرٰی بادشاہ ایران نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو تحفہ بھیجا تو آپ نے اس کا تحفہ قبول فرمایا۔ اسی طرح قیصر روم (روم کے بادشاہ) نے تحفہ بھیجا وہ بھی آپ نے قبول فرمایا۔ اسی طرح دیگر بادشاہوں نے بھی ہدیے بھیجے تو آپ نے وہ بھی قبول فرمائے۔ (ت)

(مسند احمد بن حنبل عن علی بن ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۱۴۵۔۹۶) (جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی قبول ہدایا المشرکین آمین کمپنی اردو بازار لاہور ۱ /۱۹۱)

قتیلہ بنت عبدالعزٰی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور، پنیر، گھی ہدیہ لائی، بنت صدیق نے نہ لیا، نہ ماں کو گھر میں آنے دیا کہ تو کافرہ ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھا، آیت اتری: لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین۔ اللہ تعالٰی نے ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمہیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں۔ (القرآن الکریم ۶۰ /۸)

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو۔ رواہ الامام احمد عن عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنھم۔ امام احمد نے بن اس کو عامر بن عبداللہ زبیر سے روایت کیا ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ (ت)

(مسند احمد بن حنبل عن علی ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۱۴۵)

یہ حدیثیں تو جواز کی ہیں اور عیاض رضی اللہ عنہ نے پیش از اسلام کوئی ہدیہ یا ناقہ نذر کیا، فرمایا: تو مسلمان ہے؟ عرض کی نہ۔ فرمایا: انی نھیت عن زبد المشرکین رواہ عن احمد وابوداؤد والترمذی وقال حسن صحیح۔ میں کافروں کی دی ہوئی چیزیں لینے سے منع کیا گیا ہوں (امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا۔ اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حسن صحیح ہے۔ ت)

(جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی قبول ھدایا للمشرکین آمین کمپنی اردو بازار لاہور ۱ /۱۹۱)

یونہی ملاعب الاسنہ نے کچھ ہدیہ نذر کیا۔ فرمایا: اسلام لا۔ انکار کیا۔ فرمایا: انی لا اقبل ھدیۃ مشرك رواہ الطبرانی فی الکبیر عن کعب بن مالك رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔ میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتا۔ (امام طبرانی نے

المعجم الکبیر میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بسند صحیح اسے روایت کیا ہے۔ت)

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۳۸ المکتبۃ الفیصلیۃ ۱۹ / ۷۰)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: انالا نقبل شیئا من المشرکین. رواہ احمد والحاکم عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بسند صحیح. ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے (اس کو امام احمد اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ت) (مسند امام احمد بن حنبل عن حکیم ابن حزام المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۰۳)

اسی طرح اور بھی حدیثیں رد وقبول دونوں میں وارد ہیں: فمنھم من زعم ان الرد نسخ القبول ورد بجھل التاریخ ومنھم من وفق بان من قبله منھم فاھل کتاب لا مشرك کما فی مجمع البحار اقول قد قبل عن کسرٰی ولم یکن کتابیا الا ان یتمسك فی المجوس سنوابھم سنة اھل الکتاب غیر ناکحی نسألھم ولا اٰکل ذبائحھم -

ان میں کچھ وہ لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ ہدیہ رد کرنے سے اس کا قبول کرنا منسوخ ہوا اور یہ غلط ہے کیونکہ تاریخ معلوم نہیں۔اور بعض نے دونوں میں مطابقت اور موافقت پیدا کی کہ جن کا ہدیہ قبول فرمایا وہ اہل کتاب تھے مشرک نہ تھے جیسا کہ مجمع البحار میں ہے اقول: (میں کہتا ہوں) کہ آپ نے کسرٰی شاہ ایران کا ہدیہ قبول فرمایا حالانکہ وہ اہل کتاب نہ میں سے نہ تھا بلکہ مجوس سے تھا۔مگر یوں استدلال کیا جائے کہ مجوسی نے اہل کتاب کی روش اختیار کی البتہ ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کا کھانا جائز نہیں۔(ت)(التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر حدیث ۱۵۳۳ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ۳/ ۱۷۲)

اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وہ حالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس سے ہدایا دتحاتف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اسے کوفت پہنچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہرگز نہ لے،اور گر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف سے کچھ میل یا اس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی ومداہنت راہ پائے گی تو اس ہدیہ کو آگ جانے اور بیشک تحفوں کا رغبت ومحبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: تھادوا تحابوا۔ رواہ ابویعلی بسند جید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه زاد ابن عساکر وتصافحوا یذھب الغل عنکم و عندہ عن ام المومنین الصدیقة رفعته تھادوا تزدادو احبا الحدیث۔ایک دوسرے کو ہدیہ دے دیا کرو تا کہ آپس کی محبت میں اضافہ ہو،ابویعلی نے اس کو جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اور ابن عساکر نے یہ اضافہ کیا کہ ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا کرو۔(یعنی ہاتھ ملایا کرو) اس سے تمہارا باہمی کینہ دور ہوگا اور اسی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے ہدیہ دیا کرو تا کہ تمہاری باہمی محبت میں اضافہ اور ترقی ہو الحدیث (ت)

(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۰۵۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۱۱۰)(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۰۵۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۱۱۰)(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن عائشہ حدیث ۱۵۰۵۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۱۱۰)

ایک حدیث میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: الهدية تذهب بالسمع والقلب والبصر. رواه الطبرانی فی الكبير عن عصمة بن مالك رضی الله عنه حسنه السيوطی وضعفه الهيشمی وغيره۔ ہدیہ آدمی کو اندھا، بہرا، دیوانہ کر دیتا ہے (امام طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں عصمۃ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے اس کی تحسین فرمائی جبکہ ہیثمی وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا۔ (ت) (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۴۹۸ المکتبۃ الفیصلیہ ۱۷ / ۱۸۳)

نیز حدیث میں ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: الهدية تعور عين الحكيم. اخرجه الديلمی عن ابن عباس رضی الله عنهما بسند ضعيف. ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے (دیلمی نے بسند ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی۔ ت) (الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۶۹۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳ / ۳۳۵)

اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔ وقد بنی الامر فی ذلك علی المصالح علماؤنا الكرام كما نقله فی الباب الرابع عشر من كراهية الهندية عن المحيط عن الامام الفقيه ابی جعفر وغيره فراجعه ہمارے علماء کرام نے اس معاملہ میں مختلف مصالح پر بنیاد رکھی ہے جیسا کہ اس کو فتاوی ہندیہ کی بحث کراہت چودھویں باب میں بحوالہ محیط امام فقیہ ابوجعفر وغیرہ نے نقل کیا ہے لہذا اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ (ت)

(فتاوی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ / ۳۴۸۔۳۴۷)

پھر ان کا پکایا ہوا یا ہدیہ دیا ہوا گوشت تو حرام ہے جب تک اپنے سامنے جانور ذبح ہو کر بغیر نگاہ سے غائب ہوئے سامنے نہ پکا ہو اور اس کے سوا پکائی ہوئی چیزیں اور بازار کی مٹھائی دودھ دہی گھی ملائی سب کا ایک حکم ہے کہ فتوی جواز اور تقوی احتراز۔ واللہ تعالی اعلم۔ (فتاوی رضویہ، ج21، ص619، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِيْنَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

(لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ)

باب: مشرکین کو ہدیہ دینا

اللہ تعالی کا فرمان مقدس ہے: اللہ تعالی تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بے شک انصاف والے اللہ تعالی کو محبوب ہیں۔

56. حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاٰى عُمَرُ حُلَّةً عَلٰى رَجُلٍ تُبَاعُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ تَلْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ فَقَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَاَرْسَلَ اِلٰى عُمَرَ مِنْهَا بِحُلَّةٍ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ اَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِيْعُهَا اَوْ تَكْسُوْهَا

فَاَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ اِلٰى اَخٍ لَّهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کے پاس خاص قسم کا حلہ ملاحظہ فرمایا جسے بیچا جارہا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حلہ کو خرید فرمائیں اور اسے جمعہ کے روز زیب تن فرمایا کریں۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی وفد حاضر ہو تو بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس حلہ کو وہ پہنا کرتا ہے جس کا آخرت میں کوئی بھی حصہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کافی سارے حلے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک حلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب بھی بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: میں اس کو کس طرح پہن لوں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں یوں یوں ارشاد فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اس حلہ کو تمہیں پہننے کے واسطے نہیں عطا کیا۔ تم اسے بیچ ڈالو یا دوسرے کو پہنا ڈالو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حلہ کو اپنے بھائی کو عطا فرما دیا جو مکہ مکرمہ والوں میں سے تھا اور ابھی تک اسلام نہیں لے کر آیا تھا۔ (مرجع السابق: حدیث: 2430)

57- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّيْ قَالَ نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میری مشرکہ والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں میرے پاس آئیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ وہ اسلام کی جانب راغب ہیں تو کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں اپنی ماؤں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1668، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 9932، شعب الایمان: رقم الحدیث: 7931، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1003، الادب المفرد: رقم الحدیث: 2)

بَابُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْ هِبَتِهٖ وَصَدَقَتِهٖ

باب: کسی کے لئے جائز نہیں کہ ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرے

58- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَّشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا اس کی مانند ہے جو اپنی قے میں رجوع کرے۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 3693، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1622، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5121، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3538، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2385)

59- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَرْجِعُ فِیْ قَیْئِہٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہبہ سے رجوع کرنے میں ہمارے واسطے اس سے بری کوئی مثال نہیں ہے جس طرح کتا اپنی قے میں رجوع کرلے۔ (مرجع السابق)

60- حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ قَزَعَۃَ حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْہِ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاَضَاعَہُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَہٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِیَہُ مِنْہُ وَظَنَنْتُ اَنَّہٗ بَائِعُہٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِہٖ وَاِنْ اَعْطَاکَہٗ بِدِرْھَمٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑا دیا کسی کو تو اس نے اسے ضائع کردیا۔ چنانچہ میں نے اس سے اس گھوڑے کو خرید لینے کا قصد فرمایا۔ اور میں گمان رکھتا تھا کہ وہ مجھے اس گھوڑے کو رعایت کے ساتھ بیچ ڈالے گا۔ میں نے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو نہ خریدنا اگرچہ وہ تمہیں یہ گھوڑا ایک درہم کے بدلہ میں بھی دیدے کیونکہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے میں رجوع کرتا ہے۔ (مرجع السابق باب ھل یشتری صدقتہ)

61- حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا ھِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَھُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُبَیْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ بَنِیْ صُھَیْبٍ مَّوْلَی ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَیْتَیْنِ وَحُجْرَۃً اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی ذٰلِکَ صُھَیْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ یَّشْھَدُ لَکُمَا عَلٰی ذٰلِکَ قَالُوْا ابْنُ عُمَرَ فَدَعَاہُ فَشَھِدَ لَاَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُھَیْبًا بَیْتَیْنِ وَحُجْرَۃً فَقَضٰی مَرْوَانُ بِشَھَادَتِہٖ لَھُمْ

عبداللہ بن عبید اللہ بن ابوملیکہ نے خبر دی ہے کہ ابن جدعان کے آزاد کردہ غلام حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی اولاد نے یہ دعویٰ کردیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دو گھر اور ایک حجرہ عطا فرمایا تھا۔ مروان نے کہا: اس پر کون گواہی دے گا۔ لوگ کہنے لگے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ تو مروان نے ان کو بلوالیا چنانچہ انہوں نے اس بات کی شہادت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضرور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو دو گھر اور ایک حجرہ عطا فرمادیا تھا۔ چنانچہ ان کی شہادت پر مروان نے ان کے بیٹوں کے حق میں فیصلہ کردیا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 2481، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 15441)

شرح

کسی کو چیز دے کر واپس لینا بہت بری بات ہے حدیث میں ارشاد ہوا اسکی مثال ایسی ہے جس طرح کتا قے کر کے پھر چاٹ جاتا لہٰذا مسلمان کو اس سے بچنا ہی چاہیے مگر چونکہ ہبہ ایسا تصرف ہے کہ واہب پر لازم نہیں اگر دے کر واپس ہی لینا چاہے تو قاضی

واپس کر دے گا اُسے نہ واپس لینے پر مجبور نہیں کرے گا اور یہ واپس لینے کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہے مگر سب جگہ واپس نہیں کر سکتا بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اُن میں واپس لے سکتا ہے اور بعض میں نہیں یہاں اِسی کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

مسائل متفرقہ:

ہبہ میں رجوع کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ دونوں کی رضامندی سے چیز واپس ہو یا حاکم نے واپسی کا حکم دیدیا ہو لہٰذا قاضی کے حکم کرنے کے بعد اگر واہب نے چیز کو طلب کیا اور موہوب لہ نے انکار کر دیا اور اُس کے بعد وہ شے ضائع ہوگئی تو موہوب لہ کو تاوان دینا ہوگا کہ اب اُسے روکنے کا حق نہ تھا اور اگر قاضی کے حکم سے قبل یہ بات ہوئی تو اُس پر تاوان واجب نہیں کہ اوسے روکنے کا حق تھا۔ یوہیں اگر موہوب لہ نے بعد حکم قاضی اُسے روکا نہیں بلکہ ابھی تک واہب نے مانگا نہیں اور موہوب لہ کے پاس ہلاک ہوگئی تو تاوان واجب نہیں۔

(الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۸، ص ۵۹۷. والبحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

قضائے قاضی یا طرفین کی رضامندی سے جب اُس نے رجوع کر لیا تو عقد ہبہ بالکل فسخ ہو گیا اور واہب کی پہلی مِلک عود کر آئی یہ نہیں کہا جائے گا کہ جدید مِلک حاصل ہوئی لہٰذا مالک ہونے کے لیے واہب کے قبضہ کی ضرورت نہیں اور مشاع میں بھی رجوع صحیح ہے مثلاً موہوب لہ نے نصف کو بیع کر دیا ہے نِصف باقی ہے اس نِصف کو واہب نے واپس لیا اگرچہ یہ شائع ہے مگر رجوع صحیح ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

موہوب لہ جب تندرست تھا اُس وقت اُسے کسی نے کوئی چیز ہبہ کی اور جب وہ بیمار ہوا واہب نے چیز واپس کر لی اگر یہ واپسی حکم قاضی سے ہے تو صحیح ہے ورثہ یا قرض خواہ کو موہوب لہ کے مرنے کے بعد اُس چیز کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر بغیر حکم قاضی محض واہب کے مانگنے پر موہوب لہ نے چیز دیدی تو اس واپسی کو ہبہ جدید قرار دیا جائے گا کہ ایک ثلثمیں واپسی صحیح ہوگی وہ بھی جب کہ اُس پر دَین مستغرق نہ ہو اور اگر اُس پر دَین مستغرق ہو تو واہب سے چیز واپس لے کر قرض والوں کو دی جائے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الھبۃ، الباب العاشر فی ھبۃ المریض، ج ۴، ص ۴۰۱)

ایک چیز خرید کر ہبہ کر دی پھر موہوب لہ سے واپس لے لی اب اس میں عیب کا پتہ چلا تو بائع کو مطلقاً واپس دے سکتا ہے خواہ قاضی کے حکم سے واپس لیا ہو یا موہوب لہ کی رضامندی سے بخلاف بیع یعنی اگر مشتری نے چیز بیع کر دی اور مشتری دوم نے بوجہ عیب واپس کر دی اور اُس نے رضامندی سے واپس لے لی تو اپنے بائع پر واپس نہیں کر سکتا کہ یہ حق ثالث میں فسخ نہیں۔

(البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۵۰۱. والدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۸، ص ۵۹۷)

رجوع کرنے سے ہبہ بالکل اصل ہی سے فسخ ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ہبہ کا زمانہ مستقبل میں کچھ اثر نہ رہے گا یہ مطلب نہیں کہ زمانۂ گزشتہ میں بھی اس کا کوئی اثر نہیں رہا ایسا ہوتا تو شے موہوب سے جو زیادت بعد ہبہ کے پیدا ہوگئی ہے وہ بھی ملک واہب کی طرف منتقل ہو جاتی حالانکہ ایسا نہیں مثلاً بکری ہبہ کی تھی اور اُس کے بچہ پیدا ہوا اس کے بعد واہب نے بکری واپس کر لی مگر یہ بچہ موہوب لہ ہی کا ہے واہب کا نہیں ہے یا مثلاً مبیع میں عیب ظاہر ہوا اور قاضی کے حکم سے مشتری نے بائع کو واپس کر دی

یہ اصل سے فسخ ہے اور زمانہ گزشتہ میں اس کا اعتبار کیا جائے تو لازم آئے کہ مشتری نے مبیع سے جو نفع حاصل کیا ہے حرام ہو حالانکہ ا نہیں۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

ہبہ کرنے کے بعد واہب نے اُس چیز کو ہلاک کر دیا تاوان دے گا اور اگر غلام تھا اُسے واہب نے آزاد کر دیا آزاد نہ ہ کیونکہ جب تک واپس نہ کرے گا اس کی ملک نہیں ہے۔ (البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۵۰۱)

جو چیز ہبہ کی تھی وہ ہلاک ہوگئی اُس کے بعد مستحق نے دعویٰ کیا کہ چیز میری تھی اور موہوب لہ سے اُس کا تاوان وصول کر موہوب لہ واہب سے اُس تاوان میں سے کچھ وصول نہیں کر سکتا۔ یہی حکم عاریت کا ہے کہ مستعیر کے پاس ہلاک ہو جائے اور مستح اس سے ضمان وصول کرے تو یہ معیر سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر عقد معاوضہ کے ذریعہ سے چیز اس کے پاس آتی اور ہلاک ہو جا اور مستحق ضمان لیتا تو یہ دینے والے سے وصول کر سکتا۔ مثلاً مشتری کے پاس مبیع ہلاک ہوگئی اور مستحق نے اس سے ضمان لیا یہ با سے وصول کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس چیز کا ہونا دینے والے کے نفع کی خاطر ہو تو یہ دینے والے سے ضمان وصول کر سک ہے مثلاً مودع یا مستاجر کے پاس چیز تھی اور ہلاک ہوگئی اور مستحق نے تاوان لیا تو یہ مالک سے وصول کر سکتے ہیں۔

(البحر الرائق، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۷، ص ۵۰۱

جن سات مواضع میں رجوع نہیں ہو سکتا جن کا بیان ابھی گزرا اگر واہب و موہوب لہ رجوع پر اتفاق کر لیں تو یہ اُن کا اتفاق جائز ہے۔ (الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۸، ص ۵۹۷، ۵۹۸)

ہبہ بشرط العوض کہ میں یہ چیز تم کو ہبہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ فلاں چیز تم مجھ کو دو یہ ابتدا کے لحاظ سے ہبہ ہے لہٰذا دونوں عوض پر قبضہ ضروری ہے اگر دونوں نے یا ایک نے قبضہ نہیں کیا تو ہر ایک رجوع کر سکتا ہے اور دونوں میں سے کسی میں شیوع ہو تو باطل ہوگا مگر انتہا کے لحاظ سے یہ بیع ہے لہٰذا اس میں بیع کے احکام بھی ثابت ہونگے کہ اگر اس میں عیب ہے تو واپس کر سکتا ہے خیار رویت بھی حاصل ہوگا اس میں شفعہ بھی جاری ہوگا۔ (الدر المختار، کتاب الھبۃ، باب الرجوع فی الھبۃ، ج ۸، ص ۵۹۸)

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى

أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَى جَعَلْتُهَا لَهُ (اسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا) جَعَلَكُمْ عُمَّارًا

باب: عمریٰ اور رقبیٰ کے متعلق کیا کہا گیا ہے

میں نے اس کو ہمیشہ زندگی بھر رہنے کے واسطے گھر دیا یہ عمریٰ ہے میں نے گھر اس کے لئے کر دیا استعمر کم فیہا میں نے اس کو رہنے کے لئے زمین دی۔

62۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَى أَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عمریٰ اس کا ہے جس کے لئے ہبہ کیا گیا۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1350، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3545، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1645، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2380، سنن

ابوداؤد: رقم الحدیث: 3550)

63- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَى جَائِزَةٌ وَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمریٰ جائز ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 6586، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1437، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3081، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11758، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3694)

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالدَّابَّةَ وَغَيْرَهَا

باب: جس نے لوگوں سے گھوڑے اور سواری وغیرہ استعارت کے طور پر لیا

64- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے اندر گھبراہٹ کا عالم ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے گھوڑا بطور رعایت کے لیا جسے المندوب کہتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اوپر سوار ہوئے جب لوٹے تو ارشاد فرمایا: ہم نے خطرہ والی کوئی چیز نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی مانند پایا۔ (الادب المفرد: رقم الحدیث: 879، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 8821، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1436، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11252، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1608)

شرح

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے جس کی چیز ہے اُسے معیر کہتے ہیں اور جس کو دی گئی مستعیر ہے اور چیز کو مستعار کہتے ہیں۔

عاریت کے لیے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اُس نے لا کر دیدی اور کچھ نہ کہا عاریت ہوگئی اور اگر وہ شخص خاموش رہا کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔

مسئلہ: جانور عاریت پر لیا ہے تو اُس کا چارہ دانہ گھاس سب مستعیر کے ذمہ ہے یہی حکم لونڈی غلام کا ہے کہ اُنکی خوراک مستعیر کے ذمہ ہے۔ (ردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج ۸، ص ۵۵۸)

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت اسماء کا ایک ہار عاریت کے طور پر لیا تھا وہ (سفر میں) گم ہوگیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کچھ صحابہ (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کے لئے بھیجا (راستہ میں) نماز کا وقت آگیا تو ان صحابہ (رضی اللہ عنہ) نے بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی (کیونکہ پانی موجود نہ تھا) اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کی شکایت پیش کردی۔ اس

وقت آیت تیمم نازل ہوئی اسید بن حضیر نے عرض کیا اللہ آپ کو جزائے خیر دے خدا کی قسم کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ پر کوئی دشوار آئی ہو اور اللہ نے اس سے نکلنے کا راستہ آپ کے لئے نہ پیدا کر دیا ہو اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت نہ عطا کر دی ہو۔

(تفسیر مظہری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 137)

بَابُ الْاِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ

باب: دلہن کے لئے شب زفاف کے وقت کسی چیز کو عاریت پر لینا

65۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتِ ارْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰى جَارِيَتِيْ انْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تُزْهٰى اَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهٗ

ایمن کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں وہ قطر کا کرتہ پہنے ہوئے تھیں جس کی قیمت پانچ درہم تھی انہوں نے فرمایا: میری لونڈی کو نظر اٹھا کر دیکھئے یہ گھر میں اس کرتے کو زیب تن کرنے سے بھی پسند نہیں کرتی' جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں اسی طرح کا کرتہ میرے پاس تھا جب بھی مدینہ منورہ میں کسی عورت کو دلہن بنایا جاتا تو کسی شخص کو بھیج کر بطور عاریت کے یہ طلب کروالیا جاتا۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3761، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 11253، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 532 مسند اسحاق بن راہویہ: رقم الحدیث: 1295، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 471)

شرح

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ جَمِيعًا، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ".

سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاتھ پر واجب ہے کہ جو وہ لے اسے واپس کرے"۔

(سنن ابن ماجہ باب العاریۃ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 363)

پہننے کے کپڑے قرض مانگے یہ عرفاً عاریت ہے پیوند مانگا کہ کرتے میں لگائے گا یا اینٹ یا کڑی مکان میں لگانے کے لیے عاریت مانگی اور ان سب میں یہ کہہ دیا ہے کہ واپس دیدوں گا تو عاریت ہے اور یہ نہیں کہا ہے تو قرض ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الاول فی تفسیر ھا شرعاً...إلخ، ج ۴، ص ۳۶۳)

لڑکی رخصت کی اور جہیز بھی ویسا دیا جیسا ایسے لوگوں کے یہاں دیا جاتا ہے اب یہ کہتا ہے کہ سامان جہیز میں نے عاریت کے طور پر دیا تھا اگر وہاں کا عرف یہ ہے کہ باپ بیٹی کو جو کچھ جہیز دیتا ہے وہ لڑکی کی ملک ہوتا ہے عاریت کے طور پر نہیں ہوتا تو اس شخص

ان بات کہ عاریت ہے مقبول نہیں اور اگر عرف عاریت ہی کا ہے یا اکثر عاریت کے طور پر دیتے ہیں یا دونوں طرح یکساں چلن ہے تو اسکی بات مقبول ہے لڑکی کی ماں یا نابالغہ کے ولی نے وہی بات کہی جو باپ نے کہی تھی تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔

(الدر المختار، کتاب العاریۃ، ج ۸، ص ۵۶۲)

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ

باب: دودھ دینے والے جانور کو دینے کی فضیلت

66- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْمَنِيحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَغْدُو بِإِنَاءٍ وَّتَرُوحُ بِإِنَاءٍ

حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَّالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین عطیہ بہت زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی اور بہت زیادہ دودھ دینے والی بکری ہے صبح کو بھی برتن بھر ڈالے اور شام کو بھی برتن بھر ڈالے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 7301، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1019، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 1662، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 6268، مسند الحمیدی: رقم الحدیث: 1061)

امام مالک کا بیان ہے کہ کیا ہی اچھا صدقہ ہے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 197)

67- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَّكَّةَ وَلَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ يَعْنِي شَيْئًا وَّكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُّعْطُوهُمْ ثِمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَّيَكْفُوهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَؤُنَةَ وَكَانَتْ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسٍ أُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمُّ أَنَسٍ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا وَأَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا جبکہ انصار زمیندار تھے تو انصار نے مہاجرین کو اس شرط پر اپنے باغات مرحمت فرمائے کہ وہ ان کے پھلوں میں سے انہیں تھوڑا بہت ہر سال عطا فرما دیا کریں۔ اور انصار کو کام اور مشقت سے بچا کر رکھیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن

ابوطلحہ کی والدہ محترمہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے کچھ درخت دیئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان درختوں کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دیئے اور وہ آپ کی باندی تھیں۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ خیبر سے فراغت پائی اور مدینہ منورہ لوٹ آئے تو مہاجرین نے انصار کے عطیات لوٹا دیئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کو ان کے کھجور کے درخت لوٹا دیئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جگہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا کو اپنے باغ میں سے عطا فرما دیئے۔ اور احمد بن شبیب یونس کے طریق سے جو روایت ہے کہ اس میں حائط کی جگہ خالصہ ہے۔

(اللؤلؤ والمرجان: ج:1،ص:563، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:11413، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:2487، مسند ابی عوانہ: ج:4،ص:265)

68- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَنَحْوِهِ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس عادات ایسی ہیں کہ جو شخص ثواب کی امید اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کو سچا جان کر ایک عادت پر بھی عمل پیرا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ ان میں سب سے اعلیٰ بکری کا منیحہ ہے۔ حسان نے کہا: ہم نے بکری کے علاوہ ان میں سلام اور چھینک کے جواب دینے اور راستہ سے اذیت پہنچانے والی چیزوں کو دور کرنے اور اس کی مانند دوسری چیزوں کو بھی گنا تو ہم پندرہ سے زیادہ پر بھی نہ پہنچ سکے۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث:1433، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:7587، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:12، شرح السنۃ: ج:1،ص:413)

69- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُولُ أَرَضِينَ فَقَالُوا نُؤَاجِرُهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کچھ مردوں کے پاس زمینیں تھیں تو انہوں نے کہا: ہم ان زمینوں کو تہائی اور چوتھائی اور نصف پیداوار کے بدلے کرایہ پر دیا کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے پاس زمین ہو تو وہ خود ہی بوئے یا اپنے بھائی کو دیدے اگر وہ انکار کردے تو وہ اپنی زمین کو روک لے۔

70- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ

الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا

ابوسعید کا بیان ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر افسوس ہے ہجرت کا معاملہ سنگین ہے کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم ان کی زکوۃ دیتے ہو۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ دریافت فرمایا: کیا تم ان میں سے کچھ دیتے ہوتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تم انہیں پانی پلانے کے واسطے گھاٹ پر لے جانے والے روز لوگوں کے واسطے دودھ بھی لیا کرتے ہو گے۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم چاہے سمندر کے پار بھی عمل کرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ہرگز کسی عمل کو نہیں چھوڑے گا۔ (مرجع السابق باب ما کان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یواسی بعضھم بعضاً)

تعارف راوی

ابوسعید بن معلیٰ: آپ کا نام حارث بن معلیٰ ہے، انصاری زرقی ہیں، چونسٹھ سال عمر ہوئی ۶۴ چونسٹھ ہی میں وفات پائی۔
(الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی بنام اجمال)

71- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَاكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْعًا فَقَالَ لِمَنْ هَذِهِ فَقَالُوا اكْتَرَاهَا فُلَانٌ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی زمین کے اندر گئے جس میں کھیت لہلہا رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: یہ کس کی زمین ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس زمین کو فلاں نے کرایہ پر دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: اگر وہ زمین دے دیتا تو وہ اس کے لئے اس سے زیادہ اچھا ہوتا کہ وہ اس کا مخصوص کرایہ وصول کر لیتا۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 3873، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1550، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2456، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3389، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10880)

شرح

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ".

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: "عاریت (مانگی ہوئی چیز) ادا کی جائے، اور جو

جانور دودھ پینے کے لیے دیا جائے وہ لوٹا دیا جائے"۔ (سنن ابن ماجہ باب: العاریۃ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 363)

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، الدِّمَشْقِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ".

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "عاریت (منگنی لی ہوئی چیز، مانگی ہوئی چیز) ادا کی جائے، اور دودھ پینے کے لیے دیئے گئے جانور کو واپس کر دیا جائے"۔ (سنن ابن ماجہ باب: العاریۃ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر ۳۶۴)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ جَمِيعًا، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ".

سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاتھ پر واجب ہے کہ جو وہ لے اسے واپس کرے"۔

(مرجع السابق)

مسائل عاریت

زمین عاریت لی کہ اس میں مکان بنائے گا یا درخت نصب کرے گا یہ عاریت صحیح ہے اور مالک زمین کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے کیونکہ عاریت میں کوئی پابندی مالک پر لازم نہیں اور اگر مکان یا درخت کھود کر نکالنے میں زمین خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس ملبہ کی جو مکان کھودنے کے بعد قیمت ہوگی یا درخت کے کاٹنے کے بعد جو قیمت ہوگی مالکِ زمین سے دلا دی جائے اور مالک مکان و درخت اپنے مکان و درخت کو بجنسہٖ چھوڑ دے۔ مالکِ زمین نے مستعیر کے لیے کوئی مدت مقرر کر دی تھی مثلاً دس سال کے لیے یہ زمین مکان بنانے کو یا درخت لگانے کو عاریت دی اور مدت پوری ہونے سے پہلے زمین واپس لینا چاہتا ہے اگرچہ یہ مکروہ و وعدہ خلافی ہے مگر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد اُس کے ذمہ قضاء لازم نہیں مگر اس عمارت اور درخت کی وجہ سے مستعیر کا جو کچھ نقصان ہوگا مالک زمین اُس کو ادا کرے یعنی کھڑی عمارت کی قیمت لگائی جائے اور ملبہ جدا کر دینے کے بعد جو قیمت ہو اس میں عمارت کی قیمت سے جو کمی ہو مالکِ زمین یہ رقم مستعیر کو دے۔ (الدر المختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص۵۵۶)

زمین زراعت کے لیے عاریت دی اور واپس لینا چاہتا ہے جب تک فصل طیار نہ ہو اور کھیت کاٹنے کا وقت نہ آئے واپس نہیں لے سکتا وقت مقرر کر کے دی ہو یا مقرر نہ کیا ہو دونوں کا ایک حکم ہے یہ البتہ ہے کہ فصل طیار ہونے تک زمین کی جو اُجرت ہو مالک زمین کو دلا دی جائے گی۔ اگر کھیت بولیا ہے مگر ابھی تک جما نہیں ہے مالک زمین یہ کہتا ہے کہ بیج لے لو اور جو کچھ صرفہ ہوا ہے وہ لے لو اور کھیت چھوڑ دو یہ نہیں کر سکتا اگرچہ کاشتکار اس پر راضی بھی ہو کیونکہ جمنے سے پہلے زراعت کی بیع نہیں ہو سکتی اور کھیت جم گیا ہے تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔

(البحر الرائق، کتاب العاریۃ، ج۷، ص۴۸۱. والفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السابع فی استرداد العاریۃ...الخ، ج۴، ص۳۷۰)

مکان عاریت پر لیا اور مستعیر نے مٹی کی اُس میں کوئی دیوار بنوائی مکان والے نے مکان واپس لیا مستعیر اُس دیوار کی قیمت یا صرفہ لینا چاہتا ہے نہیں لے سکتا اور اگر چاہتا ہے کہ دیوار گرا دے تو گرا بھی نہیں سکتا اگر دیوار مالکِ مکان کی مٹی سے بنوائی ہے۔

زمین عاریت پر لی کہ اس میں مکان بنائے گا اور رہے گا اور جب یہاں سے چلا جائے گا تو مکان مالک زمین کا ہو جائے گا یہ عاریت نہیں ہے بلکہ اجارہ فاسدہ ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک مستعیر وہاں رہے زمین کا واجبی کرایہ اُسکے ذمہ ہے اور جب چھوڑ دے تو مکان کا مالک مستعیر ہے مالکِ زمین نہیں۔ (البحر الرائق، کتاب العاریۃ، ج ۷، ص ۴۸۱)

کسی سے کہا کہ میری اس زمین میں مکان بنالو میں تمھارے پاس اس زمین کو ہمیشہ رہنے دوں گا یا فلاں وقت تک تمھیں نہیں نکالوں گا اور اگر میں نکالوں تو جو کچھ تم خرچ کرو گے میں اُس کا ضامن ہوں اور عمارت میری ہوگی اس صورت میں اگر مستعیر کو نکالے گا عمارت کی قیمت دینی ہوگی اور عمارت مالکِ زمین کی ہوگی۔ (البحر الرائق، کتاب العاریۃ، ج ۷، ص ۴۸۱)

عمدہ ونفیس اشیاء جیسے زیور موتیوں کا ہار ان کو غلام اور نوکر کے ہاتھ واپس کرنے سے تاوان سے بری نہیں ہوگا کیونکہ یہ چیزیں اس طرح واپس نہیں کی جاتیں۔ (الدر المختار، کتاب العاریۃ، ج ۸، ص ۵۵۹)

مستعیر گھوڑے کو مالک باندھ گیا یا غلام کو مکان پر پہنچا گیا بری ہو گیا اور اگر گھوڑا غصب کیا ہوتا یا ودیعت کے طور پر ہوتا تو اس طرح پہنچا جانا کافی نہ ہوتا بلکہ مالک کو قبضہ دلانا ہوتا۔ (البحر الرائق، کتاب العاریۃ، ج ۷، ص ۴۸۲)

اور اگر اصطبل مکان سے باہر ہے وہاں باندھ گیا تو عاریت کی صورت میں بھی بری نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السادس فی رد العاریۃ، ج ۴، ص ۳۶۹)

چیز واپس کرنے لایا مالک نے کہا اُس جگہ رکھ دو رکھنے میں وہ چیز ٹوٹ گئی مگر اُس نے قصداً نہیں توڑی ضمان واجب نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السادس فی رد العاریۃ، ج ۴، ص ۳۶۹)

دو شخص ایک کمرہ میں رہتے ہیں ایک جانب ایک دوسری جانب دوسرا ایک نے دوسرے سے کوئی چیز عاریت لی جب معیر نے واپس مانگی تو مستعیر نے کہا کہ تمھاری جانب جو طاق ہے اُس پر میں نے چیز رکھ دی تھی تو مستعیر پر ضمان واجب نہیں جبکہ یہ مکان انھیں دونوں کے قبضے میں ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب الثامن فی الاختلاف...إلخ، ج ۴، ص ۳۷۲)

چیز واپس کرنے لایا مالک نے کہا اُس جگہ رکھ دو رکھنے میں وہ چیز ٹوٹ گئی مگر اُس نے قصداً نہیں توڑی ضمان واجب نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب العاریۃ، الباب السادس فی رد العاریۃ، ج ۴، ص ۳۶۹)

ایک شخص سے بیل عاریت مانگا اُس نے کہا کل دوں گا دوسرے دن مانگنے والا آیا اور بغیر اجازت بیل کھول لے گیا اُسے کام میں لایا اور بیل مر گیا تاوان دینا ہوگا کہ بغیر اجازت لے گیا ہے اور اگر صورت یہ ہے کہ مالک سے یہ کہا کہ مجھ کو کل بیل دے دو مالک نے کہا ہاں اور بغیر اجازت لے گیا اور مر گیا تو تاوان نہیں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں دوسرے دن بیل دینے کا وعدہ کیا ہے ابھی عاریت دیا نہیں اور دوسری صورت میں عاریت ابھی دیدی اور مستعیر کل لے جائے گا اور کل قبضہ کرے گا۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب العاریۃ، ج ۸، ص ۵۶۲)

عاریت کی وصیت کی ہے ورثہ اس سے رجوع نہیں کرسکتے۔ عاریت کا حکم اجارہ کی طرح ہے کہ دونوں میں سے ایک مرجائے عاریت فسخ ہوجائے گی۔ (الدرالمختار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص ۵۶۲)

بَابُ إِذَا قَالَ أَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهِ عَارِيَّةٌ وَّإِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَهُوَ هِبَةٌ

باب: جب کسی کو کوئی یہ کہے کہ میں نے یہ لونڈی تمہیں خادمہ کی حیثیت سے دی ہے تو یہ جائز ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ عاریت ہے۔ اور اگر کسی نے کہا میں نے تمہیں یہ کپڑا پہنا دیا تو یہ ہبہ ہے

72- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بِسَارَةَ فَأَعْطَوْهَا آجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ أَشَعَرْتَ أَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْدَمَ وَلِيدَةً

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے معیت ہجرت فرمائی تو اس ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ہبہ کردی چنانچہ وہ واپس آئیں تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل وخوار کردیا اور ایک لونڈی بھی بطور خدمت کے دیدی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بطور خدمت کے دیدی۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8373، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 2492، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:344)

شرح

ایک شخص نے یہ وصیت کی ہے کہ میرا غلام فلاں شخص کی خدمت کرے یعنی وہ وارث کی ملک ہے اور موصیٰ لہ کی اتنے دنوں خدمت کرے اس میں بھی واپسی کا صرفہ موصیٰ لہ کے ذمہ ہے۔ غصب ورہن میں واپسی کی ذمہ داری ومصارف غاصب ومرتہن پر ہیں۔ مالک نے اپنی چیز اُجرت پر دی تو واپسی کی ذمہ داری ومصارف مالک پر ہیں۔ یہ اُس وقت ہے کہ وہاں سے لے جانا مالک کی اجازت سے ہو مثلاً کہیں جانے کے لیے ٹٹو کرایہ پر لیا وہاں تک گیا ٹٹو واپس کرنا اس کا کام نہیں بلکہ مالک کا کام ہے اور اگر اُس کے حکم سے نہیں لے گیا ہے تو پہنچانا اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً کرسی کرایہ پر لی اور شہر سے باہر لے گیا تو واپس کرنا اس کا کام ہوگا۔ شرکت ومضاربت اور موہوب شے جس کو مالک نے واپس کرلیا اِن سب کی واپسی مالک کے ذمہ ہے۔ اجیر مشترک جیسے درزی دھوبی کپڑے کی واپسی ان کے ذمہ ہے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب العاریۃ، ج۸، ص ۵۵۸)

بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلٰى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرٰى وَالصَّدَقَةِ

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَهُ أَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا

باب: جب کسی آدمی کو گھوڑے کے اوپر سوار کر دیا جائے تو وہ عمریٰ اور صدقہ کی مانند ہے اور بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ وہ اس میں رجوع کر سکتا ہے

73۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَّسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُهُ يُبَاعُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو گھوڑے کے اوپر سوار کیا تو میں نے ایک دن دیکھا کہ وہ گھوڑا بیچا جا رہا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ سے رجوع نہ کرو۔ (مرجع السابق باب ھل یشتری صدقتہ)

شرح

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ صَاحِبُهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ

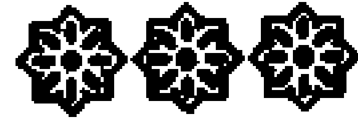
ترجمہ: عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب، مالک بن انس، زید بن اسلم، حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے راستہ میں عمدہ گھوڑا دیا تو اس کے مالک نے اسے ضائع کر دیا میں نے گمان کیا کہ وہ اسے سستے داموں پر فروخت کرنے والا ہے تو میں نے رسول اللہ (ﷺ) سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا تو اسے مت خریدو اور اپنے صدقہ میں مت لوٹ کیونکہ اپنے صدقہ میں لوٹنے والا ایسا ہے جیسا کہ کتا اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔ (صحیح مسلم باب الھبہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 668)

حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهُ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَقَدْ أَضَاعَهُ وَكَانَ قَلِيلَ الْمَالِ فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أُعْطِيتَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ مَثَلَ الْعَائِدِ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ

ترجمہ: امیہ بن بسطام، یزید ابن زریع، روح ابن قاسم، زید بن اسلم، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ

انہوں نے اپنا ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں دے دیا پھر آپ نے اسے اس کے مالک کے پاس پایا تو اس نے اسے ضائع کر دیا تھا اور وہ غریب آدمی تھا آپ نے اسے خرید نے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کا ذکر کیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اگر چہ تجھے ایک درہم میں بھی دیا جائے تو بھی نہ خرید کیونکہ اپنے صدقہ میں لوٹنے والے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کتے کی مثال جو اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔

(صحیح مسلم باب الہبہ جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 668



کِتَابُ الْمَنَاقِبِ

مناقب کا بیان

مناقب جمع ہے منقبۃ کی جس کا مادہ ہے نقب، بمعنی پہاڑی دشوار گزار راستہ۔ اصطلاح میں فضیلت بزرگوں کو منقبت کہتے ہیں کہ انسان بمشکل اسے حاصل کرتا ہے، اسی سے ہے نقیب بمعنی سردار۔ قریش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو اور مچھلیوں کو کھائے اسے کوئی نہ کھائے، اصطلاح میں نضر ابن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں کہ یہ سب سے افضل ہے۔ قبیلہ ایک دادا کی اولاد کو کہتے ہیں، اونچا قبیلہ شعب ہے، اس کے نیچے قبیلہ، اس کے نیچے عمارت، اس کے نیچے بطن، اس کے نیچے فخذ ہے جیسے اردو میں قبیلہ، خاندان، نسب، کنبہ وغیرہ۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی

(يَآ يُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَا كُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰكُمْ) وَقَوْلِهٖ (وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا) وَمَا يُنْهٰى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ الشُّعُوْبُ النَّسَبُ الْبَعِيْدُ وَالْقَبَآئِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ

باب: رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبائل میں بانٹ دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو بے شک تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے بڑھ کر متقی ہو۔ اور رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے ذریعے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے سے خوفزدہ ہو یقیناً تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے اور جاہلیت کی طرح باپ دادوں پر فخر کرنا منع ہے شعوب شعب کی جمع ہے جس سے اوپر کا خاندان مراد ہے اور قبیلہ اس سے نیچے جو ہو۔

74۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا (وَجَعَلْنَا كُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا) قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَآئِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَآئِلُ الْبُطُوْنُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ مبارکہ و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا کی تفسیر میں مروی ہے کہ شعوب سے

مراد بڑے بڑے قبائل ہیں اور قبائل سے بطون مراد ہیں (یعنی بڑے قبیلہ کی شاخیں)

(الجمع بین الصحیحین: ج:2،ص:40، شرح مشکل الآثار: ج:6،ص:197، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3300)

75-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے عزت والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ وہ عرض گزار ہوئے: ہم اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر حضرت یوسف نبی اللہ علیہ السلام ہیں۔ (مسند احمد: رقم الحدیث:9568، صحیح مسلم: رقم الحدیث:2378، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:648، سنن الکبریٰ: رقم الحدیث:11249، سنن دارمی: رقم الحدیث:223)

76-حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا اَرَاَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَانَ مِنْ مُّضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُّضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

کلیب بن وائل کا بیان ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لے پالک حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان فرمائی ہے کہا کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ذرا یہ بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مضر سے تھے؟ کہا: نہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور کس قبیلہ سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مضر بنو نضر بن کنانہ سے تھے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:3532، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3302)

77-حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ لَهَا اَخْبِرِيْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُّضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُّضَرَ كَانَ مِنْ وَّلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

کلیب نے ہمیں خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ نے خبر دی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوکھلے کدو، سبز گھڑے، کھوکھلی کی ہوئی لکڑی کے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن کے استعمال سے روکا ہے۔ میں نے ان سے کہا: مجھے یہ بتایئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ کہا: تو اور کس قبیلہ سے تھے۔ مضر ہی کے تھے نضر بن کنانہ کی اولاد سے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:3532، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:12500)

78-حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هٰذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو کانوں کی مانند پاؤ گے جو جاہلیت میں اچھے ہیں اسلام میں بھی اچھے ہیں جب وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں امارت کے معاملہ میں سب سے بہتر ان لوگوں کو پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں اور سب سے برا اسے پاؤ گے جو دورخا ہے ان لوگوں کے پاس ایک رخ سے آتا ہے اور دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 10791، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5957، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 3844، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2526)

79۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ امارت کے معاملہ میں قریش کے تابع ہیں ان کا مسلمان ان کے مسلمانوں کے اور ان کا کافر ان کے کافروں کے یہ لوگ کان ہیں جو زمانہ جاہلیت میں اچھے ہیں وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں سب سے اچھا اس معاملہ میں ان لوگوں کو پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں حتیٰ کہ اس کے اندر واقع ہو جائیں۔ (مرجع السابق)

شرح

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلم قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافر قریش کے کافروں کے تابع۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 224 بحوالہ مسلم شریف)

اس فرمان عالی کے بہت معنی کیے گئے ہیں۔ قوی معنی یہ ہیں کہ زمانہ کفر میں بھی قریش تمام لوگوں کے سردار تھے کہ یہ حرم شریف کے باشندے، کعبہ کے پاسبان کلید بردار وغیرہ تھے حتیٰ کہ کفار عرب ان کا لباس لے کر طواف کرتے تھے ورنہ ننگے، پھر ہدایت واسلام میں بھی بقیہ لوگوں کے سردار ہوئے کہ حضور انور انہیں میں تشریف لائے، خلافت انہیں میں ہے۔ کفار عرب فتح مکہ کے منتظر تھے یہ فتح ہوا تو سب لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے۔ بہرحال قدرتی طور پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک قریش افضل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھلائی برائی میں قریش کے تابع ہیں۔

خیر سے مراد اسلام اور شر سے مراد ہے کفر یعنی قریش دوسرے کفار کے سردار تھے اور مومنین قریش دوسرے مومنوں کے

سردار ہیں، یہ مضمون بہت طرح سے احادیث میں وارد ہے۔احمد نے حضرت علی سے مرفوعًا روایت کی کہ اگر میں جنت کی زنجیر کھولوں تو پہلے بنی ہاشم کو وہاں داخل کروں۔ معلوم ہوا کہ خاندانی بزرگیاں قابل قبول ہیں، رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا:

"وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ"۔

(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکرالقبائل جلد 8 صفحہ 225 بحوالہ مسلم شریف)

خلافت وہ سلطنت ہے جس میں نیابت رسول بھی ہو۔ یہاں ھذا الامر سے مراد خلافت اسلامیہ ہے اور یہ خبر بمعنی امر ہے یعنی اگر دنیا میں دو قریشی بھی رہ جائیں تب بھی خلیفۃ المسلمین قریشی ہی ہونا چاہیے کہ ایک قریشی خلیفہ ہو اور دوسرا قرشی اور باقی لوگ اس کی رعایا لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آج تو عرصہ سے حکومت قریشیوں سے نکل چکی ہے۔ خیال رہے کہ خلیفہ صرف قرشی ہی ہوسکتا ہے مگر سلطان اسلام ہر مسلمان ہوسکتا ہے۔ خلافت اور ملوکیت میں یہ فرق ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے ملوکیت و سلطنت عام، پھر خلافت دو قسم کی ہے: خلافت راشدہ اور غیر راشدہ۔ خلافت راشدہ خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی پر ختم ہوگئی۔ اس کے چھ ماہ حضرت امام حسن نے پورے کیے، بعد میں خلافت غیر راشدہ یا ملوکیت ہوئی۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ خبر ہی ہے مگر اس میں عدل وانصاف کی قید ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ اگر قریش عادل ومنصف رہیں تو خلافت ان ہی میں رہے گی اگرچہ دو قرشی ہوں جب کہ ان میں انصاف نہ رہا تو ان سے خلافت نکل جاوے گی تب بھی حدیث ظاہر ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ چیز قریش میں ہے کہ نہیں دشمنی کرے گا ان کی کوئی مگر اسے اللہ اس کے منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا جب تک کہ دین قائم کریں۔

جب تک کہ قریش عدل وانصاف کریں دین اسلام قائم رکھیں تب تک ان کی شان یہ ہوگی کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے اور ان کا دشمن ذلیل وخوار ہوگا مگر جب قریش ہی دین سے الگ بلکہ دین کے دشمن ہوجاویں تو نہ وہ اس خلافت کے مستحق رہیں گے نہ ان کا مخالف ذلت وخواری کا حق دار بلکہ پھر حکومت دوسروں کو ملے گی، اس حدیث نے پچھلی حدیث کو واضح کردیا۔

(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکرالقبائل جلد 8 صفحہ 228 بحوالہ بخاری شریف)

روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا۔ جو سارے کے سارے قریش کے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا دین جاری رہے گا جب تک ان میں بارہ شخص والی ہوں جو سب قریش سے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ دین قائم رہے گا حتی کہ قیامت قائم ہوجاوے یا ان پر بارہ خلیفہ ہوں جو سارے قریش سے ہوں۔

یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت نہیں یعنی خلافت راشدہ کیونکہ اس کی مدت صرف تیس سال ہے جو امام حسن پر ختم ہوتی ہے بلکہ خلافت امارت مراد ہے، خلیفہ بمعنی امیر ہے۔ اہل سنت کے نزدیک اس فرمان عالی کے چند معنی کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ یہ واقعہ امام مہدی کے بعد سے قیامت تک ہوگا ڈیڑھ سو سال میں یہ بارہ خلفاء ہوں گے، پہلے پانچ خلیفہ سبط اکبر یعنی امام حسن کی

اولاد ہیں، پھر پانچ خلیفہ سبط اصغر یعنی امام حسین کی اولاد میں، پھر ایک خلیفہ امام حسین کی اولاد میں جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لے کر قیامت تک یہ خلفاء مختلف وقتوں میں ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور کے بعد سے مسلسل بارہ امیروں کے زمانہ تک دین غالب رہے گا کفار کا غلبہ نہ ہو سکے گا اگر چہ ان میں سے بعض فاسق ظالم ہوں گے جیسے یزید ابن معاویہ وغیرہ۔ چوتھے یہ کہ آخری زمانہ میں بیک وقت بارہ بادشاہ مختلف ممالک میں ایسے ہوں گے جن کے سبب اسلام غالب ہوگا۔ واللہ اعلم!

اس حدیث سے شیعہ اپنے بارہ امام ثابت کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں: علی، حسن، حسین، امام زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی تقی، حسن عسکری، آخری میں امام مہدی کہ یہ حضرات خلفاء برحق ہیں یعنی مستحق خلافت اگر چہ ان میں سے اکثر بظاہر خلیفہ نہ ہوئے۔ مگر یہ قول صراحۃً باطل ہے کہ شیعہ کے نزدیک ان کا زمانہ تا قیامت ہے ان کے زمانوں میں دین کہاں غالب رہا دین مغلوب ہو گیا حتی کہ امام مہدی کو غار میں چھپ جانا پڑا اب وہ قریب قیامت ہی آئیں گے۔ اہل سنت کی مذکورہ چار شرحوں میں تیسری شرح قوی معلوم ہوتی ہے، ان میں بارہ بادشاہوں میں آخری بادشاہ ولید ابن یزید ابن عبدالملک ابن مروان ہے، اس بادشاہ کے قتل ہونے پر مسلمانوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا، دیکھو اشعۃ اللمعات یہ ہی مقام۔ خلافت راشدہ اور غیر راشدہ اور امارت وسلطنت کا فرق ملحوظ رہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 228 بحوالہ بخاری ومسلم شریف)

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار کی اللہ مغفرت کرے، سالم کو اللہ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ رسول کی نافرمانی کی۔

قبیلہ غفار اور اسلمہ بغیر جنگ وجدال اسلام لائے، ان میں بڑے بڑے نامور صحابہ ہوئے جیسے حضرت ابوذر غفاری، ان وجوہ سے ان کی تعریف فرمائی۔ قبیلہ غفار پہلے حاجیوں کی چوری میں بدنام تھا، حضور نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی کہ خدایا زمانہ جاہلیت میں جو انہوں نے گناہ کیے ہیں وہ معاف فرمادے، قبیلہ اسلمہ والوں کو اسلمی کہتے ہیں۔

عصیہ قبیلہ وہ ہے جنہوں نے دھوکہ سے ستر قاری صحابہ کو بیر معونہ لے جا کر شہید کر دیا جن پر حضور انور نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی یہ واقعہ مشہور ہے، ان کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی لہٰذا یہ ہماری دعاؤں کا مستحق نہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 229 بحوالہ بخاری ومسلم شریف)

بخاری ومسلم کی روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ جہینہ بہتر ہیں بنی تمیم اور بنی عامر اور دونوں حلیفوں بنی اسد اور بنی غطفان سے۔

یعنی یہ مذکورہ چار قبیلہ بنی تمیم وبنی عامر سے افضل ہیں کیونکہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم سے پہلے اسلام لائے اور ان میں ایمان کے آثار بہت قوی ہیں۔ خیال رہے کہ تمیم اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے۔ ایک بار حضور انور نے بنی تمیم سے فرمایا تھا کہ بشارت قبول کر دیہ بولے حضور آپ نے ہم کو بشارتیں تو دے دیں ہم کو کچھ مال دیجئے، حضور انور کو اس جواب سے بہت صدمہ ہوا اور بنی

شعر قبیلہ سے فرمایا کہ اگر بنی تمیم نے بشارت قبول نہ کی تو تم قبول کرو اور انہوں نے بہت خوشی سے کہا کہ ہم قبول کرتے ہیں یا رسول ... قبیلہ بنی اسعد اور بنی غطفان زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حلیف تھے کہ ہم میں سے جس پر کوئی آفت آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔ بہر حال وہ چار قبیلے ان قبیلوں سے افضل ہیں، وجہ افضلیت حضور ہی جانتے ہیں ہمارا تو ان کی زبان ان کے فرمان پر ایمان ہے جس کو افضل کر دیا وہ افضل ہے جسے نیچا کر دیا وہ نیچا ہے۔

قسم خدا کی نہ اٹھ سکا قیامت تک　　　　کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 231 بحوالہ بخاری ومسلم شریف)

بَابٌ　باب:

80-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى) قَالَ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا وَلَهٗ فِيْهِ قَرَابَةٌ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ مبارکہ الالمودة فی القربٰی کی تفسیر میں یہ مروی ہے کہ اس سے مراد سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے اہل قرابت ہیں۔ پس فرمایا کہ اس کے اندر قریش کا کوئی بطن ایسا نہیں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت نہ ہو اس پر اس آیہ کریمہ کا نزول ہوا۔ یہاں مراد یہ ہے کہ میرے اور تمہارے مابین جو قرابت ہے اس کی پاسداری کرو۔

(مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3306)

81-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَّبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هَا هُنَا جَائَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسے نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے تھے ارشاد فرمایا: یہاں سے فتنہ برپا ہوں گے مشرق کی جانب سے اور جفاء اور دل کی سختی انہی میں ہے جو اونٹوں اور گایوں کی دموں کے پاس چلاتے پھرتے ہیں مراد ربیعہ اور مضر ہیں۔ (مرجع السابق باب خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعف الجبال)

تعارف راوی

ابو مسعود: آپ کا نام عقبہ بن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مورخین کہتے ہیں کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی ... ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰة، ابوعبد الله محمد بن عبد الله الخطيب عليه الرحمة، تحت حرف الميم، فصل في

الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

82-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَتِ الْيَمَنَ لِاَنَّهَا عَنْ يَّمِيْنِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامَ لِاَنَّهَا عَنْ يَّسَارِ الْكَعْبَةِ وَالْمَشْاَمَةُ الْمَيْسَرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرٰى الشُّؤْمٰى وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ الْاَشْاَمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فخر، تکبر، چیخنے چلانے والے، اونٹ چرانے والوں کے اندر ہے اور نرمی ملائمت بکریاں چرانے والوں میں ہے اور ایمان یمن میں ہے اور حکمت بھی یمن میں ہے۔ ابوعبداللہ نے فرمایا کہ یمن کو یمن اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ معظمہ کی سیدھی طرف ہے اور شام کو شام اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ معظمہ کی الٹی طرف ہے اور مشامہ الٹی کو کہا جاتا ہے اور شومی الٹے ہاتھ کو کہا جاتا ہے اور الاشام الٹی طرف کو کہا جاتا ہے۔ (مرجع السابق باب خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال)

شرح

ترمذی شریف کی روایت ہے حضرت عمران بن حصین سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند کرتے تھے ثقیف اور بنی حنیفہ اور بنی امیہ اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عمران بن حصین مشہور صحابی ہیں، حضرت ابوہریرہ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لائے، تیس سال بستر علالت پر رہے، چلنے پھرنے سے معذور تھے، آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے، ایک دوست آپ کی حالت زار دیکھ کر رونے لگے، آپ نے فرمایا اگر تم کو میری اندرونی حالت کی خبر ہوتی تو تم مجھ پر خوشی حاصل کرتے مجھے فرشتے برملا سلام کرتے ہیں انہیں جواب دیتا ہوں، اس لذت میں مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی، میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ آپ نے ۵۲ھ باون میں بصرہ میں وفات پائی۔

ثقیف بنی ہوازن کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے مورث کا لقب ثقیف تھا، اس کا نام قسی ابن منبہ ابن ابکر ابن حنفیہ ہوازن ہے۔ اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے جو اثال ابن الحلیم کی اولاد ہے۔ اثال کا لقب حنیفہ تھا، اسی قبیلہ کی عورت خولہ بن جعفر حنفیہ ہے جو حضرت علی کی بیوی ہے اس کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے، اس سے جو نسل چلی انہیں علوی کہا جاسکتا ہے یعنی حضرت علی کی اولاد۔ اور بنی امیہ مشہور قبیلہ ہے اس قبیلہ سے حضرت عثمان ابن عفان ہیں، امیہ ہاشم کا بھائی تھا، ہاشم کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے، ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امیہ کی اولاد اموی یا بنی امیہ کے نام سے موسوم ہے۔ ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ بڑے موذی وخطرناک ہوتے ہیں، بنی ثقیف میں ظالم حجاج ابن یوسف اور بنی عنیفہ میں مسیلمہ کذاب جس نے دعویٰ نبوت کیا، بنی امیہ میں یزید عبیداللہ ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بنی امیہ کا ہر فرد

حضور کو ناپسند تھا ورنہ حضرت عثمان بنی امیہ میں وہ ہستی ہیں جو حضور کی دو بیٹیوں کے خاوند ہوئے اس لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہا جاتا ہے، اس دنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا سوا آپ کے، ایسے ہی عمر ابن عبدالعزیز بنی امیہ سے ہیں رضی اللہ عنہم۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 237 بحوالہ ترمذی شریف)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا، عبداللہ ابن عصمہ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے۔ ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گنو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔

خیال رہے کہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے جو واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہو گیا، اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعویٰ نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہو کر۔ مختار کا باپ صحابی تھا، مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا، ۶۷ سڑسٹھ میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی۔

حجاج ابن یوسف بادشاہ عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا، یہ واسط میں ہلاک ہوا شوال ۷۵ پچھتر میں مرا عمر چون ۵۴ سال ہوئی۔

یعنی جن مسلمانوں کو حجاج نے قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان معرکہ جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے۔ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ظالم ہوا ہو۔ خدا کی پناہ!

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 239 بحوالہ ترمذی شریف)

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ
باب: قریش کے مناقب

83-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهٗ فِيْ وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِّنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ اَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَالْاَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ اَهْلَهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ

محمد بن جبیر بن مطعم حدیث بیان فرماتے ہیں کہ وہ قریش کے ایک وفد کے ساتھ معاویہ کے پاس تھے کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عنقریب قحطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا اس پر حضرت معاویہ رضی

اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے۔ انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اس کی شان کے مطابق فرمائی۔ پھر فرمایا: امابعد! بے شک مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں چند لوگ اس طرح کی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو کتاب اللہ میں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہیں یہ لوگ تمہارے جاہل ہیں ان سے بچو اور ان کی بیان کردہ گمراہ کرنے والی باتوں سے بچو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یقیناً یہ چیز قریش میں ہے اس معاملہ میں جو بھی ان سے مخالفت مول لے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل اوندھا گرا دے گا جب تک یہ لوگ دین قائم کرتے رہیں گے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2901، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8750، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3128، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16311، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2521)

84- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَّا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک ان میں سے دو شخص بھی باقی ہوں گے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1409، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 6939، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3310)

85- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ

قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِّنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ

وَّقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْاَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ اُنَاسٍ مِّنْ بَنِيْ زُهْرَةَ اِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَتْ اَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبدالمطلب کو عطا فرمایا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہم اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی منزلت کا تعلق رکھتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب صرف ایک ہی چیز ہیں۔ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بنی زہرہ کے لوگوں کی معیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ بنو زہرہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت قرابت کی بناء پر بہت زیادہ نرم دل تھے۔ (مرجع السابق باب ومن الدلیل علی ان الخمس للامام... الخ)

تعارف راوی

جبیر بن مطعم: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، قرشی نوفلی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، مدینہ منورہ میں رہے، ۵۴ھ میں مدینہ

منورہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

86-حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِىَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار میرے مددگار ہیں اور ان کا مولیٰ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی نہیں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2329، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 15187، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3313)

87- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اَحَبَّ الْبَشَرِ اِلٰى عَآئِشَةَ بَعْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَآءَهَا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ اِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِىْ اَنْ يُّؤْخَذَ عَلٰى يَدَيْهَا فَقَالَتْ اَيُؤْخَذُ عَلٰى يَدَىَّ عَلَىَّ نَذْرٌ اِنْ كَلَّمْتُهٗ فَاسْتَشْفَعَ اِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّبِاَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّوْنَ اَخْوَالُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِيَغُوْثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ اِذَا اسْتَاْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَاَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰى بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ فَقَالَتْ وَدِدْتُّ اَنِّىْ جَعَلْتُ حِيْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا اَعْمَلُهٗ فَاَفْرُغُ مِنْهُ

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سارے لوگوں سے بڑھ کر زیادہ اچھے لگتے تھے اور وہ سارے لوگوں سے بڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نیکی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق سے جو بھی آتا وہ اسے جمع نہ کرتی تھیں بلکہ صدقہ فرمادیتی تھیں۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چاہئے کہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا میرے ہاتھوں کو پکڑ لیا جائے گا اگر میں اس سے بات کر جاؤں تو میرے اوپر منت ہے۔ اس پر قریش کے لوگوں نے اور خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموؤں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سفارش کی تو آپ رضی اللہ عنہا نے انکار فرمادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زہریون نے ان میں عبدالرحمان بن اسود بن عبدیغوث اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ

عنہ بھی تھے انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا: جب ہم ان سے اجازت لے کر اندر چلے جائیں تو تم بھی پردہ کر کے اندر ہو جانا چنانچہ انہوں نے اسی طرح ہی کیا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے بعد) حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں دس غلام بھیجے (کفارہ ادا کرنے کے لئے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد فرما دیا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل آزاد فرماتی رہیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں نے قسم اٹھائی تھی تو میں منت کو معین فرما دیتی حتیٰ کہ میں منت سے بری الذمہ ہو جاتی۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3348، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3347)

شرح

ترمذی شریف کی روایت ہے حضرت سعد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا خدا اسے ذلیل کرے گا۔ جو شخص قریشی خاندان کو ذلیل کرے وہ دنیا و آخرت میں یا فقط آخرت میں ذلیل و رسوا کیا جاوے گا اور جو قریش کو اس لیے ذلیل جانے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے تو وہ کافر ہے، اگر کسی قرشی سے ذاتی جھگڑا ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 233 بحوالہ ترمذی شریف)

حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی تو نے اگلے قریش کو تکلیف چکھائی ہے تو ان کے پچھلوں کو بخشش چکا۔

یعنی قریش پر اسلام لانے سے پہلے بدر، احزاب میں شکستیں اور اس سے پہلے خشک سالی قحط کی آفات آ چکی ہیں، اب جب یہ لوگ مسلمان ہو چکے تو انہیں نعمتیں فتوحات ارزانی وغیرہ عطا فرما، یہ ہے کرم نوازی کہ دشمنی کے زمانہ کی تکالیف کا بھی انعام دلوا رہے ہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 234)

حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلم قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافر قریش کے کافروں کے تابع۔

اس فرمان عالی کے بہت معنی کیے گئے ہیں۔ قوی معنی یہ ہیں کہ زمانہ کفر میں بھی قریش تمام لوگوں کے سردار تھے کہ یہ حرم شریف کے باشندے، کعبہ کے پاسبان کلید بردار وغیرہ تھے حتیٰ کہ کفار عرب ان کا لباس لے کر طواف کرتے تھے ورنہ ننگے، پھر ہدایت و اسلام میں بھی بقیہ لوگوں کے سردار ہوئے کہ حضور انور انہیں میں تشریف لائے، خلافت انہیں میں ہے۔ کفار عرب فتح مکہ کے منتظر تھے یہ فتح ہوا تو سب لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے بہر حال قدرتی طور پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک قریش افضل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 224)

حضرت امیر معاویہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ چیز قریش میں ہے کہ نہیں دشمنی کرے گا ان کی کوئی مگر اسے اللہ اس کے منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا جب تک کہ دین قائم کریں۔

یعنی جب تک کہ قریش عدل و انصاف کریں دین اسلام قائم رکھیں تب تک ان کی شان یہ ہوگی کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے

اوران کا دشمن ذلیل وخوار ہوگا مگر جب قریش ہی دین سے الگ بلکہ دین کے دشمن ہوجاویں تو نہ وہ اس خلافت کے مستحق رہیں گے نہ ان کا مخالف ذلت وخواری کا حق دار بلکہ پھر حکومت دوسروں کو ملے گی، اس حدیث نے پچھلی حدیث کوواضح کر دیا۔

(مرأة المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 227 بحوالہ بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں تین وجہوں سے بنی تمیم سے محبت کرتا رہا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے سنا، میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ یہ لوگ میری امت میں دجال پر سخت تر ہوں گے ا۔ فرمایا ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں ۲۔ اور جناب عائشہ کے پاس ان میں کی ایک لونڈی تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کردو کہ یہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہے۔

(مرأة المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 232 بحوالہ بخاری ومسلم)

یعنی دجال کے خروج کے وقت بنی تمیم بہت زیادہ ہوں گے، دجال کا مقابلہ سب سے زیادہ یہ ہی کریں گے، یہ مقابلہ ان کے قوت ایمان کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض افراد کی عظمت کی وجہ سے ساری قوم کو عظمت مل جاتی ہے خواہ وہ افراد اب ہوں یا پہلے ہو چکے ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں۔ یہاں تیسری قسم کی عظمت ہے کہ دجال سے مقابلہ کرنے والے تمیمی قریب قیامت ہوں گے مگر اس قوم کا احترام محبت آج ہی سے ہے۔

یعنی حضور انور نے بنی تمیم کو اپنی قوم فرمایا، اس نسبت سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

بد ہیں تو تمہارے ہیں بھلے ہیں تو تمہارے نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

ہم لاکھ بار کہیں کہ حضور ہمارے رسول ہیں اگر وہ ایک بار فرمادیں کہ تو ہمارا امتی ہے تو تقدیر کھل جاوے۔

رضا قسمت ہی کھل جاوے جو طیبہ سے خطاب آئے کہ تو ادنی سگ درگاہ دربار معالی ہے

خیال رہے کہ ہم مذہب، ہم مشرب، ہم وطن، ہم پیشہ، ہم نسب، ہم زبان، ہم استاذ، ہم پیران سب کو قوم کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم وطن یا ہم زبان کے معنی سے قوم فرمایا گیا ورنہ بنی تمیم قرشی ہاشمی نہیں ہیں۔

یعنی بنی تمیم عرب میں اولاد اسمٰعیل سے ہیں، اس خاندان اور عرب اس نسل کا غلام آزاد کرنا افضل ہے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد پر احسان کرنا دوسروں پر احسان کرنے سے افضل ہے، اولاد سے سلوک آباء اجداد کی خوشنودی کا باعث ہے۔ بعض مسلمان گیارہویں شریف کا کھانا حضور غوث پاک کی اولاد یعنی حسنی سیدوں کو کھلاتے ہیں یعنی انہیں ترجیح دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہوسکتی ہے، اصل سے نسل کو شرف ملتا ہے مگر کبھی نسل سے اصل کو۔

روایت ہے حضرت سعد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا خدا اسے ذلیل کرے گا۔

جو شخص قریشی خاندان کو ذلیل کرے وہ دنیا وآخرت میں یا فقط آخرت میں ذلیل ورسوا کیا جاوے گا اور جو قریش کو اس لیے ذلیل جانے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے تو وہ کافر ہے، اگر کسی قرشی سے ذاتی جھگڑا ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔

(مرأة المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 233 بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں آپ کے ذریعہ تو اللہ نے ہم کو ہدایت دی فرمایا کہ تم عرب سے بغض رکھو تو مجھ سے ہی رکھو گے اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت سلمان فارسی یعنی ایران کے رہنے والے تھے، عرب میں رہنے لگے۔ بعض طبعتوص میں صوبائی یا ملکی تعصب ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ اچھا دوسرا صوبہ وہاں کے لوگ برے اس کی پیش بندی فرماتے ہوئے یہ ارشاد ہوا کہ یہاں فارسیت اور عربیت کا فرق نہ کرنا۔ یہ کلام شریف اگلے کلام کی تمہید ہے ان تعصبوں سے اللہ بچائے مگر کس نفیس طریقہ سے تعلیم فرمائی سبحان اللہ! اپنے ذکر سے ابتداء فرمائی تا کہ ان کے قلب پر گہرا اثر ہو۔

یعنی جب انسان اپنے ماں باپ سے عداوت نہیں کرتا جن سے جان ملتی ہے تو حضور سے تو ہم کو ایمان، قرآن عرفان بلکہ رحمان ملا تو کیسے ہوسکتا ہے کہ میں حضور سے بغض رکھوں۔

یعنی عرب سے اس لیے نفرت کرنا کہ وہ عرب ہیں حضور سے بغض ہے کیونکہ حضور سرکار عربی ہیں، قرآن عربی میں ہے لہٰذا مدینہ منورہ کے منافقین اور عرب کے یہودیوں، نجد کے وہابیوں سے نفرت کرنا ان سے بغض رکھنا بالکل درست ہے کہ اس میں کفر سے نفرت ہے نہ کہ ان کے عربی ہونے سے، حضور کی ہر منسوب چیز سے الفت رکھنا علامت ایمان ہے، اس نسبت سے نفرت کرنا علامت کفر ہے، دیکھو صفا مروہ پہاڑوں کو حضرت ہاجرہ سے نسبت ہے تو انہیں شعائر اللہ فرمایا

"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ"

اور شعائر اللہ کی تعظیم دلی تقویٰ ہے

"وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعٰٓئِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ".

بَابٌ نُزِلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

باب: قرآن مجید کا قریش کی زبان پر نازل ہونا

88-حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَاللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو بلوایا تو انہوں نے قرآن مجید کو مصاحف میں رقم کردیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین اہل قریش کے گروہ سے فرمایا: جب تم میں اور حضرت زین بن ثابت رضی اللہ عنہ میں قرآن مجید کے کسی لفظ کو لکھنے میں اختلاف پڑ جائے تو اسے قریش کی زبان پر لکھ لینا کیونکہ قرآن مجید صرف ان ہی کی زبان پر نازل

ہوا ہے چنانچہ انہوں نے یونہی کیا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:18، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:128، جامع الاحادیث: رقم الحدیث:31693، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3029، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث:92)

شرح

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو کیونکہ میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اور جنتی لوگوں کی بولی عربی ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 251 بحوالہ بیہقی شعب الایمان)

عرب سے مراد عرب کے مؤمنین ہیں، کفار عرب اور عرب کے یہود و نصاریٰ سے نفرت و عدوات ضرور ہے کہ یہ نفرت ان کے کفر سے ہے نہ کہ عربی ہونے سے۔ مؤمنین عرب ہمارے سروں کے تاج ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں۔

یہاں مرقات میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی، قرآن مجید عربی، جنتیوں کی زبان عربی، قبر کا حساب عربی زبان میں ہے، عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح زیادہ مختصر ہے، عرب نے حضور سے شریعت لی ہم کو پہنچائی، انہوں نے ہی کفار سے اولاً جہاد کیے، انہوں نے ہی حضور کے اقوال و اعمال دیکھے اور سنے وہ اسلام کی اصل ہیں، انہوں نے ہی اطراف عالم میں اسلام پھیلایا، بدر و حنین بلکہ یرموک اور قادسیہ وغیرہ غزوات انہوں نے ہی جیتے وہ حضرت اسمعیل کی اولاد ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی عربی زبان نہیں ہوگی یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہے جو عربی میں ہے، اس کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان کی تلاوت نماز میں درست، حضرت جبریل علیہ السلام نے جو قرآن حضور کو سنایا وہ عربی تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے اس لیے قبر و حشر کے سارے کاروبار عربی میں ہوں گے، اہل جنت کی زبان عربی ہی رہتی ہے۔ دوزخیوں کی زبان بدل جاتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 251 بحوالہ بیہقی شعب الایمان)

قریش کی زبان (عربی) ایسی ہے کہ ساری دنیا مل کر بھی اس زبان کی نقل نہیں کر سکتی۔ اس کا ایک ایک لفظ فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے۔ اس کا ایک ایک جملہ نگینے کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اس کی ہر بات حرف آخر ہے۔ اور اس کا یہ چیلنج کہ تم اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ آج تک جواب سے محروم ہے اور ساری دنیا اس کے سامنے گنگ ہو کر رہ گئی ہے۔

اگر ان چند پہلوؤں پر غور کر لیا جائے اور غور کرنے والا عصبیت سے اندھا نہ ہو چکا ہو تو چاہے اس کے اندر نفاق کی بھٹی کیوں نہ سلگ رہی ہو وہ یہ اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کتاب اللہ کی کتاب ہے۔ اور جس ذات عزیز پر اتری ہے وہ اللہ کے رسول ہیں۔

تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا و مولےٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی زبان ہے قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا، اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی، جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اسے ثواب ملے گا۔ یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری ہے، قرآن و حدیث اور دین کے تمام اصول و فروع اسی زبان میں ہیں اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

قرآنِ مجید کو صرف عربی زبان میں ہی کیوں نازل کیا گیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے رسول ہیں لیکن قرآن کو ہر زبان میں نازل نہیں کیا گیا کیونکہ ہزاروں کی تعداد میں زبانیں ہر زمانے میں بولی جاتی رہی ہیں تو قرآن کو ہر زبان میں نازل کرنا کئی اور طرح کی پیچیدگیوں کا باعث ہوتا لہٰذا اس وقت کی روئے زمین کی سب سے مرکزی اور مُطلقاً فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ زبان یعنی عربی میں قرآن پاک کو نازل کیا گیا تا کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی اپنے قول وعمل سے بہترین تشریح فرما دیں اور پھر آپ کی امت دنیا بھر کی زبانوں میں ان تعلیمات کو منتقل کر دے۔

عربی زبان کی فضیلت:

اس آیت سے عربی زبان کی دیگر زبانوں پر فضیلت بھی ثابت ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے کسی اور زبان میں نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین وجہوں سے عربوں سے محبت رکھو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہلِ جنت کی زبان بھی عربی ہے۔

(معجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ: محمد، ۴/ ۱۶۴، الحدیث: ۵۵۸۳)

حضرت فقیہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جان لو کہ عربی زبان تمام زبانوں سے افضل ہے تو جس نے عربی زبان خود سیکھی یا کسی اور کو سکھائی اسے اجر ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔

(روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۵، ۶/ ۳۰۷)

یاد رہے کہ قرآنِ پاک کے سوا کوئی آسمانی کتاب عربی زبان میں نہ آئی کیونکہ عرب میں حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نبی تشریف نہ لائے، اس سے معلوم ہوا کہ عربی زبان تمام زبانوں سے اشرف ہے کہ اس زبان میں قرآنِ پاک آیا، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی، مرنے کے بعد سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے، عربی میں ہی قبر اور قیامت کا حساب ہوگا اور اہلِ جنت کی زبان عربی ہوگی۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ

مِنْهُمْ اَسْلَمُ بْنُ اَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِّنْ خُزَاعَةَ

باب: یمن کی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جانب نسبت

اہلِ یمن میں سے اسلم بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

89-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَّاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ

مَا لَهُمْ قَالُوْا وَ كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ اسلم کی جانب تشریف لے چلے وہ بازار کے اندر تیراندازی کر رہے تھے ارشاد فرمایا: اے بنو اسماعیل! تیراندازی کرو کیونکہ تمہارے والد محترم بھی تیرانداز تھے اور میں دو تیراندازی کرنے والوں میں سے ایک بنی فلاں کی معیت ہوں اس پر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ دریافت فرمایا: انہیں کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا: ہم کس طرح تیراندازی کریں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو فلاں کی معیت ہیں۔ ارشاد فرمایا: تم تیراندازی کرو اور میں تم ساروں کی معیت ہوں۔ (معجم الاوسط: جز: 6، ص: 258، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 6292، سنن البیہقی الکبری: رقم الحدیث: 19539، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4693، مسند احمد: رقم الحدیث: 15931)

تعارف راوی

سلمٰی: آپ رافع کی والدہ اور ابو رافع کی بیوی ہیں، حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کی دائی یعنی دودھ کی ماں ہیں، حضرت فاطمہ کو بنت عمیس کے ساتھ غسل میت دیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین،، فصل فی الصحابیات، رحمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، ساہ احسان)

شرح

یمن یا تو بنا ہے یمین سے بمعنی داہنی جانب بائیں کی مقابل، چونکہ یہ مکہ مظمہ سے داہنی طرف ہے اس لیے اس علاقہ کو یمن کہا جاتا ہے، یا بنا ہے یمن بمعنی برکت سے، چونکہ یہ متبرک علاقہ ہے لہٰذا یمن کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ عرب کا پانچواں صوبہ ہے آج کل اس کا دارالخلافہ عدن ہے۔ شام اس علاقہ کا نام ہے جو فلسطین سے متصل ہے اس کا دارالخلافہ آج کل دمشق ہے۔ یا تو شام مقابل ہے یمن کا بمعنی بائیں جانب، چونکہ یہ مکہ معظمہ سے بائیں طرف ہے لہٰذا شام کہلاتا ہے، یا سام ابن نوح علیہ السلام کی طرف نسبت ہے استعمال میں بجائے سام کے شام ہو گیا، اس زمین میں کچھ سفید سرخ کالے نشانات ہیں جیسے جسم پر تل، عربی میں تل کو شامہ کہتے ہیں ان وجوہ سے اسے شام کہتے ہیں۔ یہاں یمن اور شام کے ذکر سے مراد مطلقاً ان کا ذکر ہے خواہ اس سرزمین کا ذکر ہو یا وہاں کے باشندوں کا۔

اہل یمن کی فضیلت:

حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رءوف رّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے پاس اہلِ یمن آئے وہ دلوں کے نرم ہیں ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی ہے۔''

(مسلم، کتاب الایمان، باب تفاضل اھل الایمان...الخ ص ۴۵، حدیث: ۵۲)

یمن کے مرتدین کے خلاف جہاد

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد تقریباً پورے ملک یمن میں ارتداد پھیل گیا تھا،

اسود عنسی کا تو خاتمہ ہو چکا تھا لیکن یمن کے مرتدین میں دو مشہور سردار بھی تھے۔ ایک قیس بن مکشوح اور دوسرا عمرو بن معدی کرب۔ یمن کے مسلمانوں کو مرتدین یمن نے بہت ستایا۔ ملک یمن کے علاقے صنعاء کی طرف حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے روانہ فرمایا تھا جو کہ مکہ وطائف سے مسلمانوں کی جمعیت کو ہمراہ لیتے ہوئے نہایت تیز رفتاری سے علاقہ نجران میں داخل ہو کر خیمہ زن ہوئے۔ یمن کے دونوں مرتد سردار پہلے ہی سے تیار تھے۔ عمرو بن معدی کرب عرب کا ایک مشہور سردار تھا، جس کی صف شکنی کی تمام ملک میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لیے حضرت سیّدنا مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کی بے قیاس ولاتعداد افواج میں اپنے آپ کو محصور دیکھ کر اپنے ہمراہیوں کو جراءت وغیرت دلائی اور ان کی ہمت بندھائی، پھر مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ نہایت سخت معرکہ ہوا۔ لشکر اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، قیس وعمرو دونوں سردار مسلمانوں کی قید میں آئے۔ دونوں کو بارگاہِ صدیقی میں پیش کیا گیا تو دونوں نے اپنے ارتداد سے پشیمانی کا اظہار کیا اور توبہ کر کے بخوشی اسلام قبول کر لیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دونوں کو معاف فرما دیا۔ یہ دونوں سردار آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے دوبارہ یمن واپس آ گئے۔ (الکامل فی التاریخ، ج ۲ ص ۲۲۸ تا ۲۳۰)

بَاب باب:

90-حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ يَعْمَرَ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَّجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيْهِمْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی بھی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسری جانب اپنے نسب کا دعویٰ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور جو آدمی ایسی قوم میں اپنے نسب کا دعویٰ کرے جس میں اس کا نسب ہی نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنا لے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 21465، الادب المفرد: رقم الحدیث: 433، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 61، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 2319، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2319)

تعارف راوی

ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب بن جنادہ ہے، عظیم الشان صحابی ہیں، حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ آ کر ایمان لائے، آپ پانچویں مؤمن ہیں، پھر اپنی قوم میں واپس گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، ۳۲ میں آپ کی وفات ہے، آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الذال، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

91- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِيَ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ اَوْ يَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک بڑے کذاب میں سے صرف اتنا ہے کہ وہ اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب خود کو منسوب کرلے یا اپنی آنکھوں کو اس چیز کا دیکھنے والی بیان کرے جو اس نے دیکھا بھی نہ ہو یارسول اللہ! کی جانب ایسی بات منسوب کردے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہی نہ ہو۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2977، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 178، مسند احمد: رقم الحدیث: 16366، مسند الشامیین: رقم الحدیث: 1053، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 16532)

تعارف راوی

واثلہ بن اسقع: آپ لیثی ہیں، جب حضور انور غزوہ تبوک کی تیاری فرمارہے تھے تب آپ ایمان لائے، مشہور یہ ہے کہ آپ نے تین سال حضور انور کی خدمت کی صفہ والوں سے تھے پہلے بصرہ میں رہے پھر شام میں آپ کا گھر دمشق سے تین کوس دور بلاء میں تھا پھر بیت المقدس چلے گئے وہاں ہی وفات پائی سو برس عمر ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الواؤ، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بناء احسان)

92-حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِالْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَّبِيْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ اَمَرْتَنَا بِاَمْرٍ نَاْخُذُهٗ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهٗ مَنْ وَّرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَاَنْ تُؤَدُّوا اِلَى اللّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عبدالقیس کے وفد نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس قبیلہ ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں ہمارے اور آپ ﷺ کے مابین کفار مضر حائل ہیں لہٰذا ہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حرمت والے مہینوں کے سوا نہیں آسکتے اگر آپ ﷺ ہم کو ایسی چیز کا حکم ارشاد فرمائیں جسے ہم آپ ﷺ سے لے کر ان لوگوں تک پہنچادیں جو ہمارے پیچھے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو چار چیزوں کا حکم ارشاد فرماتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس بات کی شہادت بیان کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ رب تعالیٰ کی طرف ادا کرو اور میں تمہیں خشک کھوکھلے کدو، سبز رنگ کے گھڑوں، کھوکھلی لکڑی اور تارکول ملے ہوئے برتنوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔ (مرجع السابق باب اداء الخمس من الایمان)

93-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللهِ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر اقدس پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سنو! فتنہ یہاں ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرق کی جانب اشارہ فرما رہے تھے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

(مرجع السابق باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... الخ)

شرح

صحیح حدیث شریف میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں، سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ... الخ، الحدیث: ۱۳۷۰، ص ۷۱۲)

اور بعض سُفہائے بے عقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے، صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سیّد بن بیٹھتے ہیں اور اس بناء پر اپنے آپ کو سیّد کہتے کہلاتے ہیں یہ بھی محض جہالت و معصیت اور وہی دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے نہ (کہ) ماں سے۔

قال الله تعالیٰ: (وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ)(پ۲، البقرۃ: ۲۳۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور جس کا بچہ ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی "خزائن العرفان" میں ارشاد فرماتے ہیں: "یعنی والد، اس اندازِ بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔"

امام خیرالدین رملی نے فتاویٰ خیریہ پھر علامہ شامی نے ردّالمحتار اور دیگر علماء نے اپنے اَسفار میں تصریح فرمائی کہ جس کی ماں سیدانی ہو اگرچہ اس وجہ سے وہ ایک فضیلت رکھتا ہے مگر زنہار (ہرگز) سید نہ ہو جائے گا۔

(ردّالمحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، ج ۴، ص ۱۹۸)

علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قُدِّسَ سِرُّہُ الْقُدْسِیُّ نے حدیقہ ندیہ میں ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص اگر اپنے آپ کو سیّد کہے تو اسی وعید میں داخل ہے کہ اس پر خدا و ملائکہ و ناس کی لعنت اور اس کی عبادتیں مردود اور اکارت۔

والعیاذ باللہ ربّ العالمین۔ (الحدیقۃ الندیۃ، النوع الرابع من الانواع الستین الکذب، ج ۲، ص ۲۰۹-۲۱۰)

نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے اپنے نسب سے براءت اختیار کی یا جس نے غیر معروف نسب کا دعویٰ کیا اس نے کفر کیا اگرچہ تھوڑا ہی الگ ہوا ہو۔"

(المسند للامام احمد ابن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث: ۷۰۳۹، ج ۲، ص ۶۷۳)

اسی طرح کی حدیث حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" جس نے غیر معروف نسب کا دعویٰ کیا اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کیا اور جو اپنے نسب سے الگ ہوا خواہ تھوڑا ہی الگ ہوا ہو اس نے اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کیا۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۵۷۵، ج ۶، ص ۲۲۱)

رسول اکرم، شفیع معظّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن سے وہ قیامت کے دن نہ تو کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے والدین سے منہ موڑتے ہوئے بیزاری ظاہر کرنے والا، اپنے بیٹے سے براءت اختیار کرنے والا اور وہ شخص جس پر کسی قوم نے احسان کیا تو وہ اس کے احسان سے انکار کر کے اس سے براءت اختیار کر بیٹھا۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن انس الجھنی، الحدیث: ۱۵۶۳۶، ج ۵، ص ۳۱۲)

جو کسی قوم کے معزز لوگوں کی اجازت کے بغیر سردار بنا اس پر اللہ عزوجل، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور قیامت کے دن نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ (صحیح مسلم، کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، الحدیث: ۳۷۹۲، ص ۹۳۸)

حضور نبئ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:" جس نے حالتِ اسلام میں ایسے شخص کے لئے باپ ہونے کا دعویٰ کیا جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۱۹، ص ۶۹۱)

بَابُ ذِكْرِ اَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَاَشْجَعَ

باب: اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع کا ذکر

94-حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّاَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے مددگار ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔

(مرجع السابق باب مناقب قریش)

95-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر اقدس پر جلوہ افروز ہو کر یہ دعا دی کہ غفار کی رب تعالیٰ بخشش فرمائے اور اسلم کو رب تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ (مسند احمد: رقم

الحدیث:4702،شرح السنۃ:رقم الحدیث:3851،صحیح ابن حبان:رقم الحدیث:7289،سنن الترمذی:رقم الحدیث:3967،صحیح مسلم:رقم الحدیث:2518)

96-حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللهُ وَغِفَارُ غَفَرَ اللهُ لَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ اسلم کو سلامت رکھے اور غفار کی رب تعالیٰ بخشش فرمائے۔ (مرجع السابق)

97-حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِاللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِاللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ

عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذرا یہ بتاؤ کہ اگر جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار بنو تمیم، بنو اسد اور بنی عبداللہ بن غطفان سے بہتر ہوں اور بنی عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں؟ تو ایک شخص نے عرض کیا: وہ تو پھر نامراد ہو گئے اور نقصان اٹھا بیٹھے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبداللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ سے بہتر ہیں۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4،ص:485، البحر الزخار: رقم الحدیث:3060، معجم الصغیر: رقم الحدیث:144، سنن الترمذی: رقم الحدیث:3887، صحیح مسلم: رقم الحدیث:4584)

98-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ

عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اقرع بن حابس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ حجاج کا سامان چوری کر لینے والوں ہی نے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ اسلم، غفار اور مزینہ اور گمان کرتا ہوں جہینہ بھی۔ اور ابن ابی یعقوب نے شک کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذرا یہ بتاؤ کہ اگر اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ بنی تمیم اور بنی عامر اور اسد و غطفان سے بہتر ہوں تو یہ لوگ خائب و خاسر ہو گئے۔ عرض کیا: ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً ان سے وہ لوگ ضرور بہتر ہیں۔ (مرجع السابق)

99-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْئٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ اَوْ قَالَ شَيْئٌ مِنْ جُهَيْنَةَ اَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ اَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اَسَدٍ وَّتَمِيْمٍ وَّهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا کہ اسلم اور غفار اور چند مزینہ وجہینہ کے لوگ یا ارشاد فرمایا: چند جہینہ ومزینہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں یا ارشاد فرمایا: بروز حشر اسد اور تمیم اور ہوازن اور غطفان سے بہتر ہیں۔ (مرجع السابق)

شرح

حضرت ابن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار کی اللہ مغفرت کرے، سالم کو اللہ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ رسول کی نافرمانی کی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 229)

قبیلہ غفار اور اسلمہ بغیر جنگ وجدال اسلام لائے، ان میں بڑے بڑے نامور صحابہ ہوئے جیسے حضرت ابوذر غفاری، ان وجوہ سے ان کی تعریف فرمائی۔ قبیلہ غفار پہلے حاجیوں کی چوری میں بدنام تھا، حضور نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی کہ خدایا زمانہ جاہلیت میں جوانہوں نے گناہ کیے ہیں وہ معاف فرمادے، قبیلہ اسلمہ والوں کو اسلمی کہتے ہیں۔

عصیہ قبیلہ وہ ہے جنہوں نے دھوکہ سے ستر قاری صحابہ کو بیر معونہ لے جاکر شہید کردیا جن پر حضور انور نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی یہ واقعہ مشہور ہے، ان کے متعلق ارشاد ہورہا ہے کہ اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی لہٰذا یہ ہماری دعاؤں کا مستحق نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع آپس میں دوست ہیں ان کا اللہ رسول کے سوا کوئی دوست نہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 230)

موالی اگری کے شد سے ہو تو معنی ہیں کہ یہ ساتوں قبیلے میرے دوست میرے پیارے ہیں اور اگری کے سکون سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے اسلامی دوست ہیں ان کے دلوں میں غبار نہیں۔

یعنی ان ساتوں قبیلوں کو صرف اللہ رسول سے محبت ہے، ان کی وجہ سے مسلمانوں سے الفت ہے، یہ کفر اور کفار سے بالکل محبت نہیں رکھتے ان سے کٹے ہوئے اور ان سے بے تعلق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار سے کٹا ہوا رہنا ایک محمود وصف ہے۔

روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ جہینہ بہتر ہیں بنی تمیم اور بنی عامر اور دونوں حلیفوں بنی اسد اور بنی غطفان سے۔

یعنی یہ مذکورہ چار قبیلہ بنی تمیم وبنی عامر سے افضل ہیں کیونکہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم سے پہلے اسلام لائے اور ان میں ایمان کے آثار بہت قوی ہیں۔ خیال رہے کہ تمیم اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے۔ ایک بار حضور انور نے بنی تمیم سے فرمایا تھا کہ بشارت قبول کرو یہ بولے حضور آپ نے ہم کو بشارتیں تو دے دیں ہم کو کچھ مال دیجئے، حضور انور کو اس جواب سے بہت صدمہ ہوا اور بنی اشعر قبیلہ سے فرمایا کہ اگر بنی تمیم نے بشارت قبول نہ کی تو تم قبول کرو اور انہوں نے بہت خوشی سے کہا کہ ہم قبول کرتے ہیں یا رسول



اللہ۔قبیلہ بنی اسعد اور بنی غطفان زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حلیف تھے کہ ہم میں سے جس پر کوئی آفت آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔بہر حال وہ چار قبیلے ان قبیلوں سے افضل ہیں،وجہ افضلیت حضور ہی جانتے ہیں ہمارا تو ان کی زبان ان کے فرمان پر ایمان ہے جس کو افضل کردیا وہ افضل ہے جسے نیچا کردیا وہ نیچا ہے۔

قسم خدا کی نہ اٹھ سکا قیامت تک کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 231)

روایت ہے حضرت ابو عامر اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسد اور اشعری لوگ بہترین قبیلے ہیں وہ لوگ جنگ میں بھاگتے نہیں خیانت کرتے نہیں وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں۔

آپ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہیں،عظیم الشان صحابی ہیں،غزوہ حنین میں شہید ہوئے،حضور انور نے آپ کی وفات پر دعا کی کہ الٰہی اسے بہت سوں کی سرداری عطا فرما۔

یہ دونوں قبیلے یمن کے ہیں ان میں بڑے بڑے صحابہ ہوئے۔

یعنی ان قبیلوں میں تین وصف ہیں: بہادری کہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگتے نہیں،امانت داری کہ کبھی خیانت نہیں کرتے،مجھ سے قرب روحانی کہ وہ مجھ سے قریب ہیں میں ان سے قریب،یہ تیسری بات سب سے اعلیٰ ہے۔قرب سے مراد روحانی اور دلی قرب ہے۔اس فرمان میں اشارہ اس جانب ہے کہ یہ لوگ متقی ہیں کیونکہ

"اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ".

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ازد اللہ کا لشکر ہے زمین میں لوگ انہیں پست کرنا چاہیں گے اور اللہ نہ چاہے گا مگر انہیں بلند کرنا اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ کوئی کہے گا ہائے ہائے کاش کہ میرا باپ ازدی ہوتا اور ہائے کاش کہ میری ماں ازدیہ قبیلہ کی ہوتی اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

ازدشنوءہ ایک مشہور قبیلہ ہے جو ازد ابن یغوث کی اولاد سے ہے،سارے انصار ہی اس کی اولاد سے ہیں،یہ ازد ابن یغوث یمن میں رہتا تھا وہ ازد ابن یغوث ابن لیث ابن مالک ابن کہلان ابن سبا ہے،ان لوگوں کو ازد اللہ اس لیے کہا گیا کہ وہ پہلے ہی سے بڑے بہادر جنگ میں ثابت قدم رہنے والے تھے،پھر اس قبیلہ یعنی انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت شاندار خدمات انجام دیں اسلام کے پھیلانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔

یعنی کفار انہیں ذلیل کرنا چاہیں گے مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں غالب اور عزت والا رکھے گا۔اس میں غیبی خبر ہے ایسا ہی ہوا اب تک انصار کا بڑا احترام ہے اور رہے گا۔

یعنی قبیلہ ازد کی ایسی عزت ہوگی کہ لوگ اس پر رشک کریں گی حتی کہ بڑی عزت والے انسان بھی کہا کریں گے کہ کاش ہم بھی ازدی ہوتے حتی کہ کہا جاوے گا کہ ہماری ماں ہی ازدی ہوتی تو ہم کو اس نسبت سے شرف حاصل ہوتا۔معلوم ہوا کہ قبیلہ ازد کی بڑی عزت ہوگی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب مناقب قریش وذکر القبائل جلد 8 صفحہ 236)

بَابُ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب: قوم کے بھانجے کا قوم ہی میں نام گنا جاتا ہے اور قوم کے آزاد کردہ غلام کا بھی قوم میں نام گنا جاتا ہے

100-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوا لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر ارشاد فرمایا: کیا تم میں تمہارے سوا بھی کوئی اور ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: نہیں۔ لیکن ہمارا ایک بھانجا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قوم کے بھانجے کا شمار بھی اسی قوم سے ہوا کرتا ہے۔ (الجمع بین الصحیحین: جز: 2، ص: 372، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3836، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4501، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1/354، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 3207)

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

باب: زمزم کا قصہ

101-حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي مُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الْقَصِيرُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي انْطَلِقْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ لَهُ لَمْ تَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقْ مَعِي قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَمَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ أَنْتَ فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ

وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اعْرِضْ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَاَسْلَمْتُ مَكَانِيْ فَقَالَ لِيْ يَا اَبَا ذَرٍّ اكْتُمْ هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰى بَلَدِكَ فَاِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَاَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ فَجَآءَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيْهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِاَمُوْتَ فَاَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِّنْ غِفَارَ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارَ فَاَقْلَعُوْا عَنِّيْ فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْاَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَصُنِعَ بِيْ مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْاَمْسِ وَاَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْاَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا اَوَّلَ اِسْلَامِ اَبِيْ ذَرٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ کیا میں تمہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ نہ بیان کروں۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بنی غفار کا فرد ہوں ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ مکرمہ میں کوئی صاحب جلوہ فرما ہوئے ہیں جن کا یہ گمان ہے کہ وہ نبی ہیں میں نے اپنے بھائی سے کہا: ان صاحب کے پاس جایئے اور ان سے بات کیجئے اور ان کی خبر لایئے چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور ان صاحب سے ملاقات کر کے واپس آ گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا خیر خبر ہے۔ میرے بھائی نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو اچھائی کا حکم فرماتے ہیں اور برائی سے منع فرماتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا: تم نے مکمل بات تو نہیں بیان کی۔ تو اس وقت میں ایک تھیلی اور لاٹھی لے کر مکہ مکرمہ کی جانب چل پڑا اور میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا تو نہیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی سے پوچھنے کو بھی پسند نہ کرتا تھا میں زمزم کا پانی پیتا تھا اور مسجد میں رہا کرتا تھا ایک روز میرے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے فرمایا: تم مسافر لگتے ہو۔ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: گھر چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ چل پڑا وہ مجھ سے کچھ دریافت نہ فرماتے تھے اور نہ ہی میں انہیں کچھ کہتا تھا۔ صبح کے وقت میں دوبارہ مسجد میں آ گیا تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کروں مگر مجھے کوئی بھی نہ مل سکا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بتا دیتا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس جلوہ فگن ہوئے تو فرمایا: شاید تمہیں اس وقت تک اپنی جگہ نہیں مل سکی۔ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میری معیت چلو اور انہوں نے اس وقت پوچھا: تمہارا کیا کام ہے؟ اور اس شہر میں کس وجہ سے آئے ہو۔ میں نے انہیں کہا: اگر آپ میری بات کو مخفی رکھنے کا وعدہ کر لیں تو بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں مخفی ہی رکھوں گا تو میں نے انہیں کہا کہ ہم کو یہ بات پتہ چلی ہے کہ یہاں پر ایک صاحب کا ظہور ہوا ہے جو خود کو نبی گمان فرماتے ہیں میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ ان سے بات کر کے آئے وہ آئے تو سہی اور لوٹ بھی گئے مگر ان کی بات سے میرا دل تسلی یافتہ نہ ہوا اسی وجہ سے میں نے ارادہ کر لیا کہ ان سے ملوں تو سہی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو یقیناً تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو میں ادھر ہی کو جا رہا ہوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ جس گھر کے اندر میں

داخل ہوں توتم بھی وہاں داخل ہو جانا اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں جس سے تم پر کوئی خطرہ ہوگا تو میں دیوار کی جانب رخ کر کے کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ میں اپنی چپل ٹھیک کرنے لگ گیا ہوں۔ اور تم آگے کورواں دواں رہنا چنانچہ وہ چل پڑے اور میں بھی ان کی معیت چل پڑا حتیٰ کہ وہ اور ان کی معیت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض گزار ہوا: میرے اوپر اسلام پیش فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش فرمایا اور میں نے اسی مقام پر اسلام قبول کرلیا۔ پھر مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوذر (رضی اللہ عنہ)! اس چیز کو مخفی رکھو اور اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ جب غالب ہونے کی خبر تم کو ملے تو پھر لوٹ آنا۔ میں عرض گزار ہوا: اس مقدس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں تو قریش کے سامنے اس کا اعلان کروں گا اس کے بعد وہ مسجد میں تشریف لائے اور قریش مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا: اے گروہ قریش! میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ ایک رب تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اس پر قریش کہنے لگے: اس بے دین کی ذرا خبر لو۔ وہ سارے کھڑے ہو گئے اور مجھے ختم کر دینے کے لئے مارنے لگ گئے۔ اتنے میں میرے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے مجھے جھک کر دیکھا پھر قریش کی جانب رخ کر کے فرمایا: تم غفار کے آدمی کو مارنے لگے ہو اور جو کل میں نے کہا تھا وہی کہا۔ وہ سنتے ہی ان لوگوں نے کہا کہ اس بددین کی ذرا خبر لے لو میرے ساتھ بھی وہی کیا گیا جو کل گزشتہ کیا گیا تھا اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ میرے پاس جلوہ فگن ہوئے تو مجھ پر جھک گئے اور کل والی بات فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لے کر آنے کی یہ ہے۔

(احکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:433، البحر الزخار: جز:9، ص:254، مسند البزار: جز:2، ص:76، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3328)

شرح

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو روزانہ مسجد حرام میں جا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے رہتے اور کفار مکہ ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ مرنے کے قریب ہو جاتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو لوگوں سے یہ کہہ کر بچایا کرتے تھے کہ یہ قبیلہ غفار کے آدمی ہیں جو تم قریشیوں کی شامی تجارت کی شاہراہ پر واقع ہے۔ لہٰذا ان کو ایذا مت دو ورنہ تمہاری شامی تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پندرہ دن اور پندرہ رات اسی حرم کعبہ میں روزانہ اپنے اسلام کا اعلان کرتے اور کفار سے مار کھاتے رہے اور ان پندرہ دنوں اور راتوں میں زمزم شریف کے پانی کے سوا ان کو گیہوں یا چاول کا ایک دانہ یا ذرہ برابر کوئی دوسری غذا میسر نہیں ہوئی مگر یہ صرف زمزم شریف پی کر زندہ رہے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور فربہ ہو گئے۔

(بخاری، ج ۱، ص ۴۹۹، باب قصہ زمزم وحاشیہ بخاری، ص ۴۹۹ و فتح الباری)

آبِ زمزم کے فضائل

خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے" جس وقت جبرائیلِ امین (علیہ السلام) نے اپنی ایڑی مار کر

زمین سے چاہِ زمزم جاری کیا تو حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی والدہ ماجدہ اسے وادی میں جمع کرنے لگیں، اللہ عزوجل ان پر رحم فرمائے اگر وہ اسے اسی طرح چھوڑ دیتیں تو ساری وادی بھر جاتی۔"

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب المناقب، باب ہاجرہ رضی اللہ عنہا، الحدیث: ۸۳۷۶، ج۵، ص۹۹)

سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "آبِ زمزم جبرائیل (علیہ السلام) کا "ہَزْمَۃ" (یعنی ہاتھ یا پاؤں سے زمین میں بننے والا گڑھا) ہے، اور پھر ان دونوں (یعنی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور جبرائیل علیہ السلام) نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلایا۔ (سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، الحدیث: ۲۷۱۳، ج۲، ص۳۶۵)

شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آبِ زمزم دنیا و آخرت کے جس مقصد کے لئے بھی پیا جائے کافی ہے۔" (سنن ابن ماجۃ، ابواب المناسک، باب الشرف من زمزم، الحدیث: ۳۰۶۲، ص۲۶۶۲، بدون امر الدنیا والآخرۃ)

مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "آبِ زمزم پیٹ بھر کر پینا نفاق سے چھٹکارا دیتا ہے۔" (فردوس الاخبار، باب التاء، الحدیث: ۲۲۵۵، ج۱، ص۳۰۹)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "آبِ زمزم سطحِ زمین پر موجود ہر پانی سے بہتر ہے۔" (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۱۶۷، ج۱۱، ص۸۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام سرزمین شام میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے انہیں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو میرے پاس سے جدا کر کے کہیں دور کر دیجئے۔ خداوند قدوس کی حکمت نے ایک سبب پیدا فرما دیا۔ چنانچہ آپ پر وحی نازل ہوئی کہ آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور اسمٰعیل علیہ السلام کو اُس سرزمین میں چھوڑ آئیں جہاں بے آب وگیاہ میدان اور خشک پہاڑیوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر سفر فرمایا۔ اور اُس جگہ آئے جہاں کعبہ معظمہ ہے۔ یہاں اس وقت نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی چشمہ، نہ دور دور تک پانی یا آدمی کا کوئی نام ونشان تھا۔ ایک توشہ دان میں کچھ کھجوریں اور ایک مشک میں پانی حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں رکھ کر روانہ ہوگئے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے فریاد کی کہ اے اللہ عزوجل کے نبی اس سنسان بیابان میں جہاں نہ کوئی مونس ہے نہ غم خوار، آپ ہمیں بے یار ومددگار چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ کئی بار حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پکارا مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ آپ اتنا فرما دیجئے کہ آپ نے اپنی مرضی سے ہمیں یہاں لاکر چھوڑا ہے یا خداوند قدوس کے حکم سے آپ نے ایسا کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہاجرہ! میں نے جو کچھ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اب آپ جایئے، مجھے یقین کامل اور پورا پورا اطمینان ہے کہ خداوند کریم مجھ کو اور میرے بچے کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک لمبی دعا مانگی اور وہاں سے ملک شام چلے آئے۔ چند دنوں میں کھجوریں اور پانی ختم ہوجانے پر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہوا اور ان کے سینے میں دودھ خشک ہوگیا اور بچہ بھوک و پیاس سے تڑپنے لگا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے پانی کی تلاش وجستجو میں سات چکر صفامروہ کی دونوں پہاڑیوں کے لگائے مگر پانی کا کوئی سراغ دور دور تک نہیں ملا۔ یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیاس کی شدت سے ایڑیاں پٹک پٹک کر رو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی ایڑیوں کے پاس زمین پر اپنا پیر مار کر ایک چشمہ جاری کردیا۔ اور اس پانی میں دودھ کی خاصیت تھی کہ یہ غذا اور پانی دونوں کا کام کرتا تھا۔ چنانچہ یہی زمزم کا پانی پی پی کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام زندہ رہے۔ یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوگئے اور شکار کرنے لگے تو شکار کے گوشت اور زمزم کے پانی پر گزر بسر ہونے لگی۔ پھر قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ اپنی بکریوں کو چراتے ہوئے اس میدان میں آئے اور پانی کا چشمہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے یہاں آباد ہوگئے اور اس قبیلہ کی ایک لڑکی سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی بھی ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ یہاں ایک آبادی ہوگئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خداوند قدوس کا یہ حکم ہوا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کریں۔ چنانچہ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے خانہ کعبہ کو تعمیر فرمایا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد اور باشندگانِ مکہ مکرمہ کے لئے جو ایک طویل دعا مانگی۔ وہ قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں مذکور ہے۔ چنانچہ سورہ ابراہیم میں آپ کی اس دعا کا کچھ حصہ اس طرح مذکور ہے۔

رَبَّنَا اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ

(پارہ 13، سورۃ ابراہیم آیت نمبر:37)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

باب: قحطان کا ذکر

102۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک کہ قحطان سے ایک آدمی خروج کرے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔ (احکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:546، الجمع بین الصحیحین: رقم

الحدیث: 2311، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 16825، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 5182، مسند البزار: رقم الحدیث: 8161)

شرح

بخاری ومسلم کی روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ قحطان سے ایک آدمی نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔

قحطان ایک قبیلہ کا نام ہے جو یمن میں آباد ہے، یہ لوگ قحطان کی اولاد ہیں اس لیے قحطان کہے جاتے ہیں۔ قحطان ان کے مورث اعلیٰ کا نام تھا، یہ شخص بادشاہ ہوگا اور سخت گیر بادشاہ ہوگا، لوگ اس کی اطاعت کریں گے، لاٹھی سے ہانکنے کے یہ ہی معنی ہیں، شاید اس شخص کا نام جہجاہ ہوگا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 260)

امام ابن حجر اوران سے پہلے امام ابن بطال شرح بخاری للمہلب سے ناقل

يجوز ان يكون ملك يغلب على الناس بغير ان يكون خليفة. وانما انكر معوية رضى الله عنه خشية ان يظن احد ان الخلافة تجوز فى غير قريش. فلما خطب بذلك دل على ان ذلك الحكم عندهم كذلك اذلم ينقل عن احد منهم انكر عليه۔

یعنی جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے ہوگا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت انکار کیا اور خطبہ پڑھا اس میں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خلافت قریش میں ہے، یہ انکار اس بنا پر نہ تھا کہ کوئی غیر قرشی بادشاہ بھی نہیں ہوسکتا، یہ تو جائز ہے کہ کوئی بادشاہ لوگوں پر تغلب کرے اور خلیفہ نہ ہو بلکہ انکار کی وجہ یہ تھی کہ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ غیر قرشی خلیفہ ہوسکتا ہے لہٰذا حضرت امیر معاویہ نے خطبہ پڑھا کہ کوئی غیر قرشی خلیفہ نہیں ہوسکتا اور اس پر کسی صحابی وتابعی نے انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا یہی مذہب ہے۔

(فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۲)

مہلب پھر ابن بطال پھر عینی وعسقلانی وقسطلانی سب شروح بخاری میں فرماتے ہیں:

ان القحطانى اذاقام وليس من بيت النبوة ولا من قريش الذين جعل الله فيهم الخلافة فهو من اكبر تغير الزمان وتبديل الاحكام۔

جب قحطانی قائم ہوگا اور وہ نہ خاندان نبوت سے ہے نہ قریش سے جن میں اللہ عزوجل نے خلافت رکھی ہے تو یہ ایک بڑا تغیر زمانہ اور احکامِ شریعت کی تبدیل ہوگا۔ (فتح الباری کتاب الفتن باب تغیر الزمان حتی یعبد الاوثان مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۱۹۱)

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: زمانہ جاہلیت کی پکار سے منع فرمایا گیا ہے

103۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ

جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ حَتّٰی کَثُرُوْا وَکَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ رَجُلٌ لَّعَّابٌ فَکَسَعَ اَنْصَارِیًّا فَغَضِبَ الْاَنْصَارِیُّ غَضَبًا شَدِیْدًا حَتّٰی تَدَاعَوْا وَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ یَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِیُّ یَا لَلْمُهَاجِرِیْنَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰی اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِکَسْعَةِ الْمُهَاجِرِیِّ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِیْثَةٌ وَّقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ ابْنُ سَلُوْلٍ اَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَیْنَا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا نَقْتُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْخَبِیْثَ لِعَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّهٗ کَانَ یَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کسی غزوہ میں گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت مہاجرین کی تعداد زیادہ تھی اور مہاجرین میں ایک آدمی خوش مزاج تھے انہوں نے ایک انصاری کی سرین پر مارا جس کی وجہ سے انصاری بہت غصے ہوئے حتیٰ کہ ہر فریق اپنے گروہ کو ندا دینے لگا۔ انصاری کہنے لگا: اے انصار مدد کو آجاؤ۔ اور مہاجر نے کہا: اے مہاجر مدد کو آجاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ کیا جاہلیت کی پکار ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا بات ہے؟ تو مہاجر کے ساتھ انصار کی حرکت کا عرض کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ پکار چھوڑ یہ خبیث ہے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے کہا: مہاجرین نے ہمارے خلاف لوگوں کو ندا دی ہے اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ گئے تو ہم میں جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اس خبیث کو ہم قتل نہ کر دیں یعنی عبد اللہ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں ورنہ لوگ مشہور کر دیں گے کہ وہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کرنے لگ گئے ہیں۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 19295، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2584، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3323، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 20582)

104- حَدَّثَنِیْ ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنْ سُفْیَانَ عَنْ زُبَیْدٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے چہرہ کے اوپر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی مانند چیخ و پکار کی۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 1860، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1584، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 103، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 999، مسند احمد: رقم الحدیث: 3658)

شرح

سیّدنا جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، اتفاق سے وہاں ایک مہاجر نے ایک

انصاری کو لات ماردی۔ انصاری پکار اٹھا، اے انصاریو! دوڑو۔ مہاجر پکارنے لگا، اے مہاجرو! ادھر آؤ۔ دونوں کی یہ بات رسول اللہ (ﷺ) نے سن لی، آپ نے پوچھا: "یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟" لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماردی ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "ایسی باتیں (جن سے باہمی فساد اور خانہ جنگی ہو) چھوڑ دو، یہ ناپاک باتیں ہیں۔" عبداللہ بن ابی منافق نے اس تکرار کی خبر سنی (جو مہاجر اور انصاری میں ہوگئی تھی) تو کہنے لگا، مہاجرین اپنی حکومت جتانے لگے ہیں، اللہ کی قسم! اگر ہم واپس مدینہ پہنچے تو جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ یہ بات جب نبی کریم (ﷺ) تک پہنچی تو سیّدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا، یارسول اللہ! حکم دیجیے! میں اس منافق کی گردن اتار دوں۔ نبی (ﷺ) نے فرمایا: "اسے چھوڑیے! لوگ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) خود ہی اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔" جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ (ﷺ) مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت انصار مہاجرین سے زیادہ تھے، پھر اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہوگئے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ (سواء علیهم أستغفرت لهم): ۴۹۰۵)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 100)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی بات مان لو گے تو یہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر بنا کے چھوڑیں گے۔

تفسیر: اس آیت میں ایک گروہ سے مراد یہود مدینہ ہیں۔ جنہیں مدینہ کے انصار (قبیلہ اوس خزرج) کا آپس میں بھائیوں کی طرح مل بیٹھنا اور شیر وشکر ہو جانا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ ان کو پھر آپس میں لڑا بھڑا کر ان میں عداوت ڈال دیں۔ جنگ بدر میں جب اللہ نے مسلمانوں کو عظیم فتح عطا فرمائی تو یہود کے عناد میں مزید اضافہ ہوگیا، ایک بڈھے یہودی شاس بن قیس کو بہت صدمہ پہنچا اس نے ایک نوجوان یہودی کو حکم دیا کہ وہ انصار کی مجالس میں جا کر جنگ بعاث کا ذکر چھیڑ دے اور اس سلسلہ میں دونوں جانب سے جو اشعار کہے گئے تھے وہ پڑھ پڑھ کر سنائے، نوجوان نے جا کر یہی کارنامہ سرانجام دیا۔ بس پھر کیا تھا؟ تو تو میں میں سے کام شروع ہوا اور نوبت بایں جا رسید کہ ایک فریق دوسرے سے کہنے لگا کہ اگر تم چاہو تو ہم اس جنگ کو پھر جوان کر کے پلٹا دیں ہتھیار ہتھیار کی آوازیں آنے لگیں اور مقابلہ کے لیے حرہ کا میدان بھی طے پا گیا اور لوگ اس طرح نکل کھڑے ہوئے۔ قریب تھا کہ ایک خوفناک جنگ چھڑ جاتی۔ اتنے میں کسی نے رسول اللہ (ﷺ) کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ چند مہاجرین کو ساتھ لے کر فوراً موقع پر پہنچ گئے اور جاتے ہی فرمایا مسلمانو میری موجودگی میں یہ جاہلیت کی پکار! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت دی اور تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ پھر اب یہ کیا ماجرا ہے؟ رسول اللہ (ﷺ) کی یہ پکار سن کر انصار کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ وہ کس طرح شیطانی جال میں پھنس چکے تھے اور اس جال میں پھنسانے والے یہی ستم گر یہود تھے۔ پھر اوس وخزرج کے لوگ آپس میں گلے ملنے اور رونے لگے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اس سازش کو ناکام بنا کر مسلمانوں کو تباہی سے بچا لیا۔

(ابن ہشام، ۵۵۵-۵۵۶)

بنی مصطلق کو شکست دینے کے بعد لشکر ایک بستی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں کنویں پر پانی بھرنے میں دو صحابیوں کا جھگڑا ہو گیا۔ ان ایک حضرت عمر کے ملازم تھے اور دوسرے ایک انصاری تھے۔ زبانی ترش کلامی سے گزر کر نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی تو دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو مدد کے لیے پکارا۔ قریب تھا کہ انصار اور مہاجر آپس میں لڑ پڑتے لیکن یہ شور سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نکل آئے اور آپ نے فرمایا کہ یہ جاہلیت کی پکار کیسی۔ تم لوگ کہاں اور یہ جاہلیت کی پکار کہاں۔ اسے چھوڑ دو۔ یہ بری گندی چیز ہے۔ اس پر دونوں طرف سے صالح لوگوں نے آگے بڑھ کر معاملہ رفع دفع کرا دیا۔

ماتم کرنا کیسا:

"أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ"

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے خصوصی نوازشیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ثابت قدم ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ القوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

اس آیت میں مصیبت کے آنے پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کسی چیز کا امر اس کی ضد کی حرمت کو مستلزم ہوتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت پر ماتم کرنا حرام ہے۔

شیخ کافی کلینی روایت کرتے ہیں:

ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ کو اپنے زانو پر مارنا اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔ (الفروع من الکافی ج ۳ ص ۲۲۳ 'مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ' تہران' ۱۳۹۱ھ)

حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا: صبر بہ قدر مصیبت نازل کیا جاتا ہے' جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنے زانو پر مارا اس کا عمل ضائع کر دیا جاتا ہے۔ (نہج البلاغہ میں ص ۱۲۳۹ 'مطبوعہ انتشارات زرین' ایران)

ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ امام حسین نے میدان کربلا میں جانے سے پہلے اپنی بہن حضرت زینب کو یہ وصیت کی:

اے میری معزز بہن! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جب میں اہل جفا کی تلوار سے عالم بقا میں رحلت کر جاؤں تو گریبان چاک نہ کرنا' چہرے پر خراشیں نہ ڈالنا اور واویلا نہ کرنا۔ (جلاء العیون ج ۲ ص ۵۵۳ (فارسی) مطبوعہ کتاب فروشے اسلامیہ' ایران)

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

باب: خزاعہ کا قصہ

105۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبُو خُزَاعَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف خزاعہ کا باپ ہے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 3034، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3332)

106۔حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْئٌ قَالَ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيِّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ بحیرہ ایسا جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روک دیا جاتا ہے۔ جس کو کوئی آدمی بھی نہیں دوہا کرتا اور سائبہ جس کو وہ اپنے بتوں کے واسطے چھوڑ دیا کرتے تھے اس کے اوپر کچھ بھی نہیں ڈالا جاتا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ اپنی آنتوں کو دوزخ میں گھسیٹ رہا تھا یہ وہی پہلا آدمی ہے جس نے سائبہ کی رسم ایجاد کر ڈالی۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 8787، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6260، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 6121، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2856، شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث: 1479)

شرح

سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "بے شک جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنانے کی رسم ڈالی اور سب سے پہلے بتوں کی عبادت کی وہ ابوخزاعہ عمرو بن عامر تھا اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ رہا تھا۔" [مسند أحمد: ۱/۴۴۶، ح: ۴۲۵۷۔ بخاری، کتاب المناقب، باب قصة خزاعة: ۳۵۲۱]

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بحیرہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کو بتوں کے لیے وقف کر دیا جاتا تھا اور کوئی آدمی اس کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے وہ اپنے معبودوں کے لیے وقف کر دیتے تھے اور ان پر کوئی بوجھ نہیں لادا جاتا تھا۔ فرماتے ہیں، سیّدنا ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا، یہ پہلا وہ شخص تھا جس نے جانوروں کو سائبہ بنانے کی رسم کی داغ بیل ڈالی تھی۔" اور وصیلہ اس جوان اونٹنی کو کہتے ہیں جو پہلی اور دوسری بار مادہ کو جنم دیتی، اگر اس نے پہلی اور دوسری بار مادہ ہی کو جنم دیا ہوتا اور اس درمیان کوئی نر نہ ہوتا تو وہ لوگ اسے بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے، حام اس سانڈ اونٹ کو کہتے تھے جو ایک مخصوص تعداد میں اونٹنیوں کو حاملہ کر دیتا تو اسے بتوں کے نام پر وقف کر دیتے، اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے اور اسے حامی کے نام سے موسوم کر دیتے تھے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب (ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ۔۔ الخ): ۴۶۲۳۔ مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب النار یدخلها الجبارون ۔۔ الخ: ۵۱/۲۸۵۶]

بَحِیرَہ، سائِبَہ، وَصِیلَہ، الْحَامِیُ

زمانۂ جاہلیت میں کفار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اور آخری مرتبہ اس کے نر ہوتا تو اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اس پر سواری کرتے اور نہ اس کو ذبح کرتے اور نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے، اس کو بَحِیرَہ کہتے۔ اور جب سفر در پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائِبَہ ہے اور اس اونٹنی سے بھی نفع اُٹھانا بَحِیرَہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچے جن دیتی تو اگر ساتواں بچہ نر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نر، مادہ دونوں ہوتے تو کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی، اس کو وَصِیلَہ کہتے اور جب نر اونٹ سے دس مرتبہ اونٹنی کو گابھن کروالیا جاتا تو اس کو چھوڑ دیتے، نہ اس پر سواری کرتے، نہ اس سے کام لیتے اور نہ اس کو چارے پانی سے روکتے، اس کو اَلْحَامِی کہتے۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے، کوئی اس جانور کا دودھ نہ نکالتا اور سائبہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے کوئی ان سے کام نہ لیتا۔ (تفسیر صراط الجنان جلد سوم صفحہ نمبر 41)

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

باب: عرب کی جہالت

107-حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ اِذَا سَرَّكَ اَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَاْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِیْنَ وَمِائَةٍ فِیْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ (قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ) اِلٰی قَوْلِهٖ (قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تجھے پسند ہے کہ عرب کی جہالت کو جانے تو سورہ انعام کی ایک سو تیس کے بعد کی آیات کی تلاوت کرو: ''وہ لوگ گھاٹے میں رہے جنہوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی اور جہالت کی بناء پر قتل کر ڈالا اور گمراہ ہو گئے۔ اور ہدایت یافتہ نہیں ہوئے۔'' (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1118، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3334)

شرح

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:

"إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلَى قَوْلِهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ (الانعام آیۃ 140)

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے

اوران سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تم کو عرب کی جہالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورۃ الانعام میں ایک سو تیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو

"قد خسر الذین قتلوا أولادهم سفها بغیر علم"

یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے مار ڈالا۔ سے لے کر

"قد ضلوا وما کانوا مهتدین"

وہ گمراہ ہیں، راہ پانے والے نہیں۔ تک۔ (صحیح بخاری جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 521 بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ)

بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ- أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ- خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ- أَوْ قَالَ- يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہنیہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

(صحیح بخاری جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 520 بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ)

بَابٌ مَنِ انْتَسَبَ اِلٰى اٰبَائِهٖ فِي الْاِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

باب: جو اپنے ان آباء کی جانب نسبت کرے جو اسلام یا جاہلیت میں اس کے تھے

108- وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ اور حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ (مرجع السابق باب ام کنتم شهداء اذ حضر یعقوب الموت)

109-حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ). جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَّا بَنِيْ عَدِيٍّ بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَّ قَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ اَخْبَرَنَا

سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ) جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اس آیت کا نزول ہوا: ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے قبائل کو ندا فرماتے تھے: اے بنی فہر! اے نبی عدی! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب اس آیت کا نزول ہوا: ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبائل قبائل فرما کر پکارتے تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 249، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1039، سنن الکبریٰ: رقم الحدیث: 11426، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12886، شرح معانی الآثار: رقم الحدیث: 7399)

110۔حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِمَنَافٍ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا اَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بنو عبد مناف! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ اے بنو عبد المطلب! اپنی جانوں کو رب تعالیٰ سے خرید لو۔ اے زبیر بن عوام کی ماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اے فاطمہ بنت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رب تعالیٰ سے اپنی جانوں کو خرید لو۔ میں تمہارے واسطے رب تعالیٰ کی خاطر سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تم دونوں میرے مال سے جو چاہے سوال کرو۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 8402، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3643، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 204، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 204، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3185)

29 شرح

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللّٰهِ. وَقَالَ الْبَرَاءُ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

اور عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ سورة الشعراء آية 214 جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ

قُرَيْشٍ.

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے، کہا ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب (سورۃ الشعراء کی) یہ آیت اتری

"وأنذر عشيرتك الأقربين"

اے پیغمبر! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے مختلف قبیلوں کو بلایا اے بنی فہر! اے بنی عدی! جو قریش کے خاندان تھے۔

وَقَالَ لَنَا قَبِيصَةُ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ سورة الشعراء آية 214 جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ".

(امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت »وأنذر عشيرتك الأقربين« اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اتری تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ قبائل کو دعوت دی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ، يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللَّهِ لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلَانِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمَا".

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم کو ابوالزناد نے خبر دی، انہیں اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد مناف کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی نیک کام کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالو)۔ اے عبدالمطلب کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ کی پھوپھی، اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنی جانوں کو اللہ سے بچالو۔ میں تمہارے لیے اللہ کی بارگاہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تم دونوں میرے مال میں جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ

باب: حبشیوں کا قصہ

111۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَّتِلْكَ الْاَيَّامُ اَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَآئِشَةُ. رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْاَمْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے گھر جلوہ فگن ہوئے تو اس دوران ان کے پاس دولڑکیاں تھیں وہ ایام منیٰ کے نغمے گا رہی تھیں اور دف کو بجا رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کپڑا اوڑھا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرہ انور سے کپڑا اہٹایا تو ارشاد فرمایا: اے ابوبکر ان کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ عید کے ایام ہیں اور یہ ایام منیٰ ہیں۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چھپا رہے تھے اور میں حبشیوں کی جانب دیکھ رہی تھی اور وہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔ اے بنی ارفدہ یعنی امن سے کھیلو۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 4213، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 892، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1593، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 1798، مسند احمد: رقم الحدیث: 24296)

شرح

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ. فَقَالَ: دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہاں (انصار کی) دو لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں۔ یہ حج کے ایام منیٰ کا واقعہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے مبارک پر کپڑا اڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا اہٹا کر فرمایا ابوبکر! انہیں چھوڑ دو، یہ عید کے دن ہیں، یہ منیٰ میں ٹھہرنے کے دن تھے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ يَعْنِي مِنَ الْأَمْنِ".

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو پردہ میں رکھے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو نیزوں کا کھیل مسجد میں کر رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو، بنی ارفدہ تم بے فکر ہو کر کھیلو۔ (صحیح بخاری جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 521 بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لاَ يُسَبَّ نَسَبُهُ)

دف بجانا کیسا:

مسئلہ ۲۴: از ڈیسہ اسحاق اللہ ملک گجرات مرسلہ پیرزادہ محمد معصوم شاہ صاحب ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ

بخدمت جناب مجدد ہند مولانا مولوی صاحب احمد رضا خاں صاحب، بعد تسلیم کے گزارش حال یہ ہے کہ آپ کے نام پیر ڈیسہ سے فتویٰ لکھا ہے وہ شخص مولوی اشرفعلی کا پیرو ہے اور یہاں پر چار سو مکان اہلسنت و جماعت کے ہیں ان کو مولوی اشرفعلی کے سپرد کرنا چاہتا ہے یعنی ہمارے ہاں دستور ہے کہ شادی میں نکاح کے وقت تاشہ بجایا کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ غیر مقلد ہماری جماعت میں نہ آنے پائیں مگر یہ شخص اشرفعلی کے پیرو ہو کر تاشہ بجانا منع کرتا ہے اور جس شے میں گناہ نہ ہو اس کو بھی منع کرتا ہے اس واسطہ آپ اسحاق اللہ کے نام پر لکھنا تاکہ ہم ان شیطانوں کے پھندوں سے بچیں اگرچہ یہاں پر تاشہ بجن بند ہووے تو ہم کو اپنے مذہب سے پھر جانے کا خوف ہے۔

الجواب

جناب پیرزادہ صاحب دام مجدہم تسلیم!

شرح مطہر نے شادی میں دف جس میں جلاجل نہ ہوں اور قانون موسیقی پر نہ بجائیں جائز رکھا ہے۔ ڈھول تاشے باجے جس طرح رائج ہیں جائز نہیں ناجائز بات کو اگر کوئی بدمذہب یا کافر منع کرے تو اسے جائز نہیں کہا جاسکتا کل کو کوئی وہابی ناچ کو منع کرے تو کیا اسے بھی جائز کر دینا ہوگا، سنی مسلمانوں کو دین پر ایسا بودا پوچ اعتقاد نہ چاہئے کہ گناہ کی اجازت نہ ملے تو دین ہی سے پھر جائیں، دین پر اعتقاد ایسا چاہئے کہ لاتشرک باللہ وان حرقت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تجھے جلا دیا جائے۔ اگر کوئی جلا کر خاک کر دے تو دین سے نہ پھرے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ن اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ ن انقلب علی وجہ خرالدنیا والاخرۃ ذٰلک ھو الخسران المبین۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کچھ لوگ کنارے پر کھڑے اللہ کو پوجتے ہیں اگر کوئی بھلائی پہنچی جب تو خوش ہیں اور کوئی آزمائش ہوئی تو الٹے منہ پلٹ گئے ایسوں کا دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا ہے یہی صریح زیاں کاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (القرآن الکریم ۲۲/۱۱، فتاویٰ رضویہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چند دف بجاتے ہوئے لے چلنا جیسا آج کل مروّج ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شادی میں دف کی اجازت ہے مگر تین شرط سے:

(۱) ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو ایک یہی شرط اس مروج کے منع کو بس ہے کہ ضرور تال سم پر بجاتے ہیں۔

(۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کو مطلقاً مکروہ ہے۔

(۴) عزت دار بیبیاں نہ ہوں، نص علیٰ کل ذٰلك فی ردالمحتار (ردالمحتار میں اس سارے مسئلہ کی تصریح کردی گئی ہے۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ)

بَابٌ مَّنْ اَحَبَّ اَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهٗ

باب: جسے یہ پسند ہو کہ نسب کو برا نہ کہا جائے

112-حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِیْ فَقَالَ حَسَّانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَآئِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهٗ فَاِنَّهٗ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نسب کا کیا ہوگا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: میں آپ کو ان میں سے الگ کرلوں گا جس طرح کہ بال گندھے ہوئے آٹے سے الگ کیا جاتا ہے۔ عروہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے لگا تو فرمایا کہ حسان کو برا بھلا نہ کہو کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دفاع کیا کرتا تھا۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:180، الادب المفرد: رقم الحدیث:862، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:3244، مستدرک: رقم الحدیث:6063، جامع الاحادیث: رقم الحدیث:43119)

شرح

حدیث میں فرمایا: "بچہ اُس کے لیے ہے، جس کا فراش ہے (یعنی عورت جس کی منکوحہ یا کنیز ہو) اور زانی کے لیے پتھر ہے۔" (صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب للعاھر الحجر، الحدیث:۶۸۱۸، ج ۴، ص ۳۴۰)

آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے:

حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ دُنیا سے بہت زیادہ بے رغبت رہتے اور امورِ آخرت میں غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ حصولِ علم میں بہت کوشاں رہتے اور مؤمنین کی خیر خواہی کرتے تھے۔ خلیفۃ المسلمین مہدی نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''کیا آپ کا کوئی مکان ہے؟'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: ''نہیں۔ لیکن میں آپ کو ایک حدیثِ پاک سناتا ہوں، میں نے حضرت سیدنا ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: آدمی کا نسب ہی اس کا مکان ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، الباب الثانی فی العلم المحمود والمذموم واقسامھما واحکامھما، ج۱، ص ۴۷۔۔۔ ترتیب المدارک وتقریب المسالک، باب فی مجلسہ وہیبتہ۔۔۔۔۔۔ الخ، ج۱، ص ۳۵)

کسی لڑکے کی نسبت کہا یہ میرا بیٹا ہے اور اُس شخص کا انتقال ہوگیا اور اُس لڑکے کی ماں جس کا حرہ و مسلمہ ہونا معلوم ہے یہ کہتی

ہے کہ میں اُس کی عورت ہوں اور یہ اُسکا بیٹا تو دونوں وارث ہونگے اور اگر عورت کا آزاد ہونا مشہور نہ ہو یا پہلے وہ باندی تھی اور اب آزاد ہے اور یہ نہیں معلوم کہ علوق کے وقت آزاد تھی یا نہیں اور ورثہ کہتے ہیں تو اُس کی ام ولد تھی تو وارث نہ ہوگی۔ یوہیں اگر ورثہ کہتے ہیں کہ تو اُس کے مرنے کے وقت نصرانیہ تھی اور اُس وقت اُس عورت کا مسلمان ہونا مشہور نہیں ہے، جب بھی وارث نہ ہوگی۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الخامس عشر فی ثبوت النسب، ج۱، ص۵۳۹، وغیرہ)

بَابٌ مَّا جَآءَ فِيْ اَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ)

وَقَوْلِهٖ (مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ)

باب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مقدسہ کے بارے میں جو احادیث آئیں

اور رب تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے: محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کفار پر بہت سخت ہیں۔ اور رب تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے: میرے بعد جلوہ فگن ہونے والے ان کا نام احمد ہے۔

113- حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْنٌ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِي الَّذِيْ يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پانچ نام ہیں: میں محمد بھی ہوں، احمد بھی ہوں اور ماحی بھی ہوں جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کفر کا خاتمہ فرمائے گا اور میں حاشر بھی ہوں میرے قدموں میں لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں عاقب بھی ہوں۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2849، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7395، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1522، مسند احمد: رقم الحدیث: 16734، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2354)

114- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَّلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَّاَنَا مُحَمَّدٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اس پر متعجب نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالی اور لعنت کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے وہ مذمم کا گالی گلوچ کرتے ہیں مذمم پر لعن طعن کرتے ہیں اور میں تو (سیّدنا) محمد (مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 309، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2548، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5631، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16920، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3384)

شرح

صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"سمّوا باسمی ولاتکنوا بکنیتی
میرے نام پر نام رکھواور میری کنیت نہ رکھو۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب من سمّی باسماء الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۹۱۵۔ صحیح مسلم کتاب الادب باب النہی عن التکنی بابی القاسم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ / ۲۰۶۔ جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی کراھیۃ الجمع الخ امین کمپنی دہلی ۲ / ۱۰۷۔ سنن ابن ماجہ ابواب الادب باب الجمع بین اسم النبی وکنیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۳۔ مسند احمد بن حنبل عن انس المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۱۷۰۔ المعجم الکبیر حدیث ۱۲۵۱۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ / ۷۳۔ کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عباس حدیث ۴۵۲۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ / ۴۲۱)

ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبا لی وتبرکاً باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ
جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ (کنز العمال بحوالہ الرافعی عن ابی امامہ حدیث ۴۵۲۲۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ / ۴۲۲)

حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے: الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا:

"ادخلا الجنۃ فانی الیت علی نفسی ان لایدخل النار من اسمہ احمد ومحمد"
جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔

(الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۸۸۳۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۵ / ۴۸۵)

یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو، کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ (جیسا کہ توضیح وغیرہ میں ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ورنہ بدمذہبوں کے لئے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں، بدمذہب اگر چہ حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ عنہم سے روایت کیں،

(کنز العمال بحوالہ قطنی الافراد حدیث ۴۵۲۱۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱ / ۲۲۳۔۔۔العلل المتناہیۃ باب ذم الخوارج حدیث ۲۶۱ و ۲۶۲ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱ / ۱۶۳)

اور فقیر نے اپنے فتاوٰی میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد عبد الوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

ابن سعد طبقات میں عثمان عمری مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

ماضر احدکم لو کان فی بیته محمد و محمدان و ثلثة

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

(کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عثمان العمری مرسلاً حدیث ۴۵۲۰۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶ / ۴۱۹۔۔۔کتاب الحظر والاباحۃ جلد نمبر 24 صفحہ نمبر 153)

اسم محمد کے فضائل:

مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"یہ وہ نام ہے جسے خالق ارض وسماء جل جلالہ نے زمین وآسمان مہر ماہ کی پیدائش سے بیس لاکھ برس پہلے اپنے نام کے ساتھ عرش بریں پر لکھا حق عزّ مجدہ کو یہی نام ایسا بھایا جس تمام عالم بالا آباد فرمایا سدرہ المنتھی کے پتے اور جنت کے قصر وغرفے اور ہفت آسمان کے تمام مواضع واماکن کو اس سے زینت دی اور حور عین کے سینوں اور ملائکہ مکرمین کی آنکھوں پہ اسے تحریر فرما کر صفاء روشنی بخشی۔ (جواہر البیان فی اسرار الارکان، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد والنبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ص ۱۲۳)

اسی طرح امام احمد بن محمد ابی بکر قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ اسْمَهُ الشَّرِيْفَ عَلَى الْعَرْشِ وَعَلٰى كُلِّ سَمَاءٍ وَعَلَى الْجِنَانِ وَمَا فِيْهَا "

(یوسف بن اسماعیل النبہانی، جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، ج ۲، ص ۱۴، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء، من جواہر الامام احمد بن محمد ابی بکر قسطلانی ۹۲۳ھ)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام عرش ہر آسمان اور جنت اور جو کچھ اس میں ہے پر لکھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان اس نام پاک کو لکھا:

"بَيْنَ كَتِفَيْ آدَمَ مَكْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ "

(خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۱۹، مطبوعہ مکہ مکرمہ بحوالہ انوار الحمدیہ فی السیرۃ المصطفویہ، ص ۱۸۸، قادری کتب خانہ سیالکوٹ، ۲۰۰۴ء ۱۴۲۵ھ)

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔

بچے کا نام محمد رکھنے کی برکات:

1: حدیث شریف میں ہے:

"من ولد له مولود فسما محمدا حباً لی و تبرکاً باسمی هو و مولوده فی الجنة"

(کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء، الحدیث ۴۵۲۱۵، ج ۱۶، ص ۱۷۵، سیرت حلبیہ، احکام شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد

النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۵)

جس کا لڑکا پیدا ہوا تو اس نے میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کا نام محمد رکھا تو وہ (والد) اور اسکا لڑکا دونوں جنتی ہیں۔

2۔ "عن ابی رافع عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول اذا سمیتموہ محمدا فلا تضربوہ ولا تحرموہ"

(سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۵)

حضرت ابورافع (رضی اللہ عنہ) اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو نہ اس کو مارو اور نہ ہی محروم رکھو۔ (یعنی اس کو کسی چیز سے جو تم اپنے دوسرے بچوں کو دیتے ہوں محروم نہ کرو چاہے وہ کوئی دناوی چیز ہو یا تعلیم وتربیّت اور ویسے بھی جس کا نام محمد ہو اس کی اچھی تربیّت ہونی چاہیے تا کہ لوگ اس کو برا نہ کہیں، ابوالاحمد غفرلہ)

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"یوقف عبدان ای اسم احدھما احمد و الاخر محمد بین یدی اللہ تعالیٰ فیومر بھما الی الجنۃ فیقولان ربنا بما استھلنا الجنۃ ولم نعمل عملا تجازینا بہ الجنۃ فیقول اللہ تعالیٰ ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد او محمد "

(۔سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۵)

قیامت کے دن دو شخص رب کے حضور کھڑے کیے جائیں گے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام محمد ہوگا حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ وہ دونوں عرض کریں گے یا اللہ ہم کس عمل کی وجہ سے جنت کے قابل ہوئے؟ ہم نے جنتیوں والا کوئی کام نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جنت میں چلے جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہوگا اس کو دوزخ میں نہ ڈالوں گا۔ (معلوم ہوا کہ جو برکات اسم محمد کی ہیں وہی برکات اسم احمد کی بھی ہیں۔ ابوالاحمد غفرلہ)

4: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما ضر احد کم لو کان فی بیتہ محمد او محمدان او ثلثۃ "

(۔سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۶)

تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد ہو یا دو محمد ہوں یا تین محمد ہوں (یعنی اگر تم اپنے ایک لڑکا کا نام محمد رکھو یا دو کا یا تین لڑکوں کا نام محمد رکھو تو تمہارا کیا جاتا بلکہ برکت ہی برکت ہے)

5: شکت الیہ ﷺ امرأۃ بانھا لا یعیش لھا ولد فقال لھا اجعلی اللہ علیك ان تسمیہ محمدا ففعلت فعاش ولدھا

(۔سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۶)

حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اس کی اولاد زندہ نہیں رہتی حضور ﷺ اسے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے پر لازم کرلے کہ جو بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھے عطاء کیا اس کا نام محمد رکھے گی اس نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو لڑکا عطا کا ک جو زندہ رہا۔ (حضور ﷺ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس عورت کو اولاد ملے گی اور یہ بھی کہ لڑکا ہی ملے گا، نیز معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کسی کو زندگی عطا کر سکتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشکل میں حضور ﷺ کو پکارنا سنتِ صحابہ ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ)

6:و فی حدیث معضل اذا کان یوم القیامة نادیٰ منادیا محمد قم فادخل الجنة بغیر حساب فیقوم کل من اسمه محمد بتوهم ان نداء له فلکرامة محمد لا یمنعون

(۔سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۶)

اور حدیث معضل میں ہے جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا کرے گا اے محمد کھڑے ہو کر جنت میں بغیر حساب داخل ہو جاؤ تو ہر وہ شخص کھڑا ہو جائے گا جس کا نام محمد ہو گا یہ خیال کر کے کہ مجھے کہا گیا ہے پس محمد ﷺ کی بزرگی اور عظمت کی وجہ سے کسی کو بھی روکا نہ جائے گا۔

7:امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اجتمع قوم قط فی مشورة و فیهم رجل اسمه محمد لم یدخلوه فی مشورتهم الا لم یبارك لهم فیه

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: ج ۱، ص ۲۷۵، سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۷)

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اس کو اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لیے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے گی۔

8:من اراد ان یکون حمل زوجته ذکرا فلیضع یده علی بطنها ق و یقل ان کان ذکرا فقد سمیته محمدا فانه یکون ذکرا

(فتاویٰ رضویہ، سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۷)

جو چاہے کہ اس کی زوجہ لڑکے کے ساتھ حاملہ ہو اس چاہیے کہ اپنے (دائیں) ہاتھ کو اپنی زوجہ کے پیٹ پر رکھے اور یہ کلمات کہے "ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا" اگر لڑکا ہے تو اس کا نام محمد رکھا (تو انشاء اللہ تعالیٰ) وہ لڑکا ہی ہوگا۔

9:ما اطعم طعام علی مائدة ولا جلس علیها و فیها اسمی قدس الله ذلك المنزل کل یوم مرتین

(سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلاد النبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۷)

جس دسترخوان پر بیٹھ کر لوگ کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو تو ایک دن میں دو بار اس مکان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

10:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ولد له ثلثة اولاد فلم يسم احدا منهم محمداً فقد جهل

(۔سیرت حلبیہ، احکام شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلا دالنبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۷)

جس کے تین بیٹے ہوں اوران میں کسی ایک کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ جاہل ہے (یعنی میری تعلیمات سے جاہل ہے اور میری محبت میں کمی ہے کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے برکت کے لیے ایک بیٹے کا نام ہی محمد رکھ لیتا)

11: ما كان اسم محمد فى بيت الا جعل الله فى ذلك البيت بركة

(سیرت حلبیہ، احکام شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلا دالنبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۸)

جس گھر میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر میں اللہ تعالیٰ برکت پیدا فرما دیتا ہے

12: و فى الشفاء ان لله ملائكة سياحين فى الارض عبادتهم كل دار فيها اسم محمد اى حراسته اهل كل دار فيها اسم محمد

(سیرت حلبیہ، احکام شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلا دالنبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۸)

شفاء شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے فرشتے بھی ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں ان کی عبادت یہ ہے کہ جس گھر میں محمد نام کا فرد ہے اس کی اور تمام گھر والوں کی حفاظت کرنا۔

13: عن الحسين بن على بن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنهما قال من كان له حمل فنوى ان يسمه محمداً حوّله الله تعالىٰ ذكرا و ان كان انثى

(۔سیرت حلبیہ، احکام شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلا دالنبویہ، مولانا محمد یعقوب ہزاروی، ضیاء القرآن لاہور، ۱۲۸)

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جس کی بیوی حاملہ ہو اور اس نے نیت کی کہ جو حمل ہے اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا کر دے گا اگر چہ وہ لڑکی ہی کیوں نہ ہو۔

14: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کا نام رکھنا مبارک اور دنیا اور آخرت میں نافع ہے۔

(علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ، سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۰۰۰ء، ص ۴۳۴، اکبر بک سیلرز، لاہور)

15: حضرت فقیہ محمد بابا نے اپنی آپ بیتی بیان کی کہ آندھی چلی تو میری آنکھ میں کنکری پڑ گئی جس سے سخت تکلیف ہوئی اور وہ کسی طرح بھی نکلتی نہ تھی جب اذان ہوئی اور مؤذن نے کہا: "اشھد ان محمدا رسول اللہ" تو یہ سن کر میں نے بھی یہی کہا تو فوراً کنکری نکل گئی۔ (مقاصدِ حسنہ، ص ۳۸۴، بحوالہ البرہان، محمد امین، مفتی، مکتبہ سلطانیہ، فیصل آباد، ص ۲۶۵)

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا　　اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

رحمتِ عالم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح و شام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔

(کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الاول فی الاسماء، الحدیث ۴۵۲۱۳، ج ۱۶، ص ۱۷۵)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''محمد بہت پیارا نام ہے، اس نام کی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے۔ اگر تصغیر کا اندیشہ نہ ہو تو یہ نام رکھا جائے اور ایک صورت یہ ہے کہ عقیقہ کا نام یہ ہو اور پکارنے کے لئے کوئی دوسرا نام تجویز کرلیا جائے، اس صورت میں نام کی بھی برکت ہوگی اور تصغیر سے بھی بچ جائیں گے۔

جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے تو اسے چاہیے اِس نامِ پاک کی نسبت کے سبب اس کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اس کی عزت کرے۔ مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزّت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسکی نسبت برائی کی طرف نہ کرو۔

(تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۰۵)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ نام جو کتب سماویہ اور احادیث میں آئے:

حدیث: حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ کے والد سے بالا سناد مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔

میں ''محمد'' ہوں اور میں ''احمد'' ہوں اور میں ''ماحی'' ہوں کہ میرے ذریعے اللہ عزوجل نے کفر کو مٹایا اور میں ''حاشر'' ہوں کہ میرے نقش قدم پر لوگ اٹھیں گے اور میں ''عاقب'' پیچھے آنے والا ہوں۔ اور اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں میرا نام محمد اور احمد رکھا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب جلد ۴ صفحہ ۱۴۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۸)

پس اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت دی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء کے ضمن میں بیان کیا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے درمیان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شکر عظیم مضمر (پوشیدہ) کیا ہے۔

آپ کا نام اَحْمَدْ بروزن اَفْعَلْ ہے جو آپ کی صفت حمد میں مبالغہ ہے اور محمد بروزن مُفَعَّلْ ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت حمد میں مبالغہ ہے۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور ان سب سے افضل ہیں جن کی تعریف کی جاتی ہے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر حمد کرنے والے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تعریف کئے ہوؤں میں سب سے بڑھ کر تعریف کئے ہوئے (محمد) ہیں اور تعریف کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر تعریف کرنے والے ہیں (اللہ رب العزت کو)۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بروز قیامت لواء الحمد ہوگا تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حمد کی تکمیل ہو جائے اور میدان حشر میں آپ صفتِ حمد سے شہرت پائیں اور وہاں اللہ عزوجل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود میں بھیجے گا۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا ہے۔ اس جگہ اولین و آخرین ان کی شفاعت کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کریں گے اور اس جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حمد کے الفاظ کھولے جائیں گے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی کو وہ (الفاظ) نہیں دیئے گئے۔

انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا نام حمادین (بہت تعریف کرنے والے) رکھا ہے۔ حقیقتاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی لائق ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا جاتا۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں ناموں میں عجیب و غریب خصوصیتوں اور نشانیوں کے علاوہ ایک دوسری خوبی بھی ہے۔ وہ یہ

کہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کی ایسی حفاظت فرمائی ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے پہلے یہ دونوں نام نہیں رکھے۔ لیکن احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کہ کتب سابقہ میں آیا ہے اور انبیاء علیہم السلام نے اس کی بشارت دی ہے۔ اس کو اللہ عزوجل نے اپنی حکمت سے منع فرما دیا کہ کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اس نام کو رکھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوا کوئی اس نام سے پکارا جائے تا کہ کسی کمزور دل پر اس سے شک وشبہ نہ پڑے۔

اسی طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی ہے کہ عرب وغیر عرب میں سے کسی نے بھی یہ نام کسی کا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود گرامی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے کچھ پہلے ہی مشہور ہوگئی کہ ایک نبی مبعوث ہوگا جس کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا۔ پھر عرب کے تھوڑے لوگوں نے اپنے لڑکوں کا نام محمد رکھا۔ اس امید پر کہ ان میں سے شاید کوئی وہی ہو اور اللہ عزوجل ہی خوب جانتا ہے جس جگہ وہ اپنی رسالت رکھے گا۔

وہ لوگ (جنہوں نے آپ کی پیدائش سے کچھ قبل اپنے فرزندوں کے نام محمد رکھے) یہ ہیں: محمد بن اُحَیحة بن الجلاح الْاَوْسِی بن الجلاح الاوس. محمد بن مسلمه انصاری. محمد بن برّاء البکری. محمد بن سفیان بن مُجَاشع. محمد بن حمران الجعفی. محمد بن خزاعی اسلمی اور ساتواں نام کا کوئی بتائے۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے جس کا نام محمد رکھا گیا وہ محمد بن سفیان ہے اور اہل یمن کہتے ہیں کہ بلکہ محمد بن یحمد، (قبیلۂ ازد) کا ہے۔

پھر اللہ عزوجل نے حفاظت فرمائی کہ ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہے وہ نبوت کا دعویٰ کرے یا اس کو کوئی اس کے ساتھ پکارے یا اس پر کوئی سبب ظاہر ہو جائے جس سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شک کر سکے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں نام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خوب متحقق وثابت ہو گئے۔ اور کوئی ان دونوں ناموں میں نزاع نہ کر سکا۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ میں وہ ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ عزوجل نے کفر کو مٹایا۔

سو اس کی تفسیر اس حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے اور ہوسکتا ہے کہ کفر کو مٹانے سے یا تو مکہ سے یا عرب کے شہروں سے یا زمین کے ان حصوں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں آئے مراد ہو اور وعدہ کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ملک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے گا یا محو یعنی مٹنے سے مراد عام ہو۔ بایں معنی کہ ظہور وغلبہ ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ. (پ۲۸۔الصف۹) کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

اور بیشک حدیث میں اس کی تفسیر یوں وارد ہے کہ آپ وہ ہیں جن کے سبب ان لوگوں کے گناہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبع ہیں مٹائے جائیں گے (دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ میں وہ حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھیں گے۔ یعنی میرے زمانہ اور میرے عہد پر۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا: وَخَاتَمُ النَّبِيّٖنَ (نبیوں کا آخر ہوں) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام عاقب رکھا گیا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں کے پیچھے (آخر) میں تشریف لائے ہیں اور صحیح حدیث میں ہے کہ میں ایسا پچھلا آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عَلٰی قَدَمِیْ کے معنی میں ایک روایت ہے کہ یعنی لوگ میرا مشاہدہ کرتے ہوئے اٹھیں گے یا لوگ میرے سامنے اٹھیں گے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ؕ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ (پ ۲-البقرہ ۱۴۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے قدم پر یعنی میں ان سے پہلے نکلوں گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۔ (پ ۱۱-یونس ۲) کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے قدم پر یعنی میرے سامنے اور میرے گرداگرد یعنی میری طرف بروز قیامت سب جمع ہو کر آئیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میرے قدم پر یعنی میری سنت پر۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ میرے پانچ نام ہیں۔ اس کے معنی میں ایک روایت یہ ہے کہ پانچوں نام سابقہ کتب سماویہ میں موجود ہیں اور سابقہ امتوں کے اہل علم کے نزدیک میرے یہ پانچ نام ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ میرے دس نام ہیں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۶۱) ان میں سے طٰہٰ اور یٰسٓ کو بیان فرمایا مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی حکایت کی۔

بعض تفسیروں میں ایک روایت ہے کہ ''طٰہٰ'' یعنی اے ''طاہر'' اے ہادی۔ ''یٰسٓ'' یعنی اے سید۔ سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو واسطی اور جعفر بن محمد رحمہما اللہ سے بیان کیا۔ اوروں نے مجھ سے بیان کیا دس نام ہیں۔ پانچ تو وہی ہیں جو پہلی حدیث میں مذکور ہیں۔ فرمایا اور میں رسول رحمت (طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵) اور رسول راحت اور رسول ملاحم ہوں اور میں ''مقفی'' (حلیہ لابی نعیم کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲) کہ نبیوں کے پیچھے آنے والا ہوں اور میں قیّم (مسند الفردوس لدیلمی کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲) ہوں، اس کے معنی جامع کامل کے ہیں۔ ایسا ہی میں نے اس کو پایا اور میں اس کو روایت نہیں کرتا۔

میں دیکھتا ہوں کہ دوست قثم (بالثاء) ہے (یعنی بانٹنے اور تقسیم فرمانے والے) جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کو بعد میں حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور یہی تفسیر کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔ نیز انبیاء علیہم السلام کی کتابوں میں واقع ہوا ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا کی: اے رب عزوجل ہمارے لئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج جو سنت کو قائم فرمانے والے انقطاع وحی کے بعد ہیں۔ پس قیّم اس معنی میں ہے۔

نقاش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ میرے قرآن کریم میں سات نام ہیں۔ محمد، احمد، یٰسٓ، طٰہٰ، المدثر، المزمل اور عبداللہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کثیرًا کثیرًا۔ (امام ذہبی بحوالہ مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲)

جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ چھ نام ہیں۔ محمد، احمد، خاتم، عاقب، حاشر، ماحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کثیرًا کثیرًا۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے نام بتلایا کرتے تھے۔ پس فرماتے ہیں: محمد، احمد، مقفی، حاشر، نبی التوبہ، نبی الملحمہ اور نبی الرحمہ ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (صحیح مسلم کتاب الفضائل جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۹)

اور ایک روایت میں المرحمۃ، راحۃ ہے۔ یہ تمام کے تمام صحیح ہیں۔ انشاء اللہ عزوجل۔

مقفّی کے وہی معنی ہیں جو عاقب کے ہیں لیکن نبی رحمت، نبی توبہ، نبی مرحمہ اور نبی راحت سو اس کی دلیل یہ ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ — اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے

(پ ۱۷ الانبیاء ۱۰۷)

يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ — اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا۔

(پ ۴ ال عمران ۱۶۴)

وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (پ ۶-المائدہ ۱۶) — اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ ۱۱-التوبہ ۱۲۸) — مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت مرحمہ کی تعریف میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ (پ ۳۰-البلد ۱۷) — یہ امت ہے جو صبر کی وصیت کرتے ہیں اور مرحمت کی وصیت کرتے ہیں۔

یعنی ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے اور تمام جہان والوں کے لئے رحمت، رحیم بھیجا جو رحم کھانے والے اور ان کے لئے استغفار کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو امت مرحومہ بنایا اور اس کی تعریف رحمت کے ساتھ فرمائی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دوسرے پر رحم فرمانے کا حکم دیا اور اس کی تعریف کی۔ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ — بیشک اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے رحم کھانے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز جلد ۲ صفحہ ۷۰، صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد ۲ صفحہ ۶۳۶)

اور فرمایا: ایک دوسرے پر رحم کرنے والوں پر قیامت کے دن رحمٰن رحم فرمائے گا۔ تم زمین میں رحم کرو تا کہ وہ تم پر رحم کرے جو آسمان میں ہے۔ (سنن ترمذی کتاب البر جلد ۳ صفحہ ۲۱۷، سنن ابوداؤد کتاب الادب جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

جبکہ ''نبی الملحمہ'' کی روایت، تو یہ اشارہ اس طرف ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جہاد اور تلوار کے ساتھ بھیجے گئے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مثل روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نبی الرحمۃ، نبی التوبہ اور نبی الملاحمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۲۹۷)

حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا۔ اس نے مجھ سے کہا: آپ قثم (دلائل النبوۃ لابی نعیم کما فی مناہل الصفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۲)

یعنی جمع کرنے والے ہیں۔ حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ قثم کے معنی ہیں بھلائی کا جمع کرنے والا۔ اور یہ نام حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو معلوم تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب وصفات قرآن کریم میں ان کے علاوہ جو ہم نے بیان کئے، بکثرت آئے ہیں۔ جیسے نور، سراج منیر، منذر، نذیر، مبشر، بشیر، شاهد، شهید، الحق، المبین، خاتم النبیین، رؤف، رحیم، امین، قدم صدق، رحمة للعالمین، نعمة الله، عروة و ثقی، صراط مستقیم، نجم ثاقب، کریم، نبیء اُمی اور داعی الی الله یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کثیرہ اور علامات جلیلہ ہیں۔

اور اللہ عز وجل کی گزشتہ کتابوں اور انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں کے اور احادیث نبوی اور امت کی بول چال میں مکمل طریقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام آچکے ہیں۔

جیسے مصطفی، مجتبیٰ، ابوالقاسم، حبیب، رسول رب العالمین، شفیع، مشفع، متقی، مصلح، طاهر مهیمن، صادق، مصدوق، هادی، سیّد ولد آدم، سیّد المرسلین، امام المتقین، قائد الغرالمعجلین، حبیب الله، جمیل الرحمن، صاحب الحوض المورودوشفاعت، المقام المحمود، صاحب الوسیله، صاحب الفضیله، صاحب الدرجة الرفیعه، صاحب التاج و المعراج اللِّوَاء، والقضیب (عصا) راکب البرّق الناقه، نجیب، صاحب الحجه، السلطان، خاتم، علامة برهان، صاحب الهرواة، صاحب النعلین۔ کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام بھی ہیں۔ المتوکل، المختار، مقیم السنة، المقدس، روح القدس، روح الحق۔

اسی معنی میں انجیل میں فارقلیط ہے۔ ثعلب کہتے ہیں کہ فارقلیط اس کو کہتے ہیں جو حق و باطل میں تفریق کرے۔

گزشتہ کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نام بھی ہیں۔ ماذ، ماذ بمعنی طیب، حمطایا، خاتم، حاتم۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اس کی حکایت کی۔

ثعلب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خاتم وہ ہے جس سے نبیوں کے سلسلۂ آمد کو روکا جائے اور حاتم کے معنی یہ ہیں کہ نبیوں میں جو پیدائش اور اخلاق میں سب سے بڑھ کر عمدہ ہو۔

سریانی زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام یہ ہے۔ ''مشفح'' یعنی محمد، ''منحمنا'' یعنی روح القدس یا محمد اور توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اَحید ہے۔ یہ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے۔

صاحب القضیب کے معنی تلوار والے کے ہیں۔ انجیل میں اس کی یوں تفسیر آئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوہے کی تلوار ہوگی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت بھی ایسی ہی ہوگی۔ اور یہ بھی محمول کیا گیا ہے۔ قضیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لمبی شاخ تھی جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ میں لیا کرتے تھے۔ اور وہ اب خلفاء کے پاس ہے لیکن ''ہراوہ'' جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی گئی ہے۔ لغت میں اس کے معنی عصا کے ہیں۔ مجھے خیال ہے واللہ اعلم کہ اس سے وہ عصا مراد ہے جو حدیث حوض میں مذکور ہے کہ اپنے اس عصا سے یمن والوں کے لئے لوگوں کو ہٹاؤں گا۔

لیکن ''تاج'' اس سے مراد عمامہ ہے اور اس وقت سوائے عرب کے اور کوئی عمامہ نہیں پہنتا تھا۔ عمامے عرب کے تاج ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف القاب اور علامات کتابوں میں بہت ہیں۔
ان میں سے بقدر کفایت انشاء اللہ عزوجل ہم نے ذکر کیا ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور کنیت ابوالقاسم ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا اِبْرَاهِيْمَ۔ (دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

کیسے نام رکھے جائیں؟:

والدین کو چاہیے کہ بچے کا اچھا نام رکھیں کہ یہ ان کی طرف سے اپنے بچے کے لئے سب سے پہلا اور بنیادی تحفہ ہے جسے وہ عمر بھر اپنے سینے سے لگائے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب میدانِ حشر بپا ہوگا تو وہ اسی نام سے مالک کائنات عزوجل کے حضور بلایا جائے گا جیسا کہ حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، الحدیث ۴۹۴۸، ج ۴، ص ۳۷۴)

اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے بچے کا نام کسی فلمی اداکار یا (معاذ اللہ عزوجل) کفار کے نام پر رکھ دیتے ہیں، اس سے بدترین ذلت کیا ہوگی کہ مسلمان کی اولاد کو کل میدانِ محشر میں کفار کے ناموں سے پکارا جائے۔ والعیاذ باللہ
ہمارے معاشرے میں بچے کے نام کے انتخاب کی ذمہ داری عموماً کسی قریبی رشتہ دار مثلاً دادی، پھوپھی، چچا وغیرہ کو سونپ دی جاتی ہے اور عموماً مسائل شرعیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے وہ بچوں کے ایسے نام رکھ دیتے ہیں جن کے کوئی معانی نہیں ہوتے یا پھر اچھے معانی نہیں ہوتے، ایسے نام رکھنے سے احتراز کیا جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ اور صحابہ کرام وتابعین عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر نام رکھنے چاہئیں جس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ بچے کا اپنے اسلاف رضی اللہ عنہم سے روحانی تعلق قائم ہو جائے گا اور دوسرا ان نیک ہستیوں سے موسوم ہونے کی برکت سے اس کی زندگی پر مدنی اثرات مرتب ہوں گے۔

حضرت سیّدنا ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء، الحدیث ۴۹۵۰، ج ۴، ص ۳۷۴)

بچے کی کنیت رکھنا جائز ہے اور حصول برکت کے لئے بزرگوں کی نسبت سے کنیت رکھنا بہتر ہے مثلاً ابوتراب (یہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) وغیرہ (ماخوذ از بہار شریعت، ج ۳، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳)

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کی کنیت رکھنے میں جلدی کرو کہیں ان کے (بُرے) القابات نہ پڑ جائیں۔

(کنز العمال، کتاب النکاح، باب السابع، الفصل الاول، الاکمال، الحدیث ۴۵۲۲۲، ج ۱۶، ص ۱۷۶)

مسئلہ: عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنا بالکل جائز ہے کہ اس سے شرف نسبت مقصود ہے۔ عبد کے دو معانی ہیں، بندہ اور غلام، اس لئے یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ غلام محمد، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جن میں غلام کی نسبت انبیاء وصالحین کی طرف کی گئی ہو، بالکل جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳، ماخوذاً)

مسئلہ: محمد بخش، احمد بخش، پیر بخش اور اسی قسم کے دوسرے نام رکھنا جس میں نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو، بالکل جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳، ماخوذاً)

مسئلہ: طٰہٰ، یٰسین نام بھی نہ رکھے جائیں کہ یہ الفاظ مقطعاتِ قرآنیہ میں سے ہیں جن کے معانی معلوم نہیں۔

(۔ بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳، ماخوذاً)

مسئلہ: جو نام بُرے ہوں انہیں بدل کر اچھے نام رکھنے چاہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۱۳، ماخوذاً)

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم بُرے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ (جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی تغییر الاسماء، الحدیث ۲۸۴۸، ج ۴، ص ۳۸۲)

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برّہ تھا، سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے (برّہ سے) بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث ۲۱۴۰، ص ۱۱۸۲)

اللہ عزوجل کے پسندیدہ نام:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، پیکرِ عظمت وشرافت، محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے ناموں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح، الحدیث ۲۱۳۲، ص ۱۱۷۸)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: عبداللہ وعبدالرحمٰن بہت اچھے نام ہیں (مگر اس زمانہ میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدالرحمٰن اس شخص کو بہت سے لوگ رحمٰن کہتے ہیں اور غیرِ خدا کو رحمٰن کہنا حرام ہے، اسی طرح عبدالخالق کو خالق اور عبدالمعبود کو معبود کہتے ہیں) اس قسم کے ناموں میں ایسی ناجائز ترمیم ہرگز نہ کی جائے۔ اسی طرح بہت کثرت سے ناموں میں تصغیر کا رواج ہے یعنی نام کو اس طرح بگاڑتے ہیں جس سے حقارت نکلتی ہے، ایسے ناموں میں تصغیر ہرگز نہ کی جائے اور جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں، دوسرے نام رکھے جائیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ 16، ص 216)

نبی اکرم علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فطرت پانچ چیزیں ہیں، ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، بغل کے بال نوچنا، مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا۔ (صحیح مسلم، باب خصال الفطرۃ، الحدیث ۲۵۷، ص ۱۵۳)

ختنہ کرنا سنت ہے اور یہ شعائرِ اسلام میں سے ہے کہ اس سے مسلمان اور غیر مسلم میں امتیاز ہوتا ہے اسی لئے اسے مسلمانی بھی کہا جاتا ہے۔ ولادت کے سات دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے، ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال تک ہے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، باب التاسع عشر فی الختان... الخ، ج ۵، ص ۳۵۷، وبہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۰۰)

حضرت سیّدنا مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنے بچے کا ساتویں دن ختنہ کرو کہ یہ گوشت اگنے کے لئے جلدی اور ستھرا ہے اور دل کے لئے راحت ہے۔

(کنز العمال، کتاب النکاح، الفصل الثالث فی الختان، الاکمال، الحدیث ۴۵۳۰۴، ج ۸، ص ۱۸۱)

مسئلہ: بچے کا ختنہ باپ خود بھی کر سکتا ہے۔ (اگر حجام یا ڈاکٹر وغیرہ ختنہ کریں تو عورت ان کے سامنے نہ آئے بلکہ بچے کو کوئی مرد پکڑے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲ ص ۲۰۴)

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

115- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری مثال اور انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے مکان تعمیر کیا تو اس کی تکمیل کر دی اور اسے آرائش کر دیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی چنانچہ لوگ اس مکان کے اندر جا کر متعجب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کاش! ایک اینٹ کی جگہ نہ چھوڑی ہوتی۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 14888، شعب الایمان: رقم الحدیث: 1485، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2862، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 5857، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 1785)

116- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری مثال اور مجھ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس مرد کی مانند ہے جس نے ایک مکان بنایا تو اسے حسین وجمیل بنایا مگر اس نے ایک کونے کے اندر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی چنانچہ لوگ اس مکان کے گرد اگرد گھومتے اور متعجب ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں اس اینٹ کو کیونکر نہ رکھا گیا۔ چنانچہ وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (مرجع السابق)

شرح

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (پارہ نمبر 22، سورۃ احزاب آیت نمبر 40)

ترجمہ کنز الایمان شریف: "ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے"۔ اس آیت کے تحت شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے، نصِ قرآنی بھی اس وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حدِّ تواتر تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور علیہ السلام کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر کافر، خارج از اسلام ہے۔ (کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان از مولانا نعیم الدین مراد آبادی، ص ۶۳، مطبوعہ پاک کمپنی لاہور)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بنصِ قطعی قرآن نبوّت ختم ہوگئی، اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ آپ کے دین میں مجتہدین ہوں اور مسلمانوں پر مجتہدوں کی پیروی فرض ہو کہ وہ وقائع جن کا ذکر قرآن مجید و حدیث شریف میں نہیں اپنی رائے سے ان میں حکم شرعی قائم فرمالیں۔ ورنہ یہ احکام، مجمل رہ جاتے کہ قرآن و حدیث میں ذکر نہیں۔ اور کوئی تازہ نبی ہو نہیں سکتا تو مجتہدین نہ ہوتے یا ان کا حکم، حکم شرع نہ ٹھہرتا تو یہ احکام کیوں کر معلوم ہوسکتے۔ (اظہار الحق الجلی از مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی صفحہ نمبر 56)

امام احمد وابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعتِ کبریٰ میں فرماتے ہیں:

فیاتون عیسٰی فیقولون اشفع لنا الیٰ ربك فلیقض بیننا فیقول انی لست هنا کم انی اتخذت الٰهًا من دون الله، وانه لا یهمنی الیوم الانفسی ولکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیه أکان یقدر علی ما فی جوفه حتی یفض الخاتم. فیقولون لا فیقول ان محمدا ﷺ فیاتونی فاقول انا لها فاذا اراد الله ان یقضی بین خلقه نادی مناد این احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن اٰخر الامم واول من یحاسب، فتفرج لنا الامم عن طریقنا الحدیث هذا مختصر۔

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیّدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں، لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں، لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے، پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت صلی اللہ علیہ وسلم، تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب امتوں سے پیچھے آئے اور سب سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی۔

(مسند ابو یعلیٰ حدیث ۲۳۲۴ عبداللہ ابن عباس، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، ۳/۶) (کتاب السیر جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 128)

امام احمد مسند اور بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ صحاح، ابن ابی شیبہ سنن، ابن جریر تہذیب الآثار میں بطریق عدیدہ کثیرہ سیّدنا سعد بن ابی وقاص، اور حاکم بتصحیح اسناد مستدرک، اور طبرانی معجم کبیر واوسط، اور ابوبکر عاقولی فوائد میں، اور ابن مردویہ مطولاً اور بزار بطریق عبداللہ بن ابی بکر عن حکیم بن جبیر عن الحسن بن سعد مولیٰ علی، اور ابن عساکر بطریق عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابیہ عن جدہ عقیل امیر المؤمنین مولیٰ علی اور احمد وحاکم وطبرانی وعقیلی حضرت عبداللہ بن عباس، اور احمد حضرت امیر معاویہ، اور احمد و بزار و ابوجعفر بن محمد طبری وابوبکر مطیری حضرت ابوسعید خدری، اور ترمذی بافادہ تحسین حضرت جابر بن عبداللہ سے مسنداً اور حضرت ابوہریرہ سے تعلیقاً، اور طبرانی کبیر اور خطیب کتاب المتفق والمتفرق میں حضرت عبداللہ بن عمر، اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں حضرت سعید بن زید، اور طبرانی کبیر میں حضرات براء بن عازب وزید بن ارقم وحبشی بن جنادہ وجابر بن سمرہ ومالک بن حویرث وحضرت ام المؤمنین ام سلمہ، زوجہ امیر المؤمنین علی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہم اجمعین سے راوی، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کو تشریف لیجاتے وقت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المؤمنین نے عرض کی یارسول اللہ! حضور مجھے عورتوں اور بچّوں میں چھوڑے جاتے ہیں، فرمایا:

" اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انه لا نبی بعدی"

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں۔

(صحیح البخاری، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱/ ۵۲۶۔۔۔جامع الترمذی، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، امین کمپنی کتب خانہ، رشیدیہ، دہلی، ۲/ ۲۱۴۔۔۔صحیح مسلم کتاب الفضائل، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۲/ ۲۷۸۔۔۔مسند احمد بن حنبل، حدیث حضرت سعد ابن وقاص، دار الفکر بیروت، ۱/ ۱۸۲)

مسند ومستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے:

"الا ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسٰی الا انك لست بنبی "

کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

(مجمع الزوائد بحوالہ احمد وغیرہ عن ابن عباس باب جامع مناقب علی رضی اللہ عنہ، دار الکتاب بیروت، ۹/ ۱۲۰۔۔۔المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، دار الفکر، بیروت، ۳/ ۱۰۹۔۔۔کتاب السیر جلدنمبر 15 صفحہ نمبر 137)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر دلائل:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر 40)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر چیز کو

خوب جاننے والا ہے

تفسیر: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (الاحزاب: ٤٠)

اس کی تحقیق کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ آپ کے بیٹے نہیں ہیں اور آپ کے چار نسبی بیٹے تھے آپ حضرت قاسم' حضرت ابراہیم' حضرت طیب اور حضرت مطہر کے ولد تھے۔

(جامع البیان رقم الحدیث: ٢١٤٦٥' تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ١٧٦٩٨)

جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کر لیا تو کفار اور منافقین نے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ حضرت زید بن حارثہ آپ کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں حتیٰ کہ ان کی بیوی آپ پر حرام ہو جائیں لیکن آپ تعظیم اور تکریم کے اعتبار سے امت کے باپ ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما کر کفار اور منافقین کے اعتراضات کو ساقط کر دیا' اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں جو مرد تھے آپ ان میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں' یہ نہیں ہے کہ آپ کسی کے والد نہیں ہیں کیونکہ آپ کی چار بیٹیاں تھیں اور آپ ان کے والد تھے اور آپ کے چار بیٹے تھے اور آپ ان کے والد تھے لیکن وہ سب صغر سن میں وفات پا گئے اور ان میں سے کوئی بھی مرد ہونے کی عمر تک نہیں پہنچا' سو آپ مردوں میں سے کسی حقیقی والد نہیں ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور یہ چاروں آپ کے نسبی بیٹے تھے مخاطبین کے مردوں میں سے نہ تھے' بعض احادیث میں ہے کہ آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کے متعلق فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣٧٦٩)

لیکن آپ نے ان کو مجازاً اپنے بیٹے فرمایا وہ آپ کے نسبی بیٹے نہ تھے' وہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے نسبی بیٹے اور آپ کے نواسے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور نہ کسی مرد کے حقیقی والد ہیں' نہ رضاعی والد ہیں۔

ہم نے امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے چار بیٹے تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ کے دو بیٹے تھے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم' حضرت قاسم حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے پیدا ہوئے انہی کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور حضرت ابراہیم آپ کی کنیز ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد قبل از اسلام پیدا ہوئی' صرف حضرت ابراہیم واحد ہیں جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے ان کا لقب طیب اور مطہر ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد ج ١١ ص ١٦' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت' ١٤١٤ھ)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ آپ کسی مرد کے شرعی والد ہیں نہ رضاعی اور نہ کسی کو آپ نے شرعاً بیٹا بنایا کیونکہ شرعاً بیٹا اس کو بنایا جاتا ہے جو مجہول النسب ہو اور حضرت زید بن حارثہ مجہول النسب نہیں تھے ان کا نسب معروف تھا وہ حارثہ کے بیٹے تھے غرض آپ

کسی اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہ تھے' نسبی نہ رضاعی نہ متبنی کے کے اعتبار سے۔

(روح المعانی جز ۲۲ ص ۴۵-۴۴' دار الفکر بیروت' ۱۴۱۷ھ)

سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر صاف اور صریح آیت تو یہی الاحزاب: ۴۰ ہے' اس کے علاوہ قرآن مجید کی اور آیات بھی ہیں جن سے آپ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا ثابت ہے:

(۱) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (المائدہ:۳)
آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بہ طور دین پسند فرمالیا۔

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوپر دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ آخری نبی ہیں' کیونکہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا' جب آپ کے دین اور آپ کی شریعت میں کوئی کمی ہوتی جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا' اور جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا ناکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

(۲) وما ارسلنك الا کافة للناس بشیرا و نذیرا۔ (سبا:۲۸)
اور (اے رسول مکرم!) ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لیے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا بھیجا ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ رسول ہیں اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور رسول آئے گا' اور اس سے یہ آیت کاذب ہو جائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے' اس سے لازم آیا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

(۳) قل یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔ (الاعراف:۱۵۸)
آپ کہیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔
اس آیت کی بھی حسب سابق تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی کا آنا ممکن ہو تو پھر آپ سب کے لیے رسول نہیں رہیں گے۔

(۵) وما ارسلنك الا رحمة للعالمین (الانبیاء:۱۰۷)
اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
اس آیت کی بھی اسی طرح تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر بعض لوگوں کے لیے وہ رسول رحمت ہوگا اور آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

(۶) تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا (الفرقان:۱)
وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے عبد کامل پر وہ کتاب نازل کی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے تاکہ وہ

عبد کامل تمام جہانوں کے لیے (عذاب سے) ڈرانے والا ہو جائے۔

(۷) واذ اخذ الله میثاق النبین لمآ اتیتکم من کتب و حکمة ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم لتؤ منن به ولتنصرنه ط قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری ط قالوا اقررنا ط قال فاشهدوا وانا معکم منالشهدین (آل عمران:۸۱)

اور یاد کیجئے جب اللہ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں' پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آجائے جو ان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں' تو تم سب اس ضرور ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا' فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کرلیا' انہوں نے کہا ہم نے اقرار کرلیا' فرمایا پس تم سب (ایک دوسرے پر) گواہ ہو جاؤ' اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا' پس اگر آپ کے بعد کسی اور رسول کے آنے کو ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداھۃ باطل ہے۔

(۸) هوالذی بعث فی الامین رسولامنهم یتلوا علیهم ایته ویز کیهم ویعلمهم الکتب والحکمة ق وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین واخرین منهم لما یلحقوا بهم ط وهو العزیز الحکیم (الجمعہ:۳-۲)

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور اس رسول کو دوسروں کے لیے بھی بھیجا ہے جو (ابھی تک) پہلوں سے نہیں ملے اور وہ بے حد غالب بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے زمانہ کے لوگوں کے بھی رسول ہیں اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے بھی رسول ہیں' اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے بعد کسی اور رسول کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر اس رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے آپ رسول نہیں ہوں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

(۹) ومن یشا قق الرسول من بعد ماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤ منین نوله ماتولی ونصله جهنم ط وسآ ئت مصیرا. (النساء:۱۱۵)

اور جو شخص اس پر ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔

عہد رسالت سے تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین ہیں اور آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا محال ہے سو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ اس آیت کی وعید کا مصداق ہے۔

(۱۰) لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقتل ط اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ط وکلا وعدالله الحسنٰی ط (الحدید: ۱۰)

تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا' وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں' ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک عاقبت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ بعد کے صحابہ سے بہت افضل ہیں' اگر سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے' پس آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے۔

سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق احادیث صحیحہ' مقبولہ:

(۱) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا' مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ اس گھر کے گرد گھومانے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے' اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۵' صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۸۶' السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۱۴۲۲' مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۷۹' عالم الکتب)

(۲) حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔ (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے' ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے' اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۲۵۲' صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۸۹' سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۰۲' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۵۲' صحیح البخاری ۷۱۲۱ میں ہے عنقریب تیس کذاب نکلیں گے ان میں ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے)

(۳) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۹' حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے' حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۱۰۰۹' دار الحدیث قاہرہ' ۱۴۱۶ھ)

(۴) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت

دی گئی ہے (۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں (۲) اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے (۳) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے (٤) ض اور تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے (٥) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے (٦) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ٥٢٣ 'سنن الترمذ رقم الحدیث: ١٥٥٣ 'سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٥٦٧ 'مسند احمد ج ٢ ص ٤١٢)

(٥) حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے' مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: ٤٤١٦ 'صحیح مسلم رقم الحدیث: ٢٤٠٤ 'سنن ترمذی رقم الحدیث: ٣٧٣١ 'سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ٨٤٣٥ 'المعجم الکبیر رقم الحدیث: ٣٣٤-٢٠٣٥-٢٠٢٦-٣ 'المستدرک ج ٣ ص ١٠٩ قدیم' رقم الحدیث: ٤٥٧٥ جدید' سنن بیہقی ج ٩ ص ٤٠' صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ٦٩٢٧ 'مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ٩٧٤٥ 'مصنف ابن ابی شیبہ ج ١٢ ص ٦٠)

(٦) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے' جب بھی کوئی نبی فوت ہو جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہو جاتا' اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٣٤٥٥ 'صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٨٤٢ 'سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٢٨٧١ 'مسند احمد رقم الحدیث: ٧٩٤٧ 'عالم الکتب بیروت)

(٧) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے' پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ٢٢٧٢ 'مسند احمد ج ٣ ص ٢٦٧ 'مسند ابویعلی رقم الحدیث: ٣٩٤٧ 'المستدرک ج ٤ ص ٣٩١)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٨٧٦ 'صحیح مسلم رقم الحدیث: ٨٥٥ 'سنن النسائی رقم الحدیث: ١٣٦٧)

(٩) حضرت ابوہریرہ رضی عنہ بیان کرتے ہیں میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث بلا تکرار: ١٣٩٤ 'الرقم المسلسل: ٣٣١٧)

(١٠) قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ٣١٩١٦-٣٢١٢٦)

(١١) حضرت عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

(مسند احمد ج ٤ ص ١٢٧ 'المعجم الکبیر ١٨ 'رقم الحدیث: ٢٥٢ 'مسند البزار رقم الحدیث: ٢٣٦٥)

(١٢) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں لوگ (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

پاس آکر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں' اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کر دی ہے' آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ الحدیث

(صحیح البخاری رقم الحدیث:٤٧١٢' صحیح مسلم رقم الحدیث:١٩٤' سنن الترمذی رقم الحدیث:٢٤٣٤' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:٤٣٠٧)

(١٣) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ (سنن الدارمی رقم الحدیث:٥٠' کنز العمال رقم الحدیث:٣١٨٣)

(١٤) حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمار پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں پھر تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(مسند احمد ج ٢ ص ١٧٢' احمد شاکر نے کہا اس کی سند حسن ہے' حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث:٦٦٠٢' دار الحدیث قاہرہ)

(١٥) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا' مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے' اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا' اور اس نے میرا سینہ کھول دیا میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار رقم الحدیث:٥٥' مجمع الزوائد ج ١ ص ٧١)

(١٦) حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے' آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا پھر آپ نے مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی' نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبریل سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

(المواہب اللدنیہ ج ٢ ص ٣٦٢' دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤١٦ھ)

(١٧) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث:٣٦٣٨' شمائل ترمذی رقم الحدیث:٧-١٩' مصنف ابن ابی شیبہ ج ١١ ص ٥١٢' دلائل النبوۃ ج ١ ص ٢٦٩' شرح السنہ رقم الحدیث:٣٦٥٠)

(١٨) حضرت ابوامامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (فتنہ دجال کے متعلق ایک طویل حدیث میں) فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:٤٠٧٧)

(١٩) حضرت ابوقتیلہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو' اپنے مہینہ کے روزے رکھو' اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (المعجم الکبیر ج ٢٢ رقم الحدیث:٧٩٧' ج ٨ رقم الحدیث:٧٥٣٥-٧٦١٧)

(٢٠) حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے ابوذر! پہلے رسول آدم ہیں اور

آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۲٦۹)

(۲۱) حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۸٦ مسند احمد ج ٤ ص ١٥٤ المستدرک ج ۳ ص ۸٥ المعجم الکبیر ج ۱۷ رقم الحدیث: ۸٥۷)

(۲۲) حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے عبد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳٥۳۲ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳٥٤ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸٤٠ السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ۱۱٥۹۰)

(۲۳) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں احمد ہوں اور محمد ہوں اور حاشر ہوں اور مقفی (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ١٥٦ مجمع الزوائد رقم الحدیث: ١٤٠٦٢)

(۲٤) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی ایک نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ٥٠١٧)

(۲٦) وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) دراز قد تھے اور ان کے بال گھونگریالے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ سے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی مگر ہمارے نبی سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نوبت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔

(المستدرک ج ۲ ص ٥٧٦ قدیم المستدرک رقم الحدیث: ٤١٠٥ جدید المکتبۃ العصریۃ ١٤٢٠ھ)

(۲۷) اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کم سنی میں فوت ہو گئے اور اگر ان کے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ١٥١٠ صحیح البخاری رقم الحدیث: ٦١٩٤)

(۲۸) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ (مسند احمد ج ۳ ص ١٣٣ تاریخ دمشق ج ۳ ص ٧٦ رقم الحدیث: ٥٧٩ الجامع الصغیر رقم الحدیث: ٧٤٥٣ کنز العمال رقم الحدیث: ٦١٩٤)

(۲۹) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٦٩٩٠)

(۳۰) حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب

ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۶ ' حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۲۳۳۵۱ ' دار الحدیث قاہرہ)

(۳۱) حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ سے کہا آپ جو چاہے اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں! آپ نے ان سے فرمایا میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور اس کی کہ میں خاتم الانبیاء والرسل ہوں میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا' انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی' آپ نے فرمایا اچھا زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہیے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں' حضرت نے کہا میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اپنے باپ کو ترجیح دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو' یہ سن کر حضرت زید کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ اور ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔

(المستدرک ج ۳ ص ۲۱۴ طبع قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ۴۹۴۶ طبع جدید)

(۳۲) حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زائد انبیاء کا خاتم ہوں۔ (المستدرک ج ۲ ص ۵۹۷ طبع قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ۴۱۶۸ طبع جدید)

ایک ہزار سے زائد انبیاء سے مراد ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں جیسا کہ المستدرک رقم الحدیث: ۴۱۶۸ میں اس کی تصریح ہے۔

(۳۳) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد ہو گیا تو میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلو ڈال دیا' پھر فرمایا اے ابو طالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے اور اب تم کو کوئی تکلیف نہیں ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے' تمہارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے' اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کیا' اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرما دی سوا اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

(المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۹۱۳' حافظ الھیثمی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں' مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۰)

(۳۴) بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۸۷ ' مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۷ ' سنن دارمی رقم الحدیث: ۲۷۶۲)

(۳۵) حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی' آپ نے ان سے فرمایا: آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس طرح ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا ہے۔

(المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۵۸۲۸ ' مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۹ ' اس کی سند میں اسماعیل بن قیس متروک ہے)

(۳٦) قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ آیت پڑھتے:

واذ اخذنا من النبيين ميثا قهم ومنك ومن نوح (الاحزاب:۷)

تو آپ فرماتے مجھ سے خیر کی ابتداء کی گئی ہے اور میں بعث میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۱۷۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱٤۱٦ھ)

(۳۷) حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا حتی کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک' بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک' اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے' میں نے کہا اے میرے رب! نہیں! فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچادیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری بنایا ہے تا کہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔

(الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث: ۵۳۲۱' کنز العمال رقم الحدیث ۳۲۱۱۱' تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۳۰' تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ ص ۲۹٦' ۲۹۵' رقم الحدیث: ۸۱۱' دار احیاء التراث العربی بیروت ۱٤۲۱ھ)

(۳۸) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جب حضرت آدم (علیہ السلام) کو ھند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس جبریل نے نازل ہو کر اذان دی' الله اكبر' الله اكبر' اشهد ان لا له الا الله دو دفعه' اشهد ان محمدا رسول الله دو دفعہ' حضرت آدم (علیہ السلام) نے پوچھا محمد کون ہیں' حضرت جبریل نے کہا وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۷ ص ۳۱۹' رقم الحدیث: ۱۹۷۹' دار احیاء التراث العربی بیروت ۱٤۲۱ھ)

(۳۹) حافظ سیوطی نے مسند ابو یعلی اور امام ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت تمیم داری کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے: فرشتے قبر میں مردہ سے سوال کریں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اسلام میرا دین ہے اور (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں' فرشتے کہیں گے تم نے سچ کہا۔ (الدر المنثور ج ۸ ص ۳۳' دار احیاء التراث العربی بیروت ۱٤۲۱ھ)

(٤٠) حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا جب تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو' تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا' لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمان آپ ہمیں تعلیم دیجئے' انہوں نے کہا تم اس طرح درود پڑھو: اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيّد المرسلين وامام المتقين و خاتم البيين محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير و رسول الرحمة.

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۹۰٦' مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۵۲٦۷' المستدرک ج ۲ ص ۲٦۹)

(٤١) حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے شفاعت کبریٰ کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں

ہے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں' میری اللہ کے سوا پرستش کی گئی ہے' آج مجھے صرف اپنی فکر ہے' یہ بتاؤ کہ اگر کسی سیل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص سیل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں' حضرت عیسیٰ نے فرمایا پس (سیّدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں اللہ نے ان کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کام معاف فرما دیئے ہیں۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۳۲۸' مسند احمد ج۱ ص۲۸۱' مسند الطیالسی رقم الحدیث: ۲۷۹۸)

(۴۲) حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے گوہ سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول رب العلمین اور خاتم النبیین ہیں۔

(حافظ عسقلانی' علامہ آلوسی اور مفتی شفیع دیوبندی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے) (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹۴۸' مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۸۶)

(۴۳) ایاس بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہیں۔ (الکامل لابن عدی ج۶ ص۴۸۴' دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۸ھ)

(۴۴) حضرت ابوالطفیل (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: میرے رب کے پاس دس نام ہیں' حضرت ابوالطفیل نے کہا مجھے ان میں سے آٹھ یاد ہیں' محمد' احمد' ابوالقاسم' الفاتح (نبوت کا افتتاح کرنے والا) الخاتم (نبوت کو ختم کرنے والا) العاقب (جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے) الحاشر الماحی (شرک کو مٹانے والا)۔

(دلائل النبوت لابی نعیم ج۱ ص۶۱' رقم الحدیث: ۲۰)

(۴۵) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل کی گئی تو انہوں نے اس میں اس امت کا ذکر پڑھا پس انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی الواح میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی اس کو میری امت بنا دے فرمایا وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبول لابی نعیم ج۱ ص۶۸ رقم الحدیث: ۳۱)

(۴۶) حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا' لوگ اس کے گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا یہ احمد کا ستارہ ہے جو طلوع ہو چکا ہے یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ج۱ ص۷۶-۷۵' رقم الحدیث: ۳۵)

(۴۷) حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری (رضی اللہ عنہ) جب فوت ہو گئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز آ رہی تھی' لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آ رہی تھی: محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(رسائل ابن ابی الدنیا ج۳ ص۳۸۸' مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت' ۱۴۱۴ھ)

(۴۸) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

هذا محمد رسول الله خاتم النبيين. یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

(مسند البزار ج۱ ص۴۰ رقم الحدیث:۵۵ مجمع الزوائد ج۱ ص۶۹)

اسی روایت میں مذکور ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمام نبیوں کے خطاب کے بعد حسب ذیل خطبہ پڑھا:

الحمد لله الذي ارسلني رحمة للعالمين و كافة للناس بشيرا ونذيرا وانزل على الفرقان فيه تبيان كل شيء وجعل امتي خير امتي امة اخرجت للناس وجعل امتي وسطا وجعل امتي هم الا ولون والا خرون وشرح لي صدري وجعلني فاتحاو خاتما.

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر اور کامل بنایا جس کو لوگوں کے سامنے بھیجا گیا اور میری امت کو (قیامت میں) اول اور (دنیا میں) آخر بنایا اور میرے سینہ کو کھول دیا اور مجھے نبوت کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔

اور اس حدیث کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فرمایا:

قد اتخذتك خليلا وهو مكتوب في التوراة محمد حبيب الرحمان وارسلتك الى الناس كافة وجعلت امتك هم الاولون وهم الا خرون وجعلت امتك لا تجوز لهم خطبة حتى يشهدوا انك عبدي و رسولي وجعلتك اول النبيين خلقاً واخرهم بعثا (الى قوله) وجعلتك فاتحاو خاتما.

میں نے آپ کو خلیل بنایا' اور تورات میں لکھا ہوا ہے محمد رحمان کے حبیب ہیں اور میں نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا اور جب تک آپ کی امت یہ گواہی نہ دے کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں' ان کا خطبہ جائز نہیں ہوگا' اور میں نے آپ کو پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور آپ کو نبوت کی کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔

(مسند البزار ج۱ ص۴۴ رقم الحدیث:۵۵ مجمع الزوائد ج۱ ص۷۱)

(۴۹) حضرت ابن زمل (رضی اللہ عنہ) نے ایک خواب دیکھا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس خوب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: رہی وہ اونٹنی جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس اونٹنی کو چلا رہا ہوں تو اس سے مراد قیامت ہے' نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔

(دلائل النبوۃ ج۷ ص۳۸' دار الکتب العلمیہ بیروت' المعجم الکبیر رقم الحدیث:۸۱۴۶' کنز العمال رقم الحدیث:۴۲۰۱۸)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ نے الواقعہ:۱۳ کی تفسیر میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۳۱۵' دار الفکر بیروت' ۱۴۱۹ھ)

(۵۰) حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس طرح درود شریف پڑھو:

لبيك اللهم ربي وسعديك صلوات الله البر الرحيم والملائكة المقربين والنبيين والصديقين والشهداء والصالحين وما سبح لك من شيء يا رب العلمين على محمد بن عبد الله خاتم النبيين وسيد المرسلين و امام المتقين و رسول رب العلمين الشاهد البشير الداعي االيك باذنك السراج المنير و (عليه السلام).

(الشفاء ج ٤ ص ٦٠ ،مطبوعہ دارالفکر بیروت ١٤١٥ھ نسیم الریاض ج ٥ ص ٥٤-٥٣ ،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ١٤٢١ھ)

احادیث ختم نبوت کی صحیح تعداد

ہم نے پچاس احادیث صحیحہ اور مقبولہ مکمل حوالہ جات کے ساتھ ذکر کی ہیں جن میں ہمارے نبی سیّد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے کی صاف تصریح ہے' ہم نے اس سلسلہ میں مکرر احادیث کا ذکر نہیں کیا اور نہ ایسی احادیث کا ذکر کیا ہے جن کی ختم نبوت پر التزامی' تضمنی یا دور از کار یا بعید دلالت ہو اور محض تعداد بڑھانے اور بھرتی کے لیے احادیث کو جمع نہیں کیا اس کے برخلاف بعض علماء نے ختم نبوت پر دو سو سے زائد احادیث جمع کی ہیں' لیکن ان میں اکثر احادیث مکررہ ہیں اور ایک حدیث کی عبارت جتنی کتابوں میں مذکور ہے اس حدیث کا اتنی بار شمار کر لیا گیا ہے' مفتی محمد شفیع دیو بندی نے اپنی کتاب ختم نبوت (ادارۃ المعارف کراچی ١٤١٩ھ) میں دو سو دس احادیث ذکر کی ہیں لیکن اس کتاب میں مکررات کو الگ الگ حدیث شمار کیا گیا ہے' مثلاً ایک حدیث کی عبارت ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے حضرت ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا مفتی صاحب نے اس حدیث کو بارہ مرتبہ ان نمبروں سے ذکر کیا ہے: حدیث نمبر: ۷' حدیث نمبر: ۲۴' حدیث نمبر: ۳۸' حدیث نمبر: ۵۱' حدیث نمبر: ۵۲' حدیث نمبر: ۷۲' حدیث نمبر: ۷۳' حدیث نمبر: ۷۴' حدیث نمبر: ۷۵' حدیث نمبر: ۷۶' حدیث نمبر: ۸۲' حدیث نمبر: ۱۳۰۔ اس کے برخلاف ہم نے اس حدیث کو صرف ایک بار متعدد کتب حدیث کے حوالے سے حدیث نمبر: ۵ میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اور کئی احادیث ہے مکررہ ہیں جن کے الگ الگ نمبر ڈالے گئے جن میں حضرت ابن زمل کے خواب والی حدیث' تیس دجالوں والی حدیث ہے' عاقب والی حدیث ہے اور کئی احادیث ہیں۔

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد مدعی نبوت کی تصدیق کرنے والوں کو فقہاء اسلام کا کافر اور مرتد قرار دینا:

ہم نے یہ لکھا ہے کہ اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری نبی ہیں اور یہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمیں اجماع اور مختلف قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لا نبی بعدی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے اور خاتم النبیین سے مراد بھی مطلق انبیاء ہیں' غرض ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا کہ ان لفظوں میں

کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص اس حدیث میں تاویل یا تخصیص کرے وہ اجماع کا منکر ہے۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد (مترجم) ص ۱۶۳ 'محصلاً' مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ ھ لکھتے ہیں:

اسی طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ یا آپ کے عہد کسی نبوت کا دعویٰ کرے... (الی قولہ) اسی طرح ہم اس شخصکو کافر کہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے خواہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے' پس یہسب لوگ کافر ہیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تکذیب کرنے والے ہیں' کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مفہوم مراد ہے اور اس کلام میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے' اور ان لوگوں کا کفر قطعی اجماعی اور سماعی ہے۔

(الشفاء ج ۲ ص ۲۳۸ ـ ۲۳۷ 'مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۴۱۵ ھ)

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ ھ اور ملا علی سلطان محمد القاری الحنفی التوفی ۱۰۱۴ ھ نے بھی الشفاء کی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔

(نسیم الریاض ج ۶ ص ۳۵۶ ـ ۳۵۵ 'مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۲۱ ھ شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۱۶ ـ ۵۱۵ 'دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۲۱ ھ)

نیز قاضی عیاض بن موسیٰ مالی متوفی ۵۴۴ ھ لکھتے ہیں:

عبد الملک بن مروان الحارث نے نبوت کے دعویٰ دار ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا اور متعدد خلفاء اور بادشاہوں نے اسی طرح مدعیان نبوت کو قتل کیا اور اس زمانہ کے علماء نے ان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیا۔

(الشفاء ج ۲ ص ۲۴۵ 'دار الفکر بیروت ۱ ھ)

علامہ خفاجی حنفی نے اس کی شرح میں کہا کیونکہ مدعیان نبوت نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ آپ خاتم الرسل ہیں اور آپ کے عہد کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ (نسیم الریاض ج ۶ ص ۳۹۴ بیروت)

ملا علی قاری حنفی نے لکھا کہ ان مدعیان نبوت کو انکے کفر کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ (شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۳۴)

علامہ ابو الحیان محمد بن یوسف غرناطی اندلسی متوفی ۷۵۴ ھ لکھتے ہیں:

جس کا یہ مذہب ہے کہ نبوت کسبی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی یا جس کا یہ مذہب ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے وہ زندیق ہے او اس کا قتل کرھنا واجب ہے' اور کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کو لوگوں نے قتل کر دیا۔ اور ہمارے زمانہ میں مالقہ (اندلس کا شہر) کے فقراء میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کو سلطان ابن الاحمر بادشاہ اندلس نے قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا۔

(البحر المحیط ج ۸ ص ۴۸۵ 'دار الفکر بیروت' ۱۴۱۲ ھ)

علامہ محمد الشربینی الشافعی من القران السابع لکھتے ہیں:

جو شخص ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔

(مغنی المحتاج ج ٤ ص ١٣٥ 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت' ١٣٥٢ھ)

علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ٦٢٠ھ لکھتے ہیں:

جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا یا جس شخص نے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا' کیونکہ جب مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ سب اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے' اسی طرح طلیحہ الاسدی اور اس کے مصدقین بھی مرتد ہو گئے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ تیس کذاب نکلیں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (المغنی ج ۹ ص ۳۳ 'مطبوعہ دار الفکر بیروت' ١٤٠٥ھ)

امام محمد بن محمد الغزالی الشافعی التوفی ٥٠٥ھ لکھتے ہیں:

نظام معتزلی اور اس کے موافقین صریح خبر متواتر کو دین میں حجت قطعیہ مانتے ہیں اور اجماع کے حجت قطعیہ ہونے کا انکار کرتے ہیں' نظام نے کہا اس پر کوئی عقلی یا شرعی قطعی دلیل نہیں ہے کہ اہل اجماع پر خطاء محال ہے' اور نظام کا یہ قول تابعین کے اجماع کے مخالف ہے' کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ان کا اس پر اجماع ہے کہ جس بات پر صحابہ کرام نے اجاع کیا ہے وہ قطعی حق ہے اور اس کا خلاف ممکن نہیں ہے' پس نظام معتزلی نیا جماع کی حجیت کا انکار کر کے اجماع کے خلاف کیا۔

اور یہ ایک اجتہادی امر ہے اور میرے اس میں کئی اعتراض ہیں' کیونکہ اجماع کے حجت ہونے میں کئی اشکالات ہیں اور یہ نظام کے عذر ہونے کی گنجائش رکھتا ہے' لیکن اگر اجماع کے حجت ہونی پر عدم اعتمادہ کا دروازہ کھول دیا جائے تو اس سے کئی خرابیاں لازم آئیں گی۔

ان خرابیوں میں سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بھی کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں توقف کرنا بعید ہو گا۔

اور اس کو کافر کہنے کی بناء لامحالہ اجماع کی مخالفت پر رکھی جائے گی' کیونکہ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو عقل محال نہیں قرار دیتی اور وہ جو حدیث میں ہے لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قرآن مجید میں خاتم النبیین ہے' تو منکر اجماع اس کی تاویل سے عاجز نہیں ہے' وہ کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ اولوا العزم رسولوں کے خاتم ہیں' مطلقاً الانبیاء کے خاتم نہیں ہیں' اور اگر اس پر اصرار کیا جائے کہ النبیین عام ہے تو عام کی تخصیص کرنا بھی کوئی مستبعد چیز نہیں ہے' اور یہ جو آپ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس حدیث میں آپ نے رسول کے آنے کی نفی نہیں کی ہے اور نبی اور رسول میں فرق کیا گیا ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند ہے' منکر اجماع کے پاس اس طرح کے اور بھی ہذیان ہیں۔ اس قسم کے فضول ہذیانوں کی وجہ سے ہمارے لیے یہ دعویٰ کرنا ممکن نہیں ہے کہ محض خاتم النبیین کا لفظ اس پر دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور بعض نصوص صریحہ میں اس سے بھی زیادہ بعید تاویلات کی جاتی ہیں لیکن ان بعید تاویلات کی وجہ سے وہ نصوص باطل نہیں ہوتیں۔

تاہم اس منکر اجماع پر اس طرح رد کیا جائے گا کہ تمام امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہی معنی سمجھا ہے (کہ

آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے) اور آپ کے احوال کے قرائن سے بھی یہی بات مفہوم ہوتی ہے کہ آپ کے بعد کبھی بھی کوئی رسول نہیں آسکتا اور اس میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں ہوسکتی اور اس بات کا انکار وہی کرے گا جو اجماع کا منکر ہوگا۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۲۷۳-۲۷۲ 'دار و مکتبۃ الہلال بیروت' ۱۹۹۳ھ)

ہر چند کہ امام غزالی کے نزدیک سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بعد کسی اور نبی کا آنا کبھی بھی ممکن نہیں ہے اور اس آیت میں تاویل کرنا اور اسی طرح اس حدیث میں تخصیص کرنا ان کے نزدیک باطل اور ہذیان ہے۔ لیکن اس کو کافر قرار دینے میں ان کو تامل ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کی تکفیر اجماع کی بناء پر ہوگی اور اجماع ان کے نزدیک حجت قطعی نہیں ہے اور جب تک اجماع کو ساتھ نہ ملایا جائے صرف خاتم النبیین کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا' ہاں اس پر تمام امت کا اجماع ہے لیکن ان کے نزدیک اجماع حجت قطعی نہیں ہے کہ اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ نے امام غزالی کی اس عبارت سے اتفاق نہیں کیا اور اس پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

الغزالی نے اپنی کتاب "الاقتصاد" میں اس آیت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ میرے نزدیک الحاد ہے اور سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ختم نبوت کے متعلق مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کو تشویش میں ڈالنا ہے اور یہ بہت خبیث راستہ ہے' سو اس نظریہ سے بچو' اس نظریہ سے بچو' اور اللہ ہی اپنی رحمت سے ہدایت دینے والا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ ص ۱۷۸ 'دار الفکر بیروت' ۱۴۱۵ھ)

اور علامہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی المالکی التوفی ۸۲۸ھ نے علامہ قرطبی کی عبارت پر یہ تبصرہ کیا ہے:

الغزالی نے ختم نبوت کے متعلق جو اس آیت میں ذکر کیا ہے وہ الحاد ہے اور مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کو تشویش میں ڈالنے کے لیے خبیث طریقہ ہے' سو اس نظریہ سے بچو! اس نظریہ سے بچو' یہ ابن بزیزہ کی عبارت ہے۔

امام غزالی کی عبارت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف وہم پیدا کرے' امام غزالی کے حاسدین نے ان کی طرف یہ تہمت لگائی ہے' اور ابن عطیہ نے ان پر یہ حملہ کیا ہے اور امام غزالی اس تہمت سے بری ہیں' اور انہوں نے اپنی تحریروں میں اس بدعقیدگی سے برأت کا اظہار کیا ہے' کیونکہ یہ بات تو مبتدعین کہتے ہیں کہ نبوت کسبی چیز ہے اور انہوں نے اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ایک جملہ کو زائد ڈال دیا گیا ہے" عنقریب میرے بعد تیس ایسے آدمیوں کا ظہور ہوگا جن ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر جس کو اللہ چاہے"' اس آخری جملہ (مگر جس کو اللہ چاہے) کو محمد بن سعید شامی نے زائد کیا تھا اور اس کو اس کی زندیقی کی بناء پر سولی دے گئی' بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے نزول کی وجہ سے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) زمین والوں کی طرف رسول بن کر اور مبعوث ہو کر نازل نہیں ہوں گے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۱ ص ۶۰۷-۶۰۶' ج ۸ ص ۲۳-۲۲ 'دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابی کے شاگرد علامہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسنی نے بھی حسب معمول اس تمام عبارکو بعینہٖ نقل کیا ہے۔

(مکمل اکمال الاکمال مع شرح الابی ج ۱ ص ۶۰۷-۶۰۶' ج ۸ ص ۲۳-۲۲ 'دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۵ھ)

امام غزالی کی ظاہر عبارت پر بہر حال یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان کو انکار ختم نبوت کو کفر قرار دینے میں تامل ہے وہ کہتے ہیں کہ اسکا

کفر ہونا اجماع سے ثابت ہوگا اور اجماع ان کے نزدیک حجت قطعیہ نہیں ہے' تاہم وہ آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت میں تاویل اور تخصیص کو باطل اور ہذیان قرار دیتے ہیں' امام غزالی کو اعتراض سے بچانے کے لیے بعض علماء نے امام غزالی کی عبارت کا صرف اتنا حصہ ہی نقل کیا ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں:

بے شک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) اور قرائن احوال سے بالا جماع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔

(ختم نبوت (کامل) ص ۳۲۹' ادارۃ المعارف کراچی' ۱۴۱۹ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ نے امام غزالی سے اعتراض اٹھانے کے لیے ان کی عبارت میں تصرف کر کے اس عبارت کو یوں نقل کیا ہے۔

یعنی تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑے' نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانہ یا زمین کے کسی طبقہ سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل اور تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برانے یا بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۷۲۴ طبع جدید رضا فاؤنڈیشن لاہور' ۱۴۲۰ھ)

اعلیٰ حضرت پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ انہوں نے امام غزالی کی عبارت میں تحریف کی ہے اور تکفیر کے لفظ کا اضافہ کیا ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت نے تمام امت کے اجماع کی بناء پر ختم نبوت میں تاویل اور تخصیص کو امام غزالی کے نزدیک کفر کہا ہے اور اجماع کی بناء پر امام غزالی بھی اس کو کافر کہتے ہیں البتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اجماع امت سے صرف نظر کر کے صرف خاتم النبیین کے لفظ سے اس کے منکر کا کفر ثابت نہیں ہوگا اور اجماع ان کے نزدیک قطعی حجت نہیں ہے' بہرحال یہ ایک علمی اصلاح ہے اور امام غزالی کے نزدیک بھی آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت میں کوئی تاویل اور تخصیص جائز نہیں ہے۔

منکرین ختم نبوت کا اجمالی جائزہ

اس وقت دنیا میں بہائی اور قادیانی ہیں جو ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یا امریکا میں کچھ لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ بہائی اور علی جاہ کے پیروکار بہت کم تعداد میں ہیں' سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں ان کے دو فرقے ہیں ان کی غالب اکثریت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے' دوسرا فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے اس کو لاہوری جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو الہام اور وحی میں اشتباہ ہوگیا' قادیانی فرقہ ان کو کافر کہتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے' ان کے نزدیک جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔

مرزا غلم احمد قادیانی مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا' وہ لکھتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو اس پر زور شور سے مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ (کتاب البریہ ص ۱۳۶)

۱۸۸۰ء میں مرزا ایک مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوا پھر اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے یہ کہا کہ اس کو الہام کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے اور اب تک زندہ ہوے کا جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اور اس عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا اور ۱۸۹۰ء تک برابر کہتا رہا کہ میرے نزدیک نبی سیّدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں' پھر اس نے خود کو مثل مسیح اور مسیح موعود قرار دیا' اور ۱۸۹۱ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء تک اس دعویٰ پر قائم رہا اور اسی سال کی عمر میں قے اور اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

ان تمام عنوانات پر پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر صنادید مرزائیوں کی تصانیف کے حوالوں سے لکھا ہے' ہم قارئین کی معلومات کے لیے اس کتاب کے ان اقتباسات کو پیش کر رہے ہیں جن سے خود مرزا اور دیگر ضادید کے حوالوں سے مرزا کا محدث کا دعوٹ کرنا' پھر مثیل موعود کا دعویٰ کرنا اور ختم نبوت کا اقرار کرنا اور پھر نبوت کا دعویٰ کرنا اور ختم نبوت کا انکار کرنا واضح ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ختم نبوت پر ایمان واصرار

"قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی' پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے' اس کی وحی ہوئی۔'' ("ایام صلح'' ص ۱۴۶ "روحانی خزائن'' ص ۳۹۲۔ ۳۹۳' ج ۱۴ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور اللہ کو شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے''۔ (ترجمہ)

("آئینہ کمالات اسلام'' ص ۳۷۷ ''روحانی خزائن'' ص ۳۷۷ ج ۵ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل (علیہ السلام) کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ' گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو' پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو' وہ محال ہوتا ہے''۔ (فتدبر) ("ازالہ اوہام'' حصہ دوم ص ۵۸۳ "روحانی خزائن'' ص ۴۱۴ ج ۳ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں بھی ارشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والوں زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لیے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں

کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔''

(ترجمہ) ("حمامۃ البشریٰ'' ۴۹ 'طبع اول' ص ۶۰ 'طبع دوم' روحانی خزائن' ص ۲۴۳-۲۴۴ 'ج ۷' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔'' (ترجمہ) (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱ 'روحانی خزائن ص ۲۱ ج ۵ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیّدنا و مولانا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ختم ہوگئی''۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰ 'ج امورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲)

محدثیت سے نبوت تک ترقی

"ہمارے سیّد و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔'' (شہادت القرآن ص ۲۸ 'روحانی خزائن ص ۳۲۳-۳۲۴ 'ج ۶ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تا کہ دین مصطفی کی تجدید کروں''۔ (ترجمہ)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۳ 'روحانی خزائن ص ۳۸۳ 'ج ۵ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔'' (ترجمہ)

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۶ 'روحانی خزائن ص ۲۹۶-۲۹۷ 'ج ۷ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے۔ جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ' بالفعل نہیں تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا ہے''۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۹ 'روحانی خزائن ص ۳۰۰ 'ج ۷ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۲۱ 'روحانی خزائن ص ۳۲۰ ج ۳ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس (محدثیت) کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۴۲۲ 'روحانی خزائن ص ۳۲۱ ج ۳ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح موعود کی اہمیت

"اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی' اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا"۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۴۰ 'روحانی خزائن ص ۱۷۱ ج ۷ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیے' کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لیے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کا امام ہوں"۔

(توضیح المرام ص ۱۹ 'روحانی خزائن ص ۵۹ 'ج ۳ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مثیل مسیح بننے پر قناعت (م)

"اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہ شدت مناسبت و مشابہت ہے"۔

(اشتہار مندرج تبلیغ رسالت' جلد اول ص ۱۵ 'مجموعہ اشتہارات ص ۲۴ ج ۱)

مرزا صاحب حقیقی نبی

"درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو' تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے"۔ (القول الفصل ص ۱۲ 'مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں' بلکہ حقیقی نبی ہیں"۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴ 'مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر رہے"۔ (کشف الاختلاف ص ۷ 'مصنف سیّد محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

"حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے زمانے میں' میں نے اپنی کتاب "انوار اللہ" میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام و آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی

ہیں (لانفرق بین احد من رسلہ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہ تھے۔''
یہ کتاب حضرت مسیح موعود نے پڑھ کر فرمایا" آپ نے ہماری طرف سے حیدر آباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۳۸۔۳۹ 'مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

" غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ نے اپنی وحی میں یاایھا النبی کے الفاظ سے مخاطب کیا''۔ (کلمۃ الفصل مصنف صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان ص ۱۱۴ نمبر ۳ 'جلد ۱۴)

"محترم ڈاکٹر صاحب! اگر آپ حضرات (یعنی لاہوری جماعت) صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا کیونکہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس (مرزا صاحب) کو مسیح موعود' مہدی نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے۔ (نعوذ باللہ) اور اس لیے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ضرور حقیقی نبی تھے اور خدا کی قسم ضرور بہ ضرور نبی تھے اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہوگا جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔''

(مکتوب محمد عثمان خان صاحب قادیانی' مندرجہ المہدی نمبر ۱ 'ص ۵۴ 'مولف حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

ختم نبوت کی تجدید

ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں کے گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ 'جلد ۱۲ 'صفحہ ۲۵ 'بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا' وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱ 'روحانی خزائن ص ۴۰۷۔۴۰۶ 'ج ۲۲ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر نبوت ختم کی گئی ہے اس لیے آپکے عبد اس کے سوا کوئی نبی نہیں جسے آپکے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا وارث بنایا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ ختمیت ازل سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو دی گئی' پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لیے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی' پس بلاشبہ حقیقی ختمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمان کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔

(مالفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبۃ الہامیہ ص ب روحانی خزائن ص ۳۱۰ 'ج ۱۶ 'مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا کیا گیا۔

(مالفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبۃ الہامیہ ص ج' روحانی خزائن ص ۳۱۰ 'ج ۲۲ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان قادیان' نمبر ۸' جلد ۱۲ ص ۱۱' ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

ولکن رسول اللہ و خاتم النبین. اس آیہ میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے' جوخود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وجود ہے' کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا' وہ میں ہوں' اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا' سو وہ ظاہر ہو گیا۔ بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱' روحانی خزائن ص ۲۱۵ ج ۱۸' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نوح ص ۵٦' روحانی خزائن ص ٦١ ج ۱۹' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود سیّدنا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واخرین منھم لما یلحقوا بھم.

(اشتہار' ایک غلطی کا ازالہ' روحانی خزائن' ص ۲۱٤ ۔ ۲۱۵' ج ۱۸' مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم' مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سیّد و مولا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلا شبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کمالات معتدبہ کے اظہار و اثبات کے لیے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے' سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تاکہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیوض کا کامل نہ ٹھہروں۔

(چشمہ معرفت ص ۳۲٤' روحانی خزائن ص ۳٤٠ ج ۲۳' حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد' جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے' رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیہ واخرین منھم لما

یلحقوا بھم ۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

(ایک غلطی کا ازالہ' روحانی خزائن ص ۲۱۲ 'ج ۱۸ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا۔

وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر دیا گیا کہ واقع اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لیے تھی۔ (اخبار الفضل قادیان' ج ۳ 'نمبر ۴۱ 'مورخہ ۲۶ 'ستمبر ۱۹۱۵ء)

مرزا صاحب کا دعویٰ کہ وہ تشریعی نبی ہیں

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالك ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ

یعنی قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے۔ (اربعین نمبر ۴ 'ص ۷ '۸۳ 'روحانی خزائن ص ۴۳۵ ۔ ۴۳۶ ج ۱۷)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ 'ص ۷ '۸۳ 'روحانی خزائن ص ۴۳۵ 'ج ۱۴ 'حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کا جہاد کو منسوخ قرار دینا

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا

اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین نمبر ٤ 'ص ١٥' حاشیہ روحانی خزائین ص ٤٤٣ 'ج ١٧ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا' خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے' وہ اس رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے' جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔ (تبلیغ رسالت ج ۹ 'ص ٤٧' مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۵ ج ۳)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم' مولف میر قاسم علی صاحب قادیانی ص ٤٩ ' مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۸ ـ ۲۹۷ ' ج ۳ ' روحانی خزائن ص ۷۷ ج ۷)

١٤ اگست ١٩٤٧ء کو جب مملکت پاکستان قائم ہو گئی تو مسلمانوں کو اس مسئلہ سے بے چینی ہوئی کہ قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر اسلام سے نکل چکے ہیں اور وہ خود بھی اہل اسلام کو کافر کہتے ہیں' ان کا اس ملک میں بہ حیثیت مسلمان رہنا اور اس مملکت کے کلیدی عہدوں پر فائز رہنا کس طرح جائز ہے' پاکستان کے ہر طبقہ اور ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے پس ١٩٥٣ء میں پاکستان کے تمام علماء کی طرف سے اس سلسلہ میں زبردست تحریک چلائی گئی۔

١٩٥٣ء کی تحریک ختم نبوت:

مولانا محمد صدیق ہزاروی مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالستار خاں نیازی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن نے کراچی کے مرکزی کنونشن کے لیے مندوبین منتخب کیے۔ ٢٠ ـ ٢١ جنوری ١٩٥٣ء کو کراچی میں مرکزی کنونشن منعقد ہوا' جس میں مطالبات مرتب کیے گئے:

(١) وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو برخاست کیا جائے

(٢) قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے۔

(٣) قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

تحریک ختم نبوت میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ آپ کو اس تحریک میں خصوصیت حاصل تھی' وہ یہ کہ آپ اسمبلی کے ممبر تھے۔ نیز تحریک پاکستان میں کام کرنے کی وجہ سے مسلم لیگی کارکنوں سے آپ کے گہرے تعلقات تھے۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا تو اس کے تیرہ نمائندوں میں آپ کا نام بھی تھا' لیکن آپ کو اس میں شامل نہ کیا گیا' کیونکہ انہیں آپ کی تیزی طبع کی وجہ سے خطرہ تھا کہ وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔
جب تحریک تیز ہوئی اور مجلس عمل کے نمائندے خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں ملاقات کرنے گئے تو مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

گرفتاری اور پھانسی:

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی میں تقریر کر کے ممبران اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں' لیکن قصور میں آپ جن لوگوں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے' انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا' آپ صبح کی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ اپنے کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔ (تفسیر تبیان القرآن، تحت سورہ احزاب، آیت 40)

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا سے ظاہری پردہ فرمانا

117۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 321، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3193، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 27، شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث: 1948، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4332)

شرح

جس سال حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے رحلت فرمائی، پہلے ہی سے آپ نے اپنی وفات کا اعلان فرمانا شروع کر دیا۔
چنانچہ حجۃ الوداع سے پہلے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا تو ان کے رخصت کرتے وقت آپ نے ان سے فرمایا کہ اے معاذ! اب اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو گے جب تم واپس آؤ گے تو میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۱۱۵، ج ۸، ص ۲۴۳) (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۳۵)

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ عرفات میں ایک لاکھ پچیس ہزار سے زائد مسلمانوں کا اجتماع عظیم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے وہاں دوران خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ شاید آئندہ سال تم لوگ مجھ کو نہ پا سکو گے۔

(تاریخ الطبری، حجۃ الوداع، الحدیث: ۱۰۳۰، ج ۲، ص ۳۴۴)

اسی طرح مرض وفات سے کچھ دنوں پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ چاہے تو دنیا کی زندگی کو اختیار کر لے اور چاہے تو آخرت کی زندگی قبول کر لے تو اس بندے نے آخرت کو قبول کر لیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ آپ تو ایک بندے کے بارے میں یہ خبر دے رہے ہیں تو اس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے رونے کا کیا موقع ہے؟ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چند ہی دنوں کے بعد وفات پائی تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اختیار دیا ہوا بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم والے تھے۔

(کیونکہ انہوں نے ہم سب لوگوں سے پہلے یہ جان لیا تھا کہ وہ اختیار دیا ہوا بندہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں)

(بخاری جلد ۱ ص ۵۱۹ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الابواب الخ)

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت

118- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار کے اندر جلوہ فگن تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے ابوالقاسم! اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوم کر دیکھا (تو اس نے کہا: آپ کو نہیں بلایا) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام رکھو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 9894، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 213، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3735، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4965، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 2515)

119- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام تو رکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ (مرجع السابق باب قول اللہ تعالیٰ فان اللہ خمسہ وللرسول... الخ)

120- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نام پر نام تو رکھو مگر میری کنیت پر کنیت

نہ رکھو۔ (شرح السنۃ: رقم الحدیث: 3363، مسند احمد: رقم الحدیث: 7377، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2134، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3735، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4965)

شرح

ان احادیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے: اللہ المعطی وانا القاسم نہ اللہ کی عطا مقید ہے نہ حضور کی تقسیم رب فرماتا ہے: "اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ"۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت حضور کی حیات شریف میں تھی بعد وفات ہر طرح اجازت ہے خواہ حضور انور کا نام رکھے یا آپ کی کنیت یا دونوں جمع کردے کہ نام رکھے محمد، کنیت رکھے ابوالقاسم، اس کے متعلق اور بہت سے قول ہیں یہ ہی قول قوی ہے جو ہم نے عرض کیا کہ یہ حکم حیات شریف میں تھا۔ (مرقات واشعہ) حضرت علی نے حضور کے بعد اپنے بیٹے کا نام محمد کنیت ابوالقاسم رکھی جنہیں محمد ابن حنفیہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے حضور سے پہلے پوچھا تھا کہ کیا میں آپ کے بعد اپنے کسی بیٹے کا نام محمد، کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں فرمایا تھا ہاں۔ خیال رہے کہ اگر قاسم قوی ہو تقسیم بھی قوی ہوتی ہے، ڈول، چرسہ، رہٹ، ٹیوب ویل، دریا بادل سب ہی پانی تقسیم کرتے ہیں مگر ان کی تقسیموں میں جو فرق ہے وہ معلوم ہے۔ سارے نبی اللہ کی نعمتیں تقسیم کرتے تھے حضور بھی تقسیم کرتے ہیں حضور کی تقسیم بہت قوی ہے، تمام امتوں میں وضو تھا مگر اعضاء کا چمکنا حضور کی امت کے وضو سے ہے، پانچ نمازوں کا ثواب پچاس ہے، کیوں، اس لیے کہ یہ حضور کی تقسیم سے ملی ہیں اب پڑھو اللہ المعطی وانا القاسم۔ (مراۃ المناجیح)

سخاوت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہ رمضان میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل واما الجود والکرم ... الخ، ج ۱، ص ۱۱۱، ۱۱۲ والمواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ ... الخ، ج ۶، ص ۱۱۳)

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی متوفی ۱۱۰ھ نے کیا خوب کہا ہے کہ۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِيْ تَشَهُّدِهٖ   لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمْ

اسی کا ترجمہ کسی فارسی کے شاعر نے اس طرح کیا ہے کہ۔

نہ گفت لا بزبان مبارکش ہرگز   مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا مگر کلمہ شہادت میں لا

(نہیں) کا لفظ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر آتا تھا اور اگر کلمہ شہادت میں لا کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں بھی لا (نہیں) کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَعَم (ہاں) ہی فرماتے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمادیا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام، جعرانہ، میں حاضر دربار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمادیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔

چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آجاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا اس کے بعد پھر صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ... الخ، ج ۶ ص ۱۰۹، ۱۱۰)

بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و نوال اور سخاوت کے احوال اس قدر عدیم المثال اور اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تحریر کیا جائے تو بہت سی کتابوں کا انبار تیار ہو سکتا ہے۔

بَاب باب:

121- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَّتِسْعِينَ جَلْدًا مُّعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي وَبَصَرِي إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ فَادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ فَدَعَا لِي

جنید بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا تو وہ اس وقت بھی قوی اور توانا تھے انہوں نے بتایا کہ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے کانوں اور آنکھوں سے جو فائدہ بھی لے رہا ہوں وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت کی بناء پر ہے یقینا میری خالہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر گئیں تو وہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! یقینا میرا بھانجا مرض میں مبتلا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے دعا فرمادی۔

شرح

یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا اثر بیان کیا گیا اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کن کی کنجی عطا فرمائی ہوئی تھی۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں:

حضرت سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حضرت سیدتنا اُمِّ معبد رضی اللہ عنہا کے گھر سے) مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا۔ ابوجہل اور دیگر

کفار قریش نے اُس سے ایک سو اونٹوں کی شرط لگا رکھی تھی کہ اگر وہ سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (مَعَاذَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ) شہید کر دے یا ان میں سے کسی ایک کو قیدی بنا کر ہمارے پاس لے آئے تو ہم اسے سو اونٹ بطور انعام دیں گے۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گیا، جب دو یا تین نیزوں کا فاصلہ باقی رہ گیا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم! یہ دشمن ہم تک آپہنچا ہے۔'' سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی: ''اے اللہ! جس چیز کے ذریعے سے تو چاہتا ہے ہمیں اس سے بچا۔'' تو فوراً اس کے گھوڑے کی اگلی دونوں ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ لاکھ کوشش کے باوجود جب چھٹکارہ نہ پا سکا تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی: ''مجھے معاف کر دیجئے اور میرے لیے دعا کیجئے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ دونوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا بلکہ آپ کی تلاش میں جو دیگر لوگ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں ان سے بھی اس بات کو مخفی رکھوں گا۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ جب نبیٔ کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے سراقہ کے لیے بددعا فرمائی تو فوراً اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا وہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا کہنے لگا: ''اے محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں یہ آپ کی دعا کا اثر ہے۔ آپ اللہ سے مجھے نجات دلوا دیں، خدا کی قسم! میں آپ کی تلاش میں آنے والے کفار کو اندھا کر دوں گا، ان کا راستہ بدل دوں گا، یہ میرے تیروں کا ترکش بھی لے لیں اور عنقریب آپ فلاں مقام سے گزریں گے وہاں میری بکریاں اور اونٹ ہیں، آپ وہاں سے جتنے چاہیں لے لیں۔'' نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تیرے اونٹوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔'' چنانچہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین کی پکڑ سے آزاد ہو گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ، الحدیث: ۳۶۵۲۔ ۳۹۰۸، ج ۲، ص ۵۱۶۔ ۵۹۵، سیرت سیّد الانبیاء، ص ۲۳۶)

دعا کی قبولیت کہاں زیادہ ہوتی ہے:

جس جگہ کوئی ولی رہتے ہوں یا رہے ہوں یا کبھی بیٹھے ہوں وہ جگہ حرمت والی ہے، وہاں عبادت اور دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اس کی تعظیم کرو، دعا مانگو۔ رب تعالٰی فرماتا ہے:

(۱) وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور یاد کرو جب ہم نے کہا کہ داخل ہو تم اس بستی میں پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک خوب کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور نیکی والوں کو اور زیادہ دیں گے۔ (پ ۱، البقرۃ: 58)

اس آیت میں بتایا گیا کہ جب بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہونے کا وقت آیا تو ان سے کہا گیا کہ بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے گھسو اور گناہ کی معافی مانگو، بیت المقدس نبیوں کی بستی ہے اس کی تعظیم کرائی گئی کہ سجدہ کرتے ہوئے جاؤ اور وہاں جا کر توبہ کرو۔

(2) وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا
جو اس مکہ میں داخل ہو گیا امن والا ہو گیا۔(پ4،اٰل عمرٰن:97)

(3) اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾
کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرم شریف کو امن والا بنایا اور ان کے آس پاس کے لوگ اچک لئے جاتے ہیں کیا باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔(پ21،العنکبوت:67)
ان آیتوں سے پتہ چلا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی بستی جو کعبہ معظّمہ کا شہر ہے، بہت حرمت والا اور عظمت والا ہے۔

(4) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾
وہاں مریم کے پاس زکریا نے دعا مانگی عرض کیا کہ اے رب مجھے اپنی طرف سے ستھری اولاد دے بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔(پ3،آل عمرٰن:38)

(5) قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾
اور جو اس معاملہ پر غالب آئے وہ بولے کہ ہم اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔(پ15،الکہف:21)
ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے مریم رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہو کر اولاد کی دعا مانگی تا کہ قرب ولی کی وجہ سے دعا جلد قبول ہو اور مسلمانوں نے اصحاب کہف کے غار پر مسجد بنائی تا کہ ان کی برکت سے زیادہ قبول ہوا کرے۔

(6) لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾
میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی جبکہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(پ30،البلد:1۔2)

(7) وَالتِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ ﴿۲﴾ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ﴿۳﴾
قسم ہے انجیر کی، زیتون کی اور طور سینا پہاڑ کی اور اس امانت والے شہر کی۔(پ30،التین:1۔3)
ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ کے بندے ہوں وہ جگہ ایسی حرمت والی ہو جاتی ہے کہ اس کی رب قسم فرماتا ہے۔
ان آیات سے یہ بھی پتہ لگا کہ بزرگوں کے چلّے جہاں انہوں نے عبادت کی وہاں جا کر نماز پڑھنا، دعا کرنا، اس جگہ کی تعظیم کرنا باعث ثواب ہے اسی لئے مدینہ منورہ میں ایک عبادت کا ثواب پچاس ہزار ہے اور مکہ مکرمہ میں ایک کا ثواب ایک لاکھ۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ جگہ اللہ کے پیاروں کی ہے، ریل اگرچہ مساوی لائن سے گزرتی ہے مگر ملتی صرف اسٹیشن پر ہے، اللہ کے بندوں کی جگہ رحمت خدا کے اسٹیشن ہیں۔

بَابُ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

باب: مہر نبوت

122۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ

السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتِمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ

قَالَ ابْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ اَلْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِيْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے میری خالہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں لے کر حاضر ہوئیں تو عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! یہ میرا بھانجا ہے اس کے سر میں تکلیف ہے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر میرے لئے برکت کی دعا بھی فرمائی اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا تو آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی میں نے پی لیا اس کے بعد آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو کر آپ ﷺ کے دونوں شانوں اقدس کے مابین مہر دیکھی۔ ابن عبید اللہ نے کہا: الحجلہ حجل الفرس سے بنا ہے۔ یہ گھوڑے کی اس سفیدی کو کہا جاتا ہے جو اس کی دونوں آنکھوں کے مابین ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ کا بیان ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ زر الحجلۃ ہے۔ (مرجع السابق باب استعمال فضل وضوء الناس)

تعرف راوی

سائب بن یزید: آپ کی کنیت ابو یزید ہے، کندی میں ۲ دو ہجری میں پیدا ہوئے، حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے، اس وقت سات سال کے تھے ۸۰ھ اسی میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، اصحاب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین ء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

حضرت عبداللہ ابن سرجس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ گوشت روٹی کھائی یا فرمایا ثرید کھایا پھر میں آپ کے پیچھے مڑ گیا تو میں نے حضور کی مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دو کندھوں کے بیچ بائیں کندے کی گھنڈی کے پاس تھی اکٹھی تھی جس پر کھرنڈ کی طرح تل تھے۔

وضاحت:

راوی کو شک ہے کہ ان صحابی نے گوشت روٹی فرمایا یا ثرید کہا۔ ثرید گوشت کے شوربے میں گلائی ہوئی روٹی کہ روٹی بوٹی اور شوربا ایک جان کر دی جاوے، حضور انور کو یہ بہت پسند تھا۔

ناغض وہ نرم ہڈی جو کندھے کے درمیان دونوں کندھوں کے کناروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے۔ جمعا بمعنی مٹھی آتا ہے جس میں انگلیاں جمع ہوں یعنی یہ پارہ گوشت یا یہ تل الگ الگ نہ تھے بلکہ یکجا ملے ہوئے تھے۔

ثالیل جمع ہے ثؤلول کی چنے کے دانہ کی برابر جو کھرنڈ سا جسم پر نکل آتا ہے، اسے عربی میں ثؤلول فارسی میں زخ کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دو کندھوں کے بیچ میں کچھ ابھرا ہوا گوشت تھا جس پر تل تھے اگر بغور دیکھا جاتا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنے میں آتا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ یہ حضور کی نبوت کی علامت تھی اسے مہر نبوت کہتے تھے، بحیرہ راہب یہ ہی مہر نبوت دیکھ کر ایمان لایا تھا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 39)

سنن ترمذی میں امام ترمذی نقل کرتے ہیں کہ

وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ لَهُ صُحْبَةٌ قَدْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثَ وَهُوَ غُلَامٌ. وَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ. وَوَالِدُهُ يَزِيدُ بْنُ السَّائِبِ لَهُ أَحَادِيثُ، هُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَالسَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ أُخْتِ نَمِرٍ.

اور سائب بن یزید کو شرف صحبت حاصل ہے بچپن میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی حدیثیں سنی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر سات سال تھی، ان کے والد یزید بن سائب کی بہت ساری حدیثیں ہیں، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیثیں روایت کی ہیں، سائب بن یزید نمر کے بہن کے بیٹے ہیں،

(سنن ترمذی باب مَا جَاءَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 21)

ترمذی حدیث طویل حلیہ اقدس میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:

" بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين"

حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(جامع ترمذی ابواب المناقب، باب ما جاء فی صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی، ۲/ ۲۰۵)

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت

123۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ لَا شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی پھر باہر نکل کر پیادہ پا چلے جا رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا: میرے باپ قربان ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:395، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:11، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3349)

تعارف راوی

عقبہ بن حارث: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہلِ مکہ میں ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بناء اجمال)

124- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت رکھتے تھے۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 332، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3543)

تعارف راوی

ابوجحیفہ: آپ کا نام وہب بن عبداللہ ہے، عامری ہیں، کوفہ میں رہے، نوعمر صحابہ میں سے ہیں، آپ کے بلوغ سے پہلے حضور انور کی وفات ہوئی، ۷۴ھ چوہتر میں کوفہ میں وفات ہوئی، صحابی ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت تمیز و ہوش دیکھا ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

125- حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِاَبِيْ جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِيْ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَاَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قَلُوْصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَقْبِضَهَا

ابوجحیفہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشابہت رکھتے تھے۔ میں نے ابوجحیفہ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کیجئے تو کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گورے رنگ کے تھے کچھ بال سفید ہو گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو تیرہ اونٹنیاں دیئے جانے کا حکم ارشاد فرمایا مگر اس سے قبل کہ ہم اونٹنیوں پر قبضہ کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 510، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 883، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3544)

126- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ اَبِيْ جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ بَيَاضًا مِّنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى الْعَنْفَقَةَ

وہب بن ابی جحیفہ سوائی کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے والے ہونٹ کے بھی نیچے ٹھوڑی کے چند بال سفید دیکھے تھے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 508، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3545)

127- حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَايْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِيْ عَنْفَقَتِهٖ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ

حریر بن عثمان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوڑھے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹھوڑی میں کچھ بال سفید تھے۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 2960، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3007، مستدرک: رقم الحدیث: 4200، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 858، مسند احمد: رقم الحدیث: 17012)

128- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِاَبْيَضَ اَمْهَقَ وَلَا اٰدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَّلَا سَبْطٍ رَجِلٍ اُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِيْنَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ قَالَ رَبِيْعَةُ فَرَاَيْتُ شَعَرًا مِّنْ شَعَرِهٖ فَاِذَا هُوَ اَحْمَرُ فَسَاَلْتُ فَقِيْلَ احْمَرَّ مِنَ الطِّيْبِ

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت کو بیان فرما رہے تھے انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے نہ لمبے تھے نہ ہی پست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھلتا ہوا رنگ تھا نہ میدہ کی طرح سفید نہ ہی گندمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال شدید گھنگھریالے نہ تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس سال رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید کا نزول ہوتا رہا اور مدینہ منورہ میں دس سال اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا سے ظاہری پردہ اس وقت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ نے کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال دیکھا تو وہ سرخ تھا میں نے دریافت کیا تو کہا گیا: عطر سے سرخ ہو گیا ہے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3354)

129- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ اللهُ وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طویل قد و قامت والے نہ تھے اور نہ ہی پست قد و قامت والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ میدہ کی مانند سفید تھا نہ ہی گندمی تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال نہ ہی شدید قسم

کے گھنگھریالے تھے اور نہ ہی سیدھے معلق۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس سال رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلایا تو اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔ (مرجع السابق)

130- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَّاَحْسَنَهٗ خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور سارے لوگوں سے زیادہ حسین تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق بھی سارے لوگوں سے بڑھ کر حسین تر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قداقدس نہ طویل تھا اور نہ ہی بہت چھوٹا تھا۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 5242، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2337، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4072، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2820)

تعارف راوی

براء بن عازب: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے، انصاری حارثی ہیں، ۲۴ھ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل، صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے، مصعب بن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

131- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِيْ صُدْغَيْهِ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالوں کو خضاب کیا تھا تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنپٹیوں میں چند بال سفید تھے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1906، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 9361، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4999، شرح السنۃ: ج: 1، ص: 858، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 2893)

132- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنِهٖ رَاَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ قَالَ يُوْسُفُ بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْهِ اِلٰى مَنْكِبَيْهِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے دونوں شانوں کے مابین بہت فاصلہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسو بھی تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ کندھوں تک۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرخ دھاری دار حلہ میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کسی کو بھی نہ دیکھا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 860،

سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 9328، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5137، شعب الایمان: رقم الحدیث: 6053، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث 1711)

133- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ اَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ

ابواسحاق کا بیان ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا۔ تو کہا: نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 871، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 36394، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3569، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 64، مسند احمد: رقم الحدیث: 17748)

134- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَعْوَرُ بِالْمَصِّيصَةِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ اِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيْهِ عَوْنٌ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَّرَآئِهَا الْمَرْاَةُ وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَاْخُذُوْنَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَاِذَا هِيَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْيَبُ رَائِحَةً مِّنَ الْمِسْكِ

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت دوپہر البطحاء سے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر دو رکعت ادا فرمائی اور نماز عصر بھی دو رکعت قصر ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو نیزہ تھا۔ عون نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اس نیزہ کے پار سے عورت کا گزر ہو رہا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے چہروں سے لگائی جا رہے تھے۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے کے اوپر رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبو والا تھا۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 2، ص: 159، البحر الزخار: رقم الحدیث: 4207، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 509، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 294، سنن النسائی: رقم الحدیث: 466)

135- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ سخاوت ماہ رمضان میں ہوا کرتی تھی جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات فرماتے اور حضرت

جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ماہ رمضان کی ہر شب میں ملاقات فرماتے تھے چنانچہ وہ آپ ﷺ سے قرآن مجید کا دور کرتے پس رسول اللہ ﷺ ضرور برسانے والی ہواؤں سے بڑھ کر سخاوت فرمایا کرتے تھے۔(مرجع السابق: حدیث:6)

136- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ اَسَارِيْرُ وَجْهِهٖ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَّاُسَامَةَ وَرَاٰى اَقْدَامَهُمَا اِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جلوہ افروز ہوئے اس حال میں کہ آپ ﷺ بہت زیادہ مسرور تھے اس قدر کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور خوشی سے چمک دمک رہا تھا۔ ارشاد فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا کہ مدلجی نے زید اور اسامہ کے متعلق کیا کچھ کہا ہے۔ اس نے ان دونوں کے قدموں کو دیکھ کر کہا: یقیناً یہ قدم بعض بعض سے ہیں۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 3492، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2268، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2129، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1459، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 4422)

137- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُّحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ

عبداللہ بن کعب کا بیان ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا کہ وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ جس وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو اس دوران آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک دمک رہا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ جس وقت مسرور ہوا کرتے تھے تو آپ ﷺ کا چہرہ انور چمک جاتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ ﷺ کے چہرہ انور سے ہی آپ ﷺ کی خوشی کو پہچان لیا کرتے تھے۔

(سنن الکبریٰ للنسائی: جز:6، ص:360، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 3363)

138- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں قرناً قرناً بنی آدم کے اچھے قرن میں بھیجا گیا ہوں حتیٰ کہ میں اس قرن میں ہوا جس میں اب ہوں۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2530، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 10405، شرح السنة: جز:1، ص:851، شعب الایمان: رقم الحدیث: 1329، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 6553)

139- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ

بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهٗ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ فَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بالوں میں سیدھی کنگھی فرمایا کرتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں فرق کر کے کنگھی کرتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں میں سیدھی کنگھی کیا کرتے تھے اور جس کے متعلق آپ ﷺ کو کوئی حکم نہ دیا جاتا اس میں اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مانگ نکالی۔ (مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 2377، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4188، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3632، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5253، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2336)

140- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو اور بدکلامی کرنے والے نہیں تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1975، مسند احمد: رقم الحدیث: 6504، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2321، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 477)

141- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے اسی کو اختیار فرمایا جو ان دونوں میں زیادہ آسان ہوتی جب تک گناہ نہ ہو اور اگر گناہ ہو تو سب سے زیادہ اس سے دور رہا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی بھی انتقام نہ لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لئے انتقام لے لیتے تھے۔ (سنن دارمی: رقم الحدیث: 2218، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4785، مسند احمد: رقم الحدیث: 24034، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2327، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7647)

142- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَّلَا دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْ عَرْفًا قَطُّ

أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی ریشم اور دیباج کو مس نہیں کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے بڑھ کر ملائم ہو۔ اور نہ ہی میں نے کسی خوشبو یا عطر کو سونگھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ سے بڑھ کر خوشبو والا ہو۔

(الجمع بین الصحیحین: جز:2، ص:407، مسند البزار: رقم الحدیث:7117، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3368)

143- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِيْ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ نشین کنواری عورت سے بھی بڑھ کر حیاء فرمانے والے تھے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:306، الادب المفرد: رقم الحدیث:467، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:1776، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 508، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:20575)

تعارف راوی

ابوسعید خدری: آپ کا نام سعد بن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ حافظ ہیں، بہت احادیث کے راوی ہیں، بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں، ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی، چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر، مترجم فقیر نے زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف السین ،، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

144-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ

شعبہ نے اس کے مثل حدیث بیان فرمائی اور یہ الفاظ بڑھائے کہ جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ناگواری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور سے پہچانی جاتی۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:1776، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:3124، مسند احمد: رقم الحدیث:11324، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:40)

145- حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِلَّا تَرَكَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہ نکالا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کھانا پسند ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تناول فرما لیتے ورنہ اسے ترک فرما دیتے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:2059، صحیح مسلم: رقم الحدیث:2064، سنن الترمذی: رقم الحدیث:2031، سنن ابوداود: رقم الحدیث:3763)

146- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى اِبْطَيْهِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ الاسدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز ہوا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکھتے حتیٰ کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کو دیکھ لیا کرتے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابن بکیر نے کہا: ہمیں بکر نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ ہم بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا کرتے تھے۔ (مرجع السابق باب یبدی ضبعیہ ویجافی فی السجود)

147- حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استسقاء کی نماز کے علاوہ کسی دعا میں بھی اپنے مقدس ہاتھوں کو بلند نہ فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں اپنے مقدس ہاتھوں کو صرف اس قدر بلند فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی اور اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا۔ (مرجع السابق باب رفع الامام یدہ فی الاستسقاء)

148- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ اَبِيْ جُحَيْفَةَ ذَكَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دُفِعْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں بھیجا گیا تو اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی ابطح کے خیمہ کے اندر جلوہ فگن تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے اور انہوں نے نماز کے لئے اذان کہی۔ اس کے بعد خیمہ کے اندر تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے ہوئے پانی کو نکالا لوگ اس پانی کی جانب ٹوٹ پڑے اور اس سے پانی لینے لگ گئے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے داخل ہو کر نیزہ کو نکالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیوں کی چمک کو ملاحظہ کر رہا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نیزہ کو گاڑ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ظہر پڑھائی اور نماز عصر دو رکعت پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گدھا اور عورت کا گزر ہوا تھا۔

(مرجع السابق باب استعمال فضل وضوء الناس)

149-حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَلَا يُعْجِبُكَ اَبُو فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ اِلٰى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ اُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ اَنْ اَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ اَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ اِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یوں گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی آدمی آپ ﷺ کے الفاظ مقدسہ شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ تم ابوفلاں پر متعجب نہیں ہوئے وہ آکر میرے حجرہ کے کونے میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ مجھے سنانے کے لئے بیان کرنے لگ گئے۔ جبکہ میں اس دوران نماز ادا کر رہی تھی اور وہ میرے نماز کے اختتام سے قبل ہی نکل گئے اگر میں ان کو ملتی تو ان کے اوپر رد کرتی اور انہیں بتاتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری مانند جلدی جلدی سے کلام نہ فرمایا کرتے تھے۔ (مرجع السابق)

شرح

جب بھی کوئی شخص نبی کریم ﷺ کے حسن کا تذکرہ کرتا تو آپ ﷺ کے چہرے کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ حضور ﷺ کے حسن کا ذکرہ یوں کرتے ہیں:

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں　　یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور کسی مقام یوں عرض کرتے ہیں کہ

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر　　بے پردہ جب وہ رخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اور کبھی یوں عرض کرتے ہیں:

شب لحیہ و شارب ہے رخ روشن دن　　گیسو شب قدر و براتِ مومن
مژگاں کی صفیں چار ہیں دو ابرو ہیں　　وَالفجر کے پہلو میں لَیَالٍ عَشرٍ

اور کہیں آپ ﷺ کی رخسار کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

نار دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض　　ظلمت حشر کو دن کر دے نہارِ عارض
میں تو کیا چیز ہوں خود صاحب قرآں کو شہا　　لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

حضرت ابوطالب نبی اکرم ﷺ کے حسن کے متعلق فرماتے ہیں۔

"فَإِذَا هُوَ فِي غَايَةِ اللِّينِ وَطِيبِ الرَّائِحَةِ كَأَنَّهُ غُمِسَ فِي الْمِسْكِ"

حوالہ: (مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر)، ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسن الرازی، دارالاحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۰ھ، تحت سورۃ الضحیٰ آیت: ۶، ج ۳۱، ص ۱۹۶)

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلد نہایت ہی نرم تھی اور اُس کی مہک ایسی تھی جیسے کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوخوشبو سے نہلایا گیا ہو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلد بہت زیادہ نرم و ملائم تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہر نرم چیز کو چھوا مگر جو ملائمت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی تھی وہ کسی اور چیز میں نہ پائی، اور بعض روایات میں اس طرح بھی آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ ریشم سے بھی زیادہ نرم و ملائم تھے اور برف سے زیادہ ٹھنڈے بھی تھے۔

"عن الحسن بن علی عن خاله هند بن ابی هالة قال: كان رسول الله ﷺ سهل الخدّين"

حوالہ: (امام عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی، متوفی ۵۹۸ھ، الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ابواب صفات جسدہ، الباب الخامس فی صفة خدیہ، ص ۳۹۳، دار الکتب العلمیہ 2012ء، ☆اتحاف سعادة المتقین فی شرح احیاء العلوم الدین، ۷/ ۱۵۵،)

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک ڈھلواں تھے اور زیادہ اُبھرے ہوئے نہیں تھے (اور نہ جبڑوں سے چپکے ہوئے تھے بلکہ پُر گوشت تھے اور چہرہ مبارک کو چودھویں کے چاند کی مانند گول بنایا گیا تھا)

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

حضرت ابو سحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا۔

"كَانَ رَسُولُ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهاً وَاَحْسَنَهُمْ خُلُقاً"

حوالہ: (محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ۔ امام۔ صحیح بخاری (لاہور، مکتبہ رحمانیہ) کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ج ۱ ص ۶۲۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

میٹھی باتیں تری دین عجم ایمان عرب　　نمکیں حسن ترا جان عجم شان عرب

اور مسلم شریف میں ہے کہ

حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔

"مَا رَأَيْتُ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ ﷺ"

(مسلم بن حجاج القشیری ۲۶۱ھ۔ امام۔ صحیح مسلم (لاہور، مکتبہ رحمانیہ) کتاب الفضائل، باب صفة شعرہ الصفاتہ والحلیۃ ج ۲ ص ۲۶۴)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھا۔

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تو کمال کر دیا کہ۔

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي　　وَ اَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(دیوانِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص 56)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہ دیکھا (اور نہ آئندہ دیکھے گی) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے نہ جنا (اور نہ ہی جنے گی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر (چھوٹے، بڑے) عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی اور چاہت کے عین مطابق کی گئی ہے۔

اور میرے امام الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں ترجمانی کی کہ

لَمْ يَأْتِ نَظِيْرُكَ فِيْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی روایت نقل کرتے ہیں۔

(عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ (رضی الله عنه) قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ (ﷺ) كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ (ﷺ) كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰى لَهُ إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ) [رواہ الترمذی: باب فی صفۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)]

''حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بڑھ کر کسی کو حسین نہیں دیکھا گویا کہ سورج آپ کے چہرے میں رواں دواں ہو۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زیادہ تیز چلنے والا کسی کو نہیں دیکھا اس طرح دکھائی دیتا گویا کہ آپ کے لیے زمین سکڑ گئی ہے۔ ہمیں آپ کے ساتھ ملنے کے لیے کوشش کرنا پڑتی، اور آپ کو کسی قسم کی مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔''

(كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ (ﷺ) قَالَ.. إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ) [رواه الترمذی : باب مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ (ﷺ)]

"حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قدرے جھک کر چلتے جیسے ڈھلوان سے نیچے اتر رہے ہوں۔'' (یعنی گردن اکڑا کر نہیں چلتے بلکہ ہلکا سا جھکاؤ لیے ہوئے چلا کرتے ہیں)

أَخْبَرَنَا أبو رجاء قُتَيْبَةُ بن سَعِيْدٍ عن مالك بن انس عن ربيعة بن أَبِيْ عبد الرحمٰن عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ انه سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالٰى عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَتَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالٰى عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَّلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی طویل القامت تھے نہ چھوٹے قامت کے مالک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی انتہائی سفیدی کے مالک اور نہ ہی زیادہ گندمی رنگ رکھنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال اقدس نہ ہی زیادہ گھنگھریالے اور نہ ہی سیدھی طرح تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلان نبوت فرمانے کا حکم چالیس سال میں عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں جلوہ فگن رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے ظاہری پردہ ساٹھ سال کی عمر کے وقت فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دوران سر اور ریش مبارکہ میں بیس بال بھی سفید نہ ہو پائے تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:311، السنن الکبریٰ للنسائی: جز:5، ص:409، المعجم الصغیر: رقم الحدیث:328، سنن الترمذی: رقم الحدیث:3556، شرح السنۃ: جز:1، ص:855)

حَدَّثَنَا حميد بن مسعدة البصری حَدَّثَنَا عبدالوهاب الثقفی عن حميد عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. قَال كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَبْعَةً وَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ حَسَنَ الْجِسْمِ وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ اَسْمَرَ اللَّوْنِ اِذَا مَشٰى يَتَكَفَّأُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی طویل القامت والے نہ ہی چھوٹی قامت کے مالک تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانی قامت والے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی خوبصورت جسم کے مالک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال اقدس نہ ہی انتہائی گھنگھریالے تھے اور نہ ہی سیدھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکدار رنگ والے تھے۔ اور جس وقت چلا کرتے تو اگلی جانب کو جھک کر چلا کرتے۔

(شرح السنۃ: جز:1، ص:856، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:3832)

حَدَّثَنَا محمد بن بشار يعنی العبدی حَدَّثَنَا محمد بن جعفر حَدَّثَنَا شعبة عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوْعًا بُعَيْدَ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ مَارَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ.

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانے قد والے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے مابین قدرے فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال گھنے دار اور کانوں تک آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرخ دھاری دار چادر تھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو انتہائی حسین نہ دیکھا۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث:3568، سنن نسائی: رقم الحدیث:5232، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:1714، شرح السنۃ: جز:1، ص:727، شعب الایمان: رقم الحدیث:6053)

حَدَّثَنَا محمود بن غیلان حَدَّثَنَا وکیع حَدَّثَنَا سفین عَنْ اَبِیْ اسحق عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَارَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ لَهٗ شَعْرٌ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْهِ بُعَیْدَ مَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَمْ یَکُنْ بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالطَّوِیْلِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کسی بھی زلفوں والے سرخ رو جوڑے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر انتہائی حسین نہ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اقدس کندھوں تک آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی چھوٹی قامت والے اور نہ ہی طویل قامت والے تھے۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1646، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 857، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 3287)

حَدَّثَنَا محمد بن اسمٰعیل حَدَّثَنَا ابونعیم حَدَّثَنَا المسعودی عن عثمان بن مسلم بن هر مزعن نافع ابن جبیر بن مطعم عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ ضَخْمُ الرَّاْسِ ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ طَوِیْلُ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ تَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ من صَبَبٍ لَمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی طویل القامت والے نہ ہی چھوٹے قد والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پاؤں اقدس گوشت سے بھرے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور اور شانوں اقدس کے جوڑ بھاری اور مضبوط قسم کے تھے۔ اور صدر انور سے ناف اقدس تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلتے وقت اگلی جانب جھکاؤ ہوا کرتا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلندی سے نزول فرما رہے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر پہلے کوئی بھی حسین نہیں دیکھا اور نہ ہی بعد کو دیکھا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 312، البحر الزخار: رقم الحدیث: 445، سنن الترمذی: جز: 12، ص: 90، شعب الایمان: رقم الحدیث: 1349)

حَدَّثَنَا سفیان بن وکیع حَدَّثَنَا اَبِیْ عن المسعودی بهذا الاسناد نحوه بمعناه حَدَّثَنَا احمد بن عبدة الضبی بمعناه حَدَّثَنَا احمد بن عبدة الضّبّی البصری و علی بن حجرو اَبُوْ جعفر محمد بن الحسین و هو ابن اَبِیْ حلیمة والمعنی واحد قالوا حَدَّثَنَا عِیْسٰی بن یونس عن عمر بن عبد الله مَوْلٰی غُفْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِّنْ وُلْدِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کَانَ عَلِیٌّ اِذَا وَصَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَکَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ کَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَّلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ فِیْ وَجْهِهٖ تَدْوِیْرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْ عَجُ الْعَیْنَیْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلُ الْمُشَاشِ وَالْکَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ

الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِيْ صَبَبٍ وَ إِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَ هُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُالنَّاسِ صَدْرًا وَّ اَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَ اَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَّاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَ مَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرْقَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو طویل القامت تھے اور نہ ہی چھوٹی قامت والے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قدو قامت والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال تو گھنگھریالے اور نہ ہی بالکل سیدھے بلکہ بل والے سیدھی طرح کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اقدس گوشت سے بھرا ہوا نہ تھا۔ اور چہرہ انور بالکل گول نہ تھا بلکہ قدرے گولائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ سرخی مائل سفید تھا چشمانِ مقدسہ اچھی طرح سیاہ سرگین اور ہلکی گھنی اور لمبی لمبی تھیں۔ جوڑوں اور کندھوں کے مابین والی جگہ مضبوط طرح کی تھی۔ عام بدن بالوں سے خالی تھا مگر سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک باریک اور لمبی سی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدمین شریفین گوشت سے بھرے ہوئے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زور کے ساتھ پاؤں اقدس کو اٹھایا کرتے گویا بلندی سے نزول فرما رہے ہوں۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کی جانب دیکھا کرتے تو مکمل طرح سے دیکھا کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں اقدس کے مابین مہر نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الزمان نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل کے انتہائی سخی، زبان کے بہت زیادہ سچے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم طبیعت کے مالک اور شریف گھرانہ والے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی دم دیکھتا تو اس کے اوپر ہیبت چھا جاتی اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جان پہچان کے ساتھ دیکھتا محبت کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کرنے والا کہتا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نہ دیکھا۔

(البحر الزخار: رقم الحدیث: 599، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3570، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 870، شعب الایمان: ج: 3، ص: 13، مسند احمد: رقم الحدیث: 708)

حَدَّثَنَا سفيان بن وكيع قَالَ حَدَّثَنَا جميع بن عمير بن عبد الرحمٰن العجلى املا علينا من كتابه قَالَ حَدَّثَنَا رجل من بنى تميم من ولد اَبِىْ هالة زوج خديجة يكنى ابا عبد الله عن ابن لابى هالة عن الحسن بن على رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سالت خالى هند بن اَبِىْ هالة وكان وصّافا عن حلية النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ و انا اشتهى ان يصف لى شيئا اتعلق به فقال كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَاُوَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الْهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهٗ فَرَقَهَا وَاِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ اِذَا هُوَ فَرَّهٗ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَى الْعِرْنِيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسِبُهٗ مَنْ لَمْ يَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ كَثَّ اللِّحْيَةِ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعَ الْفَمِ مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ كَاَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ

صَفَاءُ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَابَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِىْ كَالْخَطِّ عَارِى الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَ عَالِي الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ الْاَطْرَافِ اَوْقَالَ شَائِلُ الْاَطْرَافِ خُمْصَانُ الْاَخْمَصَيْنِ مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْا عَنْهُمَا الْمَاءُ اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْا تَكَفِّيًا وَّ يَمْشِىْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَ اِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظْرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظْرِهٖ اِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظْرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ يَبْدَءُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے سوال کیا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارکہ سے زیادہ واقفیت رکھنے والے تھے۔ اور میری یہ تمنا تھی کہ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان فرمائیں تاکہ میں ان کو خوب یاد رکھ لوں چنانچہ ہند بن ہالہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظمت والے، عزت والے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیانہ قد والے سے تھوڑا طویل اور زیادہ قامت والے سے تھوڑا چھوٹے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر انور بڑا تھا اور مقدس بال تھوڑے بل دار تھے۔ اگر سر کی مانگ خود بخود ظاہر ہو جاتی تو اسی جگہ ہی رہنے دیا کرتے ورنہ نہیں۔ جس وقت بالوں کو بڑا کیا کرتے تو کانوں کی لو سے بڑھ جایا کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکیلی رنگت والے اور کشادہ پیشانی کے مالک تھے۔ اور ابرو اقدس خم والی باریک گھنی اور علیحدہ علیحدہ سی تھیں۔ ابروؤں کے مابین ایک ایسی رگ تھی جو غصہ کے دوران سرخ ہو جایا کرتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بینی مبارک بلند مائل انتہائی حسین تھی غور سے دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند بینی سمجھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی اقدس گھنی اور رخسار نرم اور ہموار طرح کے تھے۔ دہن اقدس کشادہ سے تھے اور دانتوں کے اندر فراخ پن تھا۔ سینہ اور ناف کے مابین بالوں کی باریک لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مقدسہ گویا کہ مورت کی گردن اقدس تھی اور چاندی کی مانند بالکل صاف تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مقدسہ گوشت سے بھرے ہوئے اور کسے ہوئے تھے۔ شکم اطہر اور صدر اقدس برابر سا تھا۔ صدر اقدس کشادگی والا اور دونوں کندھوں کے مابین قدرے فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مضبوط جوڑ رکھنے والے تھے۔ جسم اقدس کا کھلا رہنے والا حصہ بھی روشن ہوا کرتا تھا۔ سینہ اقدس تک بالوں نے باریک سا خط بنا رکھا تھا۔ ماسوا اس لکیر کے دونوں چھاتیاں اور شکم اطہر بالوں سے صاف تھے مگر دونوں کلائیوں، شانوں اور صدر اقدس کے بالائی حصہ کے اوپر تھوڑے بہت بال تھے۔ کلائیاں لمبی اور ہتھیلی قدرے فراخ سی تھی۔ ہتھیلیوں اور قدمین شریفین پر گوشت تھا۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں شریف بطور مناسب کے لمبی سی تھیں۔ پاؤں اقدس کے تلوے تھوڑے گہرے سے تھے۔ قدمین شریفین ہموار اور ان کے اوپر پانی نہیں رکا کرتا تھا۔ جس وقت چلا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قوت کے ساتھ چلا کرتے جھکتے ہوئے پاؤں اقدس کو اٹھایا کرتے اور دبے پاؤں کشادہ قدم چلا کرتے جس وقت چلا کرتے تو گویا بلندی سے نزول فرما رہے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ کو جھکانے والے اور آسمان پر اٹھانے

کے بجائے زمین کی جانب زیادہ رکھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر اوقات نگاہ فرمانا دیکھنا آنکھ کے کنارے سے ہوا کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب سے پہلے بھیجا کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پیچھے تشریف لے جاتے۔ اور جس وقت کسی سے ملاقات فرمایا کرتے تو سب سے پہلے سلام کیا کرتے۔

(مسند البزار: جز:1، ص:129، مسند الصحابۃ فی الکتب التسعۃ: جز:31، ص:98، سنن الترمذی: جز:12، ص:90، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:312)

حَدَّثَنَا ابوموسٰی محمد بن المثنی حَدَّثَنَا محمد بن جعفر حَدَّثَنَا شعبة عن سماك بن حرب قَالَ سَمِعْتُ جابر ابن سمرة يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قُلْتُ مَامَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ نَعْمِ الْعَقِبِ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا۔

صَبِيْحٌ مَلِيْحٌ اَدْعَجُ الْعَيْنِ اَشْكَلُ فَصِيْحٌ لَهُ الْاِعْجَامُ لَيْسَ بِشَائِبِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور روشن ہے حسن دل لبھانے والا ہے چشم مازاغ کی سیاہی بہت شدید ہے اور اس کے سفید حصہ میں سرخ ڈوروں کی آمیزش نے آنکھوں کو از حد پرکشش بنا دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں ایسی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس میں عجمیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، قصیدہ اطیب النغم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۵۲)

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن اقدس کشادہ، آنکھیں فراخی والی اور سرخی مائل اور ایڑیاں اقدس پتلی تھیں۔ شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے سماک سے پوچھا کہ ضلیع الفم کا کیا مطلب ہے۔ تو انہوں نے کہا: کشادہ منہ۔ میں نے پوچھا: اشکل العین تو کہا: آنکھ کے شق لمبا ہونا۔ میں نے پوچھا: منہوس العقب تو کہا: پنڈلی کے اوپر تھوڑے گوشت کا ہونا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:313، البحر الزخار: رقم الحدیث:4244، المستدرک علی الصحیحین: رقم الحدیث:4195، سنن الترمذی: جز:12، ص:102)

حَدَّثَنَا هناد بن السرى حَدَّثَنَا عبثر بن القاسم عن اشعث يعنى ابن سوار عَنْ اَبِىْ اسحٰق عن جابر بن سمرة قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فِىْ لَيْلَةِ اَضْحِيَانٍ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ اِلَى الْقَمَرِ فَلَهُوَ عِنْدِىْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چودھویں شب میں دھاری دار سرخ یمنی جوڑے کے اندر ملبوس ملاحظہ کیا تو میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھتا اور کبھی چاند کی جانب (اللہ تعالیٰ کی قسم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک چاند سے بڑھ کر حسن و جمال والے تھے۔

(المستدرک علی الصحیحین: رقم الحدیث:7383، سنن ترمذی: رقم الحدیث:2735، سنن دارمی: رقم الحدیث:58، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث:7477)

حَدَّثَنَا سفين بن وكيع حَدَّثَنَا حميد بن عبد الرحمٰن الرواسى عن زهير عَنْ اَبِىْ اسحٰق قَالَ

سَالَ رَجُلٌ البراء بن عَازِبٍ اَكَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ

حضرت ابواسحاق کا بیان ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی مانند تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:315، سنن الترمذی: رقم الحدیث:3569، سنن دارمی: جز:1، ص:76، شرح السنۃ: جز:1، ص:857)

حَدَّثَنَا ابوداؤد المصاحفی سلیمان بن سلم حَدَّثَنَا النضر بن شمیل عن صالح بن اَبِي الْاَخضر عَنْ ابن شهاب عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ابيَض كَاَنَّمَا صِيغ مِنْ فِضَّةٍ رَجِلَ الشَّعْرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگت والے تھے گویا کہ چاند کو ڈھالا گیا ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال سیدھی طرح کے تھے۔

(الشمائل الشریفۃ: جز:1، ص:2، الشمائل المحمدیۃ: جز:1، ص:40، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: جز:2، ص:10)

حَدَّثَنَا قتيبة بن سعيد اَخْبَرَنَا الليث بن سعد عَنْ اَبِي الزبير عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهُ الْكَرِيْمَةَ وَرَاَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے انبیاء کرام علیہم السلام کو دکھایا گیا جس وقت میں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو وہ درمیانہ قد و قامت کے مالک قبیلہ شنوءۃ کے مردوں کی طرح لگ رہے تھے۔ اور میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ملاحظہ کیا تو وہ میرے قریبی دیکھے مردوں میں سے عروہ بن مسعود کی زیادہ مشابہت رکھتے تھے میں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو وہ تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ اور میں نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ کیا تو میرے قریبی دیکھے ہوئے میں سے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث:441، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:2261، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:1، ص:213، السنن الکبریٰ للنسائی: جز:6، ص:455، شرح السنۃ: جز:1، ص858)

حَدَّثَنَا محمد بن بشار سفيٰن ابن وكيع المعنى واحد قَالَا اَخْبَرَنَا يزيد بن هارون عن سعيد

الجریری قَالَ سَمِعْتُ ابا الطفیل یَقُوْلُ رَاَیتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَمَا بَقِیَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ رَاٰہُ غَیْرِیْ قُلْتُ صِفْہُ لِیْ قَالَ کَانَ اَبْیَضَ مَلِیْحًا مُقَصَّدًا۔

حضرت سعید جریری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور میرے علاوہ روئے زمین کے اوپر کوئی دوسرا آدمی ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو۔ میں نے کہا: تو پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف کو بیان کرو۔ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوری رنگت والے انتہائی حسین اور درمیانی قد وقامت والے تھے۔ (شرح السنۃ: ج:1، ص:857، الشمائل المحمدیہ: جز:1، ص:41)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْن عبد الرحمٰن اَخْبَرَنَا ابراھیم بن المنذر الحزامی اَخْبَرَنَا عبد العزیز بن ثابت الزھری حدثنی اسمٰعیل بن ابراھیم ابن اخی موسٰی بن عقبۃ عن کریب عن بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذا تَکَلَّمَ رُاِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دانت کشادگی والے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرمایا کرتے تو ان سے نور نکلتا ہوا نظر آتا۔

(المعجم الکبیر: رقم الحدیث: 12181، شرح السنۃ: جز:1، ص:857، مسند الصحابۃ فی الکتب التسعۃ: جز:30، ص:224، الرحیق المختوم: جز:1، ص:476)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو نورانیت اور حسن میں چودھویں رات کے چاند کیساتھ تشبیہ دی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن کتنا زیادہ تھا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور نہ بعض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل دیکھا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔

"لَمْ یَصِفْہُ وَاصِفٌ إِلَّا شَبَّہَ وَجْھَہُ بِالْقَمَرِ لَیلَۃَ الْبَدْرِ"

(دلائل النبوۃ باب القول فیما اوتی یوسف علیہ السلام، ج ا، ص ۲۰۷)

حضرت مولانا محمد کامل صاحب چراغ ربانی نعمانی ولید پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظوم حلیہ مبارکہ کے چند اشعار نقل کرتے ہیں تا کہ اس عالم کامل کی برکتوں سے بھی یہ کتاب سرفراز ہو جائے۔ حضرت مولانا موصوف نے اپنی کتاب ''پنجہ نور'' میں تحریر فرمایا کہ

روحِ حق کا میں سراپا کیا لکھوں — حلیہ نورِ خدا میں کیا لکھوں
پر جمالِ رحمۃ للعالمین — جلوہ گر ہو گا مکانِ قبر میں
اس لئے ہے آگیا مجھ کو خیال — مختصر لکھ دوں جمالِ بے مثال
تا کہ یاروں کو مرے پہچان ہو — اور اس کی یاد بھی آسان ہو
تھا میانہ قد و اوسط پاک تن — پر سپید و سرخ تھا رنگ بدن

چاند کے ٹکڑے تھے اعضاء آپ کے
تھے حسین و گول سانچے میں ڈھلے
تھیں جبیں روشن کشادہ آپ کی
چاند میں ہے داغ وہ بے داغ تھی
دونوں ابرو تھیں مثالِ دو ہلال
اور دونوں کو ہوا تھا اِتصال
اِتصال دو مہ "عیدین" تھا
یا کہ ادنیٰ قرب تھا ''قوسین'' کا
تھیں بڑی آنکھیں حسین و سرگیں
دیکھ کر قربان تھیں سب حور عیں
کان دونوں خوب صورت ارجمند
ساتھ خوبی کے دہن بینی بلند
صاف آئینہ تھا چہرہ آپ کا
صورت اپنی اس میں ہر اک دیکھتا
تابہ سینہ ریش محبوبِ الٰہ
خوب تھی گنجان مو، رنگ سیاہ
تھا سپید اکثر لباسِ پاک تن
ہو ازار و جبہ یا پیر ہن
سبز رہتا تھا عمامہ آپ کا
پر کبھی سود و سپید و صاف تھا
میں کہوں پہچان عمدہ آپ کی
دونوں عالم میں نہیں ایسا کوئی

بَابٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں مگر قلب اقدس نہ سوتا تھا

اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

150-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز رمضان المبارک میں کس طرح تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رمضان یا رمضان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعات ہی ادا فرماتے تھے تم ان کے حسن اور طوالت کو نہ پوچھو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعات ادا فرماتے تھے تم ان کے حسن اور طوالت کا نہ پوچھو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعات ادا فرماتے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر سے قبل آرام فرما جاتے تھے۔ ارشاد فرمایا: میری آنکھ تو سوتی ہے مگر میرا دل نہیں سوتا۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 1696، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1341، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 738، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 439، صحیح

ابن حبان: رقم الحدیث: 3430)

151- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ شَرِیْكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یُّحَدِّثُنَا عَنْ لَّیْلَةِ اُسْرِیَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَآئَهٗ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ یُّوْحٰی اِلَیْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِیْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ اَیُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَیْرُهُمْ وَقَالَ اٰخِرُهُمْ خُذُوْا خَیْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ یَرَهُمْ حَتّٰی جَآءُ وْا لَیْلَةً اُخْرٰی فِیْمَا یَرٰی قَلْبُهٗ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَآئِمَةٌ عَیْنَاهُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُهٗ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِیَآءُ تَنَامُ اَعْیُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَی السَّمَآءِ

شریک بن عبداللہ بن ابی نمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رات کے بارے میں حدیث بیان فرمارہے تھے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ کی مسجد سے بوقت رات کو نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین ملائکہ وحی کے نزول سے قبل آئے اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے مابین آرام فرماتے تھے۔ فرشتہ نے دریافت کیا: ایسے کون ہیں؟ دوسرا کہنے لگا: وہ تو درمیان والے ہیں وہی سب سے بہتر ہیں۔ تیسرا کہنے لگا: جوان میں سب سے بہتر ہیں ان ہی کو لے کر چل دو۔ اس رات میں صرف اتنا ہی واقعہ ہوا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا حتیٰ کہ وہ ملائکہ کسی دوسری رات میں آئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قلب اقدس کی آنکھوں سے ملاحظہ فرمارہے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سورہی تھیں اور قلب اقدس سویا ہوا نہیں تھا۔ یونہی انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی تو ہیں مگر ان کے قلب اقدس نہیں سویا کرتے پس حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھ گئے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 12505، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3375، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 3753، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 162 'مسند الصحابۃ رقم الحدیث: 209)

شرح

حَدَّثَنَا محمد بن المثنی انبانا عبد الرحمٰن بن مهدی انبانا اسرائیل عَنْ اَبِیْ اسحٰق عن عبد الله ابن یزید عن البراء بن عازب اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ كَفَّهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ وَقَالَ رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.

حَدَّثَنَا محمّد بن المثنٰی انبانا عبد الرحمٰن انبانا اسرائیل عَنْ اَبِیْ اِسْحٰق عَنْ اَبِیْ عبیدة عن عبد الله مثله وقال یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت اپنے بستر پر جلوہ فگن ہوتے تو سیدھی ہتھیلی کو سیدھے رخسار مقدس کے تلے رکھا کرتے اور کہتے: اے رب عزوجل! مجھے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی: ج:6،ص:188، شرح السنۃ: ج:1،ص:323، مسند احمد: رقم الحدیث: 25256، مسند الصحابۃ: ج:40،ص:334، تحفۃ الاشراف: رقم الحدیث: 1757، الشمائل المحمدیۃ: ج:1،ص:216)

حَدَّثَنَا محمود بن غیلان حَدَّثَنَا عبد الرزاق حَدَّثَنَا سفیان عن عبد الملك بن عمیر عن ربعی بن خراش عن حذیفة قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی وَاِذَا اسْتَیْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جس وقت اپنے بستر اقدس پر جلوہ گر ہوتے تو کہا کرتے: اے اللہ عزوجل! میں تیرے نام ہی کے ساتھ مرتا اور تیرے نام ہی سے زندہ رہتا ہوں۔ اور جس وقت جاگا کرتے تو کہا کرتے: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہم کو مرنے کے بعد زندہ فرمایا اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:534، السنن الکبریٰ للنسائی: جز:6، ص:192، المعجم الاوسط: رقم الحدیث:9309، جامع الاحادیث: رقم الحدیث:37384، سنن ابی داؤد: رقم الحدیث:4390، سنن دارمی: رقم الحدیث:2742، شرح السنۃ: جز:1، ص:323)

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةَ بن سعید حَدَّثَنَا المفضل بن فضالة عن عقیل اراه عن الزهری عن عروة عن عائشة قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَیْلَةٍ جَمَعَ كَفَّیْهِ فَنَفَثَ فِیْهِمَا وَقَرَءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ یَبْدَأُ بِهِمَا رَاْسَهٗ وَوَجْهَهٗ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ یَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت رات کو فراش مقدس پر جلوہ گر ہوتے تو دونوں دست اقدس اکٹھا کر کے ان میں پھونک مارا کرتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ٥ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ٥ پڑھا کرتے پھر دونوں دست اقدس کو جسم اقدس پر جس قدر ممکن ہو سکتا پھیرا کرتے۔ اور اس کا آغاز مقدس سر، چہرہ انور اور جسم اقدس کے سامنے والے حصہ سے کیا کرتے۔ آپ ﷺ یونہی تین دفعہ کرتے تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:536، السنن الکبریٰ للنسائی: جز:6، ص:197، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:206، المعجم الاوسط: رقم الحدیث:5079، سنن ابی داؤد: رقم الحدیث:4397، شرح السنۃ: جز:1، ص:297، شعب الایمان: رقم الحدیث:2570)

حَدَّثَنَا محمد بن بشار حَدَّثَنَا عبد الرحمٰن بن مهدی حَدَّثَنَا سفیٰن عن سَلْمَةَ بن كهیل عن كریب عن ابن عباس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ نَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَ كَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاَتَاهُ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ وَصَلّٰی وَ لَمْ یَتَوَضَّأْ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوئے حتیٰ کہ خراٹے لئے اور جب بھی آپ ﷺ آرام فرمایا کرتے تو معمولی سے خراٹے لیا کرتے چنانچہ اس دوران حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر نماز کا بتایا پس آپ ﷺ نے قیام فرما کر نماز ادا فرمائی۔ اور آپ ﷺ نے وضو نہ فرمایا۔

(سنن البیہقی: رقم الحدیث:13163، شرح السنۃ: جز:1، ص:215، مسند ابی عوانۃ: جز:2، ص:48، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:2، ص:376، السنن الکبریٰ للنسائی: جز:1، ص:161، المعجم الکبیر: رقم الحدیث:12193)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سوتے وَقت ہاتھ کے اَنگوٹھے کو شہادت کی اُنگلی پر رکھ لیتے تاکہ اُنگلیوں سے لفظ "اللہ" بن جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر پھیلا کر کبھی نہ سوتے، بلکہ داہنی کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے۔ اس طرح جسم سے لفظ "محمد" بن جاتا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ا، ص ۹۹، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

یہ ہیں اللہ کے چاہنے والوں اور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشقوں کی ادائیں۔

نامِ خدا ہے ہاتھ میں نامِ نبی ہے ذات میں
مُہرِ غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں:

''اگر سوتے وقت آیۃُ الکُرسی پڑھ لے تو رات بھر وہ مکان چوری، آگ اور ناگہانی آفات سے محفوظ رہے گا اور پڑھنے والا بدخوابی اور جنّات کے خَلَل سے بچا رہے گا۔ ہر نماز کے بعد آیۃُ الکُرسی پڑھنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ خاتمہ بالخیر ہوگا۔''

(اسلامی زندگی، ص ۱۳۰)

جو شخص سوتے وقت پانچواں کلمہ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ایک ایک دفعہ پڑھ کر سویا کرے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ مرتے وَقت کلمہ نصیب ہوگا مگر چاہئے یہ کہ اس کے بعد کوئی دُنیاوی بات نہ کرے اگر بات کرنی پڑ جائے تو دوبارہ اس کو پڑھ لے۔

(اسلامی زندگی، ص ۱۳۰)

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے معمولات سے فَراغت کے بعد سونے سے پہلے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذِکر اور نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر دُرُود و سلام پڑھ کر سویا کریں اس کی بَرَکت سے نہ صرف سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زِیارت نصیب ہوتی ہے بلکہ حُضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ایسے خُوش نصیب کو شَفاعت کی نَوید بھی سناتے ہیں۔ چُنانچہ

شَفاعت کا مُژدہ مل گیا:

حضرت سَیِّدُنا عبدالواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ہمارا ایک پڑوسی تھا جو بادشاہ کی خدمت کرتا تھا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل اور فِتنہ و فساد پھیلانے میں مشہور تھا ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے میں نے عرض کی: یارسُولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ برا شخص تو ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے مُنہ موڑے ہوئے ہیں پھر آپ عَلَیْہِ السَّلام نے اپنا دستِ مُبارک اس کے ہاتھ میں کیوں دیا؟ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس کا علم ہے اور سنو! میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کرنے جا رہا ہوں۔'' میں نے عرض کی: یارسُولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ اس مقام پر کس وَسیلے سے پہنچا؟ فرمایا: ''مجھ پر کثرت سے دُرُود و سلام پڑھنے کی وَجہ سے، بے شک یہ شخص ہر رات سوتے وقت مجھ پر ہزار مرتبہ دُرُود و سلام بھیجا کرتا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے حق میں میری شَفاعت قبول فرمائے گا۔''

حضرت سَیِّدُنا عبدالواحد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَاجِد کا بیان ہے کہ جب صُبح کے وَقت میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی نوجوان روتا ہوا مسجد میں داخل ہوا۔ میں اس وَقت اپنے دوستوں کے سامنے جو کچھ اس کے مُتعلّق خواب میں دیکھا تھا بیان کر رہا

تھا، وہ سلام کر کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا: اے عبدالواحد! میں آپ کے ہاتھ پر تائب ہونا چاہتا ہوں، مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ جب اس نے توبہ کر لی تو میں نے اس خواب کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تھے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''میں اپنے رب کے ہاں تمہاری شفاعت کروں گا اس دُرود وسلام کے سبب جو تم مجھ پر بھیجتے ہو۔'' لہٰذا حضور علیہ السّلام نے سفارش کے بعد فرمایا: صبح سویرے عبدالواحد کے پاس جانا اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

(سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات ...الخ، اللطیفۃ التسعون، ص ۱۵۰ ملخصا)

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ

باب: اسلام میں نبوت کی علامات

152- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَأَدْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ لَا يُوقَظُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكُوبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَا مَاءَ فَقُلْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوِينَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا فَهَدَى اللهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ایک سفر پر تھے وہ رات کے اندھیرے میں بجانب سفر تھے حتیٰ کہ صبح ہونے کے قریب انہوں نے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا ان ساروں کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ آ گیا حتیٰ کہ آفتاب

چڑھ گیا تو ساروں سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی نیند سے جاگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند سے کوئی بھی جگا نہیں سکتا تھا۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ ہی نہ جاگیں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے سرہانے کے پاس بیٹھ کر اونچی آواز کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر پڑھنے لگ گئے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وادی سے نیچے اتر آئے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک آدمی جماعت میں سے نکل گیا اور اس نے ہماری معیت نماز نہ پڑھی۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے فراغت پالی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: اے فلاں! تم کو ہماری معیت نماز پڑھ لینے سے کیا چیز روکتی تھی۔ کہنے لگا: مجھے احتلام لاحق ہو گیا تھا۔ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ وہ پاک مٹی سے تیمم کر لے اس کے بعد اس آدمی نے نماز پڑھی۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ سواروں کی معیت آگے کو روانہ فرمادیا (پانی کو ڈھونڈنے کے لئے) ہمیں سخت قسم کی پیاس لگی ہوئی تھی ہم نے جاتے ہوئے دیکھا کہ ایک عورت دو مشکیزوں کے مابین ٹانگوں کو لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی ہم نے دریافت کیا: پانی کدھر ہے؟ وہ کہنے لگی: ادھر تو پانی نہیں ہے۔ ہم نے دریافت کیا: تیرے گھر اور پانی کے مابین کس قدر فاصلہ ہے۔ وہ کہنے لگی: ایک دن اور ایک رات کا سفر ہے۔ ہم نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ وہ کہنے لگی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس کے کسی بھی امر کے مالک نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر کر دیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہی عرض کیا جو اس نے ہم سے کہا تھا ماسوا اس بات کے کہ اس نے کہا کہ اس کے یتیم بچے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتار لیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مشکیزوں کے مونہوں پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا تو اس سے ہم نے چالیس پیاسے مردوں نے پانی پیا حتیٰ کہ ہم شکم سیر ہو گئے ہمارے پاس جس قدر بھی مشکیں اور دوسرے برتن وغیرہ تھے ہم نے ان ساروں کو بھر لیا ہم نے ابھی تک اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا تھا مگر اس کے مشکیزے پانی سے اس طرح بھرے بھرے لگتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی چھلک اٹھیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے پاس جو بھی ہو وہ سارا لے کر حاضر ہو۔ چنانچہ اس کے روبرو روٹیوں کے ٹکڑے اور کھجوروں کو لا کر رکھ دیا گیا حتیٰ کہ وہ اپنے گھر کو رواں دواں ہو گئی۔ وہ کہنے لگی: میں لوگوں میں سب سے بڑے جادوگر سے ملی ہوں یا تو پھر وہ آدمی نبی ہے جس طرح کہ ان لوگوں کے زعم میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی والے لوگوں کو اس عورت کے وسیلے ہدایت عطا فرمائی وہ خود عورت بھی مسلمان ہو گئی اور اس بستی کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

(مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 20537، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1535، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 857، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 1302، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 997)

تعارف راوی

عمران بن حصین: آپ کی کنیت ابونجید ہے خزاعی ہیں، کعبی ہیں، خیبر کے سال ایمان لائے تا وفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے، آپ فضلاء صحابہ سے تھے، مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ (کاشف)

(الاكمال في اسماء الرجال، لصاحب المشكوة، ابوعبد الله محمد بن عبد الله الخطيب عليه الرحمة، تحت حرف العين، فصل في الصحابه، ترجمه مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

153۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِ مِائَةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام زوراء میں جلوہ فگن تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ایک برتن حاضر کیا گیا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھ پر رکھا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگ گیا۔ اور سارے لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: آپ اس وقت کتنے افراد تھے؟ انہوں نے فرمایا: تین سو یا تین کی مقدار تھے۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 76، مسند احمد: رقم الحدیث: 12348، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2279، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6539، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3631)

154۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ الْوَضُوءُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی جبکہ اس وقت نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا۔ تو پانی کو ڈھونڈا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی نہ ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وضو کے واسطے پانی پیش کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ اس میں ڈال دیا لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ اس برتن سے وضو کر لیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں مقدسہ کے نیچے سے پانی ابل رہا تھا (چشمہ کی مانند) پس سارے لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔ (مرجع السابق باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰۃ)

155۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُبَارَكٍ حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَانْطَلَقُوا يَسِيرُونَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً يَتَوَضَّئُونَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيرٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَتَوَضَّئُوا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوا فِيمَا يُرِيدُونَ مِنَ الْوَضُوءِ

وَكَانُوا سَبْعِيْنَ اَوْ نَحْوَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی جبکہ اس وقت نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا۔ تو پانی کو ڈھونڈا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی نہ ملا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضو کے واسطے پانی پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مقدس ہاتھ اس میں ڈال دیا لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ اس برتن سے وضو کر لیں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں مقدسہ کے نیچے سے پانی ابل رہا تھا (چشمہ کی مانند) پس سارے لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔ (مرجع السابق باب التماس الوضوء اذا حانت الصلوٰۃ)

156- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَّبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ فَضَمَّ اَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوْا قَالَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کا وقت آ پہنچا تو جس آدمی کا گھر مسجد کے پاس تھا وہ وضو کرنے کے لئے چلا گیا اور چند لوگ باقی رہ گئے اس دوران نبی کریم ﷺ کے پاس پتھر کے ایک برتن کو پیش کیا گیا جس کے اندر پانی تھا وہ برتن اس سے بھی چھوٹا تھا کہ جس میں آپ ﷺ کی ہتھیلی مقدسہ اندر چلی جاتی۔ پس آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں مقدسہ کو ملایا پھر انہیں اس برتن کے اندر رکھ دیا چنانچہ سارے لوگوں نے وضو کر لیا۔ راوی نے کہا کہ میں نے دریافت کیا: (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) آپ سارے لوگ کتنی تعداد میں تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسی (80) مرد تھے۔ (مرجع السابق باب التماس الوضو اذا حانت الصلوٰۃ)

157- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهِ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے لوگ پیاس میں مبتلا ہو گئے اور اس وقت نبی کریم ﷺ کے روبرو چمڑے والا چھوٹا برتن تھا جس سے آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے لوگوں نے اس کی جانب تیزی سے دوڑ لگائی تو آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے: ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ وضو کر سکیں اور پی سکیں مگر وہی جو آپ ﷺ کے روبرو ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی چشموں کی مانند پھوٹنے لگ گیا۔ جس کو ہم نے پیا بھی سہی اور وضو بھی کیا۔ سالم نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

دریافت کیا: آپ لوگوں کی کتنی تعداد تھی؟ ارشاد فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کفایت کرجاتا مگر ہم پندرہ سو تھے۔

(احکام الشرعیۃ الکبری: جز: 4، ص: 282، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1577، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 125، مسند احمد: رقم الحدیث: 13997، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 58)

158- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَفِيرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوِينَا وَرَوَتْ أَوْ صَدَرَتْ رَكَائِبُنَا

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ کے روز چودہ سو افراد تھے اور حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے ہم نے اس کے پانی کو نکالا حتیٰ کہ ہم نے اس میں ایک قطرہ بھی نہ باقی رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور پانی طلب فرمایا کلی فرمائی کنویں میں پھینک دیا۔ ہم کچھ دیر ہی رکے تھے کہ ہم نے اس کے پانی کو نکالنا شروع کر دیا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے۔ اور ہماری سواریوں نے بھی پیٹ بھر لئے۔ یا پانی پی کر پلٹ گئے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3384)

159- حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَاثَتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ

فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو سماعت فرمایا جس میں ضعف تھا۔ میں نے اس کے اندر بھوک کی شدت کو پایا۔ تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہا: ہاں۔ انہوں نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کر اپنے دوپٹے کے دوسرے حصہ کو میرے ہاتھ کے نیچے دبا دیا اور اسے موڑا نہیں اس کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ میں اسے لے کر گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد کے اندر دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت دیگر اشخاص بھی تھے۔ میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے بھیجا ہے۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مع کھانے کے؟ میں عرض گزار ہوا: ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اشخاص سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت تھے ارشاد فرمایا: اٹھ کھڑے ہو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلے اور میں بھی ان لوگوں کے سامنے سے چل پڑا حتیٰ کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا میں نے انہیں بتایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ام سلیم (رضی اللہ عنہا)! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت لوگوں کو ساتھ لے کر جلوہ افروز ہونے والے ہیں جبکہ ہمارے پاس تو اس قدر کھانا بھی نہیں جو ان کو کھلا سکیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بہتر جانتے ہیں۔ اس پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آ ملے چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے جبکہ ان کی معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ام سلیم رضی اللہ عنہا! یہاں آؤ۔ تمہارے پاس کیا کچھ ہے؟ اس پر وہ روٹیاں وہی لے کر حاضر ہوئیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں کو چورا چورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے گھی کے برتن کو نچوڑا تو وہ سالن تیار ہو گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ سے چاہا اس پر پڑھا پھر ارشاد فرمایا: دس اشخاص کو آنے کا اذن دیدو چنانچہ انہوں نے اذن دیدیا اس کے بعد انہوں نے تناول فرمایا تو وہ شکم سیر ہو گئے اس کے بعد وہ چل دیئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: دس اور کو اذن دو تو انہوں نے بھی تناول فرمایا حتیٰ کہ وہ بھی شکم سیر ہو گئے اس کے بعد وہ چل دیئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس اوروں کو بھی اذن دو تو انہوں نے اذن دیا انہوں نے تناول فرمایا حتیٰ کہ وہ بھی شکم سیر ہو کر چل دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دس اوروں کو اذن دو تو اس طرح سارے لوگوں نے کھانا تناول فرمالیا حتیٰ کہ وہ شکم سیر ہو گئے اور اس وقت ستر یا اسی اشخاص تھے۔

(مرجع السابق باب من دعا لطعام فی المسجد و من اجاب منه)

160- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّآءٍ فَجَآئُوْا بِاِنَآءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ

رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نشانیوں کو برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ اسے تخویف سمجھتے ہو۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ایک سفر پر تھے اور پانی ختم ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خفیف مقدار میں بچا ہوا پانی ڈھونڈو۔ تو اس پر لوگ ایک برتن لے کر حاضر ہوئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھ کو برتن کے اندر رکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آؤ پاک کرنے والے برکت والے پانی کے اوپر اور برکت تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یقیناً میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے کھانا کھاتے وقت ہم کھانے کی تسبیح کو سنا کرتے تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1،ص: 450، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 40389، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 29، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5372، مسند احمد: رقم الحدیث: 4161)

161۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرٌ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَلَيْسَ عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِيْنَ مَا عَلَيْهِ فَانْطَلِقْ مَعِي لِكَيْ لَا يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ آخَرَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ انْزِعُوْهُ فَأَوْفَاهُمُ الَّذِي لَهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد محترم کا وصال ہو گیا اور ان کے اوپر قرض تھا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں عرض گزار ہوا: میرے والد محترم کے اوپر کچھ قرض ہے اور میرے پاس صرف ان کے کھجوروں کے باغ سے پیداوار کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور پھر اس پیداوار سے کافی سالوں تک بھی قرض نہیں چکایا جا سکتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری معیت تشریف لے چلئے تاکہ قرضہ لینے والے بدکلامی نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی ڈھیریوں میں سے ایک ڈھیری کے گرداگرد چکر لگایا اس کے بعد اسی پر جلوہ افروز ہو گئے۔ تو ارشاد فرمایا: کھجوریں اتار کر ان کو مکمل طور پر ادا کرو چنانچہ جتنا بھی قرض تھا سارا کا سارا چکا دیا اور جس قدر بھی کھجوریں تھیں اس قدر ہی باقی بچ گئیں۔ (مرجع السابق باب الکیل علی البائع والمعطی)

162۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ أَوْ كَمَا قَالَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ ثَلَاثَةً قَالَ فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَلَا أَدْرِي هَلْ قَالَ امْرَأَتِي وَخَادِمِي بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ اَوْ ضَيْفِكَ قَالَ اَوَعَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْئَ قَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَاْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا وَقَالَ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا قَالَ وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاِذَا شَيْئٌ اَوْ اَكْثَرُ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ اِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ يَعْنِيْ يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ اُنَاسٌ اللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ اَنَّهٗ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ اَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ وَغَيْرُهٗ يَقُوْلُ فَعَرَفْنَا مِنَ الْعِرَافَةِ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اصحاب الصفہ غریب لوگ تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ارشاد فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو اشخاص کا کھانا ہو تو وہ ایک تیسرے کو بھی ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار اشخاص کا کھانا ہو پانچواں شخص اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کچھ ارشاد فرمایا بہرحال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر گئے اور میں ہی گھر تھا اور میرے ماں باپ بھی تھے۔ ابوعثمان نے کہا کہ مجھے یاد نہیں عبدالرحمٰن نے یہ بھی کہا اور میری بیوی اور خادم جو میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں کے گھروں میں کام کاج کرتا تھا۔ مگر خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کھانا تناول فرمایا۔ اور نماز عشاء تک وہاں پر ہی قیام فرما رہے۔ ان کو اتنا دیر ٹھہرنا پڑ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمالیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو جس قدر منظور تھا اتنا حصہ رات کا جب گزر گیا تو آپ رضی اللہ عنہ گھر واپس تشریف لائے ان کی زوجہ نے انہیں کہا: کیا بات ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے مہمان یاد نہ رہے۔ انہوں نے دریافت کیا: کیا مہمانوں کو ابھی تک کھانا نہیں کھلایا؟ زوجہ نے کہا کہ مہمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا ان کے سامنے کھانا رکھا گیا لیکن وہ نہیں مانے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو جلدی سے چھپ گیا آپ نے ڈانٹ ڈپٹ کی۔ آپ نے فرمایا: اے سستی کے مارے اللہ کرے تیری ناک کٹ جائے اور انہیں برا بھلا کہا۔ پھر مہمانوں کو کہا: اب کھاؤ اور خود قسم کھالی کہ میں تو کبھی بھی نہیں کھاؤں گا۔ راوی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! پھر ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے تو اسی طرح نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا سارے لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانے کے بعد بھی زیادہ باقی رہ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا کہ کھانا تو ویسے بچا ہوا ہے یا پہلے سے بھی زیادہ بچ گیا ہے۔ تو انہوں نے اپنی زوجہ سے فرمایا: اے بنی فراس کی بہن! وہ عرض گزار ہوئیں: کچھ بھی نہیں۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم کھانا تو پہلے سے بھی تین گنا زیادہ لگتا ہے اس کے بعد وہ کھانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی تناول فرمایا اور ارشاد

فرمایا کہ وہ جو میں نے اس کھانے کو نہ کھانے کی قسم کھائی تھی وہ شیطان کی جانب سے تھی۔ ایک لقمہ تناول فرما کر اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لے کر گئے وہاں پر وہ صبح تک رکھا رہا۔ ایک قوم کا فر جس کا ہم مسلمانوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی میعاد ختم ہو چکی تھی ہم نے ان کے بارہ گروہ بنائے اور ان میں سے ہر مرد کی معیت کچھ اشخاص تھے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہر مرد کی معیت کس قدر لوگ تھے مگر یہ علم ضرور ہے کہ آپ نے لشکر والوں کی معیت بھیجا حاصل یہ کہ سارے لشکر والوں نے اس کو کھایا۔

(مرجع السابق باب السمر مع الضیف والاھل)

163- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ وَّعَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَصَابَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ اِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ هَلَكَتِ الشَّاءُ فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيْنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ اَنَسٌ وَّاِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيْحٌ اَنْشَاَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ اَرْسَلَتِ السَّمَآءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَاءَ حَتّٰى اَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ اِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَاَنَّهٗ اِكْلِيْلٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک سال قحط پڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! گھوڑے بھوک سے ہلاک ہو گئے اور بکریاں بھی ہلاک ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر بارش نازل فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی مانند تھا اتنے میں ہوا چلی اس نے ابر کو اٹھایا پھر اس بادل کے بہت سارے ٹکڑے جمع ہو گئے اور آسمان نے گویا اپنے دہانے کھول دیئے ہم جب مسجد سے نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی دوسرے جمعہ کو وہی شخص یا کوئی دوسرے کھڑے ہوئے اور عرض گزار ہوئے: اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکانات گر گئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش روک دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ عزوجل! اب ہمارے چاروں طرف بارش نازل فرما۔ ہمارے اوپر نہ برسا۔ چنانچہ میں نے بادلوں کی طرف دیکھا تو وہ مدینہ منورہ کے گرد پھٹ گئے تھے گویا کہ مدینہ منورہ تاج کی مانند ہو گیا تھا۔ (سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1269، مسند احمد: رقم الحدیث: 13693، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 1167، دلائل النبوۃ لابی نعیم: رقم الحدیث: 370، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1174)

164- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ وَّاسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ اَخُوْ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ اِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهٗ

عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُالْحَمِيْدِ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا وَرَوَاهُ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لکڑی کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر بن گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے لئے اس پر تشریف لے گئے اس پر اس لکڑی نے آواز سے رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرنے لگے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1462، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3390)

165- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلٰى شَجَرَةٍ اَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَوْ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا قَالَ اِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دُفِعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهٗ اِلَيْهِ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِيْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ کے لئے ایک درخت کے تنے کے پاس جلوہ افروز ہوتے۔ یا فرمایا کہ کھجور کے درخت کے پاس۔ ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا: یارسول اللہ! ہم کیوں نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو تمہارا جی چاہے تو کر دو پس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر بنا دیا۔ جب جمعہ کا روز ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ تو کھجور کے تنے سے بچے کی مانند رونے کی آواز آنے لگ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور اس کو اپنے گلے سے لگا لیا جس طرح بچوں کو چپ کرانے کے لئے لوریاں دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یونہی اس کو چپ کرا دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تنا اس وجہ سے رو رہا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا۔ (مرجع السابق باب الاستعانۃ بالنجار والصناع فی اعواد المنبر والمسجد)

166- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰى جُذُوْعٍ مِّنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ اِلٰى جِذْعٍ مِّنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد کی چھت کھجور کے تنوں سے بنی ہوئی تھی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت خطبہ ارشاد فرماتے تھے کھجور کے تنا سے ٹیک لگا لیتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے منبر بنا دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہو گئے تو ہم نے اس تنا کی آواز کو سماعت کیا جس طرح دس ماہ کی حاملہ اونٹنی اپنے بچے کے فراق کی وجہ سے روتی ہے حتیٰ

کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو اس پر رکھا تو وہ تنا پرسکون ہو گیا۔

(مرجع السابق باب الاستعانة بالنجار والصناع... الخ)

167۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ ح حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا بَاْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ اَوْ يُكْسَرُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ اَحْرٰى اَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَهٗ وَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم میں کسے رسول اللہ ﷺ کی فتنہ والی حدیث یاد ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ایسے ہی یاد ہے جیسے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ پھر بیان فرمائیں یقیناً آپ اس پر جری ہیں۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرد کا اس کی گھر والی، اس کے مال اور اس کے پڑوسی کے بارے میں جو فتنہ ہوتا ہے اس کا کفارہ نماز ہے، صدقہ سے نیکی کا حکم دینے سے اور برائی سے روک دینے سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ فتنہ میری مراد نہیں بلکہ میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موجوں کی مانند ٹھاٹھیں مارتا ہوا آئے گا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ عنہ کو اس سے کچھ بھی خطرہ نہیں ہے آپ کے اور اس فتنہ کے مابین مقفل شدہ دروازہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا اس دروازہ کو کھولا بھی جائے گا یا توڑ دیا جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ اسے توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر وہ دروازہ کبھی بھی بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے دریافت کیا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس دروازہ کا علم ہو گیا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں انہیں تو ایسے علم ہو گیا تھا جیسے صبح کے بعد رات ہے اور میں نے انہیں وہ حدیث بیان کی ہے جو بالکل پہیلی نہیں ہے چنانچہ ہم ان سے سوال کرنے سے خوفزدہ ہو گئے اور ہم نے مسروق سے کہا کہ آپ خود ہی ان سے پوچھیں تو مسروق نے ان سے دریافت کیا کہ دروازہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس سے مراد خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2265، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3955، مسند البزار: رقم الحدیث: 2874، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 144، معجم الاوسط: رقم حدیث: 4832)

تعارف راوی

حذیفہ بن یمان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے، ۳۵ھ میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الحاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بناء جمال)

168- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَاَنْ يَّرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مِثْلُ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک بر پا نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کرلو جو بالوں والے جوتے پہن رکھیں گے اور جس وقت تم ترکی والوں سے جنگ بر پا نہ کرلو۔ جو چھوٹی آنکھیں رکھتے ہوں گے چہرے زرد ہوں گے، ناک چھوٹی اور چپٹی ہوئی ہوگی، ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہہ بہ تہہ ڈھال ہوتی ہے۔ اور تم حکومت کے لئے اس آدمی کو سب سے بہتر مانو گے جو حکومت کرنے کو سب سے برا تسلیم کرے گا حتی کہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے لوگ معدنیات کی مانند ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے اور اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ اور تم میں سے کسی ایک آدمی پر ضرور وہ وقت آئے گا کہ اسے اپنے گھر بار اور مال و دولت سے زیادہ محبوب ہوگا کہ وہ میری زیارت کرلے۔ (مرجع السابق باب قتال الترک)

169- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَّ كَرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ تَابَعَهٗ غَيْرُهٗ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک بر پا نہ ہوگی جب تک کہ تم ایرانیوں کے شہر خوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کرلو گے چہرے ان کے سرخ ہوں گے، ناک چپٹی ہوئی ہوگی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے اس طرح ہوں گے جس طرح تہہ بہ تہہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔

(مرجع السابق)

170- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ اَخْبَرَنِيْ قَيْسٌ قَالَ اَتَيْنَا اَبَا

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ لَمْ اَكُنْ فِيْ سِنِيَّ اَحْرَصَ عَلٰى اَنْ اَعِيَ الْحَدِيْثَ مِنِّيْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَّهُمْ اَهْلُ الْبَارِزِ

قیس کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تین سال کا عرصہ رہا ہوں اپنی ساری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی بھی نہ ہوا جس قدر ان تین سالوں میں ہوا تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کر کے فرمایا کہ قیامت کے قریب تم لوگ ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ سفیان نے ایک بار وھو ہذا البارز کے بجائے وھم اھل البارز نقل کیا (یعنی ایرانی لوگ مراد ہیں) (السابق)

171- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

عمرو بن تغلب کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا جوتا پہنے ہوئے ہوگی اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہہ بہ تہہ ڈھالوں کی مانند ہوں گے۔ (مرجع السابق باب قتال الترک)

تعارف راوی

قیس بن سعد بن عبادہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ انصاری خزرجی ہیں، افاضل صحابہ سے ہیں، جنگی تدابیر میں بہت ماہر تھے، اپنی قوم کے سردار تھے حضور انور کی بارگاہ میں بڑے عزت یافتہ تھے، حضرت علی کی طرف سے مصر کے حاکم رہے، حضرت علی کی شہادت تک کبھی ان سے جدا نہ ہوئے، ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی، قیس بن سعد عبداللہ بن زبیر: قاضی شریح اور احنف کے چہروں پر کبھی بال نہ آئے داڑھی نہ اُگی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف القاف، فصل فی الصحابہ، مترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

172- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَائِيْ فَاقْتُلْهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم یہود سے قتال کرو گے اور اس کے اندر ان پر غلبہ پا جاؤ گے اس وقت صورت حال یہ ہوگی کہ پتھر بول اٹھے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ

میں چھپا بیٹھا ہے اس کو مار ڈالو۔ (الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 1269' اللؤلؤ والمرجان ج 1 ص 915' جامع الاحادیث رقم الحدیث: 10903' سنن الترمذی رقم الحدیث: 2162' صحیح مسلم رقم الحدیث: 5202)

173- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُونَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جہاد کے لئے لشکر جمع ہوگا۔ دریافت کیا جائے گا کہ لشکر میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں رہ چکے ہوں۔ انہیں کہا جائے گا کہ ہاں ہیں۔ تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا منگوائی جائے گی پھر جہاد ہوگا اور دریافت کیا جائے گا: کیا لشکر میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کی خدمت میں رہ چکے ہوں انہیں کہا جائے گا کہ ہاں ہیں پس ان کے ذریعہ سے فتح کی دعا مانگی جائے گی تو ان کی دعا کی برکت سے فتح نصیب ہوگی۔

(مرجع السابق باب من استعان بالضعفاء الصالحین فی الحرب)

174- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ أَخْبَرَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحِيرَةَ قُلْتُ لَمْ أَرَهَا وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللهَ قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى قُلْتُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَلَيَقُولَنَّ لَهُ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَقُولُ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللهَ وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ

طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْئَ كَفِّهِ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ ابْنُ خَلِيْفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں موجود تھا کہ ایک آدمی آیا اور آپ ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کرنے لگا پھر دوسرا آیا تو وہ راستوں کی بدامنی کی شکایت کرنے لگ گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عدی! تم نے حیرہ کا مقام دیکھا ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ میں نے دیکھا تو نہیں ہے ہاں اس کا نام ضرور سن رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری حیاتی تھوڑی زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر اختیار کرے گی اور کعبہ معظمہ کا طواف کرے گی اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا اس کو کسی کا بھی ڈر نہ ہوگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر رکھا ہے اور فساد کی آگ جوش دے رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم کچھ اور دن حیات رہے تو کسریٰ کے خزانے کھول دیئے جائیں گے میں نے کہا: کسریٰ بن ہرمز کے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز اور اگر تم تھوڑا اور دن حیات رہے تو تم یہ بھی دیکھ لو گے کہ ایک آدمی اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکل پڑے گا اس کو کسی ایسے شخص کی تلاش ہوگی جو اسے قبول بھی کر لے مگر اس کو کوئی بھی شخص قبول نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن طے ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمانی کرنے والا نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کیا میں نے تمہارے پاس رسولوں کو نہیں بھیجا تھا۔ جنہوں نے تمہارے تک میرا پیغام پہنچا دیا؟ وہ عرض گزار ہوگا: یقیناً تو نے ضرور بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد عطا نہیں فرمائی تھی کیا میں نے ان کے ذریعہ سے تم کو فضیلت نہ بخشی تھی تو وہ عرض کرے گا: یقیناً تو نے عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنی سیدھی جانب نظر مارے گا تو اس کو دوزخ کے علاوہ کچھ بھی دکھائی نہ دے گا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی اکیلی عورت کو تو خود ہی دیکھا کہ وہ حیرہ سے بجانب سفر نکل پڑی اور اس نے کعبہ معظمہ کا طواف بھی کیا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا ڈر نہ تھا۔ اور مجاہدین کے اس گروہ میں تو میں خود بھی موجود تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا تھا۔ اور اگر تم لوگ تھوڑے اور دن زندہ رہے تو وہ صورت حال بھی دیکھ لو گے جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی کہ ایک آدمی اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔

(مرجع السابق باب الصدقہ قبل الرد)

175۔ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ بَعْدِيْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور شہدائے احد پر نماز ادا فرمائی جس طرح میت کے اوپر پڑھا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر اقدس پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا: میں تم سے قبل (حوض کوثر پر) پہنچوں گا اور بروز حشر تمہارے پیش رو ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے تمہارے متعلق یہ خوف نہیں تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے میں تو اس سے ڈر رکھتا ہوں کہ کہیں تم دنیا پرستی میں پڑ کر ایک دوسرے سے حسد کرنے نہ لگ جاؤ۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 1954، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3198، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2296، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3223، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 7671)

تعارف راوی

عقبہ بن عامر: آپ جہنی ہیں، عتبہ بن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کر دیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

176۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِّنَ الْاٰطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّيْ اَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے پر سے جھانک لگائی تو ارشاد فرمایا: کیا تم ان چیزوں کو دیکھ رہے ہو جنہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں فتنہ یوں گر رہے ہیں جس طرح بارش کی بوندیں گرتی ہوتی ہیں۔ (مرجع السابق باب اطام المدینۃ)

تعارف راوی

اسامہ بن زید: آپ اسامہ بن زید بن حارثہ ہیں، قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں، آپ کی ماں کا نام برکت ہے، کنیت ام ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید بن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے، اسامہ اور زید حضور کے بڑے پیارے تھے، حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ وادی قرالی میں رہے وہیں وصال ہوا، بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ چون میں ہوئی، بن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ ہی قوی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

177۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذَا وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهٖ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس گھبرائی ہوئی حالت میں تشریف لاتے ہوئے ارشاد فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں عرب کے لئے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اس قدر شگاف پڑ گیا ہے اور آپ ﷺ نے انگلیوں سے حلقہ بنا کر اس کی وضاحت بھی بیان فرمائی۔ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! ہم میں تو صالح لوگ ہوں گے اس کے باوجود بھی ہم کو ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں جب خباثتیں عروج پر پہنچ جائیں گی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جاگ کر ارشاد فرمایا: سبحان اللہ کیا کیا خزانے فرمائے گئے اور کیا کچھ فتنوں کا نزول کیا گیا۔ (مرجع السابق باب قصة یاجوج و ماجوج)

تعارف راوی

زینب بنت جحش: آپ کا نام برہ تھا حضور انور نے بدل کر زینب رکھا، آپ حضور کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی ہیں، پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تب حضور انور کے نکاح میں آئیں، یہ نکاح ۵ پانچ میں ہوا انہی کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا "فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا"۔ تمام لڑکیوں کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں ان کا نکاح حضور انور سے رب نے کیا۔ (مترجم) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر متقی پرہیزگار سچی زبان والی کوئی بی بی نہ دیکھی، آپ بڑی سخیہ صلہ رحمی کرنے والی اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کر کے صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں۔ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضور کی خدمت میں آپ پہنچیں یعنی پہلے آپ کی وفات ہوئی، ترپن سال عمر پائی، ۲۰ بیس یا اکیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الزاء، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

178۔ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ

وَتَتَّخِذُهَا فَأَصْلِحْهَا وَاَصْلِحْ رُعَامَهَا فَإِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الْغَنَمُ فِيْهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ اَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِیْ مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں بکریوں سے بہت پیار ہے اور تم ان کو پالتے بھی ہو پس تم ان کی نگہبانی اچھے طریقہ سے کیا کرو اور ان کی ناک کی صفائی ستھرائی کا بھی خاص خیال رکھا کرو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں پر وہ وقت آئے گا کہ مسلمانوں کا سب سے اچھا مال اس کی بکریاں ہوں گی جن کو وہ لے کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھ جائے گا یا بارش گرنے کے مقام پر چلا جائے گا یوں وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگتا پھرے گا۔ (مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 983، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5955، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4267، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3980، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5051)

179- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ الْاُوَيْسِیُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ وَمَنْ يُّشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَاً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِيْعِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ نَّوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ هٰذَا اِلَّا اَنَّ اَبَا بَكْرٍ يَّزِيْدُ مِنَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةٌ مَّنْ فَاتَتْهُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب فتنے ہوں گے تو اس وقت بیٹھ جانے والا کھڑے ہو جانے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہو جانے والا چلے جانے والے سے بہتر ہوگا اور چلے جانے والا دوڑے جانے والے سے بہتر ہوگا اور جو ان فتنوں میں جھانکے گا تو فتنے اس کو ہلاکت میں مبتلا کر دیں گے اور جو کوئی پناہ عافیت کی جگہ پا لے تو وہ اس کو پناہ گزیں بنا لے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی مثل روایت ہے کہ ابوبکر نے نماز کا اضافہ کیا ہے کہ جس کی نماز فوت ہوگئی اس کے اہل وعیال اور مال فوت ہو گئے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 7796، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 4229، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2886، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5959، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 2344)

180- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُوْنُ اَثَرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَيْكُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللهَ الَّذِیْ لَكُمْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں تم پر دیگر کو مقدم کیا جائے گا اور وہ امور سامنے آئیں گے جنہیں تم برا گردانو گے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اس طرح کے زمانہ میں ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر جتنے فرائض ہیں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق کا اللہ تعالیٰ سے سوالی بننا۔ (البحر الزخار: رقم الحدیث: 1569، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 259، معجم الصغیر: رقم الحدیث: 985، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10073، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16392)

تعارف راوی

عبداللہ بن مسعود: آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے، ہزلی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ اسلام کے چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص خادم تھے حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو بن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو بن مسعود ناپسند کریں، اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قدم گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلکہ شروع خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے، پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آ گئے وہاں ہی ۳۲ میں وفات ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں۔ مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتی کہ امام اعظم ابوحنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

181- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ

قَالَ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریش کا یہ قبیلہ لوگوں کو ہلاکت میں مبتلا کردے گا۔ عرض کیا: ہم کو اس حالت میں کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: کاش لوگ ان سے جدائی اختیار کرلیں۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج۔۔، ص: 501، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2392)

[illegible] حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ يَقُوْلُ

هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے الصادق المصدوق کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ مروان نے دریافت کیا: نوجوان لڑکوں کے ہاتھ پر؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں ان کے ناموں کو بیان کر دوں بنوفلاں بنوفلاں۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4،ص:501،صحیح ابن حبان: جز:15،ص:107،مسند احمد: رقم الحدیث:7953،مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3410)

183- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَنَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے متعلق دریافت کیا کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں میں ان میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ میں نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانہ میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو خیر و برکت عطا فرمائی اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا۔ میں عرض گزار ہوا: وہ دھواں کیا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقہ کے علاوہ دوسرے طریقے کو اختیار کریں گے ان میں کچھ تو اچھی بات ہوگی اور کچھ بری۔ میں نے پوچھا: کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ دوزخ کے دروازوں کی جانب بلانے والے پیدا ہوں گے جو ان کی بات کو تسلیم کرلے گا اس کو وہ دوزخ میں جھونک ڈالیں گے۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرمادیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب سے تعلق رکھتے ہوں گے وہ ہماری ہی زبانیں بولیں گے۔ میں عرض گزار ہوا: اگر میں انہیں پاؤں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ان کے بارے کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ ضرور

رہنا۔ میں نے دریافت کیا: اگر نہ تو مسلمانوں کی جماعت ہو نہ ان کا امام ہو تو؟ ارشاد فرمایا: تو پھر تم ان سارے فرقوں سے فرقت اختیار کر لینا اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ چبا کر ہی کیوں نہ کھانی پڑ جائے حتیٰ کہ تم کو یونہی موت آ جائے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:510، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:398، مستدرک: رقم الحدیث:386، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث:3989، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:16387)

184-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعَلَّمَ اَصْحَابِي الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کا علم سیکھتے تھے اور میں شر کا۔ (مرجع السابق)

185-حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک ان دو جماعتوں میں مقابلہ نہ ہو جائے جن کی دعوت بھی ایک ہی ہوگی۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز4 ص541 اللؤلؤ والمرجان جز1 ص911 شرح السنۃ جز1 ص1015 مسند احمد رقم الحدیث:10444 مسند الحمیدی رقم الحدیث:1104)

186-حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُوْنَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَّلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک دو جماعتوں کا آپس میں قتال نہ ہو اور ان کے مابین بہت بڑی جنگ ہوگی۔ اور ان دونوں کی دعوت بھی ایک ہی ہوگی اور قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب نہ آ جائیں ان میں سے ہر ایک کا یہ زعم ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ (مرجع السابق)

187-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا اَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّيْ فِيْهِ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَّحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهٗ

مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهٖ فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى رِصَافِهٖ فَمَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ

قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران مال غنیمت بانٹ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذوالخویصرہ حاضر ہوا اور وہ ایک بنوتمیم کا شخص تھا۔ وہ عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! عدل فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرے اوپر افسوس ہے اگر میں عدل نہ فرماؤں گا تو اور کون عدل کرے گا یقیناً میں خبت وخاسر ہو گیا اگر میں نے عدل نہ کیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں اس کی گردن اڑا ڈالوں۔ ارشاد فرمایا: اسے ترک کرڈالو کیونکہ اس کے ساتھی وہ ہیں کہ تم میں سے ہر آدمی ان کی نمازوں کے برعکس اپنی نمازوں کو کم تر جانے گا۔ اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو کم تر جانے گا۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوں گے مگر قرآن مجید ان کے حلوق کے نیچے سے نہ اترے گا وہ دین سے اس طرح خروج کر جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جایا کرتا ہے اگر وہ تیر کے پھل کی جانب دیکھے گا تو اس کے اوپر کچھ بھی دکھائی نہ دے گا اگر نیزے کے اوپر والی جگہ کو دیکھے گا تو وہاں پر بھی کچھ نظر نہ آئے گا اس کے بعد جب وہ تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو دیکھے گا اور وہ اس کا پر ہے تو وہاں کچھ بھی نہ نظر آئے گا۔ جبکہ غلاظت اور خون سے وہ تیر پار ہوا ہے ان کی نشانی ایک سیاہ فام آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کی پستان کی مانند ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی مانند حرکت کر رہا ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین فرقے کے مقابلہ میں خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف قتال فرمایا تھا۔ اور میں اس وقت ان کی معیت تھا اور انہوں نے اس شخص کو ڈھونڈنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اسے ڈھونڈا گیا جب میں نے اسے دیکھا تو اس کی علامات وہی تھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔ (مرجع السابق باب قول اللہ عز وجل: واما عاد فاهلكوا بريح صرصر)

188۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكْذِبَ عَلَيْهِ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ

سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو سناؤں تو میں آسمان سے گر جانے کو اس کی بدولت زیادہ اچھا سمجھتا ہوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب بیانی کروں اور جس وقت میں آپس میں کسی بات کو کروں تو یقینا جنگ ایک دھوکہ ہی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ زمانہ کے آخر میں کچھ وہ لوگ پیدا ہوں گے جن کے دانت چھوٹے چھوٹے ہوں گے اور تھوڑے عقل والے بے وقوف لوگ ہوں گے وہ خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کریں گے اور وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے بھی نیچے نہ اترے گا تم انہیں جس جگہ بھی پاؤ تو انہیں مار ڈالو کیونکہ انہیں قتل کر دینے سے مارنے والے کو بروز حشر ثواب عطا ہو گا۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 4109، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 261، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1066، مسند احمد: رقم الحدیث: 616، مسند البزار: رقم الحدیث: 568)

189- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ قُلْنَا لَهُ اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت شکایت عرض کی جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم چادر سے ٹیک لگا کر کعبہ معظمہ کے سایہ میں جلوہ فگن تھے۔ ہم عرض گزار ہوئے: کیا آپ ہمارے لئے مدد نہیں مانگتے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا گو نہیں ہوتے۔ ارشاد فرمایا: تم سے قبل والی امتوں میں ایک آدمی کے واسطے گڑھے کو کھودا جاتا تو اسے اس گڑھے کے اندر ڈالا جاتا اس کے بعد اس کے سر کے اوپر آری کو رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور یہ فعل اسے اس کے دین سے نہ پھیرتا تھا اور لوہے کی کنگھی اس کے گوشت، اس کی ہڈیوں اور اس کے پٹھوں کے نیچے ڈال کر چلا دی جاتی اور یہ فعل اسے اس کے دین سے نہ پھیرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور اس دین کی تکمیل فرمائے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور وہ رب تعالیٰ کے ماسوا کسی سے خوفزدہ نہ ہو گا یا ارشاد فرمایا: نہ ہی اس کو اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا ڈر ہو گا (اور فرمایا) لیکن تم جلدی برتتے ہو۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 1، ص: 322، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 284، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5893، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3638، سنن ابو داؤد: رقم الحدیث: 2278)

تعارف راوی

خباب بن ارت: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ تمیمی ہیں، زمانہ جاہلیت میں غلام بنالیے گئے تھے پھر آپ کو قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا، حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے آپ ایمان لائے، آپ ان میں سے ہیں جنہیں اسلام کی وجہ سے بہت ایذائیں دی گئیں، آپ نے بہت صبر کیا آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات ہوئی، آپ کی عمر ۷۳ تہتر سال ہوئی ۳۷ھ میں وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الخاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

190-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهٖ مُنَكِّسًا رَاْسَهٗ فَقَالَ مَا شَاْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَتَى الرَّجُلُ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کئی دنوں سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو اس وقت ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ ﷺ کو اس کے بارے میں ضرور بتاؤں گا چنانچہ وہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں اس حالت میں پایا کہ وہ اپنے گھر کے اندر سر کو جھکا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ دریافت کیا: آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: بہت برا ہو گیا ہے۔ کہا: بات کرنے کے دوران ان کی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے چنانچہ ان کے اعمال اکارت ہو گئے اور وہ دوزخی ہیں۔ اس شخص نے آکر آپ ﷺ کو واقعہ عرض کیا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا ہے۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا ہے کہ وہ شخص ان کے پاس بشارت لے کر حاضر ہوا تو فرمایا: تم اس کے پاس حاضر ہو کر اسے کہو تم دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہو۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 12399، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3331، سنن الکبریٰ: رقم الحدیث: 7168، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 119، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7168)

191-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَرَاَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَاِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَاْ فُلَانُ فَاِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْاٰنِ اَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے سورہ الکہف کی تلاوت کی اور اس کے گھر کے اندر ایک

چو پایہ تھا جو کودنے لگ گیا اس نے اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اس کے بعد اچانک کہر یا بادل نے اس کے گھر کو گھیر لیا اس نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو ارشاد فرمایا: اے فلاں! قرآن مجید پڑھتے رہا کرو یہ تو سکینہ ہے جس کا قرآن مجید کی وجہ سے نزول ہوا ہے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 18474، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 1722، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2885، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 795، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 769)

192- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَّقُوْلُ جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى اَبِيْ فِيْ مَنْزِلِهِ فَاشْتَرٰى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِيْ قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ اَبِيْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ اَبِيْ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَّهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيْهِ فَرْوَةً وَّقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُّقْبِلٍ بِغَنَمِهِ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِيْ اَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعْرِ وَالْقَذٰى قَالَ فَرَاَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ اِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ وَّمَعِيْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِيْ مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ. وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ (لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ اِلٰى بَطْنِهَا اُرٰى فِيْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ فَقَالَ اِنِّيْ اُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِيْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهُ قَالَ وَوَفٰى لَنَا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے والد محترم کے پاس ان کے گھر پر تشریف لائے۔ اور ان سے ایک پالان کو خرید فرمایا۔ تو حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنے بیٹے کو میرے ساتھ پالان اٹھا کر چلنے کو

بھیجیے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پس میں اس پالان کو اٹھائے ان کی معیت گیا۔ اور میرے والد محترم اس کی رقم دکھوانے گئے انہیں میرے والد محترم نے کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ ذرا مجھے یہ بتایئے کہ آپ دونوں نے اس رات کیا معاملہ کیا تھا جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت روانہ ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس ساری رات کو حالت سفر پر رہے دن میں بھی حالت سفر میں رہے حتیٰ کہ دو پہر کا وقت ہو گیا اور راستہ سنسان بیابان تھا۔ وہاں سے کسی آدمی کا بھی گزر نہ ہوتا تھا۔ ہم کو ایک طویل چٹان نظر آئی اس پر سایہ تو تھا مگر دھوپ نہ تھی ہم وہاں پر رک گئے اور میں نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے جگہ کو صاف ستھرا کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر آرام فرما ہوسکیں اور میں نے ایک چادر کو بھی نیچے بچھا دیا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سو جائیں۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چار طرف پہرہ دیتا ہوں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرام فرما ہو گئے۔ اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہار طرف خیال کرنے لگ گیا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ ایک چرواہا اپنی بکریوں کو لے کر اس چٹان کی جانب دوڑا آرہا تھا اور اس کا قصد ہمارے قصد کی مانند تھا چٹان پر۔ میں نے دریافت کیا: تم کس کے غلام ہو۔ وہ کہنے لگا: میں مکہ مکرمہ یا مدینہ میں سے کسی ایک آدمی کا غلام ہوں۔ میں نے دریافت کیا: کیا تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ میں نے دریافت کیا: کیا تم میرے واسطے دودھ دوھ دو گے۔ وہ کہنے لگا: کیوں نہیں۔ چنانچہ اس نے بکری کو پکڑا۔ میں کہنے لگا: تم اس کے تھن کو مٹی، بالوں اور تنکوں سے صاف ستھرا کرلو۔ راوی ابواسحاق نے فرمایا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر تھن صاف کرنے کی صورت بھی بیان فرمائی۔ چنانچہ اس چرواہے نے لکڑی کے پیالہ میں دودھ دوہا میرے ساتھ چمڑے کا ایک مشکیزہ تھا جسے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اٹھا کر لایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے پانی نوش فرماتے تھے اور وضو فرماتے تھے۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جگانا اچھا نہ سمجھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاگ گئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس کے بعد میں نے دودھ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ اس کے نیچے والا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! نوش فرمالیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس قدر دودھ نوش فرمایا حتیٰ کہ میں رضامند ہو گیا تو ارشاد فرمایا: کیا ابھی بھی روانگی کا وقت نہیں آ پہنچا۔ میں عرض گزار ہوا: کیوں نہیں! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت آفتاب زائل ہو گیا تو ہم روانہ ہو گئے اور اس وقت سراقہ بن مالک ہمیں ڈھونڈ رہا تھا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! اس نے تو ہمیں پالیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: غم نہ کرو یقینا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی تو اس کا گھوڑا اس کے ساتھ ہی پیٹ تک زمین کے اندر دھنس گیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ زمین سختی والی تھی یہ شک زہیر راوی کو تھا۔ سراقہ کہنے لگا: میں دیکھتا ہوں کہ آپ دونوں نے میرے خلاف بددعا کردی ہے چنانچہ اگر آپ میرے حق میں دعا فرما دیں تو میں اللہ تعالیٰ کی قسم ڈھونڈنے والوں کو واپس بھیج دوں گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے حق میں دعا فرمائی تو نجات حاصل کر گیا۔ اس کے بعد سراقہ کو جو بھی آدمی ملتا تو وہ اسے واپس لوٹا دیتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا۔

(مرجع السابق باب بعد بیان من عرف اللقطة ولم یدفعها الی السلطان)

193- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَّعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کے پاس جلوہ افروز ہوئے تیمارداری کی خاطر۔ راوی نے کہا کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مریض کی تیمارداری فرماتے تو ارشاد فرمایا کرتے: کچھ حرج نہیں یہ انشاء اللہ پاک کر دینے والا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: کچھ حرج نہیں یہ انشاء اللہ پاک کرنے والا ہے۔ اعرابی نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ فرمایا پاک کرنے والا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو بخار کا جوش پھوٹ رہا ہے یا اس نے کہا: بڈھے پر جوش پھوٹ رہا ہے۔ اسے تو قبرستان ہی دکھائے گا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر ایسا ہی سہی۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 3، ص: 12، الادب المفرد: رقم الحدیث: 526، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1167، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6387، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 5332)

194- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ وَقَرَاَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهٗ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهٗ فَاَعْمَقُوْا فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوْا لَهٗ وَاَعْمَقُوْا لَهٗ فِي الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوْا فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عیسائی اسلام لے آیا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی تلاوت کی۔ اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب بھی بن گیا۔ پھر دوبارہ وہ نصرانیت اختیار کر گیا تو وہ کہتا رہتا تھا کہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو بھی تحریر کردہ تھا ماسوا اس کے اسے کچھ خبر نہ تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو موت دے دی۔ لوگوں نے اسے دفن کر دیا صبح ہوتے لوگوں نے یہ دیکھا کہ زمین نے اس کی لاش کو باہر نکال پھینکا ہے۔ عیسائی کہنے لگے: یہ تو سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کام ہوسکتا ہے جنہوں نے ہمارے صاحب کو باہر نکال پھینکا ہے۔ کیونکہ وہ ان کے دین سے پھر چکا تھا۔ انہوں نے پھر گہری قبر کھودی صبح کے وقت جو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا تھا۔ عیسائی کہنے لگے: یہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کیا ہوا کام ہے۔ جنہوں نے ہمارے ساتھی کو قبر سے باہر نکال پھینکا ہے کیونکہ وہ ان کے دین سے پھر چکا تھا۔ انہوں نے پھر اور زیادہ گہری قبر کھودی جس قدر وہ کھودنے پر ماہر تھے صبح کو جو دیکھا تو زمین نے اس کو دوبارہ

باہر نکال پھینکا تھا۔ تو ان کو اس وقت یقین ہو گیا کہ یہ لوگوں کا فعل نہیں ہے اس کے بعد اس کو انہوں نے زمین کے اوپر ہی پھینک دیا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1994، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3421)

195- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت کسریٰ ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گا تو اس کے بعد دوبارہ کوئی بھی کسریٰ نہ ہوگا اور جس وقت قیصر ہلاکت میں ڈوب جائے گا تو اس کے بعد دوبارہ کوئی بھی قیصر نہ ہوگا اور اس مقدس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے تم ضرور ان دونوں کے خزانوں کو رب تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر ڈالو گے۔ (مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 5872، مسند احمد: رقم الحدیث: 7268، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2223، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2918، مسند الحمیدی: رقم الحدیث: 1094)

196- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَفَعَهُ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت کسریٰ ہلاکت میں ڈوب جائے گا تو دوبارہ کوئی بھی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جس وقت قیصر ہلاکت میں ڈوب جائے گا تو اس کے بعد دوبارہ کوئی قیصر نہ ہوگا اور ذکر فرمایا: تم ان دونوں کے خزانوں کو ضرور رب تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو گے۔ (معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1829' البحر الزخار رقم الحدیث: 4296' اللؤلؤ والمرجان جز 1 ص 915' معجم الکبیر رقم الحدیث: 1870' جامع الاحادیث رقم الحدیث: 25078)

تعارف راوی

جابر بن سمرہ: آپ کی کنیت ابوعبداللہ عامری ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھانجے ہیں، کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی ۷۴ ہجری چوہتر میں وفات ہے، ایک جماعت نے آپ سے احادیث لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بناماجمال)

197- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں ابھرا اور وہ کہتا تھا اگر سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرما دیں تو میں ان کی پیروی کروں گا اور وہ مدینہ منورہ اپنی قوم کے بہت سارے لوگوں کی معیت حاضر ہوا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس جلوہ فگن ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کے پاس قیام فرما ہو کر ارشاد فرمایا جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کے اندر بیٹھا تھا: تم اگر مجھ سے اس ٹکڑے کو بھی طلب کرو گے تو میں تم کو کبھی بھی نہ عطا فرماؤں گا، تمہارے متعلق اللہ تعالیٰ کا جو فیصلہ ہے اس سے وہ خطا نہیں کر سکتا اور اگر تو مجھ سے روگردانی کر کے لوٹے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور بالضرور ہلاکت میں مبتلا فرما دے گا اور میرا کامل یقین ہے کہ تو ہی ایسا وہ آدمی ہے جس کے متعلق مجھے دکھایا گیا ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سونے کی حالت میں تھا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے جنہوں نے مجھے پریشانی میں مبتلا کر دیا مجھے خواب ہی میں وحی فرمائی گئی کہ ان کے اوپر پھونک مار دیجئے۔ میں نے ان کے اوپر پھونک ماردی تو دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی ہے کہ یہ دو کذاب ہیں جن کا خروج میرے بعد ہوگا ان میں سے ایک تو عنسی اور دوسرا یمامہ والا ہے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 264، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2169، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10750، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 19031، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6654)

198- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَاللهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا اللهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد

فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت فرما رہا ہوں جہاں کھجوریں ہی کھجوریں ہیں میرا خیال یمامہ یا ہجر کی جانب گیا مگر وہ مدینہ یثرب ہے۔ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار کو ہلایا تو اس کا اگلا والا حصہ ٹوٹ گیا یہ وہ نقصان ہے جو مومنوں کو غزوہ میں پہنچا پھر میں نے اسے دوبارہ ہلایا تو جس طرح پہلے تھی اس سے عمدہ ہوگئی۔ یہ وہ تعبیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے فتح سے نوازا۔ اور مومنین کا گٹھ۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا کام ہی بہتر ہے یہ وہ ہے جو مومنوں کے ساتھ احد کے دن وقوع پذیر ہوا اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کے بعد نوازا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 263، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 443، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 12608، سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث: 3911، سنن الدارمی: رقم الحدیث: 2158)

تعارف راوی

ابو موسیٰ اشعری: آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنا دیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

199- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِينَ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ أَسَرَّ إِلَيَّ إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي فَبَكَيْتُ فَقَالَ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی تشریف لائیں۔ گویا ان کی رفتار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: میری صاحبزادی کو مرحبا! اس کے بعد انہیں اپنی سیدھی جانب یا الٹی

جانب بٹھایا پھر انہیں آہستہ سے کوئی بات فرمائی جس سے وہ رو دیں۔ میں نے انہیں کہا: رونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کے بعد ان سے ایک اور بات کو آہستہ سے فرمایا جس کی وجہ سے وہ ہنس دیں۔ میں کہنے لگی: میں نے آج کی طرح کسی غم کو خوشی کے اس قدر قریب نہ دیکھا۔ چنانچہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس راز کو فاش نہ کروں گی۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے راز کی بات یہ ارشاد فرمائی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قرآن مجید کا ایک ہی دور فرمایا کرتے تھے اور اس سال دو بار دور فرمایا ہے میں اس سے یہ جان گیا ہوں کہ میرا دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کا وقت آ گیا ہے اور یقیناً تم میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو اس پر میں رو دی اس کے بعد ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر رضامند نہیں کہ تم جنتی عورتوں یا مومن عورتوں کی سردار ہو۔ جس پر میں نے ہنس دیا۔ (معجم الاوسط: جز: 4، ص: 242، احکام الشرعیۃ الکبریٰ جز 4، ص 336، البحر الزخار رقم الحدیث: 2226، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 7، معجم الکبیر رقم الحدیث: 1032)

200۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهٗ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَاَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی وصال والے مرض میں بلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آہستہ سے ایک بات کہی جس پر وہ رو دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ان کو بلا کر آہستہ سے کوئی بات کی جس پر وہ ہنس دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ان سے اس بات کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آہستہ سے ایک خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مرض میں وصال ہو جائے گا جس میں واقعی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تھا اس پر میں رو دی پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے جو مجھ سے بات فرمائی اس میں ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر ملوں گی اس پر میں ہنس دی تھی۔

(مرجع السابق)

201۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْنِيْ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اِنَّ لَنَا اَبْنَاءً مِثْلَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَاَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ) فَقَالَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ اِيَّاهُ قَالَ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا

تَعَلَّمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ ان کی طرح تو ہمارے بیٹے بھی ہیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ صرف ان کے علم کی بناء پر ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ صرف ان کے علم کی بناء پر ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا سے ظاہری پردہ فرمانا تھا۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو آپ نے سمجھا ہے وہی میں نے بھی سمجھا ہے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1113، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 4167)

202- حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَّبَ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَّضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَّيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِّنْ مُّحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِيْئِهِمْ فَكَانَ اٰخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الوصال میں باہر جلوہ افروز ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور سر اقدس پر سیاہ پٹی باندھ رکھی تھی۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق حمد و ثناء بیان فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: امابعد! دوسرے لوگوں کی تعداد کثیر ہو جائے گی۔ لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک وقت وہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کی تعداد اس قدر کم ہو جائے گی جس قدر کھانے میں نمک ہوتا ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی کسی جگہ کا حاکم بن جائے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو ضرر اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ انصار کے نیکوں کو تسلیم کرے اور جو برے ہوں ان سے درگزر کر دیا کرے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری مجلس تھی جس میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔ (مرجع السابق باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء امابعد)

203- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهٖ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو باہر لے گئے اور انہیں منبر پر چڑھا بٹھایا تو ارشاد فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح

کروائے گا۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4662، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2590، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3773، مسند البزار: رقم الحدیث: 3655، مسند احمد: رقم الحدیث: 20392)

تعارف راوی

ابوبکرہ: آپ کا نام نفیع بن حارث بن کلدہ ہے، ثقفی ہیں، آپ غزوہ طائف کے موقعہ پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں، لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابوبکرہ یعنی رسی والے ہو، آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا، بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی، ۴۹ انچاس میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

204- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کی شہادت پہنچنے سے قبل ان کی شہادت کا بتا دیا اور اس دوران آپ ﷺ کی دونوں چشمان مقدسہ سے آنسو بھی جارہے تھے۔

(باب الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسہ)

205- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں عرض گزار ہوا: ہمارے پاس قالین کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: خوب سن لو تمہارے پاس قالین ہوں گے اب میں جب اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹالے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے چنانچہ میں انہیں وہاں پر ہی رہنے دیتا ہوں۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 3386، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4145، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2083، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2774، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 1551)

206-حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِي صَفْوَانَ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى

سَعْدٍ فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ انْتَظِرْ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطُفْتُ فَبَيْنَا سَعْدٌ يَّطُوْفُ اِذَا اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَقَالَ سَعْدٌ اَنَا سَعْدٌ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ اٰمِنًا وَّقَدْ اٰوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَهٗ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلٰى اَبِي الْحَكَمِ فَاِنَّهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِيْ ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ وَّاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَاَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ اُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَجَعَلَ يُمْسِكُهٗ فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ قَالَ اِيَّايَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ فَرَجَعَ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِيْ اَخِي الْيَثْرِبِيُّ قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَّزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوْا اِلٰى بَدْرٍ وَّجَاءَ الصَّرِيْخُ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ اَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَاَرَادَ اَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ اِنَّكَ مِنْ اَشْرَافِ الْوَادِيْ فَسِرْ يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی نیت سے تشریف لائے اور ابوصفوان امیہ بن خلف کے یہاں پر اترے امیہ بھی شام جاتے ہوئے جس وقت مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں رہتا تھا امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ابھی ٹھہر جاؤ۔ جب دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس میں نے جا کر طواف شروع کر دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی طواف کر ہی رہے تھے کہ ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا: یہ کعبہ معظمہ کا طواف کون کر رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا: تم کعبہ معظمہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہو حالانکہ (سیّدنا) محمد (مصطفی ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں ٹھیک ہے اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی پھر امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوالحکم کے سامنے اونچی آواز سے نہ بات کرو وہ اس وادی کا سردار ہے اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا۔ فرمایا کہ امیہ برابر حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور ان کو روکتا رہا۔ آخر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آ گیا اور انہوں نے امیہ سے کہا: چل دور ہو جا میں نے (سیّدنا) محمد (مصطفی ﷺ) سے تمہارے بارے میں سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تجھے ابوجہل ہی قتل کروائے گا۔ امیہ نے دریافت کیا: مجھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں تجھے تو اس وقت امیہ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کی قسم! (سیّدنا) محمد (مصطفی ﷺ) جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس نے اس سے کہا: تمہیں معلوم نہیں میرے یثربی نے مجھے کیا بات بتائی ہے۔ اس نے دریافت کیا: انہوں نے کیا کہا۔ امیہ نے بتایا کہ (سیّدنا) محمد (مصطفی ﷺ) کہہ چکے ہیں کہ ابوجہل مجھے قتل کرائے گا۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! (سیّدنا) محمد (مصطفی ﷺ) غلط

بات زبان سے نہیں نکالتے ہوتے۔ چنانچہ یونہی ہوا کہ اہل مکہ مکرمہ بدر کی لڑائی کے لئے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا: تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا یثربی بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ کہا کہ اس کی یاد دہانی پر امیہ نے چاہا کہ اس جنگ میں شرکت نہ کرے لیکن ابوجہل نے کہا: تم وادی مکہ مکرمہ کے رئیس ہو اس لئے کم از کم ایک یا دو دن کے لئے ہی تمہیں چلنا پڑے گا اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔ (الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 3012 'معجم الکبیر رقم الحدیث: 5350 'مسند احمد رقم الحدیث: 3605 'مسند الصحابۃ رقم الحدیث: 3734 'البحر الزخار رقم الحدیث: 1642)

207۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُغِیْرَةِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِیْنَ فِیْ صَعِیْدٍ فَقَامَ اَبُوْ بَکْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ بَعْضِ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِیَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا فِی النَّاسِ یَفْرِیْ فَرِیَّهٗ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَّقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ اَبُوْ بَکْرٍ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں اکٹھے ہیں ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک کنویں سے انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی بھر کر نکالا پانی نکالنے میں ان میں تھوڑی کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول بن گیا میں نے لوگوں میں ان کی طرح غیر معمولی کام کرنے والا کوئی نہ دیکھا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے اور ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم ﷺ کے طریق سے بیان فرما رہے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

(البحر الزخار: رقم الحدیث: 1642، الجمع بین الصحیحین: ج: 3، ص: 358، مسند احمد: ج: 8، ص: 140، مسند الصحابۃ: ج: 24، ص: 476)

208۔ حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِیْدِ النَّرْسِیُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ یُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا اَوْ کَمَا قَالَ قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْیَةُ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ ایْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهٗ اِلَّا اِیَّاهُ حَتّٰی سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخْبِرُ جِبْرِیْلَ اَوْ کَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ

ابوعثمان کا بیان ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں جس وقت حضرت جبرائیل علیہ

السلام چلے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: یہ کون تھے؟ یا جو بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ ہیں حتیٰ کہ جب میں نے نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی خبر دے رہے تھے تو میں نے یہ سمجھا کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی تھے۔ یا اس طرح کے الفاظ فرمائے۔ راوی نے کہا کہ میں نے ابوعثمان سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سن رکھی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سن رکھی ہے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز1 ص198 ' الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث:2805' اللؤلؤ والمرجان جز1 ص776' جامع الاحادیث رقم الحدیث:35488' صحیح مسلم رقم الحدیث:6469)

شرح

ان مذکورہ احادیث میں مختلف موضوعات پر احادیث لائی گئی ہم ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں، باللہ التوفیق؛؛

جاننا چاہیے! بے شک جس نے بھی نبی اکرم ﷺ کے احوال اور اخلاق کا مشاہدہ کیا اور آپ ﷺ سے منقول امور کا غور سے مطالعہ کیا اسے معلوم ہوا کہ اوّلین وآخرین ان جیسی اَمثال پیش کرنے سے عاجز ہیں اور یہ چیز وحی اور تنزیل کے بغیر متصور نہیں یہاں تک کہ ایک خالص عربی نے آپ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھ کر کہا:

وَاللهِ مَاهٰذَا وَجْهُ كَذَّابٍ قَطُّ

ترجمہ: اللہ عزوجل کی قسم! یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں۔"

صاحبِ بصیرت کے لئے آپ ﷺ کے صدق اور نبوت کی یہی دلیل کافی ہے۔

معجزہ کی تعریف

1۔ معجزات جمع ہے معجزہ کی، یہ بنا ہے اعجاز سے بمعنی عاجز کرنا، وہ کام جس کے مقابلہ سے بلکہ اس کی سمجھ سے خلق عاجز ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ہر وہ عجیب وغریب خلاف عادت کام ہے جو دعویٰ نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ دعویٰ نبوت سے پہلے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اسے کہتے ہیں ارہاص، بمعنی عمارت کو مضبوط و پختہ بنانا بنیاد مستحکم رکھنا، اس کے ذریعے نبوت کی دیوار کی پختگی کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کے ہاتھ پر جو عجیب بات ظاہر ہو اسے کہتے ہیں کرامت۔ عام مؤمنین کے ہاتھ پر اگر کبھی کوئی عجیب بات ظاہر ہو وہ ہے معونت اور کفار کے ہاتھ سے جو عجوبہ ظاہر ہو وہ ہے استدراج۔ یہ پانچ قسمیں یاد رکھو: معجزہ، ارہاص، کرامت، معونت، استدراج۔ گذشتہ انبیاء کرام کو ایک یا دو معجزے عطا ہوئے تھے حضور انور کو ہزار ہا معجزے عطا ہوئے، کسی نبی کے ہاتھ میں معجزہ تھا، کسی کے سانس میں، کسی کی آنکھ میں مگر حضور کی شان یہ ہے کہ۔

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے   ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

نیز سارے نبیوں کے معجزے قصے بن گئے، ہمارے حضور کے بہت سے معجزے تاقیامت دیکھنے میں آئیں گے ذکر کثیر، محبوبیت قرآن مجید، پتھروں، جانوروں پر حضور کا نام کندہ ملنا وغیرہ یہ زندہ جاوید معجزات ہیں۔ حضور کے اولیاء اللہ ان کی

کرامت حضور کے زندہ معجزے ہیں، مشکوۃ شریف میں چند خصوصی معجزے بیان ہوئے ہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف باب فی المعجزات، از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 8 صفحہ نمبر 126)

2۔ وہ عجیب وغریب کام جو عادتًا ناممکن ہوں جیسے مُردوں کو زندہ کرنا، اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، انگلیوں سے چشمے جاری کرنا، ایسی باتیں اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں، ان کو "معجزہ" کہتے ہیں۔ معجزات انبیاء علیہم السلام سے بہت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور یہ اُن کی نبوت کی دلیل ہیں۔ معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے جس کے ہاتھ سے قُدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں جن کے مقابل سب لوگ عاجز وحیران ہیں ضرور وہ خُدا کا بھیجا ہوا ہے چاہے ضِدّی دُشمن نہ مانے مگر دل یقین کر ہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔

کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا قُدرت اس کی تائید نہیں فرماتی۔ ہمارے حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُعجزات بہت زیادہ ہیں ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے تھوڑے سے حصّہ میں مکّہ معظمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قُرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے، نبی یا رسول نے نہ پایا تھا۔ خداوندِ عالم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلام الٰہی سنا، آسمان وزمین کے تمام ملک ملاحظہ فرمائے، جنّتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ فرمایا، مکّہ معظمہ سے بیت المقدس تک راہ میں جو قافلے ملے تھے صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔ (کتاب العقائد صفحہ نمبر 19)

مشکوۃ المصابیح میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ (رَضِیَ اللهُ عَنْهُ)قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

(مشکوۃ کتاب احوال القیامۃ، باب فی المعجزات، از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمالحدیث ۵۸۸۲، ج ۲، ص ۳۸۳)

ترجمہ: روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا جس سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے وضو کیا پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوا اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا، ہم پندرہ سو تھے۔ (احادیث مبارکہ کے انوار صفحہ نمبر 20)

یعنی صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں کا پانی ہم نے تھوڑی دیر میں ہی خشک کر دیا جیسے کہ عرب کے کنوؤں کا حال ہوتا ہے اب پانی صرف ایک چمڑے کے ڈول میں تھا۔ جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا ہوا تھا "رکوہ" حمیرہ کا ایک ڈول یا بڑا لوٹا جس سے وضو وغیرہ کیا جاوے۔

یعنی اسلامی فوج بغیر پانی کے ہے، پیاسی بھی ہے، وضو وغیرہ کی بھی اسے ضرورت ہے اور پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ کے ساتھ ہے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے کیونکہ پتھر سے پانی جاری کر دینا واقعی معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا بڑا معجزہ ہے۔ اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سرہ، نے خوب فرمایا۔

ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ　　　انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

خوش نصیب تھے وہ حضرات جنہیں اس پانی سے وضو نصیب ہو گیا۔ جس سے ان کے ظاہر باطن دونوں پاک ہوئے یہ پانی تمام پانیوں سے افضل تھا حتیٰ کہ آب زم زم سے بھی۔

خیال رہے کہ اہل حدیبیہ کی تعداد میں مختلف روایات ہیں چودہ سو، پندرہ سو، تیرہ سو مگر تحقیق یہ ہے کہ ان کی تعداد پندرہ سو پچیس تھی باقی روایات یا تو تخمینی ہیں یا راوی کی اطلاع کے مطابق ہیں کہ انہیں اطلاع یہ ہی پہنچی۔ آپ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن قریباً پندرہ سو تھے مگر پانی کے جوش اور کثرت کا عالم یہ تھا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے، وضو غسل کو کافی ہوتا۔

(مراۃ المناجیح، از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی ج ۸، ص ۱۸۱ تا ۱۸۲)

حضرت براء ابن عازب سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راوی انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر مجھے بتاؤ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا فرمایا ہم اپنی رات چلتے رہے اور کل بھی حتیٰ کہ دوپہری کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا اور راستہ خالی ہو گیا کہ اس میں کوئی نہیں گزرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا اس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اس کے پاس اتر گئے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کر دی جس پر حضور سوئیں اور اس پر پوستین بچھا دی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سو جایئے میں آپ کے اردگرد پہرہ دوں گا چنانچہ آپ سو گئے اور اور میں آپ کے اردگرد پہرہ دینے لگا تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا دودھ دے گا بولا ہاں تو اس نے ایک بکری پکڑی ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا میرے ساتھ برتن تھا جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لایا تھا جس میں آپ سیراب ہوتے تھے پیتے تھے اور وضو کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا تو میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ آپ بیدار ہو گئے پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتیٰ کہ اس کا تلہ بھی ٹھنڈا ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور پئیں آپ نے پیا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا پھر فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے اور سراقہ ابن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آن لیے

گئے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر انکے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ان کا گھوڑا ان کے ساتھ پیٹ تک دھنس گیا سخت زمین میں سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے میں آپ دونوں کو اللہ کا ضمان دیتا ہوں کہ میں تم دونوں سے تلاش کرنے والوں کو دور کردوں گا چنانچہ ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ چھوٹ گئے پھر وہ یہ کرنے لگے کہ کسی سے نہیں ملتے تھے مگر کہتے تھے تم کفایت کیے گئے ادھر وہ نہیں ہیں کسی سے نہ ملتے مگر اسے واپس کردیتے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف جلد 8 صفحہ نمبر 127 بحوالہ مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ عبداللہابن سلام نے رسول اللہ کی تشریف آوری کی خبر سنی حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کررہے تھے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی باتیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون سی چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبریل علیہ اسلام نے دی قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچادے گی اور پہلا وہ کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوجاوے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہوجاوے تو وہ کھینچ لیتی ہے عبداللہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں یارسول اللہ یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی پوچھ گچھ سے پہلے وہ میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگادیں گے چنانچہ یہود آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم میں عبداللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں فرمایا بتاؤ تو اگر عبداللہ ابن سلام مسلمان ہوجائیں وہ بولے کہ انہیں اللہ اس سے پناہ دے ا تو عبداللہ نکلے بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے ہیں ان کی بہت برائی کی، عبداللہ نے کہا یارسول اللہ یہ ہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف جلد 8 صفحہ نمبر 128)

قوله تعالیٰ: "وما كنت لديهم"۔
یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے پاس موجود نہ تھے،

"اذ يلقون اقلامهم"۔
اقلام قلم کی جمع ہے، یہ قلمہ سے ہے اس کا معنی ہے: فلاں نے اسے کاٹ دیا کہا گیا ہے: قِداحم وسھامھم یعنی مرادان کے تیر ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے: انکی وہ قلمیں مراد ہیں جن سے وہ تورات لکھتے تھے اور یہی عمدہ معنی ہے، کیونکہ ازلام (جوئے کے تیر) سے تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے۔

"ذالكم فسق"۔
مگر وہ ان کی اجازت دیتا ہے اس طور پر کہ وہ انہیں اس طرز پر استعمال نہ کریں جس طرح دور جاہلیت میں کرتے تھے،

"ايهم يكفل مريم"۔
یعنی کون مریم کی پرورش اور تربیت کرے گا؟ تو حضرت زکریا (علیہ السلام) نے فرمایا: میں اس کا زیادہ حق رکھتا ہوں کیونکہ

اس کی خالہ میرے گھر ہے اور ان کا نکاح میں اشیع بنت فاقود تھی جو کہ مریم کی ماں حنہ بنت فاقود کی بہن تھی، بنی اسرائیل نے کہا: ہم اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے عالم کی بیٹی ہے، پس انہوں نے اس پر قرعہ اندازی کی اور ہر ایک اپنی قلم لے کر آیا اور انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ قلم جاری پانی میں ڈالیں گے پس جس کا قلم ٹھہر گیا اور پانی اسے بہا کر نہ لے گیا تو وہ اس کی پرورش اور تربیت کرے گا، حضور نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: پس قلم بہہ گئے اور حضرت زکریا (علیہ السلام) کا قلم اوپر بلند ہو گیا۔'' اور یہ آپ کی نشانی اور معجزہ تھا، کیونکہ آپ نبی تھے اور معجزات اور علامات آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے تھے۔

(تفسیر قرطبی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 337)

حضرت سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ''بنی سعد'' کی عورتوں کے ہمراہ دُودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں مکّہ کو چلی۔ اس سال عَرَب میں بہت سخت کال پڑا ہوا تھا، میری گود میں ایک بچہ تھا، مگر فَقر و فاقہ کی وَجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دُودھ نہ تھا جو اس کو کافی ہو سکے۔ رات بھر وہ بچہ بُھوک سے تڑپتا اور روتا بلبلا تا رہتا تھا اور ہم اس کی دِلجوئی اور دِلداری کے لئے تمام رات بیٹھ کر گزارتے تھے۔ ایک اُونٹنی بھی ہمارے پاس تھی۔ مگر اس کے بھی دُودھ نہ تھا۔ مکّہ مکرّمہ کے سفر میں جس خچر پر میں سوار تھی وہ بھی اس قدر لاغر تھا کہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ چل سکتا تھا میرے ہمراہی بھی اس سے تنگ آ چکے تھے۔ بڑی مُشکلوں سے یہ سفر طے ہوا (اور یہ قافلہ مکہ میں پہنچ گیا اور قبیلہ بنی سعد کی عورتوں نے دُودھ پلانے کے لیے گھر گھر جا کر بچوں کی تلاش شروع کر دی اور ان تمام عورتوں کو دودھ پلانے کے لئے بچے مل گئے لیکن حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلانے کیلئے کوئی بچہ نہ مل سکا تلاشِ بسیار کے بعد بالآخر) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہو گئی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آغوش میں آ گئے۔ اپنے خیمہ میں لا کر جب دُودھ پلانے بیٹھیں تو بارانِ رَحمت کی طرح بَرَکاتِ نَبُوَّت کا ظُہور شُروع ہو گیا، خُدا کی شان دیکھئے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مُبارک پستان میں اس قَدر دُودھ اُترا کہ رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اور ان کے رضاعی بھائی نے بھی خُوب شِکَم سیر ہو کر دُودھ پیا، اور دونوں آرام سے سو گئے، اِدھر اُونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن دُودھ سے بھر گئے تھے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نے اس کا دُودھ دوہا اور میاں بیوی دونوں نے خُوب سیر ہو کر دُودھ پیا اور دونوں شِکَم سیر ہو کر رات بھر سُکھ اور چین کی نیند سوئے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا شوہر حُضُور رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بَرَکتیں دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ حلیمہ! تم بڑا ہی مُبارک بچہ لائی ہو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واقعی مجھے بھی یہی اُمید ہے کہ یہ نہایت ہی بابَرَکت بچہ ہے اور خُدا کی رَحمت بن کر ہم کو مِلا ہے اور مجھے یہی توقع ہے کہ اب ہمارا گھر خَیر و بَرَکت سے بھر جائے گا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر مکّہ مکرّمہ سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر اب اس قَدر تیز چلنے لگا کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو نہیں پہنچتی تھی، قافلہ کی عورتیں حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگیں کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! کیا یہ وہی خچر ہے جس پر تم سوار ہو کر آئی تھیں یا کوئی دوسرا تیز رفتار خچر تم نے خرید لیا ہے؟ الغرض ہم اپنے گھر پہنچے وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا تمام جانوروں کے تھن میں دُودھ خُشک ہو چکا تھا، لیکن

میرے گھر میں قدم رکھتے ہی میری بکریوں کے تھن دُودھ سے بھر گئے، اب روزانہ میری بکریاں جب چراگاہ سے گھر واپس آتیں تو ان کے تھن دُودھ سے بھرے ہوتے حالانکہ پوری بستی میں اور کسی کو اپنے جانوروں کا ایک قطرہ دُودھ نہیں ملتا تھا میرے قبیلہ والوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ تم لوگ بھی اپنے جانوروں کو اسی جگہ چراؤ جہاں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے جانور چرتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ اسی چراگاہ میں اپنے مویشی چرانے لگے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں، مگر یہاں تو چراگاہ اور جنگل کا کوئی عمل دخل ہی نہیں تھا یہ تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بَرَکاتِ نُبُوَّت کا فَیض تھا جس کو میں اور میرے شوہر کے سوا میری قوم کا کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔

الغرض! اسی طرح ہر دَم ہر قدم پر ہم برابر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بَرَکتوں کا مُشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دُودھ چھڑا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تندرُستی اور نشو ونُما کا حال دوسرے بچوں سے اتنا اچھا تھا کہ دو سال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُوب اچھے بڑے معلوم ہونے لگے، اب ہم دَستُور کے مُطابق رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی والدہ کے پاس لائے اور اُنہوں نے حسبِ توفیق ہم کو اِنعام واِکرام سے نوازا۔ (گلدستہ درود وسلام 511)

گو قاعدہ کے مُطابق اب ہمیں رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بَرَکاتِ نُبُوَّت کی وَجہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جُدائی گوارا نہیں تھی۔ عجیب اِتفاق کہ اس سال مکہ مُعظمہ میں وَبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ ہم نے اس وَبائی بیماری کا بہانہ کر کے حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو رضا مند کر لیا اور پھر ہم رَحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس اپنے گھر لائے اور پھر ہمارا مکان رَحمتوں اور بَرَکتوں کی کان بن گیا اور آپ ہمارے پاس نہایت خُوش وخُرّم ہو کر رہنے لگے۔

(سیرتِ مصطفیٰ، ص ۷۳ تا ۷۷ ملتقطاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بہت سے مُعجزات عطا فرمائے۔ حضرتِ سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنا کلیم بنایا اور ایک ایسا عَصا عطا فرمایا جس نے جادوگروں کے بڑے بڑے اَژدہوں کو خَتم کر دیا اور جب آپ نے اس مُبارک عصا کو پتھر پر مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے نکل پڑے، یونہی حضرتِ سَیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کیلئے لوہے کو نرم کر دیا، اسی طرح حضرتِ سَیِّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے جِنّ واِنس، چرند و پرند اور ہوا کو مُسَخَّر فرما دیا، حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو شیرخواری میں قُوّتِ گویائی عطا فرمائی اس کے علاوہ مُردوں کو زِندہ کرنے، برص والوں اور پیدائشی اندھوں کو شفا دینے کا مُعجزہ عطا فرمایا، الغرض مختلف انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو مختلف مُعجزات عطا فرمائے اور سَیِّدُ الْمُرسَلِین، خاتَمُ النَّبِیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان تمام مُعجزات کا جامع بنا کر بھیجا جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حُسنِ یوسف، دَمِ عیسیٰ، یدِ بَیضا داری　　آنچہ خُوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

حضرت سَیِّدُنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اَنور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زِیادہ خُوبصورت نظر آتا تھا۔''

(الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۴، حدیث: ۹)

مُعْجِزہ طلب کرنا کیسا

عرض: جھوٹے مُدَّعی نبوت (یعنی نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے) سے مُعْجِزہ طلب کیا جا سکتا ہے؟

ارشاد: اگر مدعی نبوت سے اِس خیال سے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لئے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہو گیا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۶۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سب سے الگ الگ چل رہے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے الگ ہی چلیں گے اور الگ ہی زندگی گزاریں گے اور الگ ہی وفات پائیں گے۔ چنانچہ ٹھیک ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو حکم دے دیا کہ آپ "ربذہ" میں رہیں آپ رضی اللہ عنہ ربذہ میں اپنی بیوی اور غلام کے ساتھ رہنے لگے۔ جب وفات کا وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر راستہ میں رکھ دینا۔ جب شتر سواروں کا پہلا گروہ میرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو تم لوگ اس سے کہنا کہ یہ ابوذر غفاری کا جنازہ ہے ان پر نماز پڑھ کر ان کو دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ خداعزوجل کی شان کہ سب سے پہلا جو قافلہ گزرا اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا کہ یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے۔ تو انہوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور قافلہ کو روک کر اتر پڑے اور کہا کہ بالکل سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اے ابوذر! تو تنہا چلے گا، تنہا مرے گا، تنہا قبر سے اُٹھے گا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قافلہ والوں نے ان کو پورے اعزاز کے ساتھ دفن کیا۔

(سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۵۲۴ وزرقانی ج ۳ ص ۷۴۔۔۔ المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۸۵۔ المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۸۳)

ایک مرتبہ اسلامی لشکر مقام "حجر" میں پہنچا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اکیلا لشکر سے باہر کہیں دور نہ چلا جائے پورے لشکر نے اس حکم نبوی کی اطاعت کی مگر قبیلہ بنوساعدہ کے دو آدمیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو نہیں مانا۔ ایک شخص اکیلا ہی رفع حاجت کے لئے لشکر سے دور چلا گیا وہ بیٹھا ہی تھا کہ دفعۃً کسی نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور وہ اسی جگہ مر گیا اور دوسرا شخص اپنا اونٹ پکڑنے کے لئے اکیلا ہی لشکر سے کچھ دور چلا گیا تو ناگہاں ایک ہوا کا جھونکا آیا اور اس کو اڑا کر قبیلہ "طی" کے دونوں پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا اور وہ ہلاک ہو گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کا انجام سن کر فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کر دیا تھا؟

(سیرت مصطفٰی صفحہ نمبر 495، المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۸۵، ۸۶، زرقانی ج ۳ ص ۷۳)

ایک منزل پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کہیں چلی گئی اور لوگ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے تو ایک منافق جس کا نام "زید بن لصیت" تھا کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں مگر ان کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے حالانکہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے میں خوب جانتا ہوں کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ وہ فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک درخت میں اس کی

مہار کی رسی اُلجھ گئی ہے۔ تم لوگ جاؤ اور اس اونٹنی کو میرے پاس لے کر آ جاؤ۔ جب لوگ اس جگہ گئے تو ٹھیک ایسا ہی دیکھا کہ اسی گھاٹی میں وہ اونٹنی کھڑی ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ میں الجھی ہوئی ہے۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۸۹، زرقانی ج ۳ ص ۷۵)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا۔ مگر دور دور تک رومی لشکروں کا کوئی پتا نہیں چلا۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب رومیوں کے جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں آ رہے ہیں تو رومیوں کے دلوں پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب نہم، ج ۲، ص ۳۴۹ مختصراً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن تبوک میں قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں افواج الٰہی کا جلال دکھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رعب بٹھا کر مدینہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

اسی سفر میں "ایلہ" کا سردار جس کا نام "یحنۃ" تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کر لیا اور ایک سفید خچر بھی دربار رسالت میں نذر کیا جس کے صلہ میں تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی اور اس کو ایک دستاویز تحریر فرما کر عطا فرمائی کہ وہ اپنے گرد و پیش کے سمندر سے ہر قسم کے فوائد حاصل کرتا رہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب خرص التمر، الحدیث: ۱۴۸۱، ج ۱، ص ۴۹۹ ملتقطاً)

اسی طرح "جرباء" اور "اذرح" کے عیسائیوں نے بھی حاضر خدمت ہو کر جزیہ دینے پر رضامندی ظاہر کی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو بیس سواروں کے ساتھ "دومۃ الجندل" کے بادشاہ "اکیدر بن عبد الملک" کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ رات میں نیل گائے کا شکار کر رہا ہو گا تم اس کے پاس پہنچو تو اس کو قتل مت کرنا بلکہ اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندنی رات میں اکیدر اور اس کے بھائی حسان کو شکار کرتے ہوئے پا لیا۔ حسان نے چونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ شروع کر دی۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو تو قتل کر دیا مگر اکیدر کو گرفتار کر لیا اور اس شرط پر اس کو رہا کیا کہ وہ مدینہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر صلح کرے۔ چنانچہ وہ مدینہ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو امان دی۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۹۱، ۹۴)

اس غزوہ میں جو لوگ غیر حاضر رہے ان میں اکثر منافقین تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس آئے اور مسجد نبوی میں نزولِ اجلال فرمایا تو منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن تین مخلص صحابیوں حضرت کعب بن مالک و ہلال بن امیہ و مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پچاس دنوں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیکاٹ فرما دیا۔ پھر ان تینوں کی توبہ قبول ہوئی اور ان لوگوں کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب ثم غزوۃ تبوک، ج ۴، ص ۱۰۷، ۱۰۹ ملخصاً)'(بخاری ج ۲ ص ۶۳۴ تا ص ۶۳۷ حدیث کعب بن مالک)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کے قریب پہنچے اور اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ

هٰذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّه

یہ اُحد ہے۔ یہ ایسا پہاڑ ہے کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ صفحہ نمبر 498)

قحط کی شکایت

ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارش رک جانے کی شکایت کی تو منبر کا حکم دیا جو عیدگاہ میں بچھادیا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا جب لوگ نکلیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج کا کنارہ چمکا تو تشریف لے گئے منبر پر بیٹھے اللہ کی تکبیر وحمد کی پھر فرمایا کہ تم لوگوں نے اپنے شہر کے قحط کی بارش کے وقت سے ہٹ جانے کی شکایت کی اللہ نے تمہیں دعا مانگنے کا حکم دیا اور تم سے دعا کی قبولیت کا وعدہ کی یعنی فرمایا تمام تعریفیں اللہ رب العٰلمین کی ہیں جو مہربان رحم والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں تو بے پرواہ ہے ہم فقیر ہیں ہم پر بارش برسا اور جو تو اتارے اسے ہمارے لیئے قوۃ اور مطلوب تک پہنچنے کا ذریعہ بنا پھر اپنے ہاتھ اٹھائے تو اٹھاتے رہے حتی کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوگئی پھر لوگوں کی طرف اپنی پشت کی اور اپنی چادر پلٹی حالانکہ ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے پھر لوگوں پر متوجہ ہوئے منبر سے اترے دو رکعتیں پڑھیں اللہ نے ایک بادل پیدا کیا جو اللہ کے حکم سے گرجا چمکا پھر برسا آپ مسجد تک نہ آنے پائے تھے کہ سیلاب بہہ گئے جب حضور نے لوگوں کو پناہ کی طرف دوڑتے دیکھا تو ہنسے حتی کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے پھر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں

یعنی بارش کا زمانہ ہے اور نہیں آتی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ قحط کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر سکتے ہیں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفارش کریں اور ہماری بگڑی بن جائے، رب تعالیٰ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بندوں کی شکایت کرتا ہے، فرماتا ہے:

"اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ".

ترجمہ کنزالایمان۔۔اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں۔ (سورۃ فرقان آیت نمبر 9)

دوسرے یہ کہ صحابہ کبار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہِ الٰہی میں اپنا بڑا وسیلہ جانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے اعمال کی مقبولیت یقینی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً مقبول ہیں، اسی لیے وہ ایسے موقعوں پر خود نمازیں اور دعائیں ادا نہ کر لیتے تھے بلکہ دوڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آتے تھے، حالانکہ انہوں نے قرآن میں یہ آیت پڑھی تھی

"اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ".

ترجمہ کنزالایمان۔۔ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (سورۃ المومن آیت نمبر 60)

اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء کے وسیلہ کی کوئی ضرورت نہیں اپنے اعمال کا وسیلہ پکڑو گویا ان کے نزدیک ان کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مقبول ہیں۔

کہ فلاں دن تم سب وہاں جمع ہو کر جاؤ ہم بھی پہنچ جائیں گے، شاید قبولیت کی گھڑی اسی دن میں ہوگی جیسے کہ یعقوب علیہ

السلام نے اپنے لڑکوں سے فرمایا تھا

"سَأَسْتَغْفِرُ لَكُمْ"

یعنی تمہارے لیئے دعائے مغفرت ابھی نہیں پھر کروں گا۔

لہٰذا تم میرے وسیلہ سے دعا کر رہے ہو میں تمہارے لیئے دعا اور شفاعت کرتا ہوں اسی لیے حضور ﷺ نے اس دن یوں نہیں فرمادیا کہ جاؤ خود دعائیں مانگ لو میرے پاس کیوں آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے اللہ کی حمد اپنی فقیری اور نیاز مندی کا اظہار سنت ہے۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ بارگاہ الٰہی میں اپنے لیئے جو کلمے چاہیں استعمال کریں لیکن اگر کوئی اور حضور ﷺ کو فقیر کہے تو کافر ہوگا۔ (عالمگیری) حضور ﷺ تو وہ غنی داتا ہیں جن کی گلیوں میں تاجدار بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ شعر

اس گلی کا گداہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

وہ تو باذن اللہ غنی ہیں، غنی گر ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ".

رب سے مانگنا بندے کی شان ہے، اس کے سب فقیر ہیں۔

حضور ﷺ نے آج خطبہ اور دعا پہلے پڑھی اور نماز بعد میں۔ غالباً اس لیئے کہ جب آپ جنگل پہنچتے ہیں تو سورج نکل رہا تھا وقت مکروہ تھا ورنہ خطبۂ استسقاء اور دعا نماز کے بعد ہوتی ہے جیسا کہ گزشتہ روایات سے معلوم ہوا۔

ہنسنے سے مراد تبسم اور مسکرانا ہے نہ ٹھٹھا مارنا اور قہقہہ کیونکہ حضور ﷺ قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنسے، حضور ﷺ کا یہ تبسم خوشی اور تعجب کا تھا کہ ابھی تو یہ لوگ بارش مانگ رہے تھے جب آئی تو بھاگ رہے ہیں۔ نواجذ جمع نواجذہ کی ہے۔ ناجذہ دانتوں کی کیلوں کو بھی کہتے ہیں اور آخری داڑھ کو بھی یعنی عقل داڑھ۔

معلوم ہوا کہ بارش حضور ﷺ کا معجزہ تھی اور آپ کی نبوت کی دلیل، یعنی آج حضور ﷺ نے اپنی نبوت صحابہ کو آنکھوں سے دکھادی اس کی عینی گواہی دی اور دلوائی۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 2 صفحہ نمبر 733)

مسلم شریف کی روایت ہے انہی سے کہ نبی کریم ﷺ نے بارش کی دعا کی تو اپنے ہاتھوں کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

یعنی سر سے اونچے ہاتھ اٹھائے جن کی ہتھیلی زمین کی طرف رکھی کہ خدایا بادل کا پیٹ زمین کی طرف کردے تاکہ وہ اپنا پانی اس پر بہائے۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یہ ساری دعا یونہی مانگی۔ بعض کا خیال ہے کہ پہلے ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرے، پھر زمین کی طرف۔ مرقات ولمعات وغیرہ میں ہے کہ رحمت مانگنے کے لیئے ہتھیلیاں آسمان کی طرف کرے اور بلا وآفت ٹالنے کے لیئے زمین کی طرف، چونکہ اس دعا میں بلا وقحط ٹالنے کی درخواست ہوتی ہے اس لیے حضور ﷺ نے یوں دعا مانگی۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 2 صفحہ نمبر 724)

موطا امام مالک، ابوداؤد میں روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بارش کی دعا کرتے تو کہتے الٰہی اپنے بندوں اپنے جانوروں کو سیراب کر اپنی رحمت پھیلا دے اپنے مردہ شہر کو زندہ کردے۔

اگرچہ بندوں میں جانور بھی داخل تھے، مگر چونکہ یہ بے گناہ ہیں ہم گنہگار، ان کی بے گناہی سے ہم پر رحمتیں آتی ہیں ہمارے گناہوں سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر کیا۔ رحمت پھیلانے سے مراد جنگل کو ہرا بھرا کردینا ہے اور مردہ شہر کو زندہ کرنے سے مراد خشک زمین کو تر کرنا ہے کہ کنوئیں پانی سے بھر جائیں، تالاب لبریز ہوجائیں۔ سبحان اللہ! کیا جامع دعا ہے۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 2 صفحہ نمبر 731)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط پڑ گیا تو صحابی رسول حضرت بلال بن حارث المزنی رضی اللہ عنہ نے سلطانِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضر ہوکر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرما دیجئے وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ان سے ارشاد فرمایا: تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دے دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ وہ نرمی اختیار کریں۔ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوئے اور خبر دے دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے، پھر فرمایا: یا رب! عَزَّ وَجَلَّ، میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اسی چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ۷ / ۴۸۲، الحدیث: ۳۵، وفاء الوفائ، الباب الثامن فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الفصل الثالث، ۲ / ۱۳۷۴، الجزء الرابع)

ایک مرتبہ مدینۂ منورہ میں شدید قحط پڑا، اہلِ مدینہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور دیکھو اور چھت میں ایک روشندان بناؤ حتّٰی کہ روضۂ منور اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے، اہلِ مدینہ نے جیسے ہی روشندان بنایا تو اتنی کثیر بارش ہوئی کہ سبز گھاس اُگ آئی اور اونٹ موٹے ہوگئے یہاں تک کہ گوشت سے بھر گئے۔

(سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ تعالی نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد موتہ، ۱ / ۵۶، الحدیث: ۹۲۔۔۔تفسیر صراط الجنان جلد 2 صفحہ نمبر 236)

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں مکان میں گیا، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیالے میں دودھ ملا اور فرمایا: "ابوہریرہ! اصحاب صفہ کے پاس جاؤ انھیں بلالاؤ۔" (تاکہ ان کو دودھ دیا جائے) میں انھیں بلالایا، وہ آئے اور اجازت طلب کی، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اجازت دی تب وہ مکان کے اندر داخل ہوئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب إذا دعی الرجل فجاء ھل یستأذن، الحدیث: ۶۲۴۶، ج ۴، ص ۱۷۰)

ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص بلایا جائے اور اسی بلانے والے کے ساتھ ہی آئے تو یہی (بلانا) اس کے لیے اجازت ہے۔

سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب فی الرجل یدعی أیکون ذلک إذنہ، الحدیث: ۵۱۹۰، ج ۴، ص ۴۴۷۔

یعنی اس صورت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ" آدمی بھیجنا ہی اجازت ہے۔"
(المرجع السابق، الحدیث: ۵۱۸۹، ج ۴ ص ۷ ۴۴)

مسلم کی روایت ہے حضرت عقبہ بن عامر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ ہم صفہ میں تھے فرمایا تم میں کون یہ چاہتا ہے کہ ہر صبح بطحان یا عقیق کی طرف نکل جایا کرے اور بغیر گناہ کئے بغیر رشتہ توڑے دو اونچی اونٹنیاں لے آیا کرے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ہم سب چاہتے ہیں فرمایا تو تم میں سے ہر شخص روزانہ صبح کو کیوں نہ مسجد چلا جایا کرے وہاں قرآن کریم کی دو آیتیں سیکھ لیا کرے یا پڑھ لیا کرے یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور تین تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار چار سے اور اسی قدر اونٹوں سے بہتر ہیں

صفہ کے معنی ہیں چبوترہ (تھڑا) مسجد نبوی سے متصل پیچھے کی جانب تھوڑا سا چبوترا بنا دیا گیا تھا جہاں مہمان اترتے تھے اور علم سیکھنے والے فقراء صحابہ وہاں مستقل طور پر رہتے تھے یہ حضرات اصحاب صفہ کہلاتے انہیں کی سی صفات رکھنے والوں کو آج صوفیاء کہتے ہیں، یعنی صفائی دل اور صوف کا لباس رکھنے والی جماعت یہ حضرات کم وبیش ہوتے رہتے تھے کبھی ستر اور کبھی دو سو سے زیادہ گویا یہ مدرسہ نبوی تھا عقبہ ابن عامر اور ابو ہریرہ بھی انہی میں سے تھے۔

یعنی تھوڑی دور جا کر تھوڑی سی دیر میں بہت سا حلال مال لے آوے عرب میں اونٹنی بڑا عزیز مال تھا عقیق مدینہ منورہ سے دو تین میل پر ایک بازار ہے جہاں جانور زیادہ فروخت ہوتے ہیں بطحان مدینہ پاک کا ایک وسیع جنگل ہے بطح بمعنی وسعت یا پتھریلا علاقہ۔

یعنی یارسول اللہ یہ تو ہم سب چاہتے ہیں۔ خیال رہے کہ وہ حضرات اگرچہ تارک دنیا تھے مگر دین کے لیے دنیا حاصل کرنے کو بہت افضل جانتے تھے دنیا اگر دین کے لیے ہو تو عین دین ہے اور اگر طین (مٹی گارے) کے لیے ہو تو دنیا ہے یعنی دنی چیز لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ وہ لوگ تو محب دنیا نہ تھے پھر یہ جواب کیوں دیا۔

یہ گفتگو صرف صفہ والے اصحاب سے نہیں ہے وہ تو ہر وقت گویا مسجد ہی میں رہتے تھے، بلکہ تا قیامت مسلمانوں سے ہے کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہونے سے پہلے کچھ علم قرآن حاصل کرلیا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی مدرسے مسجد میں ہونا بہتر ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدرسہ صفہ میں تھا جو مسجد سے متصل تھا گویا مسجد ہی میں تھا، نیز معلوم ہوا کہ صبح سویرے علم قرآن حاصل کرنا افضل و صبح کے کام میں برکت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء بلا تامل طلباء کو علم سکھایا کریں۔

یعنی پانچ آیات پانچ اونٹوں سے افضل اور چھ یا سات آیتیں اسی قدر اونٹوں سے افضل عرب میں ابل مطلقًا اونٹ کو کہتے ہیں نر ہو یا مادہ اور جمل نر اونٹ کو ناقہ مادہ کو جیسے انسان یا آدمی مطلقًا انسان کو کہتے ہیں اور رجل مرد کو امراۃ عورت کو۔ خیال رہے کہ یہاں آیت سے مراد آیت سیکھانا یا اس کی تعلیم میں مشغول رہنا ہے یعنی ایک آیت سیکھنا ایک اونٹنی کی ملکیت سے بہتر ہے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آیت قرآنی تو تمام دنیا سے بہتر ہے ایک اونٹ کا ذکر کیوں ہوا یا یہ تفصیل ان اہل عرب کو سمجھانے کے لیے ہے جنہیں اونٹ بہت مرغوب ہے جیسے میٹھی نیند سے نیند والوں کو سمجھانے کے لیے فجر کی اذان میں کہتے ہیں

"الصلوٰۃ خیر من النوم"
نماز اس نیند سے بہتر ہے حالانکہ نماز تو ساری دنیا سے بہتر ہے۔

اُستُن حنانہ کا جنازہ

کھجور کا وہ خشک تنا جس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے لئے منبر بنایا گیا تو وہ کھجور کا خشک تنا اونٹنی کی طرح رو پڑا۔ ہجر رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میں اس کے رونے کی آواز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنی۔ آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور اسے سینے سے لگایا اور فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! اگر میں اسے یونہی چھوڑ دیتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا۔

(ماخوذ از دلائل النبوۃ، ج ۲، ص ۵۵۶ تا ۵۵۸۔۔۔ملفوظات اعلیحضرت از مولانا امام احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر 367)

اُستُن حنانہ شریف میں علماء کا اختلاف ہے ایک روایت آئی ہے کہ حُضُور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "اگر تو چاہے تو تیرے باغ کے اندر تجھے پھر لگا دیا جائے تجھ میں پھل پھول آئیں یا جنّت کا ایک پیڑ ہو جنّت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں۔" (سنن الدارمی، باب ما اکرم اللہ النبی بحنین المنبر، الحدیث ۳۲، ج ۱، ص ۲۹)

اس نے عرض کیا:

دنیا دارُالفَناء

(یعنی فنا ہونے والی) ہے۔ میں نے دارُالفَناء پر دارُالبَقاء (یعنی آخرت) کو اِختیار کیا۔

(مثنوی شریف مترجم، دفتر اول، ص ۵۴)

حُضُور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو منابر کے نیچے دفن فرما دیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ذکر المنبر ۔۔۔۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۶۰)

حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

آں ستوں رادفن کرد اندرز میں ۔۔۔ تاچو مردم حشر یا بد روز دیں
تابدانی ہر کرا یزداں بخواند ۔۔۔ از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

(یعنی اُس ستون کو زمین میں دفن کر دیا گیا اور انسانوں کی طرح قیامت میں اٹھایا جائیگا، یہ اس لئے کہا کہ تو سمجھ جائے کہ جو خدا کا ہو گیا دنیا کے کاموں کے لئے بیکار ہو گیا) (مثنوی شریف، دفتر اول، ص ۵۴ مترجم)

مرسلہ جناب قاضی ارشاد علی صاحب از بیلپور ضلع پیلی بھیت ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اُستن حنانہ یعنی وہ چوب خشک جس سے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے اور جس کا قصہ مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف میں تحریر فرمایا ہے، کیا اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفن کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی؟

الجواب: نماز جنازہ پڑھنا غلط ہے اور منبر شریف کے نیچے دفن کرنا ایک روایت میں آیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ملفوظات اعلیحضرت از مولانا امام احمد رضا خان بریلوی صفحہ نمبر 96)

چپٹی ناک والوں سے جنگ

مشکوۃ کی روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم عجمیوں یعنی خوز اور کرمان سے جہاد کرو گے سرخ چہروں والے، چپٹی ناک والے، چھوٹی آنکھ والے، ان کے چہرے گویا کٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، ان کے جوتے بال والے ہیں اور اس کی ایک روایت بروایت عمرو ابن تغلب ہے کہ چوڑے چہرے والے۔

خوز ایک پہاڑ کا نام ہے اس کی وجہ سے اس علاقہ بلکہ وہاں کے باشندوں کو خوز کہا جاتا ہے اس علاقہ کو خوزستان کہتے ہیں۔ کرمان کاف کے کسرہ سے ایک علاقہ ہے فارس اور سجستان کے درمیان ایران میں ایک شہر ہے کرمان دوسرا ہے، کرمان شاہ یہ دونوں شہر ہم نے دیکھے ہیں یہاں وہ مراد نہیں۔

بعض شارحین نے کہا کہ یہ لوگ وہ ہی ترک ہیں جن کا ذکر ابھی پچھلی حدیث میں ہوا، مرقات نے یہ ہی فرمایا مگر قوی یہ ہے کہ یہ دوسری قوم ہے علاوہ اس ترک قوم کے۔ اشعۃ اللمعات اور لمعات نے یہ ہی کہا، فطس جمع ہے افطس کی بمعنی چپٹی چوڑی۔

یعنی اس روایت میں بجائے حمر الوجوہ کے عرض الوجوہ ہے یعنی چوڑے چکلے چہرے والے ہوں گے۔

(مراٰۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 7 صفحہ نمبر 256)

اس فرمان عالی کے چند معنی کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ اس قوم کے سر کے بال پاؤں تک دراز ہوں گے بال گویا جوتے بن گئے ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی پنڈلیوں پر بہت بڑے بڑے بال ہوں گے جو ان کے قدموں تک جوتے کی طرح پہنچے ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کے جوتے بے چھلی کھال کے ہوں گے جن سے بال دور نہ کیے گئے ہوں یعنی خچر کی کھال والے چمڑے کے جوتے پہنتے ہوں گے، یہ تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

یہاں ترک سے مراد موجودہ ترک نہیں یہ تو قدیم الاسلام خدام الحرمین ہیں، انہوں نے دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خدمت کی، ان کی خدمتیں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ میں جا کر دیکھو، وہ ترک یاجوج ماجوج کا ایک قبیلہ ہیں، یاجوج ماجوج کے بائیس قبیلے ہیں اکیس قبیلوں پر ذوالقرنین نے دیوار بنائی اسی قبیلہ کو چھوڑ دیا اس لیے اسے ترک کہتے ہیں یعنی باہر چھوڑا ہوا قبیلہ لہٰذا حدیث واضح ہے۔

وہ بہت ہی بدصورت ہوں گے، چہرے سرخ آنکھیں چھوٹی، ناک چپٹی چہرے بالکل گول جیسے کٹی ہوئی ڈھال کیونکہ اگر ڈھال کوٹ دی جاوے تو بالکل گول ہوتی ہے۔ ان علامات سے معلوم ہو رہا ہے کہ ترک سے مراد یہ موجودہ ترک نہیں کہ ان کے چہرے ایسے نہیں ہوتے، یہ لوگ تو بڑے خوبصورت ہیں۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ یہ لوگ شکل میں ناس ہیں مگر سیرت میں نسناس یعنی بن مانس نہایت ہی فسادی خونخوار، یہ جنگ ابھی نہیں ہوئی قریب قیامت ہوگی۔ یہ لوگ خوز اور کرمان سے نکلیں گے۔

مسلم کی روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت حتی کہ جنگ کریں

گے مسلمان اور یہودی تو یہود کو مسلمان قتل کریں گے حتی کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا کہ اے مسلم اے اللہ کے بندے یہ یہودی میرے پیچھے ہے آ اسے قتل کر سوا غرقد کے کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہود کی سلطنت قائم ہوگی اور ان سے مسلمان کی بہت بڑی جنگ ہوگی، آخری جنگ میں مسلمانوں کی فتح اور یہود کی شکست ہوگی بلکہ یہود دنیا سے فنا ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے ہاتھوں فنا ہوں گے ان شاءاللہ۔ چنانچہ یہود کی سلطنت فلسطین میں قائم ہو چکی ہے، امریکہ و برطانیہ کی بڑی مدد سے ان کا علاقہ پھیل رہا ہے، ۱۹۶۷ء میں عرب اور یہود کی جنگ ہوئی، مسلمانوں کو اس جنگ میں بڑی تکلیفیں پہنچی حتی کہ اس وقت بیت المقدس پر بھی یہود کا قبضہ ہے، اس عارضی فتح سے یہود کے حوصلے بہت بلند ہو گئے۔ ان شاءاللہ یہ اس جنگ کی تمہید ہے جس کی خبر اس حدیث پاک میں دی گئی۔

یہ فرمان عالی بالکل حق ہے اور ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ واقعی اس وقت پتھر اور درخت مسلمانوں سے کلام کریں گے اور اپنے پیچھے چھپے ہوئے یہودی کی خبر دیں گے۔ یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ یہود پر تا قیامت ذلت ڈال دی گئی کیونکہ یہود کی یہ سلطنت کا قیام ان کی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہے۔

غرقد ایک خاردار درخت کا نام ہے اس لیے مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام بقیع غرقد ہے یعنی غرقد کا علاقہ، چونکہ اس زمانہ میں اس میدان میں غرقد کے درخت بہت تھے اس لیے اس کا بقیع غرقد نام رکھا گیا۔ یہود اس درخت کی تعظیم کرتے انکے بعض جہلاء اسے پوجتے ہیں، ان کا خیال ہے وادیٔ طوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی درخت سے رب نے پکارا تھا، یہ ہی درخت کلام الٰہی کا مظہر یا مصدر بنا تھا، رب فرماتا ہے:

"مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ"

ترجمہ کنزالایمان: برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ۔ (سورۃ القصص آیت نمبر 30)

مگر یہ غلط ہے، وہ درخت بیری یا عناب کا تھا نہ کہ غرقد کا۔ بہر حال یہود اس درخت کی تعظیم بہت کرتے ہیں اس لیے اسے شجر یہود کہتے ہیں، یہ درخت اس دن ان کی پردہ پوشی کرے گا۔ حدیث بالکل اپنے ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

ایامِ فتن

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی آئندہ آنے والے ایک فتنے کا تذکرہ کیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "اے علی! ایسا کب ہوگا؟" تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: "دین کو چھوڑ کر دوسرے علوم میں مہارت حاصل کی جائے گی، علم کو عمل کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے حاصل کیا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا طلب کی جائے گی۔"

(المرجع السابق، الحدیث:۲۰۹۰۹، ص۳۰۹)

مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب تم پر ایک ایسی آزمائش آئے گی جس میں شیر خوار بچے بڑے ہو جائیں گے، جوان بوڑھے ہو جائیں گے اور لوگ ایک سنت کو اپنائیں گے، اگر کسی دن اس میں سے کچھ چھوڑ دیا گیا تو کہا جائے گا سنت ترک کر دی گئی۔" صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: "ایسا کب ہوگا؟" تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تمہاری آرزوئیں کم ہو جائیں گی اور امرا زیادہ ہو جائیں گے، تمہارے فقہاء کم اور قاری زیادہ ہو جائیں گے، علمِ دین غیر اللہ کے لئے سیکھا جائے گا اور آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب کیا جائے گا۔"

(المصنف لعبد الرزاق، باب الفتن، الحدیث: ۲۰۹۰۸، ج۱۰، ص۳۰۸، لغیر اللہ بدلہ لغیر الدین)' (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد 1 صفحہ نمبر 303)

جماعت کی اہمیت کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزید ارشادات ہیں کہ:۔

"يَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ"۔

''اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے''۔ (ترمذی، باب الفتن، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

"وَاَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ اِلَّا اَنْ يَّرْجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاِنْ صَامَ وَاِنْ صَلّٰى قَالَ وَاِنْ صَامَ وَاِنْ صَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ فَادْعُوْا الْمُسْلِمِيْنَ بِاَسْمَائِهِمْ بِمَا سَمَّاهُمُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ"۔

''میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا مجھے اللہ نے حکم دیا ہے۔ جماعت کے ساتھ ہونے کا، حکم سننے کا، اطاعت کرنے کا، ہجرت کا اور جہاد فی سبیل اللہ کا، پس جو

جماعت سے بالشت بھر بھی باہر نکلا اس نے اسلام کا قلادہ گلے سے اتار دیا جب تک کہ واپس نہ آ جائے اور جس نے جاہلیت کی پکار پکاری پس وہ جہنم میں گر گیا پوچھا گیا اے اللہ کے رسول بیشک وہ روزہ رکھتا ہو نماز پڑھتا ہو، آپ نے فرمایا بیشک وہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو اور سمجھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے پس مسلمانوں کو ان کے ناموں سے پکارو جو نام اللہ عزوجل نے ان کے رکھے ہیں یعنی مسلمان، مومنین، عباد اللہ عزوجل''۔ (احمد، مسند الشامیین، حارث الاشعری رضی اللہ عنہ)۔

"مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ اَوْيَدْعُوْا اِلٰى عَصَبَةٍ اَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِيْ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَايَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ"۔

(مسلم، باب الامارۃ، ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

''جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت کو چھوڑ دے اور مر جائے، وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جو شخص اندھا دھند (اندھی تقلید میں) کسی کے جھنڈے تلے جنگ کرے یا کسی عصبیت کی بنا پر غضب ناک ہو، یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر جنگ کرے اور قتل ہو جائے تو اس کا قتل جاہلیت کا قتل ہے اور جس شخص نے میری امت پر خروج کیا اور اچھوں اور بروں سب کو قتل کیا کسی مومن کا لحاظ کیا نہ کسی کا کیا ہوا عہد پورا کیا وہ مجھ سے نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے''۔

"وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاَمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَقٰى بِهٖ"۔

(بخاری' باب الجہاد والسیر' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

"جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور امام ڈھال ہے اسی کی قیادت میں قتال کیا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ دفاع کیا جاتا ہے"۔

"مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً"۔

(بخاری' باب الفتن' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

"جس کو اپنے امیر میں کوئی بات بری لگے پس وہ صبر کرے حقیقت یہ ہے جس نے سلطان سے بالشت بھر خروج کیا وہ جاہلیت کی موت مر گیا"۔

احادیثِ بالا سے امیر' امام اور سلطان کی اطاعت اور ان سے وابستگی کے حوالے سے احکامات سامنے آ رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیاستِ امہ کا ذمہ دار چونکہ "خلیفہ" کو قرار دیا گیا ہے اس لئے سیاسی اطاعت و وابستگی کے مذکورہ احکامات یقیناً خلیفہ ہی کی طرف جاتے ہیں' اس سے خلیفہ کے دیگر نام عہدہ سامنے آتے ہیں یعنی امیر' امام اور سلطان۔

دجال

اس کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ اس کی ایک آنکھ مسخ کردی گئی ہے اور دجال کے لئے مسیح میم کے کسرہ اور سین کی شد کے ساتھ کہا گیا ہے اور بعض اسی طرح خا نقطے والی کے ساتھ کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں مسیخ یعنی میم مفتوح ہے خا نقطے والی ہے اور سین مخفف ہے، پہلا زیادہ مشہور ہے اور اکثر کا قول اسی کے مطابق ہے، اور اس کا وہ نام اس لئے ہے کیونکہ وہ زمین میں گھومتا پھرتا رہے گا اور سوائے مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے تمام شہروں میں داخل ہوگا اور یہ فعیل بمعنی فاعل ہے، پس دجال زمین میں فساد برپا کرنے کے لئے چکر لگائے گا، گھومے گا اور ابن مریم (علیہ السلام) بخشش و عطا کے لئے سیاحت کریں گے، اور اس بنا پر کہ اس کی ایک آنکھ بند کردی گئی ہے فعیل بمعنی مفعول ہوگا۔

اور شاعر نے کہا:

ان المسیح یقتل المسیخا

بے شک مسیح (علیہ السلام) مسیخ (دجال) کو قتل کردیں گے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سوا کوئی شہر نہیں ہے مگر دجال اس میں داخل ہوگا۔

(صحیح بخاری، باب لایدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر ۱۷۴۸، ضیاالقرآن پبلی کیشنز)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں ہے" سوائے کعبہ اور بیت المقدس کے" اسے ابوجعفر طبری نے ذکر کیا ہے اور ابوجعفر طحاوی نے" مسجد طور" کا اضافہ ذکر کیا ہے اور اسے انہوں نے جنادہ بن ابی امیہ عن بعض اصحاب النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عن النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حدیث بیان کی ہے" کہ وہ ساری زمین پر غالب آجائے گا سوائے حرم پاک اور بیت المقدس کے اور وہ مومنین کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا۔'' اور آگے پوری حدیث ذکر کی، اور صحیح مسلم میں ہے:" پس ہمارے درمیان وہ اسی طرح ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق کے مشرق سے سفید منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے اس حال میں کہ وہ ورس اور زعفران سے رنگا ہوا لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اسے اٹھائیں گے تو اس سے چاندی کے جیسے گریں گے جو اپنی ہیئت و شکل میں موتیوں کی مثل ہوں گے پس کسی کافر کے لئے حلال نہ ہوگا کہ وہ آپ کی سانس کی ہوا کو پائے مگر وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس کی انتہا وہاں تک ہوگی جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی پس آپ اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد (لد فسطین میں بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے) کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے، الحدیث، یہ ایک طویل حدیث ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسیح حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نام ہے کسی سے مشتق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ نام رکھا ہے اس بنا پر عیسیٰ المسیح سے بدل کل ہوگا۔ اور عیسیٰ عجمی اسم ہے اسی وجہ سے وہ غیر منصرف ہے، اور اگر آپ اسے عربی قرار دیں تو پھر اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے معرفہ یا نکرہ ہونے کوئی سوال نہیں کیونکہ اس میں الف تانیث موجود ہے (اور یہ قائم مقام دو سببوں کے ہے) اور یہ مشتق ہوگا عاسہ یعوسہ سے یعنی جب کوئی کسی کے لئے تدبیر اور انتظام کرے اور اس پر ڈٹ جائے اور قائم رہے۔

(آیت) وجیھا کا معنی ہے شریف، صاحب قدر و منزلت اور یہ لفظ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اخفش نے یہی کہا ہے۔ (آیت)" ومن المقربین ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقربین میں سے ہوگا، یہ (آیت)" وجیھا پر معطوف ہے یعنی بمعنی مقربا اخفش نے یہی کہا ہے، اور وجیہ کی جمع وجھاء اور وجہاء ہے (آیت)" ویکلم الناس ''اس کا عطف بھی وجیھا پر کیا گیا ہے، اخفش نے بھی یہی کہا ہے، اور المھد سے مراد بچے کی شیر خوارگی کے قیام کا بچھونا ہے، اور مھدت الامر کہا جاتا ہے جب تو اسے تیار کرے اور پھر اسے روند دے، اور قرآن کریم میں ہے:

(آیت) " فلا نفسھم یمھدون " (الروم)

(تو وہ اپنے لئے ہی راہ ہموار کر رہے ہیں)

اور امتھد الشیء کا معنی ہے کسی شے کا اس طرح بلند ہونا جس طرح اونٹ کی کوہان بلند ہوتی ہے۔ وکھلا، الکھل سے مراد عمر کا وہ حصہ ہے جو بچپن اور شیخوخۃ کے درمیان ہوتا ہے (یعنی پکی عمر) اور امراۃ کھلۃ پکی عمر کی عورت اور اکتھلت الروضۃ جب باغ میں کلیاں عام ہو جائیں کہتے ہیں کہ آپ گہوارے میں لوگوں سے بطور معجزہ اور علامت کے گفتگو کرتے تھے اور پکی عمر میں وحی اور رسالت کے سبب گفتگو کرتے تھے۔

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:" ہر اُمت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس اُمت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو کہتے

ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں، لہٰذا اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو اور وہ دجال کا گروہ ہیں اور اللہ عزوجل ان لوگوں کا حشر دجال کے ساتھ فرمائے گا۔"

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۱۷۲۶۹، ج ۵ ص ۷۳)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جسے عنقریب دجال روندتا ہوا نہ جائے، جبکہ ان شہروں کے ہر راستے پر ملائکہ صفیں باندھے پہرہ دے رہے ہوں گے، لہٰذا وہ ایک دلدلی زمین پر پڑاؤ ڈالے گا پھر شہرِ مدینہ تین مرتبہ لرزے گا تو اس میں موجود ہر کافر اور منافق باہر نکل جائے گا۔"

(صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب لایدخل الدجال المدینۃ، الحدیث: ۱۸۸۱، ص ۱۴۷)

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:" بیماری اور دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔" (الترغیب والترھیب، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی۔۔۔۔۔۔الخ تحت الحدیث: ۱۸۷۴، ج ۲ ص ۱۱۹)

صحیحین میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:" مدینہ کے راستوں پر فرشتے (پہرا دیتے ہیں) اس میں نہ دجال آئے، نہ طاعون۔" (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب صیانۃ المدینۃ من دخول الطاعون...الخ، الحدیث: ۱۳۷۹، ص ۷۱۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سیّد الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیلِمہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیرالناس وشرالناس کو قتل کیا، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔

کذاب:

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں دو کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک "مسیلمۃ الکذاب" دوسرا "اسود عنسی" حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی ہی میں حضرت فیروز دیلمی اور حضرت قیس بن عبدیغوث رضی اللہ عنہما نے اسود عنسی کو اس طرح قتل کیا کہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ اس کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا مگر مسیلمۃ الکذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے قتل کیا اور یہ دونوں جھوٹے مدعیان نبوت دنیا سے فنا ہو گئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۵۔۔۔کراماتِ صحابہ صفحہ نمبر 228)

نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی:

یہ عنس بن قدحج سے منسوب تھا اس کا نام عیلہ تھا۔ اسے "ذوالخمار" بھی کہتے تھے اور ذوالحمار بھی۔ ذوالخمار کہنے کی وجہ تو یہ تھی کہ یہ اپنے منہ پر دوپٹہ ڈالا کرتا تھا جبکہ ذوالحمار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہو کر

آتا ہے۔

ارباب سیر کے نزدیک یہ کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں یہ لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے گرویدہ کرلیا کرتا تھا اس کے ساتھ دو ہمزاد شیطان تھے جس طرح کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اس کا قصہ یوں ہے کہ فارس کا ایک باشندہ باذان، جسے کسریٰ نے یمن کا حاکم بنایا تھا، نے آخری عمر میں توفیق اسلام پائی اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یمن کی حکومت پر برقرار رکھا اس کی وفات کے بعد حکومت یمن کو تقسیم کر کے کچھ اس کے بیٹے شہر بن باذان کو دی اور کچھ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمائی اس علاقے میں اسود عنسی نے خروج کیا اور شہر بن باذان کو قتل کر دیا اور مرزبانہ جو کہ شہر کی بیوی تھی اسے کنیز بنالیا فردہ بن مسیک نے جو کہ وہاں کے عامل تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھ کر مطلع کیا حضرت معاذ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما اتفاق رائے سے حضر موت چلے گئے جب یہ خبر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جماعت کو لکھا کہ تم اکٹھے ہو کر جس طرح ممکن ہو اسود عنسی کے شر وفساد کو ختم کرو اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہوئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ یہ اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی اس نے کہلوایا میرے نزدیک یہ شخص مخلوق میں سب سے زیادہ دشمن ہے مسلمانوں نے جواباً پیغام بھیجا کہ جسطرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جسطرح بن پڑے اس ملعون کے خاتمہ کی سعی کرو چنانچہ مرزبانہ نے دو اشخاص کو تیار کیا کہ وہ رات کو دیوار میں نقب لگا کر اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں ان میں سے ایک کا نام فیروز دیلمی تھا جو مرزبانہ کا چچازاد اور نجاشی کا بھانجا تھا انہوں نے دسویں سال مدینہ منورہ حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا رضی اللہ عنہ اور دوسرے شخص کا نام دادویہ تھا بہر حال جب مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب کثیر مقدار میں پلادی جس سے وہ مدہوش ہوگیا فیروز دیلمی نے اپنی ایک جماعت کے ساتھ نقب لگائی اور اس بد بخت کو قتل کر دیا اس کے قتل کرتے وقت گائے کے چلّانے کی طرح بڑی شدید آواز آئی اس کے دروازے پر ایک ہزار پہرے دار ہوا کرتے تھے وہ آواز سن کر اس طرف لپکے مگر مرزبانہ نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ خاموش رہو تمہارے نبی پر وحی آئی ہے ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات ظاہری سے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے جو کہ اس کے اہلبیت سے ہے اس نے اسے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا۔

"فاز فیروز

یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ (مدارج النبوۃ مترجم ج دوم ص ۵۵۴ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

مسیلمہ کذاب:

یہ خود کو "رحمٰن الیمامہ" کہلواتا تھا پورا نام مسیلمہ بن ثمامہ تھا یہ کہتا تھا" جو مجھ پر وحی لاتا ہے اس کا نام رحمٰن ہے" یہ اپنے قبیلے بنو حنیف کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوا تھا ایک روایت کے مطابق ایمان لایا تھا بعد میں مرتد ہوگیا تھا اور ایک روایت کے مطابق اس نے تخلف کیا اور کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد خلیفہ بنادیں تو میں مسلمان ہو جاؤں اور ان کی متابعت کرلوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور اس کے سر پر کھڑے ہوگئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی فرمایا اگر تو

مجھ سے اس شاخ کو بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں بجز اس کے جو مسلمانوں کے بارے میں حکم الٰہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اس نے تھوڑی دیر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرنے کے بعد کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی نبوت میں شریک کر لیں یا اپنا جانشین مقرر کر دیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے کو تیار ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اور اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی) کہ تم نبوت میں سے اگر یہ لکڑی بھی مجھ سے مانگو تو نہیں مل سکتی بہرحال جب دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناکام و نامراد واپس ہوا تو اس نے خود ہی اعلان نبوت کر ڈالا اور اہل یمامہ کو بھی گمراہ و مرتد بنانا شروع کر دیا اس نے شراب و زنا کو حلال کر کے نماز کی فرضیت کو ساقط کر دیا مفسدوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ مل گئی اس کے چند عقائد یہاں بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) سمت معین کر کے نماز پڑھنا کفر و شرک کی علامت ہے لہٰذا نماز کے وقت جدھر دل چاہے منہ کر لیا جائے اور نیت کے وقت کہا جائے کہ میں بے سمت نماز ادا کر رہا ہوں۔

(۲) مسلمانوں کے ایک پیغمبر ہیں لیکن ہمارے دو ہیں ایک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور دوسرا مسیلمہ اور ہر امت کے کم از کم دو پیغمبر ہونے چاہیں۔

(۳) مسیلمہ کے ماننے والے اپنے آپ کو رحمانیہ کہلاتے تھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی کرتے تھے شروع مسیلمہ کے خدا کے (مسیلمہ کا نام رحمان بھی مشہور تھا) کے نام سے جو مہربان ہے۔

ختنہ کرنا حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۴) اس نے ایک کتاب بھی وضع کی تھی جس کے دو حصے تھے پہلے کو" فاروق اول" اور دوسرے کو" فاروق ثانی" کہا جاتا تھا اور اس کی حیثیت کسی طرح قرآن سے کم نہ سمجھتے تھے اسی کو نمازوں میں پڑھا جاتا تھا اس کی تلاوت کو باعث ثواب خیال کرتے۔

اس شیطانی صحیفے کے چند جملے ملاحظہ ہوں:

یا ضفدع بنت ضفدع نقی ما تنقین اعلاك فی الماء و اسفلك فی الطین لا الشارب تمنعین ولا الماء تکدرین ترجمہ :

اے مینڈکی کی بچی اسے صاف کر جسے تو صاف کرتی ہے تیرا بالائی حصہ تو پانی میں اور نچلا حصہ مٹی میں ہے نہ تو پانی پینے والوں کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے۔

اس وحی شیطان کا مطلب کیا ہے یہ بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مسیلمیوں کے نزدیک قرآن کریم اور فاروق کی تفسیر کرنا حرام تھا اب ذرا فاروق اول کی سورۃ الفیل بھی پڑھیے" الفیل و ما الفیل لہ ذنب دبیل وخرطوم طویل ان ذلک من خلق ربنا الجلیل" یعنی ہاتھی اور وہ ہاتھی کیا ہے اس کی بھدی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے یہ ہمارے رب جلیل کی مخلوق ہے۔ اس کی یہ وحی شیطانی سن کر ایک بچی نے کہا کہ یہ وحی ہو ہی نہیں سکتی اس میں کیا بات بتائی گئی ہے جو ہمیں معلوم نہیں ہے سب کو پتہ ہے کہ ہاتھی کی دم بھدی اور سونڈ طویل ہوتی ہے۔ مسیلمہ کذاب اس شیطانی کتاب کے علاوہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شعبدہ بازی بھی کرتا تھا جس کو وہ اپنا معجزہ کہتا تھا اور وہ یہ تھا کہ اس نے ایک مرغی کے بالکل تازہ انڈے کو سرکے میں ڈال کر نرم کیا اور پھر اس کو ایک چھوٹے منہ والی بوتل میں ڈالا انڈہ ہوا

لگنے سے پھر سخت ہو گیا بس مسیلمہ لوگوں کے سامنے وہ بوتل رکھتا اور کہتا کہ کوئی عام آدمی انڈے کو بوتل میں کسطرح ڈال سکتا ہے لوگ اس کو حیرت سے دیکھتے اور اس کے کمال کا اعتراف کرنے لگتے تھے۔اس کے علاوہ جب لوگ اس کے پاس کسی مصیبت کی شکایت لے کر آتے تو یہ انکے لیے دعا بھی کرتا مگر اس کا نتیجہ ہمیشہ برعکس ہوتا تھا چنانچہ لوگ اس کے پاس ایک بچے کو برکت حاصل کرنے کو لائے اس نے اپنا ہاتھ بچے کے سر پر پھیرا وہ گنجا ہو گیا ایک عورت ایک مرتبہ اس کے پاس آئی کہا کہ ہمارے کھیت سوکھے جا رہے ہیں کنویں کا پانی کم ہو گیا ہے ہم نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے خشک کنووں میں پانی ابلنے لگتا ہے آپ بھی ہمارے لیے دعا کریں چنانچہ اس کذاب نے اپنے مشیر خاص نہار سے مشورہ کیا اور اپنا تھوک کنویں میں ڈالا جس کی نحوست سے کنویں کا رہا سہا پانی بھی ختم ہو گیا ایک مرتبہ اس کذاب نے سنا کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آبِ دہن لگایا تھا تو انکی آنکھوں کی تکلیف ختم ہو گئی تھی اس نے بھی کئی مریضوں کی آنکھوں میں تھوک لگایا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کی آنکھ میں یہ تھوک لگاتا وہ بدنصیب اندھا ہو جاتا تھا۔ایک معتقد نے آکر بیان کیا کہ میرے بہت سے بچے مر چکے ہیں صرف دو لڑکے باقی ہیں آپ ان کی درازی عمر کی دعا کریں کذاب نے دعا کی اور کہا جاؤ تمہارے چھوٹے بچے کی عمر چالیس سال ہوگی یہ شخص خوشی سے جھومتا ہوا گھر پہنچا تو ایک اندوہناک خبر اس کی منتظر تھی کہ ابھی اس کا ایک لڑکا کنویں میں گر کر ہلاک ہو گیا ہے اور جس بچے کی عمر چالیس سال بتائی تھی وہ اچانک ہی بیمار ہوا اور چند لمحوں میں چل بسا اور ایک روایت کے مطابق ایک لڑکے کو بھیڑیے نے پھاڑ ڈالا تھا اور دوسرا کنویں میں گر کر ہلاک ہوا تھا۔

ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے باوجود اس کی پیروی کرتے تھے اور اس سے بیزار نہ ہوتے تھے چونکہ جاہلوں کی جماعت میں غرض کے بندے شامل تھے لہٰذا جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ ظاہری ہوا تو اس کا کاروبار چمک گیا اور ایک لاکھ سے زیادہ جہال اس کے ارد گرد جمع ہو گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مقدسہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۲۴ ہزار کا لشکر لیکر اس کے استیصال کو تشریف لے گئے ان کے مقابل ۴۰ ہزار کا لشکر کفار تھا فریقین میں خوب لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور یہ بدبخت کذاب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل با جہنم ہوا اور اس وقت آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا: میں زمانہ کفر میں سب سے اچھے آدمی کا قاتل تھا اور زمانہ اسلام میں سب سے بدتر کا قاتل ہوں۔ (ملخص از ترجمان اہلسنت بابت ماہ نومبر 1973ص ۲۹ تا ۳۳، مدارج النبوۃ مترجم جلد دوم صفحہ ۵۵۲ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور)

مرزا علی محمد باب:

اس کا اصل نام علی محمد تھا اور باپ کا نام محمد رضا، جو شیراز کا ایک تاجر تھا۔مرزا علی محمد نے بابی فرقہ کی بنیاد رکھی۔فارسی و عربی کی ابتدائی کتب پڑھتے ہی اس نے سخت ریاضتیں کر کے زہد میں نام کمایا پھر کربلا میں سیّد کاظم مجتہد کے حلقہ درس میں شریک رہا۔سیّد کاظم کے مرنے کے بعد اس کے بہت سے شاگرد لے کر کوفہ پہنچا اور وہاں اپنی مصنوعی عباداتوں سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیا پھر ۱۲۶۰ھ میں اپنے چیلوں سے یہ اظہار کیا کہ جس مہدی کا انتظار کیا جا رہا تھا وہ میں ہی ہوں اور اس کے ثبوت میں بعض احادیث جن میں مہدی موعود کے آثار ذکر کیے گئے ہیں وہ پیش کیے اور کہا یہ تمام آثار مجھ میں پوری طرح پائے جاتے ہیں غالباً اس نے نبوت کا

دعوی بھی کیا تھا جب اس سے معجزہ طلب کیا گیا تو کہنے لگا میری تحریر و تقریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھ کر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ میں ایک ہی دن میں ایک ہزار شعر مناجات میں تصنیف کرتا ہوں پھر اسے خود لکھتا بھی ہوں اور اس نے اپنی چند مناجات لوگوں پر پیش کیں جس میں اعراب تک درست نہ تھا جب اس پر اعتراض ہوا تو کہا: علم ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے اب تک غضب الٰہی کا شکار تھا میری شفاعت کی وجہ سے اس کی خطا معاف ہوئی اور یہ حکم دیا گیا کہ اب نحوی غلطیوں کا مضائقہ نہیں آئندہ کوئی اگر نحوی غلطی کرے تو کچھ حرج نہیں۔ عوام کو مائل کرنے کے لیے ایک حربہ اور ملاحظہ فرمایئے: اس نے اعلان کیا کہ میرے وجود سے تمام ادیان متحد ہو جائیں گے کیونکہ میں آئندہ سال مکہ معظمہ سے خروج کروں گا اور جملہ روئے زمین پر قبضہ کروں گا لہٰذا جب تک تمام ادیان متحد نہ ہوں نیز تمام دنیا میری مطیع نہ ہو جائے اس وقت تک تمام مردوں پر تکالیف شرعیہ معاف ہیں اب اگر کوئی میرا مرید احکام شرعیہ ادا نہ کرے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے اس اعلان سے بھی دنیا پرست عیش کوش لوگ اس کے فریب میں آتے گئے ذرا ان کے مذہب کا حال ملاحظہ ہو بہن بھائی میں جنسی تعلقات بلا نکاح بھی قائم کرنا روا تھا ایک عورت نو آدمیوں سے نکاح کر سکتی تھی بالفاظ دیگر نو آدمی ایک عورت سے نکاح کرنے کے روادار تھے کسی مذہب کی پابندی نہ تھی اس مادر پدر آزادی کا نتیجہ نہایت بھیانک نکلا اس کے متبعین لوگوں میں اعلانیہ فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا اس نے اپنے مریدوں کو چند احکام بھی دیئے تھے وہ بطور اشعار تھے ملاحظہ ہوں چونکہ تمام دنیا میرے زیر نگیں ہوگی نیز تمام دنیا میں ایک مذہب ہونا ہے لہٰذا میں آئندہ برس مکہ سے خروج کروں گا تا کہ دنیا میرے قبضے میں آجائے اور میرے وجود سے مقصود اغراض پوری ہو جائیں اس کے نتیجے میں یقیناً دشمنان خدا کی جانیں جسم سے جدا ہونگی ہزاروں خون کی ندیا بہیں گی پس جملہ مریدوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بطور علامت و شگون اپنے خطوط کو سرخ کیا کریں۔ السلام علیک کے بجائے

"مرحبا بك"

سلام مقرر کیا جاتا ہے اذان میں میرا نام بھی داخل ہو۔

بابی کا کہنا تھا کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیعت کی اور اب تک یہ دونوں ہستیاں جدا جدا تھیں میں ان دونوں کا جامع ہوا اس لیے میرا نام بھی علی محمد ہے نیز جس طرح کوئی آدمی بغیر باب (دروازے) کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا اسی طرح مجھے دیکھے بغیر اور مجھ سے اجازت لیے بغیر خدا اور دین خدا تک نہیں پہنچا جا سکتا اس کے چیلوں نے یہ مذکورہ بکواس سن کر ہی اس کا لقب باب کر دیا۔

باب نے اپنے تصنیف کردہ مجموعہ کے ایک حصہ کا نام قرآن دوسرے کا نام مناجات رکھا بابی فرقے کے چند عقائد ملاحظہ ہوں۔

(۱) خدا کہیں غائب نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے اپنے اندر موجود ہے سو جب ہم اسے اپنے اندر دیکھتے ہیں تو وہی اس سے ملاقات کا دن ہوتا ہے یہ ملاقات قیامت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری زندگی سے متعلق ہے۔

(۲) ہمارا مرتبہ دیکھ کر وہ قرآن مسلمانوں کے قرآن سے کئی حصہ بہتر ہے۔

(۳) حشر ونشر سے مراد نیکی وبدی کی زندگی ہے اگر کوئی شخص گناہ گار ہے وہ مُردہ ہو جاتا ہے لیکن جوں ہی وہ نیک لوگوں کے پاس آتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے گویا گناہوں کی زندگی چھوڑ کر نیکوں کے پاس آنا ہی حشر ونشر ہے اس کے علاوہ قیامت کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ فتنہ پرور شخص کئی سال تک ایران پر چھایا رہا اس دوران شیعوں سے اس کے مناظرے بھی ہوئے آخر کار اسے چہریق کے قلعے میں قید کر دیا گیا یہاں تک کہ ۱۲۶۵ھ میں اسے گولی ماردی گئی اور اس کی لاش گلی کوچوں میں گھما کر باہر ڈلوادی گئی۔

(ملخص از مذاہب اسلام محمد نجم الغنی خان رامپوری ص ۶۶۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان)

مرزا بہاء اللہ:

ایران کے ایک شخص علی محمد باب نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی اس کا دعویٰ تھا کہ اسے الہام ہوتا ہے اور نئے مذہب کا نام اس نے بابی مذہب رکھا اس کے پیروکاروں میں دو بھائی بھی تھے ایک بہاء اللہ اور دوسرا صبح ازل۔ باب جس نے بابی فرقے کی بنیاد رکھی تھی اس نے اپنے بعد مستقبل قریب میں ایک شخص کی آمد کی خبر دی جسے اس نے یظہر اللہ کا نام دیا تھا چنانچہ اس کے بعد ایک شخص مرزا اسد اللہ نے یظہر اللہ ہونا کا دعویٰ کیا مگر باب کے پیروکار بہاء اللہ اور صبح ازل نے اس کی مخالفت کر کے اسے قتل کرادیا بعد میں بہت سے بابیوں نے یہ دعویٰ کیا مگر کسی کو بھی خاص اہمیت حاصل نہ ہوئی بابیوں اور حکومت ایران میں ایک جنگ ہوئی (جسے جنگ قلعہ شیخ طبرسی کے نام سے شہرت حاصل ہوئی) اس جنگ کے بعد بہاء اللہ اور صبح ازل بغداد چلے گئے ایک سال گزرنے کے بعد بہاء اللہ اکیلا ہی کردستان کے صحرائے سلیمانیہ کے پہاڑ سرگلوں چلا گیا اور اپنی زندگی کے دو سال وہاں نہایت عسرت وتنگ دستی میں گزارے اس عرصے میں وہ اپنے ساتھیوں سے برابر خط وکتابت کرتا رہا بالآخر وہ دوبارہ بغداد لوٹ آیا وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی صبح ازل کی قیادت میں بابی تحریک ختم ہونے لگی ہے یہ دیکھتے ہوئے اس نے بابی تحریک اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کیا اور یظہر اللہ ہونے کا دعویٰ کر دیا اس طرح بابی کی زمام اپنے ہاتھ میں کر لی اس کے دعویٰ کرنے کے بعد بابی تحریک میں جان پڑ گئی لہٰذا وہ تحریک جو پہلے بابی تحریک کے نام سے مشہور تھی اب بہائی تحریک سے مشہور ہوئی بہاء اللہ کا بھائی نرم طبیعت کا مالک تھا جبکہ یہ اس کے برعکس تھا اسی لئے یہ تحریک کو اپنے مزاج کے مطابق لانا چاہتا تھا جو ایرانیوں کے لیے نقصان دہ بات تھی چنانچہ حکومت ایران نے ترکی کی حکومت کو لکھا کہ بہاء اللہ کو بغداد سے کسی دوسری جگہ بھیج دیا جائے کیونکہ بغداد ایرانی سرحدوں کے قریب ہے اور بہاء اللہ وہاں ضعیف الاعتقاد اور جاہل لوگوں کو خفیہ طور پر گمراہ کرنے کی کوششیں کر رہا ہے چنانچہ دونوں حکومتوں کے باہمی مشورے سے بہاء اللہ کو اس کے اہل خانہ اور پیروکاروں سمیت بغداد سے قسطنطنیہ منتقل کر دیا گیا یظہر اللہ کے دعوے کے وقت بہاء اللہ کی عمر تقریباً پچاس سال تھی بغداد سے قسطنطنیہ منتقل ہوتے وقت اس نے ایک باغ میں بارہ روز قیام کیا اس باغ کو بہائی باغ رضوان کہتے ہیں اور ان دونوں کو ایام عہد رضوان سے موسوم کیا جاتا ہے قسطنطنیہ میں بہاء اللہ کا قیام چار ماہ رہا پھر اس نے "اورنہ" کی طرف کوچ کیا" اورنہ" کو بہائی ارض السم کہتے ہیں کیونکہ یہاں قیام کے دوران ہی اس نے اپنے مخفی راز جواب تک دل میں چھپائے تھا آشکار کر دیے تھے یہاں اس نے اپنے دعوے کی راہ ہموار کر لینے کے بعد بابیوں کو دعوت دی کہ اسے یظہر اللہ تسلیم

کریں مگر اس کے بھائی سمیت بعض دوسرے بابیوں نے اس سے بھرپور اختلاف کیا نتیجۂ بابی تحریک دوگروپوں میں تقسیم ہوگئی چونکہ صبح ازل قدامت پسند تھا لہٰذا وہ اور اس کے ماننے والے اسی بابی تحریک پر مصر رہے جبکہ بقیہ بہاء اللہ کے اتباع کی وجہ سے بہائی کہلانے لگے جب ان دونوں گروہوں کا تصادم بڑھ گیا تو ترکی حکومت نے صبح ازل کو قبرص اور اس کے بھائی کو عکہ پہنچا دیا جہاں بہاء اللہ اور اس کے متبعین کو عکہ شہر کے قلعے میں قید کر دیا گیا بعد میں ان کے قیام کے لیے کئی مختلف جگہیں بدلی گئیں آخر اسی قید و بند میں بہاء اللہ مر گیا۔

اب اس فرقے کے عقائد ملاحظہ فرمایئے انکے نزدیک بہاء اللہ کی آمد کے بعد انبیاء کا دور ختم ہو چکا ہے اور یہ دور حضرت آدم علیہ السلام سے بہاء اللہ تک ہے اسبہاء اللہ کے بعد پہلے تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب صرف بہائی شریعت پر عمل کر کے ہی نجات مل سکتی ہے (معاذ اللہ) بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی خدا ہے جس نے انسانیت کا جامہ پہن لیا تھا چنانچہ بہاء اللہ کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں اور سب اس کے سامنے جوابدہ ہیں نیز وہ کہتا کہ وہ زندگی کا میدان ہے وہ اللہ ہے وہ تمام اسماء الٰہی اور صفات کا منبع ہے خود ہی ذاکر اور خود ہی مذکور ہے جو موسیٰ سے کوہ طور پر ہم کلام ہوا تھا بہائی سال میں پانچ عیدیں مناتے ہیں:

(۱) عید رضوان بہاء اللہ کے ظہور

(۲) عید باسط باب

(۳) عید میلاد بہاء اللہ

(۴) عید میلاد باب

(۵) عید نوروز۔

بہائیت کی تعلیمات میں اخفائے راز کو ہمیشہ اہمیت دی گئی ہے ان کے ہاں دولت، سفر، منزل مقصود اور مذہب چھپانے کی تلقین کی جاتی ہے ان کا رئیس اعلیٰ ہمیشہ بہاء اللہ کی اولاد سے ہی ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی:

مرزا غلام قادیانی ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوا ابتدائی تعلیم مولوی گل علی شاہ سے حاصل کی کچھ عرصے اپنے والد کے ساتھ انگریزی کچہریوں کے چکر بھی لگائے آبائی پیشہ زمینداری تھا آباؤ اجداد سکھوں اور انگریزوں کے وفادار ملازم رہتے آئے تھے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا مرزا غلام قادیانی انگریزی اور عربی میں ابجد خواں تھا اس نے قانون کا امتحان دیا مگر فیل ہونے پر تعلیم سے دل اچاٹ ہوگیا کمزوری دل و دماغ کا مرض پوری عمر جولانی سے رہا تشنج قلب، اسہال، دَردسر، مالیخولیا، شوگر وغیرہ امراض موصوف کی زندگی کے ساتھی تھے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں موصوف کا شدت اسہال یا ہیضہ سے انتقال ہوا۔ بعد وفات انکے منہ سے پاخانہ نکلتے دیکھا گیا جو حاضرین کی عبرت کا باعث ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلفاء اس صورت حال کی تردید کرتے رہے والعلم عند اللہ عزوجل۔

۱۸۸۶ء میں مرزا نے اپنی نبوت کی بنیاد رکھنا شروع کی جو کہ گول مول الہام اور کشف وغیرہ پر مبنی تھی جو کہ براہین احمدیہ میں موجود ہے یاد رہے براہین احمدیہ اور تحذیر الناس (مدرسہ دیوبند) بیک وقت لکھی گئیں نیز علی گڑھ کالج کا اجراء، مدرسہ دیوبند کی تاسیس اور براہین احمدیہ کی تصنیف کا زمانہ بھی ایک ہی ہے گویا انگریزوں نے بیک وقت چار فتنے دیوبند، قادیان، علی گڑھ و دہلی سے کھڑے کر دیئے مگر مرزا غلام قادیانی سب پر بازی لے گیا کہ نبوت کا دعویٰ کر کے دجالوں میں اپنا نام لکھوایا اپنی دنیا سنبھالنے کی خاطر کروڑوں مسلمانوں کی عاقبت برباد کی چنانچہ ۱۸۸۶ء کے کشف والہام کے دعاوی کے بعد ایک نیا مکسچر ظلی و بروزی نبی کے نام سے تیار کیا چنانچہ ۱۸۹۰ میں یہ کہنا شروع کیا کہ مسیح موعود اور ابن مریم، میں خود ہوں چنانچہ خود لکھتا ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح ص ۴۷)

اور مسیح موعود کے متعلق لکھتا ہے: میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشن گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۵)

موصوف نے اپنی ظلی و بروزی کی منطق کا ہیر پھیر لفظوں کی چکر بازی میں یوں بھی دکھایا ہے کہ اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے، اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد، احمد، مصطفی اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔ (نزول المسیح ص ۲)

یہ تو ظل ہونے کے بارے میں ہے۔ بروزی کا فارمولا بھی ملاحظہ فرمایئے لکھتا ہے: مجھے بروزی صورت میں نبی و رسول بنایا ہے اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں بلکہ محمد ﷺ کا ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور حامد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی (نعوذ باللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے اور ترقی کی یہاں تک کہ ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبوت کا دعوی کر دیا چنانچہ لکھتا ہے: ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (یعنی مرزا غلام) کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ، جس نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

(کشتی نوح ص ۵۶)

یہ شخص انبیاء کرام کا نہایت گستاخ تھا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے: عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳ ملخص از برطانوی مظالم کی کہانی مؤلفہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمۃ ص ۶۴۳ تا ۶۵۶)

سیدی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی توہین کرتا ہے یہاں تک انہیں اور انکی ماں صدیقہ بتول کو فحش گالیاں دیتا ہے یہاں تک ۴۰۰ انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا حتیٰ کہ در بارہ حبیب خود شان اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا۔ (ملفوظات ص ۲۰۸ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور)

دعویٰ نبوت کے بعد مرزا کی رگ شیطانی مزید پھڑکی تو اس نے خدائی دعویٰ کر ڈالا چنانچہ لکھتا ہے میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہ (اللہ) ہوں پھر میں نے آسمان و زمین بنائے اور کہا ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے۔ (کمالات اسلام ص ۵۶۴، ۵۶۵ بحوالہ برطانوی مظالم کی کہانی ص ۶۵۸)

دیگر جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی طرح مرزا غلام قادیانی نے بھی کچھ پیشن گوئیاں کی تھیں مگر ان کا انجام مسیلمہ کذاب کی طرح ہوا۔

ا۔ اپنے لیے ایک لڑکے کی پیشن گوئی کی تھی جس کی نسبت کہا تھا کہ انبیاء کا چاند ہوگا اور بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے مگر نشان الٰہی کہ چوں دم براد شتم مادہ برآمد بیٹی پیدا ہوئی اس پر کہا کہ وحی سمجھنے میں غلطی ہوئی اب کی جو ہوگا وہ لڑکا انبیاء کا چاند ہوگا، بیٹی بیٹے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں اب کی ہوا بیٹا مگر چند روز جی کر مر گیا بادشاہ کیا کسی محتاج نے بھی اس کے کپڑوں سے برکت نہ لی۔

۲۔ ایک اور پیشن گوئی آسمانی بیوی کی تھی اپنی چچا زاد بہن احمدی کو لکھ بھیجا کہ اپنی بیٹی محمدی بیگم میرے نکاح میں دے دے اس نے صاف انکار کیا اس پر طمع دلائی پھر دھمکیاں دیں پھر کہا کہ وحی آگئی کہ زوجنکھا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور یہ کہ اس کا نکاح اگر تو دوسری جگہ کرے گی تو ڈھائی یا تین برس کے اندر اس کا شوہر مر جائے گا مگر اس خدا کی بندی نے ایک نہ سنی، سلطان محمد خان سے نکاح کر دیا وہ آسمانی نکاح دھرا ہی رہا نہ وہ شوہر مرا کتنے بچے اس سے ہو چکے اور یہ چل دیئے۔

بیماری اور جھوٹ:

صد کروڑ افسوس! بڑا نازک دور ہے، ''جھوٹ'' بولنے جیسے حرام اور جہنّم میں لے جانے والے کام سے بچنے کا ذہن بہت کم رہ گیا ہے، نہ خوفِ خدا ہے نہ شرمِ مصطفٰے، نہ عذابِ قبر کا دھڑکا ہے نہ دوزخ کا کھٹکا! ہر طرف گویا! جھوٹ! جھوٹ! اور بس جھوٹ کا راج ہے! یقین مانئے! بیمار ہو یا تیماردار، مریض ہو یا مزاج پُرسی کرنے والا رشتے دار، دوست دار یا محلّے دار جسے دیکھو! بے دھڑک جھوٹ بولتا دکھائی دے رہا ہے۔

معمولی بیماری کو سخت بیماری کہنے کے متعلق جھوٹ کی 6 مثالیں

جس قسم کے مُبالغے (مُبا۔لَ۔غے) کا عادۃً رواج ہے لوگ اسے مبالغے ہی پر محمول (یعنی گمان) کرتے ہیں اس کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں، مَثَلاً یہ کہا کہ میں تمھارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا۔ یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے، یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔ (رَدُّ المحتار ج ۹ ص ۷۰۵)

{ا} بعض اوقات بیماری کا تذکرہ کرنے میں ایسا مبالغہ کیا جاتا ہے کہ عرف و رواج میں لوگ اس حد کی بیماری کو بیان کرنے

کیلئے مبالغے کے ایسے الفاظ استعمال نہیں کرتے، مَثَلاً:

کسی کو معمولی سی بیماری ہو اُس کے بارے میں کہنا: ''اس کی طبیعت بہت سخت ناساز ہے'' یہ جھوٹ ہے

{۲} اجتماع وغیرہ میں حقیقت میں کسی اور وجہ سے شرکت نہ کی اور اتفاق سے کوئی معمولی سی بیماری بھی تھی مگر غیر حاضری کا سبب بیماری نہ ہونے کے باوُجود کہنا: ''میں سخت بیمار تھا اِس لئے نہ آسکا۔'' اس جُملے میں گناہ بھرے دو جھوٹ ہیں! (الف) معمولی سی بیماری کو ''سخت بیماری'' کہا (ب) بیماری کو غیر حاضری کا سبب قرار دیا حالانکہ سبب کچھ اور تھا

{۳} اسی طرح معمولی بخار ہو اور کہنا: ''مجھے اتنا تیز بخار تھا کہ ساری رات سو نہیں سکا''

{۴} کام کے لئے بولیں تو معمولی تھکاوٹ ہونے کے باوُجود جان چھڑانے کے لئے کہنا: ''میں بہت تھکا ہوا ہوں کسی اور سے کام کا کہہ دیں'' ہاں صرف اتنا کہا: ''تھکا ہوا ہوں'' تو جھوٹ نہیں۔ یا

{۵} معمولی سا درد ہو تب بھی بولنا: میری ٹانگوں میں شدید درد ہے

{۶} یونہی کورٹ کچہری میں پیشی وغیرہ سے بچنے کے لئے معمولی بیماری کو بڑا بنا کر پیش کرنا مَثَلاً کہنا: ان کے دل کی شِریان (VEIN) بند ہے، دل کا دَورہ پڑ سکتا ہے وغیرہ۔

دُکھوں کے باوُجود نیکیوں بھرے جوابات کی مثالیں

مزاج پُرسی کرنے میں اکثر رسمی سُوالات کی تکرار ہوتی ہے مَثَلاً: کیا حال ہے؟ خیریت ہے؟ عافیت ہے؟ کیسے ہیں آپ؟ صحت کیسی ہے؟ اور سناؤ طبیعت اچھی ہے؟ ٹھیک ٹھاک ہیں نا؟ کوئی پریشانی تو نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ تجرِبہ یہی ہے کہ عُموماً سائل (یعنی پوچھنے والا) صِرف بولنے کی خاطر بول رہا ہوتا ہے، حقیقت میں مخاطب (یعنی جس کی مزاج پُرسی کر رہا ہے اُس) کی طبیعت سے اُسے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ اب اگر مَسئُول (مَس۔ ئُو ل) یعنی جس سے سُوال کیا گیا وہ شخص بیمار، ٹینشن کا شکار، قرض دار اور مشکلات سے دو چار ہو اور اپنے اَمراض اور دُکھوں کی فائل کھولدے اور پریشانیوں کی فِہرِس بیان کرنا شروع کردے تو خود سائل یعنی مزاج پُرسی کرنے والا امتحان میں پڑ جائے! لہٰذا جس سے طبیعت پوچھی گئی وہ چاہے تو بہ نیّتِ شکرِ الٰہی مختلف نعمتوں مَثَلاً: ایمان کی دولت ملنے، دامنِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں ہونے کا تصوُّر باندھ کر اس طرح کے جوابات دیکر ثواب کما سکتا ہے:

{۱} اَلْحَمْدُ لِلّٰہ {۲} اَلْحَمْدُ لِلّٰہ علیٰ کُلِّ حال
(یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)

{۳} مالک کا بہت کرم ہے

{۴} اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے وغیرہ۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دیگر نعمتوں کے مقابلے میں اپنی تکلیفوں کو کم تر تصوُّر کرتے ہوئے بھی شکرِ الٰہی کی نیّت سے یا رحمتِ الٰہی کی اُمید پر بیان کردہ چار جوابات میں سے کوئی سا جواب دے سکتا ہے۔ یاد رہے! اگر بیماری پر توجّہ ہے لیکن اس کے باوجود بغیر شرعی رُخصت کے اَلحمدُ للہ، اَلحمدُ للہ علیٰ کُلِّ حال، مالک کا کرم ہے یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہنا جس سے بیمار ہونے کے باوُجود اسی مرض کے متعلق صحت بہتر بتانا مقصود ہو جس کے بارے میں پوچھا جارہا

ہے تو یہ گناہ بھرا جھوٹ ہے۔

مزاج پُرسی کے جواب میں جھوٹ بولنے کی 9 مثالیں

جب کسی سے پوچھا جاتا ہے: آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو طبیعت ناساز ہونے کے باوجود بسا اوقات اس طرح کے جوابات ملتے ہیں:

{۱} ٹھیک ہوں

{۲} بہت ٹھیک ہوں

{۳} بالکل ٹھیک ہوں

{۴} طبیعت فرسٹ کلاس ہے

{۵} اے ون طبیعت ہے

{۶} کسی قسم کی تکلیف نہیں

{۷} مزے میں ہوں

{۸} ذرّہ برابر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے

{۹} ایک دَم فِٹ ہوں۔

مریض کی طرف سے دیئے جانے والے مذکورہ 9 جوابات گناہ بھرے جھوٹ ہیں۔

البتہ مریض کی جواب دینے میں کوئی صحیح تاویل (یعنی بچاؤ کی سچّی دلیل) یا دُرست نیّت ہو تو گناہ سے بچت ممکن ہے مگر عُموماً بغیر کسی نیّت کے ہی مذکورہ اور اس سے ملتے جلتے جھوٹے جوابات دے دیئے جاتے ہیں۔ اگر بیماری ذِہن میں نہ ہو، جیسے عارِضی یعنی وقتی طور پر ہو جانے والے آرام پر بسا اوقات انسان اپنی بیماری بھول جاتا ہے، تو ایسی حالت میں ''ٹھیک ہوں'' وغیرہ کہہ دیا تو گناہ نہیں نیز معمولی مَرَض میں بیماری کو نا قابلِ ذکر سمجھتے ہوئے یا اکثر مَرَض ٹھیک ہو جانے اور معمولی سا رہ جانے کی صورت میں بھی ''ٹھیک ہوں'' کہنے میں حَرَج نہیں البتہ ایسے موقع پر بالکل ٹھیک ہوں، فرسٹ کلاس طبیعت ہے، اے ون ہوں، ذرّہ برابر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اِسی معنیٰ کے دیگر الفاظ کہنا گناہ بھرا جھوٹ شمار ہوں گے۔ (بیمار عابد از مکتبۃ المدینہ صفحہ نمبر 18)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے رب سے وصال شریف کا بیان:

مسند امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا ذکر یوں ہوا:

اَبُو حَنِيْفَةَ عَنْ يَّزِيْدَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ رَاٰى عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً فَاسْتَاْذَنَهٗ اِلٰى امْرَاَتِهٖ بِنْتِ خَارِجَةَ وَكَانَتْ فِيْ حَوَائِطِ الْاَنْصَارِ وَكَانَ ذٰلِكَ رَاحَةَ الْمَوْتِ وَلَا يَشْعُرُ فَاَذِنَ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَاَصْبَحَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَرَامَوْنَ فَاَمَرَ اَبُوْ بَكْرٍ غُلَامًا يَّسْتَمِعُ ثُمَّ يُخْبِرُهٗ فَقَالَ اَسْمَعُهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ اَبُوْ بَكْرٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ وَاَقْطَعَ ظَهْرَاهُ فَمَا بَلَغَ اَبُوْ بَكْرٍ الْمَسْجِدَ حَتّٰى ظَنُّوْا اَنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ وَارْجَفَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالُوْا لَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ فَقَالَ عُمَرُ لَا اَسْمَعُ رَجُلاً يَّقُوْلُ مَاتَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلاَّ ضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ فَكَفُّوْا لِذٰلِكَ. فَلَمَّا جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَجًّى كَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ جَعَلَ يَلْثِمُهٗ فَقَالَ مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُذِيْقَكَ الْمَوْتَ مَرَّتَيْنِ اَنْتَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ خَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ رَبَّ مُحَمَّدٍ فَاِنَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَا يَمُوْتُ ثُمَّ قَرَاَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَكَاَنَّا لَمْ نَقْرَاْهَا قَبْلَهَا قَطُّ فَقَالَ النَّاسُ مِثْلَ مَقَالَةِ اَبِىْ بَكْرٍ مِنْ كَلَامِهٖ وَقِرَاءَ تِهٖ وَمَاتَ لَيْلَةَ الْاُثْنَيْنِ فَمَكَثَ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَكَانَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّاَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ يَصُبَّانِ وَعَلِيٌّ وَّالْفَضْلُ يَغْسِلَانِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زوجہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کی طرف جانے کی اجازت مانگی جو انصار کے باغات میں تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سے یہ افاقہ وفات کو سکون پہنچانے والا تھا لیکن آپ رضی اللہ عنہ اسے سمجھ نہ سکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی، اور پھر اسی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا، صبح کو لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنے لگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو خیر و آفیت معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اس نے آ کر عرض کی: لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ پر یہ خبر بہت شاق گزری، آپ فرما رہے تھے، کہ افسوس! کمر کٹ گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ابھی مسجد میں نہیں پہنچے تھے، لوگوں نے گمان کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خبر نہیں پہنچی، اور وہاں منافق لوگ کہنا شروع ہو گئے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتے تو وصال نہ کرتے، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ جس نے بھی یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں، میں اس کی گردن کاٹ دوں گا۔ تو لوگ اس سے باز آ گئے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس سے کپڑا ہٹایا، اور بوسہ دینا شروع کر دیا، اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ وفات کا ذائقہ نہیں دے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ معزز و مکرم ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے اور فرمایا: اے لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے ظاہراً پردہ فرما گئے ہیں، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی عبادت کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو کبھی موت نہیں آ سکتی، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی، ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر رہے ہیں، تو اگر یہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں، تو تم اپنی ایڑھیوں کے بل پلٹ جاؤ

گے؟ جو بھی اپنی ایڑھیوں کے بل پلٹے گا، تو اللہ تعالیٰ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر کرنے والوں کو جزا عطا فرمائے گا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا ہم نے اس آیت کریمہ کو اس سے پہلے کبھی نہ پڑھا ہو، پھر لوگ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فرمان، کلام اور قراءت کی مثل ادا کرنے لگے، سوموار شریف کو آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا، دو دن آپ ﷺ کے جسم اطہر کو (زیارت نبوی ﷺ کے لیے اور مسئلہ خلافت کے پیش نظر) رکھا گیا، بدھ کے دن تدفین عمل میں لائی گئی، حضرت اسامہ بن زید، اوس بن خولی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پانی ڈالتے تھے، اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا اور حضرت فضل رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔

(مسند امام اعظم، بَابُ مَا جَآءَ فِيْ رِحْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رَبِّهٖ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ. فَقَالَ: اجْلِسْ يَا عُمَرُ. فَأَبٰى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ. فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: "أَمَّا بَعْدُ. فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ. وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ. فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ. قَالَ اللّٰهُ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلٰى قَوْلِهٖ: الشَّاكِرِيْنَ

(سورۃ آل عمران آیہ 144)

وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ. فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا. فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ أَنَّ عُمَرَ. قَالَ: وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ وَحَتّٰى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا. عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ".

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ کہہ رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمر! بیٹھ جاؤ، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ اتنے میں لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے اور آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: امابعد! تم میں جو بھی محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو (اس کا معبود) اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے »<<وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل«

کہ محمد صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: اللہ کی قسم! ایسا محسوس ہوا

کہ جیسے پہلے سے لوگوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاوت کی تو سب نے ان سے یہ آیت سیکھی۔ اب یہ حال تھا کہ جو بھی سنتا تھا وہی اس کی تلاوت کرنے لگ جاتا تھا۔ (زہری نے بیان کیا کہ) پھر مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا، جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا، جس وقت میں نے انہیں تلاوت کرتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے تو میں سکتے میں آگیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا۔ (المرجع السابق)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سلام عرض کرنے اور شفاعت طلب کرنے کے متعلق احادیث اور آثار:

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں:

امام ابن حبان نے "الضعفاء" میں امام ابن عدی نے "کامل" میں اور امام دارقطنی نے "العلل" میں حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔

امام سعید بن منصور امام ابویعلیٰ امام طبرانی، امام ابن عدی، امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۴۶، المعجم الکبیر ج ۱۲ ص ۳۱۰، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲)

امام حکیم ترمذی، امام بزار، امام ابن خزیمہ، امام بن عدی، امام دارقطنی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(کامل ابن عدی ج ۶ ص ۲۳۵، شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۰، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲، کنز العمال رقم الحدیث: ۴۲۵۸۳)

امام طبرانی حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص بغیر کسی اور کام کے صرف میری زیارت کے لیے آیا مجھ پر واجب ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔ (المعجم الکبیر ج ۱۲ ص ۲۲۵)

امام طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی میں اس کی شفاعت کروں گا یا شہادت دوں گا اور جو شخص حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہوگیا وہ قیامت کے دن امن والوں میں سے اٹھے گا۔ (سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۴۵، شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۶)

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر پر آ کر سلام عرض کرتے اور قبر کو چھوتے نہیں تھے، پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی قبر پر سلام عرض کرتے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر کے پاس روتے ہوئے دیکھا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۴۶، سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۴۶، کشف الاستار ج ۲ ص ۵۶، کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۶۰)

امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے منیب بن عبداللہ بن ابی امامہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس بن مالک

(رضی اللہ عنہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر پر آ کر کھڑے ہوئے اور بڑی دیر تک ہاتھ بلند کیے رہے حتی کہ میں نے گمان کیا کہ وہ نماز کی نیت کر رہے ہیں' پھر سلام عرض کیا اور چلے گئے۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۱)

امام بیہقی' حاتم بن مروان سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کسی قاصد کو مدینہ میں بھیجتے تاکہ وہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سلام عرض کرے۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۲ ۔ ۴۹۱)

امام بیہقی' ابوحرب ہلالی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حج کیا' جب وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مسجد کے دروازہ پر آیا تو اس نے اپنی اونٹنی کو وہاں باندھ دیا' پھر مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر کے پاس گیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں' میں آپ کے پاس اپنے گناہوں اور خطاؤں کے بوجھ تلے دبا ہوا آیا ہوں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

" ولو انھم اذ ظلموا انفسھم"۔ الایہ"

اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کے پاس آ کر اللہ سے استغفار کریں' اور رسول اللہ بھی ان کی شفاعت کر دیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں گے"۔ (النساء: ٦٤)

اور میں گناہوں سے بوجھل ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں آپ اپنے رب کی حضور میری شفاعت کریں کہ وہ میرے گناہوں کو بخش دے اور آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے۔

(شعب الایمان ج ۳ ص ٤٩٦ ۔ ٤٩٥ ۔۔ الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۳۸ ۔ ۲۳۷ ملتقطا مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

سراقہ کا گھوڑا

اُمِ معبد کے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان! امان! پکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا۔ سراقہ کی لاچاری اور گریہ زاری پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرما دی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔

(بخاری باب ہجرۃ النبی ج1 ص554 وزرقانی ج1 ص346 ومدارج النبوۃ ج2 ص62)۔(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...الخ،) الحدیث:۳۹۰۶، ج ۲ ص ۵۹۳

سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل پر بیٹھ گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ اور جنگ طائف وحنین سے فارغ ہوکر "جعرانہ" میں پڑاؤ کیا تو سراقہ اسی پروانۂ امن کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔

(دلائل النبوۃ ج2 ص15 ومدارج النبوۃ ج2 ص62) (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۲ وشرح الزرقانی علی المواھب،) (قصہ سراقہ، ج ۲، ص ۱۴۵ ملخصاً)

واضح رہے کہ یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے؟ اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربار خلافت میں لائے گئے تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تصدیق وتحقیق کے لئے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے اور فرمایا کہ اے سراقہ! رضی اللہ عنہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنا دیا۔

حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 24ھ میں وفات پائی۔ جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے۔ (زرقانی علی المواھب ج1 ص246 وص348)

جنگِ بدر میں کل چودہ مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔ شہداء مہاجرین کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت عبیدہ بن الحارث (۲) حضرت عمیر بن ابی وقاص (۳) حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو (۴) حضرت عاقل بن ابی بکیر (۵) حضرت مہجع (۶) حضرت صفوان بن بیضاء اور انصار کے ناموں کی فہرست یہ ہے۔ (۷) حضرت سعد بن خیثمہ (۸) حضرت مبشر بن عبدالمنذر (۹) حضرت حارثہ بن سراقہ (۱۰) حضرت معوذ بن عفراء (۱۱) حضرت عمیر بن حمام (۱۲) حضرت رافع بن معلٰی (۱۳) حضرت عوف بن عفراء (۱۴) حضرت یزید بن حارث۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(المواھب اللدنیۃ والزرقانی، غزوۃ بدر الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷ ملتقطاً) (زرقانی ج ۱ ص ۴۴۴ وص ۴۴۵)

ان شہداء بدر میں سے تیرہ حضرات تو میدان بدر ہی میں مدفون ہوئے مگر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ بدر سے واپسی پر منزل "صفراء" میں وفات پائی اس لئے ان کی قبر شریف منزل "صفراء" میں ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، غزوۃ بدر الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۲۵)

فضائل امام حسن رضی اللہ عنہ

ایک بار حضرتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمتِ اقدس ہوکر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک پر سوار ہو گئے، ایک

صاحب نے عرض کیا: صاحبزادے آپ کی سواری کیسی اچھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اور سوار کیسا سوار ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن...الخ، الحدیث ۳۸۰۹، ج ۵، ص ۴۳۲)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں تھے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ پشت مبارک سے لپٹ گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے کو طول دیا کہ سر اٹھانے سے کہیں گر نہ جائیں۔ (مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، الحدیث ۳۴۱۵، ج ۳، ص ۲۱)

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی نسبت ارشاد ہوتا ہے: "ہمارے یہ دونوں بیٹے جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔"

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن...الخ، الحدیث ۳۷۹۳، ج ۵، ص ۴۲۶)

اور فرمایا جاتا ہے" ان کا دوست ہمارا دوست، ان کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل الحسن والحسین، الحدیث ۱۴۳، ج ۱، ص ۹۶)

اور فرماتے ہیں: صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "یہ دونوں عرش کی تلواریں ہیں"۔ اور فرماتے ہیں: صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، اللہ عزوجل دوست رکھے اسے جو حسین رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے، حسین رضی اللہ عنہ سبط ہے اسباط سے۔" (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن...الخ، الحدیث ۳۸۰۰، ج ۵، ص ۴۲۹)

ایک روز حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دہنے زانو پر امام حسین رضی اللہ عنہ اور بائیں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرتِ ابراہیم رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ" ان دونوں کو خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ رکھے گا ایک کو اختیار فرما لیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی جدائی گوارا نہ فرمائی، تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد جب حاضر ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسے لیتے اور فرماتے:

مَرْحَبًا بِمَنْ فَدَيْتُهُ بِابْنِيْ.

ایسے کو مرحبا جس پر میں نے اپنا بیٹا قربان کیا۔ (تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۰۰، بلفظ فدیت من)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، الٰہی! عزوجل میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی انہیں دوست رکھ اور اسے دوست رکھ جو انہیں دوست رکھے۔"

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن...الخ، الحدیث ۳۷۹۴، ج ۵، ص ۴۲۷)

بتول زہرا رضی اللہ عنہا سے فرماتے" میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ پھر دونوں کو سونگھتے اور سینہ انور سے لگا لیتے۔"

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن...الخ، الحدیث ۳۷۹۷، ج ۵، ص ۴۲۸)

حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے، اہل کوفہ نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ نے وہاں چند ماہ چند روز قیام فرمایا، اس کے بعد آپ نے امر خلافت کا حضرت امیر معاویہ کو تفویض کرنا مسطورذیل شرائط پر منظور فرمایا:

(1) بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچے گی

(2) اہل مدینہ اور اہل حجاز اور اہل عراق میں کسی شخص سے بھی زمانہ حضرت امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے متعلق کوئی مواخذہ ومطالبہ نہ کیا جاوے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ کے دیون کو ادا کریں۔

(3) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ تمام شرائط قبول کیں اور باہم صلح ہوگئی اور حضور انور نبی کریم ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا جو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس فرزند ارجمند کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تخت سلطنت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خالی کر دیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول 41ھ کا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اصحاب کو آپ کا خلافت سے دستبردار ہونا ناگوار ہوا اور انہوں نے طرح طرح کی تعریضیں کیں اور اشاروں کنایوں میں آپ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ آپ نے انھیں سمجھا دیا کہ مجھے گوارا نہ ہوا کہ ملک کے لیے تمہیں قتل کراؤں۔ اس کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے رحلت فرمائی اور مدینہ طیبہ میں اقامت گزیں ہوئے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ایک لاکھ سالانہ مقرر تھا۔ ایک سال وظیفہ پہنچنے میں تاخیر ہوئی اور اس وجہ سے حضرت امام کو سخت تنگی درپیش ہوئی۔ آپ نے چاہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی شکایت لکھیں، لکھنے کا ارادہ کیا، دوات منگائی مگر پھر کچھ سوچ کر توقف کیا۔ خواب میں حضور پرنور سید عالم ﷺ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے، حضور ﷺ نے استفسار حال فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے فرزند ارجمند! کیا حال ہے؟ عرض کیا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بخیر ہوں اور وظیفہ کی تاخیر کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے دوات منگائی تھی تاکہ تم اپنی مثل ایک مخلوق کے پاس اپنی تکلیف کی شکایت لکھو۔ عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجبور تھا کیا کرتا۔ فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رِجَائَكَ وَاقْطَعْ رِجَآئِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰھُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْئَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِهٖ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

"یارب! عزوجل میرے دل میں اپنی امید ڈال اور اپنے ماسوا سے میری امید قطع کر یہاں تک کہ میں تیرے سوا کسی سے اپنی امید نہ رکھوں۔ یارب! عزوجل جس سے میری قوت عاجز اور عمل قاصر ہو اور جہاں تک میری رغبت اور میرا سوال نہ پہنچے اور میری زبان پر جاری نہ ہو، جو تو نے اولین و آخرین میں سے کسی کو عطا فرمایا ہو یقین سے یارب العالمین! عزوجل مجھ کو اس کے ساتھ مخصوص فرما۔"

حضرت امام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا پر ایک ہفتہ نہ گزرا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک لاکھ پچاس ہزار بھیج دیئے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اس کا شکر بجالایا۔ پھر خواب میں دولت دیدار سے بہرہ مند ہوا۔ سرکار نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حسن! رضی اللہ عنہ کیا حال ہے۔ میں نے خدا عزوجل کا شکر کر کے واقعہ عرض کیا، فرمایا: اے

فرزند! جو مخلوق سے امید نہ رکھے اور خالق عزوجل سے لولگائے اس کے کام یوں ہی بنتے ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

ابن سعد نے عمران ابن عبداللہ ابن طلحہ سے روایت کی کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دونوں چشم کے درمیان:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ (سورۃ الاخلاص: آیت نمبر ۱)

لکھی ہوئی ہے۔ آپ کے اہل بیت میں اس سے بہت خوشی ہوئی لیکن جب یہ خواب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ واقعی اگر یہ خواب دیکھا ہے تو حضرت امام رضی اللہ عنہ کی عمر کے چند ہی روز رہ گئے ہیں۔ یہ تعبیر صحیح ثابت ہوئی اور بہت قریب زمانہ میں آپ کو زہر دیا گیا۔

(تاریخ الخلفائ، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۵۲ ۔ ۱۵۳ ملتقطاً و ماخوذاً)

زہر کے اثر سے اِسہالِ کَبِدی لاحق ہوا اور آنتوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر اِسہال میں خارج ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کو چالیس روز سخت تکلیف رہی۔ قریبِ وفات جب آپ کی خدمت میں آپ کے برادرِ عزیز سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر دریافت فرمایا کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ تو فرمایا کہ تم اسے قتل کرو گے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک! حضرت امام عالی مقام نے فرمایا کہ میرا گمان جس کی طرف ہے اگر درحقیقت وہی قاتل ہے تو اللہ تعالیٰ منتقمِ حقیقی ہے اور اس کی گرفت بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب سے کوئی بے گناہ مبتلائے مصیبت ہو۔ مجھے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ زہر دیا گیا ہے لیکن اس مرتبہ کا زہر سب سے زیادہ تیز ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، الحسن بن علی بن ابی طالب، الحدیث: ۱۴۳۸، ج ۲، ص ۴۷ ماخوذاً)

سبحان اللہ! حضرت امام رضی اللہ عنہ کی کرامت اور منزلت کیسی بلند و بالا ہے کہ اپنے آپ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں، آنتیں کٹ کٹ کر نکل رہی ہیں، نزع کی حالت ہے مگر انصاف کا بادشاہ اس وقت بھی اپنی عدالت و انصاف کا نہ مٹنے والا نقش صفحۂ تاریخ پر ثبت فرماتا ہے۔ اس کی احتیاط اجازت نہیں دیتی کہ جس کی طرف گمان ہے اس کا نام بھی لیا جائے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پینتالیس سال چھ ماہ چند روز کی تھی کہ آپ نے پانچویں ربیع الاول 49ھ کو اس دارِ ناپائیدار سے مدینہ طیبہ میں رحلت فرمائی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۵۲)

وفات کے قریب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے برادرِ محترم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو گھبراہٹ اور بے قراری زیادہ ہے اور سیمائے مبارک پر حُزن و مَلال کے آثار نمودار ہیں۔ یہ دیکھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تسکینِ خاطرِ مبارک کے لیے عرض کیا کہ اے برادرِ گرامی! آپ کیوں رنجیدہ ہیں، بے قراری کا کیا سبب ہے۔ مبارک ہو! آپ کو عنقریب حضور پرنور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں باریابی حاصل ہوگی اور حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ اور فاطمہ زہرا اور حضرت

قاسم وطاہر اور حضرت حمزہ وجعفر رضی اللہ عنہم کا دیدار نصیب ہوگا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے برادر عزیز! میں کچھ ایسے امر میں داخل ہونے والا ہوں جس کی مثل اب تک داخل نہیں ہوا تھا اور خلقِ الٰہی عزوجل میں سے ایسی خلق کو دیکھتا ہوں جس کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھی اور اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیش آنے والے واقعات اور کوفیوں کی بدسلوکی وایذارسانی کا بھی تذکرہ کیا۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۵۳)

اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی نظر کے سامنے کربلا کا ہولناک منظر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تنہائی کا نقشہ پیش تھا اور کوفیوں کے مظالم کی تصویریں آپکو غمگین کررہی تھیں۔ اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی تھی کہ مجھے روضۂ طاہرہ میں دفن کی جگہ عنایت ہوجائے انہوں نے اسکو منظور فرمایا۔ میری وفات کے بعد انکی خدمت میں عرض کیا جائے لیکن میں گمان کرتا ہوں کہ قوم مانع ہوگی، اگر وہ ایسا کریں تو تم ان سے تکرار نہ کرنا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حسب وصیت حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی، آپ نے اس کو قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بڑی عزت وکرامت کے ساتھ منظور ہے، لیکن مروان مانع ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہی ہتھیار بند ہوگئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھائی کی وصیت یاد دلاکر واپس کیا اور یہ فرزند رسول جگر گوشہ بتول بقیع شریف میں اپنی والدہ محترمہ حضرت خاتون جنت کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۵۳۔۱۵۴)

دحیہ ابن خلیفہ کلبی

دحیہ ابن خلیفہ کلبی بڑے مشہور صحابی ہیں، بہت ہی حسین وجمیل تھے، اکثر جبریل امین آپ کی شکل میں حاضر ہوتے تھے، حضرات صحابہ سمجھتے تھے کہ دحیہ کلبی آئے جبریل جب شکل انسانی میں آتے تو اس شکل میں آتے تھے، ان کی اپنی شکل وصورت تو ایسی ہے کہ کسی میں انکے دیکھنے کی تاب نہیں حضور انور نے صرف دوبار آپ کو اصلی شکل میں دیکھا جیسا کہ روایات میں ہے۔

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اچانک تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے میں نے جونہی نظر اٹھائی تو دیکھا کہ

مَعَهُ رَجُلٌ وَاقِفٌ عَلَى بِرْذَوْنٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ بَيْضَاءُ قَدْ سَدَلَ طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک شخص ترکی گھوڑے پر سوار کھڑا تھا، اس نے سر پر سفید عمامہ شریف سجا رکھا تھا جس کا شملہ اس نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا دستِ اقدس اس کے گھوڑے کی گردن پر رکھے ہوئے تھے، (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تو آپ کے اس طرح اچانک کھڑے ہونے سے ڈر ہی گئی تھی، یہ (گھڑ سوار) کون تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وَمَنْ رَأَيْتِ؟ یعنی تم نے کس کو دیکھا؟ میں نے عرض کی: دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ

کو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ذَاكَ جِبْرَائِيْلُ

'یعنی وہ تو جبرائیل (علیہ السلام) تھے۔ (طبقات ابن سعد، الطبقة الثانية من المهاجرين والانصار ممن لم يشهد بدرا الخ، دحية بن خليفة، ۴/۱۸۹)

یہ واقعہ شبِ معراج کا ہے کہ بیت المقدس میں بھی اور آسمان پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے نبیوں سے ملاقات کی، رب فرماتا ہے:

"فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ".

شنوءہ یمن میں ایک مشہور قبیلہ ہے جس کے لوگ بہت خوبصورت اور خوش اخلاق ہوتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کا حسن صورۃً بتانے کے لیے حضور نے ان کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر نبی کے مقام ان کی قبور سے بھی خبردار ہیں اور تمام نبیوں سے ملاقات کی ہے انہیں جانتے پہچانتے ہیں۔

بعض شارحین نے سمجھا کہ یہ عروہ بھائی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے یہ غلط ہے، یہ مسعود دوسرے ہیں جن کے بیٹے عروہ ہیں، آپ صحابی ثقفی ہیں، جب حضور انور طائف کی فتح سے مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوئے پھر اپنی کافر قوم کو اسلام کی دعوت دی، آپ نے اپنی گھر کی چھت پر کھڑے ہوکر بہ آواز بلند اذان دینے لگے کسی نے اسی حالت میں آپ کو تیر مارا جس سے آپ اذان دیتے ہوئے شہید ہوئے، حضور انور نے فرمایا کہ یہ اس اسرائیلی مؤمن کی طرح ہیں جو گزشتہ زمانہ میں اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے شہید کیا گیا تھا۔ یہ بہت حسین تھے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد صفحہ نمبر 545)

مسلم کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد فرمایا اور ان سے نکاح فرمالیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا ان پر حریسہ سے ولیمہ کیا۔

بی بی صفیہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھتیجی حیی ابن اخطب کی بیٹی تھیں، غزوہ خیبر میں قید ہوکر آئیں، یعنی محرم ۷ھ میں پہلے کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں جو غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا اولاً حضرت دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں، ان سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات غلاموں کے عوض خرید لیا آپ مسلمان ہوگئیں حضور نے آپ کو آزاد فرماکر ان سے نکاح کیا تاکہ سردار یہود کی بیٹی حضرت ہارون علیہ السلام نبی کی اولاد نبی ہی کے نکاح میں رہیں ۵۰ ہجری میں وصال ہوا مدینہ پاک میں دفن ہوئیں اس گنہگار نے قبر انور کی زیارت کی ہے رضی اللہ عنہا۔

یعنی بجز آزادی کے اور کوئی مہر انہیں نہ دیا، یہ یا تو حضور کی خصوصیات سے ہے کہ آپ پر ازواج کا نہ مہر واجب ہے نہ باری مقرر کرنا لازم رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ" الآیہ۔

یا یہ مطلب ہے کہ مہر معجّل یعنی نکاح کا چڑھاوا کچھ نہ دیا یا یہ مطلب ہے کہ نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ فرمایا بعد میں مہر مثل دیا جیسا کہ اب بھی یہ ہی حکم ہے ورنہ عورت کا آزاد کرنا مہر نہیں بن سکتا مہر مال ہونا چاہیے رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوٰلِكُمْ"

لہٰذا یہ حدیث نہ تو قرآن کریم کے خلاف ہے نہ مذہب آئمہ کے خلاف۔

اہلِ عرب کھجور و مکھن چھوہارے اور گھی ملا کر کھاتے ہیں اسے حیس کہا جاتا ہے آج کل اسے حریسہ بھی کہا جاتا ہے حریسہ بہت سی قسم کا ہوتا ہے۔ مختلف طریقوں اور مختلف چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى (يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: وہ اس رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور یقیناً ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں

209- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآئُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُاللهِ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَاُ عَلَى الْمَرْاَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا: رجم کے متعلق میں تورات میں کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو رسوا کریں اور ان کو کوڑے لگائے جائیں اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو تورات میں رجم کا حکم موجود ہے تورات لے کر آؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اس کو کھولا لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اس کو ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی اب وہ سارے کہنے لگے کہ اے (سیّدنا) محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے یقیناً تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے رجم کے دوران دیکھا کہ یہودی مرد اس عورت

پر جھک جاتا تھا اسے پتھروں کی مار سے بچا رہا تھا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 436، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4434، مسند احمد: رقم الحدیث: 4529، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4446، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1699)

شرح

حدود جمع ہے حد کی، لغت میں حد کے معنے ہیں آڑ یا منع اسی لیے دربانچی یعنی بوّاب کو عربی میں حداد بھی کہتے ہیں۔ اصطلاح میں جرم کی شرعی مقررہ سزا کو حد کہتے ہیں کہ یہ بھی لوگوں کو جرموں سے روکتی ہے کبھی حرام چیزوں کو بھی حدود کہا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا"

ترجمہ کنزالایمان: یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 187)

کیونکہ یہ محرمات سزاؤں کا سبب ہیں، اسلام میں زنا کی سزا رجم ہے یا سو ۱۰۰ کوڑے، چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا، شراب پینے کی سزا اسی ۸۰ کوڑے، پاکدامن آزاد عورت کو تہمت لگانے کی سزا بھی اسی ۸۰ کوڑے، ڈکیتی کی سزا سولی وغیرہ ہے، قتل کی سزا قصاص حد شرعی ہیں، باقی جوئے وغیرہ جرموں میں حد نہیں تعزیر ہے کہ حاکم جو چاہے سزا دے۔ حق یہ ہے کہ شرعی حدود اس گناہ کا کفارہ نہیں اور ان سے اخروی عذاب دفع نہ ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم ڈاکوؤں کے متعلق فرماتا ہے:

"لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا"

ترجمہ کنزالایمان: دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی۔

(سورۃ مائدہ آیت نمبر 33)

معلوم ہوا کہ ڈاکو کی سولی دنیاوی رسوائی ہے اخروی سزا اس کے علاوہ ہے جو توبہ سے دفع ہو سکتی ہے۔ بخاری شریف وغیرہ میں جو ہے کہ جسے ان جرموں کی سزا دنیا میں دے دی گئی فھو کفارۃ لہ وہ اس کا کفارہ بن گئی، وہاں وہ سزا مراد ہے جو توبہ کے ساتھ ہو، مجرم خود حاکم کے سامنے سزا لینے حاضر ہو جائے۔ جیسے صحابہ کرام جرم کے بعد خود آ کر عرض کرتے تھے طھّرنی یارسول اللہ حضور مجھے پاک فرما دو۔ خیال رہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے خصوصی علم کی بنا پر سزا نہیں دے سکتا جب تک کہ گواہی یا اقرار سے اس کا ثبوت نہ ہو جائے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ"۔

یہی احناف اور جمہور علماء کا مذہب ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔

(پ ۱۵ سورۃ بنی اسرآءیل: آیت نمبر ۳۲)

یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہٰذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں بخار روکنے کیلئے نزلہ روکو طاعون سے بچنے کیلئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے باجے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کیلئے ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زنا قتل سے بڑا جرم ہے، کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر زنا کی سزا سنگسار کرنا، کیونکہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی، اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی۔ (تفسیر نور العرفان۔۔۔آیات قرآنی کے انوار صفحہ نمبر 21)

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا سعد ابن عبادہ نے اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو کیا اسے نہ چھوؤں حتی کہ چار گواہ لاؤں تو رسول اللہ نے فرمایا ہاں بولے ہرگز نہیں قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں تو اسے اس سے پہلے تلوار سے جلد ماردوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو جو تمہارا یہ سردار کہتا ہے یہ بڑا ہی غیرت مند ہے اور میں اس سے بڑھ کر غیرتمند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہے

یعنی ہاں تم اس عورت ومرد سے کچھ تعرض نہ کرو تمہارا صرف یہ کام ہے کہ چار گواہ ان کے زنا پر بنالو اولاً ہم پر پیش کرو ہم بعد تحقیق انہیں زنا کی سزا دیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص، رجم وغیرہ صرف حاکم جاری کرسکتا ہے ہے کسی دوسرے کو حق نہیں کہ خود قانون ہاتھ میں لے کر یہ کام کرے۔

دوسرا اس عرض ومعروض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کی تردید نہیں ہے بلکہ اپنی انتہائی غیرت کا اظہار ہے کہ ایسی حالت میں مجھ پر غصہ کی وجہ سے ایسے مدہوشی طاری ہوگی کہ مجھے گواہ لانے آدمیوں کو ڈھونڈنے کا دھیان ہی نہ رہے گا اس جنون میں اسے قتل ہی کردوں گا اسی لیے سرکار عالی نے ان کی عرض کی تردید نہ فرمائی بلکہ تعریف کی۔

مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں سیّدنا ہے یعنی ہمارے سردار کی بات سنو، ہمارے سردار سے مراد ہے ہمارے مقرر کیے ہوئے سردار جیسے بادشاہ کسی امیر کی طرف اشارہ کر کے کہے ہمارا امیر یعنی ہمارا مقرر کردہ امیر سیّدکم کے معنے بالکل ظاہر ہیں غالباً انصار سے خطاب ہوگا اور اگر تمام صحابہ سے خطاب ہو تو خصوصی سرداری مراد ہوگی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت سعد جناب صدیق وفاروق سے افضل ہوں۔

یعنی جو کچھ سعد کہہ رہے ہیں اپنی غیرت کے جوش میں کہہ رہے ہیں نہ کہ ہمارے کلام عالی کی تردید میں اور جوش غیرت سرداری کی بنا پر ہے معلوم ہوا کہ سردار قوم غیرت مند ہی چاہیے۔

نیز اس فرمان عالی میں حضرت سعد کی غیرت کی تعریف ہے ان کے اس عمل کی تائید نہیں کیونکہ خود قتل کردینا خلاف حکم شرع ہے اس کی تائید کیسی جب لفظ غیور اللہ رسول کی صفت ہو تو اس سے مراد ہوتا ہے زجور سخت روکنے والا یعنی ہم اور رب تعالیٰ ان بے حیائیوں کو نہایت سختی سے روکنے والے ہیں، اسی لیے زنا کی سزا ایسی سخت رکھی ہے کہ رب کی پناہ قصاص قتل میں تلوار سے مارا جاتا ہے مگر سزائے زنا میں سنگار کیا جاتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی جلد 5 صفحہ 530)

ابوداؤد شریف کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ اسلمی انبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

تو انہوں نے اپنی ذات پر چار بار گواہی دی کہ انہوں نے ایک عورت سے حرام کیا اس پر ہر دفعہ ان سے حضور منہ پھیرتے رہے پانچویں بار میں متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تو نے اس سے صحبت کی بولے ہاں فرمایا حتی کہ تیرا یہ اس عورت کی اس میں غائب ہوگیا بولے ہاں فرمایا جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں غائب ہوجاتی ہے بولے ہاں فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ زنا کیا ہے فرمایا ہاں میں نے اس سے وہ کام حرام کیا ہے جو خاوند اپنی بیوی سے حلال کرتا ہے فرمایا تم اس سے چاہتے کیا ہو عرض کیا یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک فرمادیں تب آپ نے حکم دیا وہ رجم کیے گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے دو شخصوں کو سنا ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا اسے تو دیکھو جس کی اللہ نے پردہ پوشی فرمائی تھی مگر اس نے اپنے کو نہ چھوڑا حتی کہ کتے کی سنگساری کی طرح رجم کیا گیا حضور انور اولاً دونوں سے خاموش رہے پھر گھڑی بھر چلے حتی کہ مردار گدھے پر گزرے جو ٹانگ اٹھائے تھا تو فرمایا فلاں فلاں کہاں ہیں وہ بولے یارسول اللہ ہم یہ ہیں تو فرمایا کہ اترو اور اس مردار گدھے میں سے کھاؤ انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ اسے کون کھاتا ہے فرمایا کہ تم نے جو اپنے بھائی کی آبرو ریزی ابھی کی وہ اس میں سے کھا لینے سے زیادہ بری ہے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ اب جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

وضاحت:

1۔ ماعز ابن مالک اسلمی جن کا واقعہ پہلے بارہا کچھ فرق کے ساتھ بیان ہو چکا ہے۔

2۔ گواہی سے مراد اقرار ہے کہ یہ اقرار گواہی کے قائم مقام ہے، نیز یہ اقرار چار دفعہ چار جگہ میں تھا جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا اور اب بھی آرہا ہے۔

3۔ اس منہ پھیرنے میں چند حکمتیں تھیں: ایک یہ کہ ماعز آپ کے منہ مبارک کی طرف آئے تاکہ یہ اقرار پچھلے اقرار کی جگہ نہ ہو اس کی جگہ بدلی جائے۔ دوسرے یہ کہ شاید اب بھی ماعز اقرار سے باز آجائیں اور سزا سے بچ جائیں زنا کے اقرار میں یہ ضروری ہے مگر ماعز پر توفیق الٰہی کا رنگ چڑھا ہوا تھا وہ تو بہر حال پاک ہونے جان فدا کرنے آئے تھے۔

4۔ نکت کے معنے پہلے بیان ہو چکے کہ یہ نیک سے بنا اجوف یائی باب ضرب یضرب کا ماضی ہے۔ عربی میں یہ لفظ اس کام کے لیے صریحی ہے صحبت جماع وطی وغیرہ کنایہ، چونکہ حد میں صریحی اقرار چاہیے اس لیے حضور انور نے یہ لفظ ارشاد فرمایا۔

5۔ یعنی تیرا آلہ عورت کی فرج میں غائب ہوگیا، مراد حشفہ کا غائب ہونا ہے جس سے غسل فرض ہو۔ تا ہے کہ ز:ٰ سزا کے لیے یہ ہی کافی ہے انزال یا پورا داخل ہونا شرط نہیں۔

6۔ مرود میم کے کسرہ ر کے جزم واؤ کے فتحہ سے بمعنی سرمہ لگانے کی سلائی۔ مکحلہ کحل بمعنی سرمہ کا اسم ظرف یعنی سرمہ دانی نکت کے بعد یہ تشریح زیادہ وضاحت کے لیے ہے۔

7۔ پہلی مثال کنواری عورت کے لیے ہے دوسری مثال یعنی کنویں میں رسی ثیبہ عورت کے لیے۔

8۔ یہ تفصیل دریافت فرمانا وطی بالشبہ سے بچنے کے لیے ہے کہ بعض آدمی وطی بالشبہ کو زنا سمجھ لیتے ہیں۔

9۔ اھل قرآن مجید کی اصطلاح میں بیوی کو کہتے ہیں، دیکھو ہماری کتاب فہرست القرآن۔ لہٰذا اس سے بیوی مراد ہے مگر

مرقات نے یہاں اھل میں لونڈی کو بھی داخل فرمایا۔

10۔اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ماعز عرض کر دیتے کہ آپ میرے لیے دعائے مغفرت فرمادیں تو شاید حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بجائے حد لگانے کے کوئی راہ نکال دیتے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

11۔اس رجم کا واقعہ بالتفصیل پہلے گزر گیا کہ دوران رجم میں ماعز بھاگ گئے تھے صحابہ کرام نے بمشکل رجم کیا تو فرمایا کہ تم نے چھوڑ دیا ہوتا شاید توبہ اس کی رہائی ہو جاتی۔

12۔اس کلام میں تعجب بھی ہے مردہ کی غیبت بھی اور ماعز کے پرخلوص فعل پر طعنہ بھی، یہ تینوں باتیں ممنوع ہیں۔ خیال رہے کہ زندہ کی غیبت سے مردہ کی غیبت زیادہ بری ہے کہ زندہ سے معافی مانگ سکتے ہیں مگر مردہ سے معافی کیسے مانگیں۔

13۔شاید گفتگو کسی سفر میں ہوئی تھی۔ شائل شول سے بنا بمعنی اٹھانا اسی لیے گھڑا اٹھانے والی عورت کو شائلہ کہتے ہیں اور دُم اٹھانے والی اونٹنی کو ناقہ شائلہ کہا جاتا ہے۔ شائل پوز کے معنے میں بھی ترمذی شریف میں آیا۔

14۔اترنے اور کھانے کے دونوں حکم اظہار غضب کے لیے ہیں نہ وجوب کے لیے نہ اباحت کے لیے لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حرام گدھے کے کھانے کا حضور نے حکم کیوں دیا۔

15۔یہ تو حرام بھی ہے مردار بھی اور طبیعت انسانی بھی اس سے نفرت کرتی ہے۔

16۔کیونکہ گدھا کھانا مجبوری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے جان بچانے کے لیے مگر غیبت کسی حال میں جائز نہیں، نیز بحالت اختیار گدھا کھانا ہلکا گناہ ہے مگر ایسے طیب و طاہر نفس کی غیبت وہ بھی اس کی وفات کے بعد بڑا بھاری گناہ ہے ان وجوہ سے غیبت کو گدھا کھالینے سے سخت تر فرمایا گیا۔

17۔اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ماعز اسلمی شہیدوں کی طرح قیامت سے پہلے یعنی مرتے ہی روحانی طور پر جنت میں داخل ہو گئے وہاں کی نعمتیں استعمال فرما رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ برزخ کا عذاب و ثواب برحق ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی نہروں کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں اور وہاں غوطے لگانے والے حضرت ماعز کو بھی دیکھ رہے ہیں حضور کی نگاہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، جب حضور پر جنت جیسی دور کی دنیا پوشیدہ نہیں تو یقیناً حضور سے ہم اور ہمارے حالات بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے حضور نے ماعز کو دیکھ کر یہ فرمایا، یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کی نہروں میں جنتی غوطے بھی لگائیں گے مگر لذت کے لیے نہ کہ میل دھونے کو کہ وہاں میل ہے ہی نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی جلد 5 صفحہ 530)

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

باب: مشرکین کا سوال کرنا کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معجزہ دکھائیں تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں چاند ٹکڑے کر کے دکھایا

210۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں چاند شق ہو کر دو ٹکڑے ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت ارشاد فرمایا: گواہ ہو جاؤ۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 9997، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 4968، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3285، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2800، سنن الکبریٰ: رقم الحدیث: 11553)

211- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چاند شق کر کے دکھایا۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 303، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1933، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 5013، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3113، مسند احمد: رقم الحدیث: 12825)

212- حَدَّثَنِيْ خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مقدس میں چاند شق ہو گیا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 216، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 5015، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3439)

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں "شق القمر" کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھایئے۔ اس وقت آپ نے ان لوگوں کو "شق القمر" کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت انس بن مالک و حضرت جبیر بن مطعم و حضرت علی بن ابی طالب و حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حذیفہ بن یمان وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۱۲۴) (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، المقصد الرابع فی معجزاتہ... الخ، ج ۶ ص ۲۷۲، ۲۷۴ ملخصاً)

ان روایات میں سب سے زیادہ صحیح اور مستند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس موقع پر موجود تھے اور انہوں نے اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

ان کا بیان ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔ آپ نے کفار کو یہ منظر دکھا کر ان سے ارشاد فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ گواہ ہو جاؤ۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وانشق القمر...الخ، الحدیث: ۴۸۶۴، ۴۸۶۵، ج ۳، ص ۳۳۹، ۳۴۰) (بخاری جلد ۲ ص ۷۲۱، ص ۷۲۲ باب قولہ وانشق القمر)

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ اس عظیم الشان معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ

ترجمہ: قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور یہ کفار اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ (پ ۲۷، سورۃ القمر: آیت نمبر ۱، ۲)

اس آیت کا صاف و صریح مطلب یہی ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور دنیا کی عمر کا قلیل حصہ باقی رہ گیا کیونکہ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا جو علامات قیامت میں سے تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا مگر یہ واضح ترین اور فیصلہ کن معجزہ دیکھ کر بھی کفار مکہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ظالموں نے یہ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم لوگوں پر جادو کر دیا اور اس قسم کی جادو کی چیزیں تو ہمیشہ ہوتی ہی رہتی ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آیت مذکورہ بالا کے بارے میں بعض ان ملحدین کا جو معجزہ شق القمر کے منکر ہیں یہ خیال ہے کہ اس شق القمر سے مراد خالص قیامت کے دن چاند کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا ہے جب کہ آسمان پھٹ جائے گا اور چاند ستارے جھڑ کر بکھر جائیں گے۔

مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ ان ملحدوں کی یہ بکواس سراسر لغو اور بالکل ہی بے سروپا خرافات والی بات ہے کیونکہ اولاً تو اس صورت میں بلا کسی قرینہ کے انشق (چاند پھٹ گیا) ماضی کے صیغہ کو ینشق (چاند پھٹ جائے گا) مستقبل کے معنی میں لینا پڑے گا جو بالکل ہی بلا ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ چاند شق ہونے کا ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا گیا ہے کہ

وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر: ۲)

یعنی شق القمر کی عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر کفار نے یہ کہا کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب کفار مکہ نے شق القمر کا معجزہ دیکھا تو اس کو جادو کہا ورنہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قیامت کے دن جب آسمان پھٹ جائے گا اور چاند ستارے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جھڑ جائیں گے اور تمام انسان مر جائیں گے تو اس وقت اس کو جادو کہنے والا بھلا کون ہو گا؟ اس لیے بلاشبہ یقیناً اس آیت کے یہی معنی متعین ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا اور اس معجزہ کو دیکھ کر کفار نے اس کو جادو کا کرتب بتایا۔

ایک سوال وجواب

ہاں البتہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جو اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ جب مکہ میں ظاہر ہوا تو آخر یہ معجزہ دوسرے ممالک اور دوسرے شہروں میں کیوں نہیں نظر آیا؟

اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اولاً تو مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اس معجزہ کو دیکھا۔ چنانچہ حضرت مسروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر کفار مکہ نے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تم لوگوں پر جادو کر دیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ باہر سے آنے والے لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ دیکھیں وہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جادو تمام انسانوں پر نہیں چل سکتا۔ چنانچہ باہر سے آنے والے مسافروں نے بھی یہ گواہی دی کہ "ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے۔"

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الرابع فی معجزاتہ...الخ، ج۶ ص ۴۷۵، ۷۶، ۴)(شفاء قاضی عیاض جلد ا ص ۱۸۳)

اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دوسرے ممالک اور شہروں کے باشندوں نے اس معجزہ کو نہیں دیکھا تو کسی چیز کو نہ دیکھنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ چیز ہوئی ہی نہیں۔ آسمان میں روزانہ قسم قسم کے آثار نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً رنگ برنگ کے بادل، قوس قزح، ستاروں کا ٹوٹنا، مگر یہ سب آثار انہی لوگوں کو نظر آتے ہیں جو اتفاق سے اس وقت آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتے۔

اسی طرح دوسرے ممالک اور شہروں میں یہ معجزہ نظر نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے بعض مقامات پر ایک وقت میں چاند کا طلوع ہوتا ہے اور اس وقت میں دوسرے شہروں کے اندر چاند کا طلوع ہی نہیں ہوتا اسی لیے جب چاند میں گرہن لگتا ہے تو تمام ممالک میں گرہن نظر نہیں اتا۔ اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں اور شہروں میں ابر یا پہاڑ وغیرہ کے حائل ہو جانے سے کسی کسی وقت چاند نظر نہیں آتا۔

دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں معجزہ شق القمر کا وقت

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں وہ نقشہ بعینہ نقل کر دیں جو قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب

رحمۃ للعالمین

میں تحریر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مکہ مکرمہ میں "معجزہ شق القمر" واقع ہوا اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کیا اوقات تھے؟ اس نقشہ کی ذمہ داری مصنفِ "رحمۃ للعالمین" کے اوپر ہے۔ ہم صرف نقل مطابق اصل ہونے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کی عبارت اور نقشہ حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

اس سے بڑھ کر اب ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ اگر مکہ معظمہ میں یہ واقعہ رات کو ۹ بجے وقوع پذیر ہوا تو اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کیا اوقات تھے۔

نام ملک	گھنٹہ	منٹ	دن یا رات
ہندوستان	۱۲	۵۰	رات
ماریشس	۱۱	۲۰	رات
رومانیا، بلگیریا، ٹرکی، یونان، جرمن۔	۸	۲۰	دن
لکسمبرگ۔ ڈنمارک، سویڈن	۸	۲۰	دن
آئس لینڈ، مڈیریا	۵	۲۰	دن
مشرقی برازیل	۳	۲۰	بعد نیم شب
متوسط برازیل و چلی	۲	۲۰	بعد نیم شب
برٹش کولمبیا	۱۰	۲۰	قبل دوپہر
لوکون	۹	۲۴	قبل دوپہر
برہما	۱	۵۰	بعد نیم شب
سمالی لینڈ مڈغاسکر	۱۰	۲۰	رات
ریاستہائے ملایا	۲	۲۰	بعد نیم شب
جزائر سنڈوک	۷	۵۰	دن
انگلستان، آئرلینڈ، فرانس، بلجیم، اسپین، پرتگال، جبل الطارق، الجیریا	۶	۲۰	دن
پیرو، پنامہ، جمیکا، بھاہمن، امریکہ	۱	۲۰	بعد نیم شب
سموآ	۶	۲۰	دن
نیوزی لینڈ	۶	۵۰	صبح
تسمانیہ، وکٹوریا، نیوساؤتھ ویلز	۵	۲۲	صبح
جنوبی آسٹریلیا	۴	۵۰	صبح
جاپان، کوریا	۴	۲۰	بعد دوپہر
مغربی آسٹریلیا، شمالی بورنیو، جزائر فلپائن، ہانگ کانگ چین	۳	۲۰	بعد دوپہر

یہ نقشہ اوقات اسٹینڈرڈ ٹائم کے حساب سے ہے۔

(رحمۃ للعالمین جلد سوم ص ۱۹۰۔ سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 721)

بَاب باب:

213-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوصحابی اٹھ کر واپس ہوئے رات اندھیری تھی لیکن دو چراغ کی مانند کوئی چیز ان کے آگے روشنی کرتی جاتی تھی پھر جس وقت یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو وہ چیز دونوں کے ساتھ بھی علیحدہ علیحدہ ہو گئی اور یوں وہ اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ گئے۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 2032، مسند احمد: رقم الحدیث: 12980، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 2035، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8245، دلائل النبوۃ لابی نعیم: رقم الحدیث: 503)

214-حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے حتیٰ کہ قیامت یا موت آئے گی اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 1، ص: 220، البحر الزخار: رقم الحدیث: 1085، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2909، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 959، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 16371)

تعارف راوی

مغیرہ بن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

215-حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالَ عُمَيْرٌ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ قَالَ مُعَاذٌ وَهُمْ بِالشَّأْمِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّأْمِ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ میری امت میں ہمیشہ

ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت میں رہیں گے۔ عمیر نے بیان کیا ہے کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے زمانہ میں یہ لوگ شام میں ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھو یہ مالک بن یخامر یہاں پر موجود ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ یہ لوگ اس وقت شام کے ملک میں تھے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز، 4، ص: 522، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2897، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 6، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 7957، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 16373)

تعارف راوی

معاویہ بن ابی سفیان: آپ قرشی اموی ہیں، آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں، آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں، آپ حضور انور کے کاتب وحی تھے، بعض مؤرخین نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہ تھے بلکہ دوسری تحریریں حضور انور کی طرف سے لکھتے تھے آپ سے حضرت عبداللہ بن عباس اور ابوسعید خدری نے احادیث لیں خلافت فاروقی میں اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم بنے پھر وفات تک وہاں ہی حاکم رہے حکومت کی، خلافت فاروقی میں چار سال خلافت عثمانیہ میں پورے بارہ سال پھر خلافت حیدری اور خلافت امام حسن میں اس طرح بیس سال حکومت کی پھر مستقل سلطان اسلام بن کر بیس سال سلطنت کی ۱۴۱ اکتالیس میں امام حسن نے آپ کو خلافت سونپ دی خود علیحدہ ہو گئے رجب ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی دمشق میں دفن ہوئے، اڑتالیس سال عمر ہوئی آخر عمر میں لقوہ ہو گیا تھا آپ وفات کے وقت کہتے تھے کہ کاش میں ایک قرشی شخص ہوتا جو ذی طویٰ گاؤں میں رہتا حکومت میں حصہ نہ لیتا آپ کے پاس حضور انور کے تبرکات، بال ناخن شریف تہبند تھے وصیت کی کہ مجھے حضور انور کے تہبند میں لپیٹا جائے ہونٹوں ناک نتھنوں آنکھوں میں حضور کے بال ناخن رکھ دینا، پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ مترجم کہتا ہے آپ کی عمر شریف کے بیان میں غلطی غالبًا کاتب نے کی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی حق یہ ہے کہ آپ کاتب وحی رہے اور آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے دن ظاہر فرمایا ایمان پہلے ہی لا چکے تھے عمرہ قضا میں حضور انور کی حجامت آپ ہی نے کی تھی جیسا کہ بخاری میں ہے کاتب بجائے ثمان وسبعون کے ثمان واربعون لکھ گیا امیر معاویہ کے صحیح حالات شریفہ ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

216- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا شَبِيبُ بْنُ غَرْقَدَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَيَّ يُحَدِّثُونَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَشْتَرِيْ لَهُ بِهِ شَاةً فَاشْتَرٰى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ وَّجَاءَهُ بِدِيْنَارٍ وَّشَاةٍ فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِيْ بَيْعِهِ وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جَاءَنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْهُ قَالَ سَمِعَهُ شَبِيْبٌ مِّنْ عُرْوَةَ فَاَتَيْتُهُ فَقَالَ شَبِيْبٌ اِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَيَّ

يُخْبِرُوْنَهُ عَنْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِي الْخَيْلِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَقَدْ رَأَيْتُ فِيْ دَارِهٖ سَبْعِيْنَ فَرَسًا قَالَ سُفْيَانُ يَشْتَرِيْ لَهٗ شَاةً كَأَنَّهَا أُضْحِيَّةٌ

عروہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار عطا فرمایا کہ وہ اس کی ایک بکری کو خرید کر لے آئیں چنانچہ انہوں نے اس دینار سے دو بکریوں کو خریدا پھر ایک بکری کو ایک دینار میں فروخت کر دیا دینار بھی لوٹا دیا اور بکری بھی حاضر کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی پھر جوان کا حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا لیکن میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ بھلائی گھوڑوں کی پیشانی میں بروز حشر تک کے لئے بندھی ہوئی ہے۔ شبیب نے کہا کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ستر گھوڑوں کو دیکھا۔ سفیان نے کہا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری خریدی تھی گویا وہ قربانی کی تھی۔

(مرجع السابق باب الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ)

تعارف راوی

عروہ بن ابی الجعد: آپ بارقی ہیں، حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

217- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں خیر و برکت بروز حشر تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔ (مرجع السابق باب الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ)

218- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ گھوڑے کی پیشانی میں برکت باندھ دی گئی ہے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1982)

219- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَّلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِيْ لَهٗ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ وَّمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا

فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّسِتْرًا وَّتَعَفُّفًا وَّلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهٗ كَذٰلِكَ سِتْرٌ وَّرَجُلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ وَّسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ (فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑے تین اشخاص کے لئے ہیں ایک کے لئے تو وہ باعث اجر ہے دوسرے کے لئے پردہ پوشی کا باعث اور تیسرے کے لئے وہ وبال ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا باعث اجر ہے یہ وہ آدمی ہے جو جہاد کے لئے اس کو پالے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو خوب دراز کر دے تو وہ اپنے اس طول وعرض میں جو کچھ بھی چرتا ہے وہ سارے اس کے مالک کے لئے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسی تڑوا کر دو چار قدم دوڑے تو اس کی لید بھی مالک کے لئے باعث اجر ہے اور کبھی اگر وہ کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لے اگرچہ مالک کے دل میں اس کو پہلے سے پانی پلانے کا خیال بھی نہ تھا پھر بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کے لئے باعث اجر ہے۔ اور ایک وہ شخص جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اپنی حاجت، پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کے مقصد سے پالے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردن اور اس میں ہے اس کو بھی وہ فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اس کے لئے ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے اور ایک آدمی وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لئے وبال جان ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس جامع آیت کے علاوہ مجھ پر گدھوں کے متعلق کچھ نازل نہ ہوا کہ ''جو آدمی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بدلہ بھی وہی پائے اور جو آدمی ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بھی بدلہ پائے گا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1636، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2788، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1658، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 987، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4671)

220- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَّقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ وَاَحَالُوْا اِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت خیبر تشریف لے گئے تو اس دوران یہود اپنے پھاوڑوں کو لے کر باہر کو جارہے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کہا: (سیدنا) محمد (مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر کی معیت ہیں چنانچہ وہ قلعوں میں پناہ گزیں ہونے کے لئے دوڑ پڑے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! خیبر تباہ ہوگیا۔ یقیناً جس وقت ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان کی صبح تباہ ہوجاتی ہے جنہیں ڈرایا گیا ہے۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 18251، مسند احمد: رقم الحدیث: 11643، مسند البزار: رقم الحدیث: 6714، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3447)

221- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ابْسُطْ رِدَائَكَ فَبَسَطْتُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ حَدِيثًا بَعْدُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثیر احادیث سنا کرتا ہوں مگر انہیں بھول جاتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی چادر کو پھیلاؤ چنانچہ میں نے اپنی چادر کو پھیلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر اس میں ڈال دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ملالیں تو میں نے اس چادر کو ملا لیا پس اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بھی حدیث نہ بھولا۔ (مرجع السابق باب حفظ العلم)

شرح

مسلم کی روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ننگا گھوڑا لایا گیا جس وقت آپ ابن دحداح کے جنازے سے واپس لوٹے اور ہم آپ کے اردگرد پیدل تھے۔

اس حدیث میں بعض لوگوں نے ابوالدداح نقل کیا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ ابوالدداح کا انتقال امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوا، ہاں ثابت ابن داحدح نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وفات پائی، بعض شارحین نے کہا کہ ان کی کنیت بھی ابوالدحداح تھی۔ خیال رہے کہ میت کے ساتھ جاتے وقت گھوڑے پر سوار ہونے میں اختلاف ہے مگر واپسی میں بالاتفاق سوار ہونا جائز ہے۔

مسلم ہی کی روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین اشرفی جو آدمی خرچ کرتا ہے وہ اشرفی ہے جسے اپنے بال بچوں پر خرچ کرے اور وہ اشرفی ہے جسے اپنے اللہ واسطے کے گھوڑے پر خرچ کرے اور وہ اشرفی ہے جسے اللہ کی راہ میں اپنے دوستوں پر خرچ کرے۔

یہ ترجمہ بہت مناسب ہے۔ فی سبیل اللہ گھوڑے کی صفت ہے خرچ کے متعلق نہیں یعنی جو گھوڑا جہاد کے لیے پالا ہو اس پر خرچ کرنا بہتر ہے اور جو گھوڑا اپنی سواری وغیرہ کے لیے ہو وہ عیال میں داخل ہے یعنی بال بچے وغیرہ جن کی پرورش ہم پر لازم ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ یہاں دوستوں سے مراد سفر جہاد یا سفرِ حج کے ساتھی ہیں ان پر خرچ کرنا دوہرا ثواب ہے ساتھی سے سلوک اور حاجی یا غازی کی امداد۔ خیال رہے کہ اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ یہ تین خرچ دوسرے خرچوں سے افضل ہیں مگر ان تین میں سے کون دوسرے سے افضل ہے یہ پتہ نہ لگا کیونکہ واؤ جمع کے لیے آتا ہے ترتیب نہیں چاہتا لہٰذا ان میں سے ایک دوسرے کی افضلیت موقعہ ومحل کے لحاظ سے ہوگی، اگر جہاد کی سخت ضرورت آپڑی ہے تو غازیوں پر خرچ افضل اور گھر والے بہت ہی ضرورت مند ہوں تو ان پر خرچ بہتر۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 3 صفحہ 158)

روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اسے برباد کر دیا میں نے چاہا کہ گھوڑا خرید لوں میرا خیال تھا کہ سستا بیچ دے گا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو اگرچہ تمہیں ایک درہم میں دے دے کیونکہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی

طرح ہے جو جوتے کر کے چاٹ لے، ایک اور روایت میں ہے صدقہ واپس نہ لو کہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے دوبارہ کھا لینے والا ہے

بطور خیرات تاکہ اس پر جہاد وغیرہ کیا کرے، عاریۃً دینا مراد نہیں بلکہ مالک بنا دینا مراد ہے۔

اس طرح کہ اس کی خدمت کم کی جس سے وہ کمزور دبلا ہو کر گویا برباد ہی ہو گیا۔

یا اس لیے گھوڑا کمزور ہو چکا ہے جس سے اس کی قیمت گھٹ گئی یا اس لیے کہ میں اس کا محسن ہوں مجھے رعایت سے دے گا کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہے دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے۔

اس جملہ کی بناء پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ اپنے دیئے ہوئے صدقہ کا خریدنا حرام ہے مگر حق یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت کی وجہ بھی یہ ہے کہ اس موقعہ پر فقیر صدقہ دینے والے کی گزشتہ مہربانی کا خیال کرتے ہوئے اسے سستا دے گا اور یہ قیمت کی کمی صدقہ کی واپسی ہے مثلاً اگر سو روپیہ کا مال اس نے ۸۰ میں دے دیا تو گویا صدقہ دینے والے نے بیس روپیہ صدقہ کر کے واپس لے لئے، لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ملک بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ اس کی مثال بالکل یوں سمجھ لو کہ اگر تم نے اپنے پڑوسی فقیر کو صدقہ دیا اس نے اس مال کا کھانا پکا کر تمہاری دعوت کی یہ اگر اس مہربانی کے شکریہ میں ہو تو وہ دعوت ناجائز ہے اور اگر عام دعوت تھی جس میں اتفاقاً تمہیں بھی بلا لیا گیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اس تشبیہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ ممانعت تنزیہی ہے کیونکہ کتے کے اپنی قے کو چاٹ لینے سے اس کا پیٹ تو بھر ہی جائے گا مگر یہ کام گھناؤنا ہے ایسے ہی اپنے صدقہ کو خرید لینے سے ملکیت تو حاصل ہو ہی جائے گی اگرچہ کام بہت برا ہے، یہی تشبیہ ہبہ واپس لینے والے پر بھی دی گئی ہے حالانکہ ہبہ کی واپسی بالاتفاق جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی جلد 3 صفحہ 180)

مسلم، بخاری کی روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اس کے پہلو میں دراز رسیوں سے گھوڑا بندھا تھا تو ان پر ایک بادل چھا گیا وہ جھکنے لگا اور خوب جھکنے لگا اور ان کا گھوڑا بدکنے لگا پھر جب صبح ہوئی تو وہ صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ماجرا عرض کیا فرمایا یہ سکینہ رحمت ہے جو قرآن کی وجہ سے اتری۔

گھوڑے کا یہ بدکنا ایک عجیب چیز کے نظارہ کی وجہ سے تھا جیسا کہ عرض کیا گیا۔

فرشتوں کی ایک جماعت کا نام سکینہ ہے چونکہ ان کے اترنے سے مؤمن کے دل کو سکون و چین حاصل ہوتا ہے اس لیے اسے سکینہ کہتے ہیں مؤمن پر بعض خاص حالات میں بھی اور خاص عبادات کے موقعہ پر بھی یہ فرشتے اترتے ہیں رب تعالیٰ ہجرت کے غار کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضرت صدیق اکبر کے متعلق فرماتا ہے:

"فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ"

ترجمہ کنز الایمان: تو ان پر اطمینان اتارا۔ (سورۂ فتح آیت نمبر 18)

صدیق اکبر کو اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت غم اور کفار کا اندیشہ تھا اسی لیے ان پر سکینہ اتری۔ خیال رہے کہ بزرگوں کے

تبرکات سے بھی سکون قلبی نصیب ہوتا ہے انہیں بھی رب تعالیٰ نے سکینہ فرمایا ہے۔ چنانچہ تابوت سکینہ جس میں حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کے تبرکات عمامہ نعلین وغیرہ تھے ان کے متعلق رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ"۔ بعض

ترجمہ کنز الایمان: جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔ (سورۃ البقرہ آیت 248)

لوگ قبروں پر تلاوت قرآن پاک کراتے ہیں تاکہ اس تلاوت سے میت کو سکون قلبی نصیب ہو اس کا ماخذ یہ حدیث ہے اور بعض لوگ اپنی قبروں میں اپنے بزرگوں کے تبرکات عمامہ وغیرہ اور اپنا شجرہ آیات قرآنیہ رکھ دینے کی وصیت کرتے ہیں تاکہ سکون قبر میسر ہو ان کا ماخذ قرآن کریم کی مذکورہ آیت ہے۔ صحابہ کرام نے اپنے کفنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناخن، بال تہبند شریف رکھوائے، خود حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی بی بی زینب کے کفن میں اپنا تہبند شریف رکھا۔

مسلم کی روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ برکت گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں ہے

گھوڑے سے مراد جہاد کے گھوڑے ہیں اور پیشانی کے بالوں سے مراد گھوڑے کا سارا جسم ہے یعنی جہاد کا گھوڑا بڑا ہی مبارک ہے اس کے بال بال میں برکت ہے۔ رب تعالیٰ نے گھوڑے کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کہ ارشاد فرمایا:

"وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ"

اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ۔ (سورۃ انفال، آیت نمبر 60)

دیکھو قوت میں گھوڑا بھی داخل تھا مگر خصوصیت سے رب تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا۔

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے سُوال کیا گیا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: یہ سب محض باطِل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں، شریعتِ مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، شرعاً گھر کی نُحوست یہ ہے کہ تنگ ہو، ہمسائے بُرے ہوں، گھوڑے کی نُحوست یہ کہ شریر ہو، بدلگام، بدرکاب ہو، عورت کی نُحوست یہ کہ بدزبان ہو، بدردیہ ہو، باقی وہ خیال کہ عورت کے پھیرے سے یہ ہوا، فلاں کے پھیرے سے یہ، یہ سب باطِل اور کافروں کے خیال ہیں۔

واللہ تعالیٰ اَعْلَم۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۱/۲۲۰)

نسیان

فَاِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِنْ اِلٰهِي ۔۔۔ وَفَضْلُ اللهِ لَا يُهْدٰى لِعَاصِي

ترجمہ: بے شک قوت حافظہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل (قوت حافظہ) گناہوں کا

عادی نہیں پاسکتا۔

اسی طرح مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند بمع شکر استعمال کرنا، نہار منہ 21 دانے کشمش کھانا بھی حافظے کو قوی کرتا ہے اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کو کھانا بھی قوت حافظہ کو قوی کرتا ہے جو کہ بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتیں ہیں۔

وہ چیزیں جونسیان پیدا کرتی ہیں ان میں کثرت سے گناہ کرنا، دنیاوی امور میں ہر وقت مغموم ومتفکر رہنا، غیر ضروری چیزوں میں مشغولیت رکھنا، دنیا سے محبت رکھنا، بلغم پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال کرنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

نیز تر دھنیا کھانا، کھٹے سیب کھانا، پھانسی چڑھے کی طرف دیکھنا، قبر کی تختیاں پڑھنا، اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا، زندہ جوؤں کو یونہی زمیں پر چھوڑ دینا، گدی پر پچھنے لگوانا، یہ تمام باتیں نسیان کو پیدا کرتی ہیں۔

قرآن مجید بھلانے کے بارے روایات

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھ پر میری اُمت کے اَجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ آدمی مسجد سے جو پر یا بال نکالتا ہے اس کا اَجر بھی پیش کیا گیا اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ پایا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔" (جامع الترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب لم أرذنبا۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۹۱۶، ص ۱۹۴۴)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اسے بھلا دے وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔"

(سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیه، الحدیث: ۱۴۷۴، ص ۱۳۳۲)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودونوال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "قیامت کے دن میری اُمت کو جن گناہوں کی سزا ملے گی ان میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو کتاب اللہ عزوجل کی کوئی سورت یاد تھی پھر اس نے اسے بھلا دیا۔"

حضرت سیدنا ولید بن عبداللہ بن ابو مغیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مجھ پر گناہ پیش کئے گئے تو میں نے قرآن پڑھ کر بھلا دینے والے کے گناہ سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب فضائل القرآن، باب فی نسیان القرآن، الحدیث: ۴، ج ۷، ص ۱۶۳)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو قرآن پڑھے پھر اسے بھلا دے وہ اللہ عزوجل سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔"

(المرجع السابق، الحدیث: ۱، ج ۷، ص ۱۶۲ سعد بدلہ سعید۔۔۔جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 395)

دماغی اور جسمانی صلاحیتوں سے صحیح معنوں میں جوانی ہی میں کام لیا جاسکتا ہے، علمِ دین حاصل کرنے اور مُطالَعہ کرنے کی

عمر بھی جوانی ہی ہے، بڑھاپے میں تو بارہا عقل وفہم کی قوتیں بیکار ہو کر رہ جاتی ہیں، غور وفکر کی صلاحیتیں ماند (ہلکی، کمزور) پڑ جاتی ہیں، یادداشت کا خزانہ خالی ہو جاتا ہے، دِماغ خلل کا شکار ہونے کے سبب انسان بچوں کی سی حرکتیں کرنے لگ جاتا ہے اور اُس سے بعض اَوقات ایسی مُضحکہ خیز حرکات کا صُدور ہوتا ہے کہ بے اِختیار ہنسی آجائے۔ لیکن خوشخبری ہے اُس نوجوان کے لئے جو تلاوتِ قرآن کا عادی ہے کہ اگر ایسے نوجوان کو بُڑھاپا آیا تو وہ اِن آزمائشوں اور آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ جیسا کہ مُفسّرِ شہیر، حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نقل فرماتے ہیں: ''حضرتِ سیِّدنا عِکرِمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو مسلمان تلاوتِ قرآن کا عادی ہو، اُس پر اِنْ شَآءَ اللہ عزوجل یہ (یعنی جوانی میں حاصل کئے گئے عِلم کو بڑھاپے میں بھولنے کی) حالت طاری نہ ہو گی۔'' (نور العرفان، پ۱۷، الحج، تحت الآیۃ:۵)

فلموں سے ڈراموں سے دے نفرت تُو الٰہی! بس شوق مجھے نعت وتلاوت کا خدا دے

جوانی کی عبادت بُڑھاپے میں سببِ عافیت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ رِوایت سے پتا چلا کہ تلاوتِ قرآن کرنے والا نوجوان اگر بُڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ گیا تو قرآن کی تلاوت کی برکت سے اُس حالت میں نِسیان (یعنی بھول جانے) کی آفت سے محفوظ رہے گا۔ یہ منظر تو عام مُلاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ اَکثر بوڑھے ہِذیان (یعنی بے ہُودہ گوئی) ونسیان (بھول جانے) کے مَرَض میں مُبتلا نظر آتے ہیں، لیکن بعض خوش نصیب ایسے بھی ہیں جو اگرچہ بڑھاپے کی منزل سے ہم کنار ہیں، لیکن پھر بھی عِلمی جَلالت اور ذہنی قوت کی ایسی شان وشوکت کہ دیکھنے والے کو وَرطۂ حیرت (یعنی اِنتہائی حیرت) میں ڈال دیں، اِن ساری عظمتوں کا ایک سبب جوانی کی عبادت اور قرآنِ پاک کی تلاوت ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ رَاٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مِنْ اَصْحَابِهٖ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

اور جو مسلمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا یا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے

222۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ

صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ جس وقت ان کا گروہ جہاد کرے گا تو ان سے لوگ دریافت کریں گے: کیا تم میں سے ایسا کوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہو۔ وہ انہیں عرض گزار ہوں گے: ہاں۔ پس انہیں فتح نصیب ہوگی۔ اس کے بعد لوگوں پر وہ وقت آئے گا کہ ایک کا گروہ جہاد کرے گا تو اس سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی شخص ہے وہ عرض گزار ہوں گے: ہاں تو انہیں فتح حاصل ہوگی پھر ایک ایسا وقت آئے گا جس میں لوگوں کا گروہ جنگ کرے گا تو ان سے دریافت کیا جائے گا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنے والا ہے (یعنی تابعی) تو وہ عرض گزار ہوں گے: ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں چنانچہ پھر ان کو فتح عطا فرمادی جائے گی۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 11041، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 974، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4768، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 3864، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز 4 ص 460)

223۔ حَدَّثَنِي اِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِي اَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ علم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زمانوں کا ارشاد فرمایا یا تین کا اس کے بعد ارشاد فرمایا: پھر تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے جو شہادت بیان کریں گے ان کی شہادت کو طلب نہ کیا جائے گا اور وہ خائن ہوں گے اور انہیں امین نہ بنایا جائے گا۔ اور وہ منت مانا کریں گے اور اس کو پورا نہ کریں گے اور ان کے اندر موٹا پا دکھائی دے گا۔ (مرجع السابق باب لایشھد علی شھادۃ جور اذا اشھد)

224۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں سے بہترین میرے زمانہ والے لوگ ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں اس کے بعد ان لوگوں کا ظہور ہوگا کہ شہادت دینے سے قبل ان کی زبانوں پر قسم قسم آجائے گی اور ان کی قسم سے قبل ان کی شہادت بھی آجائے گی۔ ابراہیم نے

فرمایا کہ جس وقت ہم چھوٹے تھے تو شہادت اور عہد کے الفاظ زبان پر لے آنے کی بناء پر ہمیں مارتے تھے۔

(مرجع السابق باب لا یشھد علی شھادہ جور اذا اشھد)

شرح

ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ ان بزرگوں کو صحابی کہتے ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ومن صحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم...الخ، ج ۸ ص ۳۔۴)

ان حضرات کا درجہ ساری امت میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان شمع نبوت کے پروانوں کو بڑی بڑی بزرگیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑے درجہ کے اولیاء بھی کسی کم سے کم درجے کے صحابی کے مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ (بہار شریعت، ج ۱، ح ۱ ص ۷۴)

ان صحابہ علیہم الرضوان میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور دین اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ اسی لئے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں نبیوں کے بعد تمام امتوں میں یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی التفضیل، رقم ۴۶۲۸، ج ۴، ص ۲۷۳)

ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد السابع فی وجوب محبتہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، الفصل الثالث، عثمان وعلی، ج ۳، ص ۳۸۹)' (جنتی زیور صفحہ 142)

کراماتِ صحابہ صفحہ 51 پر ہے،

جو مسلمان بحالت ایمان حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہوئے اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ان خوش نصیب مسلمانوں کو "صحابی" کہتے ہیں۔ ان صحابیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ چنانچہ امام بیہقی کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حج کے لیے مکہ صحابی

جو مسلمان بحالت ایمان حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہوئے اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا ان خوش نصیب مسلمانوں کو "صحابی" کہتے ہیں۔ ان صحابیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ چنانچہ امام بیہقی کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حج کے لیے مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور بعض دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حجۃ الوداع مکرمہ میں جمع ہوئے اور بعض دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حجۃ الوداع اور ان کی ذات پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ (حجۃ اللہ ج ۲، ص ۸۵۸)

قال اللہ تعالیٰ :الا انّ اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) آگاہ ہوجاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ کے دوست (ہر خوف اور غم سے محفوظ ہوں گے) نہ انہیں کوئی ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (القرآن الکریم سورۃ یونس، آیت نمبر 62)

تو ان میں بعض سے اگر بتقاضائے بشریت بعض حقوق الٰہیہ میں اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کوئی تقصیر واقع ہو تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف کر چکا کہ:

قداعطیتکم من قبل ان تسألونی وقداجبتکم من قبل ان تدعونی وقد غفرت لکم من قبل ان تعصونی۔

میں نے تمہیں عطا فرما دیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو، اور میں نے تمہاری درخواست قبول کر لی قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو، اور یقیناً تمہاری نافرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر تحت آیۃ سورۃ القصص وما کنت بجانب الغربی الخ المطبعۃ البہیۃ لمصر یۃ ۲۴/۲۵۷)

مدارج النبوۃ میں ہے،

از جملہ توقیر و برآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توقیر اصحاب و برایشاں است وحسن ثنا و رعایت ادب بایشاں و دُعا و استغفار مر ایشاں راو حق است مر کسے را کہ ثنا کردہ حق تعالیٰ بروے وراضی ست از وے کہ ثنا کردہ شو بروے وسب وطعن ایشاں اگر مخالف اولہ قطعیہ است، کفر والا بدعت وفسق، وہمچنیں امساک وکف نفس از ذکر اختلاف ومنازعات ووقائع کہ میان ایشاں شدہ وگزشتہ است واعراض واضراب از اخبار مورخین وجہلہ رواۃ وضلال شیعہ وغلاۃ ایشاں ومبتدعین کہ ذکر قوادح وزلالت ایشاں کنند کہ اکثر آں کذب وافترا است وطلب کردن درآنچہ نقل کردہ شدہ است از ایشاں از مشاجرات ومحاربات باحسن تاویلات واصوب خارج وعدم ذکر ہیچ یکے از ایشاں بہ بدی وعیب بلکہ ذکر حسنات وفضائل وعمائد صفات ایشاں از جہت آنکہ صحبت ایشاں باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقینی ست وماورائے آں ظنی است وکافیست دریں باب کہ حق تعالیٰ برگزید ایشاں را برائے صحبت حبیبہ خود صلی اللہ علیہ وسلم طریقہ اہل سنت وجماعت دریں باب این است درعقائد نوشتہ اند لاتذکر احدا منھم الا بخیر فاوآیات واحادیث کہ درفضائل صحابہ عموماً وخصوصاً واقع شدہ است دریں باب کافی است اھ مختصرا۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واحترام درحقیقت آپ کے صحابہ کا احترام اور ان کے ساتھ نیکی ہے ان کی اچھی تعریف اور رعایت کرنی چاہیے اور ان کے لئے دعا وطلبِ مغفرت کرنی چاہیے بالخصوص جس جس کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور اس سے راضی ہوا ہے اس سے وہ اس بات کی مستحق ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے پس اگر ان پر طعن وسب کرنے والا دلائل قطعیہ کا منکر ہے تو کافر ورنہ مبتدع وفاسق، اسی طرح ان کے درمیان جو اختلافات یا جھگڑے یا واقعات ہوئے ہیں ان پر خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان اخبار واقعات سے اعراض کیا جائے جو

مورخین، جاہل راویوں اور گمراہ وغلو کرنے والے شیعوں نے بیان کیے ہیں اور بدعتی لوگوں کے ان عیوب اور برائیوں سے جو خود ایجاد کر کے ان کی طرف منسوب کردئے اور ان کے ڈگمگا جانے سے کیونکہ وہ کذب بیانی اور افترا ہے اور ان کے درمیان جو محاربات ومشاجرات منقول ہیں ان کی بہتر توجیہ وتاویل کی جائے، اور ان میں سے کسی پر عیب یا برائی کا طعن نہ کیا جائے بلکہ ان کے فضائل، کمالات اور عمدہ صفات کا ذکر کیا جائے کیونکہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے اور اس کے علاوہ باقی معاملات ظنی ہیں اور ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پانے حبیب علیہ السلام کی محبت کے لئے منتخب کرلیا ہے اہل سنت وجماعت کا صحابہ کے بارے میں یہی عقیدہ ہے اس لئے عقائد میں تحریر ہے کہ صحابہ میں سے ہر کسی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا جائے اور صحابہ کے فضائل میں جو آیات واحادیث عموماً یا خصوصاً وارد ہیں وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں اھ مختصرا

(مدارج النبوۃ وصل در توقیر حضور واصحاب وے صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۱۳)

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ

مِنْهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ) وَقَالَ اللّٰهُ (اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ) اِلٰى قَوْلِهٖ (اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) قَالَتْ عَآئِشَةُ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَّابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ

باب: مہاجرین کے مناقب اور ان کے فضائل
ان میں حضرت ابوبکر، عبداللہ بن ابوقحافہ تیمی رضی اللہ عنہ ہیں

اور رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ اور رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ الی قولہ...... بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت غار میں تھے۔

225۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اشْتَرٰى اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ الْبَرَآءَ فَلْيَحْمِلْ اِلَيَّ رَحْلِيْ فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتّٰى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ اَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَاَحْيَيْنَا اَوْ سَرَيْنَا

لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِيْ هَلْ أَرٰى مِنْ ظِلٍّ فَاٰوِيَ إِلَيْهِ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِيْ هَلْ أَرٰى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا فَإِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ يَّسُوْقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِيْ أَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَّنَا قَالَ نَعَمْ فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَّنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرٰى فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ وَّقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قُلْتُ قَدْ أَنَ الرَّحِيْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰى فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَنَا فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ فَقُلْتُ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ (لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا)

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تیرہ درہم کے عوض پالان خرید فرمایا۔ تو حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیے کہ وہ پالان اٹھائے میرے ساتھ چل دیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں حتیٰ کہ آپ ہم کو وہ واقعہ بیان فرمائیں کہ جب آپ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما رہے تھے اور مشرکین ڈھونڈ رہے تھے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اور رسول اللہ ﷺ نے کیا فعل سرانجام دیا تھا۔ تو اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم مکہ مکرمہ سے چل پڑے تو ساری رات اور سارا دن سفر کرتے رہے حتیٰ کہ ہم نے ظہر کا وقت پالیا اور دوپہر ہو چکی میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ مجھے کسی جگہ سایہ دکھائی دے جس کی جانب پناہ گزیں ہوں چنانچہ میں نے اس چٹان کو صاف ستھرا کیا اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے لئے اس کے اوپر فرش بچھا دیا تو میں عرض گزار ہوا: اے اللہ عزوجل کے نبی! آپ ﷺ اس پر استراحت فرمائیے۔ پس نبی کریم ﷺ اس کے اوپر استراحت فرما ہو گئے۔ میں جا کر ادھر ادھر دیکھنے لگ گیا کہ کہیں کوئی ہمیں ڈھونڈنے نہ آ رہا ہو۔ میں نے دیکھا کہ ایک آجڑی اپنی بکریوں کو ہنکاتا بھگاتا ادھر ہی کو بڑھتا آ رہا ہے۔ اس کا بھی اسی چٹان کا ارادہ تھا جو ہمارا ارادہ تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: اے لڑکے! تم کس کے غلام ہو؟ تو اس نے قریش کے ایک آدمی کا نام لیا۔ میں نے اسے پہچان لیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: کیا تمہاری بکریوں کے اندر دودھ ہے۔ وہ کہنے لگا: ہاں۔ میں نے دریافت کیا: کیا تم ہمارے واسطے ان کا دودھ دوھ دو گے۔ وہ کہنے لگا: ہاں۔ اس پر میں نے اس کو دودھ دوہنے کے واسطے کہا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کسی بکری کو باندھ دیا میں نے

اسے کہا کہ وہ اس کے تھن گرد وغبار سے صاف کر لے پھر میں نے اسے کہا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو بھی جھاڑ پھونک کر دے۔ سو میں نے اپنی ہتھیلیوں میں سے ایک ہتھیلی کو دوسری کے اوپر مار کر بیان بھی کیا۔ اس نے میرے واسطے تھوڑا سا دودھ دوھ دیا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پہلے ہی چمڑے کا برتن لے کر آیا تھا میں دودھ کے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالنے لگ گیا حتیٰ کہ اس کا نیچے والا حصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ میں اس دودھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لے گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے تھے۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ نوش فرما لیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا حتیٰ کہ میں خوش وخرم ہو گیا۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! اب روانگی کا وقت ہو چکا ہے۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس پر ہم چل پڑے اور لوگ ہمیں ڈھونڈ رہے تھے ہمیں ان میں سے کوئی بھی نہ پا سکا۔ ماسوا سراقہ بن مالک بن جعشم کے وہ گھوڑے کے اوپر سوار تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اس ڈھونڈنے والے نے تو ہم کو پالیا ہے ارشاد فرمایا: غم نہ کھاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ (مرجع السابق: حدیث: 826)

226- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا فِي الْغَارِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں غار کے اندر تھا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوا: اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے قدموں کے نیچے نظر کرے تو وہ تو ہم کو دیکھ لے گا ارشاد فرمایا: تیرا کیا گمان ہے ابوبکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں تیسرا خود رب تعالیٰ ہے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 11، مسند البزار: رقم الحدیث: 36، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3096، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6278، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2381)

تعارف راوی

ابوبکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبداللہ بن عثمان (ابوقحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں، آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی، حضور نے فرمایا کہ جسے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھے۔ حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے، آپ سب سے پہلے مؤمن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے یعنی اولیت والے، ابومعنی والے، بکر معنی اولیت "سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا" آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے۔ (مترجم) آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، آپ خود صحابی ہیں، والدین صحابی ہیں، ساری اولاد صحابی پوتی پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے، یوں ہی جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں، آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی، مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ھ تیرہ منگل کی رات مغرب وعشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی، تریسٹھ سال عمر ہوئی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل

آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی، آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے، آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیٰوۃ شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے، روضہ رسول میں دفن ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکٰوۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ

جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اُسے راستے میں موت آ جائے تو اس کا ثواب اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔ (پ ۵، سورۃ النساء آیت نمبر: ۱۰۰)

یہاں مطلق فرمایا، گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آ لیا تو پورا کام اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا۔ وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دارو مدار حسنِ نیت پر ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر 400)

نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مدینہ منورہ اسلام کی نشانی، ایمان کا گھر، ہجرت کی زمین اور حلال وحرام کا ٹھکانا ہے۔" (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۶۱۸، ج ۴، ص ۱۷۴، مثوی بدلهموا۔۔۔ جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر 665)

ہجرت مدینہ کا مفصل واقعہ

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ ہی میں مقیم رہے اور حضرتِ ابو بکر صدیق اور حضرتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی آپ نے روک لیا تھا۔ لہٰذا یہ دونوں شمع نبوت کے پروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

کفار کانفرنس:

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر دیں۔ چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ

نے اپنے دار الندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی۔ اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور بااثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، اُمیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سردارانِ قریش اس مجلس میں موجود تھے۔ شیطانِ لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا۔ قریش کے سرداروں نے نام ونسب پوچھا تو بولا کہ میں "شیخ نجد" ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آ گیا ہوں کہ میں تمہارے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کردوں۔ یہ سن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کرلیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہوگئی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابوالبختری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی ان کو دے دیا کرو۔ شیخ نجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کر دیا تو یقیناً ان کے جاں نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑا لیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکال دو تاکہ یہ کسی دوسرے شہر میں جا کر رہیں۔ اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی۔ یہ سن کر شیخ نجدی نے بگڑ کر کہا کہ تمہاری اس رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دلکشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سنا سنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع فرمان بنالیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی یلغار کر دیں گے کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز و لاچار ہو جاؤ گے اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔

ابوجہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے وہ کیا ہے؟ تو ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کر دیں گے۔ ابوجہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس شوریٰ برخاست ہوگئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ (پ۹، الانفال: ۳۰)

ترجمہ: (اے محبوب یاد کیجیے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر

دیں یا شہر بدر کر دیں یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ اگلے صفحہ پر اس کا جلوہ دیکھیے کہ کس طرح اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور کفار کی ساری اسکیم کو کس طرح اس قادر قیوم نے تہس نہس فرما دیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ص۱۹۱۔۱۹۳)

ہجرتِ رسول کا واقعہ:

جب کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے سوا اور کوئی نہیں ہے (اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت فرما دی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے مگر میں اس کی قیمت دوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر اس کو قبول کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت بہت کم عمر تھیں لیکن ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامان سفر درست کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے توشہ دان کو باندھا اور دوسرے سے مشک کا منہ باندھا۔ یہ وہ قابل فخر شرف ہے جس کی بنا پر ان کو "ذات النطاقین" (دو پٹکے والی) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام "عبداللہ بن اُرَیقط" تھا جو راستوں کا ماہر تھا راہ نمائی کے لئے اُجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر "غار ثور" کے پاس آ جائے۔ یہ سارا نظام کر لینے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ، الحدیث: ۳۹۰۵، ج۲، ص۵۹۲ والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ص۱۹۲۔۱۹۳)

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ:

کفار مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرہ کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفارِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جو آج کانٹوں کا بچھونا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ رضی اللہ عنہ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیر خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ

وَقَيْتُ بِنَفْسِيْ خَيْرَمَنْ وَطِئَ الثَّرٰى   وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَبِالْحَجَرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

رَسُوْلُ الٰهِ خَافَ اَنْ يَّمْكُرُوْابِهٖ فَنَجَّاهُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰهُ مِنَ الْمَكْرِ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۸ وشرح الزرقانی علی المواھب، باب ہجرة المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۹۵ والسیرة النبویة لابن ھشام، ہجرة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۴)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بستر نبوت پر جان ولایت کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورۂ یٰس کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے نبوت خانہ سے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ چنانچہ ان کور بختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۷)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام "حزورہ" کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ "کعبہ" کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی قرارداد ہو چکی تھی۔ وہ بھی اسی جگہ آ گئے اور اس خیال سے کہ کفار مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے نازک

زخمی ہو گئے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خار دار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات غارِ ثور پہنچے۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲،ص ۵۷ و شرح الزرقانی علی المواہب، باب ہجرۃ المصطفیٰ ... الخ، ج ۲، ص ۱۰۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا۔ سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں میں کاٹا مگر حضرت صدیق جاں نثار رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوابِ راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے یارِ غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرورِ کائنات کے رخسار پر نثار ہو گئے۔ جس سے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے اور اپنے یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے پوچھا ابو بکر! کیا ہوا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رات اس غار میں رونق افروز رہے۔

(المواہب اللدنیۃ والزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... الخ، ج ۲، ص ۱۲۱ و المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... الخ، ج ۲، ص ۱۲۷)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوان فرزند حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ رات کو غار کے منہ پر سوتے اور صبح سویرے ہی مکہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ جو کچھ خبر ملتی شام کو آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیتے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ رات گئے چراگاہ سے بکریاں لے کر غار کے پاس آ جاتے اور ان بکریوں کا دودھ دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے یارِ غار پی لیتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب ج1 ص339 ـــــ المواہب اللدنیۃ والزرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... الخ، ج ۲، ص ۱۲۷)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غارِ ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُدھر کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بسترِ نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفارِ قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا

مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون و اطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔

(المواہب اللدنیۃ والزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۲۳ ملخصاً و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۹)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی وہ جاں نثاریاں ہیں جن کو دربار نبوت کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ؎

وَثَانِیْ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ　　طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَ

اور دو میں کے دوسرے (ابو بکر رضی اللہ عنہ) جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں تھے کہ دشمن ان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

وَکَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللہِ قَدْ عَلِمُوْا　　مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ بَدَلًا

اور وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔ تمام مخلوق اس بات کو جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۲۴) (زرقانی علی المواہب ج 1 ص 337)

بہر حال چوتھے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یکم ربیع الاول دوشنبہ کے دن غار ثور سے باہر تشریف لائے۔ عبداللہ بن اریقط جس کو رہنمائی کے لئے کرایہ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نوکر رکھ لیا تھا وہ قرارداد کے مطابق دو اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور ایک اونٹنی پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے اور عبداللہ بن اُریقط آگے آگے پیدل چلنے لگا اور عام راستہ سے ہٹ کر ساحل سمندر کے غیر معروف راستوں سے سفر شروع کر دیا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۲۸، ۱۲۹ ملخصاً)

سو اونٹ کا انعام:

اُدھر اہل مکہ نے اشتہار دے دیا تھا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام ملے گا۔ اس گراں قدر انعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش شروع کر دی اور کچھ لوگ تو منزلوں دور تک تعاقب میں گئے۔ (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۱۰)

اُمِ معبد کی بکری:

دوسرے روز مقامِ قدید میں اُمِ معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا۔ اُمِ معبد ایک ضعیفہ عورت تھی

جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھی اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی لاغر بکری ہے۔ دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُمِ معبد نے کہا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ اُمِ معبد نے اجازت دے دی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے "بسم اللہ" پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور اُمِ معبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر اُم معبد اور ان کے خاوند دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۱ والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۳۰)

روایت ہے کہ اُمِ معبد کی یہ بکری 18ھ تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جبعام الرماد کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام برابر دودھ دیتی رہی۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ہجرۃ المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، ج ۲، ص ۱۴۲)

سراقہ کا گھوڑا:

جب اُمِ معبد کے گھر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان! امان! پکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا۔ سراقہ کی لاچاری اور گریہ زاری پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرما دی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم...الخ، الحدیث: ۳۹۰۶، ج ۲، ص ۵۹۳ ---- بخاری باب ہجرۃ النبی ج 1 ص 554 و زرقانی ج 1 ص 346 و مدارج النبوۃ ج 2 ص 62)

سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل پر بیٹھ گیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ اور جنگ طائف و حنین سے فارغ ہو کر "جعرانہ" میں پڑاؤ کیا تو سراقہ اسی پروانہ امن کو لے کر بارگاہِ

نبوت میں حاضر ہو گئے اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۲ و شرح الزرقانی علی المواہب، قصۃ سراقۃ، ج ۲، ص ۱۴۵ ملخصا۔۔۔دلائل النبوۃ ج 2 ص 15 و مدارج النبوۃ ج 2 ص 62)

واضح رہے کہ یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے؟ اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن دربار خلافت میں لائے گئے تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تصدیق و تحقیق کے لئے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیئے اور فرمایا کہ اے سراقہ! رضی اللہ عنہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنا دیا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 24ھ میں وفات پائی۔ جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، قصۃ سراقۃ، ج ۲، ص ۱۴۵)

بریدہ اسلمی کا جھنڈا:

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو "بریدہ اسلمی" قبیلۂ بنی سہم کے ستر سواروں کو ساتھ لے کر اس لالچ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گرفتاری کے لئے آئے کہ قریش سے ایک سو اونٹ انعام مل جائے گا۔ مگر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔ جمال و جلال نبوت کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دامن اسلام میں آ گئے اور کمال عقیدت سے یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میری تمنا ہے کہ مدینہ میں حضور کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے، یہ کہا اور اپنا عمامہ سر سے اتار کر اپنے نیزہ پر باندھ لیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار بن کر مدینہ تک آگے آگے چلتے رہے۔ پھر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ مدینہ میں کہاں اتریں گے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہے۔ یہ جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۲)

حضرت زبیر کے بیش قیمت کپڑے:

اس سفر میں حسن اتفاق سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔ یہ ملک شام سے تجارت کا سامان لے کر آ رہے تھے۔ انہوں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چند نفیس کپڑے بطور نذرانہ کے پیش کیے جن کو تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرما لیا۔

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ مختصراً و دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من استقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ج ۲، ص ۴۹۸)

شہنشاہِ رسالت مدینہ میں:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لو تم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج "مسجد قبا" بنی ہوئی ہے۔ 12 ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلۂ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے انصار جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلاۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرتِ کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ... الخ، ج ۲، ص ۴۹۹۔ ۵۰۰ ملتقطاً و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصاً)
(مدارج النبوۃ ج 2 ص 63 و بخاری ج 1 ص 560)

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و سیّد الاولیاء اور صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہو گا۔

کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمن آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوشِ مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہو گا کہ

اُن کے قدم پہ میں نثار جن کے قدوم ناز نے اُجڑے ہوئے دیار کو رشکِ چمن بنا دیا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازہ کے سوا سارے دروازوں کو بند کردیا جائے' اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

227-حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ فَبَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهٖ اَنْ يُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَا بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا اور اپنے پاس رہنے کے درمیان اختیار دیا تو اس بندہ نے اس اجر کو اختیار کرلیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ راوی نے فرمایا کہ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے تو ہم ان کے رونے سے متعجب ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس بندہ کے بارے میں بتایا ہے جسے اختیار دیا گیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار عطا فرمایا گیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساروں سے بڑھ کر صاحب علم تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سارے لوگوں سے بڑھ کر اپنی مصاحبت اور مال سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور اگر میں اپنے رب تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا مگر اسلام کا بھائی چارہ اور محبت۔ مسجد میں کھلنے والا کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے گا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ذیلی دروازے کے سوا باقی سارے دروازے بند کردیئے جائیں گے۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 11134، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2382، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 93، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8103، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3660)

بَابُ فَضْلِ اَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سب سے افضل ہونا

228-حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ اَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدسہ میں لوگوں کے مابین فضیلت دیا کرتے تو ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیا کرتے پھر حضرت عمر بن خطاب پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1444، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3455)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا قَالَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان مقدس ہے: اگر میں کسی کو خلیل بنا تا' اسے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

229- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے دوست ہیں۔ (مرجع السابق باب الخوخۃ والممر فی المسجد)

230- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ وَّمُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ التَّبُوْذَكِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ مِثْلَهُ

ایوب کا بیان ہے اور فرمایا: اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو انہیں خلیل بناتا لیکن اسلام کی اخوت افضل ہے۔

(مرجع السابق باب الخوخۃ والممر فی المسجد)

231-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ فَقَالَ اَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهُ اَنْزَلَهُ اَبًا يَّعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ

عبداللہ ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو دادا (کی وراثت) کے بارے میں مکتوب لکھا تو انہوں نے فرمایا کہ رہے وہ آدمی جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو انہیں خلیل بناتا انہی کو فرمایا تھا کہ میں دادا کو باپ کا قائم مقام کرتا ہوں یعنی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2787، شرح السنۃ: 7:1، ص: 545، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 2368)

باب باب:

232۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَتِ امْرَاَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو حکم ارشاد فرمایا کہ پھر آنا۔ وہ عرض گزار ہوئی: یہ ارشاد فرمایئے کہ اگر میں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ پاؤں تو؟ گویا اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دنیا سے ظاہری پردہ ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ جانا۔

(معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1557، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2386، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3676، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6656، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 944)

233۔ حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَّقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَّامْرَاَتَانِ وَاَبُوْ بَكْرٍ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت صرف پانچ غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

(البحر الزخار: رقم الحدیث: 1261، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 348، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 40701، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12873، مسند البزار: رقم الحدیث: 1411)

تعارف راوی:

عمار بن یاسر: آپ عنسی ہیں، بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابوحذیفہ بن مغیرہ سے حلف کر لیا اور ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کر دیا ان سے عمار پیدا ہوئے ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کر دیا حضرت عمار پرانے مؤمنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تا کہ اسلام چھوڑ دیں، ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے، جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷

میں ترانوے سال عمر پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

234-حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ عَنْ عَائِذِ اللهِ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ اٰخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰى اَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ فَسَلَّمَ وَقَالَ اِنِّيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَاَسْرَعْتُ اِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَاَلْتُهٗ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ فَاَبٰى عَلَيَّ فَاَقْبَلْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللهُ لَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَاَتٰى مَنْزِلَ اَبِيْ بَكْرٍ فَسَاَلَ اَثَمَّ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالُوْا لَا فَاَتٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى اَشْفَقَ اَبُوْ بَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاللهِ اَنَا كُنْتُ اَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ فَمَا اُوْذِيَ بَعْدَهَا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سامنے سے تشریف لائے اپنے تہبند کا کنارہ پکڑے ہوئے حتیٰ کہ ان کا گھٹنا منکشف ہوگیا تھا تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دوست نے کسی شخص سے تنازع کرلیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سلام فرما کر عرض گزار ہوئے: میرے اور ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے مابین کچھ بگڑ گیا تھا۔ میں نے ان سے صفائی کرنے میں جلدی اختیار کی پھر میں نادم ہوا میں نے ان سے معافی کی درخواست کی تو وہ انکاری ہوگئے۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمادے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پھر یقینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے دریافت فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہاں پر جلوہ فرما ہیں۔ لوگ کہنے لگے: نہیں۔ اس پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور تبدیل ہونے لگ گیا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خوفزدہ ہوگئے اور اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے ان پر ظلم کیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب بھیجا ہے تم نے کہا آپ جھوٹے ہیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا سچ فرمایا۔ اور مجھے اپنے جان و مال میں شراکت دار ٹھہرایا اور دو بار فرمایا: کیا تم میرے دوست کو چھوڑ دو گے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کبھی بھی اذیت نہ پہنچائی گئی۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:357، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:746، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:20884، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3461)

تعارف راوی

ابوالدرداء: آپ کا نام عویمر بن عامر ہے، انصاری خزرجی ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے، اپنے گھر والوں کے بعد ایمان لائے، آپ بڑے فقیہ عالم ہیں، شام میں قیام رہا، دمشق میں آپ کی قبر ہے، ۳۲ بتیس میں وفات پائی، مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الدال، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

235- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنا کر روانہ فرمایا اس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ اور میں نے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا۔ میں عرض گزار ہوا: مردوں میں سے (کون)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے باپ۔ میں عرض گزار ہوا: پھر کون۔ ارشاد فرمایا: پھر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد چند اشخاص کو شمار فرمایا۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3885، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2384، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6900، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 3869، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 7345)

تعارف راوی

عمرو بن عاص: آپ سہمی قرشی ہیں، ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ ایک ساتھ آکر مسلمان ہوئے، حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا، مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کر دیا، پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی ۴۳ تینتالیس میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ بن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں، حضرت معاویہ نے معزول کر دیا، بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ بن عمر قیس بن ابی حازم وغیرہم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

236- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ

عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهٖ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ اِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّيْ خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ قَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اُوْمِنُ بِذٰلِكَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس وقت ایک چرواہا اپنی بکریوں کے مابین تھا تو ریوڑ پر بھیڑیا حملہ آور ہو گیا اور ان میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا چرواہے نے اس بکری کو تلاش کر لیا تو اس وقت بھیڑیئے نے چرواہے کی جانب رخ کر کے کہا: درندوں والے دن بکریوں کی حفاظت کرنے والا کون ہوگا۔ جس روز میرے علاوہ ان کا کوئی بھی چرانے والا نہ ہوگا اور جس روز ایک شخص ایک گائے کو ہنکائے چلا جا رہا تھا اور اس نے اس گائے پر سامان لادا تو گائے نے اس کی جانب رخ کر کے کلام کیا کہ میں اس لئے نہیں پیدا کی گئی بلکہ میں تو ہل چلانے کے واسطے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! پس نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔

(صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6485، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3697، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2388، الادب المفرد: رقم الحدیث: 902، مسند احمد: رقم الحدیث: 7351)

237- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَّاللهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں سو رہا تھا کہ خود کو ایک کنویں پر دیکھا۔ جس پر ڈول ہے تو میں نے اس سے اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا نکالا پھر اسے ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ) نے لیا اس نے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ ضعف ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ضعف پن کو معاف فرما دے اس کے بعد وہ ڈول چرس ہو گیا پھر اس کو ابن خطاب نے لیا چنانچہ میں نے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر نکالنے والے کسی ماہر کو نہ دیکھا حتیٰ کہ لوگوں کو سیراب کر دیا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 266، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2198، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8116، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 5603، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6898)

238- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ قَالَ مُوْسٰى فَقُلْتُ لِسَالِمٍ اَذَكَرَ عَبْدُاللهِ مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ ذَكَرَ اِلَّا ثَوْبَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے کپڑے کو تکبر سے زمین کے اوپر گھسیٹے گا بروز حشر اللہ تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت نہ فرمائے گا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خیال رکھوں کہ اس طرح نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس طرح تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے ہوتے۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 5326، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2085، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1731، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3569، البحر الزخار رقم الحدیث: 1665)

239- حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَّا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَّقَالَ هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ يَّا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَا بَكْرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جس آدمی نے راہ اللہ میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کر ڈالا تو اسے جنت کے دروازوں میں سے بلایا جائے گا اے اللہ عزوجل کے بندے! یہ خیر ہے۔ چنانچہ جو اہل نمازی ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا جو جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصیام اور باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ اور جو روزہ داروں سے ہوگا اسے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اس آدمی کو تو کوئی بھی ڈر نہ ہوگا جسے ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا آدمی ہے جسے ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں ہے۔ مجھے امید ہے وہ تم ہوا ے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 357، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2277، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 18344، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3607، سنن النسائی: رقم الحدیث: 2206)

240-حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَّأَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَّالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللهَ أَبُو بَكْرٍ وَّأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَّا يَمُوتُ وَقَالَ (إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ) وَقَالَ (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِيْنَ) قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا مِنَّا أَمِيرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ وَّكَانَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِي كَلَامِهِ نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا أَمِيرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَّأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَائِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللهُ وَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا وَّقَصَّ الْحَدِيثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللهُ بِذَلِكَ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدَى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) إِلَى (الشَّاكِرِيْنَ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس وقت دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا تو

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس دوران مقام سخ پر تھے۔ اسماعیل نے کہا: یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں۔ آپ کی خبر سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں یہی کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اس مرض سے تندرست فرما کر ہی اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جلوہ افروز ہوئے اور اندر جا کر آپ ﷺ پر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دے کر کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ تو حیاتی میں بھی پاکیزہ تھے اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ اور اس مقدس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر دوبار موت ہرگز طاری نہ فرمائے گا پھر آپ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: اے قسم کھانے والے! تھوڑا غور وفکر کر! تو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات شروع فرمادی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت اختیار فرما لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: لوگو! دیکھو اگر کوئی (سیّدنا) محمد مصطفی ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ سیّدنا محمد مصطفی ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اس کو کبھی بھی موت نہ آئے گی۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت تلاوت فرمائی: ''یقیناً آپ وصال فرمانے والے ہیں اور یہ لوگ ہی وفات پا جانے والے ہیں۔'' اور یہ تلاوت فرمائی: ''اور (سیّدنا) محمد (ﷺ) صرف رسول ہیں۔ ان سے قبل بھی اور رسول گزر چکے ہیں۔ تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں لوٹ جاؤ گے۔ اور جو الٹے پاؤں لوٹ جائے گا تو وہ رب تعالیٰ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچائے گا اور عنقریب رب تعالیٰ شکر گزاروں کو بدلہ عطا فرمائے گا۔'' راوی کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی لوگ زار وقطار رونے لگ گئے۔ راوی نے کہا کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے ہو کر کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ان کی مجلس میں تشریف لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بات کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں چپ رہنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے اس طرح صرف اسی بناء پر کیا تھا میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر کو تیار کر لیا تھا جو مجھے بہت اچھی لگی تھی پھر بھی مجھے خوف ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہمسری اس سے بھی نہ ہو پائے گی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم امراء ہیں اور تم وزراء ہو اس پر حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم اس طرح نہیں دیں گے ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان گنے جاتے ہیں۔ اور ان کا ملک عرب کے درمیان ہے اب تمہیں اختیار ہے یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلو یا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کی ہی بیعت کریں گے آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ

محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سارے لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہ بلند فرمائی پھر تین دفعہ ارشاد فرمایا: رفیق اعلیٰ میں اور قاسم نے مکمل حدیث بیان فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں کے خطبوں میں سے جو بھی خطبہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے نفع پہنچایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خوفزدہ کیا۔ یقیناً کچھ لوگوں میں نفاق تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ کے ذریعہ سے انہیں باز رکھا۔ پھر یقیناً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بصیرت سے ہدایت عطا فرمائی اور یہ بتا دیا کہ ان کے اوپر کیا کچھ حق ہے اور جس وقت وہاں سے لوگ نکلے تو سارے اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے: اور محمد صرف رسول ہیں ان سے قبل بھی رسول گزر چکے ہیں یہ آیت شاکرین تک ہے۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 24864، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6620، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1627، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1840، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 3339)

241- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ اَبِي رَاشِدٍ حَدَّثَنَا اَبُو يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ وَخَشِيتُ اَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ

محمد بن حنفیہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہتر کون ہیں تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی۔ میں نے دریافت کیا: اس کے بعد کون؟ تو انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ مجھے خدشہ ہوا کہ اب فرمائیں گے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس پر میں نے دریافت کیا: پھر تو آپ رضی اللہ عنہ۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 140، المعجم الاوسط: رقم الحدیث: 810، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 34179، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4013، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 17)

242- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَاَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَاَتَى النَّاسُ اَبَا بَكْرٍ فَقَالُوا اَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى

مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَآءَ اَبُو بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِىْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِىْ وَقَالَ مَا شَآءَ اللهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِىْ بِيَدِهٖ فِىْ خَاصِرَتِىْ فَلَا يَمْنَعُنِىْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِىْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِىَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِىْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت چلے تو جب ہم مقام بیداء یا مقام الجیش پر پہنچے تو میرا ایک دفعہ ہار ٹوٹ کر گر گیا جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ڈھونڈنے کے لئے وہاں پر رک گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت رک گئے مگر یہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی ان کے پاس پانی تھا لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ دیکھتے نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ پر روک رکھا ہے۔ اس قدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں تو اس جگہ پانی ہے اور نہ ہی لوگ اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنا سر اقدس میری ران پر رکھے ہوئے آرام فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا: تمہاری بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سارے لوگوں کو یہاں پر ٹھہرنا پڑ گیا ہے۔ اب اس جگہ نہ تو پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے او پر غصہ دکھایا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا انہوں نے فرمادیا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگ گئے۔ میں تڑپ کر لازمی اٹھتی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر اقدس میری ران کے اوپر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہی رہے جب صبح ہوئی تو پانی نہ تھا اور اس مقام پر رب تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔ اور ساروں نے تیمم کیا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر ہم نے جس وقت اس اونٹ کو اٹھایا تو جس پر میں سوار تھی اسی کے نیچے ہار مل گیا۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 310، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 1300، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 367، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 262، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 129)

243- حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِىْ اِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِىْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ وَّعَبْدُاللهِ بْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو اگر تم میں کوئی احد کے برابر سونا بھی رب تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردے تو پھر بھی ان کے مد یا نصف مد کو نہیں پہنچ سکے گا۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 161، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2541، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7255، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 1198، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3861)

244- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ اَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهٗ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا فَخَرَجْتُ عَلٰى اِثْرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ وَّتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَّسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَّمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يُّرِيْدُ اَخَاهُ يَاْتِ بِهٖ فَاِذَا اِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَّسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ اِنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَّاْتِ بِهٖ فَجَآءَ اِنْسَانٌ يُّحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وِجَاهَهٗ مِنَ الشَّقِّ الْاٰخَرِ قَالَ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا: میں تو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ہی رہوں گا یہ سوچتے ہی وہ مسجد کے اندر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے خبر دی کہ مسجد سے باہر تشریف لے کر گئے ہیں اور اس طرف کا رخ انور فرمایا ہے چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھ گچھ کرتے کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشان قدم پر چل پڑا بیر اریس پر پہنچ کر میں دروازہ کے پاس ہی بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجوروں کی شاخوں کا تھا میں اس قدر دیر دروازے کے پاس بیٹھا رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع حاجت فرما چکے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیر اریس کے منڈیر پر درمیان میں جلوہ فگن تھے اور اپنی پنڈلیوں کو منکشف فرمایا ہوا تھا۔ اور پاؤں کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر کے واپس پلٹ آیا۔ اور دروازہ کے اوپر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربان ہی رہوں گا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے دروازہ کو دھکا دیا میں نے دریافت کیا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا ذرا ٹھہر جایئے۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اذن مانگ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو اذن دیدو اور ان کو جنت کی خوشخبری بھی دیدو۔ چنانچہ میں نے آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اندر تشریف لے آیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدھی جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت منڈیر پر جلوہ فگن ہو گئے۔ اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوا تھا اپنے پاؤں کو کنویں میں لٹکا دیا اور اپنی پنڈلیوں کو منکشف کر دیا۔ اس کے بعد میں واپس پلٹ آیا اور دروازے کے اوپر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنے بھائی کو گھر وضو فرماتے ہوئے چھوڑا تھا ان کا میرے ساتھ ملنے کا ارادہ تھا میں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے گا یعنی ان کے بھائی کے ساتھ تو اس کو یہاں پر لے آئے گا۔ تو اچانک ایک آدمی نے دروازہ ہلایا میں نے دریافت کیا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: ذرا ٹھہر جایئے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کر کے عرض گزار ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اذن مانگ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو اذن دیدو اور جنت کی خوشخبری بھی دیدو۔ میں نے آ کر انہیں کہا: اندر تشریف لے آیئے (وہ آ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت منڈیر کی الٹی جانب جلوہ فگن ہو گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے۔ اس کے بعد میں واپس پلٹ کر دروازہ کے اوپر بیٹھ گیا۔ اور میں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو اس کو یہاں پر لے کر آئے گا۔ اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے دروازہ کو ہلایا۔ میں نے دریافت کیا: کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: ذرا ٹھہر جایئے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں نے حاضر ہو کر عرض کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو اذن دیدو اور ان کو جنت کی خوشخبری دے دیجیے۔ اور ان کو اس مصیبت کی اطلاع دیدو جو ان کو ضرور پہنچے گی۔ میں پلٹ کر لوٹ آیا اور میں نے کہا کہ اندر تشریف لے آیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی

خوشخبری دیتے ہیں اور ایک مصیبت کی جو آپ رضی اللہ عنہ کو ضرور پہنچے گی۔ اس کے بعد وہ اندر تشریف لے آئے۔ اب منڈیر بھری بھری تھی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو دوسری طرف جلوہ فگن ہو گئے۔ سعید بن مسیب نے کہا: میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے کی۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3110، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2403، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6911، مسند احمد: رقم الحدیث: 19509، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 20402)

245-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَّاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے تو وہ احد پہاڑ کانپنے لگ گیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے احد اپنی جگہ رہ یقیناً تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 365، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2049، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8135، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4032، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3630)

246-حَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا جَاءَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَّاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ فَنَزَعَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ الْعَطَنُ مَبْرَكُ الْاِبِلِ يَقُوْلُ حَتّٰى رَوِيَتِ الْاِبِلُ فَاَنَاخَتْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت میں کنویں سے ڈول نکال رہا تھا تو میرے پاس ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے کر ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے ڈول نکالنے میں ضعف تھا اور اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔ پھر اس ڈول کو ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے لے لیا اس پر وہ ان کے ہاتھ میں ایک بڑا ڈول بن گیا۔ اور میں نے ان کی مانند لوگوں میں عام سا کام کرنے والا نہ دیکھا۔ انہوں نے پانی نکالا حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کو ان کی جگہ پر بٹھا دیا۔ وہب نے کہا: عطن بمعنی اونٹوں کے بیٹھنے کا مقام ہے وہ یہ کہتے تھے حتیٰ کہ اونٹ سیر یاب ہو گئے تو انہیں بٹھا دیا۔

(مرجع السابق باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

247-حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک قوم کے اندر کھڑا ہوا تھا کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے واسطے رب تعالیٰ سے دعا کی اور وہ اس وقت چار پائی پر؟؟ رکھے ہوئے تھے کہ ایک شخص میرے پیچھے سے تشریف لائے اور اپنی کہنی کو میرے شانے پر رکھ دیا انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ فرمادے گا کیونکہ میں نے کئی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں تھا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور میں نے کہا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اور میں چل پڑا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں امید کرتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رکھے گا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4،ص:361،البحر الزخار: رقم الحدیث:428،مستدرک: رقم الحدیث:4427،مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:18)

248- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللهِ ابْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَوَضَعَ رِدَائَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ (أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَّقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَائَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت سب سے جو برا سلوک کیا وہ کون سا تھا؟ اس پر انہوں نے فرمایا: میں نے عقبہ بن معیط کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گردن میں لپیٹ دی اور کافی شدت سے گلا گھونٹ دیا اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس کو دھکا دے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جدا کر دیا اور انہوں نے فرمایا: کیا تم ایسی مقدس ہستی کو شہید کر دینا چاہتے ہو جو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا رب عزوجل اللہ تعالیٰ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب عزوجل کی جانب سے کھلی ہوئی نشانیاں لے کر تشریف لائے ہیں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:2942،سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:17506،شرح السنۃ: جز:1،ص:887،مسند احمد: رقم الحدیث: 6614،مسند الصحابۃ: جز:31،)

شرح:

ان ابواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہوا ہم ان کی سیرت تفصیلاً بیان کرتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تاجدارِ رسالت کی تصدیق کی۔ بارگاہِ نبوت صلّی اللہ صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عتیق کا لقب پایا۔ توفیق الٰہی کی تائید انہیں حاصل رہی، سفر وحضر میں حضور نبیٔ پاک صلّی اللہ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ السَّلَام کے رفیق رہے، اور زندگی کے ہر موڑ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص دوست اور بعدِ وصال بھی روضۂ انور میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) ساتھ آرام فرما رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید میں فخر کے ساتھ ذکر فرمایا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ تمام چنے ہوئے لوگوں سے بڑھ گئے اور رہتی دنیا تک آپ کی بزرگی و شرف باقی رہے گا، کوئی صاحب طاقت و بصارت آپ رضی اللہ عنہ کے بلند رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (پ۱۰، التوبہ:۴۰)

ترجمۂ کنز الایمان: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔

اس کے علاوہ بہت سی آیات واحادیث آپ اللہ تعالیٰ نے کی شان میں وارد ہوئی ہیں جن میں روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر صاحب فضل سے زیادہ فضیلت والے اور ہر مقابل سے برتری لے جانے والے ہیں۔ نیز یہ آیات مبارکہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

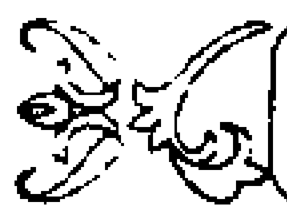
لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ (پ۲۷، الحدید:۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام حالات میں اپنی انفرادیت قائم رکھی اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ اللہ عنہ کو حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے قبول کرلیا اور مال وعزت حتی کہ ہر چیز راہِ خدا میں قربان کردی۔ توحیدِ الٰہی کو قائم کرنا ہی آپ کا مقصد ومدعا تھا اسی بنا پر پریشانیوں اور مصیبتوں کا نشانہ بنے اور اسلام کی خاطر ہر چیز ترک کردی اور مخلوق سے منہ موڑ کر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی راہ اختیار کی۔ منقول بھی یہی ہے کہ راستوں کے اختلاف کے وقت حقائق کو تھامے رکھنا ہی تصوّف ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا درسِ توحید:

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور نبیٔ اکرم، رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ ظاہری ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ



عنہ لوگوں سے کلام فرمارہے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بیٹھ جائیے! لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ (شدتِ جذبات) کی وجہ سے نہ بیٹھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بیٹھ جائیے! (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے) تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور حمد وصلوٰۃ کے بعد ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص حضرت سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصالِ ظاہری فرما چکے ہیں اور جو اللہ عزّ وجلّ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ بے شک اللہ عزوجل زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ

(پ ۴، آل عمران: ۱۴۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: ''اللہ عزوجل کی قسم! ایسا لگتا تھا گویا لوگ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ عزوجل نے اس آیت کو نازل فرمایا حتی کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آیت تلاوت کی تو لوگوں نے سن کر اسے یاد کر لیا پھر اس کے بعد ہم نے لوگوں کو اس کی تلاوت کرتے سنا۔''

حضرت سیّدنا امام ابن شہاب زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرتے سنا تو میں کانپنے لگا حتی کہ میرے پاؤں سن ہو گئے اور میں گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑا اور یہ آیت سن کر مجھے یقین ہوا کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصالِ ظاہری فرما چکے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت......الخ، الحدیث: ۱۲۴۲، ص ۹۷۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، الحدیث: ۴۴۵۴، ص ۳۶۵)

دین پر استقامت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کامل وفاداری کی بدولت اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے۔ اور کہا گیا ہے کہ تصوُّف بھی یہی ہے کہ انسان اللہ وحدہ لاشریک کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر لے۔

اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ابن دَغِنَہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی ذمے داری میں لیا اور قریش نے قبول کر لیا تو انہوں نے ابن دَغِنَہ سے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کیا کریں، گھر میں جتنی چاہیں نمازیں پڑھیں اور جتنا چاہیں قرآن پڑھیں، ہمیں اس سے کوئی تکلیف نہیں ہو گی لیکن وہ اپنے گھر سے باہر کھلم کھلا نماز نہ پڑھیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور اپنے گھر کے صحن

کو جائے نماز بنالیا، اسی جگہ نماز پڑھتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے لیکن یہاں بھی مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا ازدہام لگا رہتا وہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ دیکھ کر حیرت وتعجب کرتے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پاتے اور خوب آنسو بہاتے۔

اس بات سے سردارانِ قریش بہت پریشان تھے (کہ کہیں ان کی عورتیں اور بچے اسلام کی طرف مائل نہ ہو جائیں) چنانچہ، انہوں نے ابن دَغِنَہ کو بلا کر اپنی تشویش کا اظہار کیا تو ابن دَغِنَہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ''اے ابو بکر! جس بات پر میں نے آپ کی ذمہ داری قبول کی ہے وہ آپ کو معلوم ہے لہٰذا آپ اسی پر قائم رہیں یا میرا ذمہ چھوڑ دیں کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ قریش میرے بارے میں یہ سنیں کہ میں نے اپنے ذمہ کی حفاظت نہیں کی۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تیرا ذمہ تجھے لوٹاتا اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ پر راضی ہوتا ہوں۔'' ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ ہی میں تشریف فرما تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر......الخ، الحدیث: ۲۲۹۷، ص۱۷۹)

آپ رضی اللہ عنہ کی قرآن فہمی:

حضرت سیّدنا اسود بن ہلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے رُفقا سے فرمایا: ان دو آیتوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (پ۲۶، الاحقاف: ۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (پ۷، الانعام: ۸۲)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی۔

رُفقا نے عرض کی: ''رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے دوسرا دین اختیار نہیں کیا اور وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ایمان میں گناہ کر کے ناحق کی آمیزش نہیں کی۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم نے ان آیتوں کا محمل درست بیان نہیں کیا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے غیر کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوئے اور وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کی۔''

(المستدرک، کتاب التفسیر تفسیر سورۃ حم السجدۃ، باب ان اول من یتکلم یوم القیامۃ......الخ، الحدیث: ۳۷۰۰، ج۳، ص۲۲۹، ''فلم یدینوا'' بدلہ ''فلم یلتفتوا'')

آپ رضی اللہ عنہ کی فکرِ آخرت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا سے کنارا کشی اختیار کرنے اور فکرِ آخرت میں مگن رہنے والے

تھے۔اور صوفیائے کرام رَحِمَہُم اللہ السَّلَام فرماتے ہیں: ''تصوُّف دنیا کو چھوڑ کر اس کے مال ومتاع سے منہ موڑنے کو کہتے ہیں۔''

حضرت سیّدنا زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پینے کے لئے پانی طلب فرمایا تو ایک کٹورے میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسے منہ کے قریب کیا تو رو پڑے اور حاضرین کو بھی رُلا دیا پھر آپ رضی اللہ عنہ تو خاموش ہو گئے لیکن لوگ روتے رہے۔(ان کی یہ حالت دیکھ کر) آپ رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ رضی اللہ عنہ دوبارہ رونے لگے یہاں تک کہ حاضرین کو گمان ہوا کہ وہ اب رونے کا سبب بھی دریافت نہیں کرسکیں گے پھر کچھ دیر کے بعد جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے عرض کی: ''کس چیز نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس قدر رُلایا؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں ایک مرتبہ حضور نبیٔ اکرم، نُورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ سے کسی چیز کو دور کرتے ہوئے فرمارہے تھے، مجھ سے دور ہوجا. مجھ سے دور ہوجا، لیکن مجھے آپ کے پاس کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کو اپنے آپ سے دور فرمارہے ہیں جبکہ مجھے آپ کے پاس کوئی چیز نظر نہیں آرہی؟'' سرکارِ دوجہان، سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دنیا تھی، جو بَن سنور کر میرے سامنے آئی تو میں نے اس سے کہا: ''مجھ سے دور ہوجا تو وہ ہٹ گئی۔'' اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھ سے بچ گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والے نہ بچ سکیں گے۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے خوف لاحق ہوا کہ دنیا مجھ سے چمٹ گئی ہے۔بس اسی بات نے مجھے رُلا دیا۔''

(المستدرک، کتاب الرقاق، باب اذا امرض المؤمن......الخ، الحدیث: ۷۹۲۶، ج۵، ص۴۳۹ بتغیرٍ قلیلٍ)

آپ رضی اللہ عنہ کا تقویٰ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راہِ خدا میں اپنی کوشش کو کم نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔جیسا کہ صوفیائے عظام رَحِمَہُم اللہ السَّلَام تصوف کا معنی بیان فرماتے ہیں کہ ''اللہ عزوجل کا قرب پانے کی کوشش میں لگے رہنے کا نام تصوُّف ہے۔

حضرت سیّدنا زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کما کر لایا کرتا تھا۔ایک رات جب وہ کھانا لایا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابھی اس میں سے ایک ہی لقمہ تناول فرمایا تھا کہ غلام نے عرض کی: ''آپ رضی اللہ عنہ ہر رات مجھ سے دریافت کیا کرتے تھے کہ کھانا کہاں سے آیا ہے لیکن کیا بات ہے آج آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سوال کیوں نہیں کیا؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے سخت بھوک لگی تھی اس وجہ سے نہ پوچھ سکا اب بتاؤ کہاں سے لائے ہو؟'' غلام نے عرض کی: ''میں نے زمانہ جاہلیت میں منتر پڑھ کر کسی کا علاج کیا تھا اور انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا، آج جب میں ان کے پاس سے گزرا تو ان کے ہاں شادی تھی انہوں نے اس کھانے میں سے مجھے بھی دے دیا۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔'' یہ کہہ کر انگلی منہ میں ڈالی اور قے کرنے لگے لیکن کھانا نہ نکلا، کسی نے کہا: ''یہ پانی کے بغیر نہیں نکلے گا۔''

توامیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور اسے پی کر قے کرتے رہے یہاں تک کہ اس کھانے کو پیٹ سے باہر نکال دیا۔ کسی نے کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لقمے کی وجہ سے اتنی مشقت کیوں اٹھائی۔'' فرمایا: اگر یہ لقمہ میری جان لے کر نکلتا تب بھی اسے نکال کر رہتا کیونکہ میں نے حضور اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو جسم حرام سے پلا بڑھا وہ آگ کے زیادہ لائق ہے۔'' پس مجھے خوف لاحق ہوا کہ کہیں اس لقمے سے میرے جسم کی کچھ نشو ونما نہ ہو جائے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی المطاعم والمشارب، الحدیث: ۵۷۶۰، ج۵، ص۵۶)

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا عشقِ رسول:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تکالیف کو برداشت کرنے میں سب سے آگے ہوتے تھے کیونکہ اس میں بلندیٔ درجات کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ جیسا کہ اہلِ تصوُّف، تصوُّف کا ایک معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب کے دیدار کے لئے جلنے، تڑپنے اور بے قرار رہنے میں راحت وآرام محسوس کرنا تصوُّف کہلاتا ہے۔

حضرت سیّدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک فریادی آلِ ابوبکر کے پاس آیا اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''اپنے رفیق کی خبر لو!'' آپ رضی اللہ عنہ فوراً ہمارے پاس سے تشریف لے گئے اور حالت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بال چار حصوں میں تقسیم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے تمہاری ہلاکت ہو، کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ تمہارے رب کی طرف سے روشن نشانیاں تمہارے پاس لائے؟ پس وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جھپٹ پڑے۔ حضرت سیّدہ اسماء بنتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں جب آپ رضی اللہ عنہ واپس گھر تشریف لائے تو حالت یہ تھی کہ سر کے جس حصے پر بھی ہاتھ پھیرتے تو بال ہاتھ میں آ جاتے اور اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ یہ پڑھ رہے تھے:

تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام یعنی: اے بزرگی وکرامت والے رب عَزَّوَجَلَّ! تیری ذات بابرکت ہے۔

(المسند لابی یعلی الموصلی، مسند ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۴۸، ج۱، ص۴۲)

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑی چیز (یعنی آخرت) کے بدلے میں حقیر چیز (یعنی دُنیا) کو قربان کر دیتے تھے۔ جیسا کہ صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام تصوف کا ایک معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اپنی تمام تر کوششوں کو نعمتیں عطا کرنے والے پَرْوَرْدِگار اللہ تعالیٰ آپ کے لیے وقف کر دینے کا نام تصوُّف ہے۔

حضرت سیّدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے اور اسے چھپاتے ہوئے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری طرف سے صدقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا مجھ پر اور بھی حق ہے۔'' کچھ دیر بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں صدقہ لائے اور اسے ظاہر کرتے ہوئے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری طرف سے صدقہ ہے

اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ہاں میرے لئے اس کا بدلہ ہے۔'' حضور نبیٔ اَکرم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! تم نے بغیر دھاگے کے کمان پر تیر چڑھانے کی کوشش کی ہے اور تم دونوں کے صدقے میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ تمہارے کلام میں ہے۔''

(الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی، باب الیاء، الحدیث: ۸۲۸۳، ج۵، ص۳۱۰)

صدقہ کرنے میں سب سے آگے:

حضرت سیّدنا زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صدقہ دینے کا حکم دیا، اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال موجود تھا، میں نے (دل میں) کہا: ''اگر میں کسی دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ سکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں اپنا آدھا مال لے کر بارگاہِ نبوت علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو گیا۔'' حضور نبیٔ اَکرم، رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔'' اتنے میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حضور نبیٔ اَکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ''گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے (دل میں) کہا: ''میں کبھی بھی کسی معاملے میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب الرخصۃ فی ذلک، الحدیث: ۱۶۷۸، ص۱۳۴۸)

اپنی جان آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر قربان:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سچے دوست اور بھائی چارگی کو نبھاتے تھے۔ جیسا کہ علمائے تصوُّف رَحِمَہُمُ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی محبت میں درپیش مشکلات کو خوش دلی سے سینے لگانے اور تمام امور کو دلوں کی صفائی پر صَرف کرنے کا نام تصوُّف ہے۔''

حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''غارِ ثور والی رات امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپ پہلے غار میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائیں تا کہ اگر کوئی سانپ یا موذی چیز ہو تو پہلے مجھے نقصان پہنچائے۔'' مؤمنین پر رحم و کرم فرمانے والے نبی کریم، رءوف رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی تو عاشق اکبر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے سوراخ تلاش کرتے اور جو بھی سوراخ ملتا اپنا کپڑا پھاڑ کر اسے بند کر دیتے، یہاں تک کہ کپڑا ختم ہو گیا مگر ایک سوراخ ابھی باقی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی پھر اللہ عزوجل کے حبیب، حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے۔ صبح ہوئی تو حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''اے ابو بکر! تمہارا کپڑا کہاں ہے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ عرض کر دیا تو حضور نبیٔ اَکرم، رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور یہ دعا کی: اَللّٰھُمَّ

اجْعَلْ اَبَا بَکْرٍ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی اے اللہ عزوجل! قیامت کے دن ابوبکر کو جنت میں میرے ساتھ جگہ عطا فرما۔'' اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ'' بے شک تمہارے رب نے تمہاری دعا قبول فرمالی ہے۔''

(صفۃ الصفوۃ، ابوبکر الصدیق، سیاق افعالہ الجمیلۃ، ج۱، ص۱۲۵)

اپنا مال آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر قربان:

حضرت سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں: ''جب حضور نبی اکرم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں تھا۔''

زبان کی حفاظت:

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اللہ عزوجل آپ کی بخشش فرمائے۔ اسے چھوڑ دیجئے!'' امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس نے مجھے ہلاکت میں ڈال دیا۔'' (الموطا للامام مالک، کتاب الکلام، باب ماجاء فیما یخاف من اللسان، الحدیث: ۱۹۰۶، ج۲، ص۴۶۶)

حضرت سیدنا طارق بن شہاب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس شخص کے لئے بشارت ہے جو'' نَأْنَاۃ '' میں فوت ہوا۔'' عرض کی گئی: ''یہ'' نَأْنَاۃ '' کیا ہے؟'' فرمایا: ''ابتدائے اسلام (یعنی جب اسلام کمزور تھا اور اس کے مددگار کم تھے)۔'' (الزھد لابن المبارک، باب الاعتبار والتفکر، الحدیث: ۲۸۱، ص۹۵)

مضبوط و مطمئن دل کے مالک:

حضرت سیدنا ابو صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اہل یمن کا ایک وفد حاضر ہوا جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگے۔ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''پہلے ہماری بھی یہی حالت تھی لیکن اب دل سخت ہو گئے ہیں۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب ما قالوا فی......الخ، الحدیث: ۳، ج۸، ص۲۹۶)

حضرت سیدنا امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان'' دل سخت ہو گئے'' سے مراد یہ ہے کہ دل مضبوط اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے مطمئن ہو گئے۔''

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیا:

حضرت سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے حیا کرو، اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ

قدرت میں میری جان ہے جب میں کھلی فضا میں قضائے حاجت کے لئے جاتا ہوں تو اللہ عزوجل سے حیا کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑا ڈال لیتا ہوں۔'' (الزھد لابن المبارک، باب الھرب من الخطایا والذنوب، الحدیث: ۳۱۶، ص ۱۰۷)

حضرت سیّدنا ابوسفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو لوگ آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کی: ''کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کسی طبیب کو نہ بلا لائیں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''طبیب مجھے دیکھ چکا ہے۔'' لوگوں نے استفسار کیا کہ ''اس نے کیا کہا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس نے کہا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں (آپ رضی اللہ عنہ نے طبیبِ حقیقی یعنی اللہ عزوجل کے بارے میں یہ بات کہی)۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۵۸۷، ص ۱۴۲۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۴۶ ابو بکر الصدیق، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۸)

دُنیا کے بارے میں نصیحت:

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دینے کے بعد فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے لیکن ابھی پوری طرح نہیں بلکہ آنے ہی والی ہے۔ بہت جلد تم ریشم کے پردے اور دیباج کے تکیے اپناؤ گے اور اُونی بستروں پر اس طرح تکلیف محسوس کرو گے جس طرح ''سعدان'' کے کانٹوں پر محسوس کرتے ہو اور اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم میں سے کوئی اس دنیا کی طرف لپکے اور اس کی ناحق گردن ماردی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ دنیا کی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۳، ج ۱، ص ۶۲)

خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے خطبات

بادشاہوں کا اَنجام:

حضرت سیّدنا یحییٰ بن ابوکثیر عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَدِیۡر سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں اکثر یہ فرمایا کرتے تھے: ''کہاں ہیں خوبصورت چہروں والے! جنہیں اپنی جوانیوں پہ ناز تھا؟ اور کہاں ہیں وہ بادشاہ! جنہوں نے شہر بنائے اور ان کی حفاظت کے لئے فصیلیں (بلند و مضبوط دیواریں) تعمیر کروائیں؟ کہاں ہیں وہ فاتحین! جنگوں میں کامیابی جن کے قدم چومتی تھی؟ زمانے نے ان کا نام و نشان تک مٹا ڈالا، اب وہ قبر کے اندھیروں میں پڑے ہیں۔ جلدی کرو جلدی! نجات حاصل کرو نجات!'' (شعب الایمان للبیھقی، باب فی الزھد وقصر الامل، الحدیث: ۱۰۵۹۵، ج ۷، ص ۳۶۴)

قبر و حشر کی تیاری:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عکیم عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡحَکِیۡم سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ

اس کی حمد وثنا اس طرح کرو جس طرح کرنے کا حق ہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں خوف اور امید کے ساتھ کثرت سے دعا کیا کرو کیونکہ اللہ عزوجل نے حضرت سیّدنا زکریا عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کے گھر والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ○ (پ۱۷، الانبیاء: ۹۰)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے ہیں۔

اللہ عزوجل کے بندو! جان لو بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے عوض تمہاری جانوں کو گروی رکھا ہے اور اس پر تم سے پختہ وعدہ لیا ہے، اور تم سے قلیل وفانی زندگی کو ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کے بدلے میں خرید لیا ہے اور تمہارے پاس اللہ عزوجل کی کتاب ہے جس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس کا نور بجھایا جا سکتا ہے۔ اس کی آیات کی تصدیق کرو اور اس سے نصیحت حاصل کرو نیز تاریکی والے دن کے لئے اس سے روشنی حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں عبادت کے لئے پیدا فرمایا اور تم پر کِرَامًا کَاتِبِیْن (یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو مقرر فرمایا ہے اور جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔

اللہ عزوجل کے بندو! جان لو تم ایک مقررہ وقت (یعنی موت آنے) تک صبح وشام کر رہے ہو جس کا علم تمہیں نہیں دیا گیا ہے۔ اگر تم اپنی زندگی رضائے ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ والے کاموں میں فنا کر سکو تو ایسا ہی کرو مگر یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں لہٰذا اپنی زندگی کی مہلت سے فائدہ اٹھاؤ اور ایک دوسرے پر اعمال میں سبقت لے جاؤ اس سے پہلے کہ موت آئے اور تمہیں تمہارے برے اعمال کی طرف لوٹا دے۔ کیونکہ بہت سی قوموں نے اپنی عمریں غیروں کے لئے صرف کر ڈالیں اور اپنے آپ کو بھول گئے۔ اس لئے میں تمہیں روکتا ہوں کہ تم ان جیسے نہ بن جانا۔ جلدی کرو جلدی! نجات حاصل کرو نجات! بے شک موت تمہارے تعاقب میں ہے اور اس کا معاملہ بہت جلد ہے۔'' (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام ابی بکر الصدیق، الحدیث: ۱، ج ۸، ص ۱۴۴)

اچھے اعمال کی ترغیب:

حضرت سیّدنا عمرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ فقر وفاقہ کی حالت میں بھی اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کی اس طرح حمد وثنا کرو جس طرح کرنے کا حق ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہو بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔''

اس کے بعد حضرت سیّدنا عمرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کی مثل بیان کیا۔ البتہ اِس اعمال سے کیا اور ان کی برائیوں سے درگزر فرمایا ہے۔ پس جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ ان میں داخل ہونے سے محروم نہ ہو جاؤں اور اللہ عزوجل نے جہنمیوں کا ذکر ان کے بُرے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی نیکیاں ان کے منہ پر مار دیں۔ پس جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں کہ میرا انجام ان کے ساتھ نہیں ہوگا اور بندے کو چاہئے کہ وہ امید اور ڈر کے درمیان رہے اور اللہ عزوجل پر بے جا امیدیں باندھنے سے باز رہے اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو اگر تم نے ان باتوں کو یاد رکھا تو آنے والی موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں محبوب نہ ہوگی۔ اگر میری وصیت کو ضائع کر دیا تو موت

سے زیادہ کوئی چیز تمہیں ناپسند نہ ہوگی حالانکہ تم موت سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب ماجاء فی.....الخ، الحدیث:۱، ج۸، ص ۵۷۴، بتغیر قلیل)

اولاد کی تربیت:

حضرت سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک مرتبہ جب میں نے کپڑے پہنے اور گھر میں آتے جاتے اپنے دامن کو دیکھنے لگی اور اس طرح میری توجہ کپڑوں کی طرف ہوگئی تو میرے والدِ گرامی، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اب اللہ تعالیٰ تم سے اپنی نظرِ رحمت ہٹا لے گا؟''

(الزھد لابن المبارک، باب فی التواضع، الحدیث:۳۹۸، ص ۱۳۴، بتغیر)

حضرت سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ میں نے اپنی ایک نئی چادر زیبِ تن کی اور اس کی طرف دیکھ کر خوش ہونے لگی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا دیکھ رہی ہو؟ اللہ عزوجل تیری طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔'' میں نے عرض کی: ''وہ کیوں؟'' تو فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب کسی بندے کے دل میں دنیاوی زیب و زینت کے باعث عُجب (یعنی خود پسندی) پیدا ہو جائے تو اللہ عزوجل اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس زینت کو ترک کر دے۔'' اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے وہ چادر اُتار کر راہِ خدا میں صدقہ کر دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''امید ہے کہ اب یہ عمل تیرے لئے کفارہ بن جائے۔''

حضرت سیّدنا ابن حبیب بن ضمرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا اپنے مرضِ الموت میں بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو چکا تو لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ ''ہم نے آپ کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا؟'' جب لوگوں نے اس تکیے کو اٹھایا تو اس کے نیچے 5 یا 6 دینار پڑے تھے۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا کہ تیری جلد اس کی سزا برداشت کر سکے گی۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد ابی بکر الصدیق، الحدیث:۵۸۹، ص ۱۴۲)

حضرت سیّدنا ابو بکر بن محمد انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَارِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: ''اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ! آپ اہل بدر کو عامل (یعنی گورنر) کیوں مقرر نہیں فرماتے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ان کی قدر و منزلت جانتا ہوں لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں انہیں دنیا کی آلودگیوں میں ملوث کر دوں۔''

(تاریخ الخلفاء للسیوطی، ابو بکر الصدیق، فصل، ص ۱۰۶)

حضرت سیّدنا قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو 5 اوقیہ سونا دے کر خریدا۔ انہیں پتھروں کے ساتھ مارا جاتا تھا تو فروخت کرنے والوں نے کہا: ''اگر آپ رضی اللہ عنہ ایک اوقیہ پر ٹھہر جاتے تو ہم اسے ایک اوقیہ میں ہی فروخت کر دیتے۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم 100 اوقیہ سے کم پر راضی نہ ہوتے تو پھر بھی میں اتنے سونے کے عوض خرید لیتا۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب اسلام ابی بکر، الحدیث: ۷، ج ۸، ص ۴۴۸)

صحابہ کرام کو برا کہنے کی ممانعت

1۔۔۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع ...الخ، ۴/ ۲۴۸، حدیث: ۶۵۰۲)

2۔۔۔۔ میرے صحابہ کو بُرا بھلا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو اُن کے ایک مد (ایک سیر) خیرات کرنے کے برابر بلکہ آدھا مُد خیرات کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (1) یہ حدیث بخاری ومسلم دونوں میں ہے۔

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: صحابۂ کرام کے لئے تو استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور لوگ انہیں بُرا بھلا کہتے ہیں۔

اس حدیث کو حضرتِ سیّدنا ہشام بن عُرْوَہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے حوالے سے حضرتِ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (مسلم، کتاب التفسیر، ص ۱۶۱۱، حدیث: ۳۰۲۲)

3۔۔۔۔ جو میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہے اس پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی لعنت ہے۔ (فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ۱/ ۶۱، حدیث: ۸)

حضرتِ سیّدنا علیُّ المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور انسان کو پیدا فرمایا! نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے یہ عہد ہے کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار ...الخ، ص ۵۵، حدیث: ۷۸)

حضرتِ سیّدنا علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرتِ سیّدنا علیُّ المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے سنا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگ مجھے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دیتے ہیں۔ جو شخص ایسی بات کرے گا وہ مُفتری ہے اور اس کے لئے مفتری کی حد ہے۔ (فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ۱/ ۴۱۲، حدیث: ۴۸۴)

حضرتِ سیّدنا ابنِ حُجل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرتِ سیّدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: میرے پاس جب بھی ایسا شخص لایا جائے گا جو مجھے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہوگا میں اُسے مفتری کی حد کے طور پر (80) کوڑے لگاؤں گا۔ (بخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاہ بغیر تاویل ...الخ، ۴/ ۱۲۷، حدیث: ۶۱۰۴)

جو اپنے بھائی کو کہے: "اے کافر!'' تو بلاشبہ وہ کفران دونوں میں سے ایک پر لوٹے گا۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ۱/ ۳۶۰، حدیث: ۳۸۷)

صحابی کو کافر کہنے والا خود کافر ہے:

میں کہتا ہوں: جو حضرتِ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ کسی صحابی کو ''اے کافر!'' کہہ کر پکارے گا تو بلا شبہ یہاں قطعی طور پر کفر قائل کی طرف لوٹے گا کیونکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے راضی ہے۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّا رشاد فرماتا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ

ترجمۂ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر 100)

"تحفہ حنفیہ" کی جلد پیشِ نظر تھی، اس میں یہ مکالمہ ملا۔ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔ ۲۵ جمادی الاولی روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقتِ چاشت جناب مولوی سیّد محمد شاہ صاحب صدرِ دُوم ندوہ ابنِ مولوی سیّد حسن شاہ محدّث رامپوری مع گرامی جناب سیّد نوشہ میاں صاحب و جناب مولوی سیّد محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل۔ صاحبِ حجت قاہرہ (یعنی مضبوط دلیلوں والے)، مجددِ ماءۃِ حاضرہ (یعنی موجودہ صدی کے مجدد) حامیِ اہلسنت اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب سے مراد جناب صدرِ دُوم ندوہ ہیں۔ جو اَلفاظ دو خط ہلالی کے اندر (یعنی میں) ہوں وہ فقیر محررِ سُطور (یعنی خود مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہیں۔

میاں صاحب: (بعد سلام و مصافحہ و باہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدّث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد: جناب میں اُن کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب: میں بالقصد (یعنی ارادتاً) ایک بات آپ سے گذارش کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل (یعنی خراب) ہے (مسہلات (یعنی پیچش) ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہوگی مگر بات ضروری ہے اور اس میں آپ کی رائے دریافت کرنی ہے۔

ارشاد: میں حاضر ہوں جو فہمِ قاصر (یعنی ناقص فہم) میں آئے اسے گذارش بھی کروں گا، اگرچہ

رَأْيُ الْعَلِيْلِ عَلِيْلٌ

(یعنی بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے۔ ت)

میاں صاحب: میری رائے یہ ہے کہ کسی کو برا کہنا نہ چاہیے اس لئے کہ صائبؔ نے کہا ہے۔

دہنِ خویش بدُشنام میالا صائبؔ کیں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

(ترجمہ: اے صائب گالی گلوچ سے اپنا منہ آلودہ نہ کر کیونکہ جسے تو برا کہے گا اس کے دل سے بھی وہی صدا نکلے گی)

رسالہ سَلُّ السُّيُوْفِ الْهِنْدِيَّة عَلٰى كُفْرِيَاتِ بَابَا النَّجْدِيَّة

میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا، یہ نصیحت اس بنا پر تھی۔

ارشاد: بہت بجا (یعنی دُرُست) فرمایا۔ جہاں اِختلافات فَرعِیَہ ہوں جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فِرَقِ اہلسنّت (یعنی اہلسنّت کے گروہوں) میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش دُشنام (یعنی گالی گلوچ) جس سے دہن (یعنی منہ) آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔

میاں صاحب: کچھ اختلافاتِ فروعی کی قید نہیں۔ زمانہ رسالت میں دیکھئے: منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے، نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں پاس بیٹھتے، شریک رہتے۔

ارشاد: ہاں صدرِ اسلام (یعنی شروعِ اسلام) میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا کہ (غدوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں (یعنی پاکوں) سے الگ کردے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے۔

(پ ۴، اٰل عمران: ۱۷۹)

اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا؟ بھری مسجد میں خاص جمعے کے دن علٰی رُءُوْسِ الْاَشْهَاد (یعنی برسرِ عام) حضور اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا:

"يَا فُلَانُ فَاخْرُجْ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ، اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ"

اے فلاں نکل جا تو منافق ہے، اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ (یہ حدیث طبرانی وابنِ ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی)۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۹۲، ج۱، ص۲۳۱)

مخالفینِ دین کے ساتھ یہ برتاؤ اُن کا ہے جنہیں ربُّ العزت عزَّ جَلالُہٗ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے، جن کی رحمت رحمتِ الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

میاں صاحب: دیکھئے فرعون کے پاس جب موسیٰ (علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَام) کو بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا

اُس سے نرم بات کہنا۔ (پ ۱۶، طٰہٰ: ۴۴)

ارشاد: مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت وسختی کر۔

یہ اُنہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾

بے شک تُو بڑے خلق پر ہے۔(پ ۲۹، القلم: ۴)

تو معلوم ہوا کہ مخالفانِ دین پر شدّت وغِلظت (یعنی سختی) مُنافیِ اَخلاق (یعنی بداَخلاقی) نہیں بلکہ یہی خُلقِ حَسن ہے۔

میاں صاحب: میری مراد کافروں سے نہیں۔(منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے!)

ارشاد: جی آپ کی بہر کس (یعنی "ہر کسی") تو سب کو عام تھی۔ خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجئے۔

میاں صاحب: جو کلمہ کفر کہے اِسے اِن لفظوں سے بیان کیجئے کہ میرے فُلاں بھائی نے جو بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمہ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: کفریات بکنے والا بحمدِ اللہ میرا بھائی نہیں اور جب اس کا کلمہ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گرے لفظوں کی کیا حاجت کہ" میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے" جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے، شک ہے۔

میاں صاحب: میرے نزدیک ضرور کہنا چاہے۔

ارشاد: جب دلیلِ شرعی قائم ہو تو ضرور صاف کہنا چاہے۔

میاں صاحب: خیر یہ کہو کہ کلمہ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد: کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے؟

میاں صاحب: یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی گمراہ ہے مگر عرف میں گمراہ بہت بُرا لقب ہے۔

ارشاد: داڑھی منڈانے والا کہ اسے فعلِ حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں، (کہ راہِ سنّت جانتا اور اِس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ شامتِ نفس سے اختیار نہ کی) مگر قائلِ کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب: کوئی قائلِ کفریات ہو بھی! اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدِّث (اسماعیل دہلوی) جس کی عمر خدمتِ حدیث میں گئی، کو قائلِ کفریات بنا دیا۔

ارشاد:

سَلُّ السُّیُوف

آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے؟

میاں صاحب: ہاں۔

ارشاد: میں نے اس میں کافر لکھا ہے؟

میاں صاحب: نہیں کافر نہیں لکھا۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی رو رہے ہیں کہ تکفیر کر دی)

ارشاد: تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمتِ حدیث مُسلَّم (یعنی تسلیم) بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت (یعنی گمراہی کا نہ ہونا) لازم نہیں۔

قَالَ اللہُ تَعَالٰی: وَ اَضَلَّہُ اللہُ عَلٰی عِلْمٍ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا۔ (پ ۲۵، الجاثیہ: ۲۳)
میاں صاحب: اب آپ نے لکھ دیا کہ انہوں نے کہا ہے: خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔
ارشاد: جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے، یہی لفظ جابجا دیکھ لیجئے۔
میاں صاحب: یہ کون کہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔
ارشاد: حضرت اُردو زبان ہے۔ آپ ہی فرمائیے کہ ماننے کے معنی کیا ہیں؟
میاں صاحب: بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی۔ حدیث کیوں پڑھتے؟
ارشاد: یہ آپ اپنی نسبت کہے۔ اُس کے وقت نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری۔
مولانا حسن رضا خان صاحب: حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔
میاں صاحب: بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا؟
ارشاد: کیا مَعَاذَ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں؟
میاں صاحب: (اِنکاری لہجے میں) ہوں۔ کس نے کہا ہے؟
ارشاد: اسمٰعیل نے۔
میاں صاحب: کوئی نہیں۔ بھلا کوئی رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ایسا کہے ہے؟
ارشاد: "تَقْوِیَۃُ الْاِیْمان" چھپی ہوئی موجود ہے، دیکھ لیجئے۔
میاں صاحب: بھلا کوئی رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ایسا کہے ہے؟
ارشاد: جی رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی شان میں کہا ہے، دیکھ لیجئے نا۔
سید مختار صاحب: جناب میاں صاحب اُس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں جن سے دل دُکھتا ہے۔ یہ (اعلیٰ حضرت قبلہ) اِن کے سبب جوش میں ہیں۔
میاں صاحب: مولوی رُوم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) تُو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کئے جا، تیرا ظلم مجھے اَوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔
ارشاد: مولانا قدس سرہ، نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے یوں عرض کی ہے؟
میاں صاحب: جی مولانا نے۔
ارشاد: مثنوی شریف لاؤ۔ مولوی محمد رضا خاں صاحب (یعنی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی) مثنوی شریف لائے، جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی۔ میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹادی۔
ارشاد: حضرت بتائیے کہاں لکھا ہے؟
میاں صاحب: (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے: ع

"گہہ شہید دیدہ از ـــــــــــــ خر"
خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھئے۔
ارشاد: یہ فِسق پر اِستہزا ہے۔(یعنی گناہ کرنے پر گناہ گار کا مذاق اُڑایا ہے)(قرآن مجید میں) فرمایا:
اِسی حکایت کی سرخی میں ہے:
جان من ــــــــــــــ رادیدی وکدو راندیدی"
جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے۔ جب ایک فاسِقہ کی نسبت اکابرِ دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہانِ بددین زیادہ مستحقِ تشنیع وتوہین ہیں۔
میاں صاحب: اب آپ ہی جو اپنے آپ کو عبدالمصطفٰے لکھتے ہیں؟
ارشاد: یہ مسلمان کے ساتھ حسنِ ظن کی خوبی ہے! ربُّ العزت جل جلالہٗ نے قرآنِ عظیم میں جو فرمایا:
وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ
ترجمہ کنزالایمان: اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔(پ ۱۸، النور: ۳۲)
اِسے بھی شرک کہہ دیجئے۔(حضرت عالِمِ اہلِ سنت (یعنی اعلیٰ حضرت) نے اپنے قصیدے "اکسیرِ اعظم" ۱۳۰۲ھ کی شرح "مُجیرِ مُعظم" ۱۳۰۲ھ میں تحریر فرمایا ہے، شاہ ولی اللہ صاحب نے
"اِزَالَۃُ الْخفا" میں حدیث نقل کی ہے: امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا
" كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ،
میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادِم تھا۔
(المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، خطبۃ عمر بعد ما ولی علی الناس، الحدیث ۴۴۵، ج ۱، ص ۳۳۳) اس مسئلے کی بحث کافی اسی کتاب مُستطاب (یعنی بابرکت کتاب) میں ہے)
میاں صاحب: خیر بھائی تمہیں اختیار ہے بُرا کہو بُرا سنو۔
ارشاد: کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں بُرا کہیں تو اِس کی کیا پرواہ! ہمارے پیشواؤں صدیق وفاروق (رضی اللہ عنہما) کو اِنتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک اُن کا برا کہنا نہیں چُھوٹتا۔
میاں صاحب: ایسے ہی وہ (یعنی فریق مخالف) بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل؟
ارشاد: ضرور حاصل ہے۔ حدیث میں فرمایا:
اَ تَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتٰى يَعْرِفُهُ النَّاسُ اذْكُرُوْا الْفَاجِرَ بِمَا فِيْهِ يَحْذَرُهُ النَّاسُ
کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو! لوگ اسے کب پہچانیں گے؟ فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔
(یہ حدیث امام ابوبکر ابنِ ابی الدنیا نے کتاب "ذَمُّ الْغِیْبَۃ" اور امام ترمذی محمد بن علی نے "نوادِرُ الْاُصُول" اور حاکم

نے "کِتَابُ الکُنٰی" اور شیرازی نے "کِتَابُ الْاَلْقَاب" اور ابنِ عدی نے "کامل" اور طبرانی نے "معجم کبیر" اور بیہقی نے "سننِ کبریٰ" اور خطیب نے "تاریخ" میں حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ اور خطیب نے "رُواۃ مالک" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی)۔ (موسوعۃ ابن ابی الدنیا، الغیبۃ والنمیمۃ، الحدیث ۸۴، ج ۴، ص ۳۴۷)

میاں صاحب: تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد: فسقِ عقیدہ، فسقِ عمل سے بدرجہا (یعنی کئی درجے) بدتر ہے۔

میاں صاحب: بے شک۔

ارشاد: خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب بدمذہبوں کو جہنمی بتایا:

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً

ترجمہ: ایک فرقے کے علاوہ باقی سب فرقے دوزخی ہیں۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۴۸۸۶، ج ۳، ص ۳۸۰)

اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں!

میاں صاحب: رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد: حدیث کا کیا جواب؟

میاں صاحب: (سکوت فرمایا)

ارشاد: کیا آپ کے نزدیک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں؟

میاں صاحب: کون کہتا ہے؟ کوئی نہیں۔

ارشاد: رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب: کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

مولوی سیِّد تَصَدُّق علی صاحب: چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں!

میاں صاحب: میرے دس بارہ ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی ہیں، کسی نے میرے سامنے اِس کا اقرار نہیں کیا، کوئی ایسا نہیں کہتا۔

سیِّد مختار صاحب: حضرت وہ ضرور ایسا کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے تقیۃً (یعنی اپنے مذہب کو چھپاتے ہوئے) کچھ اور کہہ دیا ہوگا۔

ارشاد: حضرت اب وجہِ حمایت معلوم ہوئی!

میاں صاحب: پھر بھائی تم انہیں بُرا کہو، وہ تمہیں بُرا کہیں۔

ارشاد: اِس کی پرواہ نہیں۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جو اب تک (بُرا) کہا جاتا ہے۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں۔

ارشاد: آپ کے نزدیک یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں یا نہیں؟

میاں صاحب: ہوں گے۔

ارشاد: ہیں یا نہیں؟

میاں صاحب: ہوں گے (اللہ اللہ ضروریاتِ دین میں بھی اِحتمال)

سیّد مختار صاحب: اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں تو اہلِ باطل اگر اہلِ حق کو اہلِ باطل کہیں، اس سے اہلِ حق انہیں اہلِ باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

میاں صاحب: تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا، سنیوں نے رافضیوں کو مارا۔ ہمارے نزدیک دونوں مردُود (اللہ اللہ کفریات بکنے والوں کو گمراہ نہ کہے، رافضیوں کو جہنمی نہ بتائے مگر سنّی ضرور مردود۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

ارشاد: آپ ایسا فرمائیے مگر اہلِ سُنّت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

میاں صاحب: جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے، دونوں مردُود ہوئے

(سُبحٰنَ اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ جَمَل و اہلِ صِفِّین سب پر مَعَاذَ اللہ وہ حکمِ ناپاک لگایا تھا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)

ارشاد: بھلا امیر المؤمنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قُرَّاء وعلماء کہلاتے، اُس کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

سید مختار صاحب: میاں صاحب یہ بحث ختم نہ ہوگی۔ اب تشریف لے چلئے اور اس جلسے کو خوشی وخوش اُسلوبی پر ختم کیجئے۔

میاں صاحب: (کھڑے ہوکر تشریف لے جاتے وقت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو کسی نے اُن کے سامنے برا کہا۔ لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا۔ صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ قتل میرے برا کہنے والے کے لئے نہیں ہے۔

(آگے تَتِمّہ (یعنی خاتمہ)، حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے۔

(المعجم الصغیر للطبرانی، ج۱، ص ۲۳۶)

میاں صاحب یہیں تک پہنچے کہ "اس کے لئے ہے کہ" اعلیٰ حضرت قبلہ نے سبقت کرکے فرمایا) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے مَعَاذَ اللہ مرکر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین سوائے میاں صاحب، سب ہنسنے لگے۔

ارشاد: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم امیر المؤمنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے تابع (یعنی پیروکار) ہیں جنہوں نے خوارِج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا۔ بدمذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس (یعنی لحاظ) نہ فرمایا۔

میاں صاحب: السلام علیکم (جلسہ بالخیر) (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر 107)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَبِیْ حَفْصٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت عمر بن خطاب ابوحفص القریشی العدوی رضی اللہ عنہ کے مناقب

249- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُنِیْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِیْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَّرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالَ لِعُمَرَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خود کو جنت میں داخل ہوتے دیکھا وہاں پر اچانک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ رمیصہ کو دیکھا اور میں نے تھوڑا آہٹ سماعت کی تو میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل ملاحظہ کیا جس کے صحن میں ایک نوعمر عورت تھی۔ میں نے دریافت کیا: یہ کس شخص کا ہے؟ تو وہ کہنے لگی: یہ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو کر اس کا نظارہ کروں پھر میں نے تمہاری غیرت کو یاد کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں یارسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیرت کروں گا۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 14321، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 2014، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 6092، مسند الحمیدی: رقم الحدیث: 1235، سنن الکبری للنسائی: رقم الحدیث: 8125)

250- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَّاَيْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّاُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰی عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سونے کی حالت میں تھا کہ میں نے جنت کو دیکھا اس میں یہ دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے پر وضو کر رہی ہے میں نے دریافت کیا: یہ محل کس کا ہے؟ تو ملائکہ نے کہا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اس پر مجھے ان کی غیرت یاد آ گئی تو میں وہاں سے پلٹ آیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی غیرت کروں گا۔ (مرجع السابق باب ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة)

251- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ

قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَمْزَةُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ یَعْنِی اللَّبَنَ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَی الرِّیِّ یَجْرِیْ فِیْ ظُفُرِیْ اَوْ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ فَقَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ قَالَ الْعِلْمَ

حمزہ نے اپنے والد محترم کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت میں سونے کی حالت میں تھا کہ میں نے دودھ نوش کیا اس قدر کہ میں دودھ کی سیرابی دیکھنے لگ گیا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہہ رہی ہے پھر میں نے پیالہ عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس خواب کی تعبیر کیا فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی تعبیر علم ہے۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2284، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6878، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2391، مسند احمد: رقم الحدیث: 5554، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8123)

تعارف راوی

حمزہ: آپ عبد المطلب کے بیٹے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی کیونکہ ثوبیہ نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور آپ کو بھی، آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے، لقب اسد اللہ، نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے، آپ کے ایمان لانے سے اسلام کو بہت قوت ملی، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شریک ہوئے، وحشی بن حرب نے آپ کو شہید کیا، حضور انور سے عمر میں چار سال زیادہ تھے، مختلف زمانوں میں حضور نے اور حمزہ نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے، حضرت علی عباس اور زید بن حارث نے آپ سے احادیث لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الحاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اکمال)

252۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَنْزِعُ بِدَلْوِ بَکْرَةٍ عَلٰی قَلِیْبٍ فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ نَزْعًا ضَعِیْفًا وَّاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَّفْرِیْ فَرِیَّهٗ حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ الْعَبْقَرِیُّ عِتَاقُ الزَّرَابِیِّ وَقَالَ یَحْیَی الزَّرَابِیُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَّقِیْقٌ (مَبْثُوْثَةٌ) کَثِیْرَةٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کنویں سے ڈول کھینچ رہا ہوں جس پر لکڑی کا چرخ لگا ہوا ہے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے مگر ضعف کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے

ڈول کی صورت اختیار کر گیا میں نے ان کی طرح مضبوط آدمی نہ دیکھا جو مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہوانہوں نے اس قدر کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔عبقری کا معنیٰ عمدہ اور زرابی اور عبقری سردار کو بھی کہا جاتا ہے۔یحییٰ بن زیاد فری نے کہا: زرابی ان بچھونوں کو کہا جاتا ہے جن کے حاشیے باریک پھیلے ہوئے کثرت کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(مرجع السابق: حدیث:880)

253۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُالْحَمِيْدِ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ ح حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهًا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

محمد بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کا اذن طلب کیا۔تو اس وقت آپ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نان ونفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذن مانگا تو وہ ساری کھڑی ہو کر پردے کی اوٹ میں جلدی سے چلی گئیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذن دیا تو وہ حاضر اقدس ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسکرا رہے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ہی خوش رکھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے ان عورتوں پر ہنسی آرہی ہے جو ابھی میری خدمت میں بیٹھی ہوئی تھیں مگر تمہاری آواز سنتے ہی ساری کی ساری پردے کی اوٹ میں چلی گئیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ان کو ڈرنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے چاہئے تھا اس کے بعد ان سے کہا: اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔عورتیں کہنے لگیں: ہاں آپ رضی اللہ عنہ درست فرماتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کہیں زیادہ ہی سخت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب رضی اللہ عنہ! اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔

اگر شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کو چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا ہے۔

(مرجع السابق باب صفة ابليس و جنوده)

254- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ مَازِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم ہمیشہ غلبہ پاتے رہے۔

(مسند الصحابة: رقم الحديث: 69)

255- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ وَاَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَجُلٌ اٰخِذٌ مَّنْكِبِيْ فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ اَنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو سارے لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کے لئے دعا اور مغفرت مانگنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ابھی اٹھایا نہ گیا تھا۔ میں بھی وہاں پر حاضر تھا۔ اسی دوران ایک شخص نے میرے شانہ کو پکڑا تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت فرمائی اور فرمایا: آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کسی بھی ایسے آدمی کو نہ چھوڑا کہ جس کو دیکھ کر مجھے خواہش ہو جاتی کہ اس کے عمل کی مانند عمل بجالاتا ہوا میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا میرا یہ یقین اس بناء پر تھا کہ میں نے کثیر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدسہ سے یہ الفاظ سنے تھے کہ میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) گئے میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) داخل ہوئے میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) باہر آئے۔

(مرجع السابق: حدیث: 881)

256- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ ح و قَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَّكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُحُدٍ وَّمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو وہ پہاڑ کانپنے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں اقدس مارا

ارشاد فرمایا: اے احد! پرسکون ہو جا۔ تیرے اوپر نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق یا دو شہید۔ (مرجع السابق: حدیث:879)

257-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَانِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِينَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

زید بن اسلم نے حدیث بیان فرمائی اپنے والد محترم کے طریق سے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد محترم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض احوال دریافت فرمائے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کسی آدمی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نیک اور سخی نہیں دیکھا یہ خوبیاں ان کے اندر ساری عمر رہیں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:1463، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3484)

258-حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ اِلَّا اَنِّي اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاَرْجُو اَنْ اَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي اِيَّاهُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بروز حشر کے متعلق دریافت کیا اور انہوں نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ وہ عرض گزار ہوا: اور تو کچھ نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اس کے ساتھ رہے گا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان مقدس سے خوش ہوئے کہ تم اس کی معیت ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ محبت کرنے کی بناء پر ان کی معیت ہی رہوں گا اگرچہ میں نے ان کی طرح اعمال بجا نہیں لائے۔

(مسند احمد: رقم الحدیث:12075، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث:3556، صحیح مسلم: رقم الحدیث:2639، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث:563، صحیح مسلم: رقم الحدیث:2639)

259-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ

مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ زَادَ زَكَرِیَّاءُ بْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ رِجَالٌ یُّكَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّكُوْنُوْا اَنْبِیَآءَ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْ اُمَّتِیْ مِنْهُمْ اَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ نَّبِیٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے قبل والی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہوسکتا ہے تو وہ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم سے قبل بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ملائکہ ان سے کلام کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی آدمی ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''من نبی ولا محدث ''فرمایا۔ (مرجع السابق باب بعد باب حدیث الغار)

260-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنَا عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِهٖ عَدَا الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتّٰى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ لَهَا یَوْمَ السَّبُعِ لَیْسَ لَهَا رَاعٍ غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا ثَمَّ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری کو پکڑ لیا تو چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری اس سے چھڑوالی پھر بھیڑیے نے اس کی جانب رخ کر کے کہا: درندوں کے روز اس کا محافظ کون ہوگا۔ جس وقت میرے علاوہ اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر فرمایا: سبحان اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ حالانکہ اس جگہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما نہ تھے۔ (مرجع السابق: حدیث:870)

261- حَدَّثَنَا یَحْیٰى بْنُ بُكَیْرٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَّاَیْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَا یَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ اجْتَرَّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّیْنَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس

وقت میں سونے کی حالت میں تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا اور ان کے اوپر قمیصیں تھیں ان میں سے بعض کی قمیصیں پستانوں تک تھیں اور بعض کی قمیصیں اس سے بھی کم تھیں اور میرے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا اور ان کے اوپر جو قمیص تھی وہ اسے گھسیٹے جا رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر نکالی ہے؟ تو ارشاد فرمایا: دین نکالی ہے۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 5026، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6890، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2390، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2286، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 1290)

262- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَاَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِهٰذَا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو ان کو اذیت ہونے لگ گئی انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گویا وہ ان کو تسلی دے رہے تھے اے امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ عنہ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ یقیناً آپ رسول اللہ ﷺ کی معیت رہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا اچھا ساتھ دیا پھر آپ ان سے الگ ہو گئے اور وہ آپ سے راضی رہے پھر آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت رہے اور اچھی طرح ان کا ساتھ دیا۔ اور اگر آپ ان سے الگ ہوں گے تو یوں الگ ہوں گے کہ وہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے جو رسول اللہ ﷺ کی معیت رہنے اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ رب تعالیٰ کی جانب سے احسان تھا جو رب تعالیٰ نے مجھ پر فرمایا۔ اور آپ نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ رب تعالیٰ کا احسان تھا جو اس نے میرے اوپر فرمایا۔ اور وہ جو آپ نے میری گھبراہٹ کا تذکرہ فرمایا تو وہ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی بناء پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اس کو دے کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خود کو بچا لیتا قبل اس کے اس کو دیکھوں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1072، مستدرک: رقم الحدیث: 5713، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 7287، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 648)

263- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت تھا کہ ایک آدمی نے آکر دروازہ کھلوایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرمانے کے مطابق جنت کی بشارت سنائی تو انہوں نے اس پر رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ پھر ایک دوسرے بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دفعہ بھی یہی ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے دروازہ کھول کر انہیں جنت کی خوشخبری سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے جب ان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مقدسہ کی خبر دی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔ پھر ایک اور بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا ان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی خوشخبری سنا دیجئے۔ اور ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے ان کو پالا پڑے گا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے جب میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مقدسہ کی خبر دی تو انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی حامی و ناصر ہے۔ (مرجع السابق: حدیث: 878)

264- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

عبداللہ بن ہشام کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاتھ کو پکڑا ہوا تھا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:1، ص:113، البحر الزخار: رقم الحدیث: 2928، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3035، مستدرک: رقم الحدیث: 5922، مسند البزار: رقم الحدیث: 3459)

تعارف راوی

عبداللہ بن ہشام: آپ قریشی تیمی ہیں، اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے آپ کو آپ کی والدہ زینب بنت حمید بچپن میں حضور انور کی

خدمت میں لے گئیں، حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا کی بچپن کی وجہ سے بیعت نہ لی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح: خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد فضل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ اسی لیے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا تذکرہ خیر ہوا ان کی سیرت کو بھی ہم اجمالاً ذکر کرتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

مسلمانوں میں دوسرے عظیم الشان انسان امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جو پسندیدہ اور بلند مقام و مرتبہ پر فائز تھے۔ انہیں اللہ عزوجل نے صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت (توحید) کے غلبے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کا ذریعہ بنایا۔ انہی کے ذریعے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے توحید کے میدان ہموار فرمائے، مصائب کے منہ بند کئے، جس سے دعوت اِسلام پھیل گئی اور اللہ عزوجل کا کلمہ مضبوط ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو عسکری شان وشوکت عطا فرمائی جس کی بدولت دنیا میں اسلامی حکومت رائج ہوئی۔ چنانچہ، توحید کے ساتھ مسلمانوں کی پست آوازیں بلند ہو گئیں اور اپنے کمزور حال ہونے کے بعد ثابت قدم ہو گئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں حق الیقین ایمان راسخ فرمایا۔ جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ مشرکین کے تمام منصوبوں پر غالب آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کبھی کفار کی کثرت وطاقت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ ان کی روک ٹوک کی کبھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اُس پر بھروسا کیا جو سب کو پیدا کرنے والا اور سب کے لئے کافی اور اس سے مدد حاصل کی جو مصیبت کو رفع کرنے والا اور شافی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوجھ کو اٹھایا جو حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھایا تھا اور مصائب وتکالیف پر صبر کیا کیونکہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی اُمید کی جاتی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہر عیش وعشرت اختیار کرنے والے سے دور رہے اور ہر اس شخص کو گلے لگایا جو دین کی مدد ونصرت کے لیے تیار ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ باطل پرستوں سے مقابلہ کرنے میں تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سبقت لے جاتے اور اَحکام میں (آپ رضی اللہ عنہ کی رائے) ربُّ العالمین عَزَّ وَجَلَّ کے موافق ہوتی۔ سکینہ واطمینان آپ کی زبان پر گفتگو کرتا اور حکمت ودانائی آپ کے بیان سے ظاہر ہوتی۔ آپ رضی اللہ عنہ حق کی طرف مائل، حق کی خاطر لڑنے والے اور مشکلات کو برداشت کرنے والے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ چنانچہ،

صوفیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ السَّلَام فرماتے ہیں: ''تصوُّف بڑے بڑے مصائب اور مشقتوں کو برداشت کرنے کا نام ہے۔''

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری:

حضرت سیّدنا براء بن عازِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: غزوۂ اُحد کے دن ابوسفیان بن حرب (انہوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا) مسلمانوں کی طرف آیا اور پوچھا: ''کیا تمہارے درمیان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) موجود ہیں؟'' تو حضور نبیٔ اکرم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کا جواب دینے سے منع فرمایا۔ اس نے پھر سوال کیا: ''کیا یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں؟'' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اُس نے تیسری بار پھر یہی سوال کیا لیکن اب کی بار بھی اسے کوئی جواب نہ ملا۔ پھر ابوسفیان نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں تین مرتبہ پوچھا کہ ''کیا تمہارے درمیان ابوقحافہ کا بیٹا موجود ہے؟'' مسلمانوں کی طرف سے اس سوال کا بھی کوئی جواب نہ پا کر پھر اس نے تین مرتبہ یہ دریافت کیا کہ ''کیا تم میں عمر بن خطاب ہے؟'' اب بھی کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو ابوسفیان نے کہا: ''شاید تم ان کی طرف سے کفایت کر چکے ہو (یعنی وہ شہید ہو گئے)۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور فرمایا: ''اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! تو جھوٹ بکتا ہے، یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور یہ ہیں ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! ہم سب زندہ ہیں اور ہماری طرف سے تمہیں ایک بُرا دن دیکھنا ہوگا۔'' ابوسفیان نے کہا: ''یہ دن بدر والے دن کا بدلہ ہے اور جنگ ڈول کی طرح ہے (یعنی کبھی فتح اور کبھی شکست)۔'' پھر اس نے کہا: ''ہبل (بت کا نام) اعلیٰ ہے۔'' حضور نبیٔ کریم، رءوفٌ رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اسے جواب دو۔'' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم اسے کیا جواب دیں؟'' فرمایا: ''تم کہو اللہ عزوجل بلند و بالا ہے۔'' ابوسفیان نے کہا: ''ہمارے پاس عُزّیٰ (بت کا نام) ہے اور تمہارے پاس نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اسے جواب دو۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم کیا جواب دیں؟'' فرمایا: ''تم کہو: اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ یعنی اللہ عزوجل ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔''

(مسند ابی داؤد الطیالسی، البراء بن عازب، الحدیث: ۷۲۵، ص ۹۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من التنازع...... الخ، الحدیث: ۳۰۳۹، ص ۲۴۴)

حضرت سیّدنا عِکْرِمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابوسفیان بن حرب نے ''ہبل اعلیٰ ہے'' کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کہو، اللہ عزوجل اعلیٰ و برتر ہے۔'' ابوسفیان نے کہا: ''ہمارا حامی عُزّیٰ ہے جبکہ تمہارا حامی عُزّیٰ نہیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کہو ہمارا مددگار اللہ عزوجل ہے جبکہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۴۱۴، ج ۲، ص ۱۹۱)

حضرت سیّدنا ابنِ شہاب زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی بیان کرتے ہیں: ''اُحد کے دن ابوسفیان نے ''ہبل اعلیٰ ہے۔'' کا نعرہ لگایا اور اپنے باطل معبودوں پر فخر کرنے لگا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُنیں یہ دشمنِ خدا کیا کہہ رہا ہے۔'' النورانی فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''تم بھی اسے پکار کر جواب دو کہ اللہ عزوجل ہی اعلیٰ و برتر ہے۔'' (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب سیاق قصۃ خروج النبی الی احد...... الخ، ج ۳، ص ۲۱۳)

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اَصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''حضور نبیٔ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو جواب دینے

اور دشمن کو للکارنے کے لئے اس لئے منتخب فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ حملہ کرنے اور بہادری کے جوہر دکھانے میں اپنی مثال آپ تھے اور ایمان کے معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ کی سختی مشہور تھی۔ اِسی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے کُفّار کا مقابلہ کرنے سے آپ رضی اللہ عنہ کو منع نہیں فرمایا۔''

ایمان نہیں چھپاؤں گا:

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اَصْفہانی قُدِّسَ سِرُّہٗ ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین کا اعلانیہ اظہار فرماتے اور نیک اعمال کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے: ''تصوُّف چھپے حق کو ظاہر کرنے کا نام ہے۔''

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرے اسلام لانے کی ابتدا کچھ یوں ہوئی کہ میری ہمشیرہ دردِ زِہ میں مبتلا تھیں تو میں سخت تاریک رات میں گھر سے نکلا اور بیت اللہ شریف پہنچا اور غلاف کعبہ کو تھام لیا۔ اِسی دوران حضور نبی رحمت، شفیع اُمت ﷺ تشریف لائے اور حجرِ اسود کے پاس پہنچے، آپ ﷺ نعلین شریف پہنے ہوئے تھے، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ ﷺ نماز میں مصروف رہے پھر واپس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد میں نے ایک ایسی آواز سنی جو اس سے پہلے نہیں سنی تھی تو میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ ﷺ نے پوچھا: ''کون؟'' میں نے کہا: ''عمر۔'' فرمایا: ''اے عمر! تو مجھے دن میں چھوڑتا ہے نہ رات کو۔'' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ سن کر میں ڈر گیا کہ آپ ﷺ میرے لئے بددعا نہ فرمادیں تو میں نے فوراً کہا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔'' یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! اسے (یعنی ایمان کو) چھپائے رکھنا۔'' لیکن میں نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اِس کا اسی طرح اعلان کروں گا جس طرح شرک کا اعلانیہ ارتکاب کرتا تھا۔'' (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب اسلام عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱، ج ۸ ص ۴۵۲)

فاروق کا لقب کیسے ملا؟

حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''آپ رضی اللہ عنہ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے؟'' فرمایا: مجھ سے 3 دن پہلے حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا تو میں نے کہا: اللہ عزوجل وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تمام اچھے نام اسی کے لائق ہیں، پس رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مجھے رُوئے زمین میں سب سے زیادہ محبوب تھا۔ میں نے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں؟'' میری بہن نے کہا: ''وہ صفا کے پاس دارِ اَرْقَم میں ہیں۔'' میں سیدھا وہاں پہنچا تو حضرت سیّدنا حمزہ (رضی اللہ عنہ) دیگر صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ وہاں موجود تھے اور تاجدارِ دو عالم ﷺ حجرے میں تشریف فرما تھے، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو تمام صحابۂ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جمع ہو گئے۔ حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' تو سب نے کہا: ''عمر (رضی اللہ عنہ) آئے ہیں۔''

یہ سن کر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور میرے کپڑوں کو کھینچ کر چھوڑ دیا مجھ پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ میں گھٹنوں کے بل گر پڑا، پھر ارشاد فرمایا: ''اے عمر! کیا باز نہیں آ ؤ گے؟'' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے فوراً پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ تو دارِارقم میں موجود صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس زور سے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا کہ مسجد والوں نے سنا، میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم زندہ رہیں یا مریں کیا حق پر نہیں ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''ہاں کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگرچہ تم زندہ رہو یا وفات پاؤ حق پر ہو۔'' میں نے عرض کی: ''تو پھر چھپیں کیوں؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! آپ ضرور نکلیں گے۔'' پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دو صفوں میں نکلنے کا حکم دیا، ایک میں حضرتِ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں، مَیں تھا۔ بھیڑ کی وجہ سے ہم آٹے کی طرح پس رہے تھے یہاں تک کہ ہم مسجدِ حرام میں داخل ہو گئے، جب قریش نے مجھے اور حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں ایسی تکلیف پہنچی جو پہلے کبھی نہ پہنچی تھی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وجہ سے مجھے ''فاروق'' کا لقب دیا اور اللہ عزوجل نے حق و باطل کے درمیان فرق فرما دیا۔

(صفۃ الصفوۃ، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۱۴۱، تاریخ الخلفائ، عمر بن الخطاب، ص ۱۱۳)

حق گوئی وصلۂ رحمی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گفتگو سکون و اطمینان، سنجیدگی اور وقار کے ساتھ ہوتی اور آپ رضی اللہ عنہ قطعِ رحمی اور فراق سے اجتناب فرماتے، احکامِ خداوندی کو پھیلاتے اور مضبوطی کے ساتھ نافذ کرواتے تھے۔

علمائے تصوُّف رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''تصوُّف، حق کی موافقت اور مخلوق سے دور رہنے کا نام ہے۔''

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ ''کوئی فرشتہ ہے جو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۴، ج ۷، ص ۴۸۰، بتغیرٍ)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''ہم اس بات کو بالکل بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ واطمینان امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔

(جامع معمر بن راشد مع مصنف عبدالرزاق، باب اصحاب النبی، الحدیث: ۲۰۵۴۸، ج ۱۰، ص ۲۱۸)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یعنی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے کلام ان کی زبان میں مسلمانوں کے دلوں کو چین ہوتا تھا یا وہ فرشتہ جسے سکینہ کہتے ہیں وہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کی زبان پر بولتا تھا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۳۶۷)

حضرت سیّدنا عمرو بن میمون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''ہم اصحابِ رسول کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود اس بات کا انکار نہیں کرتے تھے کہ سکینہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ

عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔'' (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۵۲۰۶ عمر بن الخطاب، ج ۴۴، ص ۱۱۰)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدُ المُبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل نے عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور ان کے دل پر حق کو جاری فرما دیا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ، الحدیث: ۳۶۸۲، ص ۲۰۳۱)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے (قرآن پاک میں) تین باتوں میں میری موافقت فرمائی ہے: (۱) مقام ابراہیم (۲) پردہ اور (۳) جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔'' (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر، الحدیث: ۶۲۰۶، ص ۱۱۰۰)

جنگِ بدر میں خاص کردار:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست سے دوچار کیا تو ان کے 70 آدمی قتل ہوئے اور 70 ہی قید ہوئے تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ طلب فرمایا اور پوچھا: ''اے خطاب کے بیٹے (عمر رضی اللہ عنہ) تمہاری ان قیدیوں کے متعلق کیا رائے ہے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے عرض کی'' میرا خیال یہ ہے کہ آپ میرا فلاں رشتے دار میرے حوالے فرمائیں میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں اور اولادِ عقیل (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا کی اولاد) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کی جائے وہ ان کی گردن اڑائیں اور فلاں حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے ہو، وہ اسے قتل کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی کوئی محبت نہیں، یہ لوگ قریش کے سردار، ائمہ اور پیشوا تھے۔'' لیکن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری رائے پر عمل نہ فرمایا اور مشرکین سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جب دوسرے دن میں حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کو روتے ہوئے دیکھا تو عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے بتائیے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے رفیق (حضرتِ صدیق رضی اللہ عنہ) کو کس چیز نے رُلایا؟ اگر مجھے بھی اس چیز کی وجہ سے رونا آیا تو روؤں گا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے میں رونے کی کوشش کروں گا۔'' حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ''قیدیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب آچکا تھا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

''مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ﳓ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۶۷) لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِیْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ(۶۸)'' (پ ۱۰، الانفال: ۶۷، ۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے تم

لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے غنیمت کے اموال کو حلال فرما دیا اور آئندہ سال جب اُحد کا معرکہ پیش آیا تو مسلمانوں نے جو بدر میں فدیہ وصول کیا تھا اس کے بدلے میں 70 مسلمان شہید ہوئے۔ (فتح کے بعد دوسرے حملہ میں) صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پسپا ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کے چار دندان مبارک (کے بعض حصے) بھی شہید ہوئے اور خود (لوہے کی جنگی ٹوپی) کی کڑیاں سر میں چُبھ گئیں اور حضور نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر خون بہنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

''اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ (پ۴، اٰل عمران:۱۶۵)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے دُونی تم پہنچا چکے ہو تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی تم فرما دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۲۲۱، ج۱ ص ۷۷)

حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب بدر کے دن کفار کو قید کر لیا گیا تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یہ آپ کی قوم اور خاندان والے ہیں لہٰذا آپ انہیں آزاد فرما دیں۔'' اور جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دینے کا مشورہ عرض کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى (پ۱۰، الانفال:۶۷)

ترجمۂ کنز الایمان: کسی نبی کے لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے تو فرمایا: ''قریب تھا کہ تمہاری مخالفت کی وجہ سے عذاب نازل ہو جاتا۔'' (المستدرک، کتاب التفسیر، سورۃ الانفال، الحدیث: ۳۳۲۳، ج۳ ص ۶۱)

آپ رضی اللہ عنہ کی رائے پر نُزُولِ آیات:

حضرت سیّدنا اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب (منافقوں کا سردار) عبد اللہ بن ابی سلول مر گیا تو حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے بلایا گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منافق کی نمازِ جنازہ کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دشمن ابن ابی سلول کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے جس نے فلاں دن یوں کہا اور فلاں دن

یوں کہا؟'' میں اس کے برائی کے شمار کرنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے رہے یہاں تک کہ جب میں نے بار بار یہ باتیں بیان کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! مجھے چھوڑ دو کیونکہ مجھے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کا اختیار دیا گیا تو میں نے پڑھنے کو ترجیح دی چونکہ منافقین کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ'' آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ 70 مرتبہ سے زائد استغفار کرنے میں اس کے لئے بخشش ممکن ہے تو میں استغفار میں زیادتی کرلیتا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ بھی چلے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے دفن سے فارغ ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جرأت آمیز کلام پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ یہ دو آیتیں نازل ہوئیں:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (پ۱۰، التوبہ: ۸۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفاتِ ظاہری تک کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہ پڑھائی۔

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ التوبۃ، الحدیث: ۳۰۹۷، ص ۱۹۶۴)

حضرت سیّدنا امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی فرماتے ہیں ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دور رہنے کی بھرپور کوشش کی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی موافقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے روک دیا اور سابقہ لکھے ہوئے علم کی وجہ سے فدیہ لینے کے معاملہ میں مسلمانوں سے درگزر فرمایا۔ یہی اس شخص کا راستہ ہے جو فتنہ میں مبتلا لوگوں سے فراق کا اعتقاد رکھتا اور چاہتا ہے کہ اکثر باتوں میں اس سے اتفاق کیا جائے اور اپنے اکثر احوال وافعال میں مخالفت سے محفوظ رہے۔

ہر معاملہ میں اتباعِ رسول:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی میں ساتھ رہے تو وفاتِ ظاہری کے بعد بھی ساتھ ہیں اور وہ سوتے جاگتے ہر حالت میں حضور نبیٔ اکرم، رسولِ اَعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے رہے اور تمام افعال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے پیکر رہے۔

عُلماء کرام فرماتے ہیں کہ ''صراطِ مستقیم پر استقامت اختیار کرنے اور درست منزل تک پہنچنے کا نام تصوُّف ہے۔''

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد محترم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ ''میں نے لوگوں کو آپس میں ایک بات کرتے دیکھا تو بہتر سمجھا کہ آپ کی بارگاہ میں عرض کردوں، لوگوں کا خیال ہے کہ آپ (اپنے بعد) خلافت کے لئے کسی کو مقرر نہیں فرما رہے حالانکہ آپ کا کوئی اونٹوں یا بکریوں کا چرواہا ہو اور وہ انہیں چھوڑ کر آپ کے پاس چلا آئے تو آپ ضرور سمجھیں گے کہ اس نے جانوروں کو ہلاک کردیا جبکہ لوگوں کی حفاظت ورعایت جانوروں سے بڑھ کر ہونی چاہئے۔'' یہ

سن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر سر مبارک اُٹھا کر فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے دین کی حفاظت فرمائے، میں کسی کو اپنا خلیفہ منتخب نہیں کروں گا۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں فرمایا اور اگر میں کسی کو خلیفہ نامزد کروں تو یہ بھی درست ہے کیونکہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منتخب فرمایا۔'' حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! سرورِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنے سے میں نے جان لیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں کسی کی پیروی نہیں کریں گے اور کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کریں گے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الاستخلاف وترکہ، الحدیث: ۴۷۱۴، ص۱۰۰۵)

حضرت سیّدنا سالم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خواب میں حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زِیارت سے مشرف ہوا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف اِلتفات (یعنی توجہ) نہیں فرما رہے، میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ سے ایسا کون سا فعل سرزد ہوا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف توجہ نہیں فرما رہے ہیں؟'' سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم روزے کی حالت میں (اپنی زوجہ کا) بوسہ (یہ عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کے خلاف تھا اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ورنہ روزے کی حالت میں زوجہ کا بوسہ لینا جائز ہے) نہیں لیتے؟'' میں نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں آئندہ کبھی بھی روزے کی حالت میں بوسہ نہیں لوں گا۔'' (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الایمان والرؤیا، باب ماعبرہ عمر، الحدیث: ۴، ج۷، ص۲۴۱)

چھوٹی بڑی آستینوں والی قمیص:

حضرت سیّدنا عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نئی قمیص زیبِ تن فرمائی پھر مجھے چھری لانے کو کہا اور فرمایا: ''اے بیٹے! میری آستینوں کو کھینچو اور انگلیوں کے پوروں سے زائد حصہ کاٹ دو۔'' میں نے دونوں آستینوں کا بڑھا ہوا حصہ کاٹا تو آستینیں چھوٹی بڑی ہوگئیں۔ میں نے عرض کی: ''ابا جان! اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیں تو میں قینچی سے دونوں کو کاٹ کر برابر کردوں؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے بیٹے! رہنے دو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے۔'' وہ قمیص امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ زیبِ تن فرماتے رہے یہاں تک کہ پھٹ گئی اور میں اکثر اس کے دھاگے آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں پر گرتے دیکھا کرتا تھا۔

(المستدرک، کتاب اللباس، باب کان نبی اللہ یکرہ عشرۃ خصال، الحدیث: ۷۴۹۸، ج۵، ص۲۷۵)

شیطانی بول کی مذمت:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عراق سے مال بھیجا گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اسے تقسیم کرنا شروع کردیا، اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! اگر کچھ مال دشمن یا کسی نازل ہونے والی مصیبت سے بچاؤ کے لئے باقی رکھ لیں تو بہتر ہوگا۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے! تو شیطانی بولی بول رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مال کے بارے میں مجھے حجت سکھائی

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آنے والے کل کی خاطر آج اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرسکتا، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا میں تو مسلمانوں کے لئے وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کیا۔''

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک خصلت:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حق وثابت باتوں کا اعتراف کرتے اور بے بنیاد باتوں سے کنارہ کش رہتے اور کہا گیا ہے کہ ''تصوُّف کھرے کے لئے کھوٹے کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔''

حضرت سیدنا اَسْوَد بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضور نبیِّ اکرم، نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تعریف کرتا ہوں۔'' ارشاد فرمایا: ''بے شک تیرا رب عَزَّ وَجَلَّ حمد کو پسند فرماتا ہے۔'' حضرتِ سیّدنا اَسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار سنانے لگا کہ اتنے میں ایک لمبے قد والے شخص نے اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خاموش کرادیا۔ وہ شخص آیا، کچھ دیر بات چیت کی اور چلا گیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد میں نے دوبارہ اشعار کہنے شروع کئے تو وہ پھر آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خاموش کرادیا۔ کچھ دیر گفتگو کرکے وہ چلا گیا تو میں نے پھر اشعار کہے۔ ایسا دو تین مرتبہ ہوا تو میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون تھا جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خاموش کرادیا کرتے تھے؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشعار سنانے میں مصروف ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر آگیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خاموش کرادیا، جب وہ چلا گیا تو رحمتِ عالم، نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سناؤ۔'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون شخص ہے؟ جب آتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خاموش ہونے کا حکم فرماتے ہیں اور جب چلا جاتا ہے تو دوبارہ سنانے کا ارشاد فرماتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں جو باطل سے جدا ہیں۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۷۹۴، ج ۴، ص ۲۲۴)

حمد ونعت سننا جائز ہے:

حضرت سیدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النورانی فرماتے ہیں ہیں: ''یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حمد و نعت کا سننا جائز اور مباح ہے۔ کیونکہ ان کے اشعار اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر وبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتوصیف پر مشتمل تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ''عمر (رضی اللہ عنہ) باطل کو پسند نہیں کرتے'' اس سے وہ شخص مراد ہے جو بادشاہوں اور مالداروں کی مدح سرائی کو کمائی کا ذریعہ بنالیتا ہے اور مال کی حرص وطمع کی وجہ سے خوشامد پسند لوگوں کے آس پاس گھومتا رہتا ہے اور اپنے جھوٹ سے وہ ساری محافل ومجالس کو عیب دار بنا دیتا ہے کیونکہ وہ کسی کی ایسی تعریف بھی کرگزرتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہوتا اور اگر کوئی عطیہ نہ دے تو رتبے والے شخص کی شان کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت سیدنا اَسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشعار سنایا کرتا تھا اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پہچان نہ تھی، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا جس کے شانے چوڑے اور

سر کے اگلے حصے پر بال نہیں تھے کسی نے دو بار مجھے خاموش ہونے کا کہا تو میں نے کہا: ''اس کی ماں اسے گم کرے! یہ کون ہے جس کی وجہ سے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشعار سنانے سے خاموش ہو جاؤں؟'' کسی نے کہا: ''یہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (حضرتِ سیّدنا اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر میں سمجھ گیا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر وہ مجھے شعر کہتے ہوئے سن لیں تو ان کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ کچھ کہے بغیر مجھے پاؤں سے گھسیٹتے ہوئے بقیع تک لے جائیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۱۹، ج ۱، ص ۲۸۲)

مثالی شخصیت:

حضرت سیّدنا امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''شرک وعناد سے پاک اور معرفت و محبت سے لبریز بندگانِ خدا کا یہی راستہ ہے کہ کوئی باطل قول یا فعل انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتا اور کوئی حالت انہیں حق کی جانب متوجہ ہونے سے غافل نہیں کر سکتی، وہ ہمیشہ کامل الحال اور مضبوط دل کے ساتھ حق کے رفیق ہوتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مشکلات میں بھی اپنے عزت وقوت والے رب عَزَّوَجَلَّ (کی رضا وخوشنودی) کے طالب رہتے اور احکاماتِ خداوندی کی بجا آوری میں خوشحالی وبدحالی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور کہا گیا ہے کہ: ''تصوُّف دنیاوی مراتب سے منہ موڑ کر آخرت کے اَرفع واعلیٰ مراتب کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہے۔''

عاجزی وانکساری:

حضرت سیّدنا طارق بن شہاب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملکِ شام کی جانب تشریف لاتے ہوئے راستے میں ایک دریائی گزرگاہ پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ سے اترے، جوتے ہاتھ میں پکڑ کر اونٹ کو ساتھ لئے پانی میں اتر گئے۔ حضرتِ سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''آج آپ رضی اللہ عنہ نے اہلِ زمین کے نزدیک بہت بڑا کام کیا (یعنی یہ آپ کی شایانِ شان نہیں) ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے حضرتِ سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''اے ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ)! کاش! یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا، بے شک تم انسانوں میں سے ذلیل ترین لوگ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے تم کو معزز بنا دیا لہٰذا جب بھی تم اسے چھوڑ کر کہیں اور عزت تلاش کرو گے تو اللہ عزوجل تمہیں ذلّت وخواری میں مبتلا فرما دے گا۔''

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی حسن الخلق فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۱۹۶، ج ۶، ص ۲۹۱)

حضرت سیّدنا قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لائے اور لوگ آپ رضی اللہ عنہ کا اِستقبال کرنے نکلے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ اپنے اُونٹ پر سوار تھے۔ لوگوں نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین! چونکہ قوم کے سردار اور عظیم لوگ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو آئیں گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تُرکی گھوڑے پر سوار ہو جائیں۔'' خلیفہ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں وہاں نہیں پاتا۔'' یہ کہنے کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''بے شک اصل معاملہ تو وہاں ہے اس لئے تم مجھے میرے اونٹ

پڑی رہنے دو۔'' (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام عمر بن الخطاب، الحدیث: ۲، ج ۸، ص ۱۴۶)

رعایا کی خبر گیری:

حضرت سیّدنا یحییٰ بن عبداللہ اَوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ رات کے اندھیرے میں اپنے گھر سے نکل کر ایک گھر میں داخل ہوئے پھر کچھ دیر بعد وہاں سے نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوئے، حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ، صبح جب حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس گھر میں جاکر دیکھا تو وہاں ایک نابینا اور اپاہج بڑھیا کو پایا اور ان سے دریافت فرمایا: ''اِس آدمی کا کیا معاملہ ہے جو تمہارے پاس آتا ہے؟'' بڑھیا نے جواب دیا: ''وہ اتنے عرصہ سے میری خبر گیری کر رہا ہے اور میرے گھر کے کام کاج کے علاوہ میری گندگی بھی صاف کرتا ہے۔'' حضرت سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ (اپنے آپ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے: ''اے طلحہ! تیری ماں تجھ پر روئے، کیا تو امیر المؤمنین عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر نہیں چل سکتا۔'' (صفۃ الصفوۃ، ابوحفص عمر بن الخطاب، ذکر اھتمامہ برعیتہ، ج ۱، ص ۱۴۶)

حضرت سیّدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ایک کُوڑا خانہ کے پاس سے گزرے تو وہاں رُک گئے۔ رُفقا کو اس کی بدبُو سے اَذِیّت ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ تمہاری دنیا ہے جس کی تم حِرص ولالچ کرتے اور اس کے گُن گاتے ہو۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۶، ص ۱۴۶)

عیش وعشرت سے پاک زندگی:

امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ عیش وعشرت سے کوسوں دور بھاگتے اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کی زندگی کی بہتری کے خواہاں رہتے تھے۔ ہمیشہ مشقت برداشت کرتے اور شہوات وخواہشات سے دُور رہتے اور کہا گیا ہے کہ ''نفس کو سختیاں اور مشقت برداشت کرنے کا عادی بنانے کا نام تصوُّف ہے'' اور یہی عمدہ مقام ہے۔

نفس پر سختیاں:

حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ قحط سالی کے دن تھے، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس کو گھی سے روک رکھا تھا اور صرف زیتون پر گزارا کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں تکلیف ہونے لگی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پیٹ پر اُنگلی ماری اور کہا ''تجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے ہوتی رہے، جب تک لوگوں سے فاقہ کی سختی ختم نہیں ہوتی تیرے لئے میرے پاس یہی کچھ ہے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۰۸، ص ۱۴۵)

حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت سیّدہ حَفْصہ بنتِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین! اگر آپ رضی اللہ عنہ نرم کپڑا زیب تن فرمائیں اور اچھا کھانا تناول فرمائیں تو یہ بہتر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو وسیع رِزق اور کثیر مال عطا فرمایا ہے۔'' امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے بیٹی! میں اس معاملے میں تیری مخالفت کروں گا، کیا تجھے یاد نہیں کہ حضور نبیِّ اَکرم، نُورِ مُجسَّم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں کس

قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟'' پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالاتِ زندگی بیان کرنا شروع کئے یہاں تک کہ اُم المؤمنین حضرتِ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ایسا ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! جس قدر مجھ سے ہوسکتا ہے میں مشکلات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اِتباع کروں گا شاید میں آخرت کی راحت والی زندگی میں ان کا شریک ہوسکوں۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۶۰، ص ۱۵۲)

لذیذ اور عمدہ غذاؤں سے پرہیز:

حضرت سیّدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تم سے بہتر لباس پہن سکتا ہوں، اچھا کھانا کھاسکتا ہوں اور آسائش والی زندگی گزار سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں سینے کے گوشت، گھی، آگ پر بُھنے ہوئے گوشت، چٹنی اور چپاتیوں سے ناواقف نہیں ہوں لیکن (استعمال اس لئے نہیں کرتا کہ) میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نعمت وآسائش پانے والی قوم کو عار دِلائی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (پ۲۶، الاحقاف: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اُن سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے۔ (الزھد لابن المبارک، باب ماجاء فی الفقر، الحدیث: ۵۷۹، ص ۲۰۴، مختصرًا)

حضرت سیّدنا حبیب بن ابو ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ''اہلِ عراق کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، جن میں حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے ایک بڑا تھال پیش کیا جس میں روٹی اور زیتون کے تیل کا کھانا بنا ہوا تھا اور فرمایا: ''کھاؤ!'' انہوں نے بہت کم کھایا، تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم یہ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ تم کس چیز کا ارادہ رکھتے ہو کھٹا، میٹھا، ٹھنڈا، یا گرم؟ پھر اسے پیٹ میں ڈالو گے۔''

(الزھد لھناد بن السری، باب الزھد فی الطعام، الحدیث: ۶۸۴، ج ۲، ص ۳۶۰۔ المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام عمر بن الخطاب، الحدیث: ۷، ۳، ج ۸، ص ۱۵۲، بتغیر قلیل)

دُنیا کا نقصان برداشت کرلو:

حضرت سیّدنا خلف بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے اس بات پر غور کیا ہے کہ جب دنیا کا ارادہ کرتا ہوں تو آخرت کو نقصان پہنچاتا ہوں اور جب آخرت کا ارادہ کرتا ہوں تو دنیا کو نقصان پہنچتا ہے لہٰذا جب معاملہ اس طرح کا ہے تو تم (آخرت کی بہتری کی خاطر) فانی دنیا کا نقصان برداشت کرلیا کرو۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۶۵، ص ۱۵۲۔۱۵۳)

نیکی کی دعوت کے مکتوب:

حضرتِ سیّدنا سعید بن ابوبُرْدَہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں حمد وصلاۃ کے بعد فرمایا: ''خوش بخت حکمران وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا خوش حال ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بد بخت حکمران وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا کا بُرا حال ہو۔ خوش حال زندگی گزارنے سے اجتناب کرنا ورنہ تمہارے مقرر کردہ عامل بھی خوشحالی کو پسند کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری مثال اس جانور کی طرح ہوگی جو سبزے کو دیکھتے ہی اس پر ٹوٹ پڑتا ہے کہ کھا کر موٹا ہو جائے اور پھر اس کا موٹا ہونا ہی اس کی موت کا باعث بن جائے۔'' وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ. (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام عمر بن الخطاب، الحدیث: ۷، ج ۸، ص ۱۴۷)

حضرت سیّدنا عامر شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا، اس میں فرمایا: ''جس شخص کی نیت دُرُست ہو اللہ عزوجل اس کے اور لوگوں کے درمیان معاملات کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جو لوگوں کی خاطر ایسی چیز سے زینت حاصل کرے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ اور ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ رُسوا کر دیتا ہے اور تمہارا کیا خیال ہے جلد حاصل ہونے والے معمولی رزق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں میں سے کون سی چیز افضل ہے؟''

والسّلام۔ (الزھد لھناد بن السری، باب الریاء، الحدیث: ۸۵۹، ج ۲، ص ۴۳۶)

فرامینِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے انمول ارشادات وفرامین ان کے احوال کی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت سیّدنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم نے صبر کو اپنی زندگی کی بہترین چیز پایا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ، ص ۵۴۳)

حضرت سیّدنا ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ لالچ محتاجی کا باعث ہے اور لوگوں سے مایوس ہو جانا مالداری کا سبب ہے اور بلاشبہ انسان جب کسی چیز سے مایوس ہوتا ہے تو اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۱۳، ص ۱۴۶)

حضرت سیّدنا عامر شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میرا دل اللہ تعالیٰ کے لئے مکھن سے بھی زیادہ نرم ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے پتھر سے بھی سخت تر ہو گیا (یعنی ذاتی معاملہ میں دل نرم اور حُدُودِ الٰہی کے معاملہ میں سخت ہو گیا)۔''

توبہ کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھو:

حضرت سیّدنا عون بن عبداللہ بن عُقْبَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرتعمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''توبہ کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھو کہ وہ سب سے زیادہ نرم دل ہوتے ہیں۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام عمر بن الخطاب، الحدیث: ۲۴، ج ۸، ص ۱۵۰)

حضرت سیّدنا ابو خالد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْوَاجِد سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''قرآنِ کریم کو یاد کرنے والے اور علم کا سرچشمہ بن جاؤ اور اللہ عزوجل سے آج کے دن کا ہی رزق طلب کرو۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۳۲، ص ۱۴۸)

صبر و شکر اختیار کرو:

حضرت سیّدنا ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس طرح دعا مانگتے سنا: ''یا اللہ عزوجل! میں تیرے راستے میں اپنی جان و مال خرچ کرنا چاہتا ہوں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ''تم میں سے کوئی خاموش کیوں نہیں ہوتا کہ اگر آزمائش میں ڈالا جائے تو صبر کرے اور عافیت پائے تو شکر بجالائے۔'' (الزھد لھناد بن السری، باب سؤال اللہ العافیۃ، الحدیث: ۴۴۴، ج ۱، ص ۲۵۶)

(130 حضرت سیّدنا یحییٰ بن جَعْدَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر یہ 3 چیزیں یعنی (۱) اللہ تعالیٰ کے لیے پیشانی جھکانا (۲) ایسے اجتماعات میں شرکت کرنا جن میں اچھی باتیں اس طرح چننے کو ملتی ہیں جس طرح عمدہ کھجوروں کو چنا جاتا ہے اور (۳) راہ خدا میں سفر کرنا نہ ہوتا تو میں اللہ عزوجل سے ملاقات کو اور زیادہ پسند کرتا۔ (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۰۷، ص ۱۴۵)

سردی کا موسم غنیمت ہے:

حضرت سیّدنا ابوعثمان ہندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''سردی کا موسم عبادت گزاروں کے لئے غنیمت ہے۔'' (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب التھجد وقیام اللیل، الحدیث: ۴۲۱، ج ۱، ص ۳۳۲)

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گریہ وزاری:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرۂ اَقدس پر بہت زیادہ گریہ وزاری کے سبب دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخص ب، الحدیث: ۶۳۸، ص ۱۴۹)

حضرت سیّدنا ہشام بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ جب قرآنِ کریم کی کوئی آیتِ کریمہ تلاوت کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا سانس رُک جاتا اور اس قدر روتے کہ زمین پر تشریف لے آتے

پھر گھر سے باہر تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو مریض سمجھ کر عیادت کے لئے آتے۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب کلام عمر بن الخطاب، الحدیث:۱۶، ج۸، ص۱۴۹)

حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''میں نے امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز تین صفوں کے پیچھے تک سنی۔''

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الرقۃ والبکاء، الحدیث:۱۶،۴، ج۳، ص۲۵۳، بتغیرٍ قلیلٍ)

حساب آخرت کا خوف:

حضرت سیّدنا ثابت بن حجاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اپنے (اعمال کا) وزن کرلو اس سے پہلے کہ ان کا وزن کیا جائے اور اپنا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ بے شک یہ تم پر قیامت کے دن کے حساب سے آسان ہے اور بڑی پیشی کے لیے تیار ہو جاؤ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿پ۲۹، الحاقۃ:۱۸﴾
ترجمہ کنزالایمان: اس دن تم سب پیش ہوگے کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی۔

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۳۳، ص۱۴۸)

حضرت سیّدنا ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''اے کاش! میں اپنے گھر والوں کے لئے ایک مینڈھا ہوتا وہ ایک عرصہ تک مجھے کھلا پلا کر موٹا تازہ کرتے حتیٰ کہ میں خوب فربہ ہو جاتا اور گھر والوں کے کچھ مہمان آتے تو وہ میرا کچھ حصہ بھون لیتے اور کچھ حصے کا سالن بنا لیتے پھر مجھے کھاتے اور پیٹ سے نکال دیتے (اے کاش!) میں انسان نہ ہوتا۔'' (الزھد لھناد بن السری، باب باب من قال، الحدیث:۴۴۹، ج۱، ص۲۵۸)

بوقت شہادت عاجزی وانکساری:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا سر ان کے مرض الموت میں میری ران پر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ''میرا سر زمین پر رکھ دو۔'' میں نے عرض کی: ''آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں سر میری ران پر رہے یا زمین پر؟'' فرمایا: ''اسے زمین پر رکھ دو!'' حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہلاکت ہو میرے اور میری ماں کے لئے اگر میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم نہ فرمائے۔'' (مسند ابن الجعد، شعبۃ بن عاصم بن عبیداللہ، الحدیث: ۸۷۰، ص۱۳۶)

حضرت سیّدنا مِسوَر بن مَخْرَمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر میرے پاس زمین کے برابر بھی سونا ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو

دیکھنے سے قبل ہی سارا سونا اس کے عوض قربان کر دیتا۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، الحدیث: ۳۶۹۲، ص ۳۰۰)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''یا امیر المؤمنین! خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے شہر فتح کروائے، نفاق کا خاتمہ کیا اور رزق کے دروازے کھول دیئے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: ''اے ابن عباس! کیا آپ حکومت سے متعلق میری تعریف کر رہے ہیں؟'' میں نے عرض کی کہ ''امارت کے علاوہ بھی۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں چاہتا ہوں کہ خلافت سے اس طرح نکل جاؤں جس طرح اس میں داخل ہوا تھا اور میرے لئے اس پر کوئی ثواب ہو نہ عذاب۔''

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب آداب القاضی، باب کراھیۃ الامارۃ......الخ، الحدیث: ۲۲۸ ۱۰، ج ۱۰، ص ۱۶۶)

خلیفۂ وقت کی چادر میں بارہ پیوند:

حضرت سیّدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں خطبہ دیا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے جو چادر پہنی ہوئی تھی اس میں بارہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عمر بن الخطاب، الحدیث: ۶۵۸، ص ۱۵۲)

احساسِ ذمّہ داری:

حضرت سیّدنا داوٗد بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر نہر فرات کے کنارے ایک بکری بھی بھوکی مرگئی تو مجھے اندیشہ ہے کہ بروزِ قیامت اللہ عزوجل مجھ سے اس کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا۔''

رحمتِ الٰہی کی امید:

حضرت سیّدنا یحییٰ بن ابی کثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر کوئی مُنادِی آسمان سے ندا دے کہ ''اے لوگو! تم سب جنت میں جاؤ گے سوائے ایک شخص کے'' تو مجھے خوف ہے کہ وہ شخص کہیں میں نہ ہوں اور اگر کوئی مُنادِی ندا دے کہ ''اے لوگو! تم سب جہنم میں جاؤ گے سوائے ایک شخص کے'' تو مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں گا۔

حضرت سیّدنا نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے (حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ) کی نیکی کرنے میں کوئی فرق نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ کوئی بات یا عمل ایسا نہ کرتے جس سے دونوں میں امتیاز ہو سکے۔'' (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۵۶ عمر بن الخطاب، باب ذکر استخلاف عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۲۱)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دُعائیں:

حضرت سیّدنا ابن عکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَکِیْم سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دعا مانگا کرو:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ حَسَنَةً"

یا اللہ عزوجل! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی بہتر بنادے اور میرے ظاہر کو اور اچھا کردے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعائ: اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی، الحدیث: ۳۵۸۶، ص ۲۰۲۱)

حضرت سیّدنا اسود بن بلال محاربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو منبر پر کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: ''اے لوگو! میں دُعا مانگتا ہوں، تم آمین کہتے جاؤ! پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی: یا اللہ عزوجل! میں سخت ہوں، مجھے نرم کردے۔ میں بخیل ہوں، مجھے سخی بنادے۔ میں کمزور ہوں، مجھے قوت عطا فرما۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، رقم ۵۶ عمر بن خطاب، باب ذکر استخلاف عمر بن خطاب، ج ۳، ص ۲۰۸، بتغیر)

حضرت سیّدنا زید بن اَسلم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو یوں دُعا کرتے ہوئے سنا: ''یا اللہ عزوجل! میری شہادت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہ ہو جس نے تجھے سجدہ کیا ہو کہ کہیں وہ اس وجہ سے بروزِ قیامت مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔''

(موطا للامام مالک، کتاب الجھاد، باب الشھداء فی سبیل اللہ، الحدیث: ۱۰۲۴، ج ۲، ص ۲۰)

اُم المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ دُعا مانگتے ہوئے سنا:

"اللھمّ قَتْلًا فِيْ سَبِيْلِكَ وَوَفَاةً فِيْ بَلَدِ نَبِيِّكَ"

یعنی یا اللہ عزوجل! مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت عطا فرما اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں مرنا نصیب فرما۔'' میں نے عرض کی: ''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جب اللہ عزوجل چاہے گا تو ایسا ہوگا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۲۷۹۵، ج ۲، ص ۱۳۸)

حضرت سیّدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے وادیٔ بطحا میں ایک جگہ اپنے ہاتھوں سے مٹی ہموار کی پھر اس پر اپنی چادر کا ایک حصہ بچھا کر اس پر چت لیٹ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دُعا مانگی: ''یا اللہ عزوجل! میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرے اعصاب کمزور پڑ گئے، میری رعایا پھیل چکی ہے، پس میرے ضائع کرنے اور زیادتی کرنے سے قبل تو مجھے اپنے پاس بلالے۔''

(موطا للامام مالک، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم، الحدیث: ۱۵۸۵، ج ۲، ص ۳۳۴)

حضرت سیّدنا سلیم بن حنظلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ دُعا مانگا

کرتے تھے:

"اللّٰھمّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تَأْخُذَنِیْ عَلٰی غِرَّۃٍ اَوْتَذَرَنِیْ فِیْ غَفْلَۃٍ اَوْتَجْعَلَنِیْ مِنَ الْغَافِلِیْن"

یعنی یا اللہ عزوجل! میں اچانک موت، غفلت کی موت اور غفلت کی زندگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن خطاب، الحدیث: ۱۱، ج ۸، ص ۱۴۸)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں یہ دُعا مانگی:

"اللّٰھمّ اَعْصِمْنَا بِحَبْلِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی اَمْرِ کَ "

یعنی یا اللہ عزوجل! اپنی رسی کے ساتھ ہماری حفاظت فرما اور اپنے دین پر ثابت قدمی عطا فرما۔''

(شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ، باب جماع الکلام فی الایمان، قول عمر ومعاذ، الحدیث: ۱۵۳۰، ج ۱، ص ۷۲۶)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جنت میں محل:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے اس بات کی بہت خواہش تھی کہ مجھے کوئی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتائے۔ پس میں نے خواب میں ایک محل دیکھا تو پوچھا: ''یہ محل کس کا ہے؟'' فرشتوں نے مجھے بتایا کہ ''یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔'' اتنے میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس محل سے اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ عنہ پر ایک چادر تھی گویا ابھی غسل فرمایا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''اگر میرا رب عَزَّ وَجَلَّ میری بخشش نہ فرماتا تو قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''مجھے تم سے جدا ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''12 سال۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اب جا کر حساب وکتاب سے فارغ ہوا ہوں۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۵۲۰۶ عمر بن الخطاب، ج ۴۴، ص ۴۸۳ بروایۃ عبداللہ بن عمرو)

حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا پڑوسی تھا میں نے کسی کو ان سے افضل نہیں پایا، ان کی رات عبادت میں گزرتی تو دن روزے اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ''مجھے خواب میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب فرما۔ پس میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار کی طرف سے سر پر عمامہ باندھے تشریف لا رہے ہیں، میں نے سلام کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے میرے سلام کا جواب دیا پھر میں نے پوچھا: ''آپ کیسے ہیں؟'' فرمایا: ''میں خیریت سے ہوں۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟'' فرمایا: ''اب حساب وکتاب سے فارغ ہوا ہوں۔ اگر ربِّ غفار عَزَّ وَجَلَّ میری بخشش نہ فرماتا تو قریب تھا کہ میری خلافت مجھے لے ڈوبتی۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، رقم ۵۶ عمر بن خطاب، ج ۳، ص ۲۸۶ مختصراً)

نظرِ فاروقی میں دوستی کا معیار:

حضرت سیّدنا محمد بن شہاب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَہَّاب سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے فائدہ کاموں میں مشغول نہ ہونا، اپنے دشمن سے دُور رہنا، دوستی کے لئے صرف امانت دار شخص کا انتخاب کرنا کیونکہ امانت دار کے برابر قوم کا کوئی شخص نہیں ہوتا، فاجر شخص کی صحبت اختیار کرنے سے بچنا ورنہ وہ تمہیں گناہ کے راستے پر لگا دے گا اور اسے کبھی بھی اپنا راز نہ بتانا اور اپنے معاملات کا مشورہ ایسے لوگوں سے کرنا جو اللہ عزوجل سے ڈرتے ہوں۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، الحدیث: ۹، ج ۸، ص ۱۴۷)

حق کا بول بالا کرنے والے:

حضرت سیّدنا ابن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو باطل کو چھوڑ کر اسے موت کی نیند سلا دیتے اور حق کا بول بالا کر کے اسے جلا بخشتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی طرف رغبت دلائی جائے تو خوش ہوتے اور عذابِ الٰہی سے ڈرایا جائے تو ڈرنے لگتے ہیں۔ وہ اللہ عزوجل سے خوفزدہ ہونے کے بعد دوبارہ اطمینان کی سانس نہیں لیتے اور بن دیکھے لازوال یقین سے مالا مال ہوتے ہیں۔ خوف نے ان کو ایسا خلوص بخشا کہ باقی رہنے والی زندگی کے مقابلہ میں انہوں نے ہر چیز سے جدائی اختیار کر لی۔ زندگی ان کے لیے نعمت اور موت کرامت ہے۔ حورعین سے ان کا نکاح ہوگا اور ہمیشہ رہنے والے نوعمر لڑکے ان کی خدمت پر مامور ہوں گے۔''

☆......☆......☆......☆......☆......☆

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَبِيْ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ

باب: حضرت عثمان بن عفان ابو عمرو قرشی رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رومہ کا کنواں کھودے گا تو اسے جنت ملے گی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو کھودا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے تنگی کے لشکر میں سامان دستیاب کیا تو اس کے لئے جنت ہے پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے سامان کو دستیاب کیا۔

265۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَّاَمَرَنِيْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَّسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ حَمَّادٌ وَّحَدَّثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا اَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى بِنَحْوِهٖ

وَزَادَ فِيْهِ عَاصِمٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَاعِدًا فِيْ مَكَانٍ فِيْهِ مَآءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ اَوْ رُكْبَتِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ اور مجھے ارشاد فرمایا کہ میں دروازہ پر نگہبانی کرتا رہوں۔ تو ایک بزرگ تشریف لائے اور اذن طلب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کو اذن دیدو اور جنت کی بھی بشارت۔ سنا دو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اس کے بعد دوسرے بزرگ تشریف لائے اور اذن طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو بھی اذن دیدو اور جنت کی بشارت بھی سنا دو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اس کے بعد ایک اور بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے اذن مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر کے لئے سکوت اختیار فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: ان کو بھی اذن دیدو اور ایک آزمائش سے گزر جانے کے بعد جنت کی خوشخبری سنا دو وہ بزرگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران ایک ایسی جگہ جلوہ فگن تھے جہاں پانی تھا اور اپنے گھٹنوں یا ایک گھٹنے کو منکشف کیا ہوا تھا جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپا لیا۔

(مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3492)

266۔حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِيَغُوْثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِاَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُّ لِعُثْمَانَ حَتّٰى خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَّهِيَ نَصِيْحَةٌ لَّكَ قَالَ يَآ اَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ مَعْمَرٌ اُرَاهُ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِمْ اِذْ جَآءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ فَقُلْتُ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ اَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا يَخْلُصُ اِلَى الْعَذْرَاءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ مِثْلُهٗ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ

فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّجْلِدَهٗ فَجَلَدَهٗ ثَمَانِيْنَ

عبیداللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے متعلق بات کرنے سے کونسی چیز تمہیں روک رہی تھی۔ اس کے متعلق لوگ بہت ساری باتیں کررہے ہیں۔ عبیداللہ کہنے لگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس وقت نماز کے لئے تشریف لے گئے تو میں اس وقت ان کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے ان سے دریافت کیا: مجھے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ بات کرنی ہے۔ اور ہے بھی یہ آپ رضی اللہ عنہ کی خیر خواہی کے لئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شخص میں تجھ سے رب تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں یہ سنتے ہی میں واپس آگیا اور ان لوگوں کے پاس آگیا اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد آگیا تو میں دوبارہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے دریافت فرمایا کہ تیری کیا نصیحت و پند ہے۔ میں کہنے لگا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان کے اوپر کتاب کا نزول فرمایا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو تسلیم کیا آپ رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی اور ان کی سیرت کو ملاحظہ فرمایا لوگ ولید کے متعلق بہت ساری شکایتیں کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا: تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ مقدسہ پایا ہے۔ میں نے کہا: مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ علم مجھ تک بھی پہنچا ہے جس طرح کنواری لڑکی کو پردہ میں پہنچتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اما بعد! یقیناً اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور میں ان لوگوں میں سے ہوا جنہوں نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو قبول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے ساتھ بھیجے گئے اس پر بھی ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کیں جس طرح کہ تو نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بھی پائی اور آپ کی بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے نہ تو ان کی نافرمانی کی اور نہ ہی خیانت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھالیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا پھر میں خلیفہ بنا دیا گیا تو کیا مجھے وہ حق حاصل نہیں جو ان کو حاصل تھا۔ کہا: ہاں ہے تو ارشاد فرمایا: پھر یہ باتیں کس طرح کی ہیں جو تمہاری طرف سے مجھ تک پہنچی ہیں رہا ولید والا معاملہ جو تو نے ذکر کیا تو ہم انشاءاللہ حق کے ساتھ مواخذہ کریں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں فرمایا کہ ولید کو کوڑے لگائے جائیں تو انہوں نے اسی (80) کوڑے لگائے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 106، مسند الصحابة: ج: 36، ص: 211)

267- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهٗ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں کسی کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

کے برابر قرار نہ دیتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے برابر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیتے اور ان کے مابین کسی کو فضیلت نہ دیتے تھے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 371، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1443، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 1841، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 39782، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4011)

268- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَقَالُوا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ

عثمان بن موہب کا بیان ہے کہ مصر کا ایک آدمی آیا اور اس نے بیت اللہ کا حج کیا۔ اس نے چند لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا: یہ کون بیٹھے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے دریافت کیا: ان کے مابین یہ بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ کہنے لگا: اے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ پوچھنے لگا ہوں مجھے یہ ارشاد فرمایئے کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہے کہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احد والے روز بھاگ گئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔ وہ کہنے لگے: آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہے کہ وہ بدر میں بھی حاضر نہ تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔ تو پھر؟ وہ کہنے لگا: کیا آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہے کہ بیعت رضوان میں بھی وہ حاضر نہ تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں تو پھر۔ وہ کہنے لگا: اللہ اکبر۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ادھر آ ؤ میں تمہیں اس کی وجوہات بتاتا ہوں۔ رہا احد کے روز بھاگ جانا تو میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا ہے اور ان کی مغفرت فرما دی ہے۔ مگر بدر میں غائب رہنا اس بناء پر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ان کے عقد میں تھیں اور وہ حالت مرض میں تھیں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے لئے شرکاء بدر جتنا اجر ہے اور ان کو مال غنیمت سے حصہ بھی عطا فرمایا۔ اور بیعت رضوان میں

حاضر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ مکرمہ میں ان سے بڑھ کر کوئی آدمی صاحب عزت ہوتا تو ان کی جگہ بھیج دیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے مکہ مکرمہ جانے کے بعد ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے دوران اپنے داہنے ہاتھ کو لے کر ارشاد فرمایا: یہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اس کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور ارشاد فرمایا: یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے اب جا کر ان جوابات کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

(مرجع السابق باب اذا بعث الامام رسولاً فی حاجۃ احوا... الخ)

269- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَّمَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ وَقَالَ اسْكُنْ اُحُدُ اَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کی معیت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے اور ارشاد فرمایا: احد پر سکون ہو جا تیرے اوپر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔

(مرجع السابق: حدیث: 890)

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالِاتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب: قصہ بیعت اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اتفاق اور اس میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر ہے

270- حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ اَنْ يُّصَابَ بِاَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا اَتَخَافَانِ اَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَا حَمَّلْنَاهَا اَمْرًا هِيَ لَهٗ مُطِيْقَةٌ مَّا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا اَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِي اللّٰهُ لَاَدَعَنَّ اَرَامِلَ اَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ اِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ اَبَدًا قَالَ فَمَا اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا رَابِعَةٌ حَتّٰى اُصِيْبَ قَالَ اِنِّيْ لَقَائِمٌ مَّا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ اُصِيْبَ وَكَانَ اِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوْا حَتّٰى اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَاَ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اَوِ النَّحْلَ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَتَلَنِيْ اَوْ اَكَلَنِي الْكَلْبُ حِيْنَ طَعَنَهٗ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلٰى اَحَدٍ يَّمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا اِلَّا طَعَنَهٗ حَتّٰى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا

مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ اَنَّهٗ مَاْخُوْذٌ نَّحَرَ نَفْسَهٗ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهٗ فَمَنْ يَّلِيْ عُمَرَ فَقَدْ رَاَى الَّذِيْ اَرٰى وَاَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَاِنَّهُمْ لَا يَدْرُوْنَ غَيْرَ اَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ صَلٰوةً خَفِيْفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَمَرْتُ بِهٖ مَعْرُوْفًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِيْ بِيَدِ رَجُلٍ يَّدَّعِي الْاِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْكَ تُحِبَّانِ اَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ اَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ اَيْ اِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ اِلٰى بَيْتِهٖ فَانْطَلَقْنَا مَعَهٗ وَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَّقُوْلُ لَا بَاْسَ وَقَائِلٌ يَّقُوْلُ اَخَافُ عَلَيْهِ فَاُتِيَ بِنَبِيْذٍ فَشَرِبَهٗ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ ثُمَّ اُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهٗ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهٖ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَآءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ وَجَآءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لَّا عَلَيَّ وَلَا لِيْ فَلَمَّا اَدْبَرَ اِذَا اِزَارُهٗ يَمَسُّ الْاَرْضَ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ اَبْقٰى لِثَوْبِكَ وَاَتْقٰى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَّثَمَانِيْنَ اَلْفًا اَوْ نَحْوَهٗ قَالَ اِنْ وَفٰى لَهٗ مَالُ اٰلِ عُمَرَ فَاَدِّهٖ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاِلَّا فَسَلْ فِيْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَاِنْ لَّمْ تَفِ اَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ وَّلَا تَعْدُهُمْ اِلٰى غَيْرِهِمْ فَاَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ انْطَلِقْ اِلٰى عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَاُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرًا وَّقُلْ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَاْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَاْذِنُ اَنْ يُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ اُرِيْدُهٗ لِنَفْسِيْ وَلَاُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ فَلَمَّا اَقْبَلَ قِيْلَ هٰذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَآءَ قَالَ ارْفَعُوْنِيْ فَاَسْنَدَهٗ رَجُلٌ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا لَدَيْكَ قَالَ الَّذِيْ تُحِبُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَذِنَتْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ فَاِذَا اَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاِنْ اَذِنَتْ لِيْ فَاَدْخِلُوْنِيْ وَاِنْ رَّدَّتْنِيْ رُدُّوْنِيْ اِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَآءَتْ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَآءُ تَسِيْرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَاَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً

وَّاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا اَوْصِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا اَجِدُ اَحَدًا اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ اَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَالرَّحْمٰنِ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهٗ فَاِنْ اَصَابَتِ الْاِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَاِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهٖ اَيُّكُمْ مَا اُمِّرَ فَاِنِّيْ لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَّلَا خِيَانَةٍ وَّقَالَ اُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَاُوْصِيْهِ بِالْاَنْصَارِ خَيْرًا (الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ) اَنْ يُّقْبَلَ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَاَنْ يُّعْفٰى عَنْ مُّسِيْئِهِمْ وَاُوْصِيْهِ بِاَهْلِ الْاَمْصَارِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ رِدْءُ الْاِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَاَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ اِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَاُوْصِيْهِ بِالْاَعْرَابِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ اَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْاِسْلَامِ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ اَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ وَاُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَاَنْ يُّقَاتَلَ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا اِلَّا طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهٖ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ اَدْخِلُوْهُ فَاُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهٖ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اجْعَلُوْا اَمْرَكُمْ اِلٰى ثَلَاثَةٍ مِّنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِيْ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِيْ اِلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِيْ اِلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَيُّكُمَا تَبَرَّاَ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ فَنَجْعَلُهٗ اِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْاِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ اَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهٖ فَاُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَفَتَجْعَلُوْنَهٗ اِلَيَّ وَاللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ لَا اٰلُ عَنْ اَفْضَلِكُمْ قَالَا نَعَمْ فَاَخَذَ بِيَدِ اَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ اَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ اَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْاٰخَرِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهٗ فَبَايَعَ لَهٗ عَلِيٌّ وَّوَلَجَ اَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زخمی ہونے سے چند روز قبل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہیں اور انہیں فرمار ہے ہیں تم لوگوں نے کس طرح کیا؟ کیا تمہیں اس کا خدشہ ہے کہ زمین پر طاقت سے بڑھ کر تم نے محصول لگا ڈالا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے تو زمین کی طاقت کے مطابق ہی محصول لگایا ہے اور ہم نے تو زیادہ بڑھایا ہی نہیں۔ ارشاد

فرمایا: ذرا سوچ و بچار کرو۔ کہیں طاقت سے بڑھ کر تو نہیں ڈال دیا ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو عراق کی بیوگان کو اس قدر فارغ البال کر دوں گا کہ میرے بعد کسی کی محتاج ہی نہیں رہیں گی۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ پھر چار روز ابھی نہیں گزرے تھے کہ زخمی کر دیا گیا۔ جس صبح کو زخمی کئے گئے میں اس طرح کھڑا تھا کہ میرے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مابین ماسوا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کوئی دوسرا نہ تھا۔ ان کی عادت تھی کہ جس وقت دو صفوں کے مابین گزرتے تو کہا کرتے: صفوں کو درست کر لو۔ جب یہ دیکھ لیتے کہ صفوں میں کچھ خرابی نہیں تو آگے تشریف لے جاتے اور تکبیر کہتے۔ اور کئی بار پہلی ہی رکعت میں سورہ یوسف یا سورہ نحل یا اس کے مثل پڑھا کرتے تا کہ لوگ جمع ہو جائیں۔ اس روز صرف اس قدر ہی ہوا کہ انہوں نے تکبیر کہی کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے ختم کر دیا مجھے کتے نے کاٹ ڈالا۔ کافر دو دھاری چھری لے کر تیزی سے بھاگا جس کے بھی سیدھی یا الٹی جانب پہنچتا اسے زخمی کر دیتا۔ حتیٰ کہ تیرہ اشخاص کو زخمی کر ڈالا جن میں سے سات مر گئے۔ مسلمانوں میں سے جس وقت ایک آدمی نے یہ دیکھا تو اس پر اپنا کمبل ڈال دیا کافر نے جس وقت یہ گمان کیا کہ اس کو پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود کو ذبح کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو آگے کر دیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اس نے وہ دیکھا جو میں نے دیکھا مگر مسجد کے کنارے کچھ بھی پتہ نہیں لگا ماسوا اس کے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز کو نہ سنا تو اس نے سبحان اللہ کہا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو اختصار کے ساتھ نماز پڑھائی جب لوگوں نے نماز سے فراغت پالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ دیکھو کہ مجھے کس نے مارا ہے انہوں نے کچھ دیر یہاں وہاں چکر لگایا اس کے بعد آکر بتایا: مغیرہ کے غلام نے مارا ہے۔ دریافت فرمایا: اس کاریگر نے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کو مار ڈالے میں نے تو اس کو اچھا حکم فرمایا تھا۔ اس رب تعالیٰ کا شکر ہے جس نے میری موت ایسے آدمی کے ہاتھ پر نہیں رکھی جو اسلام کا مدعی ہو تم اور تمہارے باپ یہ اچھا سمجھتے تھے کہ مدینہ منورہ میں مجوسی بہت زیادہ آباد ہوں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سب سے زیادہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر آپ رضی اللہ عنہ حکم فرمائیں تو میں کر دوں یعنی آپ رضی اللہ عنہ پسند فرمائیں تو ہم انہیں قتل کر ڈالیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد کہ انہوں نے ہمارا کلمہ پڑھ لیا ہمارے قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز ادا کر لی ہماری مثل حج کیا یہ تو غلط بات ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا۔ میں بھی ان کی معیت چل پڑا اور لوگوں کی صورت حال یہ تھی کہ گویا انہیں اس سے قبل کوئی مصیبت ہی نہیں پہنچی ہے کوئی کہتا ہے کوئی حرج نہیں ٹھیک ہو جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ انہیں نبیذ پلائی گئی جو پیٹ کے زخم سے باہر خارج ہو گئی پھر دودھ نوش کروایا گیا وہ بھی خارج ہو گیا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وصال فرمائیں گے ہم اندر گئے لوگ آ آ کر ان کی تعریف کرتے ایک نوجوان نے آکر کہا:

اے امیر المؤمنین آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشخبری ہو آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی صحبت اور اسلام میں سبقت حاصل ہوئی جس کا آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہے پھر آپ رضی اللہ عنہ کو والی بھی بنایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عدل

قائم فرمایا۔ اس کے بعد شہادت کا درجہ پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ سارا برابر سرابر ہو جائے جس وقت وہ پیچھے کو مڑا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس نوجوان کا تہبند زمین کو لگ رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کو واپس بلا کر لاؤ تو اس کے آنے پر ارشاد فرمایا: اے بھتیجے! اپنے کپڑے کو اوپر کر لے یہ تمہارے کپڑے کو زیادہ صاف ستھرا رکھے گا۔ اور تمہارے رب تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ تقویٰ کی بات ہے پھر اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما! مجھ پر کس قدر قرض ہے؟ اس کو شمار کرو۔ لوگوں نے شمار کیا تو تراسی ہزار یا اس کے لگ بھگ پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کے مال سے پورا ہو جائے تو ان کے اموال سے چکا دے ورنہ بنی عدی بن کعب سے کہہ دو۔ اور ان کے اموال سے بھی اگر پورا نہ ہو پائے تو قریش سے کہو ان کے ماسوا دوسرے کسی سے بھی نہ کہنا۔ میرے اس قرض کو چکا دینا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کو سلام عرض کرتا ہے امیر المؤمنین نہ کہنا کیونکہ آج میں امیر المؤمنین نہیں۔ اور انہیں عرض کرنا اپنے ساتھیوں کی معیت دفن ہونے کا عمر رضی اللہ عنہ اذن مانگ رہے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام عرض کیا۔ اور اذن مانگا اس کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بیٹھ کر روئے جا رہی تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کو سلام عرض کر رہے ہیں۔ اور اپنے ساتھیوں کی معیت دفن ہونے کا اذن مانگ رہے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں بذات خود اس جگہ پر دفن ہونے کا ارادہ رکھتی تھی مگر آج انہیں خود پر ترجیح دے رہی ہوں جس وقت وہ وہاں سے لوٹ کر سامنے آ گئے تو یہ کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لوٹ آئے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھا دو تو ایک آدمی نے ان کو سہارا دے کر بٹھا دیا۔ دریافت فرمایا: کیا خیر خبر ہے۔ عرض گزار ہوئے: جو آپ رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا تھا وہی ہوا اے امیر المؤمنین۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اذن دیدیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر قیمتی چیز کوئی نہ تھی۔ جس وقت میری روح کو قبض کر لیا جائے تو مجھے اٹھا کر اس جگہ لے جانا اس کے بعد سلام عرض کرنا پھر عرض گزار ہونا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اذن طلب فرما رہے ہیں اگر ام المومنین دوبارہ اذن عطا فرما دیں تو مجھے ان کے حجرہ مبارکہ میں داخل کر دینا اگر عرض کو رد فرما دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ اور اس وقت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور ان کی معیت کافی ساری عورتیں تھیں ہم نے جس وقت انہیں دیکھا تو وہاں سے اٹھ کر آ گئے۔ ام المومنین اندر تشریف لے گئیں اور کچھ دیر وہاں پر روئیں اس کے بعد لوگوں نے اذن مانگا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا اندر تشریف لے گئیں تاکہ آنے والوں کے لئے کچھ جگہ بن جائے۔ ہم نے اندر سے ان کے رونے کی آواز کو سنا حاضرین عرض گزار ہوئے: اے امیر المؤمنین وصیت فرما دیجئے کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس چیز کا استحقاق رکھنے والا ان لوگوں سے بڑھ کر میں کسی کو بھی نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضامند ہوتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔ اور ارشاد فرمایا: تمہارے مشورے میں عبداللہ شرکت تو کرے گا مگر اسے خلافت کا حق حاصل نہیں جس طرح ان کی

تسلی کے واسطے ارشاد فرمار ہے ہوں۔ اگر سلطنت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مل جائے تو وہ اس کا استحقاق رکھتے ہیں ورنہ تم میں سے جو بھی امیر بنایا جائے وہ ان سے مدد ضرور لے۔ کیونکہ میں نے انہیں عاجز ہونے یا خیانت کی بناء پر معزول نہیں کیا۔ اور اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے متعلق وصیت گو ہوں کہ ان کے حق کو پہچانے اور ان کی عزت کا لحاظ کرے اور میں اس کو انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کہ جنہوں نے مہاجرین سے قبل اس شہر میں ایمان اور گھر بنالیا تھا کہ ان کے احسان کرنے والوں کو قبول کیا جائے اور ان کی کوتاہیوں کو معاف کر دیا جائے اور میں سارے شہر کے رہنے والوں کے متعلق بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار اور مال حاصل کرنے والے ہیں اور دشمن کے لئے چست ہیں۔ اور ان سے فاضل ہی مال لیا جائے وہ بھی ان کی رضاجوئی سے اور اس کو دیہاتیوں کے متعلق حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کے مادہ ہیں اور ان کے معمولی مال کو لیا جائے اور حاجت مندوں پر لوٹایا جائے اور اس کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کے متعلق ان کے ساتھ جو عہد ہوا اسے پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت میں قتال کیا جائے۔ اور انہیں طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو ہم ان کو لے کر پیدل چلتے ہوئے نکل پڑے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو سلام عرض کیا۔ پھر عرض گزار ہوئے: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اذن مانگ رہے ہیں۔ ام المومنین نے فرمایا: ان کو اندر لے کر آؤ تو ان کو اندر لے جایا گیا اور اپنے ساتھیوں کی معیت میں رکھ دیئے گئے جب ان کو دفن کر کے فارغ ہو گئے تو انہی افراد کو اکٹھا کیا گیا جن کا نام ذکر ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اپنے حق اپنے میں سے تین کے حوالے کر دو تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنا حق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنا حق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم دونوں میں جو آدمی بھی دست بردار ہو گا ہم اسے ہی حوالے کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان ہو گا اور اسلام کے احکام اس پر لازم ہوں گے ہر آدمی اپنے دل میں غور وفکر کر لے کہ کون افضل ہے۔ دونوں بزرگ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے سکوت اختیار فرمایا۔ تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ یہ معاملہ میرے سپرد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں یہی کوشش کروں گا کہ آپ لوگوں میں جو افضل ہوا اسے ہی میں سپرد کروں گا۔ ان دونوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر انہوں نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو رشتہ داری ہے اور اسلام میں سبقت ہے اس کا آپ کو بھی علم ہے اللہ تعالیٰ تمہارے سارے احوال کو جانتا ہے اگر میں آپ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کروں تو آپ ہر صورت میں عدل قائم کریں گے اور اگر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کروں تو آپ رضی اللہ عنہ یقیناً ان کی بات کو سنیں گے اور تسلیم بھی کریں گے پھر خلوت میں جا کر دوسرے سے بھی وہی بات فرمائی جس وقت پختہ عہد لے لیا تو فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ! اپنا ہاتھ آگے کرو پھر ان کی بیعت فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کی اور مدینہ منورہ والے اندر آئے ساروں نے ان کی بیعت کی۔ (مرجع السابق باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما)

شرح:

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان کے بہت فضائل ہیں ان کا تذکرہ سیرت نگاروں نے یوں کیا:

امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُ نا عُثمان بن عَفان رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے لئے کمالِ انکساری کے ساتھ اظہارِ بندگی کرنے والے۔ ذو النورین کا لقب پانے والے۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین (یعنی دونوروں والا) اس لیے کہا جاتا ہے کہ سیّدِ عالم، نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم کی 2 شہزادیاں حضرت سیّدتنا رقیہ اور حضرتِ سیّدتنا اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں تھیں) خوف خدا رکھنے والے۔ راہِ خدا میں دو مرتبہ ہجرت کرنے والے۔ دونوں قبلوں (بیت المقدس اور خانہ کعبہ) کی طرف نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرنے والے۔ مسلمانوں کے تیسرے عظیم الشان خلیفہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا (پ۱۰، المائدۃ:۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے ان عبادت گزار بندوں میں ہوتا ہے جو ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ و قیام کی حالت میں رہتے۔ آخرت سے ڈرتے اور اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت کی آس لگائے رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خصوصی صفات میں سخاوت وحیا، خوفِ خدا اور رحمتِ خداوندی کی ہمیشہ امید رکھنا شامل ہیں۔ دِن سخاوت وروزہ کی حالت میں گزرتا تو رات بارگاہِ خداوندی میں سجدہ وقیام میں کٹ جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مصیبتیں آنے اور ان پر صبر کر کے جنت پانے کی خوشخبری سنائی گئی۔ کہا گیا ہے کہ ''تصوّف راہ حق میں مصروفِ عمل رہ کر منزل تک رسائی پانے کا نام ہے۔''

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل پر آیات مبارکہ:

حضرت سیّدنا محمد بن حاطِب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر ہونے لگا تو حضرت سیّدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ابھی امیر المؤمنین تشریف لائیں گے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور فرمایا: ''حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان خوش بختوں میں سے ہیں جن کی شانِ عظمت نشان میں رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کا یہ فرمان نازل ہوا:

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

(پ ۷، المائدۃ:۹۳)

ترجمۂ کنز الایمان: ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو

دوست رکھتا ہے۔ (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عثمان بن عفان، الحدیث: ۸، ۳۸، ج ۷، ص ۴۹۳)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

اَمَّنْ هُوَ قٰنِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ (پ ۲۳، الزمر: ۹)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے۔ (صفۃ الصفوۃ، ابو عبداللہ عثمان بن عفان، ذکر ثناء الناس علیہ وارضاہ، ج ۱، ص ۱۶۱)

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شرم وحیا:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں سب سے زیادہ پیکرِ شرم وحیا اور معزز و مکرم عثمان بن عفان ہیں۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث: ۱۷۹۰، ج ۱، ص ۲۵۰)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری امت میں سب سے زیادہ باحیا انسان عثمان بن عفان ہیں۔''

(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب حبر ھذہ الامۃ عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۶۳۳۵، ج ۴، ص ۶۸۹)

حضرت سیّدنا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی شرم وحیا کی شدت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر آپ رضی اللہ عنہ کسی کمرے میں ہوتے اور اس کا دروازہ بھی بند ہوتا تب بھی نہانے کے لئے کپڑے نہ اتارتے اور حیا کی وجہ سے کمر سیدھی نہ کرتے تھے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عثمان بن عفان، الحدیث: ۵۴۳، ج ۱، ص ۱۶۰)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''قریش کے 3 شخصوں کا چہرہ سب سے روشن و پیارا ہے۔ ان کے اخلاق بھی سب سے اچھے ہیں اور شرم وحیا میں بھی سب سے بڑھ کر ہیں۔ (وہ ایسے ہیں کہ) اگر تجھ سے بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں اور تم ان سے بات کرو تو نہ جھٹلائیں اور وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان اور امینِ امت حضرت سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۶، ج ۱، ص ۵۶)

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی عبادات:

حضرت سیّدنا زبیر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ابتدائی رات میں کچھ آرام کر کے پھر ساری رات عبادت میں بسر کرتے۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب صلاۃ التطوع والامامۃ، باب من کان یامر بقیام اللیل، الحدیث: ۶، ج ۲، ص ۱۷۳)

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن تیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''مجھے ایک بار مقامِ ابراہیم پر رات ہوگئی۔ میں عشا کی نماز ادا کر کے مقامِ ابراہیم پر پہنچا یہاں تک کہ میں اس میں کھڑا ہوا تو اتنے میں ایک شخص نے میرے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا۔ میں

نے دیکھا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ کچھ دیر بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ سے قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ختم کرلیا۔ پھر رکوع وسجود کر کے نماز ختم کی اور اپنے جوتے لے کر چل دیئے۔'' راوی فرماتے ہیں: ''مجھے نہیں معلوم کہ اس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ نماز پڑھی تھی یا نہیں۔''

(الزھد لابن المبارک، باب فضل ذکر اللہ، الحدیث: ۱۲۷۶، ص ۴۵۲، بتغیرٍ قلیل)

حضرت سیّدنا محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''جب حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے اِرادے سے دشمنوں نے گھر کو گھیرا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی اس سے بے نیاز تھے کہ لوگ انہیں شہید کردیں یا چھوڑ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت کرتے اور ایک ہی رکعت میں پورا قرآنِ مجید ختم کرلیا کرتے تھے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۰، ج۱، ص۸۷)

حضرت سیّدنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا مسروق رضی اللہ عنہ اَشْتَر سے ملے تو پوچھا: ''کیا تو نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''ہاں۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! تو نے روزہ دار اور عبادت گزار شخص کو شہید کیا ہے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۴، ج۱، ص۸۱)

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے قاتلوں سے فرمایا: ''تم نے اس شخص کو شہید کیا جو ساری رات عبادت کرتا اور ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتا ہے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، الحدیث: ۶۷۳، ص ۱۵۳)

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے صبر کا بیان:

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مصائب وآزمائش کے آنے اور ان پر شکوہ وشکایت اور بے صبری سے بچنے کی بشارت پہلے ہی دے دی گئی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ان حالات میں صبر کر کے بے صبری سے محفوظ رہے اور شکر کر کے آزمائش میں بھی اطاعت کرتے رہے۔'' کہا گیا ہے کہ ''تصوُّف آزمائش کی سختی میں صبر کر کے اللہ عزوجل سے مُناجات کی حلاوت حاصل کرنے کا نام ہے۔''

حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے ایک باغ میں حضور نبیٔ اکرم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ایک شخص آیا اس نے دروازہ کھلوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اس مصیبت پر جو اس شخص کو پہنچے گی جنت کی خوشخبری دو۔'' حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تھے۔'' میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی انہیں خبر دی تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ عزوجل مددگار ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، الحدیث: ۳۶۹۳، ص ۳۰۰)

چہرے کا رنگ بدلتا رہا:

حضرت سیّدنا قیس بن ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیّدنا ابو سَہلَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ جس دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ (کو شہید کرنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ) کے گھر کو گھیرے میں لے لیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بے شک نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، میں آج اس وعدے کے مطابق صبر کروں گا۔'' حضرت سیّدنا قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس وقت صحابۂ کرام کو اس دن کی حقیقت کا اندازہ ہوا کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''میں اپنے ایک صحابی سے راز و نیاز کی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔'' عرض کی گئی: ''حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بلا لائیں؟'' فرمایا: ''نہیں۔'' عرض کی گئی: ''حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو؟'' فرمایا: ''نہیں۔'' عرض کی گئی: ''حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو؟'' فرمایا: ''نہیں۔'' بالآخر حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو بُلایا گیا تو حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں آہستہ سے کچھ فرمانے لگے (جسے سن کر) حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل عثمان، الحدیث: ۱۱۳، ص ۲۴۸۴، بتغیرٍ قلیل)

عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی دو خصوصی فضیلتیں:

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن مہدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو دو ایسی فضیلتیں حاصل تھیں، کہ ان کی مثل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق و حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہما کو بھی حاصل نہ تھیں۔ (۱) آپ رضی اللہ عنہ کا صبر کرنا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا گیا (۲) تمام لوگوں کو قرآن مجید کی ایک قراءت پر جمع کرنا۔'' (المصاحف لابن أبي داود، باب اتفاق الناس مع عثمان ...... الخ، الحدیث: ۳۶، ج ۱، ص ۴۸)

راہِ خدا میں مال خرچ کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے مال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرتے اور اس کے بندوں پر مال خرچ کرنے میں اپنے دوستوں سے بڑھ جاتے تھے۔ جبکہ اپنے لئے تھوڑے ہی مال اور معمولی لباس پر قناعت فرماتے۔ اور عُلمائے کرام کا ایک فرمان یہ بھی ہے کہ: ''فضیلت کی اِنتہا تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرنا تصوُّف ہے۔''

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو مرتبہ جنت خریدی، ایک مرتبہ بِئرِ رُومَہ (پانی کا کنواں) خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا اور دوسری مرتبہ جب غَزوۂ تبوک کے لئے سامانِ جہاد فراہم کیا۔''

راہِ خدا میں 300 اونٹ پیش کئے:

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی حباب سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و

ملال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر لوگوں کو راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں نے 100 اونٹ بمع سازوسامان راہِ خدا میں دیئے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ترغیب دلائی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''مزید 100 اونٹ سامان کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار پھر لوگوں کو ترغیب دلائی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی: ''میں سازوسامان کے ساتھ 100 اونٹ اور راہِ خدا میں پیش کرتا ہوں۔'' راوی فرماتے ہیں: ''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ ہلاتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں: ''آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبد الرحمٰن بن خباب السلمی، الحدیث: ۱۶۶۹۶، ج۵، ص۶۰۳)

مفسر شہیر حکیم الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ تو ان کا اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت (آپ رضی اللہ عنہ نے) نوسو پچاس (950) اونٹ، پچاس (50) گھوڑے اور ایک ہزار (1000) اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں (10000) اور پیش کیں، (مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں) خیال رہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلی بار میں ایک سو (100) کا اعلان کیا، دوسری بار سو کے علاوہ اور دوسو (200) کا، تیسری بار اور تین سو (300) کا، کل چھ سو (600) اونٹ (پیش کرنے) کا اعلان فرمایا۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۸، ص۳۹۵)

حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جب سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو جنگِ تبوک کے دن تیاری کے لئے بھاگ دوڑ کرتے دیکھا تو یہ دُعا فرمائی: یا اللہ عزوجل عثمان (رضی اللہ عنہ) کے اگلے پچھلے، ظاہر و چھپے سب گناہ معاف فرما۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۴۶۱۹ عثمان بن عفان، ج۳۹، ص۵۷)

حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جنگِ تبوک کے موقع پر حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے چلے گئے، پھر دوبارہ آئے اور مزید ایک ہزار دینار پیش کئے اور چلے گئے۔ راوی کہتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دیناروں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں: ''آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کو کسی عمل سے نقصان نہیں ہوگا۔'' (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب فی عد عثمان تسمیۃ شہیدا، الحدیث: ۳۷۰۱، ج۵، ص۳۹۲، بتغیرٍ قلیل)

حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کی تیاری فرمانے لگے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: ''یا اللہ عزوجل عثمان (رضی اللہ عنہ) کو فراموش نہ کرنا۔'' پھر فرمایا: ''آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو بھی عمل کریں ان پر کوئی حرج نہیں۔'' (فضائل الخلفاء الراشدین لابی نعیم الاصبہانی، فضیلۃ لذی النورین عثمان بن عفان، الحدیث: ۷، ص۱۱)

حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے جنگِ تبوک کے موقع پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی

رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے ایک ہزار مجاہدین کو ساز و سامان کے ساتھ سواریاں دیں، جن میں پچاس گھوڑے تھے۔''

(الاستیعاب فی معرفۃ الصحابۃ، الرقم ۱۷۹۷ عثمان بن عفان، ج ۳ ص ۱۵۷، بتغیر)

لباس میں سادگی:

حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو مسجد میں ایک کپڑے میں لپٹے سوئے دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ کے آس پاس کوئی نہ تھا حالانکہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، الحدیث: ۶۷۴، ص ۱۵۴)

حضرت سیّدنا عبدالملک بن شداد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن منبر پر اس حال میں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسمِ مبارک پر ایک موٹی عدَنی (یعنی یمنی) چادر تھی جس کی قیمت بمشکل چار یا پانچ درہم ہوگی اور ایک کوفی چادر تھی۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۹۲، ج ۱، ص ۷۵)

حضرت سیّدنا یونس بن عبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مسجد میں قیلولہ کرنے والوں کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مسجد میں قیلولہ کرتے دیکھا ہے، آپ رضی اللہ عنہ اُن دنوں خلیفۂ وقت تھے، جب آپ رضی اللہ عنہ اُٹھے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو پر کنکریوں کے نشان تھے حالانکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے۔''

(السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الصلاۃ، باب المسلم یبیت فی المسجد، الحدیث: ۴۳۴۱، ج ۲، ص ۶۲۶)

حضرت سیّدنا شُرَحْبِیل بن مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ لوگوں کو امیروں والا کھانا کھلاتے اور خود گھر جا کر سرکہ اور زیتون کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، الحدیث: ۶۸۴، ص ۱۵۵)

حضرت سیّدنا سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو چند ایسے لوگوں کے بارے میں بتایا گیا جو کسی برے کام میں مصروف تھے، جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہ لوگ جا چکے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں برائی کے آثار دیکھے تو اس بات پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا کہ اُنہوں نے برائی ہوتے نہیں دیکھی نیز اس کے شکرانے میں ایک غلام بھی آزاد کیا۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، الحدیث: ۶۹۰، ص ۱۵۶)

غلام کے ساتھ حسنِ سلوک:

حضرت سیّدنا میمون بن مہران عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: مجھے ہمدانی نے بتایا کہ ''انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک خچر پر سوار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے آپ کا غلام نائل بیٹھا ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر تھے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، الحدیث: ۶۷۲، ص ۱۵۳)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن رومی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر مجھے جنت ودوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے لیکن مجھے یہ پتہ نہ ہو کہ مجھے کس طرف جانے کا حکم ہوگا تو میں یہ پسند کروں گا کہ مٹی ہوجاؤں، اس سے پہلے کہ مجھے کسی طرف جانے کا حکم دیا جائے۔'' (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد عثمان بن عفان، الحدیث: ۶۸۶ ص ۱۵۵)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ (محاصرہ کے دن) ہم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے نہ تو زمانہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا تھا اور نہ ہی اسلام قبول کرنے کے بعد۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میری حیا میں مزید اضافہ ہوا۔''

(سنن النسائی، کتاب المحاربۃ، باب ذکر ما یحل بہ دم المسلم، الحدیث: ۴۰۲۴، ص ۲۳۵۱ مختصراً)

حضرت سیّدنا عقبہ بن صہبان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَنَّان سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے جب سے اسلام قبول کیا، کبھی بھی اپنا سیدھا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب کراھۃ مس الذکر بالیمین والاستنجاء بالیمین، الحدیث: ۳۱۱، ص ۲۴۹۶، بتغیر)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے، تو اس قدر روتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ریش (یعنی ڈاڑھی) مبارک آنسوؤں سے تر ہوجاتی۔'' (جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فظاعۃ ...... الخ، الحدیث: ۲۳۰۸، ص ۱۸۸۴)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سوائے خالی روٹی کے عمدہ کھانے، میٹھا پانی اور سایہ دار گھر ابن آدم کے لئے نعمت ہیں اور اس کے لئے اس میں کوئی فضیلت نہیں۔'' (مسند ابی داؤد والطیالسی، الافراد، الحدیث: ۸۳، ص ۱۴)

خطاؤں کو مٹانے والا کلمہ:

حضرت سیّدنا ابو مُشْجَعَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے: ہم ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک مریض کی عیادت کے لئے گئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ''کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ مریض نے یہ کلمہ پڑھا۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس شخص نے کلمہ طیبہ کے ذریعے اپنی خطاؤں کو مٹالیا۔'' راوی کہتے ہیں: میں نے استفسار کیا کہ ''یہ آپ رضی اللہ عنہ خود فرما رہے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے؟'' فرمایا: ''یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔'' (جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا) تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ تو مریض کے لئے ہے، تندرست کے لئے اس کی کیا فضیلت ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''تندرست کے لئے یہ زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے۔''

(کنز العمال، کتاب الصحبۃ قسم الافعال، حق عیادۃ المریض، الحدیث: ۲۵۶۷۸، ج ۹، ص ۸۹)

☆......☆......☆......☆......☆......☆

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ اَبِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّي وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

باب: ابوالحسن حضرت علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال یوں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

271۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ فَقَالُوْا يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ کل میں ایسے آدمی کو جھنڈا عطا فرماؤں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ راوی نے کہا کہ رات کو لوگ اس سوچ و بچار میں رہے کہ دیکھتے ہیں جھنڈا کس کو ملتا ہے جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارے لوگ حاضر ہوئے سب کو یہی امید تھی کہ جھنڈا اس کو ہی ملے گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے پاس کسی کو بھیجو اور بلا لاؤ۔ پس ان کے لئے دعا فرمائی۔ ان کو اس سے اس طرح شفاء ملی جس طرح پہلے کوئی مرض ہی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ ہماری طرح نہ ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی تم یوں ہی جاؤ جب ان کے میدان میں اترو تو انہیں پہلے اسلام کی دعوت دو اور ان کو یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (مرجع السابق باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام والنبوۃ... الخ)

272۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

سلمہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر کے موقع پر پیچھے رہ گئے تھے اور ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی تو وہ عرض گزار ہوئے: میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ جاؤں گا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نکل پڑے اور نبی کریم ﷺ سے جا کر مل گئے۔ جب وہ شب آئی جس کی صبح اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کل جھنڈا میں ایک ایسے آدمی کے حوالے کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور ہمیں تو ان کی امید ہی نہ تھی چنانچہ لوگوں نے کہا: یہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح سے کامران فرمایا۔ (مرجع السابق باب ماقیل فی لواء النبی ﷺ)

273-حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ فَضَحِكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

عبدالعزیز بن ابی حازم اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ کہنے لگا: فلاں آدمی امیر مدینہ منورہ ہے وہ منبر کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف گھٹیا باتیں کرتا ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: وہ کہتا کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: وہ انہیں ابوتراب کہتا ہے۔ اس پر وہ ہنس دیئے اور فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام تو نبی کریم ﷺ نے ابوتراب خود ہی رکھا تھا۔ اور انہیں اس نام سے بڑھ کر کوئی دوسرا نام محبوب نہ تھا۔ راوی نے فرمایا ہے کہ چنانچہ میں نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مکمل واقعہ معلوم کرنا چاہا تو عرض گزار ہوا: اے ابوعباس! اس کا سبب کیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لے آئے اور آ کر مسجد میں لیٹ گئے۔ پس نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارے چچا زاد کدھر ہیں؟ وہ عرض گزار ہوئیں: مسجد میں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ ان کی طرف تشریف لے گئے تو انہیں اس حال میں پایا کہ ان کی چادر ان کی پشت سے نیچے گر گئی ہے اور ان

کی کمر پر مٹی لگی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور دوبار ارشاد فرمایا: اے ابوتراب اٹھو۔

(مرجع السابق باب نوم الرجال فی المسجد)

274۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَاَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوئُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ ثُمَّ سَاَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ اَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوئُكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ

سعد بن عبید کا بیان ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق ان سے دریافت کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے محاسن اعمال کا ذکر فرمایا اور فرمایا: یہ شاید تم کو برا لگے۔ وہ کہنے لگا: ہاں اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محاسن اعمال کا ذکر فرمایا اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ تو وہ ہیں کہ جن کا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے مابین ہے پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شاید تمہیں یہ سب برا لگے۔ وہ کہنے لگا: ہاں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے جو بھی تیرے سے ہو سکے وہ میرے خلاف کر ڈال۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1483، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 167)

275۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ اَثَرِ الرَّحَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيْئِ فَاطِمَةَ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِاَقُوْمَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَاَلْتُمَانِي اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے۔ ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو ان سے اس کے متعلق انہوں نے بات کی جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دیدی یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر جلوہ فگن ہو گئے ہم اس وقت اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے ہی لیٹے رہو۔ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم دونوں کے مابین تشریف فرما ہو گئے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو بھی مانگا ہے کیا میں تم کو اس سے بھی بہتر بات نہ بتاؤں جس وقت تم سونے کے لئے بستر پر لیٹنے لگو تو چونتیس بار اللہ اکبر، تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھ لیا کرو یہ عمل تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔

(مرجع السابق باب الدليل على ان الخمس لنوائب رسول الله صلى الله عليه وسلم... الخ)

276۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى

ابراہیم بن سعد اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کیا تم اس سے راضی نہیں کہ میرے نزدیک اس مرتبہ پر ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 115، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 6111، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3752، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز1 ص216، البحر الزخار رقم الحدیث: 953)

277۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الِاخْتِلَافَ حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگ فیصلہ کرو جس طرح تم فیصلہ کیا کرتے تھے کیونکہ میں اختلاف پسند نہیں کرتا ہوں حتیٰ کہ لوگوں کی ایک جماعت ہو جائے یا میں وصال کر جاؤں یا جس طرح کہ میرے اصحاب فوت ہو گئے۔ ابن سیرین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ عام طور پر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جا رہا ہے وہ جھوٹ ہے۔

(الجمع بين الصحيحين: رقم الحديث: 141، مسند الصحابة: رقم الحديث: 19)

شرح

ہم یہاں خلیفۂ چہارم امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مختصر سی سیرت بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم صاحبِ سیادت، محبِ آخرت، محبوبِ ربُّ العزّت، بابِ مدینۃُ العلم اور شہسوارِ میدانِ خطابت تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ قرآن وسنت سے اشارۃً ثابت ہونے والے مسائل کو نکالنے کی خوب صلاحیت رکھتے تھے۔ طالبینِ راہِ ہدایت کے لئے نشانی وعلامت کی حیثیت رکھتے تھے۔ اطاعت گزاروں کے لئے

چراغ اور پرہیزگاروں کے دوست تھے۔ عدل کرنے والوں کے امام، (بچوں میں) سب سے پہلے ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ حق کو قبول کر کے اللہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیک کی وحدانیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رِسالت پر ایمان لانے والے، پختہ یقین واعتماد کے ساتھ دُرُست فیصلے فرمانے والے، سب سے بڑھ کر حلم اور علم والے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ اہلِ تقویٰ کے پیشوا اور اہلِ معرفت کی زینت ہیں۔ حقائقِ توحید سے آگاہ کرتے، علم توحید کے انوار کی طرف اشارہ فرماتے۔ بہت دانشمند و بڑے سمجھدار دل کے مالک تھے، کثرت سے سوال کرنے والی زبان اور محفوظ کرنے والے کان رکھتے تھے، وعدہ پورا کرتے، مصیبت و آزمائش کے اَسباب سے بچتے تھے۔ چنانچہ، آپ رضی اللہ عنہ نے عہد توڑنے والوں کو شکست دی، انصاف کا بول بالا اور دشمنانِ دین کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں نیست ونابود کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ ''تصوُّف اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالانے اور اس کی مقرر کردہ حدوں کو توڑنے سے بچنے کا نام ہے۔''

اللہ تعالیٰ اور مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب:

حضرت سیّدنا سَہل بن سَعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اَکرم، نُورِ مُجَسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن ارشاد فرمایا: ''میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ عزوجل فتح عطا فرمائے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتے ہیں۔'' راوی کہتے ہیں: ''صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے وہ رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ کس خوش نصیب کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھنڈا عطا فرمائیں گے۔'' صبح حضور نبیٔ اَکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟'' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''انہیں میرے پاس لاؤ!'' چنانچہ، جب آپ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس کی برکت سے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہو گئیں اور ایسی ٹھیک ہوئیں گویا کہ کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر رسولِ اَکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں ان لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں؟'' ارشاد فرمایا: ''نرمی سے کام لو، ان کے پاس پہنچ کر پہلے انہیں اسلام کی طرف بلاؤ پھر انہیں بتاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرما دے، تو یہ تمہارے لئے سرخ اُونٹوں سے بھی بہتر ہے۔''

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب، الحدیث: ۶۲۲۳، ص ۱۱۰۱)

حضرت سیّدنا سَلَمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر قلعہ خیبر کی طرف بھیجا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کوشش کے باوجود قلعہ فتح نہ کر سکے اور واپس لوٹ آئے۔ دوسرے دن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر بھیجا آپ رضی اللہ عنہ نے پوری کوشش کی لیکن قلعہ خیبر فتح نہ کر پائے اور واپس چلے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں یہ جھنڈا کل

ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔ وہ جب تک فتح نہ پائے گا واپس نہ آئے گا۔''

حضرت سیّدنا سلمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کو بلایا، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ آشوبِ چشم (یعنی آنکھوں کے مرض) میں مبتلا تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا: ''یہ جھنڈا لو اور لڑتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح عطا فرما دے۔'' حضرت سیّدنا سلمہ بن اَکوَع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ جھنڈا لے کر نکلے، اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ تیز تیز چلتے رہے اور میں آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قلعہ کے نیچے ایک پتھر کی چٹان پر جھنڈا نصب فرمایا، قلعہ کے اُوپر سے ایک یہودی نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں علی بن ابی طالب ہوں۔'' تو اُس یہودی نے کہا: ''اب تمہیں فتح مل جائے گی کیونکہ ہماری کتاب جو حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی (یعنی تورات شریف) میں اِسی طرح لکھا ہے۔'' چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ اس وقت لوٹے جب اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔''

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، شان علی یوم خیبر، ج ۳/ ۴، ص ۲۸۴)

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کرو:

حضرت سیّدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس عرب کے سردار یعنی حیدرِ کرّار کو بلاؤ۔'' اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے سردار نہیں ہیں؟'' فرمایا: ''میں تو اولادِ آدم (یعنی ساری کائنات) کا سردار ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) عرب کے سردار ہیں۔'' چنانچہ، جب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو انصار کو بلانے کے لئے بھیجا، جب انصار حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے انصار کے گروہ! کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو اس کے بعد کبھی بھی راہِ راست سے نہ بھٹکو گے؟'' انصار نے عرض کی: ''کیوں نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (ضرور ارشاد فرمائیں)۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ علی (رضی اللہ عنہ) ہیں، تم میری محبت کے ساتھ ساتھ ان سے بھی محبت رکھو اور میری عزّت کے ساتھ ان کی بھی عزّت کرو۔ (پھر ارشاد فرمایا) جس بات کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے یہ جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نے بذریعۂ وحی مجھے بتائی ہے، یہ حکم اللہ عزوجل کی طرف سے ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۷۴۹، ج ۳، ص ۸۸)

سیّدنا علی المرتضیٰ کرّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیم کے فضائل و مناقب:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: "میں حکمت کا گھر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہیں۔"

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب حدیث غریب: انا دار الحکمۃ وعلی بابہا، الحدیث: ۳۷۲۳، ج۵ص ۴۰۲)

مؤمنین کے سردار:

حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جہاں بھی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اے ایمان والو۔ سے خطاب فرمایا ہے اس گروہ کے علی (رضی اللہ عنہ) سردار وامیر ہیں۔"

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، فضائل علی، الحدیث: ۱۱۱۴، ج۲ص ۶۵۴)

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا علم، حکمت اور دانائی:

حضرت سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ کسی نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حکمت و دانائی کو 10 حصوں میں تقسیم کیا گیا، 9 حصے حضرت علی کو اور ایک حصہ اور لوگوں کو عطا کیا گیا۔"

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: "مجھے نصیحت فرمایئے!" ارشاد فرمایا: قُلْ رَبِّیَ اللہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ یعنی: کہو! میرا رب اللہ عزوجل ہے۔ پھر اس پر قائم رہو۔" آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے کہا: اَللہُ رَبِّیْ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللہِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ یعنی: میرا رب اللہ عزوجل ہے اور میری توفیق اسی کی طرف سے ہے۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں)۔" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے ابو حسن (یہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تمہیں علم مبارک ہو۔ تم نے علم کے سمندر سے پی پی کر خوب پیاس بجھائی۔" (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۴۹۳۳ علی بن ابی طالب، ج۴۲ص ۳۹۱ "ونہلتہ نہلا" بدلہ "وثاقبتہ ثقبا")

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بے شک قرآن مجید 7 حروف پر اُترا ہے اور ان میں سے ہر حرف کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ ایسے عالم ہیں جن کے پاس ظاہر و باطن دونوں کا علم ہے۔" (تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۴۹۳۳ علی بن ابی طالب، ج۴۲ص ۴۰۰)

امام حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت سیّدنا ہُبَیْرَہ بن یَرِیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے وصالِ ظاہری کے ایک دن بعد آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے شہزادے) حضرت سیّدنا حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: "اے لوگو! گذشتہ کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ جس کا علمی مقام ومرتبہ ایسا تھا کہ نہ اگلے وہاں تک پہنچ سکے اور نہ پچھلے اسے پا سکیں گے۔

اور وہ ایسے تھے کہ جب نبیِٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں جھنڈا عطا فرما کر کسی مہم پر روانہ فرماتے تو وہ اس وقت تک نہ لوٹتے جب تک

اللہ عزوجل انہیں فتح عطا نہ فرما دیتا ان کی دائیں جانب حضرت سیّدنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام ہوتے اور بائیں جانب حضرت سیّدنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام، آپ رضی اللہ عنہ ایسے سخی تھے کہ بوقتِ وصال آپ رضی اللہ عنہ کے مال میں سے صرف سات سو دِرہم باقی تھے، جن سے آپ ایک غلام خریدنا چاہتے تھے۔'' (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الرقم ۳ علی بن ابی طالب، ج ۳، ص ۲۸)

نگاہِ فاروقی میں مقامِ علی:

حضرت سیّدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ ہم میں سب سے بڑے قاضی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی المنذر ابی بن کعب، الحدیث: ۲۱۱۴۳، ج ۸، ص ۶)

حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: ''اے علی! تجھے سات ایسے فضائل حاصل ہیں کہ جن میں بروزِ قیامت تمہارے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا: (۱ تم اللہ عزوجل پر ایمان لانے میں سب سے پہلے ہو۔ (۲ اللہ عزوجلَ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے۔ (۳ اللہ عزوجل کے حکم کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے۔ (۴ رعایا میں عدل کرنے والے۔ (۵ مساوات کے ساتھ تقسیم کرنے والے۔ (۶ فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحبِ بصیرت ہو اور (۷ بروزِ قیامت سب سے بلند مرتبہ میں ہو گے۔'' (الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی، باب الیاء، الحدیث: ۸۳۱۵، ج ۵، ص ۳۲۰)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المُبلّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''مرحبا! اے مؤمنین کے سردار اور متقین کے امام!'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے عرض کی گئی: ''آپ رضی اللہ عنہ کس چیز پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں؟'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا میں اس پر اس کی حمد کرتا، اس کی نعمتوں پر شکر کی توفیق مانگتا اور مزید عطا کا سوال کرتا ہوں۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۴۹۳۳ علی بن ابی طالب، ج ۴۲، ص ۳۷۰)

بارگاہِ الٰہی میں مقامِ علی:

حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ابو بَرزَہ اَسلمی رضی اللہ عنہ کو بُلانے کے لئے بھیجا (جب وہ حاضر ہوئے تو میں نے سنا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا: ''اے ابو بَرزَہ (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں عہد لیا ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) ہدایت کے عَلَم (یعنی نشانی و علامت)، ایمان کے منارے، میرے اولیا کے امام اور میرے تمام اِطاعت شعار بندوں کا نور ہیں۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اے ابو بَرزَہ! علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کل قیامت کے دن میرے امین اور میرے عَلَم (یعنی جھنڈے) کو اُٹھانے والے ہوں گے اور علی (رضی اللہ عنہ) میرے رب عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت کے خزانوں کی کنجی ہیں۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۲۰۵۳ لاہز بن عبداللہ، ج ۸، ص ۴۵۹ ''رحمۃ رب'' بدلہ ''جنۃ ربی'')

علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ اور حفاظتِ قرآن:

امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ''جب رسولِ کریم، رَءُ وفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصالِ ظاہری فرمایا تو میں نے قسم اٹھائی کہ قرآن مجید کو جمع کرنے سے پہلے پیٹھ سے چادر نہیں اُتاروں گا۔ چنانچہ، میں نے ایسا ہی کیا اور قرآنِ حکیم کو جمع کرنے سے پہلے اپنی پیٹھ سے چادر نہیں اتاری۔''

(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۲۵۳۲ محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ، ج۱۱، ص۱۲۱۔ المصاحف لابن اَبی داوٗد، جمع علی بن اَبی طالب القرآن فی المصحف، الحدیث: ۲۵، ج۱، ص ۳۴، بتغیر)

حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (یعنی چند صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) حضور نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلِ پاک کا تسمہ ٹوٹ گیا امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے دُرُست کیا تو کچھ دیر چلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے ایک شخص تاویلِ قرآن پر اس طرح قتال کرے گا جس طرح میں نے تنزیلِ قرآن پر کیا۔'' حضرت سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں انہیں یہ خوشخبری سنانے کے لئے نکلا لیکن اُنہیں اس بات پر زیادہ خوش ہوتے نہ پایا گویا اُنہوں نے پہلے سے سن رکھا ہو۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، فضائل علی، الحدیث: ۱۰۷۱، ج ۲، ص ۶۲۷)

امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قریب کروں اور علم سکھاؤں تاکہ تو اسے یاد رکھے اور یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

وَّ تَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ (پ۲۹، الحاقۃ: ۱۲)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو۔ پس تیرے کان میرے علم کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔'' (الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی، باب الیاء، الحدیث: ۸۳۳۸، ج ۵، ص ۳۲۹)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں قرآنِ مجید کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کب اور کہاں نازل ہوئی، بے شک میرے رب عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے بہت سمجھنے والا دل اور بہت سوال کرنے والی زبان عطا کی ہے۔'' (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر من کان یفتی بالمدینۃ ...... الخ علی بن ابی طالب، ج ۲، ص ۲۵۷، بتغیر)

بن مانگے عطا فرمانے والے:

''حضرت سیّدنا ابوبَخْتَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے اپنے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''جب مجھ سے کسی نے کچھ مانگا تو میں نے اُسے دیا اور جب نہ مانگا تو میں نے بن مانگے دیا۔'' (الکامل فی الضعفاء الرجال لابن عدی، الرقم ۷۷۵ سُلَیم مولی الشَّعْبی کوفی، ج ۴، ص ۳۳۳)

حضرت سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''میں نے

فتنے کی آنکھ پھوڑی ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو فلاں فلاں نہ مارے جاتے۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفتن، باب ماذکر فی عثمان، الحدیث: ۸۱، ج ۸، ص ۶۹۸)

حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعض لوگوں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں شکایت نہ کرو، اللہ عزوجل کی قسم! وہ سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے ہیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث: ۱۱۸۱۷، ج ۴، ص ۱۷۲)

حضرت سیّدنا اسحاق بن کَعْب بن عُجْرَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علی کو برا بھلا نہ کہو، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۳۲۴، ج ۱۹، ص ۱۴۸ ـ 5...... المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۹۵۳، ج ۲، ص ۶۹)

70 وصیتیں:

حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہہ کو 70 وصیتیں کیں جو آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں کیں۔''

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں: ''اطاعت وفرمانبرداری امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہہ کی شان تھی اور قوت وطاقت سے اظہارِ براءت کرنا آپ رضی اللہ عنہ کا مقام تھا۔'' ایک قول یہ بھی ہے کہ ''اپنے تمام پوشیدہ معاملات، دلوں کو پھیرنے والے ربّ عَزَّ وَجَلَّ کے سپرد کر دینے کا نام تصوُّف ہے۔''

حضرت سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے والدِ ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تہجد کے وقت تشریف لائے جبکہ میں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہما) سو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''کیا تم نمازِ (تہجد) نہیں پڑھتے؟'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں جب وہ چاہے گا تو ہم اُٹھ کر پڑھ لیں گے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور کوئی بات نہ کی اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے جاتے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے:

وَكَانَ الْاِنْسٰنُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ (پ۱۵، الکہف ۵۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۵۷۱، ج ۱، ص ۱۶۷)

تسبیح فاطمہ کے فضائل

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی

المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ اَوراد پر ہمیشگی اختیار فرمانے والے اور توشۂ آخرت کے لئے بہت کوشش کرنے والے تھے۔

اہلِ تصوُّف فرماتے ہیں: ''تصوُّف مطلوب کو پانے کے لئے محبوب کی طرف رغبت رکھنے کا نام ہے۔''

امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ قیدی لائے گئے تو میں نے حضرتِ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ'' آپ (رضی اللہ عنہا) اپنے اباجان، حضور رحمتِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کوئی غلام مانگ لائیں کہ وہ کام کاج میں آپ کا ہاتھ بٹا سکے۔'' چنانچہ، آپ (رضی اللہ عنہا) شام کے وقت حضور نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''بیٹی کیا بات ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہا نے صرف اتنا عرض کیا کہ ''سلام کے لئے حاضر ہوئی تھی۔'' حیا کی وجہ سے مزید کچھ نہ کہہ پائیں۔ جب گھر لوٹ کر آئیں تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' کہا: ''میں حیا کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ نہ کہہ سکی۔'' دوسری شب پھر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے خاتونِ جنت، حضرتِ سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھر کے کام کاج میں سہولت کے لئے ایک غلام مانگنے بھیجا لیکن آپ رضی اللہ عنہا اب بھی حیا کی وجہ سے سوال نہ کرسکیں۔

(حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم مزید فرماتے ہیں کہ) جب تیسری شام آئی تو ہم دونوں حضور نبیٔ اَکرم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں کام میں دشواری ہوئی تو ہم نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی غلام مانگ لائیں۔'' حضور نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صبح وشام 33 بار سبحان اللہ، 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر کہو، صبح وشام ہزار نیکیاں ملیں گی۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد میں نے اس کو اپنا معمول بنالیا پھر کبھی بھی ترک نہ کیا، ہاں جنگِ صفین کی رات میں اسے پڑھنا بھول گیا تھا لیکن پھر آخر میں مجھے یاد آگیا تو میں نے پڑھ لیا۔''

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، باب ثواب ذلک، الحدیث: ۱۰٦۵۲، ج٦ص ۲۰۴)

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور میرے اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے درمیان بیٹھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ جب ہم اپنے بستر پر لیٹیں تو 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیں، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد میں نے یہ وظیفہ کبھی ترک نہیں کیا۔'' کسی نے دریافت کیا کہ ''جنگِ صفین کی رات بھی اسے ترک نہیں کیا تھا؟'' فرمایا: ''ہاں، صفین کی رات بھی اسے ترک نہیں کیا۔'' (المرجع السابق، باب تسبیح والتحمید...... الخ، الحدیث: ۱۰٦۵۱)

کھانے کا حق:

حضرت سیّدنا ابن اَعْبُد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابن اَعْبُد! جانتے ہو کھانے کا حق کیا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! آپ ارشاد فرمائیں کھانے کا کیا حق ہے؟'' فرمایا: ''کھانے کا حق یہ ہے کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے: بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع، یا اللہ عزوجل! جو تو نے ہمیں رزق عطا فرمایا اس میں ہمارے لئے برکت داخل فرما۔'' راوی کہتے ہیں: پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ جانتے ہو کہ کھانا کھانے کے بعد اس کا شکر کس طرح ادا کرنا چاہیے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں، یا امیر المؤمنین! آپ ارشاد فرمادیں کہ کس طرح اس کا شکر ادا کیا جائے؟'' فرمایا: ''کھانے کے بعد یہ پڑھا جائے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا۔''

اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے اپنی زوجہ محترمہ اور جانِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے لاڈلی و پیاری شہزادی، شہزادیٔ کونین، اُمِّ حسنین حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی کے متعلق بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سنو! میری زوجہ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں چکی چلانے کی وجہ سے چھالے اور مَشک اُٹھانے کی وجہ سے بدن پر نشان پڑ جاتے اور گھر میں جھاڑو دینے اور چولہے میں آگ جلانے کی وجہ سے کپڑے غبار آلود اور میلے ہو جاتے تھے۔ آپ (رضی اللہ عنہا) کو ان کاموں کی وجہ سے سخت تکلیف و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ایک بار جب حضور نبیٔ اکرم، نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چند قیدی لائے گئے تو میں نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور کوئی خادم تم بھی مانگ لاؤ تاکہ کام کی مشقت سے نجات پاؤ۔

چنانچہ، وہ شام کے وقت بارگاہِ رسالت مآب عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام میں حاضر ہوئیں تو سرکارِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''بیٹی کیا بات ہے؟'' فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے صرف اتنا عرض کیا کہ ''سلام کے لئے حاضر ہوئی تھی اور حیا کی وجہ سے کچھ اور نہ کہہ پائیں۔'' جب گھر لوٹ کر آئیں تو میں نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' کہا: ''میں حیا کی وجہ سے حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ نہ کہہ سکی۔'' دوسری شب پھر میں نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھر کے کام کاج میں سہولت کے لئے ایک نوکر مانگنے بھیجا لیکن آپ رضی اللہ عنہا اب بھی حیا کی وجہ سے سوال نہ کر سکیں۔ (حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ) جب تیسری شام آئی تو ہم دونوں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے کا سبب دریافت فرمایا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں کام میں دشواری ہوئی تو ہم نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی خادم مانگ لائیں، حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی: ''جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''صبح و شام 34 مرتبہ اللہ اکبر، 33 مرتبہ سبحان اللہ اور 33 بار الحمد للہ کہو، ہزار نیکیاں صبح و شام ملیں گی۔'' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد میں نے اس کو اپنا معمول بنالیا پھر کبھی بھی ترک نہ کیا ہاں جنگِ صفین کی رات میں اسے پڑھنا بھول گیا تھا لیکن

پھر آخر میں مجھے یاد آ گیا تھا اور میں نے پڑھ لیا تھا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۱۳۱۲، ج۱، ص ۳۲۲)

کسبِ حلال کے لئے محنت ومزدوری:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے جب زندگی میں سختی وجدوجہد کو لازم کر لیا تو مخلوق سے منہ موڑ کر کسب حلال اور محنت میں مصروف ہو گئے۔

کہا گیا ہے کہ ''تصوّف اسباب پر بھروسہ نہ کرنے اور تقدیر کی طرف نظر کرنے کا نام ہے۔''

حضرت سیّدنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم عمامہ باندھے ہمارے پاس تشریف لائے اور بتانے لگے کہ ''ایک مرتبہ مدینۃ المنورہ زَادَھَا اللہُ تَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا میں مجھے سخت بھوک محسوس ہونے لگی تو میں مزدوری کی تلاش میں مدینہ کے گردونواح کی طرف نکل گیا وہاں میں نے ایک عورت دیکھی جس نے مٹی کا ایک ڈھیر جمع کیا ہوا تھا جسے وہ پانی سے تر کرنا چاہتی تھی میں نے ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور مزدوری طے کی اور سولہ ڈول کھینچے یہاں تک کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے میں نے ہاتھ دھوئے پھر اس عورت کے پاس آیا اور کہا کہ بس مجھے اتنا کافی ہے، تو اس عورت نے مجھے 16 کھجوریں گن کر دیں، میں انہیں لے کر حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ بتایا پھر میں نے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مل کر وہ کھجوریں تناول فرمائیں۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۱۱۳۵، ج۱، ص ۲۸۶)

ایک روایت میں ہے کہ ''میں نے 16 یا 17 ڈول نکالے پھر اپنے ہاتھ دھوئے اور وہ کھجوریں لے کر حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے کلماتِ خیر کہے اور دعا فرمائی۔''

حضرت سیّدنا مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ایک باغ میں گیا، اُس کے مالک نے کہا کہ ہر ڈول پر ایک کھجور کے بدلے میرے اس باغ کو سیراب کر دو۔ میں نے کچھ ڈول نکالے اور اس کے بدلے میں کھجوریں وصول کیں جن سے میری ہتھیلی بھر گئی پھر میں نے کچھ پانی پیا اور کھجوریں لے کر بارگاہِ رسالت علیٰ صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں حاضر ہو گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر کھجوریں تناول کیں۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۷۰۱، ص ۱۵۷)

شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے بھی نیکوں اور زاہدوں کی زینت سے مزین تھے۔

حضرت سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسی زینت سے مزین کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر پسندیدہ زینت سے اس نے کسی کو آراستہ نہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیک لوگوں کی زینت ہے یعنی دنیا سے بے رغبتی پس اب دنیا کو تجھ سے کوئی مطلب نہ تمہیں اس سے کوئی

سروکار اور اللہ تعالیٰ نے تجھے مساکین کی محبت عطا فرمائی لہٰذا تم ان کے پیروکار اور وہ تمہارے امام ہونے پر راضی ہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب جامع فی مناقب علی، الحدیث: ۱۴۷۰۳، ج۹، ص۱۶۱، بتغیر)

دُنیا کی مذمت:

حضرت سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا:'' بروزِ قیامت دنیا حسین وجمیل صورت میں آئے گی اور عرض کرے گی: اے میرے رب تعالیٰ! مجھے اپنا کوئی ولی عطا فرما، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا تیری کوئی حقیقت نہیں اور نہ ہی میری بارگاہ میں کوئی مقام ہے کہ میں تجھے اپنا کوئی ولی عطا کروں۔ چنانچہ، اسے بوسیدہ کپڑے کی طرح لپیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

نگاہِ علی میں دنیا کی حقیقت:

امیر المؤمنین مولا مشکل کشا، شہنشاہِ اولیا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ تارکِ دنیا تھے، آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دنیا کی حقیقت سے پردہ اُٹھ گیا، ہدایت وبصارت نصیب ہوئی اور ضلالت وگمراہی سے محفوظ رہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:'' جو شخص دنیا میں زُہد اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے علمِ لدُنی سے نوازتا اور بغیر کسی واسطہ کے ہدایت عطا فرماتا ہے، نورِ بصیرت عطا فرماتا اور ضلالت وگمراہی سے بچاتا ہے۔''

مَعْرِفَتِ اِلٰہی:

امیر المؤمنین مولا مشکل کشا، شہنشاہِ اولیا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ معرفتِ الٰہی کے عُلُوم بھی جانتے تھے اور آپ کا سینہ عرفانِ الٰہی کا گنجینہ تھا۔ منقول ہے کہ'' تصوُّف اللہ تعالیٰ کی ذات سے حجابات اٹھنے کا نام ہے۔''

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے زَید بن صُوحَان کی طرف پیغام بھیجا تو اُنہوں نے کہا:'' اے امیر المومنین! میں یہ نہیں جانتا کہ آپ رضی اللہ عنہ ذاتِ خداوندی تعالیٰ کے عالم ہیں لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سینۂ مبارَکہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عظمت ہے۔''

توحیدِ باری تعالیٰ پر شاندار گفتگو:

حضرت سیّدنا نعمان بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دار الامارت کوفہ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے گھر میں تھا کہ نَوف بن عبد اللہ آئے اور عرض کی: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! دروازے پر 40 افراد پر مشتمل یہودیوں کا وفد حاضر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں بلوایا، جب وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے تو عرض کی:'' اے علی! آسمانوں میں جو تمہارا رب تعالیٰ ہے ہمیں اس کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیسا ہے؟ کیسا تھا؟ کب سے ہے؟ اور کہاں پر ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:'' اے یہودیو! سنو! اور مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ تم کسی اور سے سوال کرو گے یا

نہیں، بے شک میرا ربعَزَّ وَجَلَّ وہ ہے جو اَزَل سے ہے اس سے پہلے کچھ نہ تھا جس سے اس کا آغاز ہوتا، نہ وہ کسی شی سے بنا ہے، وہ ہماری عقل وفہم سے بالاتر ہے۔اس کا جسم نہیں جو کسی مکان کو گھیر سکے، نہ وہ پردے میں چھپا ہے کہ اس کا احاطہ کیا جا سکے، وہ حادث بھی نہیں ہے یعنی ایسا نہیں کہ وہ پہلے نہیں تھا بعد میں ہوا بلکہ وہ تو اس سے بھی پاک ہے کہ دیگر اشیاء کی طرح اس کی کیفیت بیان کی جائے کہ وہ ایسا تھا، بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے، ہمیشہ رہے گا، زمانہ کی تبدیلی اور ہر آن کے بعد نئی آن کے وجود سے اس کی ذاتِ پاک پر کوئی اثر نہیں، خیالی تصاویر سے اس کی صفت کیونکر بیان ہو سکتی ہے اور فصیح وبلیغ زبانوں سے بھی کماحقہ اس کی تعریف کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟

اس کی شان یہ نہیں کہ چیزوں کے اندر پایا جائے کہ کہنا پڑے کہ وہ سب چیزوں سے جدا ہے اور نہ ہی وہ اشیاء سے جدا ہے جو کہا جائے کہ وہ ان چیزوں میں پایا جاتا ہے۔وہ اشیاء سے نہیں کہ کہا جائے ان سے جدا ہو گیا، نہ ہی وہ ان اشیاء سے بنا ہے کہ کہا جائے وہ بن گیا بلکہ وہ کیفیت سے پاک ہے، شہ رگ سے زیادہ قریب اور وہ ہر قسم کی مشابہت سے بہت بعید ہے، اس کے بندوں کا کوئی لمحہ، کسی لفظ کی بازگشت، ہَوا کا کوئی جھونکا، کسی قدم کی آہٹ انتہائی تاریک رات میں بھی اس سے پوشیدہ نہیں، چمکتے چاند کی رو شنی اس پر چھا نہیں سکتی، سورج کے روشن ہالہ کی کوئی کرن اس سے باہر نہیں، نہ ہی آنے والی رات کا متوجہ ہونا اور جانے والے دن کا پھرنا اُس پر مخفی ہے بلکہ وہ کائنات کی ہر شی کا احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ ہر مکان، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر انتہا، ہر مدت سے باخبر ہے، انتہائیں تو مخلوق کے لئے ہوتیں ہیں اور حدیں اس کے غیر کی طرف منسوب ہیں۔اشیاء خود بخود پیدا نہیں ہوتیں اور نہ پہلے زمانے کے ساتھ متصف ہوتی ہیں کہ ان کے اول وقت کو ابتدا قرار دیا جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا پیدا فرمایا اور ان کو تخلیق وافزائش بخش دی اور جیسی چاہی صورت بخشی اور کیا ہی حسین صورتیں بنائیں، وہ اپنی بلندی وبزرگی میں یکتا ہے اور کوئی شے اس کے مقابل نہیں اور نہ ہی مخلوق کا اطاعت کرنا اس کو نفع پہنچا سکتا ہے۔وہ دعا کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے، زمین وآسمان اس کے عبادت گزار فرشتوں سے بھرے پڑے ہیں، مُردوں اور زندوں کے بارے میں بھی علم رکھتا ہے، بلند آسمانوں، ساتوں زمین نیز ہر چیز کے متعلق علم رکھتا ہے، کثیر آوازوں کا جمع ہونا اسے متحیر نہیں کرتا اور نہ ہی کثیر زبانوں کا سننا اسے کسی ایک سے مشغول کرتا ہے،۔۔ مختلف آوازوں کو سننے والا اور بغیر اعضاء وجوارح انہیں جواب دینے والا، مدبّر، بصیر، تمام اُمور کا جاننے والا اور خود زندہ اوروں کو قائم رکھنے والا ہے۔

پاک ہے وہ جس نے بغیر اعضاء وبغیر ہونٹ حضرت سیّدنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے کلام فرمایا اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارا خدا محدود ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت سے نابلد ہے اور جو یہ کہے کہ مکانات اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں تو وہ فساد میں ہے، اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ کو محیط ہے۔پس اگر تو اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات بیان کرنے سے باز نہیں آتا جو اس کی شان کے لائق نہیں تو حضرت سیّدنا جبریل، میکائیل اور اسرافیل عَلَیْہِمُ السَّلَام کی تو صفت بیان کر کے دِکھا جو اس کی مخلوق ہیں حالانکہ تو اس سے بھی عاجز ہے تو پھر خالق ومعبود عَزَّ وَجَلَّ کی صفت کا کیسے اِدراک کر سکتا ہے جسے نہ اُونگھ آئے نہ نیند؟ زمین وآسمان پر اُسی کی بادشاہت ہے اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔''

حضرت سیّدنا ابوالفَرَج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: ''مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں بچپن میں مرجاؤں جنت میں داخل ہو جاؤں اور بڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی معرفت نہ حاصل کر پاؤں۔''

اہل ایمان سے محبت:

حضرت سیّدنا عمر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''لوگوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور اللہ تعالیٰ کی زیادہ معرفت رکھنے والا وہ شخص ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے والوں (یعنی مسلمانوں) سے ان کے ایمان کی وجہ سے محبت رکھتا اور ان کی تعظیم کرتا ہے۔''

صبر، یقین، جہاد اور عدل کے شعبے:

حضرت سیّدنا خُلَاس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک خُزاعی شخص آیا اور عرض کی: ''یا امیر المومنین! کیا آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی تعریف سماعت کی ہے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: ہاں! میں نے حضور نبیٔ اَکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''(عمل کے اعتبار سے) اسلام کی بنیاد چار ارکان پر ہے۔ صبر، یقین، جہاد اور عدل۔ پھر صبر کے چار شعبے ہیں: (۱) جنت کا شوق (۲) جہنم کا خوف (۳) دنیا سے بے رغبتی (۴) موت کا انتظار، لہٰذا جو جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ شہوات سے خود کو بچاتا ہے اور جسے جہنم کا ڈر ہوتا ہے وہ حرام کاموں سے باز رہتا ہے، دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے کے لئے مصیبتوں پر صبر کرنا آسان ہوتا ہے اور جو شخص موت کا منتظر ہوتا ہے وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرتا ہے۔

اور یقین کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) فہم وفراست (۲) علم ومعرفت (۳) عبرت ونصیحت اور (۴) اتباعِ سنت، تو جس نے فہم وفراست کو پالیا اس نے علم ومعرفت کو حاصل کر لیا اور جس نے علم ومعرفت کو حاصل کر لیا اس نے عبرت ونصیحت سے فائدہ اٹھالیا اور جس نے عبرت ونصیحت پائی اس نے اتباعِ سنت کی اور جس نے سنت کی اتباع کی گویا کہ وہ اولین میں شامل ہو گیا۔

پھر فرمایا کہ جہاد کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) نیکی کی دعوت دینا۔ (۲) بُرائی سے منع کرنا (۳) ہر حال میں سچائی پر قائم رہنا اور (۴) نافرمانوں سے نفرت کرنا۔ لہٰذا جس نے نیکی کا حکم دیا اس نے مومن کی پیٹھ مضبوط کی، جس نے برائی سے منع کیا اس نے منافق کی ناک خاک میں ملادی، جس نے ہر جگہ سچ بولا اس نے اپنا فریضہ ادا کر دیا اور اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نافرمانوں سے نفرت کی اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے غصہ کیا (یعنی اس کی نافرمانیوں کی وجہ سے اس نافرمان وگنہگار کو چھوڑے رکھا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے غصہ کیا اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے غضب فرمائے گا۔

مزید ارشاد فرمایا: ''عدل کے بھی چار شعبے ہیں: (۱) تحقیق کرنا (۲) زیورِ علم سے خود کو آراستہ کرنا (۳) احکامِ شرع کو جاننا اور (۴) باغِ حلم میں رہنا، پس جس نے تحقیق سے کام لیا اس نے حسنِ علم کو روشن کر دیا، جس نے باغِ علم کو سیراب کیا اس نے شریعت کے احکام جان لئے اور جس نے شریعت کے احکام معلوم کر لئے وہ حلم وبردباری کے باغات میں داخل ہو گیا اور جو شخص گلستانِ حلم میں داخل ہوتا ہے وہ کسی معاملے میں کوتاہی نہیں کرتا بلکہ لوگوں میں یوں زندگی بسر کرتا ہے کہ لوگ اس سے راحت

وآرام پاتے اور خوش ہوتے ہیں۔'' (شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ، باب جماع الکلام فی الایمان، الحدیث: ۵۷۰، ج ا ص ۱۴۷)

موت، انسان کی محافظ:

حضرت سیّدنا یحییٰ بن ابی کثیر عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡکَبِیۡر سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے عرض کی گئی: ''کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کی حفاظت نہ کریں؟'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''انسان کی محافظ اس کی موت ہے۔'' (جامع معمر بن راشد مع مصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب القدر، الحدیث: ۲۰۲۶۵، ج ۱۰ ص ۱۵۴ مفہوماً)

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی قدس سرُّہ النورانی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے ایسی اور بھی عمدہ باتیں اور باریک ودلچسپ نکات منقول ہیں جو محفوظ نہ رہے۔''

فرامینِ مولا مشکل کشا

حضرت سیّدنا قیس بن ابی حازِم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''عمل سے بڑھ کر اس کی قبولیت کا اہتمام کرو اس لئے کہ تقویٰ کے ساتھ کیا گیا تھوڑا عمل بھی بہت ہوتا ہے اور جو عمل مقبول ہو جائے وہ کیونکر تھوڑا ہوگا۔''

(تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر، الرقم ۴۹۳۳ علی بن ابی طالب، ج ۴۲ ص ۵۱۱۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی علی بن ابی طالب فصل فی نبذ من اخبار...... الخ، ص ۱۸۱)

اصل بھلائی کیا ہے؟

حضرت سیّدنا عبدِ خیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: ''بھلائی یہ نہیں کہ تجھے کثیر مال واولاد حاصل ہو جائے بلکہ بھلائی یہ ہے کہ تیرا علم کثیر ہو اور حلم بھی عظیم ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اتنی زیادہ کرے کہ لوگوں سے سبقت لے جائے۔ جب تُو نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اگر گناہ میں پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش طلب کرے۔ اور دُنیا میں بھلائی اس آدمی کو حاصل ہوتی ہے جو گناہ ہو جانے کی صورت میں توبہ کر کے اس کا تدارک (اصلاح) کر لیتا ہے یا وہ شخص جو نیکیاں کرنے میں جلدی کرتا ہے اور تقویٰ و پرہیز گاری سے کیا گیا کوئی عمل بھی قلیل نہیں ہوتا اور جو عمل مقبول ہو جائے وہ کیونکر قلیل ہوگا۔''

(الزھد الکبیر للبیہقی، فصل فی قصر الأمل والمبادرۃ العمل...... الخ، الحدیث: ۸۰۷، ص ۲۷۶ مختصراً)

5 عمدہ باتیں:

حضرت سیّدنا ابوزَغل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''میری 5 باتیں یاد رکھو (اور یہ ایسی عمدہ ونایاب باتیں ہیں کہ) اگر تم اُونٹوں پر سوار ہو کر انہیں تلاش کرنے نکلو گے تو اُونٹ تھک جائیں لیکن یہ باتیں نہ مل پائیں گی: (۱) بندہ صرف اپنے ربّ تعالیٰ سے امید رکھے۔ (۲) اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈرتا رہے۔ (۳) جاہل علم کے بارے میں سوال کرنے سے نہ شرمائے۔ (۴) اور اگر عالم کو کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو (ہرگز نہ بتائے اور لاعلمی کا اظہار

اور صاف انکار کرتے ہوئے) ''وَاللہُ اَعْلَمُ یعنی اللہ عزوجل سب سے زیادہ علم والا ہے۔'' کہنے سے نہ گھبرائے اور (۵) ایمان میں صبر کی وہ حیثیت ہے جیسی جسم میں سر کی، اس کا ایمان (کامل) نہیں جو بے صبری کا مظاہر کرتا ہے۔''

(شعب الایمان للبیھقی، باب فی الصبر علی المصائب، الحدیث: ۹۷۱۸، ج ۷، ص ۱۲۴، بتغیر قلیل)

لمبی امیدوں کا نقصان:

حضرت سیّدنا مہاجر بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''میں دو چیزوں سے بہت زیادہ خوف زدہ رہتا ہوں (۱) خواہش کی پیروی اور (۲) لمبی امیدیں۔ خواہش کی پیروی سے تو اس لئے خوف آتا ہے کہ یہ حق قبول کرنے میں رکاوٹ بن جاتی اور اس پر عمل کرنے سے روکتی ہے اور لمبی امیدوں سے خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آخرت بھلا دیتی ہیں۔ خبردار! دنیا پیٹھ پھیرے جا رہی ہے اور آخرت ہمارا رُخ کئے ہمارے قریب آرہی ہے۔ ان دونوں (دنیا و آخرت) کے اپنے اپنے بیٹے (یعنی چاہنے والے) ہیں لیکن سنو! تم آخرت کے بیٹے (یعنی چاہنے والے) بنو اور دنیا کے بیٹے (یعنی چاہنے والے) نہ بنو۔ اس لئے کہ آج (یعنی دنیا) عمل کا دِن ہے، یہاں حساب نہیں ہے اور کل (یعنی آخرت) حساب کا دِن ہے وہاں عمل کا موقع نہیں ملے گا۔''

(الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۶۹۳، ص ۱۵۶۔ المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام علی بن ابی طالب، الحدیث: ۱، ج ۸، ص ۱۵۵)

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے صبح و شام:

حضرت سیّدنا ابو اَرَاکہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے تک اسی جگہ افسردہ حالت میں تشریف فرما رہے، پھر فرمانے لگے کہ ''میں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے اصحاب کو دیکھا ہے، لیکن تم میں سے کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! وہ صبح اس حال میں کرتے کہ بال بکھرے ہوتے، بدن گرد آلود اور چہرہ زرد ہوتا تھا ایسے لگتا جیسے لوگ ان کے سامنے تعزیت کرنے کے لئے جمع ہیں اور رات تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے کبھی اپنے قدموں پھر زور دیتے تو کبھی اپنی پیشانیوں پر۔ جب وہ اللہ عزوجل کا ذکر کرتے تو اس طرح جھومتے جس طرح آندھی میں درخت جھومتا ہے۔ پھر ان کی آنکھیں اس قدر آنسو بہاتیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم ان کے کپڑے بھیگ جایا کرتے اور اب تو اللہ تعالیٰ کی قسم! لوگ غفلت میں رات گزارتے ہیں۔''

(صفۃ الصفوۃ، ابو الحسن علی بن ابی طالب، ج ۱، ص ۱۷۳، بتغیر قلیل)

گمنام بندوں کے لئے خوشخبری:

حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے گمنام بندوں کے لیے خوشخبری ہے! وہ بندے جو خود تو لوگوں کو جانتے ہیں لیکن لوگ انہیں نہیں پہچانتے اللہ تعالیٰ نے (جنت پر مقرر فرشتے) حضرت سیّدنا رضوان عَلَیْہِ السَّلَام کو ان کی پہچان کرادی ہے یہی لوگ ہدایت کے روشن چراغ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے

تمام تاریک فتنے اِن پر ظاہر فرما دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت (سے جنت) میں داخل فرمائے گا۔ یہ شہرت چاہتے ہیں نہ ظلم کرتے ہیں اور نہ ہی ریاکاری میں پڑتے ہیں۔''

(الزھد لھناد بن السری، باب الریاء، الحدیث: ۸۶۱، ج ۲ ص ۴۳۷ ۔ المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام علی بن ابی طالب، الحدیث: ۳، ج ۸، ص ۱۵۵)

کامل فقیہ کون؟

حضرت سیّدنا عاصم بن ضَمُرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''سنو! کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہ ہونے دے، اُس کی نافرمانی کی رُخصت نہ دے اور قرآنِ حکیم چھوڑ کر کسی اور چیز میں رغبت نہ رکھے، بغیر علم کے عبادت، بغیر فہم کے علم اور بغیر غور و فکر اور تدبر کے تلاوتِ قرآن میں کوئی بھلائی نہیں۔''

(سنن الدارمی، المقدمۃ، باب من قال: الخشیۃ وتقوی اللہ، الحدیث: ۲۹۷/۲۹۸، ج ۱ ص ۱۰۱)

حضرت سیّدنا عَمرو بن مُرّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! علم کے سرچشمے، رات کے چراغ (یعنی راتوں کو جاگ کر عبادتِ الٰہی کرنے والے)، بوسیدہ لباس اور پاکیزہ دل والے بن جاؤ اس کے سبب آسمانوں میں تمہارے چرچے ہوں گے اور زمین میں تمہارا ذکر بلند ہوگا۔''

(سنن الدارمی، المقدمۃ، باب العمل بالعلم......الخ، الحدیث: ۲۵۶، ج ۱ ص ۹۲، بتغیر، روی عبداللہ بن مسعود)

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم کے رِقّت انگیز بیانات:

حضرت سیّدنا بکر بن خلیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم بچھڑے کی طرح بے تابی سے آوازیں نکالو، کبوتر کی طرح پکارو، راہبوں کی طرح گوشہ نشین ہو جاؤ، اپنی اولاد و مال چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند مرتبہ میں اس کا قرب پانے یا اپنے گناہوں کو جنہیں کِرَامًا کَاتِبِیْن نے گن رکھا ہے بخشوانے کے لئے چل پڑو تو یہ سب اس عظیم و کثیر ثواب کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے جس کی میں تمہارے لیے امید کرتا ہوں۔ بہر حال میں تمہیں اس کے دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمہاری آنکھیں اس کے خوف اور اس سے ملاقات کے شوق میں آنسو بہائیں پھر تم رہتی دنیا تک جیو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی نعمت سے نواز کر اس کے سبب جو تمہارے لئے بڑے بڑے انعامات رکھے ان کے لئے تم اعمالِ صالحہ کر کے، مشقتیں سہہ سہہ کے کوئی کسر باقی نہ چھوڑو اور تا قیامت نیک اعمال پر قائم رہو پھر بھی تم اپنے عمل کی بدولت جنت کے حق دار نہیں بن سکتے۔ ہاں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تم رحم کئے جاؤ گے اور تم میں انصاف کرنے والے اس کی جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توبہ کرنے والے عبادت گزاروں میں شامل فرمائے۔''

حضرت سیّدنا جعفر بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ ایک جنازہ

میں شریک ہوئے تدفین کے بعد میت کے ورثاء پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ رونے لگے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم کیوں روتے ہو؟'' اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تم ان احوال کا مشاہدہ کر لیتے جن کا مشاہدہ میت نے کیا ہے تو تم اس مردے کو بھول جاتے (اور اپنے آپ پر روتے) یاد رکھو! موت تمہارے پاس آتی رہے گی یہاں تک کہ تم میں کوئی ایک بھی زندہ نہ رہے گا۔ اتنا بیان کرنے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لئے بہت سی مثالیں بیان فرمائیں اور تمہاری موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے۔ اس نے تمہیں ایسے کان عطا کئے ہیں کہ وہ جو سن لیتے ہیں اسے یاد کر لیتے ہیں اور ایسی آنکھیں بخشیں ہیں کہ جس چیز کو ان آنکھوں سے دیکھ لیا جاتا ہے وہ واضح ہو جاتی ہے۔ اس نے تمہیں ایسے دل بھی دیئے ہیں جو معاملات کو سمجھ لیتے ہیں بے شک اُس نے تمہیں بے مقصد پیدا نہیں فرمایا بلکہ کامل نعمتوں اور عمدہ اشیاء کے ساتھ تمہیں عزت بخشی، تمہارے لئے ہر چیز کی مقدار مقرر فرمائی اور تمہارے اعمال کے مطابق جزا مقرر فرمائی۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اسے پانے کی کوشش کرو! خواہشات کا دم توڑنے والی موت سے ہمکنار ہونے سے پہلے پہلے (نیک) عمل کے ذریعے اس کے لئے تیاری کرو کیونکہ دنیا کی نعمتیں عارضی و فانی ہیں۔ اس کی آفتوں سے نہ کسی متکبر و مغرور کا غرور بچا سکتا ہے تو نہ ہی کسی اَفواہ ساز کی بات اور نہ باطل و ناحق کی طرف میلان رکھنے والے کسی شخص کا سہارا امن دے سکتا ہے کہ جو مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ دیتا اور ہر وقت شہوت میں بدمست ہو کر خود فریبی کا شکار رہتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! آیات و اَحادیث سے عبرت و نصیحت حاصل کرو! اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو! وعظ و نصیحت سے نفع حاصل کرو! موت تم میں اپنے پنجے گاڑ چکی اور تمہیں مٹی کے گھر سے ملا کر رہے گی پھر صور پھونکنے کے ساتھ ہی قبروں سے اُٹھنے، میدان محشر کی طرف ہانکے جانے اور حساب کے لئے اللہ جبار و قہار تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے والے ہولناک قسم کے اُمور پیش آنے والے ہیں اور یہ وہ دن ہے جب ہر نفس کے ساتھ ہانکنے والا ہوگا جو اسے میدان محشر کی طرف لے جائے گا اور ایک گواہ ہوگا جو اس کے اعمال کی گواہی دے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ (پ۲۴، الزمر: ۶۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین جگمگا اُٹھے گی اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیا اور یہ نبی اور اُس کی اُمت کے اُن پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہ ہو گا۔

اس دن تمام شہر تھرا اُٹھیں گے۔ منادی ندا دے گا۔ وہ دن ملاقات کا دن ہوگا۔ پنڈلی سے پردہ اُٹھ جائے گا۔ سورج بے نور ہو جائے گا۔ دَرِندے محشر میں جمع کئے جائیں گے۔ راز ظاہر ہو جائیں گے۔ بدکاروں کے لئے ہلاکت کا دن ہوگا۔ دل کانپ اُٹھیں گے۔ اہلِ جہنم کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھٹکار ہو گی۔ جہنم ان پر اپنے آنکڑے اور ناخن نکال لے گی اور ان پر چیخے چلائے گی۔ اس کی آگ کو ہوا مزید بھڑکائے گی۔ اس میں رہنے والے سانس نہ لے سکیں گے نہ ان پر موت طاری ہو گی اور نہ ان کی تکلیفیں

ختم ہوں گی۔ان کے ہمراہ فرشتے ہوں گے جو انہیں جہنم میں داخلے اور کھولتے پانی کی خوشخبری سنائیں گے۔اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم نیز اس کے اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے دور ہوں گے اور جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔

اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے اس شخص کی طرح ڈرو جو ڈرا اور عاجزی اِختیار کی۔خوفزدہ ہوا اور کوچ کے لئے چل پڑا۔محتاط نظروں سے دیکھا تو کانپ اُٹھا۔تلاش میں نکلا تو نجات کے لئے بھاگ پڑا۔قیامت کی تیاری کے لئے زادِ راہ کمر پر رکھ لیا اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ بدلہ لینے کے لئے کافی، ہر عمل کو دیکھنے والا، اعمال نامہ مضبوط فریق اور حجت کے لئے کافی، جنت ثواب دینے میں اور جہنم عذاب دینے میں کافی ہے۔میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔''

(صفۃ الصفوۃ، ابو الحسن علی بن ابی طالب، کلمات منتخبۃ من کلامہ ومواعظہ، ج ۱، ص ۱۷۱۔۱۷۲، مختصراً)

نوف بِکَالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کو نصیحت:

حضرت سیّدنا نُوف بِکَالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی سے مروی ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ وجہہ باہر نکلے اور ستاروں کی طرف دیکھنے لگے پھر فرمایا: ''اے نوف! سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''یا امیر المومنین! جاگ رہا ہوں۔'' فرمایا: اے نوف! دنیا میں زُہد اِختیار کرنے اور آخرت میں رغبت رکھنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (رہنے کے لئے بلند و بالا مکانات تعمیر کرنے کے بجائے خالی) زمین کو اختیار کیا، اس کی خاک کو اپنا بچھونا بنا لیا اور اس کے پانی کو خوشبو تصوُّر کر لیا، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دُعا کو اپنی پہچان اور شعار بنا لیا، دنیا سے حضرت سیّدنا عیسیٰ رُوح اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح کنارہ کشی اختیار کی۔

اے نوف! اللہ تعالیٰ نے حضرتِ سیّدنا عیسیٰ رُوح اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ ''بنی اسرائیل کو حکم فرما دو کہ وہ پاکیزہ دل، جھکی نگاہ اور (ظلم سے) پاک وصاف ہاتھ لے کر میرے گھر (یعنی مسجد) میں داخل ہوں اس لئے کہ میں ان میں سے کسی ایسے کی دُعا قبول نہیں کروں گا جس نے میرے کسی بندے پر ظلم کیا ہوگا۔

اے نوف! شاعر، نگران، (ظالم) پولیس والا، خراج وصول کرنے والا اور (ظلماً) ٹیکس لینے والا نہ بننا۔ایک مرتبہ حضرت سیّدنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رات کے کسی وقت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''یہ وہ گھڑی ہے جس میں بندہ جو دعا مانگتا ہے قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ نگران، (ظالم) پولیس والا، خراج وصول کرنے والا، (ظلماً) ٹیکس لینے والا، ستار (طنبورے کی قسم کا ایک باجا) اور ڈھول بجانے والا نہ ہو۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۳۶۰۸ جعفر بن مبشر، ج ۷، ص ۱۷۳، مختصراً۔تفسیر القرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۸۶، ج ۱، الجزء الثانی، ص ۲۳۹۔۲۴۰)

عالم، طالب علم اور جاہل:

حضرت سیّدنا کُمَیل بن زیاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِبَاد سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین مولا مشکل کشا، شہنشاہِ اولیا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ وجہہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک قبرستان کے کنارے چلنے لگے یہاں تک کہ جب ہم ایک کھلے میدان میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ ایک جگہ بیٹھ کر سانس لینے لگے۔پھر کچھ دیر بعد فرمانے لگے: ''اے کُمَیل بن زیاد! دِل برتنوں کی طرح ہیں اور ان

میں بہترین دل وہ ہے جو بات کو زیادہ یاد رکھے۔ یہ بات یاد رکھو! کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: (۱)......عالمِ رَبانی (۲)......راہِ نجات پر چلنے والا طالبِ علمِ دِین اور (۳)......وہ بے وقوف اور جاہل لوگ جو ہر سنی سنائی بات کی پیروی کرنے لگ جاتے ہیں، ہر ہوا کے ساتھ بدل جاتے ہیں، نورِ علم سے اپنے قلب و باطن کو روشن کرنے سے محروم رہتے اور کسی مضبوط ستون کو ذریعۂ حفاظت نہیں بناتے ہیں۔

علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے جبکہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ علم پھیلانے سے بڑھتا ہے جبکہ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ عالم سے لوگ محبت کرتے ہیں۔ عالم، علم کی بدولت اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اِطاعت بجالاتا ہے۔ عالم کے مرنے کے بعد بھی اس کا ذکرِ خیر باقی رہتا ہے جب کہ مال کا فائدہ اس کے زوال کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے اور یہی معاملہ مالداروں کا ہے کہ دنیا میں مال ختم ہوتے ہی ان کا نام تک مٹ جاتا ہے اس کے برعکس عُلما کا نام رہتی دنیا تک باقی رہتا ہے۔ مالداروں کے نام لینے والے کہیں نظر نہیں آتے جبکہ عُلمائے دین کی عزت اور مقام ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں قائم رہتا ہے۔ ہائے افسوس!'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''یہاں ایک علم ہے، کاش! تم اُسے اس کے اُٹھانے والوں تک پہنچا دو، ہاں تم اسے ذہین وفطین کو پہنچادو گے جس پر اطمینان نہیں رہا، دِین کو دنیا کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی حجتوں کے ذریعے اس کی کتاب پر اور اس کی نعمتوں کے ذریعے اس کے بندوں پر غلبہ پا رہا ہے یا پھر وہ اہلِ حق کے سامنے تو سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہے لیکن اس میں کوئی بصیرت نہیں۔

ایسے علم والے کے دل میں پہلی ہی دفعہ شک جگہ بنالیتا ہے نہ اسے کامیابی ملتی ہے اور نہ ہی دوسرا کامیاب ہوتا ہے جسے یہ علم سکھاتا ہے۔ وہ لذات وخواہشات میں مُنہمِک رہتا ہے۔ شہوات کی زنجیروں میں جکڑا ہوتا ہے یا مال و دولت کے جمع کرنے میں لگا رہتا ہے اور یہ دونوں شخص دین کی طرف بلانے والے نہیں ان دونوں کی مثال تو چرنے والے جانور کی سی ہے۔ اس طرح علم بھی ایسے لوگوں کے ساتھ مر جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کے حق کو دلائل کے ساتھ قائم کرنے والوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجتیں اور اس کے واضح دلائل ضائع نہ ہو جائیں۔ ایسے نفوسِ قدسیہ کی تعداد بہت کم ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ ان کے ذریعے اللہ عزوجل اپنی حجتوں کا دِفاع فرماتا ہے یہاں تک کہ پھر ان کی مثل لوگ آکر ان کی جگہ یہ فریضہ انجام دیتے ہیں اور وہ ان کے دلوں میں شجرِ حق کی آبیاری کرتے ہیں پھر حقیقی علم ان کے پاس آتا ہے جس سے عیش پرست لوگ کنارہ کشی کرتے ہیں۔ جب کہ یہ لوگ تیزی سے اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور جن چیزوں سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے اُنہیں اس سے اُنسیت حاصل ہوتی ہے۔

ان کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن ان کی روحیں اعلیٰ مناظر کے ساتھ معلق ہوتی ہیں۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں اس کے نائب اور اس کے دین کی دعوت دینے والے ہیں۔ آہ! آہ! ان کی زیارت کا کس قدر شوق ہے! میں اللہ تعالیٰ سے اپنی اور تمہاری بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ اب اگر تم چاہو تو کھڑے ہو جاؤ۔''

(تاریخ بغداد، الرقم ۳۴۱۳ اسحاق بن محمد بن احمد بن أبان، ج ۶، ص ۳۷۶ مختصراً۔ صفۃ الصفوۃ، ابوالحسن علی بن ابی طالب، کلمات منتخبۃ من کلامہ ومواعظہ، ج ۱، ص ۱۷۲۔۱۷۳)

سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی مبارک زندگی:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے زُہد وقناعت نیز عبادت وخوف کے متعلق جو منقول ومشہور ہے اس کا کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔

علمائے تصوُّف فرماتے ہیں کہ ''تصوُّف دنیاوی ساز وسامان سے منہ پھیر کر حقیقی مقصد کی طرف بڑھنے کا نام ہے۔''

سارا مال تقسیم فرمادیا:

حضرت سیّدنا علی بن ربیعہ والبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کی خدمت میں ابنِ نبّاج حاضر ہوا اور عرض کی: ''یا امیر المومنین! اس وقت بیت المال سونے چاندی سے بھرا ہوا ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور ابنِ نبّاج کے سہارے کھڑے ہو کر بیتُ المال تشریف لے گئے اور فرمایا:

هٰذَا جَنَايَ وَخِيَارُهُ فِيْهِ وَكُلُّ جَانٍ يَدُهُ إِلٰى فِيْهِ

ترجمہ: یہ میری خطا ہے اور بہترین مال اس میں ہے اور ہر خطا کار کا ہاتھ اس کے منہ میں ہے۔

پھر فرمایا: ''اے ابنِ نبّاج! میرے پاس کوفہ والوں کو لاؤ۔'' لوگوں میں اعلان کر دیا گیا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا سارا مال لوگوں میں تقسیم فرمادیا اور حالت یہ تھی کہ ہاتھوں سے مال تقسیم فرماتے جاتے اور زبانِ اَقدس سے یہ کلمات دُہراتے جاتے: ''اے سونا! اے چاندی! میرے پاس سے جا، ہائے افسوس! ہائے افسوس! حتی کہ کوئی درہم ودینار نہ بچا پھر بیت المال میں پانی کے چھڑکاؤ کا حکم دیا اور اس جگہ دو رکعت نماز ادا فرمائی۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، اخبار امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۸۴، ج۱، ص۵۳۱)

حضرت سیّدنا مُجمِّع تیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ بیت المال کی صفائی کراتے، پھر اس میں اس امید پر نماز ادا فرماتے کہ بروزِ قیامت یہ جگہ ان کے حق میں گواہی دے۔''

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، الرقم ۱۸۷۵ علی بن ابی طالب، ج۳، ص۲۱۱، بتغیر)

حضرت سیّدنا ابو عمرو بن علاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تمہارے مالِ فَیْ (جو بغیر جنگ کے حاصل ہو) میں سے میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے یہ کہہ کر اپنی آستین سے ایک بوتل نکالی اور فرمایا یہ میرے دیہاتی غلام نے مجھے ہبہ کی (یعنی تحفے میں دی) ہے۔''

(الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۶۹۵، ص۱۵۷، بتغیر)

''فالودہ'' سے خطاب:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کو کسی نے فالودہ پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے سامنے رکھ کر ارشاد فرمایا: ''بے شک تیری خوشبو عمدہ، رنگ

اچھا اور ذائقہ لذیذ ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی بناؤں جس کا وہ عادی نہیں۔''

(الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۷۰۷، ص ۱۵۸)

حضرت سیّدنا عدِی بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے سامنے فالودہ پیش کیا گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اسے تناول نہ فرمایا۔''

(الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۷۰۰، ص ۱۵۷)

کھجور اور گھی کا حلوا:

حضرت سیّدنا زِیاد بن ملیح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے سامنے کھجور اور گھی کا حلوا پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے رُفقا کے سامنے رکھ دیا، انہوں نے اسے کھانا شروع کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اسلام گم شدہ اونٹ نہیں ہے لیکن قریش نے یہ چیز دیکھی تو اس پر ٹوٹ پڑے۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، اخبار امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۸۹۵، ج ۱، ص ۵۳۷)

مُہر لگا ہوا ستو کا تھیلا:

حضرت سیّدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک ثقفی شخص نے مجھے بتایا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے مجھے عُکبَرا (بغداد میں ایک علاقہ ہے) پر عامل مقرر کیا اور فرمایا: ''نماز پڑھنے والے راتوں کو آرام نہیں کرتے لہٰذا ظہر کے وقت میرے پاس آنا۔ چنانچہ، میں ظہر کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا دروازے پر دربان (یعنی چوکیدار) نہ ہونے کی وجہ سے میں سیدھا اندر چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پیالہ اور پانی کا لوٹا رکھا ہوا تھا۔ کچھ دیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تھیلا منگوایا میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے کچھ جواہر عطا فرمائیں گے حالانکہ مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس تھیلے میں کیا ہے۔ تھیلا بند تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو کھول کر کچھ ستو نکالا اور انہیں پیالے میں ڈالا اور اس میں پانی ملایا پھر خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔ مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے عرض کی: ''یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! عراق میں کھانے کی فراوانی (یعنی کثرت) ہے لیکن اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ عراق میں ایسا کھانا کیوں کھاتے ہیں؟'' امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے کنجوسی وبخل کی وجہ اسے تھیلے میں بند کر کے نہیں رکھا بلکہ ضرورت کے لئے جمع کر رکھا ہے اور تھیلے کو اس ڈر سے بند کر رکھا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ضائع ہو جائے اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کی محتاجی ہو۔ لہٰذا میں نے اس کی حفاظت کی خاطر ایسا کیا ہے اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں پاکیزہ کھانا ہی کھاؤں۔''

حضرت سیّدنا اَعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے پاس مدینہ منورہ زادہا اللہ تَعۡظِیۡمًا وَّ تَکۡرِیۡمًا سے کوئی چیز آیا کرتی تھی جسے آپ رضی اللہ عنہ صبح وشام تناول فرمایا کرتے تھے۔''

حضرت سیّدنا ہارون بن عَنْتَرَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں خَوَرْنَق کے مقام پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ ایک معمولی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ پر کپکپی طاری تھی۔ میں نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے گھر والوں کے لیے اس مال سے حصہ مقرر فرمایا ہے۔ اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے یہ حالت بنا رکھی ہے؟'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے تمہارے مال سے کوئی چیز استعمال نہیں کی یہ چادر بھی میں اپنے گھر سے یا فرمایا مدینہ منورہ زَادَہَا اللّٰہُ تَعْظِیْمًا وَّ تَکْرِیْمًا سے لایا تھا۔''

حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لباس:

حضرت سیّدنا زید بن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اہلِ بصرہ کا وفد امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں جَعْد بن نَعْجَہ نامی ایک خارجی شخص بھی موجود تھا اس نے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو لباس کے بارے میں ملامت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میرا لباس متکبرانہ نہیں اور مسلمانوں کو اس معاملے میں میری پیروی کرنی چاہئے۔'' (الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۷۰۶، ص ۱۵۸)

حضرت سیّدنا عَمْرو بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے کسی نے عرض کی: ''یا امیر المؤمنین! آپ رضی اللہ عنہ لباس میں پیوند نہیں لگاتے؟'' فرمایا: ''اصل تو یہ ہے کہ بندے کے دل میں اللہ عزوجل کا خوف ہو اور مومن بندہ اسی کی پیروی کرتا ہے۔''

(الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۶۹۹، ص ۱۵۷)

حضرت سیّدنا ابوسعید اَزْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ بازار میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ ''کسی کے پاس اچھی قمیص ہے جو تین درہموں میں فروخت کرتا ہو؟'' ایک شخص نے عرض کی: ''میرے پاس ہے، پھر جا کر ایک قمیص لایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بہت پسند آئی فرمایا: ''یہ تو تین درہم سے زیادہ کی ہے۔'' اُس نے کہا: ''نہیں، بلکہ اس کی قیمت یہی ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے تھیلی سے تین درہم نکال کر اسے دیئے پھر قمیص زیبِ تن فرمائی تو اس کی آستینیں لمبی تھیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے زائد حصہ اُتروا دیا۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، اخبار امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۹۱۲، ج ۱، ص ۵۴۵)

حضرت سیّدنا علی بن اَرْقَم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کے والدِ محترم فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کو بازار میں تلوار بیچتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: ''یہ تلوار مجھ سے کون خریدے گا؟'' اللہ تعالیٰ کی قسم! اس تلوار نے کئی بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے تکلیف کو دور کیا ہے۔ اگر میرے پاس تہبند کے لئے رقم ہوتی تو میں اسے کبھی بھی فروخت نہ کرتا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۹۸، ج ۵، ص ۲۴۰، بتغیر)

حضرت سیّدنا یزید بن مِحْجَن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں رَحْبَہ کے مقام پر امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے ساتھ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار منگوائی اور اسے فروخت کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی

قسم! اگر میرے پاس تہبند کے لئے رقم ہوتی تو میں اسے کبھی بھی نہ بیچتا۔''

(الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث: ۷۰۲، ص ۱۵۸)

حضرت سیّدنا ابورَجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر نکلے اور فرمایا: ''اس تلوار کو کون خریدے گا؟'' اگر میرے پاس تہبند کی قیمت ہوتی تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا۔'' ابورَجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''میں نے عرض کی: ''یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ! میں اسے خرید تا ہوں اور وظیفہ ملنے تک اُدھار کروں گا۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، ومن فضائل امیر المؤمنین علی، الحدیث: ۹۲۵، ج ۱، ص ۵۴۹)

ابواُسامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ابورَجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ''جب عطیات ملے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے وہ تلوار مجھے دے دی۔''

حضرت سیّدنا عَنْبَسَہ نَحْوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ میں حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس قبیلہ بَنِی نَاجِیَہ کا ایک آدمی آیا، اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوسعید! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے جو کچھ کیا اس سے بہتر تھا کہ وہ مدینہ کی سوکھی کھجوریں کھا لیتے۔'' حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے بھتیجے! کیا میں باطل بات کے ذریعے کسی کی جان بچاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! لوگوں سے ایک پاکیزہ تیر گم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! انہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کا مال چوری نہیں کیا اور نہ ہی اس کے حکم سے رُوگردانی کی، انہوں نے قرآنِ پاک کے تمام حقوق پورے کئے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا یہاں تک کہ اس بات نے انہیں میٹھے حوضوں اور عمدہ باغوں میں پہنچا دیا۔ اے بیوقوف شخص! یہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کی شان ہے۔''

امیرِ معاویہ اور شانِ علی رضی اللہ عنہما:

حضرت سیّدنا ابوصالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا ضَرار بن ضَمْرہ کِنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ''میرے سامنے امیر المؤمنین حضرتِ علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کی شان بیان کرو!'' اُنھوں نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا: ''یا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! (میں ان کی شان کیسے بیان کر سکتا ہوں) کیا آپ رضی اللہ عنہ مجھے اس سے معاف نہیں رکھتے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب تک حضرتِ علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے اوصاف بیان نہیں کرو گے۔'' حضرت سیّدنا ضرار بن ضمرہ کنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ''چلیں اگر آپ رضی اللہ عنہ مجھ پر لازم قرار دیتے ہیں تو پھر سنئے:

اللہ تعالیٰ کی قسم! امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ خواہشات سے دور رہنے والے اور بہت طاقت والے تھے، فیصلہ کن گفتگو فرماتے، لوگوں کے فیصلوں میں ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیتے، آپ رضی اللہ عنہ سے علم وحکمت کے چشمے

جاری ہوتے، دنیا اور اس کی آسائشوں سے وحشت محسوس کرتے اور رات اور اس کے اندھیرے سے اُنسیت حاصل کرتے۔
اللہ عزوجل کی قسم! امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ ہمیشہ فکرِ آخرت میں متفکر رہتے، اپنا محاسبہ کرتے، پہننے اور کھانے کے لئے جو اور جیسا میسر آتا اسی پر راضی رہتے اور اتنے ہی پر قناعت فرماتے۔
اللہ عزوجل کی قسم! جب ان کی خدمت میں کوئی جاتا تو اس پر شفقت فرماتے اپنے پاس بٹھاتے، ہر سوال کا جواب عنایت فرماتے، اتنی شفقت ومحبت، اُلفت وقربت کے باوجود بھی ہم آپ رضی اللہ عنہ کے رُعب وجلال کی وجہ سے بات نہ کرپاتے، جب مسکراتے تو دانت پروئے ہوئے چمکتے موتیوں کی طرح نظر آتے، اہلِ دین کو عزت وتکریم سے نوازتے، مساکین آتے تو وہ بھی محبت کی چاشنی پاتے، کوئی طاقتور ان سے باطل کی امید لگاتا تو مایوسی کو گلے لگاتا اور عدل وانصاف ایسا کہ کمزور لوگ اپنی کمزوری سے نہ گھبراتے۔
اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بعض دفعہ انہیں دیکھا جب رات کی تاریکی میں ستارے چھپ جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ محراب میں تشریف لے جاتے اور اپنی ریش (داڑھی) مبارک پکڑ کر مضطرب وغمزدہ شخص کی طرح آنسو بہاتے گویا کہ میں اب بھی ان کی آواز سن رہا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں اے میرے رب تعالیٰ! اے میرے ربعزَّ وَجَلَّ! اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑاتے پھر دنیا کو للکارتے اور فرماتے: تو نے مجھے دھوکہ دینا چاہا میری طرف بن سنور کر آئی، مجھ سے دُور ہوجا، دُور ہوجا، کسی اور کو دھوکہ دینا میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، تیری عمر قلیل، تیری مجلس حقیر اور تیرا خطرہ آسان ہے، ہائے افسوس! ہائے افسوس! زادِ راہ قلیل، سفر طویل اور راستہ پُرخطر ہے۔''
حضرت سیّدنا ضرار بن ضمرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کے اوصاف بیان کرتے رہے اور حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حالت یہ تھی کی آنسوؤں سے آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی، آپ رضی اللہ عنہ انہیں اپنی آستین سے پونچھتے رہے، حاضرین بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے، پھر حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ! بے شک ابوحسن علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار! ان پر تمہارا غم کیسا ہے؟'' عرض کی: ''اس عورت کی طرح جس کی گود میں اس کے بیٹے کو ذبح کردیا گیا ہو نہ تو اس کے آنسو تھمتے ہیں، نہ ہی غم میں کمی آتی ہے۔''

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف العین، الرقم ۱۸۷۵ علی بن ابی طالب، ج ۳، ص ۲۰۹ مختصر)

تین مشکل عمل:

امامِ عالی مقام حضرت سیّدنا امام حسین ابن حیدر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا: ''تین عمل مشکل ہیں: (۱) اپنی جان کا حق ادا کرنا (۲) ہر حال میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے رہنا اور (۳) اپنے حاجت مند مسلمان بھائیوں سے مالی تعاون کرنا۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب السین، الحدیث: ۳۲۹۳، ج ۱، ص ۴۴۲، ''اشد الاعمال'' بدلہ ''سید الاعمال'')

اسلام میں نفاق کی گنجائش نہیں:

حضرت سیّدنا عبدالواحد دِمَشقی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللہ القَوِی سے مروی ہے کہ جنگِ صفین کے دن حَوشَب خیری نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کو ندادی: ''اے ابن ابی طالب! ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتے ہیں کہ جنگ بند کر دیں، ہم آپ کے لئے عراق کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں آپ ہمارے لئے شام کا راستہ چھوڑ دیں، اس طرح خون ریزی کا سلسلہ بند ہوگا اور مسلمانوں کی جانیں بچ جائیں گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اُم ظلیم کے بیٹے! اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر دین میں مُداہنت کی گنجائش ہوتی تو میں ایسا ہی کرتا اور میرے لئے بھی آسان تھا لیکن یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کہ اس کی نافرمانی ہوتی رہے اور اہل اسلام مُداہنت سے کام لیتے ہوئے خاموش رہیں۔''

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف الحائ، الرقم ۵۹۹ حوشب بن طخیۃ الحمیری، ج ۱، ص ۴۵۷)

پیٹ پر پتھر باندھتے:

حضرت سیّدنا محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں حضور نبیِ اکرم، نُورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا اور اب میرا صدقہ 40 ہزار دینار ہوتا ہے۔''

(الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب، الحدیث ۷۱۱، ص ۱۵۹، بتغیر)

محبِ مولا علی کی پہچان:

حضرت سیّدنا مجاہد عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللہ الوَاحِد سے مروی ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ سے محبت کرنے والے بُردبار، علم والے، خشک ہونٹوں والے، ایسے نیکوکار ہوتے ہیں جو عبادت کی وجہ سے گوشہ نشین معلوم ہوتے ہیں۔''

(فضائل الصحابۃ للامام احمد بن حنبل، باب و من فضائل امیر المؤمنین علی، الحدیث: ۱۱۴۴، ج ۲، ص ۶۷۱)

حضرتِ سیّدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''ہم سے محبت کرنے والے خشک ہونٹوں والے ہوتے ہیں اور ہم میں سے امام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت کی طرف بلانے والا ہو۔''

محبانِ اہل بیت کی علامات:

حضرت سیّدنا امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اَصفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانِی فرماتے ہیں: ''اہل بیتِ اطہار کے محبین خشک ہونٹوں والے ہوتے ہیں، وہ اپنی پیشانیاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکائے رکھتے اور موت کو یاد رکھتے ہیں، دنیادار ظالموں اور مالداروں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے دنیوی راحتوں اور آسائشوں، لذتوں اور شہوتوں، انواع واقسام کے کھانوں اور لذیذ شربتوں کو ترک کر دیا اور رسولوں، ولیوں اور صدیقوں کی راہ پر گامزن ہوئے، فنا وزوال پذیر ہونے والی دنیا کے تارک، ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت میں راغب رہے بالآخر انعام واکرام، فضل واحسان فرمانے والے ربِّ حنّان ومنّان، رحیم

ور حمٰن تعالیٰ کے حضور جا پہنچے۔"

بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبِ الْهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ

باب: حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مناقب اور نبی کریم ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

تم میری صورت اور سیرت کے مشابہ ہو

278۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ دِيْنَارٍ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ الْجُهَنِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاِنِّيْ كُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِيْ حَتّٰى لَا اٰكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَبِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِيْ فُلَانٌ وَّلَا فُلَانَةُ وَكُنْتُ اُلْصِقُ بَطْنِيْ بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ كُنْتُ لَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰيَةَ هِيَ مَعِيْ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِيْ وَكَانَ اَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ اِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت ساری روایت کرتے ہیں۔ اور میں اپنے پیٹ پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں رہا کرتا تھا۔ روٹی نہ کھاتا تھا اور نہ ہی عمدہ لباس زیب تن کرتا تھا اور نہ ہی فلاں اور فلانہ میری خدمت کیا کرتے تھے اور میں بھوک کی سختی کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا اور میں کسی آدمی سے آیت دریافت کرتا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی تھی تا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جائے اور کھلائے پلائے اور مسکین کے ساتھ سب سے بڑھ کر بھلائی کرنے والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ تھیں وہ ہم کو لے جاتے اور کھلاتے جو بھی ان کے گھر میں موجود ہوتا حتیٰ کہ وہ ہمارے لئے ایک کپی نکال دیتے جس کے اندر کچھ بھی نہ ہوتا تھا اور اس کو پھاڑ دیتے اور اس کے اوپر جو کچھ بھی لگا ہوتا اس کو ہم چاٹ لیا کرتے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3505)

279۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ

شعبی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جس وقت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کیا کرتے تو فرمایا کرتے: اے دو پروں والے کے صاحبزادے! السلام علیک۔ ابو عبداللہ نے فرمایا: الجناحان سے مراد دو کونے ہیں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1482، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8158، مستدرک: رقم الحدیث: 4352، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1474، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 39470)

شرح: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ یہ قدیم الاسلام ہیں۔ اکتیس آدمیوں کے مسلمان ہونے کے بعد یہ دامن اسلام میں آئے اور کفار مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور خیبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں اس وقت پہنچے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرما رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوش محبت میں ان سے معانقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ جنگ خیبر کی فتح سے مجھے زیادہ خوشی حاصل ہوئی یا اے جعفر بن ابی طالب! رضی اللہ عنہ تم مہاجرین حبشہ کی آمد سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔

یہ بہت ہی جانباز اور بہادر تھے اور نہایت ہی خوبصورت اور وجیہہ بھی ۸ھ کی جنگ موتہ میں امیر لشکر ہونے کی حالت میں اکتالیس برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اس جنگ میں سپہ سالار ہونے کی وجہ سے لشکر اسلام کا جھنڈا انکے ہاتھ میں تھا۔ کفار نے تلوار کی مار سے ان کے دائیں ہاتھ کو شہید کر دیا تو انہوں نے جھپٹ کر جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا تو انہوں نے جھنڈے کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے تھام لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب ہم نے ان کی لاش مبارک کو اٹھایا تو ان کے جسم اطہر پر نوے زخم تھے مگر کوئی زخم بھی ان کے بدن کے پچھلے حصے پر نہیں لگا تھا بلکہ تمام زخم ان کے بدن کے اگلے ہی حصہ پر تھے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الجیم، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۹ ملخصاً والاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جعفر بن ابی طالب، ج ۱، ص ۳۱۳ ملخصاً)

کرامت: ذوالجناحین:

ان کا ایک لقب ذوالجناحین (دو بازوؤں والا) ہے۔ دوسرا لقب طیار (اُڑنے والا) ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں اور یہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جعفر بن ابی طالب، ج ۱، ص ۳۱۳)

تبصرہ:

آپ رضی اللہ عنہ کی اسی کرامت کو بیان کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فخریہ انداز میں یہ شعر ارشاد فرمایا ہے۔

وَجَعْفَرُ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ ‏ ‏ ‏ یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَآئِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

(یعنی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو صبح و شام فرشتوں کے جھرمٹ میں نورانی بازوؤں سے پرواز فرماتے رہتے ہیں وہ میرے حقیقی بھائی ہیں) (البدایۃ والنہایۃ، فصل فی ذکر شیء من سیرتہ العادلۃ...الخ، ج ۶، ص ۴۸۷)

آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت نادر الوجود ہے کیونکہ اور کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ کرامت ہماری نظر سے نہیں گزری۔ (کراماتِ صحابہ صفحہ 155)

سنن ابوداؤد اور بیہقی میں شعبی سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا،

عن الشعبي ان النبي ﷺ تلقى جعفر بن ابي طالب فالتزمه وقبله بين عينيه۔

امام شعبی سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جعفر بن ابی طالب سے ملے تو انھیں گلے لگایا اور دو آنکھوں کے درمیان انھیں بوسہ دیا۔ (یعنی ان کی پیشانی چومی)۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قبلۃ ما بین العینین آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۳۵۳)

نجاشی کے دربار میں:

حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کے بعد تمام مہاجرین وہاں نہایت امن وسکون کے ساتھ رہنے لگے۔ مگر کفارِ مکہ کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ فرزندانِ توحید کہیں امن وچین کے ساتھ رہ سکیں۔ ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کر کے یہ فریاد کرنے لگے کہ اے بادشاہ! ہمارے کچھ مجرم مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزین ہو گئے ہیں، آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیجئے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے درباریوں نے ٹوکا۔ تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول انے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے شرک و بت پرستی کرتے تھے لوٹ مار چوری ڈکیتی ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ جس کے حسب ونسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے۔ اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم وستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا۔ ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس یہی ہمارا گناہ ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر آپ کی سلطنت کے زیر سایہ پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی انفرادی کوشش سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفارِ مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا کہ اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ ں کے بارے میں کچھ دوسرا ہی

اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورہ مریم کی تلاوت فرمائی۔ کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہوگئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول انے ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کنواری مریم کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔ نجاشی بادشاہ نے بڑے غور سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر کو سنا اور یہ کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتابِ ہدایت کے دو نور ہیں اور یقیناً حضرت عیسیٰ ں خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد االلہ عزوجل کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی ہے اور اگر میں دستور سلطنتکے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہ وسلّم کی جوتیاں سیدھی کرتا اور ان کے قدم دھوتا۔

بادشاہ کی یہ تقریر سن کر اس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے، ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی بادشاہ نے جوشِ ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کر دیا اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن وسکون کے ساتھ آرام وچین کی زندگی بسر کرو کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ (زرقانی علی المواہب ج ۲ ص ۳۴)

بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ذکر

280- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قُحِطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش مانگا کرتے تھے۔ تو کہا کرتے: اے اللہ عزوجل! ہم پہلے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کرواتے تھے تو تو ہمارے اوپر بارش برساتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا محترم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں پس تو ہمارے اوپر بارش برسا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس بارش برسائی جاتی تھی۔

(مرجع السابق باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا)

شرح

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنا کر دعا مانگنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اسی کو توسل و استغاثہ و تشفع وغیرہ مختلف الفاظ

سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کے دربار میں وسیلہ بنانا یہ حضرات انبیاء مرسلین کی سنت اور سلف صالحین کا مقدس طریقہ ہے۔ اور یہ توسل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پہلے آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کی وفات اقدس کے بعد تینوں حالتوں میں ثابت ہے۔ مثلاً

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر باری تعالیٰ سے یوں دعا مانگی کہ

یَارَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ

اے میرے پروردگار! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ابھی تک ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا؟ حضرت آدم علیہ السلا منے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھے پیدا فرما کر میرے بدن میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش مجید کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر عرش پر تحریر کرایا ہے وہ یقیناً تیرا سب سے بڑا محبوب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم (علیہ السلام) بے شک تم نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں چونکہ تم نے ان کو میرے دربار میں وسیلہ بنایا ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کردیا اور سن لو کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔ (تفسیر روح البیان، الجزء الثانی والعشر ون، سورۃ الاحزاب، ج ۷، ص ۲۳۰)

حضرات صحابہ کرام آپ کی مقدس مجالس میں حاضر ہو کر جس طرح اپنی دین و دنیا کی تمام حاجتیں طلب فرماتے تھے اسی طرح اپنی دعاؤں میں آپ کو وسیلہ بھی بنایا کرتے تھے۔ بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنی دعاؤں میں رسول کی مقدس ذات کو خداوند تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائیں۔ چنانچہ معجزات کے ذکر میں آپ ایک نابینا کے بارے میں یہ حدیث پڑھ چکے کہ ایک نابینا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کردیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کردیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر صبر تیرے حق میں اچھا ہے۔ جب اس نے دعا کے لئے اصرار کیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا مانگو کہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَامُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ

یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو جائے یا اللہ! تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ ھذا حدیث حسن صحیح غریب اور امام بیہقی وطبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا اور اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

(سنن الترمذی، کتاب احادیث شتی، باب: ۱۱۸، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۵، ص ۳۳۶ و وفاء الوفاء للسمہودی، الفصل الثالث فی توسل الزائرو تشفعہ...الخ، ج ۲، ص ۱۳۷۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا اور ان کی قبر تیار ہوگئی تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر اس قبر میں لیٹ کر آپ نے یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ! میری ماں (چچی) فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ فرما دے۔ بوسیلہ اپنے نبی کے اور ان نبیوں کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔

(وفاء الوفاء للسمہودی، الفصل السادس القبور التی نزلھا رسول اللہ...الخ، ج ۲، ص ۸۹۸_۸۹۹)

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کے مناقب اور خاص کر حضرت فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہے

281۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَّمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ يَعْنِيْ مَالَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّزِيْدُوْا عَلَى الْمَاْكَلِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ فَتَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں کسی شخص کو بھیج کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فئے کی صورت میں عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا سے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ کا فدک کا اور خیبر کے خمس میں سے باقی حصہ کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی ارشاد فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراجات بھی اسی مال سے پورے کئے جائیں مگر ان کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں کوئی تبدیلی نہ کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قائم فرمایا تھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہم آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور مقام ومرتبہ کو تسلیم کرتے ہیں پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی رشتہ داری کا اور اپنے حق کا ذکر کیا تو اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے متعلق لحاظ رکھو۔

(مرجع السابق باب فرض الخمس)

282- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:408، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:8370، معجم الکبیر: رقم الحدیث:1012، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 20651، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3510)

283- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَاَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماری میں وصال فرما گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرض کے اندر اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلوایا پھر انہیں آہستہ سے کوئی بات فرمائی تو وہ رونے لگ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دوبارہ بلا کر کوئی آہستہ سے بات فرمائی تو وہ ہنسنے لگ گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آہستہ سے یہ بتایا کہ اس درد میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو قبض کر لیا جائے گا جس درد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگا تو یہ سن کر میں رودی اس کے بعد مجھے یہ آہستہ سے بات بتائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر ملوں گی تو میں نے یہ سن کر ہنس دیا۔

(مرجع السابق باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

شرح: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

یہ شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا اور بتول ہے۔ ان کی پیدائش کے سال میں علماء مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ابوعمر کا قول ہے کہ اعلان نبوت کے پہلے سال جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی یہ پیدا ہوئیں اور بعض نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی اور علامہ ابن الجوزی نے یہ تحریر فرمایا کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ج۴، ص ۳۳۱)

اللہ اکبر! ان کے فضائل و مناقب کا کیا کہنا؟ ان کے مراتب و درجات کے حالات سے کتب احادیث کے صفحات مالا مال ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب حقانی تقریریں میں تحریر کر دیا ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ سیدۃ نساء العالمین (تمام جہان کی عورتوں کی سردار) اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ (اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار) ہیں۔ ان کے حق میں ارشاد نبوی ہے کہ فاطمہ میری بیٹی میرے بدن کی ایک بوٹی ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ج ۴، ص ۳۳۵، ۳۳۶ ومشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۶۱۳۸، ۶۱۳۹، ج ۲، ص ۴۳۵، ۴۳۶) (مشکوۃ ص ۵۶۸ مناقب اہل بیت وزرقانی جلد ۳ ص ۲۰۴)

۲ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ عنہم اور تین صاحبزادیوں زینب وام کلثوم ورقیہ رضی اللہ عنہن کی ولادت ہوئی۔ حضرت محسن ورقیہ رضی اللہ عنہما تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جن کے شکم مبارک سے آپ کے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب اول، ج ۲، ص ۴۶۰ والمواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ج ۴، ص ۳۴۰، ۳۴۱)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک پر بہت ہی جانکاہ صدمہ گزرا۔ چنانچہ وصال اقدس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ وصال نبوی کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور سب سے زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے کہ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب اول، ج ۲، ص ۴۶۱)

اہل بیت عذاب سے بری ہیں

طبرانی بسند صحیح (عہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ غیر معذبك ولا ولدك

بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

افادہ الهیثمی فی الصواعق حیث قال جاء بسند رواتہ ثقات انہ ﷺ قال لفاطمة فذكره۔

ہیثمی نے صواعق میں اس کا افادہ کیا جہاں انہوں نے کہا سند کے ساتھ مروی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تو پھر اس حدیث کا ذکر کیا۔

(المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۶۸۵، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت، ۱۱/ ۲۶۳)

حضرت فاطمہ کی وجہ تسمیہ:

ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"انما سمیت فاطمة لان اللہ فطمها وذریتها عن النار یوم القیمة "

فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔

(المواہب اللدنیہ، بحوالہ ابن عساکر، المقصد الثانی، الفصل الثانی، المکتب الاسلامی، بیروت، ۲/ ۶۴) (تنزیہ الشریعۃ بحوالہ ابن عساکر باب مناقب السبطین الخ الفصل الاول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱/ ۴۱۳)

اہل بیت آگ میں نہیں جا سکتے:

قرطبی آیہ کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضی کی تفسیر میں حضرت ترجمان القرآن رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ انہوں نے فرمایا:

رضا محمد ﷺ ان لا یدخل احد من اهل بیته النّار

یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی کر دینے کا وعدہ فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی دوزخ میں نہ جائے۔ (الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی) تحت آیۃ ولسوف یعطیک ربک، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰/ ۹۵)

نار دو قسم کی ہے، نارِ تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نارِ خلود کافر کے لئے ہے، اہل بیت کرام میں حضرت امیر المؤمنین مرتضیٰ وحضرت بتول زہرا وحضرت سیّد مجتبیٰ وحضرت شہید کربلا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیّدہم وعلیہم وبارک وسلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی نسل کریم تا قیام قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالیٰ مطلق دخول سے محفوظی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلماتِ اہل تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔

شرح المواهب للعلامة الزرقانی میں زیر حدیث مذکور: انما سمیت فاطمة هی فاما هی وابنا ها فالمنع مطلق واما من عداهم فالممنوع عنهم نار الخلود. واما ماروااه ابونعیم والخطیب ان علیا الرضا بن موسٰی الکاظم ابن جعفر الصادق سئل عن حدیث ان فاطمة احصنت فقال خاص بالحسن و الحسین وما نقله الاخبار یون عنه من توبیخه لاخیه زید حین خرج علی المامون وقوله اغرك قوله ﷺ ان فاطمة احصنت الحدیث ان هذا لمن خرج من بطنها لا لی ولا لك فهذا من باب التواضع وعدم الاغترار بالمناقب وان کثرت کما کان الصحابة المقطوع لهم بالجنة علی غایة من الخوف والمراقبة والا فلفظ ذریة لا یخص بمن خرج من بطنها فی لسان العرب ومن ذریته داؤد وسلیمٰن الأیة وبینهم وبینه قرون کثیرة فلا یرید ذٰلك مثل علی الرضا مع فصاحته ومعرفته لغة العرب علی ان التقلید بالطائع یبطل خصوصیة ذریتها ومحبیها الا ان یقال الله تعذیب الطائع فالخصوصیة ان لا یعذ به اکراما لها والله اعلم

بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ نام ہے لیکن فاطمہ اور ان کے بیٹے تو ان پر مطلقاً جہنم کی آگ ممنوع ہے لیکن ان کے ماسوا کے لئے جہنم کا خلود ممنوع ہے۔ آپ پر اور ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ اور لیکن جو ابونعیم اور خطیب نے روایت کیا ہے کہ علی رضا بن موسیٰ کاظم ابن جعفر الصادق سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ فاطمہ نے اپنے حرم گاہ کو محفوظ رکھا تو انہوں نے جواب میں فرمایا یہ حسن اور حسین کے لئے خاص ہے اور وہ جو مورخین نے ان سے یہ نقل کیا کہ انہوں نے اپنے بھائی زید کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا جب اس نے مامون پر خروج کیا اور کہا کیا تجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان نے غرور میں مبتلا کیا ہے کہ فاطمہ نے اپنی حرم گاہ کو محفوظ رکھا ہے۔ (الحدیث) اس پر انہوں نے فرمایا یہ میرے اور تیرے لئے خاص نہیں بلکہ جو آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوا ہے ان سب کے لئے ہے، تو یہ تواضع اور مناقب کثیرہ کے باوجود غرور نہ کرنے کے باب سے ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے جنت قطعی ہے اس کے باوجود وہ خوف و مراقبہ میں مبتلا تھے، ورنہ تو ذریت کا لفظ عربی زبان میں ایک پیٹ کی اولاد کے لئے خاص نہیں، جیسے آیہ کریمہ و من ذریته داؤد سلیمٰن ہے، حالانکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور داؤد و سلیمٰن علیہما السلام کے درمیان کئی قرون کا فاصلہ ہے، لہٰذا علی رضا اپنی فصاحت اور عربی لغت کی معرفت کے باوجود یہ خاص مراد نہیں لے سکتے، علاوہ ازیں نافرمان کی تقلید حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کی خصوصیت کو باطل کر دیتی ہے، مگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نافرمان کی تعذیب کا اختیار ہے لیکن حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے اکرام کے لئے اُسے اُسے عذاب نہیں دیتا، واللہ تعالیٰ اعلم اھ مختصراً۔ (شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی، الفصل الثانی، دار المعرفۃ، بیروت، ۳/ ۲۰۳)

ورأیتنی کتبت علی ها مش قوله الا ان یقال ما نصه. اقول ولا یجدی فان الوقوع ممنوع باجماع اهل السنة واما الامکان فثابت عند من یقول به الی خلاف ائمتنا الماتریدیة رضی

الله عنهم فانهم يحيلونه وقد تكلمت فى مسئلة على هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحرا لعلوم بما يكفى ويشفى فانى اجدنى فيها اركن واميل الى قول ساداتنا الاشعرية رحمهم الله تعالىٰ و رحمنا بهم جميعا والله اعلم بالصواب فى كل باب.

میں نے زرقانی کے قولا لا ان یقال پر حاشیہ لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے اقول (میں کہتا ہوں) ان کا یہ بیان مفید نہیں ہے عذاب کا وقوع تو باجماع اہلسنت ممنوع ہے، باقی رہا امکان تو یہ اس قائل کے ہاں ثابت ہے جو ہمارے ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے کیونکہ یہ ائمہ محال سمجھتے ہیں، میں نے اس مسئلہ پر کتاب مسلم الثبوت کی شرح بحر العلوم فواتح الرحموت پر حاشیہ میں کافی اور شافی بحث کی ہے میں نے وہاں اپنے کو سادات اشعریہ رحمہم اللہ کے قول کی طرف مائل پایا، اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

(واللہ تعالیٰ اعلم) (فتاویٰ رضویہ کتاب السیر جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 148)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان:

ماذا علىٰ من شم تربة احمد ان لايشم مدى الزمان غواليا
صبت على مصائب لو انها صبت على الايام صرن ليا لياً

(الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مترجم)، باب ۴۰، بعد از وصال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کیفیت، ص ۸۳۱)

ترجمہ: (۱) جس نے قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاک سونگھ لی اگر وہ زمانے بھر گراں قیمت عطروں اور خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کوئی نقصان کی بات نہیں (یعنی اسے وہی خوشبو کافی ہے اور کسی خوشبو کی اب اسے کوئی ضرورت نہیں)

(۲) مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پر ٹوٹتے تو وہ راتیں بن جاتے۔

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤلف: مولانا محمد اکرم رضوی صفحہ نمبر 263، ناشر مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

باب: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری ہیں انہیں حواری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے کپڑے سفید تھے

284-حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ اَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَاَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ قَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ اَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ

نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مروان بن حکم کا بیان ہے کہ سنۃ الرعاف میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شدت کی نکسیر پھوٹ پڑی حتیٰ کہ انہیں حج سے بھی روک دیا اور انہوں نے وصیت فرمائی ایک آدمی قریش کا ان کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: کسی کو اپنا جانشین ہی بنا دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا لوگوں نے یہ کہا ہے۔ وہ کہنے لگا: ہاں۔ دریافت فرمایا: یہ کس نے کہا ہے؟ تو اس پر وہ خاموش ہو گیا پھر کوئی دوسرا آدمی آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ حارث ہی تھا اس نے بھی یہ عرض کیا: آپ رضی اللہ عنہ کسی کو جانشین بنا دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا لوگوں نے یہ کہا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: ایسا کون ہے؟ تو یہ سن کر اس نے بھی خاموشی اختیار کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید ان لوگوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لئے کہا ہے۔ وہ کہنے لگا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جس قدر میں جانتا ہوں وہ ساروں سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3513)

تعارف راوی

: مروان بن حکم: سلمی ہے قرشی اموی ہے عبدالملک کا والد اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دادا ہے، ۲ھ یا خندق کے سال پیدا ہوا حضور انور نے اس کے باپ حکم کو مدینہ منورہ سے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا یہ ساتھ گیا اس لیے حضور انور کو دیکھ نہ سکا لہٰذا صحابی نہیں، خلافت عثمانیہ میں حکم کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت ملی تب یہ بھی ساتھ میں آیا، ۶۵ پینسٹھ میں دمشق میں فوت ہوا اس نے حضرت عثمان علی سے روایات لیں اور اس سے عروہ بن زبیر امام زین العابدین نے روایات لیں، مترجم کہتا ہے کہ جس جرم کی بنا پر حضور انور نے حکم کو مدینہ منورہ سے نکالا اس نے توبہ کر لی تب حضرت عثمان نے واپس بلا لیا پھر حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں بھی اسے مدینہ منورہ سے نہ نکالا لہٰذا نہ حضرت عثمان پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے نہ حضرت علی پر، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یہ بات خیال میں رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی بنام اجمال)

285-حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ أَخْبَرَنِي أَبِي سَمِعْتُ مَرْوَانَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيلَ ذَاكَ قَالَ نَعَمْ الزُّبَيْرُ قَالَ أَمَا وَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلَاثًا

مروان بن حکم کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا وہ عرض گزار ہوا: آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر فرما دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ کہا گیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں یہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوب سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! تم لوگوں کو اس

بات کا بخوبی علم ہے کہ وہ تم ساروں سے بہتر ہیں یہ تین بار فرمایا۔ (مسند الصحابة رقم الحدیث: 3513)

286۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور یقیناً میرے حواری حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مرجع السابق باب فضل الصدقة)

287۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوہ احزاب کے روز مجھے اور عمر بن ابی سلمہ کو عورتوں کے اندر رکھا گیا (کم عمری میں) میں نے جونہی دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر دو یا تین دفعہ بنو قریظہ کی جانب آ اور جا رہے ہیں جس وقت لوٹے تو میں نے دریافت کیا: اے ابا جان! میں آپ رضی اللہ عنہ کو بار بار جاتے ہوئے اور آئے دیکھا؟ فرمایا: اے میرے پیارے صاحبزادے! کیا تم نے مجھے دیکھا تھا۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: کون بنو قریظہ کے پاس جا کر ان کی سرگرمیوں کی خبر میرے پاس لے کر آئے گا چنانچہ میں وہاں پر گیا اس کے بعد جس وقت میں لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع فرمایا تو ارشاد فرمایا: تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 14398، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2416، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 123، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3764، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 175)

تعارف راوی

عبداللہ بن زبیر: آپ کی کنیت ابوبکر ہے اسدی قرشی ہیں، حضور انور نے آپ کو آپ کے نانا جناب صدیق اکبر کی کنیت ابوبکر عطا فرمائی اور انہیں کا نام عبداللہ رکھا، آپ اسلام میں مہاجرین میں پہلے بچے ہیں جو پیدا ہوئے، ایک ہجری میں ابوبکر صدیق نے کان میں اذان دی مقام قبا میں بی بی اسماء بنت صدیق اکبر کے شکم شریف سے پیدا ہوئے، آپ انہیں حضور کی خدمت میں لائیں حضور انور نے چھوہارے سے تحنیک کی آپ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضور کا لعاب پہنچا، پھر حضور نے آپ کو دعا برکت دی آپ کے سر اور چہرے پر کوئی بال نہ تھا، آپ بہت زیادہ نماز روزے کے عادی تھے آپ کے والد حضرت زبیر والدہ بنت صدیق

نانا خود صدیق دادی بی بی صفیہ حضور کی پھوپھی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں، آٹھ سال کی عمر میں حضور سے بیعت کی آپ کو حجاج بن یوسف نے مکہ معظمہ میں ۱۷ سترہ جمادی آخرہ ۷۳ھ تہتر منگل کے دن سولی دے کر ہلاک کیا ۶۴ چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی تھی، حجاز، یمن عراق خراسان وغیرہ کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت کر لی تھی بجز شام کے مسلمانوں نے آپ نے اپنی خلافت میں آٹھ حج لوگوں کو کرائے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

288- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ

ہشام بن عروہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ یرموک کے واقعہ کے روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ حملہ آور کیوں نہیں ہوتے؟ ہم بھی آپ کی معیت حملہ آور ہوں چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان پر حملہ آور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کندھے پر اہل روم نے دو کاری زخم لگائے ان کے مابین وہ زخم بھی تھا جو غزوہ بدر میں انہیں پہنچا تھا۔ عروہ نے فرمایا کہ میں زخموں میں اپنی انگلیاں ڈالے کھیلا کرتا تھا اور ان دنوں میں چھوٹی عمر کا تھا۔

(مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3516)

شرح

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی حضرت سیّدنا زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کا تعارف کچھ یوں ذکر فرماتے ہیں کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ اس لئے یہ رشتہ میں شہنشاہِ مدینہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ یہ بھی عشرۂ مُبَشَّرہ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔

(کرامات صحابہ، ص ۱۲۰)

حضرت سیّدنا ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (مُتَوَفّٰی ۳۱۷ھ) مُعْجَمُ الصَّحَابَۃ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ نے ایک بار ان سے ارشاد فرمایا: "اے میرے لختِ جگر! میرے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ ﷺ کے درمیان رحم اور قرابت کا رشتہ ہے رحم کا اسطرح کہ میرے نکاح میں تمہاری والدہ (سیدہ اَسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما) ہیں اور سرورِ دو عالم ﷺ کے نکاح میں تمہاری خالہ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں اور قرابت کے رشتے کو تو تم جانتے ہی ہو، یعنی میرے والد کی پھوپھی ام حبیبہ

بنت اسد سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی) نانی ہیں، میری والدہ ماجدہ (سیّدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا اور میری نانی ہالہ بنت اُھَیب چچازاد بہنیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا میری پھوپھی ہیں۔ (معجم الصحابہ، باب الزاء، الزبیر بن العوام، الحدیث: ۷۸۷، ج۲، ۴۲۶)

سیّدنا زُبیر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور خصوصاً عشرۂ مبشرہ کی سیرت کے ساتھ ساتھ ان کی صورت سے آشنا ہونا بھی فائدے سے خالی نہیں۔ چنانچہ، مروی ہے کہ حضرت سیّدنا زُبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کی آنکھیں نیلی، شانے قدرے جھکے ہوئے، بال خوب گھنے، رخسار اور رِیش مبارک ہلکی اور پتلی، رنگت گندمی (اور ایک روایت میں گوری) اور قامت اس قدر طویل تھی کہ جب سواری پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین پر لگ جاتے۔ (تاریخ الاسلام للامام الذھبی، ج۳ص۴۹۸)

بال مضبوط اور طویل تھے۔ چنانچہ، حضرت سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں مَیں اپنے والدِ گرامی حضرت سیّدنا زُبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ کے شانوں پر لٹکے ہوئے بال پکڑ کر کمر پر لٹک جایا کرتا۔
(عمدۃ القاری، کتاب الخمس، باب برکۃ الغازی فی مالہ۔۔۔الخ، ج۱۰ص۴۶۴)

اور آپ رضی اللہ عنہ کے بال آخر عمر تک بالکل سفید نہ ہوئے۔
(الطبقات الکبریٰ، الرقم: ۳۲ الزبیر بن العوام، ج۳ص۷۹) (بہارِ شریعت، ج۳ص۵۸۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔
(سورۃ النسائ آیت نمبر 65)

صحاح ستہ (صحیح بخاری و مسلم و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و نسائی و سنن ابن ماجہ) میں مذکور ہے کہ حرہ کے کسی پہاڑی نالے سے کھیتوں کو پانی دینے کے متعلق حضرت زبیر بن عوام کا کسی انصاری سے جھگڑا تھا دونوں خدمت گرامی میں حاضر ہوئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم دیا زبیر تم (پہلے) سینچ لو پھر اپنے ہمسایہ کی طرف پانی چھوڑ دو۔ انصاری اس فیصلہ سے ناراض ہو گیا اور اس نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس فیصلہ کی وجہ یہ ہے کہ زبیر آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے یہ سن کر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رنگ بدل گیا اور فرمایا زبیر! سینچنے کے بعد پانی کو اتنا روکے رکھو کہ پانی مینڈھوں تک پہنچ جائے۔ شروع میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسا مشورہ دیا تھا کہ حضرت زبیر اور انصاری دونوں کا کام ہو جائے اور بعد کو حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ): کو اپنا پورا حق وصول کرنے کا حکم دے دیا

(اگر چہ انصاری کا اس سے نقصان ہو گیا یعنی پہلا حکم استحبابی تھا اور دوسرا حکم استحقاقی) حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ): کا بیان ہے کہ انصاری نے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): کو ناراض کر دیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صراحت کے ساتھ میرا پورا حق ملنے کا حکم صادر فرما دیا تو خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ اسی معاملہ کے کسی سلسلہ میں آیت بالا کا نزول ہوا۔ طبرانی نے کبیر میں اور حمیدی نے مسند میں حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہ): کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر کا ایک شخص سے جھگڑا ہو گیا۔ دونوں معاملہ لے کر حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہنچے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے زبیر (رضی اللہ عنہ) کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ وہ شخص بولا زبیر (رضی اللہ عنہ): کو اس لئے ڈگری دی گئی کہ وہ ان کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بغوی نے لکھا ہے کہ ایک انصاری کا حضرت زبیر سے جھگڑا ہو گیا۔ انصاری کا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب (رضی اللہ عنہ) کی روایت سے لکھا ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت زبیر بن عوام اور حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق ہوا ایک پانی کے معاملہ میں دونوں کا باہم جھگڑا تھا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فیصلہ کیا تھا کہ پہلے بالائی زمین کو پانی دیا جائے پھر نشیبی حصہ کو۔

میں کہتا ہوں اس قصہ میں حاطب بن ابی بلتعہ کا نام لینا سراسر وہم ہے کیونکہ حاطب مہاجر تھے انصاری نہ تھے۔ بدر کے جہاد میں شریک تھے بلکہ یہ کوئی منافق تھا اوس یا خزرج سے نسبی اشتراک رکھنے کی وجہ سے اس کو انصاری کہہ دیا گیا۔

بغوی نے لکھا ہے فیصلہ کے بعد جب دونوں باہر آئے اور مقداد (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے گزرے اور حضرت مقداد (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کس کے حق میں فیصلہ ہوا تو انصاری نے منہ بگاڑ کر کہا ان کی پھوپھی کے بیٹے کے حق میں۔ حضرت مقداد (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک یہودی موجود تھا اس نے انصاری کی حرکت محسوس کر لی اور بولا ان کو خدا کی مار شہادت بھی دیتے ہیں کہ (محمد) اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں پھر جو فیصلہ وہ کر دیتے ہیں اس پر (جانب داری کی) تہمت بھی لگاتے ہیں خدا کی قسم حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی زندگی میں ہم سے ایک گناہ ہو گیا تھا اور موسیٰ (علیہ السلام) نے ہم کو توبہ کی طرف بلایا اور حکم دیا کہ خود آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر دو۔ ہم نے حکم کی تعمیل کی کہ مقتولوں کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ گئی آخر ہمارا رب ہم سے راضی ہو گیا۔ حضرت ثابت (رضی اللہ عنہ) بن شماس بن قیس نے فرمایا سنو اللہ میری سچائی کا گواہ ہے۔ خدا کی قسم اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے خودکشی کا حکم دے دیں تو میں ضرور حکم کی تعمیل کروں گا۔

بغوی نے لکھا ہے کہ مجاہد (رح) اور شعبی (رح) کے قول پر اس آیت کا نزول بشر منافق اور ایک یہودی کے حق میں ہوا تھا جو (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فیصلہ کرانے اور یہودی کو ڈگری ملنے کے بعد) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تھے۔ پورا قصہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ کلام کی رفتار کا تقاضا بھی یہی ہے (کہ ان ہی دونوں کے متعلق آیت کا نزول مانا جائے)

آیت میں اگر لا کو نافیہ قرار دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ واقعہ ایسا نہیں جیسا یہ جھوٹے مدعیان ایمان دعویٰ کرتے ہیں کہ اقرار ایمان کے بعد بھی آپ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتے۔ قسم ہے آپ کے رب کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ۔ الخ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فلا وربک میں لا زائد (تاکید قسم کے لئے) ہو (یعنی آپ کے رب کی قسم یہ امر یقینی ہے کہ یہ لوگ ایماندار نہیں ہو

سکتے تاوقتیکہ۔)

حتی یحکموك فیما شجر بینهم

تاوقتیکہ اپنے اندرونی اختلافات اور گڑبڑ کا (فیصلہ کن) حاکم آپ کو نہ قرار دیں۔ شجر سے مراد ہے اختلاف اور آپس کی گڑبڑ۔ درخت کو شجر اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی شاخیں باہم گتھی ہوئی اور گڑبڑ ہوتی ہیں۔

ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت

پھر اپنے دلوں میں آپ کے کئے ہوئے فیصلہ سے تنگی بھی محسوس نہ کریں۔ مجاہد نے کہا حرجا سے مراد ہے شک کیونکہ شک کرنے والا ہمیشہ اپنے معاملہ میں تنگی محسوس کرتا ہے۔

ویسلموا تسلیما اور آپ کے حکم کو بلا کراہت بخوشی نہ مان لیں۔

بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ

وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

باب: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس دن وصال فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے رضامند تھے۔

289- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا

ابو عثمان کا بیان ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑائی فرمائی تھی ان کے کچھ دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت حضرت طلحہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے ماسوا کوئی بھی نہ تھا جس طرح کہ ان دونوں بزرگوں نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:4، ص:389، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4435، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3723)

290- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ

قیس بن ابی حازم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ بھی دیکھا ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی تھی وہ شل ہو گیا تھا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج: 4، ص: 389، البحر الزخار: رقم الحدیث: 863، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 12878، مسند البزار: رقم الحدیث: 960، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3724)

شرح: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ:

آپ کا نام نامی بھی عشرہ مبشرہ کی فہرست گرامی میں ہے۔ مکہ مکرمہ کے اندر خاندان قریش میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ نے طلحہ نام رکھا، مگر دربار نبوت سے ان کو فیاض وجود وخیر کے معزز القاب عطا ہوئے۔ یہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سابقین اولین کے زمرہ میں ہیں۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ، الفصل الثانی فی اسمہ وکنیتہ، ج ۲، ص ۲۴۵)

ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلہ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ کیا مکہ میں احمد نبی پیدا ہو چکے ہیں؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا: کون احمد نبی؟ پادری نے کہا:

احمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔

چونکہ اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پادری کو نبی آخر الزماں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے، لیکن بصرہ سے مکہ معظمہ آنے کے بعد جب ان کو پتہ چلا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمادیا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الخامس فی مناقب ابی محمد طلحۃ بن عبید اللہ، الفصل الرابع فی اسلامہ، ج ۲، ص ۲۵۰)

کفار مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی باندھ باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگ بدر کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو سفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابو سفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ اُحد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور ان کے بدن پر تیر وتلوار اور نیزوں کے ۲۴ چھتر زخم لگے۔

(اسد الغابۃ، طلحۃ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج ۳، ص ۸۳، ۸۴ والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الطاء، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۱)

ان کے فضائل ومناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا: اَوْجَبَ طَلْحَۃُ (یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی) (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب العشرۃ رضی اللہ عنہم، الحدیث: ۶۱۲۱، ج ۲، ص ۴۳۳)

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: زمین پر چلتا پھرتا شہید طلحہ ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، تتمۃ العشرۃ رضی اللہ عنہم اجمعین طلحۃ بن عبید اللہ، الحدیث: ۳۶۵۹۲، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۸۶)

۲۰ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، طلحۃ بن عبید اللہ التیمی، ج ۲، ص ۳۲۰ ملتقطاً) (اکمال ص ۶۰۱ و عشرہ مبشرہ ص ۲۴۵)

کرامت: ایک قبر سے دوسری قبر میں:

شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر میں سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔

(اسد الغابۃ، طلحۃ بن عبید اللہ القرشی التیمی، ج ۳، ص ۸۷) (کتاب عشرہ مبشرہ، ص ۲۴۵)

تبصرہ:

غور فرمایئے کہ کچی قبر جو پانی میں ڈوبی رہتی تھی ایک مدت گزر جانے کے باوجود ایک ولی اور شہید کی لاش خراب نہیں ہوئی تو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس جسم کو قبر کی مٹی بھلا کس طرح خراب کر سکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

(یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ زمین ان کو کبھی کھا نہیں سکتی)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث: ۱۶۳۶، ج ۲، ص ۲۹۰)

اسی طرح اس روایت سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنے لوازم حیات کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، کیونکہ اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو قبر میں پانی بھر جانے سے ان کو کیا تکلیف ہوتی؟ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کرام خواب میں آ کر زندوں کو اپنے احوال و کیفیات سے مطلع کرتے رہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ خواب یا بیداری میں اپنی قبروں سے نکل کر زندوں سے ملاقات اور گفتگو کر سکتے ہیں۔ اب غور فرمایئے کہ جب شہیدوں کا یہ حال ہے اور ان کی جسمانی حیات کی یہ شان ہے تو پھر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام خاص کر حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی حیات اور ان کے تصرفات اور ان کے اختیار و اقتدار کا کیا عالم ہوگا۔

غور فرمایئے کہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یہ مضمون لکھ کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (نعوذ باللہ) کتنا بڑا جرم اور ظلم عظیم کیا ہے۔ اللہ اکبر! ان بے ادبوں اور گستاخوں نے اپنے نوک قلم سے محبین

رسول کے قلوب کو کس طرح مجروح و زخمی کیا ہے، اس کو بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

فَإِلَى اللهِ الْمُشْتَكٰى وَهُوَ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَام

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ

وَبَنُو زُهْرَةَ اَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

باب: حضرت سعد بن ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور بنو زہرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں اور یہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

291-حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد کو میرے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 1616، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3774، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2412، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 130، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 833)

292-حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاَنَا ثُلُثُ الْاِسْلَامِ

عامر بن سعد اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود کو دیکھا کہ میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ ہوں۔

(البحر الزخار: رقم الحدیث: 964، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 199، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3520)

293-حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ اَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنِّيْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ جو بھی مسلمان ہوا اسی روز ہوا جس روز میں مسلمان ہوا اس سے قبل کوئی بھی مسلمان نہ ہوا سات روز تک میں مسلمانوں کا تہائی تھا۔ (مرجع السابق)

294-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَكُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ اَوِ الشَّاةُ مَا لَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِيْ

وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ قَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي

قیس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں پہلا حرب ہوں جس نے رب تعالیٰ کے راستے میں پہلا تیر پھینکا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت رہ کر جہاد کرتے رہتے اور ہمارا طعام درختوں کے پتوں کے ماسوا کچھ بھی نہ تھا حتیٰ کہ ہم اونٹ یا بکری کی مانند پاخانہ کرتے جس کے اندر کچھ بھی ملاوٹ نہ ہوتی تھی پھر بھی بنوسعد میرے اسلام پر نکتہ چینی کرتے ہیں اگر اس طرح ہے تو میں نامراد ہو گیا۔ اور میرا عمل اکارت ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بنوسعد نے یہ شکایت کی تھی کہ وہ درست طریقے سے نماز نہیں پڑھتے۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6989 صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2966، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 131، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2371، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 732)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابواسحاق ہے اور خاندان قریش کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں جبکہ ابھی ان کی عمر سترہ برس کی تھی دامن اسلام میں آ گئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار پر تیر چلایا اور ہم لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہ کر اس حال میں جہاد کیا کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے ببول کے پتوں اور ببول کی پھلیوں کے کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶ ملتقطا و معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ سعد بن ابی وقاص...الخ، الحدیث: ۵۲۵، ج ۱، ص ۱۴۵) (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۵۶۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ

(اے اللہ! عزوجل ان کے تیر کے نشانہ کو درست فرمادے اور ان کی دعا کو مقبول فرما)

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، سعد بن ابی وقاص...الخ، الحدیث: ۳۳۶۶۰، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۹۲)

خلافت راشدہ کے زمانے میں بھی یہ فارس اور روم کے جہادوں میں سپہ سالار رہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا پھر اس عہدہ سے معزول کر دیا اور یہ برابر جہادوں میں کفار سے کبھی سپاہی بن کر اور کبھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار بن کر لڑتے رہے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین ہوئے تو انہوں نے دوبارہ انہیں کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب مقام عقیق میں اپنا ایک گھر بنا کر اس میں رہتے تھے اور ۵۵ھ میں جبکہ ان کی عمر شریف پچھتر برس کی تھی اسی مکان کے اندر وصال فرمایا۔ آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں میرا اون کا وہ پرانا جبہ ضرور پہنایا جائے جس کو پہن کر میں نے جنگ بدر میں کفار سے جہاد کیا تھا چنانچہ وہ جبہ آپ کے کفن میں شامل کیا گیا۔ لوگ فرط عقیدت سے آپ کے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر مقام عقیق سے مدینہ منورہ لائے اور حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے آپ

کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کی قبر منور بنائی۔

عشرہ مبشرہ یعنی جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابیوں میں سے یہی سب سے اخیر میں دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے بعد دنیا عشرہ مبشرہ کے ظاہری وجود سے خالی ہوگئی مگر زمانہ ان کی برکات سے ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے گا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص۵۹۶ واسد الغابۃ، سعد بن مالک القرشی، ج۲، ص۴۳۴، ۷۔۴۳ ملتقطا وملخصاً۔۔۔اکمال فی اسماء الرجال وتذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۲ وغیرہ)

آپ کی کرامتوں میں سے چند کرامات مندرجہ ذیل ہیں:

بدنصیب بوڑھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایات لے کر امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربارِ خلافت مدینہ منورہ میں پہنچے۔ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ان شکایات کی تحقیقات کے لیے چند معتمد صحابیوں رضی اللہ عنہم کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور یہ حکم فرمایا کہ کوفہ شہر کی ہر مسجد کے نمازیوں سے نماز کے بعد یہ پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیسے آدمی ہیں؟ چنانچہ تحقیقات کرنے والوں کی اس جماعت نے جن جن مسجدوں میں نمازیوں کو قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو تمام مسجدوں کے نمازیوں نے ان کے بارے میں کلمہ خیر کہا اور مدح وثناء کی مگر ایک مسجد میں فقط ایک آدمی جس کا نام ابوسعدہ تھا اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تین شکایات پیش کیں اور کہا:

لَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ

(یعنی یہ مال غنیمت برابری کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اور خود لشکروں کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل نہیں کرتے)

یہ سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فوراً ہی یہ دعا مانگی: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کی محتاجی کو دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے۔ عبدالملک بن عمیر تابعی کا بیان ہے کہ اس دعا کا میں نے یہ اثر دیکھا کہ ابوسعدہ اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں اور وہ در بدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی ہوئی جوان جوان لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا رہتا تھا اور جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا کہ میں کیا بتاؤں؟ میں ایک بڈھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء...الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ...الخ، ص۶۱۵)

دشمن صحابہ کا انجام

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ

بکنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو ورنہ میں تمہارے لئے بد دعا کردوں گا۔ اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بد دعا کی کوئی پرواہ نہیں۔ آپ کی بد دعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سن کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبی کے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے تو آج ہی اس کو اپنے قہر و غضب کی نشانی دکھا دے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس کو اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دینے لگے کہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن ہلاک ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسعد بن ابی وقاص...الخ، ج ۶ ص ۱۹۰)

گستاخ کی زبان کٹ گئی

جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلامی لشکروں کے سپہ سالار تھے لیکن آپ زخموں سے نڈھال تھے اس لئے میدان جنگ میں نکل کر جنگ نہیں کر سکے بلکہ سینے کے نیچے ایک تکیہ رکھ کر اور پیٹ کے بل لیٹ کر فوجوں کی کمان کرتے رہے۔ بڑی خونریز اور گھمسان کی جنگ کے بعد جب مسلمانوں کی فتح مبین ہو گئی تو ایک مسلمان سپاہی نے یہ گستاخی اور بے ادبی کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی شان میں ہجو اور بے ادبی کے اشعار لکھ ڈالے جو یہ ہیں:

نُقَاتِلُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللهُ نَصْرَهٗ ۔۔۔ وَسَعْدٌ بِبَابِ الْقَادِسِيَّةِ مُعْصَمٗ

(ہم لوگ جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد نازل فرما دیتا ہے اور حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا یہ حال ہے کہ وہ قادسیہ کے پھاٹک پر محفوظ ہو کر بیٹھے ہی رہتے ہیں)

فَأُبْنَا وَقَدْ اٰمَتْ نِسَاءٌ كَثِيْرَةٌ ۔۔۔ وَنِسْوَةُ سَعْدٍ لَيْسَ فِيْهِنَّ اَيِّمٗ

(ہم جب جنگ سے واپس آئے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکیں تھیں لیکن سعد کی کوئی بیوی بھی بیوہ نہیں ہوئی)

اس دل خراش ہجو سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قلب نازک پر بڑی زبردست چوٹ لگی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو میری ہجو کرنے سے روک دے۔ آپ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ یکایک کسی نے اس گستاخ سپاہی کو اس طرح تیر مارا کہ اس کی زبان کٹ کر گر پڑی اور اس کا ہاتھ بھی کٹ گیا اور وہ شخص ایک لفظ بھی نہ بول سکا اس کا دم نکل گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ، سنۃ اربع عشرۃ من الہجرۃ، غزوۃ القادسیۃ، ج ۵ ص ۱۱۳ ملتقطاً وثم دخلت سنۃ اربع وخمسین، ذکر توفی فیہا...الخ، ج ۵، ص ۵۷۲۔۵۷۳ ملتقطاً۔۔۔ ودلائل النبوۃ لابی نعیم، اجابۃ الدعوۃ، اللّٰھم کف لسانہ...الخ، ج ۲ ص ۱۲۱)

بَابُ ذِكْرِ اَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُو الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ

باب: نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا ذکران میں سے ابوالعاص بن الربیع بھی ہیں

295-حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ اَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَاَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ اَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ اَمَّا بَعْدُ اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي وَاِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَاِنِّي اَكْرَهُ اَنْ يَسُوءَهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مِسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ اِيَّاهُ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اس بات کو سن لیا اس پر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کیا: آپ ﷺ کی قوم کا یہ گمان ہے کہ آپ ﷺ اپنی صاحبزادیوں کے واسطے غصہ نہیں ہوا کرتے۔ اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے قیام فرما کر کلمہ شہادت کے بعد ارشاد فرمایا: میں نے ابوالعاص بن الربیع کے ساتھ (بیٹی کا) نکاح کیا اس نے مجھ سے بات کر کے سچ بیان کیا اور یقیناً فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں اس کے رنج وغم کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس کبھی بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی کو چھوڑ دیا۔ مسور نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے بنو عبد شمس سے اپنے داماد کا ذکر کیا تو اس سے نکاح کے رشتہ کی مدح سرائی فرمائی کہ اس نے آپ کے ساتھ نیکی کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے مجھ سے بات کی ہے تو سچ بیان کیا ہے اور مجھ سے وعدہ کیا ہے تو پورا کر دکھایا ہے۔ (مرجع السابق باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد)

شرح

ابوالعاص بن ربیع: آپ کا نام مقسم یا لقیط ہے حضور انور کے داماد ہیں، یعنی حضرت زینب بنت رسول اللہ کے خاوند غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے آئے تھے، مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئے، پھر چھوڑے گئے مکہ معظمہ جا کر پھر حضور انور کی خدمت میں مہاجر بن کر آئے حضور انور آپ سے اور آپ کی وفاداری صادق الوعد ہونے کی وجہ سے بہت خوش تھے، خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ

میں شہید ہوئے، بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

آپ کی بیٹی حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا بہت مشہور صحابیہ ہیں ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیار فرماتے تھے ان کا مختصر تعارف یہ ہے۔

امامہ بنت ابی العاص: آپ ابوالعاص بن ربیع کی بیٹی ہیں، آپ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد حضرت علی نے آپ سے نکاح کیا، حضرت فاطمہ زہرا نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ سے نکاح کرنا یہ نکاح زبیر بن عوام کے اہتمام سے ہوا رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ الْبَرَآءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے آزاد کردہ غلام ہو

296۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَطْعُنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اس پر بعض لوگوں نے انہیں امیر بنا لینے پر اعتراض کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اسے امیر مقرر کرنے پر معترض ہو تو اس سے قبل تم اس کے باپ کو بھی امیر مقرر کرنے پر معترض تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ امیر مقرر کرنے کا حق رکھتے تھے اور مجھے وہ ساروں سے بڑھ کر پیارے تھے اور ان کے بعد یہ مجھے سارے لوگوں سے بڑھ کر پیارے ہیں۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 5888، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7044، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2426، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8181، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3142)

297۔حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْجَبَهُ فَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک قیافہ شناس آیا اور نبی کریم ﷺ بھی جلوہ فگن تھے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دونوں لیٹے ہوئے تھے تو وہ کہنے لگا: یہ بعض قدم بعض کا جزو ہیں اس پر نبی کریم ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے یہ اچھا محسوس فرمایا اور آپ نے اس بات کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر کی۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 3490، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 4422، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2268، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2129، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1459)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

یہ حضور اقدس ﷺ کے غلام تھے لیکن آپ نے ان کو آزاد فرما کر اپنا متبنی بنالیا تھا اور اپنی باندی حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح فرما دیا تھا جن کے بطن سے ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ان کی ایک بڑی خاص خصوصیت یہ ہے کہ ان کے سوا قرآن مجید میں دوسرے کسی صحابی کا نام مذکور نہیں ہے۔ یہ بہت ہی بہادر مجاہد تھے۔ غلاموں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی اسلام قبول کیا۔ جنگ موتہ کی مشہور لڑائی میں جب آپ تمام اسلامی افواج کے سپہ سالار تھے ۸ھ میں کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الزای، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۵ ملتقطاً ۔۔۔ واسد الغابہ، ج ۲، ۲۲۴ تا ۲۲۷)

قبولِ اسلام کا مفصل واقعہ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا عشق رسول ﷺ: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں زید رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کو مکہ میں لاکر بیچا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ جب حضور ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تو انھوں نے زید رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ اولاد کی محبت فطری چیز ہے وہ زید رضی اللہ عنہ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے پھرا کرتے تھے، اکثر جو اشعار پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ میں زید کی جدائی میں رو رہا ہوں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے کہ اس کی امید رکھوں یا موت نے اسکا کام تمام کر دیا کہ اس سے مایوس ہو جاؤں، خدا عزوجل کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں کبھی بھی واپس آئے گا یا نہیں ساری دنیا میں میری

انتہائی غرض تیری واپسی ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو آتی ہے تو بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میری فکر کس قدر طویل ہوگئی میں اس کی تلاش اور کوشش میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہ اکتاؤں گا اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی میں گزاردوں گا۔ ہاں میری موت ہی آگئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کردینے والی ہے آدمی خواہ کتنی ہی امیدیں لگائے مگر میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل واولاد کو وصیت کرجاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض وہ یہ اشعار پڑھتے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا اور انھوں نے زید کو پہچانا۔ باپ کا حال سنایا، شعر سنائے انکی یاد و فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ تین شعر کہہ بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں یہاں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جاکر زید کی خیر و خبر ان کے باپ کو سنائی اور وہ اشعار سنائے جو زید نے کہے تھے اور پتا بتایا۔ زید کے باپ اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ مکرمہ پہنچے، تحقیق کی، پتا چلایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: اے ہاشم کی اولاد! اپنی قوم کے سردار! تم لوگ حرم کے رہنے والے ہو اور اللہ عزوجل کے گھر کے پڑوسی، تم خود قیدیوں کو رہا کراتے ہو، بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو۔ ہم اپنے بیٹے کی طلب میں تمھارے پاس پہنچے ہیں ہم پر احسان فرماؤ اور کرم کرو۔ فدیہ قبول کرو اور اس کو رہا کردو بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زیادہ لے لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بس اتنی سی بات ہے! عرض کیا حضور! بس یہی عرض ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسکو بلاؤ اور اس سے پوچھ لو اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ ہی کے وہ تمہاری نذر ہے اور اگر نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرسکتا جو خود نہ جانا چاہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استحقاق سے بھی زیادہ احسان فرمایا یہ بات خوشی سے منظور ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بلائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ان کو پہچانتے ہو عرض کیا جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور یہ میرے چچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ میرے پاس رہنا چاہو تو میرے پاس رہو، انکے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی ہیں۔

ان دونوں باپ چچا نے کہا کہ زید! غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو؟ باپ چچا اور سب گھر والوں کے مقابلہ میں غلام رہنے کو پسند کرتے ہو؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے ان میں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے) ایسی بات دیکھی ہے جس کے مقابلے میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ جواب سنا تو ان کو گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنالیا۔ زید رضی اللہ عنہ کے باپ اور چچا بھی یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خوشی سے ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، زید بن حارثۃ، ج ۲، ص ۴۹۵)

حضرت زید اس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں بھی سارے گھر کو، عزیز واقارب کو غلامی پر قربان کر دینا جس عظیم وجلیل محبت کا پتا دیتا ہے وہ ظاہر ہے۔ (صحابہ کا عشق رسول صفحہ نمبر 91 از مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی)

ساتویں آسمان کا فرشتہ زمین پر

آپ کی ایک کرامت بہت زیادہ مشہور اور مستند ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے سفر کے لیے طائف میں ایک خچر کرایہ پر لیا، خچر والا ڈاکو تھا، وہ آپ کو سوار کر کے لے چلا اور ایک ویران وسنسان جگہ پر لے جا کر آپ کو خچر سے اتار دیا اور ایک خنجر لے کر آپ کی طرف حملہ کے ارادہ سے بڑھا آپ نے یہ دیکھا کہ وہاں ہر طرف لاشوں کے ڈھانچے بکھرے پڑے ہوئے ہیں، آپ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو ٹھہر! مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ اس بدنصیب نے کہا کہ اچھا تو نماز پڑھ لے، تجھ سے پہلے بھی بہت سے مقتولوں نے نمازیں پڑھیں تھیں مگر ان کی نمازوں نے ان کی جان نہ بچائی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو وہ مجھے قتل کرنے کے لیے میرے قریب آ گیا تو میں نے دعا مانگی اور یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا۔ غیب سے یہ آواز آئی کہ اے شخص! تو ان کو قتل مت کر۔ یہ آواز سن کر وہ ڈاکو ڈر گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا جب کوئی نظر نہیں آیا تو وہ پھر میرے قتل کے لیے آگے بڑھا تو میں نے پھر بلند آواز سے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا اور غیبی آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ جب میں نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کے ہاتھ میں نیزہ ہے اور نیزے کی نوک پر آگ کا ایک شعلہ ہے۔ اس شخص نے آتے ہی ڈاکو کے سینے میں اس زور سے نیزہ مارا کہ نیزہ اس کے سینے کو چھیدتا ہوا اس کی پشت کے پار نکل گیا اور ڈاکو زمین پر گر کر مر گیا۔

پھر وہ سوار مجھ سے کہنے لگا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں ساتویں آسمان پر تھا اور جب دوسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں آسمان دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ تم نے یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہا تو میں تمہارے پاس امداد ونصرت کے لئے حاضر ہو گیا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف الزای، زید بن حارثۃ الکلبی، ج ۲ ص ۱۱۷) (استیعاب، ج ۱ ص ۵۴۸)

تبصرہ:

اس سے سبق ملتا ہے کہ خداوند قدوس کے اسماء حسنیٰ اور مؤمنین کی دعاؤں سے بڑی بڑی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور ایسی ایسی امداد اور آسمانی نصرتوں کا ظہور ہوا کرتا ہے جن کو خداوند کریم کے فضل عظیم کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا مگر افسوس کہ آج کل کے مسلمان مصیبتوں کے ہجوم میں بھی مادی وسائل کی تلاش میں بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اور لیڈروں، حاکموں اور دولت مندوں کے مکانوں کا چکر لگاتے رہتے ہیں مگر اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن اور اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کے دربار عظمت میں گڑگڑا کر اپنی دعاؤں کی عرضی نہیں پیش کرتے اور خلاق عالم جل جلالہ سے امداد ونصرت کی بھیک نہیں مانگتے حالانکہ ایمان یہ ہے کہ بغیر فضل ربانی کے کوئی انسانی طاقت کسی کی بھی کوئی امداد ونصرت نہیں کر سکتی۔ افسوس! سچ کہا ہے کسی حقیقت شناس نے۔

اس طرف اٹھتے نہیں ہاتھ جہاں سب کچھ ہے   پاؤں چلتے ہیں ادھر کو کہ جہاں کچھ بھی نہیں

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ
باب: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر

298- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَصَاحَ بِيْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَحْتَمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُّهُ فِيْ كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُّكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو مخزومی عورت کے معاملہ نے سخت پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش پر جری صرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت تھی جس نے چوری کر لی تو لوگ کہنے لگے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کون کرے گا؟ چنانچہ کوئی بھی اس کی سفارش پر جری نہ ہوا پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کی سفارش کی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت بنی اسرائیل میں کوئی عزت والا شخص چوری کرتا تو وہ اسے ترک کر دیتے اور جس وقت کوئی ضعیف طبقہ کا شخص چوری کرتا تو وہ اس کے ہاتھ کو کاٹ دیتے ارشاد فرمایا: اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالتا۔ (مرجع السابق باب شهادت القاذف والسارق والزانی)

شرح: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ:

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام متبنی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ ان کی ماں کی کنیت ام ایمن اور نام برکہ تھا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لقب محبوب رسول ہے۔ وفات اقدس کے وقت ان کی عمر صرف بیس سال کی تھی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اس لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا جو رومیوں سے جنگ کے لئے جا رہا تھا اور جس لشکر میں تمام بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اقدس کی وجہ سے یہ لشکر واپس آ گیا مگر پھر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اس لشکر کو بھیجا جو فتح یاب ہو کر آیا۔ چونکہ یہ محبوب رسول تھے اسی لئے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا بے حد اکرام و احترام فرماتے تھے۔ جب آپ نے اپنے دور خلافت میں مجاہدین کی تنخواہیں مقرر فرمائیں تو ان کی تنخواہ ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائی اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تنخواہ صرف تین ہزار درہم مقرر فرمائی۔ صاحبزادے نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے حضرت اسامہ کی تنخواہ مجھ سے زیادہ کیوں مقرر

فرمائی جبکہ وہ کسی جہاد میں بھی مجھ سے آگے نہیں رہے؟ اس کے جواب میں امیر المؤمنین نے فرمایا: اس لئے کہ اُسامہ کے باپ زید تمہارے باپ عمر سے زیادہ رسول خدا عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے اور اسامہ تم سے زیادہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الہمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص۵۸۵ کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث:۳۶۷۸۹، ج۷، الجزء ۱۳، ص۱۱۸ واسد الغابۃ، اسامۃ بن زید، ج۱ ص۱۰۴)

بے ادبی کرنے والے کافر ہو گئے

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع میں طواف زیارت کو اس لئے کچھ مؤخر کر دیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کسی حاجت کی وجہ سے کہیں چلے گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد حضرت اسامہ واپس آئے لوگوں نے دیکھا کہ چپٹی ناک اور کالے رنگ کا ایک لڑکا ہے تو یمن کے کچھ لوگوں نے حقارت کے انداز میں یہ کہا کہ کیا اسی چپٹی ناک والے کالے لڑکے کی وجہ سے آج ہم لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طواف زیارت سے روک رکھا تھا؟ اس طرح ان یمن والوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بے ادبی کرنے ہی کا وبال تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یمن کے یہ بے ادبی کرنے والے لوگ کافر و مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فوجوں نے ان لوگوں سے جہاد کیا تو کچھ ان میں سے توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، الحدیث:۳۶۷۹۵، ج۷، الجزء ۱۳، ص۱۱۹)

بَاب باب:

299-حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُونُ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ انْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِي قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ قَالَ فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک روز ایک آدمی کو مسجد کے اندر دیکھا کہ اس نے اپنے کپڑے کو ایک کونے میں پھیلایا ہوا تھا فرمایا: اس کو دیکھو کون ہے؟ کاش یہ میرے پاس ہوتا۔ ایک آدمی کہنے لگا: اے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ! کیا آپ رضی اللہ عنہ اسے پہچانتے نہیں۔ یہ تو محمد بن اسامہ ہیں۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے سر کو نیچے کر لیا اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین کو کریدنے لگ گئے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ملاحظہ فرما لیتے تو ان پر کرم فرماتے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:1466، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:190)

300- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ

بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُولُ اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلًى لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ وَكَانَ أَيْمَنُ بْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أُسَامَةَ لِأُمِّهِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ.
حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ أَعِدْ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَأَى هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحَبَّهُ فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ قَالَ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو بیان فرماتے تھے کہ آپ ﷺ انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑے رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں یوں کہا کرتے: اے اللہ عزوجل! ان دونوں سے محبت فرما کیونکہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔

اسامہ بن زید کے آزاد کردہ غلام کا بیان ہے کہ الحجاج بن ایمن بن ام ایمن اور ایمن بن ام ایمن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی تھے اور وہ انصاری مرد تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ انہوں نے اپنا رکوع و سجود پورا نہ کیا تو ارشاد فرمایا: نماز دہراؤ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حرملہ نے حدیث بیان فرمائی جس وقت یہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت تھے اس دوران الحجاج بن ایمن داخل ہوئے اور وہ نماز میں رکوع اور سجود کو پورے طریقہ سے ادا نہیں کر رہے تھے اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نماز کو دوبارہ پڑھو۔ جس وقت وہ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت فرمایا: یہ کون تھے۔ میں نے کہا: یہ الحجاج بن ایمن تھے جو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو ان سے ضرور بالضرور محبت فرماتے اس کے بعد انہوں نے آپ کی محبت کا تذکرہ فرمایا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ذریت سے محبت کا ذکر فرمایا۔ ابوعبداللہ نے یہ اضافہ کیا ہے یا میرے بعض اصحاب نے سلیمان کے طریق سے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دایہ تھیں۔

(معجم الاوسط: رقم الحدیث: 5208' الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز 4' ص 414' البحر الزخار: 2248' الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 288' سنن الکبریٰ رقم الحدیث: 8183)

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب ہمارے پیارے رسول ﷺ حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں آپ ﷺ کی خاطر داری و خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں یہی آپ ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے پہناتی تھیں کپڑے دھوتی تھیں جب آپ ﷺ بڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا جن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حضرت بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کافی دنوں تک مدینہ میں زندہ رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی اپنی خلافتوں کے دوران حضرت بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت و ملاقات کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (الاستیعاب، کتاب کنی النساء، باب الالف، رقم ۳۵۵۷، ام ایمن خادمۃ الرسول ﷺ، ج ۴، ص ۴۷۸)

تبصرہ:

ماں بہنو! غور کرو کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنی جلالت شان کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک بڑھیا عورت کی زیارت کے لئے ان کے گھر جایا کرتے تھے ایسا کیوں؟ اور کس لئے تھا؟ صرف اس لئے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور ﷺ سے یہ تعلق تھا کہ انہوں نے بچپن میں آپ ﷺ کی خاطر داری اور خدمت گزاری کا شرف پایا تھا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس عمل سے ثابت یہ ہوا کہ جن جن ہستیوں کو بلکہ جن جن چیزوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق رہا ہو ان سے محبت و عقیدت اور ان کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب و احترام یہ ایمان کا نشان اور ہر مسلمان کی ایمانی شان ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین) (جنتی زیور صفحہ نمبر 514)

فضائل حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا

مسلم کی روایت میں ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَنَاوَلَتْهُ إِنَاءً فِيهِ شَرَابٌ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَصَادَفَتْهُ صَائِمًا أَوْ لَمْ يُرِدْهُ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَتَذَمَّرُ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابوکریب محمد بن علاء ابواسامہ سلیمان بن مغیرہ ثابت حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) حضرت اُمِ ایمن کی طرف تشریف لے گئے تو میں بھی آپ (ﷺ) کے ساتھ چل پڑا حضرت ام ایمن ایک برتن میں شربت لے کر آئیں حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ (ﷺ) روزہ کی حالت میں تھے یا آپ (ﷺ) نے ویسے ہی اسے واپس لوٹا دیا تو حضرت ام ایمن آپ (ﷺ) پر چلانے

لگیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر غصہ ہونے لگیں۔

امام مسلم روایت نقل کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيكِ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا

ترجمہ: زہیر بن حرب، عمرو بن عاصم، کلابی سلیمان بن مغیرہ ثابت حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن کی طرف چلو تاکہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح کہ رسول اللہ ان کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے تو جب ہم حضرت ام ایمن کی طرف پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں دونوں حضرات نے حضرت ام ایمن سے فرمایا آپ کیوں روتی ہیں جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول اللہ کے لئے بہتر ہے حضرت ام ایمن کہنے لگیں کہ میں اس وجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول کے لئے بہتر ہے بلکہ میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہوگئی حضرت ام ایمن کے یہ کہنے سے ان دونوں حضرات کو بھی رونا آگیا اور پھر یہ دونوں حضرات بھی حضرت ام ایمن کی ساتھ رونے لگ گئے۔ (جنتی زیور صفحہ نمبر 513)

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہی صحابہ نے اپنے باغات سے چند کھجور کے درخت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے متعین کردیتے تھے (تاکہ ان درختوں کے پھل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں بھیجے جائیں) حتیٰ کہ بنوقریظہ اور بنونضیر کے قبائل فتح ہوگئے (تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کے ہدیوں کو واپس کردیا) تو میرے گھر والوں نے کہا جاؤ ہم نے جو کھجوریں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دی تھیں وہ سب یا ان کا کچھ حصہ تم بھی جا کر لے آؤ' ادھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کھجوریں حضرت ام ایمن (رضی اللہ عنہ) کو دے چکے تھے' اسی اثناء میں وہ بھی آگئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے' اب یہ کھجوریں تمہیں نہیں ملیں گی' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کھجوریں مجھے دے چکے ہیں' تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا تم ان کھجوروں کے بدلہ میں مجھ سے اتنی چیزیں لے لو (اور ان کی کھجوریں ان کو واپس کردو) انہوں نے کہا نہیں! اللہ کی قسم! ہرگز نہیں! حتیٰ کہ آپ نے ان کو تقریباً دس گنا کھجوریں عطا کرنے کے لیے فرمایا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٤١٢٠، صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٧٧١، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ١٥٥٧، تفسیر تبیان القرآن جلد 1)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب: حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے مناقب

301۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَاى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ رَّاى رُؤْيَا اَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا اَعْزَبَ وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِي لَنْ تُرَاعَ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں جب کوئی آدمی خواب دیکھا کرتا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتا اس پر میں نے بھی خواہش کی کہ میں بھی کوئی ایسا خواب دیکھوں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں اس وقت میں نوجوان لڑکا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں مسجد کے اندر سویا کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے خواب یہ دیکھا کہ دو ملائکہ مجھے پکڑے دوزخ کی طرف لے کر گئے میں نے یہ دیکھا کہ وہ کنویں کی مانند پیچ در پیچ تھی۔ اور کنویں کی مانند اس کے دو کنارے تھے اور اس دوزخ کے اندر کافی لوگ تھے جنہیں میں جانتا تھا تو میں یہ کہنے لگ گیا کہ میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے بعد فرشتوں سے ایک اور فرشتہ ملا اس نے مجھے فرمایا: تمہیں تو جہنم سے ڈرایا نہیں جائے گا چنانچہ میں نے اس خواب کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے روبرو بیان کیا۔ انہوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عبداللہ اچھا شخص ہے! کاش وہ رات کو نماز تہجد پڑھتا ہوتا۔ سالم نے کہا ہے کہ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے۔

(مرجع السابق باب نوم الرجال فی المسجد)

302۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اُخْتِهٖ حَفْصَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: عبداللہ رضی اللہ عنہ صالح مرد ہے۔

(مرجع السابق باب فضل قیام اللیل)

تعارف راوی

حفصہ بنت عمر: آپ ام المومنین ہیں، حضرت عمر کی صاحبزادی، آپ کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ حضور انور سے پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں، ان کے ساتھ ہجرت کی، غزوہ بدر کے بعد خنیس فوت ہو گئے، حضرت عمر نے جناب ابوبکر صدیق سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کرلو حضرت عثمان سے بھی یہ ہی کہا اس کے بعد حضور انور نے پیغام دیا چنانچہ ۳ ہجری میں حضور کے نکاح میں آئیں، ایک بار حضور انور نے انہیں ایک طلاق دے دی تھی مگر پھر رجوع فرمالیا کیونکہ وحی الٰہی آئی کہ حفصہ آپ کی زوجہ ہیں، جنت میں بھی وہ بہت نمازی قائم اللیل ہیں۔ آپ سے جماعت صحابہ اور تابعین نے روایات لیں، شعبان ۴۵ پینتالیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں قبر انور ہے، مترجم نے زیارت کی ہے رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الحاء، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَّحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

باب: حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما کے مناقب

303- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيسًا صَالِحًا فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقُلْتُ إِنِّيْ دَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ قَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ أَفِيكُمِ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُاللهِ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى) فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى) وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ وَاللهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيْهِ إِلٰى فِيَّ

علقمہ کا بیان ہے کہ میں جس وقت شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگی: اے اللہ عزوجل! مجھے کوئی صالح ساتھی عطا فرمادے۔ اس کے بعد میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور آکر میرے پاس بیٹھ گئے میں نے دریافت کیا: یہ کون بزرگ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض گزار ہوا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے کوئی صالح ساتھی عطا فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے پوچھا: تمہارا علاقہ کدھر ہے؟ میں عرض گزار ہوا: کوفہ۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس ابن ام عبد صاحب النعلین صاحب وساوہ ومطہرہ نہیں ہیں۔ کیا وہ تمہارے پاس نہیں ہیں۔ جن کو رب تعالیٰ اپنے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مقدسہ سے شیطان سے پناہ دے چکا ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جا سکتا کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے بہت سارے بھیدوں کے حامل ہیں۔ جن کو ان کے ماسوا کوئی بھی نہیں جانتا پھر انہوں نے پوچھا: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آیت ''واللیل اذا یغشی'' کی تلاوت کیسے کرتے ہیں میں نے ان کو پڑھ کر سنایا: واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی. تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی مقدس زبان سے مجھے بھی یونہی یاد کروایا تھا۔ (مرجع السابق باب صفۃ ابلیس وجنودہ)

تعارف راوی

علقمہ بن وقاص: آپ لیثی ہیں، حضور انور کی حیات شریف میں پیدا ہوئے، غزوہ خندق میں شریک ہوئے، عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں وفات پائی، مدینہ منورہ میں قبر شریف ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

304- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ اِلَى اَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْ مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ اَوِ السِّرَارِ قَالَ بَلٰى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقْرَأُ (وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى) قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ مَا زَالَ بِيْ هٰؤُلَاءِ حَتّٰى كَادُوْا يَسْتَنْزِلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ شام کو تشریف لے کر گئے اور مسجد کے اندر جا کر یہ دعا مانگی: اے اللہ عزوجل! مجھے صالح ساتھی عطا فرما۔ چنانچہ انہیں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی صحبت میسر ہوئی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے عرض کیا: کوفہ سے۔ تو انہوں نے فرمایا: تمہارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز دان نہیں ہیں ان رازوں کو ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں عرض گزار ہوا: ہاں ضرور ہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا تم میں وہ بزرگ نہیں ہیں جن کو رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مقدسہ سے شیطان سے اپنی پناہ عطا فرمادی تھی۔ یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ۔ میں عرض گزار ہوا: ہاں۔ وہ بھی جلوہ فگن ہیں پھر انہوں نے پوچھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت ''واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی'' کی قرأت کس طرح فرماتے تھے۔ میں عرض گزار ہوا والذکر والانثی انہوں نے فرمایا: یہ اہل شام ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جیسا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا اس سے مجھے ہٹا دیں۔ (مرجع السابق)

شرح

حضرت عمار اور ان کے والدین رضی اللہ عنہم: حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ماں باپ کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ مکہ کی سخت گرم اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف گزر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے، آخر ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا اور ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے بھی سخت تکالیف اٹھائیں ابوجہل نے ان کی ناف کے نیچے برچھا مارا جس سے وہ شہید ہوگئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں ضعیف تھیں مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا خیال نہیں کیا۔

اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سایہ دار مکان بنانا چاہیے جس میں تشریف رکھا کریں اور دوپہر کو آرام فرمالیا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ لیا کریں، تو قبا میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اول پتھر جمع کئے اور پھر مسجد بنائی۔ لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے ایک مرتبہ وجد میں آکر کہنے لگے اب جا کر دوستوں سے ملیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے ملیں گے اتنے میں پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا اس نے دودھ سامنے کیا اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تو دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پئے گا اس کے بعد شہید ہو گئے، اس وقت چورانوے برس کی عمر تھی بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے۔ (ماخوذ من اسد الغابۃ، ج ۴، ص ۱۴۱)

ان کی والدہ حضرت سمیہ بنت خُبَّاط رضی اللہ عنہا مظلومانہ شہادت کے علاوہ اور بھی سختیاں جھیل چکی ہیں ان کو گرمی کے وقت سخت دھوپ میں کنکریوں پر ڈالا جاتا، لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تاکہ دھوپ کی گرمی سے لوہا تپنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوتا تو صبر کی تلقین اور جنت کا وعدہ فرماتے یہاں تک کہ سب سے بڑے دشمن اسلام ابوجہل کے ہاتھوں انکی شہادت ہوئی۔

رضی اللہ عنہا وارضاها عنا. (اسد الغابۃ، ج ۷، ص ۱۶۷)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ آگ کے کوئلوں پر: اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پہلے چوب اور کوڑوں کی مار سے کفار نے نڈھال کر دیا۔ پھر آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر یہ استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گزرے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارا، عمار رضی اللہ عنہ کی یہ مصیبت دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل صدموں سے چور چور ہو گیا اور فرمایا:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

یعنی اے آگ! تو عمار پر اس طرح ٹھنڈک اور سلامتی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے زخموں پر اپنا دست شفقت پھیرتے ہوئے فرماتے کہ عمار طیب و مطیب یعنی عمار پاکیزہ اور خوشبودار ہے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، عمار بن یاسر، ج ۳، ص ۱۸۸)

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے مناقب

305۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنًا وَّاِنَّ اَمِیْنَنَا اَیَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً ہر امت کا ایک امین ہوا کرتا ہے اور اے امت! ہمارے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 13563، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3098، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2419، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز 4، ص 392، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 1910)

306۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ یَعْنِیْ عَلَیْكُمْ یَعْنِیْ اَمِیْنًا حَقَّ اَمِیْنٍ فَاَشْرَفَ اَصْحَابُهٗ فَبَعَثَ اَبَا عُبَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران والوں سے ارشاد فرمایا: میں ضرور تمہارے پاس بھیجوں گا یعنی تم پر ایک امین کو۔ چنانچہ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے انتظار میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 135، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2420، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3779، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز ۱، ص 341، البحر الزخار رقم الحدیث: 2540)

شرح

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ حواریوں میں سے ایک ہیں:

حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ قریش میں بارہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواری ہیں جن کے نام نامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت حمزہ (۶) حضرت جعفر (۷) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح (۸) حضرت عثمان بن مظعون (۹) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (۱۰) حضرت سعد بن ابی وقاص (۱۱) حضرت طلحہ بن عبیداللہ (۱۲) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم۔ کہ ان مخلص جاں نثاروں نے ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و حمایت کا بے مثال ریکارڈ قائم کر دیا۔ (تفسیر معالم التنزیل للبغوی، ج ۱، ص ۲۳۶، پ ۳، آل عمران: ۵۲)

امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں حضور نبی پاک

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔آپ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو اہل بحرین سے جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین والوں سے جزیہ کے بدلے صلح فرمائی تھی اور حضرت سیّدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ان کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔جب حضرت سیّدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بحرین سے (جزیہ کا) مال لے کر واپس لوٹے تو انصار نے آپ کی آمد کی خبر سنی تو سب نے صبح کی نماز حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو سارے سامنے آ گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) کی آمد کی خبر سن لی ہے کہ وہ کچھ مال لائے ہیں۔انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشخبری سنا دو اور اُس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گا، پس اللہ عزوجل کی قسم! مجھے تم پر فقر (غربت) کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی قوموں پر پھیلائی گئی تھی پس تم بھی اس دنیا کی خاطر پہلے لوگوں کی طرح باہم مقابلہ کرو گے، اور یہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو غافل کر دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا.....الخ، الحدیث: ۶۴۲۵،ص ۵۴۰)

حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کو حضرت سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے لئے 400 دینار دے کر بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، وہ غلام دینار لے کر گیا اور حضرت سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیئے، آپ نے کچھ غور کیا پھر ان سب کو تقسیم کر دیا، تو وہ غلام حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا اور دیکھا کہ انہوں نے ایسی ہی عطا حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے بھی تیار کر رکھی ہے، پھر آپ نے وہ عطا اس غلام کو دے کر حضرت سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بھی بھیجی اور اسے ان کے ہاں بھی ٹھہرنے کا حکم دیا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا کیا ہوتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ دینار تقسیم کر دیئے، جب آپ کی زوجہ محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولیں: خدا کی قسم! ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی عطا فرمایئے۔آپ کے خرقہ میں دو دینار بچے تھے آپ نے وہ انہیں دے دیئے، پھر وہ غلام حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آیا اور قصہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۶، ج ۲۰، ص ۳۳، بتغیر)

بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَانَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

باب: حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے مناقب

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا

307- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى عَنِ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرِ منبر سماعت کیا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ لوگوں کی جانب دیکھتے اور دوسری دفعہ ان کی جانب دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی بناء پر مسلمانوں کے دو گروہوں کے مابین صلح کروائے گا۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4662، مسند البزار: رقم الحدیث: 3655، مسند احمد: رقم الحدیث: 20392، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3773، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 2590)

308- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا أَوْ كَمَا قَالَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑے یہ دعا مانگ رہے تھے: اے اللہ عزوجل! میں دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ یا جیسے بھی ارشاد فرمایا۔

(مرجع السابق بعد باب ذکر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ)

309- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا تو اسے وہ لکڑی سے کریدنے لگ گیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے حسن کے بارے میں کسی بات کو کہا۔

اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والے تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بالوں میں سیاہی مائل خضاب لگا ہوا تھا۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2016، مسند احمد: رقم الحدیث: 13251، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 215)

310- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے شانہ اقدس پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا گو تھے: اے اللہ عزوجل! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6962، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2422، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 8582، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3783، معجم الاوسط: رقم الحدیث: 1993)

311- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ بِاَبِي شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

عقبہ بن حارث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا اور وہ یوں فرما رہے تھے کہ ان کے اوپر میرے باپ فدا ہوں یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت رکھتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کی تو مشابہت ہی نہیں رکھتے اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنسے جا رہے تھے۔ (مرجع السابق باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تعارف راوی

عقبہ بن حارث: آپ قرشی ہیں، فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہلِ مکہ میں ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

312- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَّصَدَقَةُ قَالَا اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَهْلِ بَيْتِهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں ڈھونڈو۔ (مرجع السابق باب مناقب قرابة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ)

313- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ وَّقَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي اَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کوئی آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2016، شعب الایمان: رقم الحدیث: 11022، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 215)

314- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِي يَعْقُوْبَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهُ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنَ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ محرم اگر مکھی کو مار دے تو کیا حکم ہے۔ انہوں نے فرمایا: اہل عراق مکھی کو مارنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے صاحبزادے کو شہید کر دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وہ دونوں میرے دنیا کے خوشبودار پھول ہیں۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 5568، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6969، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3770، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 3935)

شرح

سیّدین جلیلین شہیدین عظیمین حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

حضرت امام ابومحمد حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ آپ ائمہ اثناعشر میں امام دوم ہیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد لقب تقی وسیّد عرف سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سبط اکبر ہے۔ آپ کو رَیحَانَۃُ الرَّسُول اور آخر الخلفاء بالنص بھی کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ 15 رمضان مبارک 3ھ کی شب میں مدینہ طیبہ کے مقام پر ہوئی۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا اور ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بال جدا کیے گئے اور حکم دیا گیا کہ بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کی جائے آپ خامس اہل کساء ہیں۔

(تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹۔۔۔ وروضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۶)

بخاری کی روایت میں ہے قبلۂ حُسن و جمال سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے کسی کو وہ مشابہتِ صوری حاصل نہ تھی جو سیّدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی۔ آپ سے پہلے حسن کسی کا نام نہ رکھا گیا تھا یہ جنتی نام پہلے آپ ہی کو عطا ہوا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۔۔۔ الحدیث: ۳۷۵۲، ج ۲، ص ۵۴۷۔۔۔ وتاریخ الخلفائ، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کا مژدہ پہنچایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، فرمایا کہ اسماء میرے فرزند کو لاؤ، اسماء نے ایک کپڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: تم نے اس فرزند ارجمند کا کیا نام رکھا ہے، عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری کیا مجال کہ بے اذن واجازت نام رکھنے پر سبقت کرتا لیکن اب جو دریافت فرمایا جاتا ہے تو جو کچھ خیال میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ حرب نام رکھا جائے، آیندہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مختار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن رکھا۔

(روضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱، ص ۳۹۶۔۳۹۷۔۔۔ وسیر اعلام النبلائ، ومن صغار الصحابۃ، ۲۶۹۔ الحسن بن علی... الخ، ج ۴، ص ۳۷۹۔۔۔ والمسند للامام احمد بن حنبل، ومن مسند علی بن ابی طالب، الحدیث: ۹۵۳، ج ۱، ص ۲۵۰ ماخوذا)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظار فرمایا، یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں

نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آپ کی بارگاہ میں وہ قرب حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو درگاہِ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں تھا۔ مناسب ہے کہ اس فرزند سعادت مند کا نام فرزندِ حضرتِ ہارون کے نام پر رکھا جائے۔ حضور ﷺ نے ان کا نام دریافت فرمایا۔ عرض کیا: شبر ارشاد ہوا کہ اے جبریل! لغت عرب میں اس کے کیا معنی ہیں، عرض کیا حسن اور آپ کا نام حسن رکھا گیا۔ (روضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ج ۱ ص ۳۹۷۔۳۹۸)

بخاری و مسلم نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں: میں نے نورِ مجسم سیّد عالم ﷺ کی زیارت کی، شہزادہ بلند اقبال حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے دوش اقدس پر تھے اور حضور فرما رہے تھے: یارب! عزوجل میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو تُو بھی محبوب رکھ۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۔۔۔۔الحدیث: ۳۷۴۹، ج ۲، ص ۵۴۷)

امام بخاری نے حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور ایک مرتبہ اس فرزند جمیل کی طرف، میں نے سنا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۔۔۔۔الحدیث: ۳۷۴۶، ج ۲، ص ۵۴۶)

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پرنور سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن، حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۔۔۔۔الحدیث: ۳۷۵۳، ج ۲، ص ۵۴۷)

ترمذی کی حدیث میں ہے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی... الخ، ۔۔۔۔الحدیث: ۳۷۹۳، ج ۵، ص ۴۲۶)

ابن سعد نے عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ کے اہل بیت میں حضور ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ اور حضور کو سب سے پیارے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دیکھا حضور ﷺ تو سجدے میں ہوتے اور یہ والاشان صاحبزادے آپ ﷺ کی گردنِ مبارک یا پشتِ اقدس پر بیٹھ جاتے تو جب تک یہ اتر نہ جاتے آپ

تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔ حضور ﷺ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور ایک مرتبہ اس فرزند جمیل کی طرف، میں نے سنا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۔۔۔۔الحدیث: ۳۷۴۶، ج ۲، ص ۵۴۶)

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پرنور سیّد عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسن، حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، ۔۔۔۔الحدیث: ۳۷۵۳، ج ۲، ص ۵۴۷)

ترمذی کی حدیث میں ہے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے

سردار ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی...الخ،۔۔۔الحدیث: ۳۷۹۳، ج۵،ص ۴۲۶)

ابن سعد نے عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ اور حضور کو سب سے پیارے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دیکھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو سجدے میں ہوتے اور یہ والا شان صاحبزادے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گردنِ مبارک یا پشتِ اقدس پر بیٹھ جاتے تو جب تک یہ اتر نہ جاتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک نہ اٹھاتے اور میں نے دیکھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکوع میں ہوتے تو ان کیلئے اپنے قدمین طاہرین کو اتنا کشادہ فرمادیتے کہ یہ نکل جاتے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت کثیر ہیں۔ آپ علم و وقار، حشمت و جاہ، جود و کرم، زہد و طاعت میں بہت بلند پایہ ہیں، ایک ایک آدمی کو ایک ایک لاکھ کا عطیہ مرحمت فرمادیتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص۱۵۰)

حاکم نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج پا پیادہ کئے ہیں اور کوتل سواریاں آپ کے ہمراہ ہوتی تھیں مگر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی تواضع اور اخلاص و ادب کا اقتضاء کہ آپ حج کیلئے پیادہ سفر فرماتے، آپ کا کلام بہت شیریں تھا، اہل مجلس نہیں چاہتے تھے کہ آپ گفتگو ختم فرمائیں۔

(المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب حج الحسن...الخ، الحدیث: ۴۸۴۱، ج۴، ص۱۶۰۔۔۔ تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۵۰ ماخوذاً)

ابن سعد نے علی بن زید بن جدعان سے روایت کی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوبار اپنا کل مال راہِ خدا عزوجل میں دے ڈالا اور تین مرتبہ نصف مال دیا اور ایسی صحیح تنصیف کی کہ نعلین شریف اور جرابوں میں سے ایک ایک دیتے تھے اور ایک ایک رکھ لیتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص۱۵۱)

آپ کے حلم کا یہ حال تھا کہ ابن عساکر نے روایت کیا کہ آپ کی وفات کے بعد مروان بہت رویا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج تو رو رہا ہے اور ان کی حیات میں ان کے ساتھ کس کس طرح کی بدسلوکیاں کیا کرتا تھا۔ تو وہ پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا: میں اس سے زیادہ حلیم کے ساتھ ایسا کرتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء، باب الحسن بن علی بن ابی طالب، ص۱۵۱)

اللہ رے حلم! مروان کو بھی اعتراف ہے کہ آپ کی بردباری پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔

شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بوقتِ جانکنی بہت بے صبری و بے قراری ظاہر ہوئی تو حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھائی جان! آپ رضی اللہ عنہ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت حمزہ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہم سے بہت جلد ملاقات کرنے والے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے میرے بھائی! میں اِس وقت اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے امر میں داخل ہو رہا ہوں کہ میں کبھی اس میں داخل نہیں ہوا تھا، اور میں اِس وقت اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے مثل کو کبھی میں نے دیکھا نہیں تھا۔ یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلے اور ۵ ربیع

الاول ۴۹ھ کو آپ نے وفات پائی۔ (تاریخ الخلفاء، ریحانۃ الرسول حسن بن علی رضی اللہ عنہ، ص ۱۵۲۔ ۱۵۳) (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۳۱)

شہادت حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ

کربلا میں اپنی شہادت سے تھوڑی دیر پہلے اپنے اصحاب علیہم الرضوان کے مجمع میں ایک خطبہ پڑھا جس میں حمد وصلوۃ کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا کہ:

"قدنزل من الامرِ مَاترون وانّ الدنيا قد تغيرت وتنكرت وادبر معروفها وانشمرت حتى لم يبق منها الا كصبابة الاناء ألاحسبى من عيش كالمرعى الوبيل الا ترون الحق لايعمل به والباطل لايتناهى عنه ليرغب المؤمن فى لقاء الله تعالىٰ وانى لاارى الموت الاسعادة والحياة مع الظالمين الاجرما۔

یقینا مجھ پر وہ معاملہ اُتر پڑا ہے جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو، بلاشبہ دنیا بدل گئی اور اجنبی ہوگئی۔ دنیا کی شرعی باتوں نے پیٹھ پھیرلی۔ اور دنیا کپڑے سمیٹ کر بھاگ نکلی اور دنیا نہیں باقی رہ گئی مگر اتنی ہی جیسے کہ برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی، بس میری زندگی کا ساز وسامان مضر چراگاہ جیسا رہ گیا ہے کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے باز نہیں آرہے ہیں لہٰذا اب ہر مومن کو خدا عزوجل سے ملاقات کی رغبت ہونی چاہیے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہوں۔

اس خطبہ کے بعد فوراً ہی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے کلمۃ الحق کا اعلان کرتے ہوئے ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں جامِ شہادت نوش فرمالیا۔

احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت و مابعدہ، الباب الرابع فی وفاۃ رسول اللہ...الخ، ج ۵، ص ۲۲۹۔ اسد الغابۃ، الحسین بن علی، ج ۲، ص ۲۸۔۔۔۔احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۸۔۔۔آئینہ عبرت صفحہ نمبر 24)

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَّوْلَى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ

باب: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہاری جوتیوں کی آواز کو اپنے سامنے جنت میں سماعت کیا

315۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ ہمارے سردار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے سردار کو آزاد فرمایا یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:415، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:58)

316-حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِيْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ

قیس کا بیان ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو مجھے روک کر رکھئے اور اگر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اللہ تعالیٰ کے واسطے خریدا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ مجھے چھوڑ دیجئے تا کہ میں اللہ تعالیٰ کا کام کرسکوں۔

(معجم الکبیر: رقم الحدیث: 1010 'احکام الشرعیۃ الکبریٰ' جز 4' ص 415 'الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 58' جامع الاحادیث رقم الحدیث: 7711' مسند الصحابۃ 3755)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

آپ بہت ہی مشہور صحابی ہیں۔ آپ کے والد کا نام رباح ہے۔ یہ حبشہ کے رہنے والے تھے اور مکہ مکرمہ میں ایک کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اسی حال میں مسلمان ہوگئے۔ امیہ بن خلف نے ان کو بہت ستایا اور ان پر بڑے بڑے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے مگر یہ پہاڑ کی طرح اسلام پر ڈٹے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کثیر رقم اور ایک غلام دے کر ان کو امیہ بن خلف سے خرید لیا اور اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاجوئی کے لیے ان کو آزاد کردیا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار (بلال) کو آزاد کیا۔

خدا کی شان کہ جنگ بدر میں امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی نے چند انصاریوں کی مدد سے قتل کیا۔ تمام اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ جہاد فرماتے رہے اور مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مؤذن بھی رہے۔ وصالِ نبوی کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ کو خالی دیکھنا ان کے لیے ناقابل برداشت ہوگیا۔ فراقِ رسول میں ہر وقت روتے رہتے۔ اس لئے مدینہ منورہ کو خیر باد کہہ دیا اور ملک شام میں سکونت اختیار کرلی۔ پھر ۲۰ھ میں ۶۳ برس کی عمر پا کر شہر دمشق میں وصال فرمایا اور باب الصغیر میں مدفون ہوئے اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کا وصال شہر حلب میں ہوا اور باب الاربعین میں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۷ واسد الغابۃ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۳۰۵۔ ۳۰۹ ملتقطاً (اکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۰۷)

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار

ایک مرتبہ خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیار بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا: اے بلال! یہ کیا انداز ہے کہ تم ہمارے پاس کبھی نہیں آتے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اس قدر بے قرار ہوگئے کہ فوراً ہی اونٹ پر سوار ہوکر عازمِ سفر ہوگئے۔ جب مدینہ منورہ میں روضۂ انور کے پاس پہنچے تو شدتِ غم سے غش کھا کر گر پڑے اور زمین پر لوٹنے لگے جب کچھ سکون ہوا تو حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما نے اذان کی فرمائش کی۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلوں کی فرمائش پر انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ آپ نے مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اذان دی اور زمانہ نبوت کی بلالی

اذان جب اہل مدینہ کے کان میں پڑی تو ایک کہرام مچ گیا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں جوش بے قراری میں گھروں سے باہر نکلیں اور ہر چھوٹا بڑا دور نبوت کی یاد سے بے قرار ہو کر زار زار رونے لگا۔ چند دنوں مدینہ منورہ میں رہ کر پھر آپ ملک شام چلے گئے۔ (اسد الغابۃ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، ج ا،ص ۳۰۷)(اسد الغابہ، ج ا،ص ۲۰۶ تا ۲۰۹)

بَاب ذِكْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر

317۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهٗ وَالْحِكْمَةُ الْإِصَابَةُ فِيْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سینہ اقدس سے لپٹایا اور یوں دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! اسے حکمت کا علم عطا فرما دے۔ عبدالوارث نے حدیث بیان کی اور کہا: اے اللہ عزوجل! اسے کتاب کا علم عطا فرما دے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبرٰی: جز: ۱، ص: 285، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1013، سنن الکبرٰی للنسائی: رقم الحدیث: 8179، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10588، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 162)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لیے حکمت اور فقہ وتفسیر کے علوم کے حاصل ہونے کے لیے دعا مانگی۔ ان کا علم بہت ہی وسیع تھا اسی لئے کچھ لوگ ان کو بحر (دریا) کہتے تھے اور حبر الامۃ (امت کا بہت بڑا عالم) یہ تو آپ کا بہت ہی مشہور لقب ہے۔ یہ بہت ہی خوبصورت اور گورے رنگ کے نہایت ہی حسین وجمیل شخص تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو کم عمری کے باوجود امور خلافت کے اہم ترین مشوروں میں شریک کرتے رہے۔

لیث بن ابی سلیم کا بیان ہے کہ میں نے طاؤس محدث سے کہا کہ تم اس نوعمر شخص (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) کی درس گاہ سے چمٹے ہوئے ہو اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی درس گاہوں میں نہیں جارہے ہو۔

طاؤس محدث نے فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جب ان کے مابین کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا تو وہ سب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل کرتے تھے اس لئے مجھے ان کے علم کی وسعت پر اعتماد ہے اس لئے میں ان کی درس گاہ چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ رہتا۔ آپ اس قدر زیادہ روتے کہ آپ کے دونوں رخساروں پر آنسوؤں کی دھار بہنے کا نشان پڑ گیا تھا۔ ۶۸ھ میں بمقام طائف اے برس کی عمر میں وصال ہوا۔

(اسد الغابۃ، عبداللہ بن عباس، ج ۳،ص ۲۹۵۔۲۹۹ ملتقطاً)(اکمال، ص ۶۰۴ واسد الغابہ، ج ۳،ص ۱۹۲)

ان کی کرامتوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

کفن میں پرند

میمون بن مہران تابعی محدث کا بیان ہے کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جنازہ میں حاضر تھا جب لوگ نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہوئے تو بالکل ہی اچانک نہایت تیزی کے ساتھ ایک سفید پرندآیا اوران کے کفن کے اندر داخل ہوگیا۔ نماز کے بعد ہم لوگوں نے ٹٹول ٹٹول کر بہت تلاش کیا مگر اس پرند کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا اور کیا ہوا؟

(المستطرف فی کل فن مستظرف، الباب الحادی والثمانون فی ذکر الموت... الخ، ج ۲، ص ۴۷۶) (مستطرف، ج ۲، ص ۲۸۱)

غیبی آواز

جب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دفن کر چکے اور قبر پرمٹی برابر کی جا چکی تو تمام حاضرین نے ایک غیبی آواز سنی کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ تلاوت کر رہا ہے

يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ (پ ۳۰، الفجر: ۲۷-۲۸)

اے اطمینان پانے والی جان! تو اپنے رب کے دربار میں اس طرح حاضر ہو جا کہ تو خدا سے خوش ہے اور خدا تجھ سے خوش ہے۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، عبداللہ بن عباس، الحدیث: ۳۷۱۸۶، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۹۷ والمستطرف فی کل فن مستظرف، الباب الحادی والثمانون فی ذکر الموت... الخ، ج ۲، ص ۴۷۶ ۔۔۔ مستطرف، ج ۲، ص ۲۸۱ و کنز العمال، ج ۱۶ و حاشیہ کنز العمال، ص ۷۳)

حضرت جبریل علیہ السلام کا دیدار

یہ بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک کرامت ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، فصل فی الصحابۃ، ص ۶۰۴)

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مناقب

318۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید اور حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر لوگوں کو دی اس سے پہلے کہ ان کے پاس ان کی خبر آتی۔ تو ارشاد فرمایا: زید نے جھنڈا لیا پھر انہیں شہید کر دیا گیا

اس کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو پکڑا تو انہیں بھی شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا تو انہیں بھی شہید کر دیا گیا اور اس وقت آپ ﷺ کی دونوں چشمان مقدسہ سے آنسو جاری تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈے کو لے لیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف فتح نصیب فرمادی۔

(مرجع السابق باب الرجل ینعی الی اھل لمیت بنفسہ)

شرح

سراقہ بن مالک مدلجی فرماتے ہیں جب جنگ بدر اور جنگ احد میں مسلمان غالب آئے اور آس پاس کے لوگوں میں اسلام کی بخوبی اشاعت ہوگئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور (ﷺ) کا ارادہ ہے کہ خالد بن ولید کو ایک لشکر دے کر میری قوم بنو مدلج کی گوشمالی کے لئے روانہ فرمائیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں آپ کو احسان یاد دلاتا ہوں لوگوں نے مجھ سے کہا خاموش رہ لیکن حضور (ﷺ) نے فرمایا اسے کہنے دو، کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری قوم کی طرف لشکر بھیجنے والے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے صلح کر لیں اس بات پر کہ اگر قریش اسلام لائیں تو یہ بھی مسلمان ہو جائیں گے اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان پر بھی آپ چڑھائی نہ کریں، حضور (ﷺ) نے حضرت خالد بن ولید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا ان کے ساتھ جاؤ اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی قوم سے صلح کر آؤ پس اس بات پر صلح ہوگئی کہ وہ دشمنان دین کی کسی قسم کی مدد نہ کریں اور اگر قریش اسلام لائیں تو یہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ (تفسیر ابن کثیر للحافظ عماد الدین ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 552)

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول (ﷺ) نے ایک لشکر بھیجا جس کا امیر حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو بنایا اس لشکر میں حضرت عمار بن یاسر (رح) بھی تھے یہ لشکر جس قوم کی طرف جانا چاہتا تھا چلا رات کے وقت اس کی بستی کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کیا ان لوگوں کو اپنے جاسوسوں سے پتہ چل گیا اور چھپ چھپ کر سب راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف ایک شخص رہ گیا اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کا سب اسباب جلا دیا یہ شخص رات کے اندھیرے میں خالد (رضی اللہ عنہ) کے لشکر میں آیا اور حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) سے ملا اور ان سے کہا کہ اے ابوالیقظان میں اسلام قبول کر چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میری ساری قوم تمہارا آنا سن کر بھاگ گئی ہے صرف میں باقی رہ گیا ہوں تو کیا کل میرا یہ اسلام مجھے نفع دے گا؟ اگر نفع نہ دے تو میں بھی بھاگ جاؤں حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا یقیناً یہ اسلام تمہیں نفع دے گا تم نہ بھاگو بلکہ ٹھہرے رہو صبح کے وقت جب حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کشی کی تو سوائے اس شخص کے وہاں کسی کو نہ پایا اسے اس کے مال سمیت گرفتار کر لیا گیا جب حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) کو معلوم ہوا تو آپ حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور کہا اسے چھوڑ دیجئے یہ اسلام لا چکا ہے اور میری پناہ میں ہے حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا تم کون ہو جو کسی کو پناہ دے سکو؟ اس پر دونوں بزرگوں میں کچھ تیز کلامی ہوگئی اور قصہ بڑھا یہاں تک کہ رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ نے حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) کی پناہ کو جائز قرار دیا اور فرمایا آئندہ امیر کی طرف سے پناہ نہ دینا پھر دونوں میں کچھ تیز کلامی ہونے لگی اس پر حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) نے

حضور سے کہا اس ناک کٹے غلام کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ نہیں کہتے؟ دیکھئے تو یہ مجھے برا بھلا کہہ رہا ہے؟ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا خالد (رضی اللہ عنہ) عمار (رضی اللہ عنہ) کو برا نہ کہو۔ عمار (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دینے والے کو اللہ گالیاں دے گا، عمار (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی کرنے والے سے اللہ دشمنی رکھے گا، عمار (رضی اللہ عنہ) پر جو لعنت بھیجے گا اس پر اللہ کی لعنت نازل ہو گی اب تو حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) کو لینے کے دینے پڑھ گئے حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) غصہ میں چلا رہے تھے آپ دوڑ کر ان کے پاس گئے دامن تھام لیا معذرت کی اور اپنی تقصیر معاف کرائی تب تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک کہ حضرت عمار (رضی اللہ عنہ) راضی نہ ہو گئے۔ (تفسیر ابن کثیر للحافظ عماد الدین ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 552)

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَّوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب: حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ کے مناقب

319- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُاللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَّآ اَزَالُ اُحِبُّهٗ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَاَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَّوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَا اَدْرِيْ بَدَاَ بِاُبَيٍّ اَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

مسروق کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا: میں تو ان سے اس وقت سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: قرآن مجید چار آدمیوں سے پڑھا کرو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے انہی کا نام لیا۔ اور حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے۔ مسروق نے فرمایا کہ اب مجھے یہ یاد نہ رہا کہ پہلے حضرت ابی بن مالک رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا یا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 423، شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث: 5581، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4506، مسند احمد: رقم الحدیث: 6543، مسند احمد: رقم الحدیث: 18)

شرح

روایت ہے حضرت سالم ابن عبداللہ ابن عمر سے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کیا ہم دشمن کے مقابل کھڑے ہوئے اور انکے سامنے صفیں بنائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کھڑے ہوئے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کیئے پھر یہ لوگ اس جماعت کی جگہ سے چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی وہ ادھر آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھا دی اور دو سجدے کر لیئے پھر آپ نے سلام پھیر دیا پھر ان میں سے ہر ایک کھڑا ہوا اور اپنی ایک رکعت پڑھ لی اور دو سجدے کر لیئے حضرت نافع نے یونہی روایت کی یہ زیادہ کیا کہ اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو غازی پیدل

اپنے قدموں پر کھڑے کھڑے یا سوار نماز پڑھ لیں قبلے کو منہ ہو یا نہ ہو نافع کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابن عمر نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روایت کی۔

نجد کے لغوی معنی ہیں اونچی جگہ، لیکن اصطلاح میں عرب کے ایک صوبہ کا نام ہے، شیخ نے فرمایا کہ یہاں نجد، عراق اور حجاز مراد ہے نہ کہ نجد یمن۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر صحابہ کے دو حصے کر دیئے ایک کو اپنے پیچھے کھڑا کیا ایک کو دشمن کے مقابل نہ کسی کو علیحدہ نماز پڑھنے کی اجازت دی نہ دوسری جماعت کرنے کی، نہ دوسرے امام کی اقتدا میں تاکہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کا فیض پالیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جماعت ایسی اہم چیز ہے جو ایسے نازک موقع پر بھی نہ چھوڑی گئی۔ افسوس ان لوگوں پر جو بلا عذر نماز با جماعت چھوڑ دیں۔ دوسرے یہ کہ نفل والے کے پیچھے فرض نماز جائز نہیں، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو دوبار نماز پڑھا دیتے اول جماعت کو فرض کی نیت سے اور دوسری کو نفل کی نیت سے۔ تیسرے یہ کہ جماعت واجب ہے محض سنت نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی جماعت نے پہلی رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور دشمن کے مقابل ہو گئے اور دوسرے گروہ نے دوسری رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور دشمن کے مقابل کھڑے ہو گئے اب پہلی جماعت نے اپنی دوسری رکعت بطریق لاحق پوری کر لی پھر دوسری جماعت نے بطریق مسبوق رکعت اول پوری کی، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

اسی ترتیب سے جو ابھی فقیر نے عرض کی۔ پہلے جماعت اول نے رکعت اپنی قضا کی پھر جماعت دوم نے جیسا کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں یہ طریقہ قرآن کریم کی اس آیت کے بہت موافق ہے جو صلوٰۃ خوف کے بارے میں آئی۔

یعنی سخت خوف کے موقعہ پر جب اس طرح نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو غازی نماز قضا نہ کریں بھاگتے دوڑتے، پیدل یا سوار جیسے ہو سکے پڑھ لیں مگر پڑھیں وقت میں۔ خیال رہے کہ غزوہ خندق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ نمازیں قضاء فرما دینا اس خوف کی بنا پر نہ تھا کیونکہ وہاں اس وقت دشمن موجود ہی نہ تھا وقت تنگ تھا، کھدائی زیادہ تھی، نمازوں کا وقت کھدائی میں صرف ہوا، لہٰذا واقعہ خندق نہ منسوخ ہے نہ اس کے مخالف کیونکہ جنگ میں غازیوں کو صرف اپنی جانوں کا خطرہ ہوتا ہے اور جنگ خندق میں سارا مدینہ خطرے میں تھا۔

کیونکہ صحابی کا وہ قول جو عقل سے وراء ہو حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے بھی ہو رہی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا".

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مناقب

320۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا

مُتَفَحِّشًا وَّقَالَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا وَّقَالَ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلَى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مقدسہ پر کوئی براکلمہ نہ آتا تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات کے لئے یہ ممکن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ آدمی ہے جس کے عادات و اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید چار اشخاص سے سیکھو: عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ مولیٰ سالم، ابی ابن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔ (مرجع السابق)

321- حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ مُّغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ دَخَلْتُ الشَّاْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا فَرَاَيْتُ شَيْخًا مُّقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ اسْتَجَابَ اللّٰهُ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الَّذِيْ اُجِيْرَ مِنَ الشَّيْطَانِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ كَيْفَ قَرَاَ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ (وَاللَّيْلِ) فَقَرَاْتُ (وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى) وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ اَقْرَاَنِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاهُ اِلٰى فِيَّ فَمَا زَالَ هٰؤُلَاۤءِ حَتّٰى كَادُوْا يَرُدُّوْنَنِيْ

علقمہ کا بیان ہے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور یہ دعا کی: اے اللہ عزوجل! مجھے صالح ساتھی کی صحبت عطا فرما دے پس میں نے دیکھا کہ ایک شخص تشریف لا رہے ہیں جس وقت وہ میرے قریب آ گئے تو میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے میری دعا قبول ہو چکی ہے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کدھر کے ہیں؟ پس عرض گزار ہوا: کوفہ کے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے پاس صاحب نعلین صاحب وسادہ و مطہرہ نہیں ہیں۔ کیا تمہارے پاس وہ صحابی نہیں ہیں جن کو شیطان سے پناہ مل چکی ہے کیا تمہارے سربستہ رازوں کے جاننے والے نہیں ہیں کہ جن کو ان کے ماسوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ ابن ام عبد آیت واللیل کی قرأت کیسے کرتے ہیں۔ میں عرض گزار ہوا: واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی مقدس زبان سے یونہی سکھایا تھا مگر اس وقت شام والے مجھے اس طرح قرأت کرنے سے ہٹانا چاہ رہے ہیں۔

(مرجع السابق باب صفۃ ابلیس و جنودہ)

322- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَاَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَّجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَاْخُذَ عَنْهُ فَقَالَ مَا اَعْرِفُ اَحَدًا اَقْرَبَ سَمْتًا وَّهَدْيًا وَّدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ

عبدالرحمٰن بن یزید کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی سیرت اور آپ ﷺ کے طریقہ کے قریب قریب تھا حتیٰ کہ ہم اس سے کچھ لیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ام عبد کے بیٹے کے ماسوا کسی دوسرے کو نہیں جانتا جو آپ کی سیرت، آپ کی ہدایت اور آپ کے طریقہ سے زیادہ قریب ہو۔

(معجم الکبیر: رقم الحدیث: 8487، مسند احمد: رقم الحدیث: 22260، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 9)

تعارف راوی

عبدالرحمٰن بن یزید: آپ یزید بن خطاب کے بیٹے ہیں یعنی عمر فاروق کے بھتیجے عدوی قرشی ہیں، آپ کو آپ کے دادا ابولبابہ حضور کی خدمت میں لائے حضور نے آپ کی تحنیک کی (گڑتی دی) اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا برکت کی جب آپ چھ سالہ تھے تو حضور انور کی وفات ہوگئی، حضرت عمر سے روایات لیں عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں وفات ہوئی عبدالرحمٰن بن عمر سے پہلے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

323- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكُثْنَا حِينًا مَا نُرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو ہم نے کچھ مدت قیام کیا (مدینہ منورہ میں) ہم تو یہی جانتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ہم ان کا اور ان کی والدہ محترمہ کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا جانا ملاحظہ کرتے تھے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 464)

شرح

حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو ہر جُمعرات کے دِن وَعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی: اے ابوعبدالرحمن! میری خواہش ہے کہ آپ روزانہ وَعظ ونصیحت فرمایا کریں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِرشاد فرمایا کہ مجھے ایسا کرنے سے جو چیز باز رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ میں تمہیں مَلال واکتاہٹ میں مبتلا کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور میں نصیحت کرنے میں تمہاری اس طرح حِفاظت و رِعایَت کرتا ہوں جس طرح نبیٔ کریم مَلال واکتاہٹ کے خدشے کے پیشِ نظر ہماری حِفاظَت کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب العلم، باب من جعل لاھل العلم ایاما معلومۃ، ۱/ ۴۲، حدیث ۷۰)

عبدالرحمٰن بن زید نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ایک محرم سے ملے جس کے جسم پر کپڑے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا: یہ کپڑے اتار دو۔ اس آدمی نے عرض کی: کیا تم اس کی تصدیق کے لئے مجھ پر کتاب اللہ کی کوئی آیت پڑھو گے؟ فرمایا: ہاں

وما اتتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا (تفسیر قرطبی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 5132)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا شمار مہاجرین کے اس طبقہ میں ہوتا ہے جنہوں نے ہجرت کرنے میں پہل کی۔ اوران بزرگوں میں بھی شامل ہیں جو عبادت گزار مشہور ہیں۔ قرآن پاک پڑھنے، پڑھانے والے، خداداد صلاح وخیر کے مالک تھے۔ صاحبِ فہم عالم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب اسرار (یعنی رازدار) اور صاحب سواد (یعنی تکیہ اٹھانے والے) تھے، (نیکیوں میں) جلدی کرنے والے، آگے بڑھنے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ قرب رکھنے والے اور تمام صحابہ میں امتیازی شان کے مالک تھے۔ حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق ومشیر خاص اور ذکی وہونہار پہرہ دار تھے۔ محبت خداوندی سے سرشار، مشاہدۂ حق کے طلبگار، وعدوں کے پاسدار اور مُسْتَجَابُ الدَّعْوَات تھے"

اہلِ تصوّف کے نزدیک "مشاہدۂ حق کا غلبہ رہنے اور وعدوں اور حدود کی حفاظت کرنے کا نام تصوّف ہے۔"

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح تلاوت کیا کرو:

حضرت سیّدنا عَلْقَمہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمرِ فاروق (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "میں آپ (رضی اللہ عنہ) کے پاس اس شخص کی شکایت لے کر آیا ہوں جو زبانی اپنی یادداشت سے مصاحف لکھاتا ہے۔" یہ سن کر آپ (رضی اللہ عنہ) جلال میں آگئے اور فرمانے لگے: "تم پر افسوس ہے! غور کرو، تم کیا کہہ رہے ہو؟" اس نے عرض کی: "میں آپ (رضی اللہ عنہ) سے حق بیان کر رہا ہوں۔" امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے دریافت فرمایا: "وہ کون ہے؟" اس نے جواب دیا: "وہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ہیں۔" امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ اس کام کا حق دار اب مسلمانوں میں کوئی نہیں۔ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب کے ہمراہ مسلمانوں کے کسی کام کے سلسلے میں ہمیں کافی رات ہوگئی (فراغت کے بعد) ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دائیں بائیں چلتے ہوئے وہاں سے نکلے۔ جب ہم مسجد کے قریب پہنچے تو وہاں ایک شخص قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی تلاوت سننے کے لئے ٹھہر گئے۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تلاوت سننے کے لئے رُک گئے؟" حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ہاتھ مبارک سے خاموش رہنے کا اِشارہ فرمایا۔ پھر اس شخص نے قراءت کی، رکوع وسجدہ کیا اور بیٹھ کر دعا و استغفار میں مشغول ہوگیا۔ رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، شاہ بنی آدم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "سوال کر تجھے دیا جائے گا۔" پھر فرمایا: "جسے یہ پسند ہو کہ وہ اُس طرح قرآنِ مجید کی تلاوت کرے جس طرح نازل ہوا ہے تو وہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی طرح تلاوت کرے۔"

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں جب مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان، سردارِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تب مجھے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ وہ شخص حضرت عبداللہ بن

مسعود (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ صبح جب میں انہیں یہ خوشخبری سنانے گیا تو وہ کہنے لگے کہ ''آپ (رضی اللہ عنہ) سے پہلے مجھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) یہ بشارت سنا گئے ہیں۔'' اس پر امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''یہ، نیکی میں ہمیشہ مجھ پر سَبقت لے جاتے ہیں۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عمر بن الخطاب، الحدیث: ۱۷۵، ج ۱، ص ۶۴۔ المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۲۰، ج ۹، ص ۶۹)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے 70 سورتیں یاد کیں:

حضرت سیّدنا ابوخُمَیر بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مَیں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآنِ مجید کی 70 سورتیں یاد کیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت زَید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کم سن بچے تھے اور میں نے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے جو سنا ہے اُسے دہراتا رہتا ہوں۔'' (مسند ابی داؤد الطیالسی، ما اسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۰۵، ص ۵۴)

حضرت سیّدنا ابوسَعْد اَزْدِی (رضی اللہ عنہ) بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''میں نے حضور نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مقدّس زبان سے 70 سورتیں یاد کی تھیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ حضرت زَید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ابھی اسلام سے مشرّف نہیں ہوئے تھے اور وہ بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے اور ان کے بالوں میں گرہیں لگی ہوتی تھیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۳۹، ج ۹، ص ۷۵، ''الغلمان'' بدلہ ''الصبیان'')

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ابھی کم سن بچا تھا اور مکہ مکرمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیمًا میں عُقبہ بن ابی مُعیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ امت، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! تمہارے پاس دودھ ہو تو ہمیں پلاؤ۔'' میں نے عرض کی: ''یہ بکریاں تو میرے پاس کسی کی امانت ہیں اس لئے میں ایسا نہیں کرسکتا۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کوئی کم سن بکری ہے جس سے نَر نے جفتی نہ کی ہو؟'' میں نے خدمت بابرکت میں حاضر کردی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اسے پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا پڑھ کر اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اس کے تھنوں کو مَس فرمایا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ دوہا۔ خود بھی نوش فرمایا اور امیر المؤمنین حضرتِ سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو بھی پلایا۔ پھر تھنوں سے فرمایا: ''اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ۔'' یہ حکم پاتے ہی تھن پہلی حالت پر لوٹ آئے۔ (یہ دیکھ کر) میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے بھی اس پاکیزہ کلام سے کچھ سکھا دیجئے۔'' ارشاد فرمایا: ''تم خداداد صلاح وخیر کے مالک ہو۔'' فرماتے ہیں: ''مَیں نے بعد میں حضور، سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مُقدّس سے 70 سورتیں حفظ کیں جن میں مجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔''

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ''لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ میری قراءَت چھوڑ کر حضرت زَید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی قراءت کے مطابق تلاوت کرنے لگے ہیں حالانکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان مبارک سے

70 سورتیں یاد کی ہیں اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ حضرت زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ابھی بچے تھے اور بال لٹکائے مدینۂ منورہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی گلیوں میں گھوما کرتے تھے اور بالوں میں گانٹھیں لگی ہوتی تھیں۔''

سیّدنا عَبْدُ اللہ بن مَسْعُوْد رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

گھر میں داخلے کی خصوصی اجازت:

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن یزید (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے مجھے بتایا کہ حضور نبی اکرم، نورِ مجسم، شاہ بنی آدم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''تجھے پردہ اٹھا کر گھر میں آنے جانے اور میری باتیں سننے کی اجازت ہے جب تک کہ میں تجھے اس سے منع نہ کردوں۔''

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۱، ج ۷، ص ۵۲۰، بتغیر)

تکیہ ومسواک والے:

حضرت سیّدنا علقمہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ملکِ شام گیا اور حضرت سیّدنا ابودرداء (رضی اللہ عنہ) کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''کوفہ سے۔'' فرمایا: ''کیا تمہارے درمیان صَاحِبُ الْوِسَادَۃِ وَالسِّوَاک (یعنی تکیہ اور مسواک والے حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)) نہیں ہیں؟'' (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی الدرداء، الحدیث: ۲۷۶۱۹، ج ۱۰، ص ۴۳۱)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن شداد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) شمعِ رسالت، مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ مبارک، مسواک اور نعلین شریفین اُٹھایا کرتے تھے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۵۱، ج ۹، ص ۷۷)

اسلام قبول کرنے میں سبقت:

حضرت سیّدنا قاسم بن عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''میں چھٹے نمبر پر اسلام لایا اور اس وقت سوائے ہم چند افراد کے کوئی مسلمان نہ ہوا تھا۔''

(المصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب کتاب المغازی، الحدیث: ۲۴، ج ۸، ص ۴۳)

مقربِ بارگاہِ الٰہی:

حضرت سیّدنا ابووائل (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی موجودگی میں حضرت سیّدنا حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے جنہیں حفظِ قرآن کریم کی سعادت ملی ان میں حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بھی ہیں جو بروزِ قیامت اللہ عزوجل کے مقربین وبرگزیدہ بندوں میں ہوں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۸۸، ج ۹، ص ۸۸)

حضرت سیّدنا حُذَیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اللہ عزوجل کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہوں گے۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۸۱،ج۹ص۸۸)

اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی:

حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن بن یزید (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیّدنا حُذَیفہ (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ'' ہمیں کسی ایسے شخص کے بارے میں بتائیں جو ہدایت وسنت میں سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہوتا کہ ہم اس کی صحبت کو لازم کرلیں۔'' تو حضرت سیّدنا حُذَیفہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''میں حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہدایت وسنت کی اتباع کرنے والے کسی شخص کو نہیں جانتا کیونکہ حفاظ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بروزِ قیامت اللہ عزوجل کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہوں گے۔''

(مسند ابی داوٗد الطیالسی، احادیث حذیفۃ بن الیمان، الحدیث: ۴۲۶، ص۵۷)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں پیلو کے درخت سے حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مسواک توڑا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ تیز ہوا کی وجہ سے میری پنڈلیوں سے کپڑا ہٹ گیا اور لوگ میری کمزور و پتلی پنڈلیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنسنے کی وجہ دریافت فرمائی؟ تو لوگوں نے عرض کی: ''ان کی کمزور و پتلی پنڈلیاں دیکھ کر ہمیں ہنسی آگئی۔'' تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ میزان میں اُحد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہیں۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۵۲،ج۹ص۷۸۔ مسند ابی داوٗد الطیالسی، ما اسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۵۵، ص۴۷)

قبولیتِ دُعا کی بشارت:

حضرت سیّدنا ابو اِسحاق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا وہ اپنے والد حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ رات میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس سے حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کا گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔'' حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ''(یہ سن کر) میں حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی طرف گیا (اور انہیں یہ خوشخبری سنائی) تو انہوں نے کہا: ''میری ایک دُعا ہے جسے میں ضرور مانگوں گا اور وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اِیْمَانًا لَا یَبِیْدُ وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَمُرَافَقَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَعْلٰی جَنَّۃِ الْخُلْدِ (راوی کو اس میں شک ہے کہ'' لَا یَبِیْدُ '' کہا تھا یا '' لَا تَبِیْدُ '') یعنی: یا اللہ عزوجل! میں تجھ سے ایمانِ کامل اور اَزلی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا طلبگار ہوں جو کبھی ختم نہ ہو اور جنت الفردوس میں حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس مانگتا ہوں۔''

(مسند ابی داوٗد الطیالسی، ما اسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۴۰، ص۴۵۔ المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۳۴۰)

ج ۲،ص ۱۷۳۔ "لا یبید" بدلہ "لا یرتد")

حضرت سیّدنا عوْن بن عبداللہ بن عُتبہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) دُعا مانگ رہے تھے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گزرے، امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) بھی ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی دُعا سنی تو فرمایا: "یہ کون دُعا مانگ رہا ہے؟ مانگے، اسے دیا جائے گا۔" امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ان کے پاس گئے اور فرمایا: "جو دُعا تم ابھی مانگ رہے تھے، مجھے بتاؤ!" تو حضرت سیّدنا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: "میں نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی حمد و بزرگی بیان کی پھر یہ دعا کی:

لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ وَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ اَلْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَرُسُلُكَ حَقٌّ وَ كِتَابُكَ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَقٌّ یعنی : یا اللہ عزوجل !

تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیرا وعدہ سچا ہے۔ تیری ملاقات حق ہے۔ جنت و دوزخ حق ہے۔ تیرے رسول سچے، تیری کتاب سچی اور تیرے انبیاء برحق ہیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی سچے ہیں۔" (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۱۸ / ۸۴۱۹، ج ۹، ص ۶۸)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیّدِ عالم، نُورِ مُجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے عہد کو لازم پکڑلو۔" (جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۸۰۵، ص ۲۰۴۳)

سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے 14 رُفقا:

امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور نبی مُکرَّم، نُورِ مُجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر نبی کو 7، 7 باوفا رفیق و وزیر عطا ہوئے، جبکہ مجھے 14 عطا فرمائے گئے ہیں: امیر حمزہ، جعفر، علی، حسن، حسین، ابوبکر، عمر، عبداللہ بن مسعود، ابوذر، مقداد، حُذَیفہ، عمّار، سلمان اور بلال۔"

حضرت سیّدنا مسیب بن نَجَبَہ رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے اسی حدیث کی مثل روایت کیا ہے۔ اور ان کی روایت میں 'رُفقا' یا 'رُقباء' کا لفظ ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب أن الحسن والحسین......الخ، الحدیث: ۳۷۸۵، ص ۲۰۴۱)

حضرت سیّدنا ابوالاَحْوَص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا وصال ہوا تو میں حضرتِ سیّدنا ابوموسیٰ اور حضرتِ سیّدنا ابومسعود (رضی اللہ عنہما) کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے: "کیا تمہارے خیال میں حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے اپنے جیسا کوئی شخص چھوڑا ہے؟" دوسرے نے کہا: "اگر ایسی بات ہے تو سنو! جب ہمیں بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضری سے روک دیا جاتا تو انہیں حاضری کی اجازت ہوتی تھی اور جب ہم غائب ہوتے تو یہ بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوتے تھے۔" (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عبداللہ بن مسعود وامہ، الحدیث: ۶۳۲۹، ص ۱۱۱۰)

حضرت سیّدنا زید بن وہب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت سیّدنا حذیفہ اور حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہما) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: ''کیا آپ نے حضور نبی کریم، رءوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فلاں فلاں حدیث سنی ہے؟'' دوسرے نے نفی میں جواب دیتے ہوئے پوچھا: ''کیا آپ نے سنی ہے؟'' تو پہلے نے کہا: ''میں نے تو نہیں سنی، البتہ اس گھر والے کا دعویٰ ہے کہ اس نے وہ حدیث سنی ہے۔'' حضرت سیّدنا ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ''تو ان کی بات سچ ہے۔ کیونکہ جب ہمیں بارگاہِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضری سے روک دیا جاتا تھا تو اس وقت بھی انہیں داخلے کی اجازت ہوتی تھی اور جب ہم غائب ہوتے تو یہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔'' حضرت سیّدنا اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس (گھر والے) سے حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۴۹۲، ج۹، ص۸۹)

آپ (رضی اللہ عنہ) کا علمی مقام:

حضرت سیّدنا زید بن وہب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) تشریف فرما تھے کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) بھی وہاں آگئے انہیں دیکھ کر امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''یہ کیسا کامل فقیہ ہے۔''

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر

324۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر کی نماز ادا فرمائی اور ان کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو انہوں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار فرمائی ہے۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 4575، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 649)

325۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِيْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ فَاِنَّهٗ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ اِنَّهٗ فَقِيْهٌ

ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی صرف ایک رکعت ادا فرمائی ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہوں نے درست عمل فرمایا ہے وہ تو فقیہ ہیں۔ (مرجع السابق)

326۔حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو ہم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت رہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ دو رکعات پڑھتے ہوئے نہ دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں سے روکا ہے۔ یعنی بعد عصر کی دو رکعات سے۔

(مرجع السابق باب لا يتحری الصلوۃ قبل غروب الشمس)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

آپ کے والد کا نام ابوسفیان اور والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن یہ خود اور آپ کے والدین سب مسلمان ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ بہت ہی عمدہ کاتب تھے اس لئے دربار نبوت میں وحی لکھنے والوں کی جماعت میں شامل کر لئے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ شام کے گورنر مقرر ہوئے اور حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ختم ہونے تک اس عہدہ پر فائز رہے مگر جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تو آپ نے ان کو گورنری سے معزول کر دیا لیکن انہوں نے معزولی کا پروانہ قبول نہیں کیا اور شام کی حکومت سے دست بردار نہیں ہوئے بلکہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ان سے مقام صفین میں جنگ بھی ہوئی۔

پھر جب ۴۱ھ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے سپرد فرما دی تو یہ پورے عالم اسلام کے بادشاہ ہو گئے۔ بیس برس تک خلافت راشدہ کے گورنر رہے اور بیس برس تک خودمختار بادشاہ رہے اس طرح چالیس برس تک شام کے تخت سلطنت پر بیٹھ کر حکومت کرتے رہے اور خشکی و سمندر میں جہادوں کا انتظام فرماتے رہے۔

اسلام میں بحری لڑائیوں کے موجد آپ ہیں، جنگی بیڑوں کی تعمیر کا کارخانہ بھی آپ نے بنوایا، خشکی اور سمندری فوجوں کی بہترین تنظیم فرمائی اور جہادوں کی بدولت اسلامی حکومت کی حدود کو وسیع سے وسیع تر کرتے رہے اور اشاعت اسلام کا دائرہ برابر بڑھتا رہا۔ جابجا مساجد کی تعمیر اور درس گاہوں کا قیام فرماتے رہے۔

رجب ۶۰ھ میں آپ نے لقوہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر اپنے دارالسلطنت دمشق میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے پاس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک پیراہن، ایک چادر، ایک تہبند اور کچھ موئے مبارک اور ناخن اقدس کے چند تراشے ہیں۔ ان تینوں مقدس کپڑوں کو میرے کفن میں شامل کیا جائے اور موئے مبارک اور ناخن اقدس کو میری آنکھوں میں رکھ کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ کی اس وصیت پر عمل کیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف المیم فصل فی الصحابۃ، ص ۶۱۷ واسد الغابۃ، معاویۃ بن صخر بن ابی سفیان، ج ۵، ص ۲۲۰۔ ۲۲۳ ملتقطا)

بوقت وصال اٹھتر یا چھیاسی برس کی عمر تھی۔ وصال کے وقت ان کا بیٹا یزید دمشق میں موجود نہیں تھا اس لئے ضحاک بن قیس نے آپ کے کفن و دفن کا انتظام کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت ہی خوبصورت، گورے رنگ والے اور نہایت ہی وجیہ اور رعب والے تھے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

(اسد الغابۃ، معاویۃ بن صخر بن ابی سفیان، ج ۵، ص ۲۲۲۔ ۲۲۳ ملتقطاً) (اسد الغابہ، ج ۴، ص ۳۸۵ تا ۳۸۷)

آپ کی چند کرامتیں بہت ہی مشہور ہیں اور آپ کے فضائل میں چند احادیث بھی مروی ہیں۔

جنگ میں کبھی مغلوب نہیں ہوئے

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ کشتی یا جنگ میں کبھی بھی اور کہیں بھی اور کسی شخص سے بھی مغلوب نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ہی اپنے مدمقابل پر غالب رہے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمادیا تھا:

اِنَّ مُعَاوِيَةَ لَا يُصَارِعُ اَحَدًا اِلَّا صَرَعَهٗ مُعَاوِيَةُ

(یعنی معاویہ جس شخص سے لڑے گا معاویہ ہی اس کو پچھاڑے گا)

(کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ وفضلھم...الخ، معاویۃ بن ابی سفیان، الحدیث: ۳۳۶۵۱، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۳۴۲)

(کنز العمال، ج ۱۲، ص ۳۱۷ بحوالہ دیلمی عن ابن عباس)

دعا مانگتے ہی بارش

سلیم بن عامر خبائری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں بالکل ہی بارش نہیں ہوئی اور شدید قحط کا دور دورہ ہوگیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز استسقاء کے لیے میدان میں نکلے اور منبر پر بیٹھ کر آپ نے حضرت ابن الاسود جرشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو منبر کے نیچے اپنے قدموں کے پاس بٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل ہم تیرے حضور میں حضرت ابن الاسود جرشی کو سفارشی بنا کر لائے ہیں جن کو ہم اپنے سے نیک اور افضل سمجھتے ہیں۔

پھر حضرت ابن الاسود جرشی رضی اللہ عنہ اور تمام حاضرین بھی اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر بارش کی دعا مانگنے لگے ناگہاں پچھم سے ایک زوردار ابر اٹھا پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی یہاں تک کہ ملک شام کی زمین سیراب ہوکر کھیتی سے سرسبز و شاداب ہوگئی۔

(طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۴۴۴)

شیطان نے نماز کے لیے جگایا:

حضرت علامہ مولانا جلال الدین مولانائے روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں آپ کی اس کرامت کو بڑی دھوم سے بیان فرمایا ہے کہ ایک روز آپ رضی اللہ عنہ کے محل میں داخل ہوکر کسی نے آپ کو نماز فجر کے لیے بیدار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟ اور کس لئے تو نے مجھے جگایا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اے امیر معاویہ! میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہوکر پوچھا کہ اے شیطان! تیرا کام تو انسان سے گناہ کرانا ہے اور تو نے مجھے نماز کے لیے

جگا کر مجھے نیک عمل کرنے کا موقع دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! میں جانتا ہوں کہ اگر سوتے رہنے میں آپ کی نماز فجر قضا ہو جاتی تو آپ خوف الٰہی سے اس قدر روتے اور اس کثرت سے توبہ واستغفار کرتے کہ خدا کی رحمت کو آپ کی بے قراری وگریہ وزاری پر پیار آ جاتا اور وہ آپ کی قضا نماز قبول فرما کر ادا نماز سے ہزاروں گنا زیادہ اجر وثواب عطا فرما دیتا چونکہ مجھے خدا کے نیک بندوں سے بغض وحسد ہے اس لئے میں نے آپ کو جگا دیا تا کہ آپ کو کچھ زیادہ ثواب نہ مل سکے۔ (مولانا روم (مترجم) از مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دفتر دوم، ص ۴۹۔ ۵۰ ملخصا)

مثنوی شریف کی اس حکایت سے معلوم ہوا کہ شیطان کبھی لوگوں کو سلا کر اور نمازیں قضا کرا کر نیکیوں اور ثوابوں سے محروم کراتا ہے کبھی کچھ لوگوں کو نمازوں کے لیے جگا کر اور ادا نمازیں پڑھوا کر زیادہ نیکیوں اور ثوابوں سے محروم کراتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جو لوگ صبح کو بیدار ہو کر نماز فجر جماعت سے پڑھتے ہیں تو شیطان کبھی کبھی کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ میں خدا کا بہت ہی نیک بندہ ہوں کیونکہ میں نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی ہے اور فلاں فلاں لوگوں کی نمازیں قضا ہو گئیں یقیناً میں ان لوگوں سے بہت نیک اور بہت اچھا ہوں۔ ظاہر ہے کہ اپنی اچھائی اور برائی کا خیال آتے ہی نماز کا اجر وثواب تو غارت اور اکارت ہو ہی گیا، الٹے تکبر اور گھمنڈ کا گناہ سر پر سوار ہو گیا بہر حال شیطان کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ۔

(کرامات صحابہ صفحہ نمبر 251)

بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

باب: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہے

327۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:408، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:8371، معجم الکبیر: رقم الحدیث:1012، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3510)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

یہ شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا اور بتول ہے۔ ان کی پیدائش کے سال میں علماء مؤرخین کا اختلاف ہے۔ ابوعمر کا قول ہے کہ اعلان نبوت کے پہلے سال جب کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی یہ پیدا ہوئیں اور بعض نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی اور علامہ ابن الجوزی نے یہ تحریر فرمایا کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ج ۴، ص ۳۳۱) (زرقانی جلد ۳ ص ۲۰۲ تا ۲۰۳)

اللہ اکبر! ان کے فضائل ومناقب کا کیا کہنا؟ ان کے مراتب ودرجات کے حالات سے کتب احادیث کے صفحات مالامال ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب حقانی تقریریں میں تحریر کر دیا ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ سیدۃ نساء العالمین (تمام جہان کی عورتوں کی سردار) اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ (اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار) ہیں۔ ان کے حق میں ارشاد نبوی ہے کہ فاطمہ میری بیٹی میرے بدن کی ایک بوٹی ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ج ۴، ص ۳۳۵، ۳۳۶۔۔۔ ومشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۶۱۳۸، ۶۱۳۹، ج ۲، ص ۴۳۵، ۴۳۶۔۔۔ مشکوٰۃ ص ۵۶۸ مناقب اہل بیت وزرقانی جلد ۳ ص ۲۰۴)

۲ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ عنہم اور تین صاحبزادیوں زینب وام کلثوم ورقیہ رضی اللہ عنہن کی ولادت ہوئی۔ حضرت محسن ورقیہ رضی اللہ عنہما تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جن کے شکم مبارک سے آپ کے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب اول، ج ۲، ص ۴۶۰ والمواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب فی ذکر اولادہ الکرام، ج ۴، ص ۳۴۰، ۳۴۱)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک پر بہت ہی جانکاہ صدمہ گزرا۔ چنانچہ وصال اقدس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ وصال نبوی کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور سب سے زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے کہ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، باب اول، ج ۲، ص ۴۶۱)

بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

328۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا: اے عائشہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں

جو تم کو سلام کہہ رہے ہیں اس پر میں نے کہا: ان پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو اور برکات ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو انہیں دیکھ لیتے ہیں جنہیں میں بھی نہیں دیکھ سکتی ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔ (مرجع السابق باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیہم)

329- حَدَّثَنَا اٰدَمُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ و حَدَّثَنَا عَمْرٌو اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردوں میں بہت لوگ کامل ہیں اور عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کاملہ ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر ہے۔ (مرجع السابق باب قول الله تعالىٰ وضرب الله مثلاً للذين امنوا امراة فرعون)

330- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے کہ جیسے ثرید کی فضیلت باقی سارے کھانوں پر ہے۔ (مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 3670، مسند احمد: رقم الحدیث: 13785، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2446، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3913، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3981)

331- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَآئِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: اے ام المومنین! آپ رضی اللہ عنہا تو ان کے پاس تشریف لے جا رہی ہیں جو صدق میں متقدم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1077)

تعارف راوی

وائل بن حجر: آپ حضرمی ہیں، حضرموت کے سرداروں میں سے آپ بھی سردار تھے آپ کے والد یعنی حجر وہاں کے بادشاہ تھے وائل حضور کی خدمت میں وفد بن کر آئے حضور انور نے آپ کی آمد سے پہلے خبر دیدی کہ وائل بن حجر دور دراز زمین حضرموت سے بخوشی و رغبت اللہ رسول کی طرف آ رہے ہیں وہ بادشاہوں کی اولاد ہیں جب آپ حضور انور کے پاس پہنچے تو حضور انور نے مرحبا کہا اپنے پاس بلایا ان کے واسطے اپنی چادر شریف بچھادی اس پر انہیں بٹھایا اور دعا کی کہ وائل ان کی اولاد اولاد کی اولاد ان کی اولاد

کی اُولاد میں برکت دے اور حضر موت کے قبیلوں کا سردار بنایا آپ کے بیٹے عبدالجبار اور علقمہ وغیرہم آپ سے روایات لیتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الواؤ، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

332- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَّالْحَسَنَ اِلَى الْكُوْفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ اَوْ اِيَّاهَا

ابووائل کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی جانب روانہ فرمایا تاکہ ان سے مدد مانگیں تو اس وقت حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں انہوں نے فرمایا: میں اس بات کا بخوبی علم رکھتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں مگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈال دیا ہے کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اتباع کرتے ہو۔

(سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16494، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3561)

333- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار ادھار لیا تو وہ گم ہوگیا اسے ڈھونڈنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا تو انہیں نماز کا وقت آگیا اس پر انہوں نے وضو کے بغیر نماز ادا کرلی اس کے بعد جس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اس کی شکایت عرض کی۔ تو اس وقت تیمم کی آیت کا نزول ہوا۔ اس پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہا پر جس وقت بھی کوئی بلا آپڑی تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کے لئے اس سے چھٹکارا پانے کے لئے کوئی راہ نکال دی۔ اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت کو رکھ دیا۔

(صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 1300، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 367، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 262، سنن النسائی: رقم الحدیث: 310، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 129)

334- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِيْ مَرَضِهٖ جَعَلَ يَدُوْرُ فِيْ نِسَائِهٖ وَيَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا حِرْصًا عَلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ سَكَنَ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے باری کے دن ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کل کہاں رہوں گا کل میں کہاں رہوں گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے شوق میں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس وقت میری باری کا روز آیا تو آپ ﷺ کو سکون پہنچا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3563)

335- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ وَاللهِ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَاِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهٗ عَائِشَةُ فَمُرِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْمُرَ النَّاسَ اَنْ يُّهْدُوْا اِلَيْهِ حَيْثُ مَا كَانَ اَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ اُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا عَادَ اِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهٗ ذَاكَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهٗ وَاللهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ غَيْرِهَا

ہشام اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ آپ ﷺ کو تحائف بھیجنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سوکنیں ساری حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلی گئیں اور انہیں کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! لوگ عمداً اپنے تحائف اس روز بھیجا کرتے ہیں جس روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوا کرتی ہے۔ ہم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مانند اپنے لئے فائدہ کی طلب گار ہیں۔ اس لئے تم آپ ﷺ سے عرض کرو کہ آپ ﷺ لوگوں کو فرما دیجئے کہ میں جس زوجہ محترمہ کے پاس بھی رہوں جس کی بھی باری ہو اس کے گھر میں تحائف بھیج دیا کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو آپ ﷺ نے کچھ بھی جواب مرحمت نہ فرمایا۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا۔ تو پھر بھی جواب مرحمت نہ فرمایا: اس کے بعد تیسری دفعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اذیت نہ پہنچاؤ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی کا نزول نہیں ہوا سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔ (مرجع السابق باب قبول الہدیۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر اور دختر نیک اختر ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام اُمِ رُومان ہے یہ چھ برس کی تھیں جب حضور ﷺ نے اعلانِ نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا اور شوال ۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہو گئیں اور نو برس تک حضور ﷺ کی صحبت سے سرفراز رہیں۔ ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں۔ حضورِ اقدس ﷺ کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس

حالتُ میں بھی مجھ پر وحی الٰہی اترتی رہتی ہے۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۸۱۔۳۸۸ ملتقطاً
وصحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا، الحدیث: ۳۷۷۵، ج ۲، ص ۵۵۲)

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تین راتیں میں خواب میں یہ دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا اور مجھ سے یہ کہتا رہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو ناگہاں وہ تم ہی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اس خواب کو پورا کر دکھائے گا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہن، الحدیث: ۶۱۸۸، ج ۲، ص ۴۴۴)

فقہ و حدیث کے علوم میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے اندر ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ حدیثیں وہ ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں تحریر کیا ہے۔ ان کے علاوہ باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۸۹)

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواجِ مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواجِ مطہرات کو حاصل نہیں ہوئیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے میری برأت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔

(۴) نکاح سے قبل حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلا دی تھی اور آپ تین راتیں خواب میں مجھے دیکھتے رہے۔

(۵) میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن میں سے پانی لے لے کر غسل کیا کرتے تھے یہ شرف میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

(۶) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی اُمہات المؤمنین میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئی۔

(۷) میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی یہ وہ اعزاز خداوندی ہے جو میرے سوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔

(۸) وفات اقدس کے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لئے ہوئے بیٹھی تھی اور آپ کا سر انور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری باری کے دن وفات پائی۔

(۱۰) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، باب ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸، ص ۵۰۔۵۱) (زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۳)

عبادت میں بھی آپ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بلا ناغہ نماز تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔

سخاوت اور صدقات وخیرات کے معاملہ میں بھی تمام اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔ اُمِ دُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آیا آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا۔ اس دن میں وہ روزہ دار تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں رکھا تا کہ آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگا لیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو آپ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ وحدیث کے علاوہ میں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل ہوا کرتا تھا۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انہیں کافی بہت مہارت تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے؟ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج ومعالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئی؟ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب وعجم کے اطباء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کیا کرتی تھی اس لئے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہو گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں میں صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور آپ کے فضائل ومناقب میں بہت

سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

۱۷ رمضان شب سہ شنبہ ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۸۹۔ ۳۹۲ والاکمال فی اسماء الرجال، حرف العین، عائشۃ الصدیقۃ، ص ۶۱۲) (اکمال وحاشیہ اکمال ص ۶۱۲ وزرقانی جلد ۳ ص ۲۲۴ تا ۲۳۵)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی ہیں آپ نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں دربارِ رسالت میں تم سے بہت زیادہ عزت دار ہیں کیونکہ ہمارا خاندان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے صفیہ! تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیونکر ہو سکتی ہو۔ حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شوہر ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، باب صفیۃ ام المؤمنین ج ۴، ص ۴۳۵) و (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الحدیث: ۳۹۱۸) (زرقانی جلد ۳ ص ۲۵۹)

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے اور آپ کی وفات کس دن ہوئی؟ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی یہ انتہائی تمنا تھی کہ زندگی کے ہر ہر لمحات میں تو میں نے اپنے تمام معاملات میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنتوں کی مکمل طور پر اتباع کی ہے۔ مرنے کے بعد کفن اور وفات کے دن میں بھی مجھے آپ کی اتباعِ سنت نصیب ہو جائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، الحدیث: ۱۳۸۷، ج ۱، ص ۴۶۸) (بخاری جلد ۱ ص ۱۸۶ باب موت یوم الاثنین)

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہ لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

لواحی زلیخا لو رأین جبینہ لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی

(شرح العلامۃ الزرقانی، عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۹۰)

ترجمہ: (۱) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک کے اوصاف اہل مصر سن پاتے تو جناب یوسف علیہ السلام کی قیمت لگانے میں سیم وزر نہ بہاتے۔

(۲) اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین انور دیکھ پاتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔ (صحابہ کرام کا عشق رسول از مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی صفحہ نمبر 263)

شب قدر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کون سی دعا پڑھوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء بالعفو والعافیۃ، ج ۴، ص ۲۷۳، رقم ۳۸۵۰)

(۳) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات میں یہ دعا تین مرتبہ پڑھ لے گا تو اس نے گویا شب قدر کو پالیا۔ لہٰذا ہر رات اس دعا کو پڑھ لینا چاہیے۔ دعا یہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

(۴) یہ دعا بھی جس قدر زیادہ پڑھ سکیں پڑھیں۔ یہ بھی حدیث میں آیا ہے، دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَة

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن مؤلف علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر 401)

بَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ

(وَقَوْلُ اللّٰهِ) (وَالَّذِيْنَ تَبَوَّئُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا)

باب: انصار کے مناقب

اور رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے۔

336- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَرَاَيْتَ اسْمَ الْاَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ اَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى اَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَيُقْبِلُ عَلَيَّ اَوْ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْاَزْدِ فَيَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا

غیلان بن جریر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ذرا یہ بیان فرمائیے کہ انصار کا نام آپ لوگوں نے خود رکھا ہے یا رب تعالیٰ نے آپ کا نام یہ رکھا ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خود یہ نام ہمارا رکھا ہے ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے تو وہ ہم کو انصار کے مناقب اور مشاہد کو بیان فرماتے تھے اس کے بعد میری جانب رخ فرما کر یا قبیلہ ازد کے ایک دوسرے آدمی کی جانب رخ کر کے فرماتے کہ تمہاری قوم نے فلاں، فلاں اور فلاں روز یہ کام سرانجام دیا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2094، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3565)

337-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا فَقَدَّمَهُ اللهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یوم بعاث کی لڑائی رب تعالیٰ نے اپنے رسول کے تشریف لانے سے قبل کروادی تھی چنانچہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو وہاں کے قبائل آپس کی لڑائیوں میں پھنسے ہوئے تھے اور ان کے متعدد سرداروں کو مار دیا گیا تھا اور زخمی زخمی ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی کو اس وجہ سے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے قبل رکھ دیا تا کہ یہ ان کے اسلام میں آجانے کی وجہ بن سکے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 491)

338- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَأَعْطَى قُرَيْشًا وَاللهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ إِنَّ سُيُوفَنَا لَتَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْأَنْصَارَ قَالَ فَقَالَ مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ وَكَانُوا لَا يَكْذِبُونَ فَقَالُوا هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ قَالَ أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى بُيُوتِهِمْ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوتِكُمْ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ مکرمہ کے روز جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو غنیمت کا سارا مال عطا فرما دیا تو کچھ نوجوان انصاری کہنے لگے: یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا لیا ہوا مال غنیمت صرف انہی کو دیا جا رہا ہے تو اس بات کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انصاریوں کو بلوایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خبر مجھ تک پہنچی ہے کیا وہ صحیح ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں کہ جب سارے لوگ مال غنیمت لے کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو پلٹ جاؤ گے۔ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی اس نالے یا گھاٹی میں چل پڑوں گا۔ (مرجع السابق باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعطی المؤلفۃ قلوبھم... الخ)

شرح: مناقب انصار

امام شَرَفُ الدین نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو انصار کی دینِ اسلام کے بارے میں قربانیاں، دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے جنگوں میں شرکت، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی شدید محبت رکھنے اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان کو محبوب رکھنا جان لے گا تو اُسے انصار صحابہ سے محبت ہوگی اور ظہورِ اسلام کی جو خوشی اس کے دل میں پیدا ہوگی وہ اس کے ایمان کی درستی اور ثابت قدمی کی دلیل ہوگی اور جس کا مُعاملہ اس کے برعکس ہوگا تو اس کی یہ حالت اس کے

نفاق کی دلیل ہوگی۔

(شرح المسلم للنووی، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار... الخ، ۲/ ۶۴)

2..... بخاری، کتاب مناقب انصار، باب حب الانصار، ۲/ ۵۵۵، حدیث: ۳۷۸۴

3..... مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار... الخ ص ۵۵، حدیث: ۷۴

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا ایمان کی علامت انصار سے محبت کرنا اور نفاق کی علامت انصار سے بغض رکھنا ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن از مولانا غلام رسول سعیدی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 324)

عدی بن عمیرہ کندی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ہم نے تم میں سے جس شخص کو کسی منصب کا عامل بنایا اور اس نے کوئی سوئی یا اس سے بھی چھوٹی کوئی چیز ہم سے چھپالی تو یہ خیانت ہے جس کو وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا' انصار میں سے ایک سیاہ فام شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ! اپنے دیئے ہوئے منصب کو مجھ سے واپس لے لیجئے آپ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے آپ کو اس اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے فرمایا میں اب بھی یہی کہتا ہوں ہم نے تم میں سے جس شخص کو کسی عہدہ کا عامل بنایا' اس کو چاہئے کہ وہ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو لے کر آئے' پھر اس کو جو دے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز رہے۔ (صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۴٦٥' مطبوعہ بیروت)

ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

امام مالک بیان کرتے ہیں کہ انہیں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن صعصہ سے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمرو بن الجموع الانصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری (رضی اللہ عنہ) ان دونوں قبروں تک سیلاب کا پانی پہنچ گیا تھا' یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک قبر میں مدفون تھے ان کی قبر کھودی گئی تا کہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جاسکے' جب ان کو قبر سے نکالا گیا تو ان کے جسم بالکل متغیر نہیں ہوئے تھے یوں لگتا تھا جیسے کل فوت ہوئے ہوں ان میں سے ایک زخمی تھا اور دفن کے وقت اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا اور اس کا ہاتھ اب بھی اسی طرح زخم پر تھا جب اس کا ہاتھ زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ پھر اسی طرح زخم پر آ گیا۔ غزوہ احد اور اس قبر کو کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ تھا۔

(المرقات ج ٤ ص ٧٢' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان' ۱۳۹۰ھ موطا امام مالک ص ٤٨٣۔ ٤٨٢' طبع لاہور)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

ابوالسفر بیان کرتے ہیں کہ قریش کے ایک شخص نے انصار کے ایک شخص کا دانت توڑ دیا' انصاری نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا: ہم تمہیں راضی کریں گے۔ اس قریشی نے حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے بہت منت سماجت کی کہ اس سے بدلہ نہ لیا جائے' حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اس انصاری کو بہت سمجھایا' لیکن اس کو بدلہ نہ لینے پر راضی نہ کر سکے۔ پھر حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے کہا تم اس سے بدلہ لے لو۔ اس مجلس میں حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ (ﷺ) سے ایک حدیث سنی ہے' جس کو میں نے اپنے کانوں سے خود سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کو جسم میں کوئی

تکلیف پہنچے اور وہ اس کو صدقہ کر دے تو اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ انصاری نے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خود یہ حدیث سنی ہے۔ حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے اپنے کانوں سے خود سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔ تب انصاری نے کہا: میں اس کا بدلہ چھوڑتا ہوں۔ حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہم تمہیں کبھی محروم نہیں کریں گے' پھر اس کو مال دینے کا حکم دیا۔

(سنن ترمذی' ج ۳' رقم الحدیث: ۱۳۹۸' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۹۳' مسند احمد ج ۱۰' رقم الحدیث: ۲۷۶۰۴' سنن کبریٰ للبیہقی ج ۸' ص ۵۵' جامع البیان' جز ۶ ص ۳۰۳)

اونٹ کے جبڑے کی ہڈی

حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میری وجہ سے کئی آیات نازل ہوئی ہیں' ایک (لقمان: ۱۵) ہے۔ دوسری (انفال: ۱) ہے۔ (حضرت سعد نے ان کی تفصیل بیان کی ہے۔ سعیدی غفرلہ) (اور ایک یہ آیت ہے اس کی تفصیل یہ ہے) میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے پاس گیا' انہوں نے کہا چلو ہم تمہیں کچھ کھلائیں اور شراب پلائیں اور یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے' میں ان کے ساتھ باغ میں گیا۔ وہاں ان کے پاس ایک اونٹ کا بھنا ہوا سر تھا' اور ایک مشک میں شراب تھی۔ میں نے اس میں سے کھایا اور شراب پی' پھر ان کے درمیان مہاجرین اور انصار کا ذکر چھڑ گیا۔ میں نے کہا مہاجرین انصار سے زیادہ اچھے ہیں' ایک شخص نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی میری ناک پر ماری جس سے میری ناک زخمی ہوگئی' میں نے جا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس واقعہ کی خبر دی' تب اللہ تعالیٰ عزوجل نے میری وجہ سے شراب کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بتوں کے پاس نصب شدہ پتھر اور فال کے تیر محض ناپاک ہیں' ۔ (الآیہ)

(صحیح مسلم فضائل الصحابہ ۴۳' (۴۸) (۱۷۴۸) ۶۱۲۱' مسند احمد' ج ۱' رقم الحدیث: ۱۵۶۷۔۱۶۱۴' سنن کبریٰ للبیہقی' ج ۸' ص ۲۸۵)

بیرحا

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ (رضی اللہ عنہ) مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال مسجد کے بالمقابل بیرحا تھا (یہ مسجد کے سامنے بنو جدیلہ کا محلہ تھا) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں خوش ذائقہ پانی پیتے تھے۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے' جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ نہ کرو۔ (آل عمران: ۹۲) تو حضرت ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو' اور میرے نزدیک میرا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ میں اللہ کے پاس اس کی نیکی اور ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اس کو جہاں چاہیں صرف کریں۔ آپ نے فرمایا چھوڑو یہ مال نفع آور ہے' یہ مال نفع آور ہے۔ تم نے اس کے متعلق جو کہا وہ میں نے سن لیا' اور میری رائے یہ ہے کہ تم یہ مال اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ پھر حضرت ابوطلحہ نے بیرحا کو اپنے رشتہ داروں اور عم

زاد میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح مسلم زکوۃ ۴۲ '(۹۹۸) ۲۲۷۸ 'صحیح البخاری' ج ۲ 'رقم الحدیث: ۱۴۶۱ 'سنن کبریٰ للنسائی' ج ۶ 'رقم الحدیث: ۱۱۰۶۶)

امام احمد نے سند جید کے ساتھ حضرت ابی عسیب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کسی انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ باغ کے مالک نے کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ کر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیش کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ کے اصحاب نے اس کو کھایا' پھر آپ نے ٹھنڈا پانی منگا کر پیا۔ پس فرمایا قیامت کے دن تم سے اس کا سوال کیا جائے گا۔ عرض کیا گیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان چیزوں کے متعلق بھی قیامت کے دن سوال کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں! سوا ان تین چیزوں کے' وہ کپڑا جس کے ساتھ شرم گاہ کو لپیٹا جا سکے' روٹی کا وہ ٹکڑا جس سے بھوک مٹائی جا سکے اور اتنا حجرہ جو دھوپ اور بارش سے بچانے کے لیے کافی ہو۔ (تفسیر تبیان القرآن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 851)

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جمعہ کے دن کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ انصاری کی ایک خاتون نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے لیے ایک منبر نہ بنا دوں' ! آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو انہوں نے آپ کے لیے ایک منبر بنا دیا' پھر جب جمعہ کا دن آیا تو آپ منبر پر کھڑے ہو گئے تو وہ کھجور کا تنا بچہ کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگا' آپ نے اس کو اپنے ساتھ لپٹایا تو وہ بچہ کی طرح سسکیاں اور سکیاں بھرنے لگا۔ حضرت جابر نے کہا وہ آپ کے ذکر کے فراق سے رو رہا تھا دوسری سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں سے بنی ہوئی تھی اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھجور کے ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ جب آپ کے لیے منبر بنا دیا گیا اور آپ اس پر بیٹھ گئے تو ہم نے اس تنے سے اس طرح رونے کی آواز سنی جس طرح اونٹنی اپنے بچوں کے فراق میں روتی ہے' حتی کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آکر اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو پھر اس کو قرار آ گیا۔

(سنن الترمذی' ج ۲ 'رقم الحدیث: ۵۰۵ 'سنن ابن ماجہ' ج ۱ 'رقم الحدیث: ۱۹۹ 'سنن النسائی' ج ۳ 'رقم الحدیث: ۱۳۹۵ 'مسند احمد' ج ۵ 'ص ۱۳۹ 'طبع قدیم' مسند ابو یعلیٰ' ج ۲ 'رقم الحدیث: ۱۰۶۷ 'دلائل النبوۃ لابی نعیم' ج ۲ 'رقم الحدیث: ۳۱۰-۳۰۲ 'المعجم الاوسط' ۶ 'رقم الحدیث: ۵۲۰۷ 'مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۱ 'رقم الحدیث: ۱۱۷۹۷-۱۱۷۹۶ 'مجمع الزوائد' ج ۲ 'ص ۱۸۱-۱۸۰)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مقدس ہے: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا

اسے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

339- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِي وَادِي الْأَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِأَبِي وَأُمِّي آوَوْهُ وَنَصَرُوهُ أَوْ كَلِمَةً أُخْرَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا یہ کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر انصار کسی نالے یا گھاٹی میں چل پڑیں تو میں بھی انصار کے نالے میں چل پڑوں گا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک فرد ہوتا۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کوئی غلط نہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ انصار ہی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کوئی دوسرا لفظ فرمایا تھا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2571، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8319، مسند احمد: رقم الحدیث: 8941، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3568)

شرح

مفتی احمد یار خان نعیمی مشکوٰۃ شریف میں حدیث نقل کرتے ہیں۔

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار میں سے ایک صاحب ہوتے ۱۔ اور اگر لوگ ایک جنگل میں چلیں اور انصار دوسرے جنگل میں یا دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا ان کی گھاٹی میں چلوں ۲۔ اور انصار اندرونی لباس ہیں اور باقی لوگ بیرونی لباس ہیں ۳۔ تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا حتی کہ تم مجھ سے حوض پر ملو ۴۔

۱۔ یہاں نسب ولادت کا ذکر نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اشرف ترین نسب سے ہیں بلکہ نسبت کا ذکر ہے یعنی اگر رب تعالیٰ نے ہم کو ہجرت کی عزت نہ دینا ہوتی تو ہم مدینہ منورہ میں پیدا ہوتے اور اپنے کو مہاجر نہ کہتے بلکہ انصاری کہتے، چونکہ ہجرت نصرت سے افضل ہے اس لیے رب نے ہماری ولادت مکہ معظمہ میں کی اور ہمارا قیام مدینہ منورہ میں کیا اور ہم نبی مہاجر کہلائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین صحابہ انصار صحابہ سے افضل ہیں، قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوتا ہے

"مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ"

یعنی مہاجرین کا ذکر پہلے انصار کا بعد میں باقی تمام مسلمانوں سے انصار افضل ہیں۔

۲۔ جنگل اور اس کے رستہ کو وادی کہتے ہیں، پہاڑی راستوں کو شعب، یہاں رائے اور خیال مراد ہے یعنی اگر تمام جہان کی رائے ایک ہو اور انصار کی رائے دوسری ہو تو میں انصار کی رائے کے موافق رائے دوں گا تمام کی راؤں پر انصار کی رائے کو ترجیح دوں گا، یہ مطلب نہیں کہ میں انصار کی اتباع کروں گا سارا جہان حضور کا متبع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص یا کسی قوم کے متبع نہیں ان سے ارشاد ہے

"اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ"۔

۳۔ شعائر بنا ہے شعر سے بمعنی جسم کے بال جو لباس جسم سے بالکل متصل رہے اسے شعار کہتے ہیں کہ وہ بالوں سے ملا ہوتا ہے اور جو لباس اس شعار کے اوپر پہنا جاوے وہ دثار کہلاتا ہے جیسے بنیان یا شلوکہ کا شعار ہے اور اس کے اوپر والے کپڑے کرتہ واسکٹ، اچکن دثار ہیں یعنی جیسے شعار جسم سے متصل رہتا ہے ایسے ہی انصار مجھ سے ملے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا اخلاص ان کی

خدمت دوسرے عام مؤمنوں سے بہت زیادہ ہے۔ الناس سے مراد عام مؤمنین ہیں حضرات خلفاء راشدین یا فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اس میں داخل نہیں۔

۴۔ یعنی میرے بعد بعض اسلامی بادشاہ تم پر اور لوگوں کو ترجیح دیں گے بلکہ تمہارے حق دوسروں کو دیں گے تو تم ان سے بغاوت نہ کرنا بلکہ صبر کرنا۔ چنانچہ سلاطین اموی کے زمانہ میں عموماً انصار کو نظر انداز کیا جاتا رہا حضور کی پیش گوئی درست ہوئی۔ اس فرمان عالی میں انصار کے مؤمن ہونے، ایمان پر خاتمہ، حضور کے پاس حوض پر حاضر ہونے غرضکہ بے شمار فضائل کی خبر ہے۔ اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تم ان باتوں کو دنیا میں برداشت کرنا ہم حوض پر اور جنت میں ان سب کا بدلہ کر دیں گے۔

۵۔ فتح کے دن ابوسفیان ایمان لائے حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان کو فخر و بڑائی بڑی محبوب ہے اس لیے کچھ بڑائی ان کو عطا فرمائی جاوے تب حضور انور نے انکے گھر کو دار الامان بنا دیا، اعلان فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے امان ہے۔

بَابُ اِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا بھائی بنانا

340- حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَّسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا اِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ اُطَلِّقْهَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اَيْنَ سُوْقُكُمْ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ اِلَّا وَمَعَهٗ فَضْلٌ مِّنْ اَقِطٍ وَّسَمْنٍ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَّبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ شَكَّ اِبْرَاهِيْمُ

ابراہیم بن سعد عن ابیہ عن جدہ سے راوی ہیں کہ مہاجرین مدینہ منورہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ دولت مند ہوں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ میرا ادھار لے لیجئے اور میری دو ازواج ہیں آپ رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ لیں جو آپ رضی اللہ عنہ کو پسند ہو اس کے بارے میں مجھے خبر کریں میں اس کو طلاق دے دوں گا عدت گزرنے پر آپ رضی اللہ عنہ اس سے نکاح فرما لیں۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے اہل اور مال میں برکت دے آپ لوگوں کا بازار کس طرف ہے؟ پس میں نے ان کو بنی قینقاع کا بازار بتا دیا۔ جب اس جگہ سے کچھ تجارت کر کے واپس آگئے تو ان کے ساتھ کچھ پنیر اور گھی بھی تھا وہ یونہی ہر روز صبح کو بازار میں تشریف لے جاتے اور تجارت فرماتے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس

میں حاضر ہوئے تو ان کے بدن پر زردی کا اثر تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے شادی کر لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہر کس قدر دیا ہے۔ عرض گزار ہوئے: سونے کی ایک گٹھلی یا ایک گٹھلی کے وزن برابر سونا دیا ہے۔ یہ شک ابراہیم راوی کو ہوا ہے۔

(مرجع السابق باب فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ... الخ)

341- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّاٰخَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْاَنْصَارُ اَنِّيْ مِنْ اَكْثَرِهَا مَالًا سَاَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِيَ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا اِلَيْكَ فَاُطَلِّقُهَا حَتّٰى اِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى اَفْضَلَ شَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا تھا۔ اور اس وقت وہ بہت زیادہ مال دار تھے۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً انصار کو پتہ ہے کہ میں ان سب سے زیادہ صاحب مال ہوں میں جلد ہی اپنے مال کو اپنے اور تمہارے مابین نصف نصف بانٹ دوں گا۔ اور میرے پاس میری ازواج ہیں پس تم انہیں دیکھ لو ان میں سے جو بھی تمہیں زیادہ بھا جائے میں اسے طلاق دے دوں گا حتیٰ کہ جب اس کی عدت گزر جائے تو تم اس سے نکاح کر لینا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری ازواج میں برکت عطا فرمائے اس کے بعد وہ اس دن تک واپس نہ لوٹے جب تک زیادہ گھی اور پنیر لے کر نہ تشریف لائے۔ کچھ روز کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ان کے کپڑوں پر زردی لگی ہوئی تھی۔ تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہوا ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ ارشاد فرمایا: تم نے اس عورت کو کس قدر حق مہر ادا کیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوئے: ایک گٹھلی کے برابر سونا ادا کیا ہے یا عرض کیا کہ سونے کی ایک گٹھلی دی ہے ارشاد فرمایا: تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہی کیوں نہ ہو۔

(مرجع السابق باب فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض... الخ)

342- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ يَكْفُوْنَنَا الْمَئُوْنَةَ وَتُشْرِكُوْنَنَا فِي التَّمْرِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور ان کے مابین کھجور کے درختوں کو بانٹ دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ انصار کہنے لگے: تم ہماری جگہ کام کرو ہم تم کو کھجوروں میں برابر شریک ٹھہرائیں گے اس پر مہاجرین نے کہا: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ (مرجع السابق باب اذا قال الغنی مو ونۃ النحل... الخ)

شرح: اخوت کا مفہوم نیز دینی اور دنیاوی بھائی چارے میں فرق:

سیّدنا امام غزالی علیہ رحمۃ الباری (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) کچھ اس طرح فرماتے ہیں۔

اللہ (عزوجل) کے لئے محبت اور اس کے لئے دشمنی ایک مشکل بات ہے ہم جو کچھ ذکر کریں گے اس کے ذریعے بات واضح ہو جائے گی۔

صحبت کی اقسام:

صحبت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو اتفاقاً ہو جاتی ہے جیسے پڑوسی ہونے کے باعث کسی مکتب میں یا مدرسہ یا بازار میں یا بادشاہ کے دروازے پر یا سفر میں اکٹھے ہونے سے۔

دوسری وہ جو اپنے اختیار اور ارادے سے اپنائی جاتی ہے۔ ہم اسے ہی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دینی بھائی چارہ اسی قسم میں شامل ہے اس لئے کہ ثواب ان کاموں پر ملتا ہے جو انسان اپنے اختیار سے کرتا ہے صحبت کا مطلب ایک دوسرے کا ہم مجلس ہونا آپس میں ملنا جلنا اور پڑوسی بننا ہے اور آدمی کسی دوسرے کے لئے یہ باتیں تب ہی چاہتا ہے جب اس سے محبت کرتا ہے کیونکہ جس سے محبت نہ ہو اس سے دوری اختیار کی جاتی ہے اس سے میل جول کا قصد نہیں کیا جاتا۔ اور جس سے محبت ہوتی ہے یا تو اس کی ذات کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے یا اس لئے محبت کی جاتی ہے کہ وہ محبوب تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتا ہے پھر یہ محبوب یا تو دنیا اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد تک محدود ہوتا ہے یا آخرت کے بارے میں ہوتا ہے یا پھر اس کا تعلق اللہ (عزوجل) سے ہوتا ہے تو یوں یہ چار قسمیں ہوئیں۔

(فیضان احیائے العلوم از دعوت اسلامی صفحہ نمبر 244)

اقسام محبت:

پہلی قسم:

پہلی قسم کی محبت یہ ہے کہ تم کسی آدمی سے اس کی ذات کی وجہ سے محبت کرو۔ اور ایسا ہونا ممکن ہے یعنی وہ تمہارے نزدیک ذاتی طور پر محبوب ہو تم اسے دیکھ کر یا اس کی معرفت یا اخلاق کا مشاہدہ کر کے لذت حاصل کرو اس لئے کہ تمہارے نزدیک وہ حسن و جمال کا پیکر ہے۔ اور جو شخص کسی کے جمال کا ادراک و شعور رکھتا ہے اس کے نزدیک ہر جمیل چیز لذیذ ہوتی ہے اور ہر لذیذ چیز محبوب ہوتی ہے اور لذت کا تعلق کسی کو حسین سمجھنے سے ہے اور حسین تب سمجھا جاتا ہے جب طبیعتوں میں مناسبت اور موافقت ہو پھر وہ جسے اچھا آدمی سمجھتا ہے وہ یا تو ظاہری صورت کے اعتبار سے حسین سمجھا جاتا ہے (اس کی شکل و صورت اچھی ہے) یا باطنی

صورت کی وجہ سے اچھا سمجھا جاتا ہے مطلب یہ کہ وہ عقل کامل اور اخلاق حسنہ کا مالک ہے اور حسن اخلاق کا تعلق اچھے اعمال سے ہوتا ہے اور کمال عقل کا تعلق علم کی عمدگی سے ہوتا ہے اور یہ تمام کام عقل سلیم کے نزدیک اچھے ہیں اور جس چیز کو اچھا سمجھا جائے وہ محبوب ہوتی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دلوں کی باہمی محبت میں تو اس سے بھی گہری بات یہ ہے کہ کبھی دو آدمیوں کے درمیان اچھی صورت کی وجہ سے محبت ہوتی ہے اور کبھی ظاہری اور باطنی حسن نہ ہونے کے باوجود بھی باہم محبت ہوتی ہے اس کی وجہ باطنی مناسبت ہے جو الفت اور موافقت پیدا کرتی ہے کیونکہ کسی چیز کی مشابہت فطری طور پر اس کی طرف کھینچتی ہے اور باطنی مشابہتیں پوشیدہ ہیں اور ان کے اسباب بہت مشکل ہیں ان پر مطلع ہونا انسان کے بس میں نہیں ہے۔

چنانچہ سرکار مدینہ راحتِ قلب وسینہ صاحبِ معطر پسینہ باعث نزول سکینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس بات کو یوں تعبیر فرمایا۔

الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔

رُوحیں مجتمع لشکر ہیں ان میں سے جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں

اور جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتیں وہ الگ رہتی ہیں۔ (صحیح بخاری جلد اول ص ۴۶۹ کتاب الانبیاء)

پہچاننا اور نہ پہچاننا ایک دوسرے کی ضد ہیں اور باہمی محبت اسی پہچان کے سبب ہے جسے حدیث مبارکہ میں تعارف ارشاد فرمایا ہے:

روحوں کی ملاقات:

بعض روایات میں یوں ہے۔

الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ تَلْتَقِيْ فَتَتَشَامُّ فِي الْهَوَاءِ۔

رُوحیں جمع لشکر ہیں وہ ہوا میں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں اور ملاقات کرتی ہیں۔

(کنز العمال جلد ۹ ص ۲۳ حدیث ۲۴۷۴۱)

بعض علماء کرام نے اس سے یہ مراد لیا کہ اللہ (عزوجل) نے ارواح کو پیدا فرمایا تو ان میں سے بعض کو گروہوں کی شکل میں تقسیم فرمایا اور انہیں عرش کے گرد پھرایا تو ان میں سے جنہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں (یعنی ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں)۔

نبی اکرم شاہِ بنی آدم نور مجسم صلی رُوحیں جمع لشکر ہیں وہ ہوا میں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں اور ملاقات کرتی ہیں۔

(کنز العمال جلد ۹ ص ۲۳ حدیث ۲۴۷۴۱)

بعض علماء کرام نے اس سے یہ مراد لیا کہ اللہ (عزوجل) نے ارواح کو پیدا فرمایا تو ان میں سے بعض کو گروہوں کی شکل میں تقسیم فرمایا اور انہیں عرش کے گرد پھرایا تو ان میں سے جنہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں

(یعنی ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں)۔
نبی اکرم شاہِ بنی آدم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ علی وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَيَلْتَقِيَانِ عَلٰى مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَمَا رَاى اَحَدُهُمَا صَاحِبَه قَطُّ

ترجمہ بے شک دو مومنوں کی روحیں ایک دن کی مسافت پر باہم ملتی ہیں حالانکہ ان میں ایک نے کبھی دوسرے کو دیکھا نہیں ہوتا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۲۲۰ مرویات عمرو بن العاص)

ایک روایت میں ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک عورت لوگوں کو ہنسایا کرتی تھی اور ایسے ہی مدینہ طیبہ میں بھی ایک دوسری عورت تھی جو لوگوں کو ہنسایا کرتی تھی ایک دن مکہ مکرمہ والی عورت مدینہ طیبہ آئی اور حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں ہنسایا انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم کہاں ٹھہری ہوئی ہو؟ اس نے اپنی اسی سہیلی کا ذکر کیا جو مدینہ طیبہ میں لوگوں کو ہنساتی تھی ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا ہے کہ روحیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہے اور تجربہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جب دو آدمیوں میں کوئی مناسبت ہو تو اس وقت باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور طبیعتوں اور اخلاق میں ظاہری اور باطنی طور پر مناسبت معلوم ہو ہی جاتی ہے۔

چنانچہ وہ اسباب جو اس مناسبت کو پیدا کرتے ہیں انسان کے بس میں نہیں کہ ان پر مطلع ہو سکے۔ زیادہ سے زیادہ کوئی نجومی ایک کا زائچہ بنا کر دوسرے کے زائچے کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ فلاں کو فلاں سے محبت ہوگی یا نفرت ہوگی۔

اگر یہ بات یوں سچی ہو کہ اللہ (عزوجل) نے آسمان اور زمین بھی اسی طریقے سے پیدا فرمائے ہیں تو اس صورت میں اصل مناسبت کو سمجھنا زیادہ مشکل ہوگا تو جس چیز کا راز انسان کے لئے ظاہر نہیں ہوتا اس میں غور و خوض کرنے کی کیا ضرورت ہے اور ہمیں تو بہت کم علم دیا گیا ہے۔ اور ہمیں اس کی تصدیق کے لئے تجربہ اور مشاہدہ ہی کافی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

تاجدار حرم نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

اگر کوئی مومن ایسی مجلس میں جائے جس میں ایک سو منافق اور ایک مومن ہو تو وہ شخص مومن ہی کے پاس جا کر بیٹھے گا اور اگر کوئی منافق کسی مجلس میں جائے جہاں ایک سو مومن اور ایک منافق ہو تو وہ شخص منافق ہی کے پاس جا کر بیٹھے گا۔

(شعب الایمان جلد ۶ ص ۴۹۷ حدیث ۹۰۳۸)

یہ اس بات پر دلالت ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز کے مشابہ ہوتی ہے وہ طبعی طور پر اس کی طرف کھنچتی ہے اگرچہ اسے اس کا شعور نہ ہو۔

چنانچہ حضرت سیّدنا مالک بن دینار (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) فرماتے ہیں کہ:

دس آدمیوں میں جب دو آدمی کسی ایک بات پر متفق ہوتے ہیں تو ان میں کوئی نا کوئی مناسبت ضرور ہوتی ہے اور انسانوں کی

جنس پرندوں کی جنس کی طرح ہوتی ہے اور پرندوں کی دو قسمیں ایک ساتھ اڑنے میں ایک دوسرے کی موافقت اس لئے کرتی ہیں کہ ان کے درمیان کوئی مناسبت ہوتی ہے۔

کوا اور کبوتر:

چنانچہ ایک دفعہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے ایک کوئے کے ساتھ کبوتر کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس پر تعجب ہوا کہ یہ دونوں ایک ساتھ کیسے بیٹھے ہیں حالانکہ ان کی جنس مختلف ہے پھر وہ دونوں اڑے تو دیکھا کہ دونوں لنگڑے تھے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے فرمایا اسی وجہ سے یہ دونوں باہم متفق ہیں۔ اسی لئے کسی دانا آدمی نے کہا ہے کہ ہر شخص اپنی شکل سے مانوس ہوتا ہے جیسا کہ ہر پرندہ اپنے ہم جنس کے ساتھ اڑتا ہے اور جب دو آدمی کچھ عرصہ ساتھ رہیں اور ان کی حالت ایک جیسی نہ ہو تو وہ ضرور جدا ہو جائیں گے یہ ایک مخفی بات ہے لیکن شعراء نے اسے معلوم کیا چنانچہ ایک شاعر نے کہا۔

کسی نے پوچھا کہ تم ایک دوسرے سے جدا کیسے ہو گئے تو میں نے انصاف بھری بات کہی کہ وہ میرا ہم مزاج نہ تھا اس لئے میں اس سے جدا ہو گیا کیونکہ لوگ ایک جیسے ہوتے ہیں تو باہمی محبت ہوتی ہے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ انسان کبھی کسی کی ذات کی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہے کسی فوری یا تاخیر سے ملنے والے نفع کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اس مناسبت کی وجہ سے جو باطنی طبیعتوں اور پوشیدہ اخلاق میں ہوتی ہے۔ محبت کی اس قسم میں حسن کی وجہ سے محبت کرنا بھی داخل ہے جب کہ مقصود شہوت کا پورا کرنا نہ ہو۔ کیونکہ اچھی صورتیں آنکھوں میں لذت پیدا کرتی ہیں اگرچہ شہوت بالکل نہ ہو حتیٰ کہ پھلوں شگوفوں کلیوں، سرخی آمیز سیبوں جاری پانی اور سبزے کو دیکھ کر آنکھوں کو لذت حاصل ہوتی ہے حالانکہ یہاں کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی۔ اس محبت میں اللہ (عزوجل) کے لئے محبت داخل نہیں بلکہ یہ فطری اور نفسانی خواہش کے اعتبار سے ہے اور یہ محبت غیر مسلم کو بھی ہو سکتی ہے۔

البتہ اس کے ساتھ کوئی مذموم غرض مل جائے تو یہ مذموم ہوتی ہے جیسے کسی خوش شکل سے ناجائز طور پر تکمیل شہوت کے لئے محبت کرنا اور اس کے ساتھ کوئی بری غرض نہ ہو تو مباح ہے نہ تو قابل تعریف ہے اور نہ ہی قابل مذمتکیونکہ محبت کی تین صورتیں ہیں محمود ہوگی یا مذموم یا مباح۔

دوسری قسم:

یعنی کسی سے اس لئے محبت کرے کہ اس کے ذریعے کسی دوسری ذات کو حاصل کرے پس یہ محبوب تک پہنچنے کا وسیلہ ہوگا جو اس کے علاوہ ہے اور محبوب کا وسیلہ بھی محبوب ہوتا ہے اور جس سے کسی دوسرے کے لئے محبت کی جائے تو حقیقی محبوب وہ دوسرا ہی ہوتا ہے البتہ محبوب تک پہنچنے کا راستہ بھی محبوب ہوتا ہے اسی لئے لوگ سونے اور چاندی سے محبت کرتے ہیں حالانکہ ان دونوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی کیونکہ یہ نہ تو کھائے جاتے ہیں اور نہ ہی پیئے لیکن یہ دونوں کئی محبوب چیزوں کا وسیلہ بنتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں سے ایسی محبت کی جاتی ہے جیسی سونے اور چاندی سے ہوتی ہے کیونکہ وہ مقصود کے لئے وسیلہ ہوتے ہیں اور دراصل ان لوگوں کے ذریعے مقام و مرتبہ یا مال یا علم حاصل ہوتا ہے جیسے بادشاہ سے اس لئے محبت کی جاتی ہے کہ اس کے دل

میں جگہ بنائیں۔

جس تک پہنچنے کے لئے کسی شخص سے محبت کی جاتی ہے اگر اس کا فائدہ دنیا تک محدود ہے تو اس سے محبت اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوگی اور اگر اس کا فائدہ تو دینی ہوسکتا ہو لیکن خود محبت کرنے والا اسے صرف دنیا حاصل کرنے کا وسیلہ بنالے جیسے شاگرد کا اپنے استاذ سے محبت کرنا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت سے خارج ہے کیونکہ یہ شخص اس سے صرف اس لئے محبت کرتا ہے تاکہ اپنی ذات کے لئے علم حاصل کر سکے تو اس کا محبوب علم ہے پس اگر علم قرب خداوندی مقصود نہ ہو بلکہ اس کے ذریعے مقام و مرتبہ مال اور مخلوق کے نزدیک قبولیت حاصل کرنا مقصود ہو تو اس کا محبوب مرتبہ اور قبولیت ہے اور علم اس کا وسیلہ ہے اور استاذ علم کا وسیلہ ہے لہٰذا یہاں کوئی بھی بات اللہ تعالیٰ کے لئے محبت قرار نہیں پاتی۔ کیونکہ یہ تمام امور تو ان لوگوں سے بھی مقصود ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔

پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک مذموم ہے اور دوسری مباح ہے۔ اگر مذموم مقاصد کا حصول مقصود ہو مثلاً ہمعصر لوگوں کو نیچا دکھانا یتیموں کا مال ہڑپ کرنا اور قاضی بن کر رعایا کو ستانا وغیرہ تو یہ محبت مذموم ہے اور اگر اس کے ذریعے اللہ عز وجل کے علاوہ کسی اور جائز مقصد تک پہنچنا ہو تو یہ محبت بھی مباح ہوگی۔ گویا وسیلہ کا حکم وہی ہوگا جو اصل مقصود کا ہے کیونکہ یہ اس کے تابع ہے ذاتی طور پر قائم نہیں ہے۔

تیسری قسم:

جس سے محبت کی جائے تو اس کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے ہو اور وہ غیر، دنیاوی مفادات میں سے نہ ہو بلکہ آخرت کے فوائد کی طرف لوٹے یہ بھی ظاہر بات ہے مثلاً ایک شخص اپنے استاذ یا مرشد سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس کے ذریعے حصول علم اور اچھے عمل تک پہنچتا ہے۔ اور علم سے آخرت کی کامیابی مقصود ہے تو یہ شخص ان لوگوں میں شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی طرح جو استاد اپنے شاگرد سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ وہ اس سے علم حاصل کرتا ہے اور اس کے واسطہ سے اسے رتبہ تعلیم ملتا ہے اور اس کے ذریعے وہ آسمان کی بادشاہی میں تعظیم کے درجہ تک پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

عظیم کون:

جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور عمل کرتا ہے وہ آسمان کی بادشاہی میں عظیم کہلاتا ہے اور تعلیم شاگرد کے ذریعے پوری ہوتی ہے تو اس صورت میں یہ (شاگرد) اس کمال کا آلہ ہے پس اگر وہ اس سے اس لئے محبت کرے کہ یہ اس درجہ کمال تک پہنچنے کا آلہ ہے کہ اس کے سینے کو اس کے لئے کھیتی بنایا گیا اور یہ اس کی ملکوتِ آسمانی میں مرتبہ تعظیم کا سبب ہے تو یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا شمار ہوگا۔

بلکہ جو شخص اپنا مال اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ کرتا اور مہمانوں کو جمع کرتا ہے ان کے لئے اچھے اچھے کھانے تیار کرتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے اب وہ کسی ماہر باورچی سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ وہ کھانا اچھا پکاتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ

کے لئے محبت کرنے والوں میں سے ہے۔ اسی طرح اگر وہ اس آدمی سے محبت کرے جو اس کی طرف سے مساکین تک صدقہ پہنچادے تو یہ بھی اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے۔

سیّدنا امام غزالی (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد فرماتے ہیں

ہم اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب وہ اس آدمی سے محبت کرتا ہے جو اس کی خدمت کرتا ہے مثلاً اس کے کپڑے دھوتا ہے گھر کی صفائی کرتا ہے اور کھانا پکاتا ہے اور یوں اسے علم وعمل کے لئے فارغ رکھتا ہے اور اس آدمی کا اس سے خدمت لینا اس مقصد کے تحت ہے کہ یہ عبادت کے لئے فراغت حاصل کرے تو یہ اس شخص سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے۔

اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر ہم یوں کہتے ہیں کہ اس آدمی سے محبت کرنا جو اس پر اپنا مال خرچ کرتا ہے اور لباس اور رہائش کے ذریعے اس کی غمخواری کرتا ہے بلکہ اس کی تمام اغراض کو پورا کرتا ہے اور ان تمام کاموں سے اس آدمی کا مقصد اس شخص کو علم وعمل کے لئے فارغ رکھنا ہوتا ہے جو قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والا ہے۔

چنانچہ ہمارے بزرگوں کی ایک جماعت کی کفالت مال داروں کی ایک جماعت کرتی تھی تو یہ دونوں یعنی غم خواری کرنے والے اور وہ جن کی غمخواری کی گئی اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے شمار ہوں گے۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہم یوں کہتے ہیں کہ جو شخص نیک عورت سے نکاح کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے شیطان کے وسوسوں سے بچے اور اپنے دین کی حفاظت کرے یا اس سے نیک اولاد پیدا ہو اور عورت سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ وہ ان دینی امور کا آلہ اور ذریعہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والا ہے اور اس سلسلے میں احادیث آئی ہیں مثلاً

لقمے کا ثواب:

اہل وعیال پر خرچ کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے حتیٰ کہ اس لقمے کا بھی جسے وہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۹ ص ۱۰۷ کتاب الادب)

نیز جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت میں اس کی ملاقات کی چاہت میں مشہور ہے یعنی اللہ (عزوجل) کا ولی ہے جب وہ کسی اور سے محبت کرے تو بھی وہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والا شمار ہوگا کیونکہ اس کے بارے میں یہی تصور ہوتا ہے کہ وہ جس سے بھی محبت کرتا ہے اپنے محبوب کے ساتھ اسمیں پائی جانے والی مناسبت کی وجہ سے کرتا ہے۔

اس کے علاوہ جب کسی کے دل میں دو محبتیں جمع ہو جائیں ایک اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوسری دنیا کی محبت اور کسی دوسرے شخص میں بھی یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں اور کیفیت یہ ہو جائے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور دنیا دونوں تک پہنچا جا سکے تو اگر کوئی کسی سے اس وجہ سے محبت کرے کہ اس میں دونوں باتوں کی صلاحیت ہے تو یہ محبت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگی جیسا کہ کوئی شاگرد اپنے استاذ سے محبت کرتا ہے جو اسے دین بھی سکھاتا ہے اور مالی امداد کے ذریعے اس کے دنیاوی کاموں میں بھی کفایت کرتا ہے تو چونکہ اس (شاگرد) کی طبیعت میں دنیوی راحت اور سعادت آخرت دونوں کی طلب ہے اور یہ (استاذ) ان دونوں باتوں تک پہنچانے کا وسیلہ ہے اس لئے وہ استاذ سے محبت کرتا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے لئے یہ شرط نہیں

کہ دنیوی فائدہ پر بالکل محبت نہ کرے کیونکہ انبیاء کرائم علیہم السلام کو جس دعا کا حکم دیا گیا ہے اس میں دنیا اور آخرت دونوں کو جمع کیا گیا جیسے یہ دعا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں دنیا سے بھلائی اور آخرت سے بھلائی عطا فرما

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعا میں یوں کہا:

اَللّٰھُمَّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوِّیْ وَلَا تَسُوْءْ بِیْ صَدِیْقِیْ وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتِیْ لِدِیْنِیْ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّیْ۔

اے اللہ! میرے دشمن کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور میری وجہ سے میرے دوست کو برائی نہ پہنچا میرے دین کے لئے کسی مصیبت کا فیصلہ نہ کرنا اور دنیا کو میرا سب سے اہم مقصد نہ بنانا

تو دشمن کی ہنسی اور تمسخر کو دور کرنا دنیوی امور میں سے ہے اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ دنیا کو میرا مقصد بالکل نہ بنانا بلکہ فرمایا کہ اسے میرا سب سے بڑا مقصد نہ بنانا۔

نیز نبی اکرم نورِ مجسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یوں دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ رَحْمَةً اَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(جامع ترمذی ص ۴۹۲ ابواب الدعوات)

یا اللہ! میں تجھ سے ایسی رحمت کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے دنیا اور آخرت میں تیری کرامت کا شرف حاصل کر سکوں

نیز آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یوں بھی دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ مِنْ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَبَلَاءِ الْاٰخِرَةِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۸۱ مرویات بسر بن ارطاۃ)

یا اللہ! مجھے دنیا اور آخرت کی آزمائش سے عافیت عطا فرما

خلاصہ یہ کہ جب آخرت میں سعادت کا حصول اللہ تعالیٰ کی محبت کے خلاف نہیں تو دنیا میں سلامتی صحت کفالت اور کرامت محبتِ خداوندی کے منافی کیسے ہوگی۔ دنیا اور آخرت دراصل دو حالتوں کا نام ہے البتہ ان میں سے ایک یعنی دنیا دوسری کی نسبت قریب ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان آئندہ کل کے فوائد کو تو پسند کرے لیکن آج انھیں پسند نہ کرے۔

البتہ دنیاوی فوائد کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ جو آخرت کے حصول کی خلاف ہیں اور ان کے لئے رکاوٹ ہیں اور یہ وہی ہیں جن سے انبیاء کرام علیہم السلام نے اجتناب کیا اور پرہیز کرنے کا حکم دیا۔

اور دوسری قسم وہ ہے جو آخرت کے منافی نہیں ہیں اور یہ وہ ہیں جن سے ممانعت نہیں ہے جیسے نکاحِ صحیح اور حلال کھانا وغیرہ۔

تو جو باتیں آخرت کے خلاف ہیں عقل مند آدمی پر لازم ہے کہ انہیں ناپسند کرے ان سے محبت نہ کرے یعنی عقل وشعور کے ساتھ ناپسند کرے طبعی طور پر نہیں جیسے کسی بادشاہ کی ملکیت سے لذیذ کھانے اسکی اجازت کے بغیر کھانا جب کہ اسے معلوم ہو کہ کھانے کی صورت میں ہاتھ یا گردن کاٹ دی جائے گی تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ طبعی طور پر لذیذ کھانے کو پسند نہیں کرتا اور اگر کھائے گا تو اسے لذت حاصل نہ ہوگی کیونکہ یہ محال ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عقل اسے اس اقدام سے روکتی ہے۔ اور

اس ناپسندیدگی کی وجہ وہ نقصان ہے جو اس سے متعلق ہے۔

بہر حال اس بات کا مقصد یہ ہے کہ اگر شاگرد اپنے استاذ سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ وہ اس کی خیر خواہی کرتا اور اسے تعلیم دیتا ہے یا استاذ اپنے شاگرد سے اس لئے محبت کرے کہ وہ اس سے سیکھتا اور اس کی خدمت کرتا ہے اور ان میں سے ایک فوری فائدہ ہے جب کہ دوسرا اخروی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے وہ یہ کہ اگر استاذ اسے علم سے منع کردے یا اس سے علم حاصل کرنا شاگرد کے لئے مشکل ہو جائے تو اس وجہ سے اس کی محبت کم ہو جائے۔ تو جس بات کے نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کی محبت کم ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اور اسے اسی کمی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کا ثواب ملے گا اور اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ تم کسی انسان سے اپنی ان اغراض کی بنیاد پر محبت کرو جو اس سے متعلق ہیں اگر بعض مقاصد نہ پورے ہوں تو تمہاری محبت بھی کم ہو جائے گی اور زیادہ ہو جائیں تو وہ بھی بڑھ جائے گی۔ اور تم جس قدر سونے سے محبت کرتے ہو چاندی سے اس قدر نہیں ہوتی اگرچہ دونوں کی مقدار برابر ہو کیونکہ سونا جن مقاصد تک پہنچاتا ہے وہ اس سے زیادہ ہیں جو چاندی سے حاصل ہوتے ہیں تو اس صورت میں غرض کے بڑھنے سے محبت بھی بڑھتی ہے اور دنیاوی اور اخروی اغراض کا جمع ہونا محال نہیں ہے چنانچہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے لئے محبت میں داخل ہیں اسی طرح محبت میں جو اضافہ ہوگا اگر ایمان نہ ہوتا تو یہ اضافہ نہ ہوتا تو اضافہ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت قرار پاتا ہے تو اگرچہ یہ دقیق ہے مگر کمیاب ہے۔

چوتھی قسم:

اس قسم کی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور محض اسی کی خاطر ہوتی ہے نہ تو علم و عمل کا حصول مقصود ہوتا ہے اور نہ رب (عزوجل) کی ذات کے علاوہ کسی اور تک پہنچنا مقصود ہوتا ہے اور یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو سب سے گہرا اور مشکل ہے۔ اور یہ قسم بھی ممکن ہے کیونکہ غلبہ محبت کے آثار یہ ہیں کہ محبوب سے آگے بڑھ کر ہر اس چیز تک پہنچے جو محبوب سے تعلق رکھتی ہے اور اس سے کسی نہ کسی طرح مناسبت رکھتی ہے اگرچہ یہ تعلق دور ہی کا ہو کیونکہ جو آدمی کسی شخص سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تو وہ اس انسان کے محب سے بھی محبت کرتا ہے اور اس کے محبوب سے بھی بلکہ اس کے خدام سے بھی محبت کرتا ہے اسی طرح اس آدمی سے بھی محبت کرتا ہے جو اس کے محبوب کی تعریف کرے نیز جو چیز اس کے محبوب کی رضا کا باعث بنے اس سے بھی محبت کرتا ہے حتی کہ بقیہ بن ولید نے کہا:

کتے سے محبت:

جب مومن کسی دوسرے مومن سے محبت کرتا ہے تو اس کے کتے سے بھی محبت کرتا ہے۔

اور واقعی یہی بات ہے عاشق لوگوں کے حالات کا تجربہ اس بات پر گواہ ہے نیز شعراء کے اشعار بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں اسی لئے وہ اپنے محبوب کے کپڑوں اور موزوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو یادگار بناتا ہے محبوب کے مکان محلے اور پڑوسیوں تک سے محبت کی جاتی ہے حتی کہ مجنون بن عامر نے کہا۔

میں لیلیٰ کے علاقے سے گزرتا ہوں تو دیواروں کو بوسے دیتا ہوں اس علاقے کی الفت سے میرا دل نہیں تڑپتا بلکہ میں اُس

محبوب کی محبت میں ایسا کرتا ہوں جو وہاں رہتا ہے۔

تو مشاہدہ اور تجربہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ محبت محبوب کی ذات سے بڑھ کر اس کے اردگرد کی اشیاء اور جو کچھ اُس سے تعلق رکھتا ہے سب تک پہنچ جاتی ہے نیز جن جن کو اس سے مناسبت ہوتی ہے اگرچہ دور کا تعلق ہو وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ محبت کی زیادتی کا نتیجہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت جب دل پر غالب آجاتی ہے اور فریفتگی و شیفتگی کی حد تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے علاوہ تمام موجودات تک پھیلتی ہے کیونکہ ذاتِ خداوندی کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب اسکی قدرت کے آثار ہیں۔ اور جو شخص کسی انسان سے محبت کرتا ہے وہ اس کی صنعت کتابت اور تمام افعال سے محبت کرتا ہے اسی لئے نبی اکرم کے پاس جب کوئی نیا پھل لایا جاتا ہے تو آپ اسے آنکھوں سے لگاتے اس کی عزت کرتے اور فرماتے اس کا زمانہ ہمارے رب کے قریب ہے۔

(سنن الدارمی جلد ۲ ص ۳۲ حدیث ۲۰۷۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ کی محبت بعض اوقات اس کی گزشتہ عنایات اور طرح طرح کی نعمتوں کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی اس کی ذات کی وجہ سے ہوتی ہے کوئی دوسری بات پیش نظر نہیں ہوتی۔ اور یہ محبت سب قسم کی محبتوں سے زیادہ گہری اور اعلیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت جس صورت میں بھی ہو جب وہ مضبوط ہوتی ہے تو ہر اس چیز تک پہنچ جاتی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا بھی تعلق ہوتا ہے حتی کہ اس چیز تک بھی پہنچتی ہے جو ذاتی طور پر تکلیف دہ اور ناپسندیدہ ہوتی ہے لیکن محبت کی فراوانی تکلیف کے احساس کو کمزور کر دیتی ہے اور محبوب کے عمل کی خوشی اور اس کا ارادہ اگرچہ تکلیف کے ساتھ ہی ہو تکلیف کے احساس کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اور یہ اس طرح ہے جیسے محبوب کے مارنے یا چٹکی بھرنے سے اگرچہ وہ سزا کے طور پر ہو خوشی ہوتی ہے کیونکہ محبت کی قوت ایسی خوشی پیدا کرتی ہے جس سے تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے۔ (فیضان احیاالعلوم ۲۴۴)

بَابُ حُبِّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِيْمَانِ

باب: انصار کی محبت کا بیان

343- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ

عدی بن ثابت کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا یا فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور انصار سے ماسوا منافق کے کوئی بغض نہ رکھے گا جو انصار سے محبت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرے گا اور جو انصار سے بغض رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرمائے گا۔ (مرجع السابق باب علامۃ الایمان حب الانصار)

344۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔ (مرجع السابق باب علامة الایمان حب الانصار)

شرح

حضرت انس سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۔ (مشکوٰۃ شریف از مفتی احمد یار خان نعیمی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 456)

یعنی سارے انصار سے عداوت صرف دین کی ہی وجہ سے ہوسکتی ہے کسی خاص انصاری کی مخالفت دنیاوی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے اسی لیے یہاں انصار جمع ارشاد ہوا۔ انصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے ایسے انوکھے میزبان ہیں کہ ان کی مثال آسمان و زمین نے نہ دیکھی تھی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے احسانات کے بدلے ہم نے کردیئے مگر ابوبکر صدیق دوسری روایت میں ہے کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہیں ہوسکا، قیامت میں رب سے دلوایا جاوے گا ان احسانات کو یاد رکھو اور ان سے محبت کرو کہ وہ ہمارے نبی کے محسن ہیں تو ہم سب کے محسن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مفتی احمد یار خان نعیمی نقل کرتے ہیں:

حضرت براء روایت ہے سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انصار سے محبت نہ کرے گا مگر مؤمن اور ان سے عداوت نہ کرے گا مگر منافق تو جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے، جس نے ان سے بغض رکھا اللہ اس سے ناراض ہو ۲۔

یعنی انصار سے وہ ہی محبت کرے گا جو کامل مؤمن ہوگا اور انصار سے بغض وہ ہی رکھے گا جو اعتقادی یا عملی منافق ہوگا، ایمان دل میں ہے مگر اس کی علامات ظاہری جسم میں موجود ہیں۔

یہ کلمات دعا اور بدعا کے ہیں یعنی اے اللہ انصار کے محبین سے تو محبت فرما اور انصار کے دشمنوں سے تو دشمنی فرما۔ اس سے روافض زمانہ عبرت حاصل کریں۔ خیال رہے کہ یہاں دینی محبت و عداوت مراد ہے، خیال رہے کہ انصار کا نام پہلے ابناء قبلہ تھا، قبلہ ان کی مورث اعلیٰ تھیں جن میں اوس وخزرج دونوں جمع ہوجاتے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام انصار رکھا رب تعالیٰ کو یہ نام قبول ہوا اس نے بھی انہیں اسی نام سے یاد فرمایا

"مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ"

جیسے مدینہ منورہ کا نام پہلے یثرب تھا حضور نے اس کا نام مدینہ رکھا قرآن مجید نے بھی اسے مدینہ ہی فرمایا۔

(مشکوٰۃ شریف از مفتی احمد یار خان نعیمی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 457)

بَابٌ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اَنْتُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انصار کرام سے اس ارشاد کا بیان فرمانا کہ تم مجھے سب سے پیارے ہو

345۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چند عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ راوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ شادی میں شرکت کر کے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدھے قیام فرما ہو گئے۔ تو ارشاد فرمایا: تم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو اس کو تین دفعہ ارشاد فرمایا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، صحیح مسلم: الاحکام 4562، مسند احمد: رقم الحدیث: 12334، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 218)

346۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَائَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ مَرَّتَيْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک انصاری عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئیں جبکہ ان کے ہمراہ ان کا بچہ بھی تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے ساتھ گفتگو فرمائی ارشاد فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو یہ دوبار ارشاد فرمایا۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1877، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8329، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3585)

شرح

حضرت انس سے روایت ہے کہ کچھ انصاری لوگوں نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو ہوازن کے مال غنیمت میں بہت کچھ دیا آپ قریشی لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو انصار نے کہا کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے بلند کرے آپ قریش کو تو دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی تو حضور نے انصار کو بلایا انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا ان کے ساتھ کسی کو نہ ٹھہرنے دیا جب وہ سب جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ مجھ کو تمہارے متعلق کیا خبر پہنچی ہے تو ان کے سمجھ دار بولے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے سمجھ داروں نے تو کچھ نہیں کہا رہے ہم میں سے نو عمر لوگ انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم کی شان بڑھائے آپ قریش کو دیتے ہیں انصار کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی نئے نئے کفر سے لوٹے ہیں میں انکی تالیف قلب کرتا ہوں کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر واپس ہو۔ انصار بولے ہاں یارسول اللہ ہم راضی ہیں۔

ہوازن حضرت حلیمہ دائی کے قبیلہ کا نام تھا یہ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا، ان سے جو جنگ ہوئی اس کا نام جنگ حنین ہے کیونکہ اس جگہ کو حنین کہتے ہیں ان سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ اس غزوہ میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چار ہزار اوقیہ چاندی چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں، بعض روایات میں ہے کہ بکریاں بے شمار تھیں۔ (اشعۃ اللمعات)

چنانچہ حضور نے اس موقع پر ابوسفیان کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے یہ عطیہ بہت ہی زیادہ تھا اسی طرح اور نو مسلموں کو عطیے دیئے مہاجرین اور انصار کو ان سے کم عطیے دیئے۔

عربی میں یغفر اللہ اور غفر اللہ یا عفا اللہ کسی کلام کی تمہید کے لیے بولا جاتا ہے، رب فرماتا ہے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ

لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور انور یہ گناہ کر رہے رب ان کا یہ گناہ بخشے یہ بات تو کفر ہے۔

یعنی ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کفار کے خون ٹپک رہے ہیں ہماری تلواریں ابھی ان کے خون سے خشک بھی نہیں ہوئیں۔ مقصد یہ ہے کہ جنگ کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی ابھی تو ہوئی ہے اس عبارت میں قلب ہے جیسے عرضت الناقۃ علی الحوض اصل میں یوں تھا عرضت الحوض علی الناقۃ۔

کسی نے حضور انور سے یہ عرض کیا مگر غیبت یا شکایت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح کے لیے کہ ان حضرات کی اصلاح ہو جائے۔ خیال رہے کہ انصار کا یہ عرض کرنا حضور انور پر بدگمانی کے لیے نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ شاید ہمارے جہاد اور قربانیاں بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں اگر قبول ہوتیں تو ہم کو انعام پورا ملتا، یہ خوف الٰہی کی انتہا ہے لہٰذا ان حضرات کا یہ عرض کرنا کمال ایمان تھا کفر نہ تھا اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے توبہ نہیں کرائی بلکہ انہیں وہ بشارت دی جو آئندہ مذکور ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کے خیمہ میں انصار کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں انصار کے سواء اور کوئی نہ رہے ان سے کچھ راز کی باتیں کرنا ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یہ کلام کم عقلی کی وجہ سے صادر ہوا جو شیلے جوانوں نے کہہ دیا ہے ہم لوگوں نے یہ کچھ نہیں کہا۔

یہ ہے اقرار قصور کہ جو کچھ ہوا تھا صاف صاف عرض کر دیا آخرت میں بھی اپنے قصور کا اقرار کرنا معافی کا ذریعہ ہوگا انکار جرم سے غضب آجاوے گا۔ شعر

عذر بدتر از گنہ کا ذکر کیا ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے

مقصد یہ ہے کہ میرا کسی کو زیادہ عطیے دینا اس کی زیادہ مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور کسی کو کم دینا اس کی عدم مقبولیت کی دلیل

نہیں بلکہ کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ آج ہم نے جن لوگوں کو زیادہ عطیے دیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی قریب میں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ہیں، ابھی انکے دل میں میری اور اسلام کی محبت اچھی طرح رچی نہیں میری اس داد و دہش سے ان کے دلوں میں میری محبت زیادہ ہوگی اور میری محبت سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور اسلام کی محبت بڑھے گی۔ خیال رہے کہ حضور کی محبت حضور کی عظمت ساری محبتوں عظمتوں کی اصل ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں حضور کی عظمت نہیں ان کے دلوں میں نہ قرآن مجید کی عظمت ہے نہ خدا تعالیٰ کی نہ اسلام کی۔ دیکھو نجدی لوگ قرآن مجید کی کعبہ معظمہ کی کیسی بے حرمتی کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے فرمایا

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں　　اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

سبحان اللہ! کیسا ایمان افروز عشق سے لبریز فرمان ہے کہ مؤلفۃ القلوب نومسلم لوگ تو اس پر خوشی خوشی اپنے گھر جائیں کہ انہیں مال بہت مل گیا اور تم اس پر خوش خوش لوٹو کہ تم کو مال تھوڑا ملا مگر میں اور میری محبت کاملہ تم کو نصیب ہوگئی تم میرے ہو چکے اور میں تمہارا ہو چکا جب میں تمہارا ہو گیا تو کونین بلکہ خالق کونین تمہارا ہو گیا۔

لطیفہ: ایک بار میں نے حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا دل نہیں لگتا کیا کروں، فرمایا پڑھتے تو ہو میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں، فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو میں نے کہا وہ کیسے، فرمایا جسے نماز میں مزہ آئے وہ تو مزے کے لیے پڑھتا ہے اور جس کو مزہ نہ آئے وہ رب کے لیے پڑھتا ہے ان کے اس جواب کا لطف مجھے اب تک آ رہا ہے۔ بہت ہی تسکین ہوئی۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا　　تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر راضی ہیں اور راضی رہیں گے کچھ نہ ملے حضور مل جاویں پھر کیا کمی ہے۔

جنت نہ دیں تیری رویت ہو خیر سے　　اس گل کے آگے کیا حاجت برگ و بر کی ہے

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

رضینا قسمة الجبار فینا　　لنا علم وللجھال مال

فان المال یفنی عن قریب　　و ان العلم باق لا یزال

بَابُ اَتْبَاعِ الْاَنْصَارِ

باب: انصار کی اتباع کرنے والوں کا بیان

347-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَّاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ فَنَمَيْتُ ذٰلِكَ اِلَى ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى فَقَالَ قَدْ زَعَمَ ذٰلِكَ زَيْدٌ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہر نبی کے اتباع کرنے والے ہیں اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے والے پیدا

فرمادے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دعا فرما دی۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 476، مستدرک: رقم الحدیث: 6990، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 4977، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 36036، مسند احمد: رقم الحدیث: 18530)

تعارف راوی

زید بن ارقم: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، انصاری خزرجی ہیں، آخر میں کوفہ میں رہے، ٦٦ چھیاسٹھ میں وہاں ہی وفات ہوئی۔ آپ کا نسب یوں ہے زید بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان آپ ہی کے ذریعہ عبداللہ بن ابی کا نفاق ظاہر ہوا، آپ ہی کی تصدیق میں سورۂ منافقین نازل ہوئی، مختار بن عبدالملک بن مروان کے زمانہ ٦٦ میں وفات ہوئی۔ (مترجم)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الزاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

348- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا وَّإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُهُ لِابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ قَالَ شُعْبَةُ أَظُنُّهُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ

عمرو بن مرہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوحمزہ سے سنا جو انصار کے ایک شخص ہیں انہوں نے بیان کیا ہے کہ انصاریوں نے کہا: ہر قوم کے اتباع کرنے والے ہوتے ہیں اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ ہمارے متبعین کو ہم میں سے ہی فرمادے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! ان کے متبعین کو انہی میں سے بنادے۔ (مستدرک: جز: 4، ص: 95 معجم الکبیر: جز: 5، ص: 169)

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ
باب: انصار کے گھروں کی فضیلت

349-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَّا أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى كَثِيرٍ وَّقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار کے گھروں میں سب سے بہتر بنو النجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل ہیں پھر بنو حارث بن خزرج ہیں پھر بنو ساعدہ ہیں اور انصار کے ہر گھر میں خیر ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ

رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت بخشی چنانچہ کہا گیا کہ تمہیں بہت سارے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 392، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2511، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3933، الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ جز 4، ص 478، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 716)

تعارف راوی

ابو اسید: آپ کا نام ابو اسید بن مالک بن ربیعہ ہے، انصاری ہیں، ساعدی ہیں، تمام غزوات میں شریک ہوئے، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ سے بہت مخلوق نے روایات کی ۶۰ھ ساٹھ میں وفات ہوئی اٹھتر سال کی عمر ہوئی، آخر میں نابینا ہو گئے تھے، آپ سب سے آخری بدری ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہو گئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

350- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْأَنْصَارِ أَوْ قَالَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَبَنُو الْحَارِثِ وَبَنُو سَاعِدَةَ

ابو اسید کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہترین انصار یا ارشاد فرمایا: انصار کے بہترین گھر بنو النجار ہیں، بنو عبد الاشہل ہیں، بنو الحارث ہیں اور بنو ساعدہ ہیں۔ (مرجع السابق)

351- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبَا أُسَيْدٍ أَلَمْ تَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيرًا فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ خُيِّرَ دُورُ الْأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا فَقَالَ أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ

ابو حمید کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انصار کے بہترین گھر بنو نجار کے گھر ہیں پھر بنو عبد الاشہل کے گھر ہیں پھر بنو الحارث کے گھر ہیں پھر بنو ساعدہ کے گھر ہیں اور سارے انصار کے گھروں میں خیر ہی خیر ہے۔ اس کے بعد ہم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے یہ نہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو سب سے بہترین فرمایا ہے۔ چنانچہ ہمیں آپ ﷺ نے سب سے آخر میں قرار دیا۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے انصار کے گھروں کو سب سے بہترین فرمایا ہے تو ہمیں آخر میں قرار دیا ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا یہ تمہارے لئے کفایت نہیں کہ تم بھی بہترین لوگوں میں

شامل ہو۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3079، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4503، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1392، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2495، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2314)

تعارف راوی

ابوحمید: آپ کا نام عبدالرحمٰن بن سعد ہے، انصاری خزرجی ساعدی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الحاء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں:

حضرت ابواسید سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بنونجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل پھر بنی حارث ابن خزرج پھر بنی ساعدہ اور انصار کی سارے گھرانوں میں خیر ہے۔

ا یہ چاروں انصار کے قبیلے ہیں ان سب کا لقب انصار ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ تھا اور حضور کے مددگاروں کا نام انصار ہوا اور غیر خدا سے مدد لینا حرام یا شرک ہوتا تو یہ دونوں نام مشرکانہ ہوتے اور انہیں نصاریٰ یا انصار کہنا شرک ہوتا۔

یعنی ان چار خاندانوں کے علاوہ اور جس قدر انصاری خاندان ہیں سب میں خیر ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ ان چار خاندانوں نے حضور انور کی خاص خدمات انجام دی ہوں گی۔

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا دوسری روایت میں بجائے مقداد کے ابومرثد ہیں تو فرمایا کہ تم جاؤ حتی کہ خاخ کے باغ میں پہنچو وہاں ایک بوڑھی عورت ہے جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو چنانچہ ہم چلے کہ ہم کو ہمارے گھوڑے دوڑا رہے تھے حتی کہ ہم باغ میں آئے تو ہم اس بوڑھی کے پاس تھے ہم نے کہا خط نکال، دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا یا خط نکال ورنہ کپڑے اتار تب اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ہم وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف پیغام تھا وہ مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی خبر دے رہے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا وہ بولے یا رسول اللہ حضور مجھ پر جلدی نہ کریں میں قریش میں ایک الحاقی شخص ہوں میں خود قریش میں سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں ان کی قریش سے قرابت داریاں ہیں جن سے وہ مکہ میں ان کے مالوں ان کے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں میں نے چاہا کہ جب مجھے ان سے نسبی رشتہ حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس سے وہ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں میں نے یہ کام نہ تو کفر کی وجہ سے کیا نہ اپنے دین سے پھرتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ انہوں نے تم سے سچ کہا جناب عمر بولے یا رسول اللہ مجھے چھوڑ یئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں۔ تمہیں کیا خبر شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر توجہ فرمائی ہے فرمایا ہو کہ جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی اور ایک روایت میں ہے کہ میں تم کو بخش چکا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 466)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انصار سے یہ ارشاد فرمانا کہ صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے حوض پر آ کر ملو

اسے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

352- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عامل کیوں نہیں بناتے جس طرح فلاں کو بنا دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم میرے بعد دیکھو گے کہ تمہارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی لہٰذا تم صبر کا دامن تھامنا حتیٰ کہ مجھ سے حوض پر آ کر ملو۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 708، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 5933، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16404، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5288، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 3432)

353- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے ارشاد فرمایا: عنقریب تم دیکھو گے کہ میرے بعد تمہارے اوپر دوسرے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی تو تم اس وقت صبر اختیار کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے آ کر ملو اور میرا تم سے حوض پر ملنے کا وعدہ ہے۔ (شرح السنۃ: جز: 1، ص: 950، مسند احمد: رقم الحدیث: 12288، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 154، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 708، سنن الکبریٰ رقم الحدیث: 5033)

354- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يُّقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ إِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ فَإِنَّهُ

سَيُصِيبُكُمْ بَعْدِي أَثَرَةٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جس دوران یحییٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ولید کی جانب گئے تھے وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو طلب فرمایا تا کہ ان کو بحرین کے قطعات عطا فرمائیں تو وہ عرض گزار ہوئے: نہیں ہم تو تب لیں گے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی اسی طرح عطا فرمادیں تو ارشاد فرمایا: اگر تم اس وقت نہیں لے رہے ہو تو پھر میرے بعد صبر کا دامن پکڑنا حتیٰ کہ تم آ کر مجھ سے ملو۔ کیونکہ جلد ہی تم پر یہ مصیبت آ پہنچے گی کہ تمہارے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ (مرجع السابق باب القطائع)

صبر وشکر

جان لیجئے! ایمان کے دو حصے ہیں: ایک حصہ صبر اور دوسرا حصہ شکر ہے جیسا کہ احادیث اور آثار اس بات پر شاہد ہیں۔

قرآن وحدیث میں صبر کے فضائل:

اللہ عزوجل نے صبر کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(1) وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا۔

(پ21، السجدۃ:24)

(2) وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا

ترجمۂ کنز الایمان: اور تیرے رب کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل پر پورا ہوا بدلہ ان کے صبر کا۔ (پ9، الاعراف:137)

(3) وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا

ترجمۂ کنز الایمان: اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا صلہ دیں گے۔ (پ14، النحل:96)

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا:

اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ

ترجمہ: صبر اور سخاوت کرنا۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی حسن الخلق، الحدیث ۸۰۱۴، ج۶، ص ۲۴۲)

نبیٔ مکرّم، نورِ مجسّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ جنّت نشان ہے:

اَلصَّبْرُ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب الصبر، الحدیث ۱۶، ج ۴، ص ۲۴، الجنۃ: بدلہ: الخیر)

حقیقت صبر کا بیان:

جان لیجئے! صبر علم، حال اور عمل سے مرکب ہے، اس میں علم درخت کی طرح، حال ٹہنیوں کی طرح اور عمل پھل کی طرح ہے

اور تو نے جان لیا کہ صبر میں دینی مصلحت ہے اور یہ ایسی قوت ہے جو صبر کا تقاضا کرتی ہے اور یہ صبر یا تو عبادت پر ہمیشگی اختیار کرنے سے یا شہوت کو ترک کرنے سے ہوتا ہے اور یوں وہ تمام احوال میں صبر ہی کی کسی قسم کو اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مباح کاموں میں بھی میانہ روی اختیار کرتا ہے اور حد سے نہیں بڑھتا اور جہاں تک عبادت پر صبر کرنے کا تعلق ہے تو یہ جاننا چاہیے کہ وہ اس پر کچھ روز صبر کرے گا تو اس کے مقابلہ میں ہمیشہ سعادت پائے گا اور عبادت پر صبر میں اسے ضرورت ہے کہ اسے نہ ظاہر کرے اور نہ ہی دکھاوے کے ذریعے ضائع کرے اور سب سے بڑا صبر خواہشات نفسانیہ اور اس کے موجبات سے بچنا ہے جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا ہے اور وہ باتیں جن پر صبر کرنا لازمی ہے یہ ہیں کہ کوئی انسان اسے قول یا فعل کے ذریعے اذیت دے۔

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ہم کسی مسلمان کو اس وقت تک مؤمن شمار نہ کرتے تھے جب تک وہ اذیت پر صبر نہ کرے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ۝

ترجمۂ کنز الایمان: اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔
(پ13، ابراہیم:)

اور یہ صبر کبھی نفسِ فعل اور اس کے احتمال پر اور کبھی بدلے پر ہوتا ہے اور اس میں ایمان کا کمال ہے۔

صبر کی ایک دوسری قسم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان چیزوں پر صبر کرنا جو انسان کے اختیار میں نہیں، جس طرح بیماری کی مصیبت، بینائی کا چلا جانا، اعضاء کا خراب ہونا اور رشتے داروں کا فوت ہونا وغیرہ۔

حضرت سَیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: قرآن مجید میں صبر کی تین صورتیں مذکور ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی طرف سے عائد فرائض کی ادائیگی پر صبر کرنا اور اس کے تین سو درجات ہیں

(۲) جو کچھ اللہ عزوجل نے حرام کیا اس پر صبر کرنا اور اس کے چھ سو درجات ہیں

(۳) مصیبت پر پہلے صدمے کے وقت صبر کرنا اور اس کے نو سو درجات ہیں۔

صبرِ جمیل کی تعریف:

صبرِ جمیل یہ ہے کہ مصیبت زدہ دوسروں میں پہچانا نہ جائے اور اس منزل تک رسائی طویل مدت تک طویل ریاضت سے ہوتی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

شکر:

شکر کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

(1) وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ

ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا۔ (پ21، العنکبوت:45)

(2) فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝

ترجمۂ کنزالایمان: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچہ کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (پ2، البقرۃ:152)

(3) وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ○

ترجمۂ کنزالایمان: اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔ (پ4 ال عمران:144)

(4) وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ○

ترجمۂ کنزالایمان: اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔ (پ ۲۲، سباء: ۱۳)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

ترجمہ: کھانے والا شکر گزار صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب الطاعم الشاکر، الحدیث ۲۴۸۶، ص ۱۹۰۲)

حقیقتِ شکر کا بیان:

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کو جان لے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی مُنْعِم (یعنی نعمت عطا کرنے والا) نہیں، پھر جب تم نے اپنے اعضاء، جسم، روح اور اپنی معاشی ضروریات کے معاملے میں اپنے اوپر اللہ عزوجل کی نعمتوں کے بارے میں تفصیلاً جان لیا تو تمہارے دِل میں اللہ عزوجل کی اس نعمت وفضل پر خوشی پیدا ہوگی جو تجھ پر ہے پھر تم اس کے موجبات کے مطابق عمل بجالاؤ گے اور یہ دل، زبان اور تمام اعضاء کے ذریعے شکر ادا کرنا ہے۔

شکر کے مختلف طریقے:

قلب کے ذریعے شکر ادا کرنا یہ ہے کہ دل میں تمام مخلوق کے لئے بھلائی رکھے اور دل کو ہمیشہ اللہ عزوجل کے ذکر میں حاضر رکھے اور اس سے غافل نہ ہو۔ زبان سے شکر ادا کرنا یہ ہے کہ وہ زبان کے ذریعے اللہ عزوجل کے شکر پر دلالت کرنے والی حمد کے ذریعے اس کا شکر ادا کرے۔ اعضاء کے ساتھ شکر ادا کرنا یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی نعمتوں کو اس کی اطاعت میں استعمال کرے اور گناہوں میں استعمال کرنے سے بچے اور آنکھوں کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ کسی مسلمان کا عیب دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے اور اس کے گناہوں کی طرف نہ دیکھے اور کانوں کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ جو عیب سنے اس پر پردہ ڈالے اور ان سے صرف مباح چیز ہی سنے۔

حضور نبیٔ کریم، رءوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا: تم نے صبح کیسے کی؟ اس نے عرض کی: بھلائی کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ استفسار فرمایا، اس نے وہی جواب دیا حتّٰی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ پوچھا تو اس نے جواب دیا: میں نے بھلائی کے ساتھ صبح کی، میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ نبیٔ اَکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم سے یہی بات چاہتا تھا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۴۳۷۷، ج ۳، ص ۲۱۶)

ہر شخص سے جب کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے، شکر ادا کر کے مطیع بن جائے یا شکوہ کر کے نافرمان ہو جائے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ شکر کا کیا معنی ہے اور شکر تو اللہ عزوجل کی طرف سے دوسری نعمت پر ہوتا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ حضرت سیّدنا داؤد اور حضرت سیّدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: (اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ) میں تیرا شکر کیسے ادا کروں کیونکہ جب تک مجھے دوسری نعمت حاصل نہ ہو، میں شکر ادا نہیں کر سکتا؟ تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی فرمائی: جب تم نے اس بات کو جان لیا تو شکر ادا ہو گیا۔ اور دوسری روایت میں ہے، جب تمہیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ نعمت میری طرف سے ہے تو تمہارا اس پر راضی ہونا ہی شکر ہے۔

(لُبَابُ الْاِحْیَاء ترجمہ بنام، احیاء العلوم کا خلاصہ مؤلف امام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الوالی صفحہ نمبر 307)

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا: اے باری تعالیٰ! انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرمادے

355- حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِيَاسٍ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعا گو ہوئے: زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے سو تو انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرمادے انہی سے ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا: سو تو انصار کو بخش دے۔

(مرجع السابق باب التحریض علی القتال)

356- حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِينَا اَبَدًا فَاَجَابَهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَهْ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انصار غزوہ خندق کے روز اس طرح فرما رہے تھے: ہم تو وہ ہیں جنہوں نے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کر رکھی ہے ہم جس وقت تک زندہ ہیں ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہو کر جہاد ہی میں مگن رہیں گے۔ تو ان کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے اللہ عزوجل! اصل زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے سو تو انصار اور مہاجرین پر کرم فرمادے۔ (مرجع السابق باب التحریض علی القتال)

357- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

حضرت سہل کا بیان ہے کہ ہم جس وقت خندق کھودنے میں مصروف تھے تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فگن ہوئے اور ہم اپنے کندھوں کے اوپر مٹی کو اٹھا رہے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں کہا: اے اللہ عزوجل! اصل زندگی تو صرف

آخرت کی زندگی ہے سوتو مہاجرین وانصار کی بخشش فرمادے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 912، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5875، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 17667، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 3366، مسند احمد: رقم الحدیث: 6936)

انصار و مہاجر بھائی بھائی

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت وبیگانگی اور اپنے اہل وعیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ سے اپنے دست و بازو کی کمائی کھانے کے خوگر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لئے مستقل ذریعۂ معاش مہیا کرنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اس لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت (بھائی چارہ) قائم کرکے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی اور بے کسی کا احساس دور ہوجائے اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے ذریعۂ معاش کا مسئلہ بھی حل ہوجائے۔ چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اس وقت تک مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو مخاطب کرکے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین وانصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا۔ چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جاکر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لاکر رکھ دی اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ حد ہوگئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں میں اس کو طلاق دے دوں اور آپ اس سے نکاح کرلیں۔

اللہ اکبر! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی مگر مہاجرین نے کیا طرز عمل اختیار کیا یہ بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے۔ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مخلصانہ پیشکش کو سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکریہ کے ساتھ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ سب مال و متاع اور اہل وعیال آپ کو مبارک فرمائے مجھے تو آپ صرف بازار کا راستہ بتادیجئے۔ انہوں نے مدینہ کے مشہور بازار قینقاع کا راستہ بتادیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار گئے اور کچھ گھی، کچھ پنیر خرید کر شام تک بیچتے رہے۔ اسی طرح روزانہ وہ بازار جاتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کافی مالدار ہوگئے اور ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہوگیا کہ انہوں نے شادی کرکے اپنا گھر بسالیا۔ جب یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے بیوی کو کتنا مہر دیا؟ عرض کیا کہ پانچ درہم برابر سونا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائے تم دعوتِ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، الحدیث:۳۷۸۱، ج ۲،ص ۵۵۵)(بخاری، باب الولیمة ولو بشاة، ص ۷۷۷، ج ۲)

اور رفتہ رفتہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت میں اتنی خیر و برکت اور ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہمیں مٹی کو چھو دیتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے منقول ہے کہ ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں ان کا تجارتی سامان پہنچتا تھا تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔

(اسد الغابة، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، ج ۳،ص ۴۹۸ مختصراً)(اسد الغابہ، ج ۳،ص ۳۱۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح دوسرے مہاجرین نے بھی دکانیں کھول لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے۔ دوسرے مہاجرین نے بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کر دی۔ غرض باوجودیکہ مہاجرین کے لئے انصار کا گھر مستقل مہمان خانہ تھا مگر مہاجرین زیادہ دنوں تک انصار پر بوجھ نہیں بنے بلکہ اپنی محنت اور بے پناہ کوششوں سے بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔

مشہور مورخ اسلام حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ یہ عقد مواخاۃ (بھائی چارہ کا معاہدہ) تو انصار و مہاجرین کے درمیان ہوا، اس کے علاوہ ایک خاص عقد مواخاۃ مہاجرین کے درمیان بھی ہوا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عثمان و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جب بھائی چارہ ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا آخر میرا بھائی کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲،ص ۷۱)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ (وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ)

باب: رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود فاقہ کش ہوں

358۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اِلٰى نِسَائِهٖ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضُمُّ اَوْ يُضِيفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ فَقَالَ هَيِّئِيْ طَعَامَكِ وَاَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ اِذَا

اَرَادُوْا عَشَاءً فَهَيِّئِيْ طَعَامَهَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَاَطْفَاَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ كَاَنَّهُمَا يَاْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے پاس ایک شخص کو بھیجا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئیں: ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ بھی نہیں تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی ضیافت کون کرے گا۔ ایک انصاری عرض گزار ہوا: میں۔ چنانچہ یہ اس آدمی کو لے کر اپنی زوجہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان کی بخوبی خدمت کرو۔ اس پر ان کی زوجہ نے کہا: ہمارے پاس تو صرف بچوں کا کھانا موجود ہے۔ وہ کہنے لگے: کھانا بناؤ اور چراغ کو بجھا دو اور جس وقت کھانے کا وقت آ جائے تو بچوں کو سلا دینا۔ اس زوجہ نے کھانا بنایا، چراغ کو بجھا دیا اور بچوں کو سلا دیا پھر یوں کھڑی ہوئیں ظاہر کرنے کے لئے کہ چراغ کو درست کر رہی ہیں اور اس کو بجھا دیا۔ پس وہ کھانے پر بیٹھ گئے مہمان پر ظاہر کرتے رہے کہ وہ دونوں بھی ساتھ کھا رہے ہیں یونہی انہوں نے بھوک کی حالت میں رہ کر رات بسر کی۔ جس وقت وہ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے رات والے کام سے خوش ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا ہے: اور یہ لوگ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود فاقہ کش ہوں اور جو لوگ نفس کے بخل سے بچے رہے وہی کامیاب لوگ ہیں۔ (الادب المفرد: رقم الحدیث: 740، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 295)

شرح

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن یا رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر اور حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی باہر کھڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: تمہیں اس وقت کیا چیز گھروں سے باہر لے آئی؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بھوک۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں بھی اُسی چیز کے سبب گھر سے نکلا ہوں جس نے تمہیں گھر سے نکالا۔ ٹھہرو۔ تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رُک گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے لیکن وہ گھر میں موجود نہ تھے، جب اس انصاری کی بیوی نے دیکھا تو خوشی سے کہنے لگی: مرحبا اور خوش آمدید۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری کے بارے میں پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ عرض کی: وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

جب وہ انصاری واپس لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں صاحبوں کو دیکھ کر کہا: الحمدللہ! آج میرے مہمانوں سے بڑھ کر معزز مہمان کسی کے نہیں۔ پھر وہ جا کر ان کے لئے کھجور کا ایک خوشہ لے آئے جس میں ادھ پکی کھجوریں، چھوہارے اور تازہ کھجوریں تھیں، انہوں نے عرض کی: آپ یہ تناول فرمائیں۔ اور خود چھری سنبھال لی تو آقائے دو جہاں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم

نے اس سے فرمایا: دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔ پس اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی، سب نے اس بکری کا گوشت کھایا، کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ جب سب نے سیر ہو کر کھا پی لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بروزِ قیامت تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا، تمہیں بھوک نے گھر سے نکالا پھر واپس ہونے سے پہلے تمہیں یہ نعمتیں مل گئیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب جواز استتباعہ..... الخ، الحدیث: ۵۳۱۳، ص ۱۰۴۱) (اَلزُّهْدُ وَ قَصْرُ الْاَمَلِ ترجمہ بنام: دنیا سے بے رغبتی اور اُمیدوں کی کمی صفحہ نمبر 40)

ایثار علی النفس

بزرگانِ دین کے اخلاق میں سے ایثار بھی ہے۔ وہ اپنے نفس پر غیروں کو ترجیح دیا کرتے تھے، اگرچہ ان کو خود تکلیف ہو مگر وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کی سعی کیا کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک انصاری ایک مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے گھر میں صرف ایک آدمی کا کھانا تھا۔ اس نے وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا اور اپنی بی بی کو اشارہ کیا کہ وہ چراغ بجھا دے۔ اس نے بجھا دیا مہمان کے ساتھ وہ انصاری آپ بیٹھ گئے اور منہ کے ساتھ چپ چپ کرتے رہے جس سے مہمان نے سمجھا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں وہ سب کھانا اسی مہمان کو کھلا دیا خود بمعہ بی بی اور عیال بھوکے سو رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (پ28، الحشر: 9)

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، ج8، ص100)

اسی طرح ایک بکری کی سری ایک صحابی کے پاس صدقہ آئی تو آپ نے فرمایا کہ فلاں صحابی مجھ سے زیادہ غریب ہے اس کو دے دو۔ چنانچہ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دوسرے کے پاس بھیج دی۔ اس دوسرے نے آگے تیسرے کے پاس یہاں تک کہ پھرتے پھرتے پھر پہلے کے پاس آ گئی۔ (المستدرک للحاکم تفسیر سورۃ الحشر، قصۃ ایثار الصحابۃ، الحدیث 3852، ج3، ص299)

صحابہ کرام میں تو یہاں تک ایثار تھا کہ انہوں نے اپنے بھائی مہاجرین کو اپنی سب جائداد نصف نصف تقسیم کر دی۔ بلکہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں انہوں نے ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کے نکاح میں دے دی۔ اللہ اکبر! یہ اخوت و ہمدردی جس کی نظیر آج دنیا میں نظر نہیں آتی۔

جنگ یرموک میں ایک زخمی نے پانی مانگا ایک شخص پلانے کو آگے ہوا تو ایک دوسرے زخمی کی آواز آئی کہ ہائے پانی۔ زخمی نے کہا کہ اس بھائی کو پہلے پانی پلا دو۔ وہ شخص آگے لے کر گیا تو ایک اور نے آواز دی کہ پانی! اس نے بھی کہا کہ اس کو پہلے پانی پلاؤ۔ پھر آگے گیا تو ایک اور آواز آئی اس نے کہا کہ اس کو پانی پلاؤ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو گیا تھا۔ پھر دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو گیا تھا۔

اسی طرح سب کے سب شہید ہو گئے۔ مگر کسی نے پانی نہ پیا۔ اپنی جان کی پروانہ کی سب نے دوسرے بھائی کے لئے ایثار

کیا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحشر، تحت الآیۃ 9، ج 8، ص 100)

اسی طرح چند درویش جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے سرکاری حکم ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے جب قتل کرنے لگے تو ہر ایک نے یہی تقاضا کیا کہ پہلے مجھے قتل کیا جائے تاکہ ایک دو دم زندگی کے دوسرا بھائی حاصل کرے اور میں اس سے پہلے مارا جاؤں۔ بادشاہ نے یہ ایثار دیکھا، سب کو رہا کر دیا۔ (اخلاق الصالحین صفحہ نمبر 39)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا کہ انصار کے نیکوکاروں کو قبول کرو اور لغزش کرنے والوں سے درگزر کرو

359- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى اَبُوْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ اَخُوْ عَبْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَّقُوْلُ مَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا انصار کی ایک مجلس پر سے گزر ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ روئے جا رہے ہیں تو دریافت فرمایا: کیوں رو رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا یاد آ گیا ہے اس پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہو کر معاملہ عرض کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر باہر قدم رنجہ ہوئے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس پر چادر کے کنارے کی پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ فگن ہوئے اس کے بعد پھر کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ فگن نہ ہوئے۔ پس رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: میں تم لوگوں کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ میرے لئے معدہ اور زنبیل کے قائم مقام ہیں۔ ان کے اوپر جو چیز واجب تھی وہ انہوں نے چکا دی۔ اور جس اجر کے حقدار ہیں وہ ابھی باقی ہے تو ان کے نیکوکاروں کو قبول کرو اور لغزش میں مبتلا ہونے سے درگزر کرو۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 2، ص: 471، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1143، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 100)

360- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُّتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَتَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ اَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْ

يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں پر ایک چادر کو لپیٹ رکھا تھا اور (سر اقدس پر) سیاہ پٹی باندھی ہوئی تھی اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ فگن ہو گئے اور رب تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: امابعد! اے لوگو! دوسروں کی تو بہت زیادہ کثرت ہو جائے گی مگر انصار تھوڑے پڑ جائیں گے اور وہ اس طرح ہو جائیں گے جس طرح کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ سو تم میں سے کوئی آدمی کسی اس طرح کے منصب پر فائز ہو جو کسی کو ضرر پہنچائے یا کسی کو فائدہ پہنچائے تو وہ ان میں نیکو کاروں کو قبول کرلے اور ان کے لغزش کرنے والوں سے درگزر کرے۔ (مرجع السابق باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء امابعد)

361- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار میرا معدہ ہیں اور میرا راز ہیں ایک وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لوگوں کی کثرت ہو جائے گی اور انصار تھوڑے پڑ جائیں گے تم ان میں سے نیکو کاروں کے کام کو قبول کرنا اور ان میں لغزش کرنے والوں کی لغزشوں سے درگزر کرنا۔ (مرجع السابق)

شرح

إِنَّ الذين ھا جروا وَجَاهَدُوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ الخ

ترجمہ: بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے۔

(سورۃ الانفال آیت نمبر 72)

مدینہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ دو قسم کے مسلمان تھے ایک تو وہ لوگ تھے جنہوں نے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو اپنا وطن بنالیا تھا یہ مہاجر کہلائے ہیں اور دوسرے وہ لوگ جو مدینہ کے اصل باشندے تھے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے تھے، ان لوگوں نے ہجرت سے پہلے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں آکر مدینہ آنے کی دعوت دی تھی اور ہر طرح کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا کہ جان و مال سے دریغ نہ کریں گے، اگر کفار آپ پر حملہ آور ہوں گے تو ہم آپ کا دفاع کریں گے، یہ لوگ انصار کہلائے ہیں، ان حضرات نے اپنے دینی بھائی مہاجرین کی جان و مال سے خوب مدد کی اپنے گھروں میں جگہ دی جن کی بیویاں نہ تھیں ان کے نکاح کرائے ان دونوں گروہ انصار ومہاجرین کی شان میں مذکورہ آیتیں نازل ہوئی ان ہی کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں، اسی وجہ سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انصار ومہاجرین کے درمیان مواخات یعنی بھائی بندی کرادی تھی یہ دینی رشتہ خونی اور نسبتی رشتہ سے بھی زیادہ مضبوط ثابت ہوا، جب آیت اولوا الارحام بعضھم اولی ببعض نازل ہوئی تو وارثت کا یہ عارضی انتظام ختم ہو گیا اور وارثت کا قانون نسبتی اور ازدواجی رشتہ پر مقرر ہو گیا، یہ روایت بخاری شریف

میں عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔

ترکہ کا اصل مالک کون؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ اور حکمت بالغہ کی وجہ سے مرنے والے انسان کے چھوڑے ہوئے مال کا

مستحق اسی کے قریبی عزیزوں رشتہ داروں کو قرار دیا ہے حالانکہ اصل حقیقت یہ تھی کہ جس کو جو کچھ دنیا میں ملا ہے وہ سب اللہ کی ملک حقیقی تھا، اس کی طرف سے زندگی بھر استعمال کرنے، نفع اٹھانے کے لئے انسان کو دے کر عارضی مالک بنا دیا گیا تھا، اس لئے تقاضائے عقل و انصاف تو یہ تھا کہ مرنے والے کا ترکہ اللہ تعالیٰ کی ملک کی طرف لوٹ جاتا، جس کی عملی صورت اسلامی بیت المال میں داخل کرنا تھا، جس کے ذریعہ مخلوق خدا کی پرورش اور تربیت ہوتی ہے مگر ایسا کرنے میں ایک تو ہر انسان کے طبعی جذبات کو ٹھیس لگتی جبکہ وہ جانتا کہ میرا مال میرے بعد نہ میری اولاد کو ملے گا نہ ماں باپ اور بیوی کو اور پھر اس کا نتیجہ بھی طبعی طور پر لازمی تھا کہ کوئی شخص اپنا مال بڑھانے اور اس کو محفوظ رکھنے کی فکر نہ کرتا صرف اپنی زندگی کی حد تک ضروریات جمع رکھنے دے زائد کوئی شخص محنت و جانفشانی نہ کرتا، اور یہ ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ پورے انسانوں اور شہروں کے لئے ملکی اور قومی پیداوار گھٹ جانے کی وجہ سے پوری قوم اور پورے ملک کے لئے تباہی کا باعث ہوتا، اس لئے حق تعالیٰ نے میراث کو انسان کے رشتہ داروں کا حق قرار دیدیا، بالخصوص ایسے رشتہ داروں کا حق جن کے فائدہ ہی کے لئے وہ اپنی زندگی میں مال جمع کرتا اور طرح طرح کی محنت مشقت اٹھاتا تھا۔

اسلام میں دوقومی نظریہ: اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے اس اہم مقصد کو وراثت کی تقسیم میں سامنے رکھا جس کے لئے انسان کی تخلیق ہوئی، یعنی اللہ کی اطاعت و عبادت اور اس کے لحاظ سے پورے عام انسان کو دو الگ الگ قومیں قرار دے دیا مومن اور کافر قرآنی آیۃ خلقکم فمنکم کافر و منکم مؤمن کا یہی مطلب ہے، اسی دوقومی نظریہ نے نسبتی اور خاندانی رشتوں کو میراث کی حد تک قطع کر دیا کہ کسی مسلمان کو کسی کافر رشتہ دار کی میراث سے کوئی حصہ نہ ملے گا اور نہ کسی کافر کو کسی مسلمان رشتہ دار کی وراثت میں کوئی حق ہوگا، پہلی دو آیتوں میں یہی مضمون بیان ہوا ہے، اور یہ حکم دائمی اور غیر منسوخ ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا حکم مسلمان مہاجر اور غیر مہاجر دونوں کے آپس میں وراثت کا ہے جس کے متعلق پہلی آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مسلمان جب تک مکہ سے ہجرت نہ کرے اس وقت تک اس کا تعلق بھی ہجرت کرنے والے مسلمانوں سے وراثت کے بارے میں منقطع ہے، نہ مہاجر مسلمان اپنے غیر مہاجر مسلمان رشتہ دار کا وارث ہوگا اور نہ غیر مہاجر کسی مہاجر مسلمان کی وراثت سے کوئی حصہ پائیگا، ظاہر ہے کہ یہ حکم اس وقت تک تھا جب تک کہ مکہ فتح نہیں ہوا تھا فتح مکہ کے بعد تو خود رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اعلان فرما دیا تھا، لاھجرۃ بعد الفتح یعنی فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ حکم بھی دائمی اور غیر منسوخ ہے مگر حالات کے تابع بدلا جاسکتا ہے، جن حالات میں نزول قرآن کے وقت یہ حکم آیا تھا اگر کسی زمانہ میں یا کسی ملک میں پھر ویسے ہی حالات پیدا ہو جائیں تو پھر یہی حکم جاری ہو جائیگا۔

توضیح مزید: مزید توضیح اس کی یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ہر مسلمان مرد و عورت پر مکہ سے ہجرت کو فرض عین قرار دیا گیا تھا، اس حکم کی تعمیل میں بجز معدود چند مسلمانوں کے سب ہی مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آگئے تھے، اور اس وقت مکہ مکرمہ سے ہجرت نہ کرنا

اس بات کی علامت بن گیا تھا کہ وہ مسلمان نہیں، اسی لئے اس وقت غیر مہاجر کا اسلام بھی مشتبہ تھا، جسکی وجہ سے مہاجر وغیر مہاجر کی باہمی وراثت کو قطع کر دیا گیا تھا۔ اس تقریر سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ مہاجر وغیر مہاجر میں قطع وارثت کا حکم درحقیقت کوئی جداگانہ حکم نہیں بلکہ وہ پہلا حکم ہے جو مسلم اور غیر مسلم میں قطع وراثت کو بیان کرتا ہے فرق اتنا ہے کہ اس علامت کفر کی وجہ سے وراثت سے تو محروم کر دیا گیا مگر محض اتنی علامت کی وجہ سے اس کو کافر نہیں قرار دیا جب تک کہ اس سے صریح اور واضح طور پر کفر کا ثبوت نہ ہو جائے۔

اور غالباً اسی مصلحت کے پیش نظر یہاں غیر مہاجر کا ایک اور حکم ذکر کر دیا گیا ہے کہ اگر وہ مسلمان سے امداد ونصرت کے طالب ہوں تو مہاجر مسلمان کو ان کی امداد کرنا ضروری ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ غیر مہاجر مسلمانوں کو بالکل کافروں کی صف میں نہیں رکھا بلکہ ان کا یہ اسلامی حق باقی رکھا گیا ہے کہ ضرورت کے وقت ان کی امداد کی جائے، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں اور ہر قوم کے مقابلہ میں ان کی امداد کرنا مسلمان پر لازم کر دیا گیا ہے، اگر چہ وہ قوم کہ جس کے مقابلہ پر ان کو امداد مطلوب ہے اس سے مسلمانوں کا کوئی ناجنگ معاہدہ بھی ہو چکا ہو، حالانکہ اصول اسلام میں عدل وانصاف اور معاہدہ کی پابندی ایک اہم فریضہ ہے اس لئے سی آیت میں استثنائی حکم یہ بھی ذکر کر دیا گیا کہ اگر غیر مہاجر مسلمان مہاجر مسلمانوں سے کسی قوم سے مقابلہ پر مدد طلب کریں جس سے مسلمانوں نے ناجنگ معاہدہ کر رکھا ہے تو پھر اپنے دینی بھائی مسلمان کی امداد بھی معاہدہ کفار کے مقابلہ میں جائز نہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا جس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کفار مکہ سے صلح کر لی اور شرائط صلح میں یہ بھی داخل تھا کہ مکہ سے جو شخص اب مدینہ جائیگا اس کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) واپس کر دیں عین اسی معاملہ میں صلح کی وقت ابوجندل (رضی اللہ عنہ) جن کو کفار مکہ نے قید کر کے طرح طرح کی تکلیفوں میں ڈالا ہوا تھا کسی طرح حاضر خدمت ہو گئے اور اپنی مظلومت کا اظہار کر کے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مدد کے طالب ہوئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جو رحمت عالم بن کر آئے تھے ایک مظلوم مسلمان کی فریاد سے کتنے متاثر ہوئے ہوں گے، اس کا اندازہ کرنا بھی ہر شخص کے لئے آسان نہیں مگر اس تاثر کے باوجود آیت مذکورہ کے حکم کے مطابق ان کی مدد کرنے سے عذر فرما کر واپس کر دیا۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مناقب

362۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هٰذِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ أَلْيَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم کا ایک حلہ ہدیہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو چھوئی جا رہے تھے اور اس کی ملائمیت پر متعجب ہونے لگ گئے۔ تو ارشاد فرمایا: کیا تم اس کی ملائمیت پر متعجب ہو۔

ارشاد فرمایا: اس سے تو سعد بن معاذ کے رومال اس سے بھی زیادہ عمدہ ہیں یا زیادہ ملائمیت والے ہیں۔

(مرجع السابق باب ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة)

363-حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ اَبِيْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَّعَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَاِنَّ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِيْرُ فَقَالَ اِنَّهٗ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کی بناء پر عرش ہل گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی مانند بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ صرف تخت ہل گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ دراصل ان دونوں قبیلوں کے درمیان کچھ ناراضگیاں تھیں۔ میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کی بناء پر عرش رحمٰن ہل گیا تھا۔ (معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5336، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7029، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2466، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3874، مسند احمد: رقم الحدیث: 14153)

364-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَجَآءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى خَيْرِكُمْ اَوْ سَيِّدِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ اِنَّ هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ اَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اتر آئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو وہ اس وقت گدھے کے اوپر سوار ہو کر آئے جس وقت وہ مسجد کے پاس پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے افضل آدمی کی جانب کھڑے ہو جاؤ۔ یا ارشاد فرمایا: اپنے سردار کی جانب کھڑے ہو جاؤ۔ ارشاد فرمایا: اے سعد (رضی اللہ عنہ) یہ تمہارے فیصلہ کے مطابق قلعہ سے اتر آئے ہیں۔ تو اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے قتال کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں کو قیدی بنا دیا جائے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے واقعی اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کر دیا ہے۔ یا ارشاد فرمایا: فرشتہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیا ہے۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 5215، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 5323، شعب الایمان: رقم الحدیث: 8926، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1768، سنن

الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8222)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ بڑے جاں نثار انصاری صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مسجدِ نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دستِ مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا یہاں تک کہ ان کا زخم بھرنے لگا۔ لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! عزوجل تو جانتا ہے کہ مجھے کسی قوم سے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفارِ قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا اور ان کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! عزوجل میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفارِ قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفارِ قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما دے۔

خدا عزوجل کی شان کہ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ رضی اللہ عنہ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...الخ، الحدیث: ۴۱۲۲، ج ۳، ص ۵۶) (بخاری ج ۲ ص ۵۹۱ باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے جانکنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمالِ نبوت کا دیدار کیا اور نہایت جوشِ محبت اور جذبہ عقیدت سے والہانہ انداز میں یہ کہا کہ السلام علیک یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ رسالت کا حق پورا پورا ادا فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸۱)

اس کے بعد فوراً ہی آپ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سال وفات ۵ ھ ہے۔ بوقت وفات آپ رضی اللہ عنہ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔

(مدارج النبوت، باب چہارم، غزوہ بنی قریظہ، ج ۲، ص ۱۸۱۔ اکمال مع مشکوٰۃ المصابیح، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶) (اکمال ص ۵۹۶ واسد الغابہ ج ۲ ص ۲۹۸)

بَابُ مَنْقَبَةُ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب: حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کی منقبت

365۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَّإِذَا نُوْرٌ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّرَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اندھیری رات میں دو اشخاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے تو ایک روشنی ان کے آگے تھی جب وہ دونوں جدا جدا ہو گئے تو روشنی بھی دونوں کے ساتھ ہو گئی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یقینا حضرت اسید بن حضیر اور انصار کے ایک آدمی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے۔

(صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 2032، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8245، دلائل النبوۃ: رقم الحدیث: 503، مسند احمد: رقم الحدیث: 12980)

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے، ایک روز ہنسی مذاق کی باتیں کرتے تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہلو میں ایک چھڑی سے کونچ دیا، انہوں نے اس کا انتقام لینا چاہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر راضی ہو گئے، لیکن انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پر کرتا ہے، حالانکہ میرے بدن پر کرتا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرتا بھی اٹھا دیا، کرتے کا اٹھانا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے، کروٹ کو بوسہ دیا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی مقصود تھا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الجسد، الحدیث ۵۲۲۴، ج ۴، ص ۴۵۶)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وفد عبدالقیس حاضر ہوا تو سواری سے اترنے کے ساتھ ہی سب کے سب دوڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ (المرجع السابق، باب فی قبلۃ الرجل، الحدیث: ۵۲۲۵، ج ۴، ص ۴۵۶)

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے باشندہ انصاری ہیں۔ جو خاندان بنی عبدالاشہلکے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے قبل ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بہت ہی دلیر اور جانباز صحابی ہیں۔ جنگ بدر اور جنگ احد وغیرہ کے تمام معرکوں میں بڑی جرأت وشجاعت کے ساتھ کفار سے جنگ آزما ہوئے۔

کعب بن اشرف یہودی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدترین دشمن تھا، آپ حضرت محمد بن مسلمہ وابوعبس بن جبر اور ابو نائلہ وغیرہ چند انصاریوں کو اپنے ساتھ لے کر اس کے مکان پر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا۔ افاضل صحابہ رضی اللہ عنہم میں آپ کا شمار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباد بن بشر (رضی اللہ عنہ) کی آواز سنی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عباد بن بشر پر اپنی رحمت نازل فرمائے ۱۲ھ کی جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے جبکہ آپکی عمر شریف صرف پینتالیس سال کی تھی۔ (اسد الغابۃ، عباد بن بشر بن وقش، ج ۳، ص ۱۴۸، ۱۴۹) (اکمال ص ۶۰۵ واسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۰۰)

بَابٌ مَنَاقِبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے مناقب

366- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَّوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَاُبَیٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چار اشخاص ابن مسعود، سالم مولیٰ ابوحذیفہ، ابی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید سیکھو۔

(مرجع السابق باب مناقب سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ قبیلہ خزرج کے انصاری اور مدینہ منورہ کے باشندہ ہیں۔ یہ ان ستر خوش نصیب انصار میں سے ایک ہیں جن لوگوں نے ہجرت سے بہت پہلے میدان عرفات کی گھاٹی میں حضور اکرم ﷺ سے بیعت اسلام کی تھی۔ یہ جنگ بدر اور اس کے بعد کے تمام جہادوں میں مجاہدانہ شان سے شریک جنگ رہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کو یمن کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو ملک شام کا گورنر بھی مقرر کر دیا تھا جہاں انہوں نے ۱۸ھ میں طاعونِ عمواس میں علیل ہو کر اڑتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ بہت ہی بلند پایہ عالم، حافظ، قاری، معلم اور نہایت ہی متقی و پرہیزگار اور اعلیٰ درجے کے عبادت گزار تھے۔ بنی سلمہ کے تمام بتوں کو انہوں نے ہی توڑ پھوڑ کر پھینک دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں ان کا لقب امام العلماء ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف المیم، فصل فی الصحابۃ، ص۶۱۶ واسد الغابۃ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ج۵، ص۲۰۶ ملتقطا)

(اکمال، ص۶۱۶ واسد الغابہ، ج۴، ص۳۷۸)

منہ سے نور نکلتا تھا

حضرت ابوبحریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حمص کی مسجد میں دیکھا وہ گھنے اور گھونگھریالے بال والے بہت خوبصورت تھے جب وہ گفتگو فرماتے تو ان کے ساتھ ساتھ ان کے منہ سے ایک نور نکلتا جس کی روشنی اور چمک صاف نظر آتی۔ (تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ الاولیٰ، معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس... الخ، ج۱، الجزء۱، ص۲۰)

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا

باب: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی منقبت

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ اس سے قبل صالح آدمی تھا۔

367۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ

مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِالْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَكَانَ ذَا قِدَمٍ فِي الْاِسْلَامِ اَرٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيْلَ لَهٗ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انصار کے گھروں میں بہترین گھر بنوالنجار ہیں، پھر بنوعبد الاشہل، پھر بنوحارث بن خزرج، پھر بنوساعدہ اور انصار کے گھروں میں خیر ہے اس پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور وہ اسلام لانے میں اول تھے کہ میرا ظن یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اوپر دیگر کو فضیلت عطا فرمائی ہے انہیں کہا گیا کہ تمہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے لوگوں پر فضیلت بخشی ہے۔ (مرجع السابق باب فضل دور الانصار)

شرح

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ انصار کے خاندانوں میں سب سے افضل بنونجار ہیں، پھر بنوعبدالاشہل، پھر بنوحارث بن الخزرج، پھر بنوساعدہ، انکے علاوہ انصار کے تمام خاندان اچھے ہیں، حضرت سعد بن عبادہ قبیلہ بنوساعدہ سے تھے، ان کو جب معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلے کو چوتھے نمبر پر رکھا ہے تو ان کو کسی قدر نا گوار ہوا، بولے میرے گدھے پر زین کسو میں خود رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق گفتگو کروں گا، لیکن ان کے بھتیجے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی تردید کے لئے جاتے ہیں؟ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وجوہ فضیلت کے سب سے زیادہ عالم ہیں، یہ کیا کم ہے کہ آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی خیر دور الانصار.....الخ، الحدیث: ۲۵۱۱، ص ۱۳۶۱)

ابوسفیان نے بارگاہ رسول میں یہ شکایت کی کہ یارسول اللہ! عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ابھی سعد بن عبادہ یہ کہتے ہوئے گئے ہیں کہ

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ

آج گھمسان کی لڑائی کا دن ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے غلط کہا، بلکہ اے ابوسفیان!

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ

آج کا دن تو رحمت کا دن ہے۔

(المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۴۰۵۔۴۰۹، ۴۱۲) (زرقانی ج ۲ ص ۳۰۶)

پھر فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ بانی کعبہ کے جانشین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی سرزمین میں نزول اجلال فرمایا اور حکم دیا کہ میرا جھنڈا مقام حجون کے پاس گاڑا جائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ وہ فوجوں

کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ یعنی کداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔

(بخاری ج ۲ ص ۶۱۳ باب این رکز النبی رایۃ و زرقانی ج ۲ ص ۳۰۴ تا ص ۳۰۶)(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی ﷺ ... الخ، الحدیث: ۴۲۸۰، ج ۳، ص ۱۰۱، ۱۰۲ ملخصاً)

بَابُ مَنَاقِبُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مناقب

368- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَبَدَأَ بِهِ وَسَالِمٍ مَّوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَّأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

مسروق کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ تو ایسے آدمی ہیں کہ میں ان سے ہمیشہ محبت رکھتا ہوں کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: چار اشخاص سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرو عبداللہ بن مسعود، انہی سے ابتداء فرمائی۔ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔ (مرجع السابق باب مناقب سالم مولی ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہ)

369- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ (لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ) قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَكَى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میں تمہارے روبرو اس آیت کی تلاوت فرماؤں "کفر کرنے والے اہل کتاب اپنے دین کو ترک کرنے والے نہ تھے" اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 21203، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3793، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 539، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 799، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 1932)

حضرت ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ

انصار میں قبیلہ خزرج سے ان کا خاندانی تعلق ہے۔ یہ دربار نبوت میں وحی کے کاتب تھے اور یہ ان چھ صحابیوں میں سے ہیں جو عہد نبوی میں پورے حافظ قرآن ہو چکے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں فتوے بھی دینے لگے تھے۔ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم ان کو سیّد القراء (سب قاریوں کا سردار) کہتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کنیت ابوالمنذر رکھی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو ابوالطفیل کی کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ دربارِ نبوت سے ان کو سیّد الانصار (انصار کا سردار) کا خطاب ملا تھا اور حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سیّد المسلمین کا لقب عطا فرمایا تھا۔ ان کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الھمزۃ، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ان سے ارشاد فرمایا کہ اے ابی بن کعب! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورۂ لَمْ یَکُنْ پڑھ کر تمہیں سناؤں تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا خدا نے میرا نام لے کر آپ سے فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے یہ کہنے لگے: ذُکِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا ذکر کیا گیا)

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، حرف الالف، الحدیث: ۳۶۷۷۹، ۳۶۷۸۰، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۱۶ ملتقطاً) (اکمال، ص ۵۸۶ و کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۳۸ و بخاری شریف)

حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز سنی

ان کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز سنی، اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ضرور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کروں گا کہ کسی نے بھی ایسی نہیں کی ہوگی چنانچہ وہ نماز کے بعد جب خدا کی حمد وثناء کے لئے بیٹھے تو انہوں نے ایک بلند آواز اپنے پیچھے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے:

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ کُلُّهٗ وَبِیَدِكَ الْخَیْرُ کُلُّهٗ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّهٗ عَلَانِیَتُهٗ وَسِرُّهٗ لَكَ الْحَمْدُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اِغْفِرْ لِیْ مَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِیْ وَ اعْصِمْنِیْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمْرِیْ وَارْزُقْنِیْ اَعْمَالًا زَاکِیَةً تَرْضٰی بِهَا عَنِّیْ وَتُبْ عَلَیَّ۔

(اے اللہ! عزوجل تیرے ہی لئے تعریف ہے کل کی کل اور تیرے ہی لئے بادشاہی ہے تمام کی تمام اور تیرے ہی لئے بھلائی ہے سب کی سب اور تیری ہی طرف تمام معاملات لوٹتے ہیں۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ تیرے ہی لئے تعریف ہے یقیناً تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ میرے ان گناہوں کو بخش دے جو ہو چکے اور میری عمر کے باقی حصہ میں تو مجھے اچھے اعمال کی توفیق دے اور تو ان اعمال کے ذریعے مجھ سے راضی ہو جا اور میری توبہ قبول فرمالے)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے اور ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا: تمہارے پیچھے بلند آواز سے دعا پڑھنے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

(تفسیر روح المعانی للالوسی، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴۰، الجزء ۲۲، ص ۲۹۷) (کتاب الذکر لابن ابی الدنیا)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مناقب

370- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَيٌّ وَّمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَّنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں چار آدمیوں نے قرآن مجید کو جمع فرمایا اور وہ سارے انصار ہی تھے۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کون سے بزرگ ہیں؟ فرمایا: وہ میرے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ (مسند احمد: رقم الحدیث: 13942، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3819، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 7130، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2465، مسند الطیالسی: رقم الحدیث: 2018)

شرح

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت زید بن ثابت کو انصار کی تقسیم کا ذمہ دار بنا دیا۔ حضرت زید نے سکان عوالی مدینہ سے تقسیم کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے بنی عبدالاشہل کو دیا پھر قبیلہ اوس کو دیا کیونکہ ان کے گھر دوری پر تھے۔ اوس کے بعد قبیلہ خزرج کو۔ سب سے آخر میں آپ کا خود نمبر آیا۔ ان کا قبیلہ بنی مالک بنی نجار تھا۔ بنی نجار مسجد کے گرداگرد رہتے تھے۔

(تفسیر مظہری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 504)

ایک دفعہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدنا زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی ران پر ران رکھے ہوئے تھے کہ وحی کا نزول شروع ہوا۔ سیدنا زید کہتے ہیں کہ میں نے اس کا اتنا بوجھ محسوس کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ نیچے سے میری ران ٹوٹ جائے گی۔

بَابُ مَّنَاقِبِ اَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

371- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهٖ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَّهٗ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَّكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْثُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ فَاَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ

وَاُمَّ سُلَیْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰی خَدَمَ سُوْقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلٰی مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِیْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِهَا ثُمَّ تَجِیْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِیْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّیْفُ مِنْ یَدَیْ اَبِیْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَیْنِ وَاِمَّا ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد میں جس وقت لوگ نبی کریم ﷺ کو چھوڑ کر بکھر گئے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے روبرو حاضر رہے تھے جنہوں نے ڈھال سے آپ ﷺ کو اوٹ کیا ہوا تھا۔ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بہت زبردست تیراندازی کرنے والے تھے اس روز دو یا تین کمانیں اس سے ٹوٹ گئی تھیں جس وقت کسی کا ترکش لے کر گزرہوتا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے تیر چھوڑتے جاؤ۔ گردن اقدس اٹھا کر آپ ﷺ دشمنوں کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوتے: آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں گردن اقدس کو نہ اٹھائیے کہیں آکر دشمنوں کا تیر آپ ﷺ کو لگ نہ جائے۔ میرا سینہ آپ ﷺ کے سینہ اقدس کے لئے اوٹ ہے۔ اور میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے پائینچوں کو اوپر کر کے تشریف لے جا رہی تھیں جبکہ میں ان کی پنڈلیوں کے زیور کو دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے مشکوں کو اپنی پیٹھوں کے اوپر اٹھا رکھا تھا۔ اور وہ لوگوں کے منہ میں غزوہ میں پانی ڈالی جا رہی تھیں۔ پھر جا کر دوسری مشک کو بھر کر لے آتیں پھر واپس آ کر لوگوں کے منہ میں پانی ڈال دیتیں اور اس روز حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے دو یا تین دفعہ تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ (مرجع السابق باب غزوة النساء وقتالهن مع الرجال)

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

یہ قبیلۂ انصار کے خاندان بنونجار میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بیوہ ہوجانے کے بعد ان سے نکاح کرلیا تھا۔ یہ بہت ہی مشہور تیرانداز اور نشانہ باز تھے۔ ان کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ لشکر میں ابوطلحہ کی ایک للکار ایک ہزار سواروں سے بڑھ کر رعب دار ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے ہجرت فرمانے سے قبل ہی حج کے موقع پر منیٰ کی گھاٹی میں اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ سے بیعت اسلام کر کے مسلمان ہوگئے تھے۔ پھر جنگ بدر و جنگ احد اور اس کے بعد کی تمام اسلامی لڑائیوں میں انتہائی جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی کے ساتھ جہاد کرتے رہے اور بڑے بڑے مجاہدانہ کارناموں کا مظاہرہ کر کے اور اسلامی خدمات کے شاہکار پیش کر کے ۳۱ھ میں ستتر برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الطاء، فصل فی الصحابۃ، ص۶۰۱ وکنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ وفضلھم رضی اللہ عنھم، الحدیث: ۳۳۳۷۵، ۳۳۳۷۶، ج۶، الجزء ۱۱، ص۳۱۹)

لاش خراب نہیں ہوئی

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دن بڑھاپے میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سورۂ براءت کی تلاوت کر رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا

ترجمۂ کنزالایمان: کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے۔ (پ ۱۰، التوبۃ: ۴۱)

تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے بچو! مجھے تم لوگ جہاد کا سامان دو کیونکہ میرا رب جوانی اور بڑھاپے دونوں حالتوں میں مجھے جہاد کا حکم فرماتا ہے۔ ان کے بیٹوں نے کہا کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں تمام جہادوں میں شرکت کی سعادت حاصل کر لی ہے اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اس لئے اب جہاد میں نہ جایئے ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مگر یہ کسی طرح بھی گھر بیٹھنے پر راضی نہیں ہوئے اور جہاد کا سامان جمع کر کے جہاد میں جانیوالی ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئے۔ خدا کی شان کہ اس کشتی ہی پر ان کی وفات ہو گئی۔ اتفاق سے ان کی قبر کے لیے سمندر میں کوئی جزیرہ بھی نہیں ملا، سات دنوں تک کشتی میں آپ کی لاش مبارک رکھی رہی، ساتویں دن سمندر میں ایک جزیرہ ملا تو آپ اس جزیرہ میں مدفون ہوئے۔ سات دن گزرنے کے باوجود آپ کے جسم اطہر پر کسی قسم کا کوئی تغیر رونما نہیں ہوا تھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف الزای، زید بن سھل رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۱۲۳)

اللہ اکبر! یہ جذبہ ایمانی اور جوش جہاد، اے آسمان! بتا! اے سورج! بول! کیا تم نے زمین کے بے شمار چکر کاٹنے کے باوجود زمین پر اس کی کوئی مثال دیکھی ہے؟ یہ ہیں میرے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابی کے لاثانی شاہکار۔

(کرامات صحابہ صفحہ نمبر 282)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب

372- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ) الْاٰيَةَ قَالَ لَا اَدْرِيْ قَالَ مَالِكٌ الْاٰيَةَ اَوْ فِي الْحَدِيْثِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ماسوا حضرت عبداللہ بن سلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی زمین پر چلنے والے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے اور انہی کے متعلق اس آیت کا نزول ہوا ہے: بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے شہادت بیان کی۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ آیت کا لفظ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے فرمایا ہے یا حدیث میں ہے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 8252، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 187، اللؤلؤ والمرجان ج 1، ص 786، مستدرک رقم الحدیث: 5753، شرح مشکل الآثار رقم الحدیث: 391)

تعارف راوی

سعد بن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابووقاص کا نام مالک بن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی: اللھم سدد سھمہ و اجب دعوتہ خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔ آپ کی وفات اپنی منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان بن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین،، فصل فی الصحابۃ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

373- حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَزْھَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَا یَعْلَمُ وَسَاُحَدِّثُکَ لِمَ ذَاکَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُھَا عَلَیْہِ وَرَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَۃٍ ذَکَرَ مِنْ سَعَتِھَا وَخُضْرَتِھَا وَسْطَھَا عَمُوْدٌ مِّنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُہٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاہُ فِی السَّمَاءِ فِیْ اَعْلَاہُ عُرْوَۃٌ فَقِیْلَ لِیَ ارْقَ قُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ حَتّٰی کُنْتُ فِیْ اَعْلَاھَا فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَۃِ فَقِیْلَ لِیَ اسْتَمْسِکْ فَاسْتَیْقَظْتُ وَاِنَّھَا لَفِیْ یَدِیْ فَقَصَصْتُھَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْکَ الرَّوْضَۃُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِکَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْکَ الْعُرْوَۃُ عُرْوَۃُ الْوُثْقٰی فَاَنْتَ عَلَی الْاِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ وَذَاکَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ سَلَامٍ و قَالَ لِیْ خَلِیْفَۃُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ وَصِیْفٌ مَّکَانَ مِنْصَفٌ

حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد کے اندر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور ان کے چہرہ زیب پر خشوع کا اثر تھا۔ لوگ کہنے لگے: یہ جنتی ہے چنانچہ انہوں نے مختصر سی دو رکعت نماز ادا کی پھر چل دیئے۔ میں

ان کے پیچھے پیچھے ہو چلا اور میں کہنے لگا: آپ جس وقت مسجد کے اندر تشریف لائے تو لوگ کہنے لگے: یہ جنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! کسی شخص کو یہ مناسب نہیں کہ اس طرح کی کوئی بات کرے جس کا اسے علم ہی نہیں اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس طرح کیوں لوگوں نے مجھے کہہ دیا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ طیبہ میں ایک خواب دیکھا جسے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرض بھی کیا۔ میں نے دیکھا گویا میں ایک باغ کے اندر ہوں جو بہت زیادہ وسیع وعریض اور سرسبز ہے۔ اور اس کے درمیان میں لوہے والا ستون ہے جس کا نیچے والا حصہ زمین میں ہے اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے جس کی بلندی میں ایک دستہ ہے۔ مجھے کہا گیا کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ۔ میں کہنے لگا: میں تو نہیں چڑھ سکتا۔ پس ایک خادم نے آکر پیچھے سے میرے کپڑے کو اٹھایا میں اس کے اوپر چڑھ گیا حتیٰ کہ اس کے اوپر پہنچ گیا اور دستہ کو پکڑ لیا مجھے کہا گیا: ذرا مضبوطی سے پکڑ تو اس دوران میری آنکھ کھل گئی اور وہی دستہ میرے ہاتھ میں موجود تھا۔ میں نے اس خواب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ تعبیر بیان فرمائی: یہ باغ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ دستہ عروۃ الوثقیٰ ہے تو موت کے آنے تک اسلام پر مضبوطی سے قائم رہے گا اور یہ آدمی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

(مستدرک: رقم الحدیث: 8190، شرح السنۃ: جز: 1، ص: 776، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4536، مسند احمد: رقم الحدیث: 22671، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3813)

374- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَا تَجِيءُ فَاُطْعِمَكَ سَوِيقًا وَّتَمْرًا وَّتَدْخُلَ فِيْ بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ اِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰى اِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ اَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَاِنَّهٗ رِبًا وَّلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتَ

ابو بردہ کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اس وقت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ملا تو انہوں نے کہا کہ تم میرے پاس کس وجہ سے نہیں آیا کرتے تاکہ میں تمہیں ستو اور چھوہارے کھلاسکوں اور تمہیں اس گھر کے اندر لے کر جاؤں (جس کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فگن ہوئے تھے) پھر فرمایا: تم تو ایسی زمین میں ہو جہاں سود پھیل چکا ہے جس وقت تیرا کسی آدمی پر کوئی حق باقی ہو اور وہ تجھے تنکوں کے گٹھے یا جو کے گٹھے یا گھاس کے گٹھے کے برابر کوئی ہدیہ دے تو اسے نہ لینا کیونکہ وہ تو سود ہے۔

(الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 762، مسند الصحابۃ رقم الحدیث: 3814)

حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام

والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم یؤمنون۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 4)

''اور وہ جو ایمان لائے اس پر (اے حبیب! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو اتارا گیا ہے آپ پر اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور

آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں"۔

بعض علماء نے فرمایا: اس سے مراد اہل کتاب کے مؤمن ہیں جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام۔ ان کے بارے یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر قرطبی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۱)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے، خود ان کا اپنا بیان ہے کہ جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ جوق در جوق ان کی زیارت کے لئے ہر طرف سے آنے لگے تو میں بھی اُسی وقت خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جونہی میری نظر جمالِ نبوت پر پڑی تو پہلی نظر میں میرے دل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ

أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ

اے لوگو! سلام کا چرچا کرو اور کھانا کھلاؤ اور (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرو اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو۔

حضرت عبد اللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو ایک نظر دیکھا اور آپ کے یہ چار بول میرے کان میں پڑے تو میں اس قدر متاثر ہو گیا کہ میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اسلام میں آ جانا یہ اتنا اہم واقعہ تھا کہ مدینہ کے یہودیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۶۶ ملخصاً والمستدرک للحاکم، کتاب البر والصلہ، باب ارحموا اہل الارض... الخ، الحدیث ۷۳۵۹، ج ۵، ص ۲۲۱ ملخصاً)

عن سعد بن ابی وقاص

حضرت عبد اللہ بن سلام کے متعلق فرمایا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ (تفسیر مظہری جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 1428)

خواب میں اپنے انجام کی خبر دینا

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے وہ خواب میں آ کر اپنا حال دوسرے کو بتا دے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ میرے سامنے آ گئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه میں نے جواب میں: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کیسے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز

ہے، توکل بہترین چیز ہے۔ اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلایلی...الخ، سلمان فارسی...الخ ص ۲۸۷)

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کے نیک بندوں کی روحیں اپنے گھر والوں یا احباب کے مکانوں پر جایا کرتی ہیں اور اپنے متعلقین کو ضروری ہدایات بھی دیتی رہتی ہیں اور یہ روحیں کبھی خواب میں اور کبھی عالم امثال میں اپنے مثالی جسموں کے ساتھ بیداری میں بھی اپنے متعلقین سے ملاقات کر کے ان کو ہدایات دیتی اور نصیحت فرماتی رہتی ہیں۔ چنانچہ بہت سے بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے وفات کے بعد اپنے جسموں کے ساتھ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے متعلقین سے ملاقات کی نیز اپنے اور دوسروں کے حالات کے بارے میں بات کی۔

چنانچہ مشہور روایت ہے کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر منور سے باہر تشریف لائے اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی نسبت طریقت سے سرفراز فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

چنانچہ شجرہ نقشبندیہ پڑھنے والے یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ہیں حالانکہ تاریخوں سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے تقریباً انتالیس برس بعد حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقان میں پیدا ہوئے۔

(کرامات صحابی صفحہ نمبر 222)

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا اور ان کی فضیلت کا بیان

375- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

376- وَحَدَّثَنِي صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری عورتوں میں بہترین مریم رضی اللہ عنہا ہیں اور ساری عورتوں میں بہترین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (مرجع السابق باب قول اللہ تعالیٰ واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ......الخ)

377- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ

يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَاَمَرَهُ اللّٰهُ اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ وَّاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ پر مجھے اس قدر غیرت نہ آئی جس قدر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر آئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجھ سے شادی کرنے سے قبل ان کا وصال ہو چکا تھا۔ غیرت کی وجہ یہ تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا کثرت کے ساتھ ذکر سنا کرتی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو جنت میں موتی کے گھر کی خوشخبری بنا دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کو ذبح فرما کر ان کی دوستوں کو تحفہ دے دیا کرتے اس قدر کہ ان کو کفایت کر جاتا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:96، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:3223، معجم الکبیر: رقم الحدیث:15، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:2435)

378- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَاَةٍ مَّا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِيْ بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِيْنَ وَاَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ اَوْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر جس قدر غیرت آتی تھی اس قدر غیرت کسی دوسری زوجہ مطہرہ پر نہ آتی تھی کیونکہ ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے ذکر فرمایا کرتے تھے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے وصال کے تین سال بعد نکاح فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا تھا یا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہ انہیں جنت میں کھوکھلے موتیوں کے محل کی خوشخبری سنا دیجئے۔ (مرجع السابق)

379- حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى اَحَدٍ مِّنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں کسی پر اس قدر غیرت نہ کی جس قدر میں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی ہے۔ انہیں میں نے دیکھا تو نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا بکثرت ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کو ذبح فرماتے اس کے بعد اس کے اعضاء کو کاٹتے پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دوستوں کو اس کا گوشت بھیج دیتے اور کبھی کبھار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوتی گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دنیا کے اندر کوئی بھی دوسری عورت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے: وہ اس اس طرح تھیں اور ان ہی کے بطن سے میری ساری ذریت ہوئی ہے۔ (مرجع السابق احادیث)

380- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ

اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی تھی؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ آپ ﷺ نے کھوکھلے موتیوں والے اس گھر کی خوشخبری دی تھی جس کے اندر نہ تو شور ہوگا نہ ہی کوئی تھکن ہوگی۔ (مرجع السابق باب متی یحل المعتمر)

381- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی خدمت میں برتن کے اندر سالن یا طعام یا پانی لئے آ رہی ہیں جس وقت یہ آپ ﷺ کی خدمت میں آ جائیں تو انہیں ان کے رب تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پیش فرما دیجئے۔ اور انہیں جنت میں کھوکھلے موتیوں کے ایسے گھر کی خوشخبری دے دیجئے جس میں نہ تو کوئی شوروغوغا ہوگا نہ ہی تھکاوٹ ہوگی۔

(مرجع السابق باب متی یحل المعتمر)

382-عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِّنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی تو اس پر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اجازت مانگنے کو یاد کر لیا جس سے آپ ﷺ میں کپکپی طاری ہوگئی۔ تو ارشاد فرمایا: اے اللہ عزوجل! یہ ہالہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے غیرت آئی تو میں عرض گزار ہوئی: قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک سرخ جبڑے والی ایک بڑھیا کا کیا ذکر چھیڑ دیتے ہیں جن کو فوت ہوئے زمانہ بیت گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کو اس سے بھی بہترین عطا فرما دیا ہے۔ (مرجع السابق باب متی یحل المعتمر)

شرح

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد اور ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مؤرخین کا قدرے اختلاف ہے مگر گیارہ اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ان میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت

خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نو بیویاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفاتِ اقدس کے وقت موجود تھیں۔

ان گیارہ اُمت کی ماؤں میں سے چھ خاندان قریش کے اونچے گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں جن کے اسماء مبارکہ یہ ہیں:

(۱) خدیجہ بنت خویلد

(۲) عائشہ بنت ابوبکر صدیق

(۳) حفصہ بنت عمر فاروق

(۴) اُمِ حبیبہ بنت ابوسفیان

(۵) اُمِ سلمہ بنت ابوامیہ

(۶) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن

اور چار ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن خاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تعلق رکھتی تھیں وہ یہ ہیں:

(۱) زینب بنت جحش

(۲) میمونہ بنت حارث

(۳) زینب بنت خزیمہ ام المساکین

(۴) جویریہ بنت حارث اور ایک بیوی یعنی صفیہ بنت حیی یہ عربی النسل نہیں تھیں بلکہ خاندان بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں۔

اس بات میں بھی کسی مؤرخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے عقد نہیں فرمایا۔

(زرقانی جلد ۳ ص ۲۱۸ تا ۲۱۹) (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب فی ذکر ازواجہ الطاہرات ... الخ، ج ۴، ص ۳۵۹ ـ ۳۶۲)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی رفیقہ حیات ہیں۔ ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ یہ خاندان قریش کی بہت ہی معزز اور نہایت ہی دولت مند خاتون تھیں۔ ہم اس کتاب کے تیسرے باب میں لکھ چکے ہیں کہ اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی بنا پر انکو طاہرہ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق و عادات اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت کو دیکھ کر خود ہی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی رغبت ظاہر کی اور پھر باقاعدہ نکاح ہو گیا۔ علامہ ابن اثیر اور امام ذہبی کا بیان ہے کہ اس بات پر تمام اُمت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کا طوفان اُٹھ رہا تھا ایسے کٹھن وقت میں صرف انہیں

کی ایک ذات تھی جو رسول اللہ ﷺ کی مونس حیات بن کر تسکین خاطر کا باعث تھی۔ انہوں نے اتنے خوفناک اور خطرناک اوقات میں جس استقلال اور استقامت کے ساتھ خطرات ومصائب کا مقابلہ کیا اور جس طرح تن من دھن سے بارگاہ نبوت میں اپنی قربانی پیش کی اس خصوصیت میں تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر ان کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ ولی الدین عراقی کا بیان ہے کہ قول صحیح اور مذہب مختار یہی ہے کہ امہات المؤمنین میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ افضل ہیں۔

ان کے فضائل میں چند حدیثیں وارد بھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد! (ﷺ) یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں کھانا ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے لئے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ ...الخ، الحدیث: ۳۸۲۰، ج۲، ص ۵۶۵ والمواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب خدیجۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۶۳۔ ۳۶۵، ۳۷۱) (بخاری جلد ۱ ص ۵۳۹ باب تزویج النبی ﷺ)

امام احمد وابوداؤد ونسائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ، حضرت مریم وحضرت آسیہ ہیں۔

(رضی اللہ عنہن) (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عباس، الحدیث: ۲۹۰۳، ج ۱، ص ۶۷۸) (زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۳ ج ۲۲۴)

اسی طرح روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انہیں غیرت آ گئی اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیوی عطا فرما دی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں خدا کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے

لئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب خدیجۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۷۲) (زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ مجھے حضرت خدیجہ کے بارے میں غیرت آیا کرتی تھی حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ غیرت کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ بہت زیادہ ان کا ذکرِ خیر فرماتے رہتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ آپ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھروں میں ضرور بھیج دیا کرتے تھے اس سے میں چڑ جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی یہ کہہ دیا کرتی تھی کہ دنیا میں بس ایک خدیجہ ہی تو آپ کی بیوی تھیں۔ میرا یہ

جملہ سن کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں ہاں بے شک وہ تھیں وہ تھیں انہیں کے شکم سے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ...الخ، الحدیث: ۳۸۱۸، ج ۲، ص ۵۶۵) (بخاری جلد ۱ ص ۵۳۹ ذکر خدیجہ)

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا۔ اس حدیث کو امام سہیلی نے بھی نقل فرمایا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، باب خدیجۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۷۶) (زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۶)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پچیس سال تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت گزاری سے سرفراز رہیں، ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہ رمضان میں مکہ معظمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنت المعلی) میں خود بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا چونکہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

(المواهب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب خدیجۃ ام المؤمنین، ج ۴، ص ۳۷۶ والاکمال فی اسماء الرجال، حرف الخاء، خدیجۃ بنت خویلد ص ۵۹۳)

(زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۷ واکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۳) (سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ نمبر 655)

اس بات پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا طوفان اٹھا ہوا تھا ایسے خوف ناک اور کٹھن وقت میں صرف ایک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہی ذات تھی جو پروانوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہی تھیں اور اتنے خطرناک اوقات میں جس استقلال و استقامت کے ساتھ انہوں نے خطرات و مصائب کا مقابلہ کیا اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات پر ان کو ایک ممتاز فضیلت حاصل ہے۔

ان کے فضائل میں بہت سی حدیثیں بھی آئی ہیں چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ اچھی اور با کمال چار بیبیاں ہیں ایک حضرت مریم دوسری آسیہ فرعون کی بیوی تیسری حضرت خدیجہ چوتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن میں کھانا لے کر آ رہی ہیں جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ جائیں تو ان سے ان کے رب عزوجل کا اور میرا سلام کہہ دیجئے اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ جنت میں ان کے لئے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ، رقم ۳۸۲۰، ج ۲، ص ۵۶۵)

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے بعد بہت سی عورتوں سے نکاح فرمایا لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت آخرِ عمر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں رچی بسی رہی یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی بکری ذبح ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کے یہاں بھی ضرور گوشت بھیجا کرتے تھے اور

ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر فرماتے رہتے تھے ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہ رمضان میں مکہ مکرمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنت المعلی) میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر انور میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی نماز نہیں پڑھائی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہو گیا تھا ابھی چچا کی وفات کے صدمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے ہی تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا اس سانحہ کا قلب مبارک پر اتنا زبردست صدمہ گزرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کا نام عام الحزن (غم کا سال) رکھ دیا۔

سبق

حضرت اُم المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس زندگی سے ماں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ انہوں نے کیسے کٹھن اور مشقت کے دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و مشکلات کا مقابلہ کیا اور پہاڑ کی طرح ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رہیں اور مصائب و آلام کے طوفان میں نہایت ہی جاں نثاری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور تسکین قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دنیا ہی میں ان کو یہ صلہ ملا کہ رب العلمین کا سلام ان کے نام لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات و پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دلجوئیاں اور تسلی دینے کی عادت خدا کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دلجوئی تو کہاں؟ الٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کر کے کبھی جھگڑا تکرار کر کے کبھی غصہ میں منہ پھلا کر۔

اسلامی بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالا کرو بلکہ آڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر ان کی دلجوئی کیا کرو۔ (جنتی زیور صفحہ نمبر 478)

بَابُ ذِكْرُ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
باب: حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا ذکر

383- حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا ضَحِكَ وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُّقَالُ لَهٗ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ اَوِ الْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ اِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ اَحْمَسَ قَالَ

فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت سے میں اسلام لے کر آیا ہوں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوجھل نہیں ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت بھی مجھے دیکھا کرتے تو ہنس دیتے تھے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک گھر تھا جسے ذوالخلصہ کہتے تھے اسے الکعبۃ الیمانیہ یا الکعبۃ الشامیہ بھی کہتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم مجھے ذوالخلصہ سے سکون میسر کر سکتے ہو۔ چنانچہ میں احمس کے ایک سو پچاس گھوڑے سواروں سے اس کی جانب چل پڑا ہم نے اس گھر کو گرا دیا اور جس قدر اس کے آس پاس تھے ساروں کو مار ڈالا اس کے بعد ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے متعلق بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے اور احمس کے لئے دعا فرمادی۔

(مرجع السابق باب حرق الدور و النخیل، مرجع السابق باب من لا یثبت علی الخیل)

تعارف راوی

جریر بن عبداللہ: آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے، خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا، آخر میں کوفہ میں رہے، پھر بستی قرقیس میں وفات پائی، ۵۱ھ اکیاون میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الجیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

جریر ابن عبداللہ

آپ کا نام جریر ابن عبداللہ ہے، کنیت ابوعمرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال اسلام لائے خود فرماتے ہیں کہ میں وفات شریف سے چالیس دن پہلے ایمان لایا پھر عرصہ تک کوفہ میں رہے پھر شہر قرقبہ میں رہنے لگے وہاں ہی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔ اللہ نے آپ کو صورت و سیرت دونوں کا حسن بخشا تھا۔

(مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 155)

ذوالخلصہ

کفار یمن کا ایک قبیلہ تھا خثعم انہوں نے کعبہ معظمہ کے مقابل اپنے ہاں ایک کعبہ بنایا تھا جس کا نام ذوالخلصہ رکھا تھا۔ خلصہ وہاں رکھا ہوا ایک بت تھا یا کوئی خاص درخت جس کی وہ پرستش کرتے تھے جیسے بھارت کی ہندو پیپل کی پوجا کرتے ہیں اس گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذوالخلصہ کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کہ کہیں جاہل مسلمان بھی اس کا طواف وحج بھی نہ کرنے لگیں اسلام تا قیامت رہے گا اس لیے اس کا انتظام بھی قوی چاہیے اس لیے حضرت جریر سے یہ فرمایا کہ اسے جا کر فنا کر دو۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف از مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 155)

(مرأۃ المناجیح میں مفتی احمد یار خان نعیمی نقل کرتے ہیں:

روایت ہے حضرت جریر ابن عبداللہ سے فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو ذی الخلصہ

سے راحت نہ دو گے میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور نے اپنا ہاتھ شریف میرے سینہ پر لگا دیا حتی کہ میں نے آپ کے ہاتھ کا اثر اپنے سینے میں پایا اور فرمایا الٰہی اسے ثابت رکھ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا دے فرمایا اس کے بعد اپنے گھوڑے سے نہ گرا پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمس سے تھے ذی الخلصہ کو آگ سے جلا دیا اور اسے ڈھا دیا۔

وضاحت

کفار یمن کا ایک قبیلہ تھا خشعم انہوں نے کعبہ معظّمہ کے مقابل اپنے ہاں ایک کعبہ بنایا تھا جس کا نام ذوالخلصہ رکھا تھا۔ خلصہ وہاں رکھا ہوا ایک بت تھا یا کوئی خاص درخت جس کی وہ پرستش کرتے تھے جیسے بھارت کی ہندو پیپل کی پوجا کرتے ہیں اس گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذوالخلصہ کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کہ کہیں جاہل مسلمان بھی اس کا طواف وحج بھی نہ کرنے لگیں اسلام تا قیامت رہے گا اس لیے اس کا انتظام بھی قوی چاہیے اس لیے حضرت جریر سے یہ فرمایا کہ اسے جا کر فنا کردو۔

دیکھو یہ ہے عطاء مصطفوی حضرت ابوہریرہ کو زبانی کلمات کے ذریعہ قوت حافظہ بخشی اور حضرت جریر کو انگلیوں کے ذریعہ قوت قلبی بخشی جس سے وہ گھوڑے پر ٹھہرنے لگے حضور کی ہتھیلی اور قدم شریف کی ٹھنڈک ان سے ہی پوچھو جنہیں ایسے موقع ملے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

یہ ہے سوال سے زیادہ عطا حضرت جریر نے صرف قوت قلبی مانگی تھی مگر تین نعمتیں عطا ہوئی قوت قلبی اور ہدایت پر قائم رہنا، لوگوں کو ہدایت دینا کہ ان کے ذریعہ لوگ ہدایت پر آویں۔

یعنی اس ہاتھ شریف کی برکت سے میں بقیہ عمر بھی گھوڑے سے نہ گرا۔

تو مرا دل دہ و دلیری بیں روبہ خویش خواں وشیری بیں

حضور مجھے دل بخشو میری دلیری دیکھو مجھے اپنا گیدڑ کہہ دو پھر میری شیری و بہادری دیکھو۔

ومن یك من رسول اللہ نصرتہ ان تلقه الاسد فی اجامها تجم

احمس قریش کا ایک خاندان ہے یہ لفظ بنا ہے حماستہ سے بمعنی شجاعت و بہادری اس خاندان کو احمس اس لیے کہتے تھے کہ یہ لوگ دین و دنیا میں بڑے مانے جاتے تھے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ بہت ہی مشرکانہ رسوم سے محفوظ تھے جیسے زمانہ حج میں گھروں میں پیچھے سے آنا۔

غالبا کفار یمن کی جرأت ہی نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرتے ان حضرات نے اس ذوالخلصہ میں پہلے تو آگ لگائی پھر اسے ڈھا کر پھینک دیا اور ایسا فنا کیا کہ اب تک وہ نہ بنایا جاسکا۔ سلطان محمود غزنوی نے سومنات مندر تباہ کیا پھر انڈیا نے وہ مندر بنایا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان پاکستان نے اسے پھر تباہ کردیا خدا اسے کبھی آباد نہ ہونے دے ہمارے پاکستان کو دائم وقائم رکھے۔

بَابُ ذِكْرُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت حذیفہ بن یمان العبسی رضی اللہ عنہ کا ذکر

384۔ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَنَادَى أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِي أَبِي فَقَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ أَبِي فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت غزوہ احد کا دن تھا تو مشرکین کو واضح شکست ہو چکی تھی تو آ کر ابلیس چلایا: اے اللہ عزوجل کے بندو! پیچھے والے۔ اس پر اگلی صفوں والے مسلمان پچھلی صفوں والوں پر حملہ آور ہو گئے۔ تلواروں سے ان پر حملہ کیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ادھر ان کے والد محترم تھے انہوں نے اونچی آواز سے پکارا: اے اللہ عزوجل کے بندو! یہ تو میرے والد محترم ہیں۔ یہ تو میرے والد محترم ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مسلمان قتل کرنے سے ذرا برابر بھی نہ رکے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد کو شہید کر دیا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ ہشام بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم عروہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنی باقی ساری زندگی میں مسلسل اس دعا کو مانگتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے حتیٰ کہ وہ رب تعالیٰ سے جا ملے۔

(مرجع السابق باب صفة ابلیس و جنودہ)

شرح

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازوں کے امین تھے، آپ سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوالدرداء اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) نے احادیث روایت کی ہیں، آپ نے ۳۶ھ میں مدائن میں انتقال فرمایا اور آپ کا مزار پر انوار بھی وہیں ہے۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 961)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور نیک کاموں کا حکم کرنا اور برے کاموں سے منع کرتے رہنا ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے گا پھر تم اس سے دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

اس حدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس کا بیان کیا گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا تو تمہیں یہ فریضہ انجام دینا ہوگا یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے بعد اگر دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔ یہ نہایت سخت قسم کی وعید ہے یعنی جب تک تم اپنی کوتاہی کا ازالہ نہیں کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے معافی نہیں مانگو گے تمہاری کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ اس حدیث میں امر

بالمعروف کا ذکر بھی قسم اور تاکیدی صیغوں کے ساتھ ہوا اور عذاب کے ذکر کے لیے بھی تاکیدی صیغہ استعمال کیا گیا جو اس کی اہمیت اور عدم بجا آوری کی صورت میں عذاب کے یقینی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 962)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک

حضرت حذیفہ بن یمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا جانتے ہوئے انجان بن رہے ہیں۔ واللہ! دنیا کے خاتمہ تک جتنے فتنوں کے ایسے قائدین ہیں جن کے متبعین کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہوں ان سب فتنوں کے علمبرداروں کا نام، ان کے باپوں کا نام، ان کے قبیلوں کا نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو بتادیا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلھا، الحدیث: ۴۲۴۳، ج ۴، ص ۱۲۹) (ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۳۱ کتاب الفتن)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والے گمراہوں اور فتنوں کے ہزاروں لاکھوں سرداروں اور علمبرداروں کے نام مع ولدیت وسکونت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتادیئے۔ ظاہر ہے کہ یہ علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ شریف جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 768)

بَابُ ذِكْرُ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

وَقَالَ عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَائَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ يَّعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ قَالَتْ وَاَيْضًا وَّالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اُرَاهُ اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

باب: حضرت ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے آکر عرض کیا: یارسول اللہ! روئے زمین پر کسی خیمہ والے کا ذلیل وخوار ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ والوں سے بڑھ کر مجھے محبوب نہ تھا اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ روئے زمین پر کسی خیمہ والے کا عزت پانا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ والوں سے بڑھ کر مجھے محبوب نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری بھی یہی صورت حال ہے اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ہندہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! ابوسفیان تو بخیل آدمی ہے مجھ پر کچھ حرج تو نہیں کہ ان کا مال اپنے بچوں کو کھلا پلا لوں۔ ارشاد فرمایا: میں بھلائی کے ساتھ کھلا دینے کو حرج نہیں سمجھتا۔ (صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1714، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2293، سنن النسائی: رقم الحدیث: 5420، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3533)

شرح

ابن مردویہ نے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے آیت

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا جاء کم المومنت مھاجرات فامتحنوھن۔
ترجمہ: اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال اور ان کے کافر شوہروں کو دے دو جو ان کا خرچ ہوا اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کرلو جب ان کے مہر انہیں دو اور کافرنیوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا۔ اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (سورۃ الممتحنہ آیت نمبر 10)

حدیث میں ہے کہ ان کا امتحان یہ تھا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جب یہ یقین کرلیں کہ ان عورتوں کی طرف سے یہ اقرار سچا ہے تو پھر ان کو کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جن کافروں نے معاہدہ کیا ہوا ہے ان میں سے ان کے خاوند کو وہ مہر ادا کردے جو اس نے اس عورت کو دیا تھا اور ان کو ایمان والوں کے لیے حلال قرار دیا جب وہ انہیں ان کے مہر ادا کردیں اور تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے حلال قرار دیا جب وہ انہیں ان کے مہر ادا کردیں اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس سے منع کردیا کہ وہ مہاجر عورتوں کو اپنی ان عورتوں کی وجہ سے پکاریں جو کافروں میں ہیں۔ اور عورتوں کا امتحان یہ تھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ وہ ان عورتوں سے کہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو اس شرط پر بیعت لیں گے کہ تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ جس نے حمزہ (رضی اللہ عنہ) کا پیٹ چاک کیا تھا۔ وہ بھی عورتوں میں بھیس بدل کر موجود تھی۔ کہنے لگی اگر میں بات کروں گی تو مجھے پہچان لیا جائے گا اور اگر مجھے پہچان لیا گیا تو مجھے قتل کردیا جائے گا۔ اور اس نے اپنا بھیس بدل لیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے خوف کرتے ہوئے وہ عورتیں خاموش ہوگئیں جو ہند کے ساتھ تھیں اور انہوں نے بات کرنے سے انکار کردیا۔ ہند نے کہا اور اس نے بھیس بدلا ہوا تھا کہ عورتوں سے وہ چیز کیسے قبول کرلیں گے جبکہ مردوں سے قبول نہیں کیا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی طرف دیکھا اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ وہ چوری نہیں کریں گی۔ تو ہند نے کہا اللہ کی قسم! کہ میں ابوسفیان کے مال سے حاجت کے مطابق لے لیتی ہوں، میں نہیں جانتی کہ کیا یہ اسے حلال قرار دے گا یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا میری جو چیز بھی ہے چاہے وہ ختم ہوچکی ہے یا باقی ہے وہ تیرے لیے حلال ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہنس پڑے اور اس کو پہچان لیا۔ پھر اس کو بلایا وہ آگئی اور اس نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ پناہ لینے لگی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تو ہند ہے کہنے لگی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے جو کچھ ہوچکا پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا آیت

وان فاتکم شیء من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم الایۃ۔
یعنی اگر مہاجرین میں سے کوئی عورت کافروں سے مل جائے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حکم فرمایا کہ غنیمت میں سے ان کو اتنا دیا جائے جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا۔ (تفسیر درمنثور جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 5160)

بَابُ حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

باب: حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ والی حدیث

385- حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِاَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِلَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْیُ فَقُدِّمَتْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ اِنِّیْ لَسْتُ اٰكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى اَنْصَابِكُمْ وَلَا اٰكُلُ اِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيْبُ عَلٰى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُوْلُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَاَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَاَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلٰى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ اِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَاِعْظَامًا لَهٗ قَالَ مُوسٰى حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا يُحَدِّثُ بِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ يَسْاَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهٗ فَلَقِیَ عَالِمًا مِّنَ الْيَهُوْدِ فَسَاَلَهٗ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ اِنِّیْ لَعَلِّیْ اَنْ اَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَاَخْبِرْنِیْ فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَاْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا اَفِرُّ اِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا اَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا اَبَدًا وَّاَنَا اَسْتَطِيْعُهٗ فَهَلْ تَدُلُّنِیْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَّمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَّهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِیَ عَالِمًا مِّنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَاْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا اَفِرُّ اِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا اَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهٖ شَيْئًا اَبَدًا وَّاَنَا اَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِیْ عَلٰى غَيْرِهٖ قَالَ مَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَّهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلَا يَعْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَاٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِیْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ

وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَیَّ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ رَاَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُّسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ وَّاللّٰهِ مَا مِنْكُمْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ غَيْرِیْ وَكَانَ يُحْيِی الْمَوْءُوْدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّقْتُلَ ابْنَتَهٗ لَا تَقْتُلْهَا اَنَا اَكْفِيْكَهَا مُؤْنَتَهَا فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِاَبِيْهَا اِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا اِلَيْكَ وَاِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے بلاح کے نیچے ملے اس سے قبل کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دستر خوان پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

میں سے کھانے سے انکار فرما دیا تو اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: بتوں پر ذبح کر دیا ہوا جانور میں نہیں کھاتا اور نہ ہی وہ کھاتا ہوں جو رب تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے نام پر ذبح کر دیا ہو۔ اور یقیناً حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ قریش پر نکتہ چینی فرماتے تھے ان کے ذبیحوں کے اوپر اور فرماتے تھے کہ بکری کو رب تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس کے واسطے آسمان سے پانی کو اتارا اس کے واسطے زمین سے چارہ اگایا پھر تم اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کر دیتے ہو۔ قریش کی اس حرکت سے انکاری ہوتے ہوئے اور اس کو عظیم گناہ گردانتے ہوئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ شام کی جانب تشریف لے گئے دین سیکھنے کی غرض سے تاکہ اس کی اتباع کی جائے وہاں پر ایک یہودی عالم سے ملاقات کی اس سے یہود کے دین کے متعلق دریافت فرمایا اور فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ تمہارے دین کو اختیار کرلوں اسی لئے اپنے دین کے متعلق کچھ خبر دو۔ اس عالم نے کہا: اگر تم ہمارے دین پر آ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے تو بھی حصہ پالے گا۔ زید کہنے لگا: میں تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کے لئے یہ پوچھ رہا ہوں۔ وہ کہنے لگا: مجھے علم نہیں ماسوا اس کے کہ تو دین حنیف پر گامزن رہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دین کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی دوسرے کی پوجا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ وہاں سے چل پڑے اور نصاریٰ کے عالم کے پاس تشریف لائے اور اس سے بھی اسی بات کو فرمایا۔ وہ کہنے لگا: اگر تم ہمارے دین میں ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت سے اپنے حصہ کو پاؤ گے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت سے بچنے کا خواہش مند ہوں۔ اور جس قدر میں استطاعت رکھوں گا تو میں اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کے غضب کا حق دار نہ بنوں گا (فرمایا کیا) تو اس کے علاوہ کسی اور کا بتا سکتا ہے۔ وہ کہنے لگا: میں علم نہیں رکھتا ماسوا اس کہ تو حنیف ہو جائے۔ زید کہنے لگا: حنیف کیا ہے۔ وہ عالم کہنے لگا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ فرماتے تھے۔ جس وقت حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کے قول کو معلوم کر لیا تو وہاں سے واپس آ گئے جس وقت باہر آ گئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر یوں دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کو کعبہ معظمہ سے اپنی پیٹھ کی ٹیک لگاتے ہوئے دیکھا تو وہ یہ ارشاد فرماتے تھے: اے قریش کے گروہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! تم میں میرے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر نہیں اور زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو بچاتے تھے جس وقت کسی کا ارادہ بچی کو قتل کر دینے کا ہوتا تو اس سے فرماتے تھے: اسے نہ قتل کرو میں اس کے بوجھ کو اٹھاؤں گا پھر آپ رضی اللہ عنہ اس کو لے لیتے تھے جس وقت وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے فرمایا کرتے تھے اگر تم چاہو تو میں تجھ کو دیدوں اور اگر تو چاہے تو میں خود ہی اس کا بوجھ برداشت کروں۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:469، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:1424، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث:8189، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:18730، مسند احمد: رقم الحدیث:5114)

قبل از ولادت شہادت ایمان:

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیّدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ عنہم وعنہ موحدان و مومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوعِ آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی و رسالت حضرت ختم پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت دیتے، ابن سعد و ابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودانِ باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے، ان کی شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر ان کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا، وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آ کر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلها اطلب دین ابراهیم. وکل من اسأل من الیهود والنصارٰی و المجوس یقول هذا الدین وراءك. وینعتونه مثل ما نعته لك. ویقولون لم یبق نبی غیره.

کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا یہود و نصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔ عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا

قد رأیته فی الجنة یسحب ذیله

میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن سعد و ابی نعیم عن عامر بن ربیعہ، باب اخبار الاحبار الخ، دار الکتب الحدیثہ شارع الجمہوریہ بعابدین ۱/ ۶۲-۶۱)

زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قبل از اسلام تقویٰ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نزولِ وحی سے پہلے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات حضرت زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے وادی بلدح میں ہوئی۔ جب کچھ لوگوں نے نبیؐ کے سامنے کھانے کا دسترخوان چنا تو زید بن عمرو رضی اللہ عنہ نے وہ

کھانا کھانے سے یہ کہہ کرانکار کیا کہ میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا جنہیں تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ اور زید بن عمرو رضی اللہ عنہ قریش کا جانوروں کو ذبح کرنے کا طریقہ برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ نے ہی بکری کو پیدا کیا اور آسمان سے اس کے پینے کے لیے پانی نازل فرمایا اور اس کے کھانے کے لیے زمین میں چارہ اگایا پھر تم اسے اللہ کے نام کے سوا اوروں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ وہ اس فعل کو بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔

(پیغام حدیث جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 344)

حضرت زید بن عمرو بن نفیل کی عبادت

حضرت زید بن عمرو بن نفیل ایک ایسے شخص تھے جو اللہ کی عبادت کرنے میں ایک جماعت کے قائم مقام تھے، پوری امت ملکر جتنی عبادت کرتی، وہ تنہا اتنی عبادت کرتے تھے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

حضرت سعید بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور حضرت عمر بن الخطاب نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے حضرت زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا: وہ اکیلا قیامت کے دن ایک امت کے طور پر آئے گا۔

(مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ۹۷۳، حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے) (المفردات ج ۱ ص ۲۸، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ)

یہ دنیا کی مسلمہ حقیقت ہے کہ رسول معظم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بعثت سے پہلے انسانیت ہر قسم کی جہالت اور تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ خصوصاً عرب اور مکہ کی حالت یہ تھی کہ یہاں کے دانشور اس سوچ میں غلطاں تھے کہ ہم تاریکیوں سے کس طرح نجات پائیں۔ اسی کے نتیجے میں حلف الفضول کا معاہدہ طے پایا جس میں اہل دانش نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ معاشرے میں پیدا ہونے والی بیماریوں کا تدارک اس انداز میں کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (ابن ہشام) اسی سلسلہ کی دوسری کڑی یہ تھی کہ ایک موقع پر ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو اور چند دوسرے لوگ حرم میں یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ تمام مروجہ مذاہب کا جائزہ لے کر طے کیا جائے کہ کونسا مذہب سچا ہے؟ اس کے لیے یہ بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے جس کے نتیجے میں ورقہ بن نوفل عیسائیت کے قریب ہوئے اور کچھ نے یہودیت کو مناسب سمجھا۔ لیکن حضرت زید بن عمرو نے سب سے براءت کا اعلان کیا۔ چنانچہ وہ بیت اللہ میں سجدہ ریز ہو کر زار و قطار روتے ہوئے دعا کیا کرتے تھے کہ اے کعبہ کے رب! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت اس طرح کرنی ہے تو میں اس طرح کرنے کو تیار ہوں لیکن آسمانی ہدایت مفقود ہو جانے کی وجہ سے وہ دین کی روشنی سے محروم رہے تاہم ایک سوال کے جواب میں رسول معظم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اس کے بارے میں فرمایا تھا

(نَعَمْ إِنَّهُ يُبْعَثُ أُمَّةً وَّاحِدَةً)

کیوں نہیں! وہ ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ (ابن ہشام)

روایت ہے کہ یہ اشعار حضرت زید بن عمرو بن نفیل (رضی اللہ عنہ) کے ہے جن میں ہے

وانت الذی من فصل من ورحمته بعثت الی موی رسولا منادیا

فقلت له فاذهب وهارون فادعوا الی الله فرعون الذی کان طاغیا

وقولا له هل انت سويت هذه بلا عمدا وثوق ذالك بانيا

ولو الا له هل انت سويت وسطها منيرا انا جنك اليل هاديا

وقولا لنا من انبت الحب في الثرى فيصبح منه العشب يفتر دابيا

ويخرج منه حبه في روسه ففي ذالك ايات لمن كان واعيا

یعنی تو وہ اللہ ہے جس نے اپنے فضل وکرم سے اپنے نبی موسیٰ (علیہ السلام) کو مع ہارون (علیہ السلام) کے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور ان سے فرمادیا کہ اس سرکش کو قائل کرنے کے لئے اس سے کہیں کہ اس بلند و بالا بے ستون آسمان کو کیا تو نے بنایا ہے؟ اور اس میں سورج چاند ستارے تو نے پیدا کئے ہیں؟ اور مٹی سے دانوں کو اگانے والا پھر ان درختوں میں بالیں پیدا کر کے ان میں دانے پکانے والا کیا تو ہے؟ کیا قدرت کی یہ زبردست نشانیاں ایک گہرے انسان کے لئے اللہ کی ہستی کی دلیل نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہوا۔ اس کی تفسیر سورۃ اعراف میں گزر چکی ہے۔ اور یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ جس طرح ہے اسی طرح چھوڑ دی جائے۔ کیفیت، تشبیہ، تعطیل، تمثلیل سے اللہ کی ذات پاک ہے اور برتر و بالا ہے۔ سورج چاند اس کے حکم کے مطابق گردش میں ہیں اور وقت موزوں یعنی قیامت تک برابر اسی طرح لگے رہیں گے۔ جیسے فرمان ہے کہ سورج اپنی جگہ برابر چل رہا ہے اس کی جگہ سے مراد عرش کے نیچے ہے جو زمین کے تلے سے دوسری طرف سے ملحق ہے یہ اور تمام ستارے یہاں تک پہنچ کر عرش سے اور دور ہو جاتے ہیں کیونکہ صحیح بات جس پر بہت سی دلیلیں ہیں یہی ہے کہ وہ قبہ ہے متصل عالم باقی آسمانوں کی طرح وہ محیط نہیں اس لئے کہ اس کے پائے ہیں اور اس کے اٹھانے والے ہیں اور یہ بات آسمان مستدیر گھومے ہوئے آسمان میں تصور میں نہیں آسکتی جو بھی غور کرے گا اسے سچ مانے گا۔ آیات و احادیث کا جانچنے والا اسی نتیجے پر پہنچے گا۔ وللہ الحمد والمنہ صرف سورج چاند کا ہی ذکر یہاں اس لیے ہے کہ ساتوں سیاروں میں بڑے اور روشن یہی دو ہیں پس جب کہ یہ دونوں مسخر ہیں تو اور تو بطور اولیٰ مسخر ہوئے۔ جیسے کہ سورج چاند کو سجدہ نہ کرو سے مراد اور ستاروں کو بھی سجدہ نہ کرنا ہے۔ پھر اور آیت میں تصریح بھی موجود ہے فرمان ہے آیت

(وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○)

(سورۃ الاعراف:54)

یعنی سورج چاند اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں، وہی خلق و امر والا ہے، وہی برکتوں والا ہے وہی رب العالمین ہے۔ وہ اپنی آیتوں کو اپنی وحدانیت کی دلیلوں کو با تفصیل بیان فرما رہا ہے کہ تم اس کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اسے مان لو کہ وہ تمہیں فنا کر کے پھر زندہ کر دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 1709)

بَابُ بُنْيَانُ الْكَعْبَةِ

باب: کعبہ معظّمہ کی تعمیر

386- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ يَقِيكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ اِلَى الْاَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اِزَارِيْ اِزَارِيْ فَشَدَّ عَلَيْهِ اِزَارَهٗ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جس وقت کعبہ معظّمہ کو بنایا جارہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا کر لا رہے تھے تو اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تہبند کو اپنی گردن پر رکھ لیجئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر کے چبھ جانے سے بچائے گا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی کا عالم طاری ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مقدسہ آسمان کی جانب ہوگئیں اس کے بعد جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا تہبند، میرا تہبند تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہبند باندھ دیا۔

(مرجع السابق باب کراھیۃ التعری فی الصلوٰۃ)

387- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ وَّعُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَا لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى كَانَ عُمَرُ فَبَنٰى حَوْلَهٗ حَائِطًا قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ جَدْرُهٗ قَصِيْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ

عمرو بن دینار اور عبیداللہ بن یزید کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں بیت اللہ کے آس پاس دیوار نہیں تھی لوگ بیت اللہ کے گرد نماز پڑھا کرتے حتیٰ کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ اقدس آیا تو انہوں نے اس کے چہار طرف دیوار بنا ڈالی۔ عبیداللہ نے کہا کہ یہ دیوار چھوٹی تھی تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے بنا ڈالا۔

(جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 31232)

کعبہ کی تعمیر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کی بدولت خداوند عالم عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر مقبولِ خلائق بنا دیا اور عقلِ سلیم اور بے مثال دانائی کا ایسا عظیم جوہر عطا فرما دیا کہ کم عمری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے جھگڑوں کا ایسا لاجواب فیصلہ فرما دیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکا دیا، اور سب نے بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حکم اور سردارِ اعظم تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ تعمیر کعبہ کے وقت پیش آیا جس کی

تفصیل یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پینتیس (۳۵) برس کی ہوئی تو زوردار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آ گیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہو گئی۔ حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بنایا ہوا کعبہ بہت پرانا ہو چکا تھا۔ عمالقہ، قبیلۂ جرہم اور قصی وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں اس کعبہ کی تعمیر ومرمت کرتے رہے تھے مگر چونکہ عمارت نشیب میں تھی اس لئے پہاڑوں سے برساتی پانی کے بہاؤ کا زوردار دھارا وادیٔ مکہ میں ہو کر گزرتا تھا اور اکثر حرم کعبہ میں سیلاب آ جاتا تھا۔ کعبہ کی حفاظت کے لیے بالائی حصہ میں قریش نے کئی بند بھی بنائے تھے مگر وہ بند بار بار ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لیے قریش نے یہ طے کیا کہ عمارت کو ڈھا کر پھر سے کعبہ کی ایک مضبوط عمارت بنائی جائے جس کا دروازہ بلند ہو اور چھت بھی ہو۔

(السیرۃ الحلبیۃ، باب بنیان قریش الکعبۃ...الخ، ج۱، ص ۲۰۴ مختصراً)

چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ اس تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شریک ہوئے اور سرداران قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے مختلف قبیلوں نے تعمیر کے لیے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے۔ جب عمار حجر اسود تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم حجر اسود کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں۔ تا کہ ہمارے قبیلہ کے لئے یہ فخر و اعزاز کا باعث بن جائے۔ اس کشمکش میں چار دن گزر گئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ تلواریں نکل آئیں بنو عبد الدار اور بنو عدی کے قبیلوں نے تو اس پر جان کی بازی لگا دی اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اپنی قسموں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اپنی انگلیاں اس میں ڈبو کر چاٹ لیں۔ پانچویں دن حرم کعبہ میں تمام قبائل عرب جمع ہوئے اور اس جھگڑے کو طے کرنے کے لئے ایک بڑے بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کر دے سب اس کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ سب نے یہ بات مان لی۔ خدا عزوجل کی شان کہ صبح کو جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ امین ہیں لہٰذا ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جھگڑے کا اس طرح تصفیہ فرمایا کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے۔ چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک کو بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں۔ چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابا ہوتا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بنیان الکعبۃ...الخ ص ۷۹) (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۶ تا ۱۹۷)

خانہ کعبہ کی عمارت بن گئی لیکن تعمیر کے لئے جو سامان جمع کیا گیا تھا وہ کم پڑ گیا اس لئے ایک طرف کا کچھ حصہ باہر چھوڑ کر نئی بنیاد قائم کر کے چھوٹا سا کعبہ بنا لیا گیا کعبہ معظمہ کا یہی حصہ جس کو قریش نے عمارت سے باہر چھوڑ دیا حطیم کہلاتا ہے جس میں کعبہ معظمہ کی چھت کا پرنالا گرتا ہے۔

کعبہ کتنی بار تعمیر کیا گیا؟

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ مکہ میں تحریر فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ دس مرتبہ تعمیر کیا گیا:

(۱) سب سے پہلے فرشتوں نے ٹھیک بیت المعمور کے سامنے زمین پر خانہ کعبہ کو بنایا۔

(۲) پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔

(۳) اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں نے اس عمارت کو بنایا۔

(۴) اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس مقدس گھر کو تعمیر کیا۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

(۵) قوم عمالقہ کی عمارت۔

(۶) اس کے بعد قبیلہ جرہم نے اس کی عمارت بنائی۔

(۷) قریش کے مورث اعلیٰ قصی بن کلاب کی تعمیر۔

(۸) قریش کی تعمیر جس میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی اور قریش کے ساتھ خود بھی اپنے دوش مبارک پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔

(۹) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تجویز کردہ نقشہ کے مطابق تعمیر کیا۔ یعنی حطیم کی زمین کو کعبہ میں داخل کر دیا۔ اور دروازہ سطح زمین کے برابر نیچا رکھا اور ایک دروازہ مشرق کی جانب اور ایک دروازہ مغرب کی سمت بنا دیا۔

(۱۰) عبدالملک بن مروان اموی کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اور ان کے بنائے ہوئے کعبہ کو ڈھا دیا۔ اور پھر زمانہ جاہلیت کے نقشہ کے مطابق کعبہ بنا دیا۔ جو آج تک موجود ہے۔

لیکن حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر جدید صرف تین ہی مرتبہ ہوئی ہے:

(۱) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر

(۲) زمانہ جاہلیت میں قریش کی عمارت اور ان دونوں تعمیروں میں دو ہزار سات سو پینتیس (۲۷۳۵) برس کا فاصلہ ہے

(۳) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر جو قریش کی تعمیر کے بیاسی سال بعد ہوئی۔

حضرات ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی تعمیرات کے بارے میں علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح روایتوں سے ثابت ہی نہیں ہے۔ باقی تعمیروں کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ یہ عمارت میں معمولی ترمیم یا ٹوٹ پھوٹ کی مرمت تھی۔ تعمیر جدید نہیں تھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(حاشیہ صحیح البخاری، کتاب المناسک، باب فضل مکۃ وبنیانہا، حاشیۃ: ۴، ج۱، ص ۲۱۵) (سیرت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 99)

بَابٌ اَیَّامُ الْجَاهِلِيَّةِ

باب: جاہلیت کے ایام

388- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُوْمُهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عاشورہ وہ روز تھا جس کے اندر زمانہ جاہلیت میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے اوراس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی روزہ رکھا کرتے تھے جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اوراس دن روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد جس وقت رمضان المبارک آیا تو اس وقت جس کی خواہش ہوتی تو وہ روزہ رکھ لیتا اور جس کی خواہش نہ ہوتی تو وہ روزہ نہ رکھتا۔ (مرجع السابق باب قول اللہ تعالی جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام... الخ)

389- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْاَرْضِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ اِذَا بَرَا الدَّبَرُ وَعَفَا الْاَثَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَالَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگوں کا یہ گمان تھا کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا زمین کے اندر عظیم کبیرہ گناہ ہے اوراس وقت وہ محرم کا نام صفر رکھا کرتے تھے اوران کا کہنا تھا کہ جس وقت اونٹ کی پشت کا زخم صحیح ہوجائے اوراس کے زخم کی علامت ختم ہوجائے تو اس کے بعد عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ جائز ہوجاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چار ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے اس احرام کو عمرہ کا احرام قرار دیں۔ تو اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کونسی چیزیں حلال ہوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ساری چیزیں حلال ہوجائیں گی۔

(مرجع السابق باب کم اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجتہ)

390- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَحَدِيْثٌ لَّهُ شَانٌ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک سیلاب آیا جس میں دونوں پہاڑوں کے مابین جو کچھ بھی تھا اسے غرق کرڈالا۔ سفیان نے کہا اور عمرو کہا کرتے تھے اس واقعہ کی بڑی شان ہے۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3621)

391- حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ اَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَاَةٍ مِّنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ بِنْتُ الْمُهَاجِرِ فَرَاٰهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً قَالَ لَهَا تَكَلَّمِيْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ اَنْتَ قَالَ امْرُؤٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ اَيُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ اَيِّ قُرَيْشٍ اَنْتَ قَالَ اِنَّكِ لَسَئُوْلٌ اَنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِيْ جَاۗءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ اَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْاَئِمَّةُ قَالَ اَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُءُوْسٌ وَّاَشْرَافٌ يَّاْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَهُمْ اُولٰۤئِكِ عَلَى النَّاسِ

قیس بن ابی حازم کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ احمس کی کسی عورت کے پاس تشریف لے گئے جسے زینب کہتے تھے اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کر پا رہی ہے تو دریافت فرمایا: وہ بات کیوں نہیں کر پا رہی ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے: اس نے حج کیا ہے اس شرط پر کہ سکوت اختیار کرے گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے فرمایا کہ بات کرو یہ حلال نہیں ہے یہ تو جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اس پر اس نے بات کرتے ہوئے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مہاجرین میں ایک آدمی ہوں۔ اس نے دریافت کیا: کون مہاجرین؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریش سے۔ اس نے دریافت کیا: قریش کی کس شاخ سے آپ تعلق رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: تم تو بہت زیادہ سوالات کرنے والی ہو۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ وہ عرض گزار ہوئی: اس نیک کام پر جو جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ لایا ہم اس پر کب تک قائم دائم رہیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت تک تمہارے حکام سیدھے رہیں گے اس نے دریافت کیا: یہ آئمہ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہاری قوم میں رئیس اور حکام نہیں ہوتے جو اس قوم کو حکم کرتے ہیں اور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئی: ہاں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تو لوگ وہی لوگ ہیں۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3045)

392- حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَسْلَمَتِ امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَاْتِيْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَاِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيْثِهَا قَالَتْ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا اَلَا اِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ فَلَمَّا اَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ اَهْلِيْ وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِّنْ اَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَاَخَذَتْ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهٖ فَعَذَّبُوْنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنْ اَمْرِهِمْ اَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِيْ قُبُلِيْ فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِيْ وَاَنَا فِيْ كَرْبِيْ اِذْ اَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتّٰى وَازَتْ بِرُءُوْسِنَا ثُمَّ اَلْقَتْهُ فَاَخَذُوْهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهٖ وَاَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کی ایک عورت سیاہ فام مسلمان ہوگئی اس کے واسطے مسجد میں ایک چھوٹا کمرہ تھا وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور ہمارے پاس بیٹھ کر باتیں بھی کیا کرتی تھی تو جس وقت وہ اپنی گفتگو سے فراغت پا لیتی تو

کہا کرتی: ہار والا روز ہمارے رب عزوجل کے متعجب کر دینے والے معاملہ سے ہے۔ خوب سن لو! اس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات عطا فرما دی ہے۔ پس جس وقت اس نے یہ شعر کثرت سے پڑھا تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت فرمایا: وہ ہار والا روز کس طرح کا تھا۔ تو وہ کہنے لگی کہ ہمارے گھر والی کی ایک لڑکی باہر نکل پڑی اس نے چمڑے والا ہار پہن رکھا تھا تو وہ ہار اس سے کہیں گر گیا ایک چیل آ کر اس پر جھپٹ پڑی وہ اسے گوشت گردانے لگی تھی چنانچہ وہ اسے لے کر چلی گئی۔ انہوں نے اس ہار کی میرے اوپر تہمت لگا ڈالی انہوں نے مجھے اذیت پہنچائی یہاں تک کہ میرا حال اس حد تک بھی پہنچ گیا کہ انہوں نے میری فرج میں بھی اسے ڈھونڈا تو جب وہ میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے تھے اور میرے پاس تھے اور میں شدت کی اذیت میں تھی تو اتفاق سے اسی چیل کا ہمارے سروں کے اوپر سے گزر ہوا۔ اس نے اس ہار کو گرا دیا تو پھر انہوں نے اپنے ہار کو لے لیا میں نے انہیں کہا: یہ ہے وہ ہار جس کی تم نے میرے اوپر تہمت لگا ڈالی تھی اور میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

(مرجع السابق باب نوم المرأة في المسجد)

393- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قسم کھائے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھائے قریش اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھایا کرتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔

(مرجع السابق باب كيف يستحلف)

394- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُومُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُومُونَ لَهَا يَقُولُونَ إِذَا رَأَوْهَا كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ مَرَّتَيْنِ

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم جنازہ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور جنازہ کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ اہل جاہلیت جنازہ کے واسطے کھڑے ہوا کرتے تھے جب جنازہ کو دیکھا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے تو اپنے لوگوں میں جس طرح اس سے قبل تھا دو بار کہا۔

(الجمع بين الصحيحين: رقم الحديث: 3319، مسند الصحابة: رقم الحديث: 187)

395- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلَى ثَبِيرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین مزدلفہ سے اس وقت تک واپس نہ آیا کرتے تھے جب سورج سر پر چمک نہ جاتا

تھاچنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت فرمائی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج طلوع ہونے سے قبل وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

(سنن دارمی: رقم الحدیث: 1890، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3047، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 896، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1938، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3022)

396- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ (وَكَأْسًا دِهَاقًا) قَالَ مَلْأَى مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا

عکرمہ طائی "وکاسًا دھاقًا" کی تفسیر کے متعلق تفسیر ہے بھرا ہوا پیالہ پے در پے۔ اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے ہمیں بھرا ہوا پیالہ پے در پے پلاؤ۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1150)

397- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے سچی بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی ہے وہ لبید کی بات ہے۔ سنو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے امیہ بن ابوالصلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتا۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2858، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 5781، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3757)

398- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ أَتَدْرِي مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكِهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ فَأَدْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو ان کے لئے کما کر لایا کرتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی کمائی سے کھایا کرتے ایک روز وہ کچھ لے کر حاضر ہوا اس میں سے تھوڑا سا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔ غلام نے انہیں عرض کیا: حضور! آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہے یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہے۔ وہ عرض گزار ہوا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے واسطے کہانت کے طریق سے کچھ بتایا تھا حالانکہ میں کہانت نہ جانتا تھا لیکن میں نے اسے دھوکہ دے ڈالا وہ مجھے اب ملا تو اس نے مجھے اس کا بدلہ دے دیا تو یہی وہ ہے جس کو آپ رضی اللہ عنہ نے

تناول فرمایا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو حلق میں داخل فرمایا اور شکم اقدس میں جس قدر بھی تھا سارا کا سارا اگل دیا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 13، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 27806، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11307، شعب الایمان: رقم الحدیث: 5386، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 486)

399- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِي نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حبل الحبلہ تک قیمت کے چکانے کے وعدہ پر اونٹ کا گوشت بطور ادھار فروخت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حبل الحبلۃ یہ ہے کہ کوئی حاملہ اونٹنی اپنے بچہ جن دے اس کے بعد وہ بچھیا خود حاملہ ہو کر بچہ جن دے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے روک دیا ہے۔

(مرجع السابق باب بیع الغرر و حبل الحبلۃ)

400- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ وَكَانَ يَقُولُ لِي فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا

غیلان بن جریر کا بیان ہے کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتے تھے تو وہ ہمیں انصار سے حدیث بیان فرماتے تھے اور وہ مجھے بیان فرماتے تھے کہ تمہاری قوم نے فلاں فلاں دن یہ اور یہ کام سرانجام دے دیا اور تمہاری قوم نے فلاں فلاں دن یوں اور یوں کام سرانجام دے دیا ہے۔ (مرجع السابق باب مناقب الانصار)

شرح

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے روایت کیا ہے، فرمایا: عاشوراء کے دن قریش زمانہ جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زمانہ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینہ طیبہ آئے تو خود بھی یہ روزہ رکھا اور اس روزے کا حکم بھی فرمایا۔ جب رمضان فرض ہوا تو عاشوراء کے دن کا روزہ ترک کر دیا اور فرمایا: جو چاہے یہ روزہ رکھے اور جو چاہے یہ روزہ ترک کر دے

بخاری اور مسلم نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ احتمال ہے کہ قریش نے یہود کے خبر دینے کی وجہ سے یہ روزہ رکھا ہو کیونکہ وہ ان سے سنتے تھے کیونکہ یہود ان کے نزدیک اہل علم تھے۔ پس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسی طرح زمانہ جاہلیت میں مکہ میں روزہ رکھا ہو۔ جب آپ مدینہ طیبہ آئے اور یہود کو یہ روزہ رکھتے ہوئے پایا تو فرمایا: ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے زیادہ قریبی اور پیروی کے زیادہ مستحق ہیں

پس آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی اتباع میں روزہ رکھا۔ امر بصیامہ یعنی اس دن کے روزہ کے امر کو

مؤکد فرمایا حتیٰ کہ چھوٹے بچے بھی یہ روزہ رکھتے تھے۔ ہم کہیں گے: یہ اس شخص کا شبہ ہے جو کہتا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شاید حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت کے مکلف تھے حالانکہ حقیقت ایسی نہیں۔ (تفسیر قرطبی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 57)

عمرو بن میمون سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا کو دیکھا جس نے زنا کیا تھا۔ بندروں نے اسے رجم کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ اسے رجم کیا۔ یہ بخاری کے بعض نسخوں میں ثابت ہے اور بعض میں ساقط ہے۔ حدیث کی نص میں ثابت ہے (اس نے زنا کیا) یہ لفظ بعض سے ساقط ہے۔

ابن عربی نے کہا: اگر کہا جائے کہ چوپائیوں میں شریعت کی پہچان باقی ہے حتیٰ کہ وہ نسل درنسل ان احکام کے وارث بنتے رہے حتیٰ کہ عمرو کے زمانہ تک پہنچے؟ ہم کہیں گے: ہاں، اسی طرح تھا کیوں کہ یہود نے رجم میں تبدیلی کی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے مسخ شدہ لوگوں میں اس کو قائم رکھا تا کہ ان لوگوں پر حجت میں مبالغہ ہو جائے جنہوں نے اس کا انکار کیا اور اسے تبدیل کیا تا کہ ان کی کتب اور ان کے علماء اور ان کی مسخ شدہ قومیں ان کے خلاف گواہی دیں تا کہ وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو اعلان کرتے ہیں اور وہ سب شمار کیا جا رہا ہے جو وہ تغیر و تبدل کرتے ہیں ان پر حجت قائم فرمائی جہاں سے اسے قیام کا انہیں تصور بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی مدد فرماتا ہے اور ان کی مدد نہیں کی جاتی۔

میں کہتا ہوں: یہ ابن عربی کا کلام احکام میں ہے اور اس میں کوئی حجت نہیں ہے۔ انہوں نے جو عمرو میمون کا قصہ ذکر کیا ہے حمیدی نے جمع صحیحین میں ذکر کیا ہے۔ ابو مسعود الدمشقی نے حکایت کیا ہے کہ عمرو بن میمون الاودی کی صحیحین میں حصین کی روایت سے حکایت ہے، عمرو نے کہا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی جس پر دوسرے بندر جمع ہوئے اور اسے رجم کیا میں نے بھی ان کے ساتھ اسے رجم کیا۔ اسی طرح حضرت ابو مسعود نے حکایت کیا ہے، اس نے ذکر نہیں کیا کہ کسی جگہ بخاری نے اپنی کتاب میں اس کو نقل کیا ہے ہم نے اس کے متعلق کوشش کی تو ہم نے اسے بعض نسخوں میں پایا نہ کہ تمام نسخوں میں۔ امام بخاری نے اسے ''کتاب ایام الجاہلیہ" میں ذکر کیا ہے اور نعیمی عن الفربری کی روایت میں بندروں کے بارے میں اس خبر کی کوئی اصل نہیں ہے۔ شاید یہ کتاب البخاری میں مقحمات (گھسیڑی گئی روایات) میں سے ہے اور وہ جو بخاری نے'' تاریخ کبیر" میں ذکر کیا ہے مجھے نعیم بن حماد نے کہا: ہمیں ہشیم نے ابو بلج سے اور حصین نے عمرو بن میمون سے روایت کر کے بتایا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی جس پر بندر جمع تھے انہوں نے اسے رجم کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ اسے رجم کیا۔ اس روایت میں قدزنت۔ (اس نے زنا کیا) کے الفاظ نہیں ہیں اگر چہ روایت صحیح ہو تو امام بخاری نے اسے اس بات پر دلالت کرنے کے لئے روایت کیا کہ عمرو بن میمون نے زمانہ جاہلیت پایا ان کے گمان کی کوئی پرواہ نہیں جو انہوں نے زمانہ جاہلیت کے بارے میں کیا۔ ابو عمرو نے'' الاستیعاب" میں حضرت عمرو بن میمون کا ذکر کیا ہے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے کوفیوں میں سے بڑے تابعین میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بندروں کا رجم دیکھا تھا اگر یہ صحیح ہو کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں۔ بخاری نے نعیم عن ھشیم عن حصین عن عمرو بن میمون الاودی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندریا دیکھی جس نے زنا کیا تھا پھر بندروں نے اسے رجم کیا تھا میں نے بھی ان کے ساتھ اسے رجم کیا تھا۔ اس کو عباد بن العوام نے حصین سے روایت کیا جس طرح ہشیم نے مختصراً

روایت کیا۔ اور رہا یہ قصہ اپنے طول کے ساتھ تو وہ عبدالملک بن مسلم عن عیسیٰ بن خطان پر گھومتا ہے جو دونوں استاد، شاگرد قابل حجت نہیں ہیں۔ یہ اہل علم کی جماعت کے نزدیک منکر ہے کہ زنا کی اضافت غیر مکلف کی طرف کی گئی ہے اور اس میں حدود کو حیوانوں پر قائم کیا گیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو یہ جنوں میں سے ہوں گے دوسرے حیوان نہ ہوں گے۔ رہا حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ارشاد میں نے نہیں دیکھا۔ چوہے اور گوہ کے بارے میں فرمایا: میں نہیں جانتا شاید یہ ان قوموں میں سے ہو جو مسخ کی گئی تھی اور اس کی مثل دوسری مثالیں۔ یہ ظن اور خوف کی بنا پر فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ گوہ اور چوہے وغیرہما مسخ شدہ سے ہوں۔ یہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے وحی آنے سے پہلے اپنی طرف سے اظہار فرمایا، جب وحی آگئی تو یہ خوف زائل ہو گیا اور جان لیا کہ گوہ اور چوہے مسخ شدہ قوموں میں سے نہیں ہیں۔ وحی کے آنے کے بعد ہمیں اپنے ارشاد میں بتایا جب آپ سے پوچھا گیا بندروں اور خنازیر کے متعلق کہ کیا یہ مسخ شدہ قوموں میں سے ہیں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا: کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا یا عذاب نہیں دیا پھر ان کی نسل چلائی۔ بندر اور خنازیر اس سے پہلے موجود تھے۔ یہ نص صحیح صریح ہے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود نے روایت کیا ہے اور اسے مسلم نے کتاب القدر میں نقل کیا ہے اور نصوص ثابت ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی موجودگی اور آپ کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اور آپ نے انکار نہیں فرمایا۔ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری توفیق ہے۔

(تفسیر قرطبی جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 72)

سبابہ

وہ انگلی ہوتی ہے جو انگوٹھے سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اسے سبابہ کہا جاتا تھا کیونکہ وہ اس کے ذریعے گالی دیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نعمت دی تو انہوں نے اس نام کو ناپسند کیا اور انہوں نے اس کا نام المشیرہ رکھا کیونکہ وہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اشارہ کرتے تھے، اس کو مباحہ بھی کہا جاتا ہے اس کا یہ نام حضرت وائل بن حجر وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے لیکن لغت زمانہ جاہلیت میں جو معروف تھا اس کے مطابق چلتی رہی اور وہ غالب رہی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی انگلیوں کے مطابق مروی ہے کہ ان میں سے المشیرہ، درمیانی انگلی سے بڑی تھی، اور درمیانی انگلی، المشیرہ سے چھوٹی تھی پھر بنصر درمیانی سے چھوٹی تھی۔ یزید بن ہارون نے روایت کیا ہے، فرمایا: ہمیں عبداللہ بن مقسم الطائفی نے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے میری پھوپھی سارہ بنت مقسم نے بتایا کہ انہوں نے حضرت میمونہ بنت کردم کو سنا، انہوں نے فرمایا: میں اس حج کے موقع پر نکلی جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے کیا تھا، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اپنی سواری پر دیکھا، میرے باپ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کچھ چیزوں کے متعلق پوچھا۔ میں نے دیکھا میں تعجب کرتی تھی۔۔۔۔ جب کہ میں بچی تھی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اس انگلی کی لمبائی پر جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی ہے وہ تمام انگلیوں سے بڑی تھی۔

پس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا یہ ارشاد:

انا وھو کھا تین فی الجنۃ

اور دوسری حدیث میں ہے: احشر انا وابوبکر وعمر یوم القیامۃ ھکذا (میں، ابوبکر اور عمر قیامت کے روز اس طرح

اٹھائے جائیں گے) اپنی تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ آپ نے مخلوق کی منازل اور مخلوق پر جھانکنے کا ارادہ فرمایا اور فرمایا: ہم اس طرح اٹھیں گے اور ہم اوپر سے جھانک رہے ہوں گی۔ اسی طرح یتیم کی کفالت کرنے والے کا مرتبہ بلند ہوگا۔ جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلیوں کی شان کو نہیں جانتا اس نے حدیث کی تاویل انضمام واقتراب سے کی ہے یعنی درجے ملے ہوئے ہوں گے اور یہ معنی بعید ہے کیونکہ رسل، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی منازل متفرق اور مختلف ہوں گی۔

بدفالی کی کچھ حقیقت نہیں ہے

بخاری شریف میں حضرتِ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عدویٰ نہیں (یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں) ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ھَامَّۃ ہے، نہ صفر اور مَجذُوم سے بھاگو، جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

(بخاری، کتاب الطب، باب الجذام، ۴/ ۲۴، حدیث: ۵۷۰۷، وعمدۃ القاری، کتاب الطب، باب الجذام، ۱۴/ ۶۹۲ تحت الحدیث: ۵۷۰۷)

۱: اس لیے ان کے دائیں بائیں اڑنے میں کوئی تاثیر نہیں ہے۔ (التیسیر بشرح جامع الصغیر، ۲/ ۱۲۳)

شارحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی نے اس حدیث کی جو شرح فرمائی ہے اس سے حاصل ہونے والے چند مَدَنی پھول پیش کرتا ہوں: ☆ اہلِ جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ بعض بیماریاں ایسی ہیں جو دوسرے کو لگ جاتی ہیں، جیسے جُذام، خارش، طاعون وغیرہ، اس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفی فرمائی۔ ایک اَعرابی حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی کہ ہمارے اونٹ صاف سُتھرے اچھے ہوتے ہیں، اس میں ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور سب کو خارش زدہ بنا دیتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کس نے پہلے کو خارش زدہ بنایا؟ انہوں نے عرض کی: اللہ نے۔ فرمایا: اسی طرح سب کو اللہ نے خارش زدہ بنایا۔ عُرب کی عادت تھی کہ جب سفر کے لیے نکلتے تو اگر کوئی پرندہ داہنے طرف سے اڑتا تو اس کو مبارک جانتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اس کو بُرا شگون جانتے، اس قسم کے اور بھی توہّمات پھیلے ہوئے تھے اور آج ہمارے بھی معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن تمام توَہُّمات کو دَفع (یعنی دُور) فرمایا۔ ☆ ''ھَامَّۃ'' ایک چڑیا کا نام ہے، ایک قول ہے کہ یہ اُلّو ہے، اہلِ جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ یہ چڑیا جب کسی گھر پر بیٹھتی ہے تو اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے۔ آج بھی جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ اُلّو جس گھر میں بولے یا جس گھر کی چھت پر بولے اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ اہلِ جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ مُردہ کی ہڈیاں ''ھامہ'' ہو کر اُڑتی ہیں، ایک قول یہ ہے کہ ان کا اِعتقاد یہ تھا کہ جس مقتول کا قِصاص (یعنی بدلہ) نہ لیا جائے وہ ''ھامہ'' ہو جاتا ہے، اور وہ کہتا رہتا ہے مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ، جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو وہ اُڑ جاتا ہے۔ ان سب توَہُّمات کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رَد فرمایا کہ یہ سب کچھ نہیں ہے۔

(نزھۃ القاری، ۵/ ۵۰۲)

تیروں سے فال نہ نکالو

پارہ 5 سورۂ مائدہ کی آیت 90 میں اِرشاد ہوتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ (پ ۷، المائدہ:۹۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور تیروں سے فال نکالنا یہ سب ناپاکی ہیں، شیطان کے کاموں سے ہیں، ان سے بچو تا کہ فلاح پاؤ۔

پانسے ڈالنا (یعنی تیر پھینک کر فال نکالنا) گناہ کا کام ہے

پارہ 6، سورۂ مائدہ کی آیت 3 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ (پ ۶، المائدۃ:۳)

ترجمہ کنزالایمان: اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃُ اللہِ الہادی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کام دَرپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکمِ الٰہی جانتے، ان سب کی ممانعت فرمائی گئی۔ (خزائن العرفان، ص ۲۰۷) بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: تین تیروں میں سے ایک پر لکھا ہوتا: ''اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (یعنی مجھے میرے رب نے حکم دیا)'' دوسرے پر: ''نَهَانِیْ رَبِّیْ (یعنی مجھے میرے رب نے روکا)'' اور تیسرے تیر پر کچھ نہ لکھا ہوتا، اگر پہلا تیر نکلتا تو وہ کام کرلیا کرتے، اگر دوسرا نکلتا تو اس کام سے رُک جاتے اور اگر تیسرا نکلتا تو دوبارہ پانسے ڈالتے۔ ان تیروں اور اس طرح کی دوسری چیزوں کا استعمال جائز نہیں۔

(بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ، باب الخامس والعشرون، ۲/۳۸۵)

قرآنی فال نکالنا ناجائز ہے

بعض لوگ قرآن مجید کا کوئی بھی صفحہ کھول کر سب سے پہلی آیت کے ترجمے سے اپنے کام کے بارے میں خود ساختہ مفہوم اَخذ کر کے فال نکالتے ہیں، اس طرح فال نکالنا ناجائز ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: قرآنی فال، فالِ دانیال اور اس طرح کی دیگر فال جو فی زمانہ نکالیں جاتی ہیں نیک فالی میں نہیں آتیں بلکہ ان کا بھی وہی حکم ہے جو پانسوں کے تیروں کا ہے لہٰذا یہ ناجائز ہیں۔

(حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ، ۲/۲۶ ملخصاً)

جبکہ بریقہ محمودیہ میں ہے: قرآن پاک سے بدشگونی لینا مکروہِ تحریمی ہے۔

(بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ، باب الخامس والعشرون، ۲/۳۸۶)

ایک عبرت انگیز حکایت

ایک دن ولید بن یزید بن عبدالملک نے قرآن پاک سے فال نکالی تو جیسے ہی قرآن پاک کھولا تو یہ آیت مبارکہ نکلی:

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۙ (پ ۱۳، ابراہیم ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور انہوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش وہٹ دھرم نامُراد ہوا۔

تو وَلِید بِنْ یَزِید نے قرآن پاک کو (مَعَاذَ اللہ عزوجل) شہید کر دیا اور یہ شعر پڑھا:

أَتُوعِدُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ فَهَا أَنَا ذَاكَ جَبَّارٌ عَنِيدُ

إِذَا مَا جِئْتَ رَبَّكَ يَوْمَ حَشْرٍ فَقُلْ يَا رَبِّ خَرَّقَنِي الْوَلِيدُ

ترجمہ: کیا تُو ہر سرکش وہٹ دھرم کو دھمکی دیتا ہے (مَعَاذَ اللہ عزوجل)، ہاں! میں ہوں وہ سرکش وہٹ دھرم، جب تُو قیامت کے دن اپنے رب کے پاس حاضر ہو تو کہہ دینا مجھے ولید نے شہید کیا تھا۔

اس سانحے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد کسی نے ولید کو بے دردی سے قتل کر دیا، اس کے سر کو پہلے اس کے محل پھر شہر کی دیواروں پر لٹکا دیا گیا۔ (ادب الدنیا والدین، ص ۲۷۶)

انہوں نے کبھی فال کا تیر نہیں پھینکا

حضرتِ سیِّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب بیتُ اللہ میں تصویریں دیکھیں تو داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مٹا دیا گیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ سیِّدنا ابراہیم اور حضرتِ سیِّدنا اسماعیل عَلَیْہِمَا السَّلَام کی تصویروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں فال کے تیر تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل ان لوگوں (یعنی تصویر بنانے والوں) کو ہلاک کرے، بخدا! ان دونوں بزرگوں نے کبھی ان تیروں کے ذریعے قسمت معلوم نہیں کی۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۲/۴۲۱، الحدیث ۳۳۵۲)

فال کے تیر کیسے ہوتے تھے؟

شارحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مشرکین نے فال کے سات تیر بنائے تھے ایک پر لکھا تھا ''نَعَمْ (ہاں)'' دوسرے پر ''لَا (نہیں)'' تیسرے پر ''مِنْهُمْ (ان میں سے)'' چوتھے پر ''مِنْ غَيْرِهِمْ (ان کے علاوہ میں سے)'' پانچویں پر ''مُلْصَق (وابستہ ہونے والا)'' چھٹے پر ''اَلْعَقْل (دِیت)'' اور ساتویں پر ''فَضْلُ الْعَقْل (بقیہ دیت)''۔ یہ تیر کعبے کے خادم کے پاس رہتے تھے۔ مشرکین جب کہیں جانے یا بیاہ کرنے کا ارادہ کرتے یا انہیں اور بھی کوئی ضرورت ہوتی تو یہ خادم پانسہ پھینکتا اگر ''نَعَمْ (ہاں)'' نکلتا تو وہ کام کرتے اگر ''لَا (نہیں)'' نکلتا تو نہیں کرتے اور اگر کسی کے نسب میں شک ہوتا تو ان تین تیر کا پانسہ پھینکتے جن پر ''مِنْهُمْ''، ''مِنْ غَيْرِهِمْ''، ''مُلْصَق'' ہوتا اگر ''مِنْهُمْ (ان میں سے)'' نکلتا تو کہتے اس کا نسب دُرست ہے اور اگر ''مِنْ غَيْرِهِمْ (ان کے علاوہ میں سے)'' نکلتا تو کہتے یہ اس قوم کا نہیں اس کا حلیف ہے اور اگر ''مُلْصَق (وابستہ ہونے والا)'' نکلتا تو کہتے کہ اس کا اس قوم سے نہ نسب ہے نہ اس کا حلیف ہے اور اگر کوئی جرم کرتا اور اس میں اختلاف ہوتا کہ اس کی دیت (مالی تاوان) کس پر ہے تو بقیہ دونوں تیر سے کام لیتے، ایک فریق کو متعین کر کے پانسہ ڈالتے اگر اس کے نام پر ''عَقْل (دیت)'' والا تیر آ جاتا تو اس پر دیت لازم کر دیتے اور دوسرے فریق کو بَری (یعنی آزاد) اور اگر ان سے دیت کی پوری رقم وصول نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا کہ کون ادا کرے؟ تو پھر ''فَضْلُ الْعَقْل (بقیہ دیت)'' والا تیر پھینکتے جس کے نام پر گر

تاوہ ادا کرتا۔اس کی تفصیل میں اور بھی اَقوال ہیں میں نے تعارف کے لئے یہ ایک ذِکر کر دیا ہے۔یہ توہُم پرستی تھی جہالت تھی بلکہ نسب اور دیت کے معاملے میں ظلم،اس لئے اسلام نے اسے سختی سے منع فرمادیا ہے،اِرشاد ہے:

وَ اَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ (پ۶،المائدۃ:۳)

تم پر حرام کیا گیا ہے پانسوں سے قسمت کا حال معلوم کرنا۔(نزھۃ القاری،۳/۱۰۵)

فال کھولنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

میرے آقا اعلیٰ حضرت،امامِ اہلسنّت،مجدِّدِ دین وملّت،مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن سے ایسے شخص کے بارے میں سُوال کیا گیا کہ جو شخص فال کھولتا ہو،لوگوں کو کہتا ہو:تمہارا کام ہو جائے گا یا نہ ہوگا،یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا بُرا ہو گا،اس میں نفع ہوگا یا نقصان؟تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا:(ا)اگر یہ احکام قطع ویقین کے ساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں،اس کی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا:

فَقَدۡ کَفَرَ بِمَانُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

یعنی اس نے اس چیز کے ساتھ کُفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتاری گئی اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت (یعنی گناہ) سے خالی نہیں۔(فتاویٰ رضویہ،۲۳/۱۰۰ملخصاً)

فال کی اُجرت لینے کا حکم:

مُفَسِّرِ شَہیر حکیم الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان تفسیرِ نعیمی میں لکھتے ہیں:فال کھولنا یا فال کھولنے پر اُجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔(نور العرفان،پ۷،المائدہ۹۰)

بَابُ الْقَسَامَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

باب:زمانہ جاہلیت میں قسامت

401۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطَنٌ اَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ اَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَاْجَرَهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنْ فَخِذٍ اُخْرٰى فَانْطَلَقَ مَعَهٗ فِيْ اِبِلِهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَقَالَ اَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ اَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ لَا تَنْفِرُ الْاِبِلُ فَاَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِهٖ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْاِبِلُ اِلَّا بَعِيْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِي اسْتَاْجَرَهٗ مَا شَاْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْاِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهٗ عِقَالٌ قَالَ فَاَيْنَ عِقَالُهٗ قَالَ فَحَذَفَهٗ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا اَجَلُهٗ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا اَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُّهٗ قَالَ هَلْ اَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مَّرَّةً مِّنَ الدَّهْرِ قَالَ

نَعَمْ ذٰلِكَ قَالَ فَكَتَبَ إِذَا اَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا اَجَابُوكَ فَنَادِ يَا اٰلَ بَنِي هَاشِمٍ فَإِنْ اَجَابُوكَ فَسَلْ عَنْ اَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ اَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ وَّمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ اَتَاهُ اَبُو طَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْ كَانَ اَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَثَ حِينًا ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي اَوْصٰى اِلَيْهِ اَنْ يُّبْلِغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا اٰلَ قُرَيْشٍ قَالُوا هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَالَ يَا اٰلَ بَنِي هَاشِمٍ قَالُوا هٰذِهِ بَنُو هَاشِمٍ قَالَ اَيْنَ اَبُو طَالِبٍ قَالُوا هٰذَا اَبُو طَالِبٍ قَالَ اَمَرَنِي فُلَانٌ اَنْ اُبْلِغَكَ رِسَالَةً اَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ فَأَتَاهُ اَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْ مِنَّا اِحْدٰى ثَلَاثٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَاِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ اِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ اَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَأَتٰى قَوْمَهُ فَقَالُوا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا اَبَا طَالِبٍ اُحِبُّ اَنْ تُجِيزَ ابْنِي هٰذَا بِرَجُلٍ مِّنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِينَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَرَدْتَّ خَمْسِينَ رَجُلًا اَنْ يَّحْلِفُوا مَكَانَ مِائَةٍ مِّنَ الْإِبِلِ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ هٰذَانِ بَعِيرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّي وَلَا تُصْبِرْ يَمِينِي حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُونَ فَحَلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَاَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرِفُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں پہلی قسامت ہم بنی ہاشم کے اندر ہوئی بنی ہاشم کے ایک آدمی کو قریش کی ایک دوسری شاخ کے ایک آدمی نے اجرت پر کام کرنے کے واسطے رکھا۔ بنی ہاشم کا یہ آدمی اس کے ہمراہ اونٹوں کے اندر گیا بنی ہاشم کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا جس کی بوریوں کا دہانہ کھل گیا تھا اس نے کہا: ایک رسی مجھے دے کر میری معاونت کر دو تا کہ میں اپنی بوریوں کا دہانہ باندھ ڈالوں کہ اونٹ نہ بھاگ کھڑا ہو۔ چنانچہ اس مزدور نے اسے ایک رسی دے ڈالی جس سے اس نے اپنی بوریوں کے دہانہ کو ٹھیک کر لیا۔ جس وقت ان لوگوں کا ایک مقام پر نزول ہوا تو ماسوا ایک اونٹ کے سارے اونٹوں کو باندھ دیا گیا۔ مزدوری پر رکھنے والے آدمی نے اس مزدور سے کہا: کیا وجہ ہے اونٹوں کے مابین اس اونٹ کو باندھا ہی نہ گیا تو اس پر مزدور کہنے لگا: دراصل اس کے لئے رسی باقی نہیں بچی۔ اس نے کہا: اس کی رسی کدھر ہے اور اس کو انہوں نے سوٹا اٹھا کر مارا بھی سہی۔ جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ مرنے سے قبل یمن کا ایک آدمی اس کے پاس گیا مزدور نے اس یمنی سے درخواست کی: کیا تو زمانہ حج میں آیا کرتا ہے۔ یمنی کہنے لگا: پابندی سے تو نہیں آتا بعض دفعہ آ بھی جاتا ہوں۔ مزدور کہنے لگا: کیا تم میرے ایک پیغام کو کبھی بھی پہنچا سکتے ہو۔ اس پر یمنی کہنے لگا: ہاں کیوں نہیں۔ مزدور نے کہا: جس وقت تو اس موسم میں آئے تو اس وقت تو نے پکارنا ہے: اے آل قریش! جس وقت وہ تمہارے پاس آ جائیں تو پھر پکارنا: اے آل بنی ہاشم! جس وقت یہ لوگ بھی آ جائیں تو ابوطالب کا پوچھ کر ان کو بتانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر ڈالا ہے۔ یہ کہنے کے بعد مزدور فوت ہو گیا۔ جب وہ

مستاجر مکہ مکرمہ میں آیا تو اس کے پاس ابوطالب تشریف لائے۔ اس سے دریافت کیا: ہمارے شخص کا کیا بنا؟ مستاجر کہنے لگا: وہ بیمار ہوا تو میں نے اس کا علاج خوب کیا مگر وہ فوت ہو گیا۔ میں نے اسے دفن بھی کر دیا ہے۔ ابوطالب اس پر یہ فرمانے لگے: تیرے اس طرح کے سلوک کے وہی اہل تھے۔ ایک عرصہ بیت گیا اس کے بعد وہی یمنی آدمی جس کو پیغام دے کر مرنے والے نے وصیت کی تھی وہ زمانہ حج میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔ تو اس نے نداء دی: اے آل قریش! لوگ کہنے لگے: یہ قریش ہیں۔ وہ کہنے لگا: اے آل بنی ہاشم! لوگ کہنے لگے: یہ بنی ہاشم ہیں۔ وہ کہنے لگا: ابوطالب کدھر ہیں۔ لوگ کہنے لگے: یہ ابوطالب ہیں۔ یمنی ابوطالب سے کہنے لگا کہ مجھے فلاں آدمی نے حکم دیا تھا کہ آپ کو یہ پیغام پہنچا دوں کہ فلاں شخص نے صرف اس کو ایک رسی کی وجہ سے قتل کر ڈالا ہے۔ یہ سنتے ہی ابوطالب مستاجر کے پاس تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے کہا: ہماری جانب سے تم کو تین باتوں میں سے صرف ایک کا اختیار ہے۔ اگر تو چاہے تو سو اونٹ دیت میں دے کیونکہ تو نے ہمارے شخص کو قتل کر ڈالا ہے۔ اور اگر تو چاہے تو تیری قوم کے پچاس قسم کھائیں کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے اور اگر تو ان دو باتوں کو قبول نہیں کرتا تو اس کے بدلہ میں ہم تم کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس پر مستاجر نے اپنی قوم کے پاس آ کر ان کو ماجرا بتایا تو انہوں نے کہا: ہم تو قسم کھانے والے ہیں۔ مگر بنی ہاشم کی ایک عورت آئی جو اس قبیلے کے ایک آدمی کی گھر والی تھی اس آدمی سے اس کی ذریت بھی تھی اس نے کہا: اے ابوطالب! میری خواہش ہے کہ میرے اس بیٹے کو قسم سے بری الذمہ فرما دیں اور قسم کے لئے ان کو وہاں پر کھڑا بھی نہ کریں جہاں قسم کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ ابوطالب نے یہ بات تسلیم کر لی پھر اسی قبیلہ کا ایک آدمی آیا اور وہ کہنے لگا: اے ابوطالب! آپ کی یہی خواہش ہے کہ پچاس لوگ سو اونٹ کے بدلے میں قسم کھائیں۔ یوں تو ہر آدمی کے مقابلہ میں دو دو اونٹ ہیں ان دو اونٹوں کو میری جانب سے قبول فرما لیجئے۔ اور مجھے قسم کے واسطے وہاں پر کھڑا نہ فرمائیے جس جگہ قسم کے لئے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ ابوطالب نے اس کو بھی قبول کر لیا۔ اور اڑتالیس اشخاص نے آ کر قسم کھائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ابھی سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ اڑتالیس میں سے کوئی ایک آنکھ بھی حرکت کرنے والی نہ بچی۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1180، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 6909، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 16243، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4627، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 270)

402-حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِّلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوا قَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُولُونَ لَا نُجِيزُ الْبَطْحَاءَ إِلَّا شَدًّا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعاث کا دن وہ ہے جسے رب تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل گزار دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ جلوہ فگن ہوئے تو انصار کے گروہ میں علیحدگی سی ہو چکی تھی۔ ان کے سرداروں کو قتل کر دیا گیا تھا اور زخمی کر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے جلوہ فگن ہونے سے قبل یہ سب کچھ فرما دیا تھا کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ بطن وادی میں صفا و مروہ کے مابین بھاگنا سنت نہیں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس میں بھاگا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اس وادی سے صرف بھاگتے ہوئے گزریں گے۔ (مرجع السابق باب مناقب الانصار)

403- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ يَآ يُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ وَأَسْمِعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوا الْحَطِيْمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ

ابوالسفر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! میں تمہیں جو کچھ کہتا ہوں سنو اور تم مجھے جو کچھ کہنا چاہتے ہو سناؤ ایسے نہ چلے جاؤ اس کے بعد کہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہہ دیا ہے جو آدمی بیت اللہ کا طواف کرے وہ حجر کے پیچھے کرے اور اس کو حطیم نہ کہو کیونکہ جب کوئی زمانہ جاہلیت میں قسم کھاتا تو اپنے کوڑے یا جوتے یا کمان کو حطیم کے اندر ڈال دیتا۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1191، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 3635)

404- حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ

عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا جس کے آس پاس بہت سارے بندر اکٹھے تھے اس بندر نے زنا کر لیا تھا سارے بندروں نے اسے رجم کیا میں نے بھی ان کی معیت ہو کر اس پر رجم کیا۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3047، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 3230)

405- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهَا الْاِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جاہلیت کی عادت میں سے نسب میں طعن کرنا ہے۔ اور نوحہ کرنا ہے۔ عبیداللہ تیسری چیز کو بھول گئے۔ سفیان نے کہا اور لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ تیسری چیز ستاروں سے پانی مانگنا ہے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1089، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 6904)

شرح

قسامت کا مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو اور اولیائے مقتول اہل محلہ پر قتل عمد یا قتل خطا کا

دعوے کریں اور اہل محلہ انکار کریں تو اس محلے کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں اور یہ قسم کھانے والے عاقل بالغ آزاد مرد ہوں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص77 'ورد المحتار، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج10، ص318)

قسامت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

(1) مقتول کے جسم پر زخم یا ضرب کے نشانات یا گلا گھونٹنے کی علامات پائی جائیں یا ایسی جگہ سے خون بہے جہاں سے عادتاً نہیں نکلتا۔ مثلاً آنکھ، کان۔

(تبیین الحقائق، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج7، ص353)' (قاضی خان علی الھندیہ ص452 ج3 تبیین الحقائق ص171 ج6، بحر الرائق ص392 ج8)

(2) قاتل کا پتہ نہ ہو۔ (فتح القدیر ص390 ج8، مبسوط ص114 ج26، بدائع صنائع ص287 ج7)

(3) مقتول انسان ہو۔ (بدائع صنائع ص288 ج7)

(4) مقتول کے اولیاء دعویٰ کریں۔ (بدائع الصنائع، کتاب الجنایات، فصل فی شرائط وجوب القسامۃ والدیۃ، ج6، ص357)

(5) اہل محلہ قتل کرنے کا انکار کریں۔

(رد المحتار، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج10، ص318) (عالمگیری ص77 ج6، شامی ص549 ج5)

(6) مدعی قسامت کا مطالبہ کرے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الجنایات، فصل فی شرائط وجوب القسامۃ والدیۃ، ج6، ص357)

(7) جس جگہ مقتول پایا گیا وہ کسی شخص کی ملکیت ہو یا کسی کے قبضے میں ہو یا محلہ میں پایا جائے یا آبادی کے اتنا قریب پایا جائے کہ وہاں کی آواز بستی میں سنی جا سکے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص77) (شامی ص553 ج5، عالمگیری ص77، ج6)

(8) مقتول زمین کے مالک یا قابض کا مملوک نہ ہو۔

(رد المحتار، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج10، ص318) (ہندیہ ص77 ج6، شامی ص549 ج5، بدائع صنائع ص 287 ج7، مبسوط ص106 ج22، فتح القدیر وعنایہ ص384 ج8، بحر الرائق ص391 ج8)

اگر کسی جگہ ایسا مردہ پایا جائے کہ اس پر ضرب کا کوئی نشان نہ ہو، یا اس کے منہ یا ناک یا پیشاب و پاخانہ کے مقام سے خون بہہ رہا ہو یا اس کے گلے میں سانپ لپٹا ہوا ہو تو وہاں کے لوگوں پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، کتاب الدیات، باب القسامۃ ج10 ص323) (درمختار وشامی ص551 ج5)

قسامت کا حکم یہ کہ اگر مقتول کے اولیاء نے قتلِ عمد کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھائی کہ نہ انھوں نے قتل کیا ہے نہ ان کو قاتل کا علم ہے تو اہل محلہ پر دیت لازم ہوگی اور اگر اولیائے مقتول نے قتل خطا کا دعوے اکیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھالی تو اہل محلہ کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جس کو وہ لوگ تین سال میں ادا کریں گے اور انکار کی صورت میں ان کو قید کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ قسم کھائیں۔ (درمختار وشامی ص550 ج5، ملتقی الابحر ص668 ج2، فتح القدیر ص388 ج8)

کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اس کے اولیاء تمام یا بعض اہل محلہ پر دعویٰ کریں کہ انھوں نے اس کو عمداً یا خطائً قتل کیا ہے اور اہل محلہ انکار کریں تو ان میں سے پچاس آدمیوں سے اس طرح قسم لی جائے گی کہ ہر آدمی اللہ (عزوجل) کی قسم کھا کر یہ کہے کہ نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے نہ میں قاتل کو جانتا ہوں۔ اگر وہاں کی آبادی میں پچاس سے زیادہ مرد ہیں تو ان میں سے پچاس کے انتخاب کا حق مقتول کے اولیاء کو ہے۔ اگر پچاس سے کم مرد ہیں تو ان سے قسم کی تکرار کرا کر پچاس کے عدد کو پورا کیا جائے گا۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 77) (قاضی خان علی الھندیہ ص 451 ج 3، عالمگیری ص 77 ج 6، درمختار و شامی ص 550 جلد 5، بحر الرائق ص 392 ج 8، فتح القدیر و عنایہ ص 384 ج 8)

مدعی (1) سے اس بات کی قسم نہیں لی جائے گی کہ اہل محلہ نے قتل کیا ہے۔ خواہ ظاہری حالات مدعی کی تائید میں ہوں مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے درمیان کھلی دشمنی تھی یا ظاہری حالات مدعی کی تائید میں نہ ہوں۔ مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے درمیان کھلی عداوت (2) کا کوئی ثبوت نہ ہو۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 77)' (عالمگیری ص 77 ج 6، درمختار و شامی ص 550 ج 5، بحر الرائق ص 392 ج 8)

اگر اولیائے مقتول یہ دعویٰ کریں کہ اہل محلہ میں سے فلاں فلاں اشخاص نے قتل کیا ہے۔ یا بغیر معین کئے یوں کہیں کہ اہل محلہ میں سے بعض لوگوں نے قتل کیا ہے، جب بھی قسامت و دیت کا وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

(عالمگیری ص 77 ج 6، درمختار و شامی ص 550 ج 5، بحر الرائق ص 392 ج 8)

اگر ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا کہ اہل محلہ کے غیر کسی شخص نے قتل کیا ہے تو اہل محلہ پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے بلکہ مدعی سے گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر گواہ پیش کر دیئے تو اس کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ (عالمگیری ص 77 ج 6، درمختار و شامی ص 552 ج 8، قاضی خان علی الھندیہ ص 453 ج 3، مبسوط ص 115 ج 26، بدائع صنائع ص 295 ج 7)

اولیائے مقتول کو یہ اختیار ہے کہ جس خاندان کے درمیان مقتول پایا جائے اس خاندان کے یا جس محلہ میں پایا جائے تو اس محلے کے صالحین کو قسم کھانے کے لیے منتخب کریں، اگر صالحین کی تعداد پچاس سے کم ہو تو وہ باقی لوگوں میں سے منتخب کر کے پچاس پورے کر لیں۔ ولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ ان میں سے جوانوں کو یا فساق کو قسم کھانے کے لیے منتخب کر لیں۔ یہ اختیار صرف ولی کو ہے امام کو نہیں ہے۔ (عالمگیری ص 78 ج 6، شامی ص 550 ج 5، قاضی خان علی الھندیہ ص 451 ج 3، مبسوط ص 110 ج 26)

قسامت میں بچہ اور پاگل اور عورت اور غلام داخل نہیں ہیں لیکن اندھا اور محدود فی القذف اور کافر قسامت میں داخل ہیں۔

(عالمگیری ص 78 ج 6، درمختار و شامی ص 551 جلد 5، بحر الرائق ص 392 ج 8)

جس جگہ مقتول کا پورا جسم یا جسم کا اکثر حصہ یا نصف حصہ بشرطیکہ اس کے ساتھ سر بھی پایا جائے تو اس جگہ کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے۔ اور اگر لمبائی میں سے چرا ہوا نصف پایا جائے یا بدن کا نصف سے کم حصہ پایا جائے۔

اگرچہ عرضاً ہو اور اس کے ساتھ سر بھی ہو یا صرف ہاتھ یا پیر یا سر پایا جائے تو قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔

(الفتاوی الخانیۃ، کتاب الجنایات، باب الشھادۃ علی الجنایۃ، ج2، ص397) (درمختار و شامی ص549 ج5، قاضی خان علی الھندیہ ص453 ج3، تبیین الحقائق ص172 ج6، بحر الرائق ص392 ج8، فتح القدیر ص390 ج8، مبسوط ص116 ج26، بدائع صنائع ص288 ج7)

اگر کسی محلے میں کوئی مردہ بچہ تام الخلقت یا ناقص الخلقت پایا جائے اور اس پر ضرب کے کچھ نشانات نہ ہوں تو اہل محلہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر ضرب کے نشانات ہوں اور بچہ تام الخلقت ہو تو قسامت و دیت واجب ہے اور اگر ناقص الخلقت ہو تو کچھ نہیں ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص78)

(عالمگیری ص78 ج6، درمختار و شامی ص552 ج5، قاضی خان ص453 ج3، تبیین الحقائق ص172 ج6، بحر الرائق ص394 ج8، فتح القدیر ص391 ج8)

اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا جائے اور صاحب خانہ کے عاقلہ بھی وہاں موجود ہوں تو قسامت میں سب شریک ہوں گے اور اگر اس کے عاقلہ وہاں موجود نہ ہوں تو گھر والا ہی پچاس مرتبہ قسم کھائے گا اور دیت دونوں صورتوں میں عاقلہ پر ہوگی۔

(عالمگیری ص78 ج6، درمختار و شامی ص555 ج5، بحر الرائق ص394 ج8)

اگر کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اہل محلہ دعویٰ کریں کہ محلہ کے باہر کے فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اس محلے کے باہر کے دو گواہ بھی اس پر شہادت دیں تو اہل محلہ قسامت و دیت سے بری ہو جائیں گے۔ ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(عالمگیری ص78 ج6)

اگر ولی مقتول دعویٰ کرے کہ جس محلے میں مقتول پایا گیا ہے اور اس محلے کے باہر رہنے والے فلاں شخص نے اس کے آدمی کو قتل کیا ہے تو ولی کو اپنا دعویٰ گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ ورنہ مدعیٰ علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھالے تو بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر قسم سے انکار کرے اور دعویٰ قتلِ خطا کا ہو تو دیت لازم ہوگی اور اگر دعویٰ قتلِ عمد کا تھا تو قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ قتل کا اقرار کرے یا قسم کھائے یا بھوکا مر جائے۔

(الدر المختار، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج10، ص323)' (درمختار ص522 ج5)

کسی محلہ یا قبیلے میں کوئی شخص زخمی کیا گیا۔ وہاں سے وہ زخمی حالت میں دوسرے محلے میں منتقل کیا گیا اور اسی وجہ صاحب فراش رہ کر مر گیا تو قسامت اور دیت پہلے محلے والوں پر ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص79)

(عالمگیری ص79 ج6، درمختار و شامی ص558 ج5، تبیین الحقائق ص176 ج6، بحر الرائق ص394 ج8، مبسوط ص118 ج26، بدائع صنائع ص288 ج7)

اگر تین مختلف قبائل کے لوگوں کو کوئی خطہ زمین الاٹ کیا گیا وہاں انھوں نے مکانات یا مسجد بنائی اور اس آبادی یا مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو دیت تین قبیلوں پر لازم ہوگی۔ ہر قبیلے پر ایک تہائی اگرچہ ان کے افراد کی تعداد کم و بیش ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی قبیلے کا صرف ایک ہی شخص ہو تو اس پر بھی ایک تہائی دیت لازم ہوگی اور یہ دیت ان سب کے عاقلہ ادا کریں گے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص79) (عالمگیری ص79 ج6)

اگر کسی بازار یا مسجد میں کوئی مقتول پایا جائے اور وہ مسجد یا بازار کسی خاص قبیلے کی ملکیت ہو تو قسامت و دیت ان پر لازم

ہوگی۔اور اگر وہ مسجد و بازار حکومت کی ملک میں ہیں تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

(عالمگیری ص 79 ج 6، قاضی خان علی الھندیہ ص 452 ج 3، تبیین الحقائق ص 174 ج 6، درمختار و شامی ص 556 ج 5، بحر الرائق ص 396 ج 8، مبسوط ص 118 ج 26، بدائع الصنائع ص 290 ج 7)

اگر شارع عام پر یا پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

(عالمگیری ص 80 ج 6، درمختار و شامی ص 556 ج 5، بحر الرائق ص 397 ج 8، بدائع صنائع ص 290 ج 7)

مسجد حرام یا میدان عرفات میں اژدہا کے بغیر کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بھی قسامت کے بغیر بیت المال سے ادا کی جائے گی۔(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 80)(عالمگیری ص 80 ج 6)

اگر کسی ایسی زمین یا مکان میں مقتول پایا جائے جس کو معین لوگوں پر وقف کیا گیا تھا تو قسامت و دیت انہی لوگوں پر ہے جن پر وقف کیا گیا ہے اور اگر مسجد پر وقف کیا گیا تھا تو اس کا حکم مقتول فی المسجد کا ہے۔

(عالمگیری از محیط سرخسی ص 80 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، درمختار و شامی ص 560 ج 5، بحر الرائق ص 397 ج 8)

اگر کسی ایسے گاؤں میں مقتول پایا جائے جو ذمی کفار اور مسلمانوں کی ملکیت ہے تو قسامت اور دیت دونوں فریقوں پر ہے۔ مسلمانوں پر دیت کا جتنا حصہ لازم ہوگا وہ ان کے عاقلہ ادا کریں گے اور کفار پر جتنا حصہ لازم ہوگا، اگر ان کے عاقلہ ہوں تو ان کے عاقلہ ادا کریں گے۔ ورنہ ان کے مال سے وصول کیا جائے گا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 80)(عالمگیری از مبسوط ص 80 ج 6)

اگر دو محلوں یا دو گاؤں کے درمیان مقتول پایا جائے اور یہاں سے دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو جس آبادی کا فاصلہ کم ہوگا اس آبادی کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے اور اگر کسی جگہ آواز نہیں پہنچتی ہے تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔

(عالمگیری ص 80 ج 6، قاضی خاں علی الھندیہ ص 451 ج 3، بحر الرائق ص 393 ج 8، مبسوط ص 111 ج 26، بدائع صنائع ص 289 ج 7)

اگر دو بستیوں کے درمیان مقتول پایا جائے اور دونوں جگہوں کا فاصلہ وہاں سے برابر ہو اور دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں والوں پر دیت نصف نصف ہوگی، اگر چہ ان کے افراد کی تعداد مختلف ہو۔ (عالمگیری ص 80 ج 6)

اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس کے عاقلہ اس وقت دیت ادا کریں گے جب گواہوں سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ یہ گھر اس کی ملکیت ہے۔ (عالمگیری ص 80 ج 6، تبیین الحقائق ص 174 ج 6، درمختار و شامی ص 555 ج 5، بحر الرائق ص 396 ج 8)

اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے اور اس گھر میں مالک کے غلام یا آزاد ملازم رہتے ہوں تو قسامت و دیت گھر کے مالک پر ہوگی۔ ملازمین یا غلاموں پر نہیں۔ (عالمگیری ص 80 ج 6)

مِلکِ مشترک میں اگر قتیل پایا جائے تو سب مالکوں پر دیت برابر برابر لازم ہوگی جس کو ان کے عواقل ادا کریں گے اگر چہ ملک میں ان کے حصے کم و بیش ہوں۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 80)

(عالمگیری ص 80 ج 6، قاضی خاں علی الھندیہ ص 452 ج 3، تبیین الحقائق ص 173 ج 6، درمختار و شامی ص 555 ج 5، بحر الرائق ص 395 ج 8، مبسوط ص 113 ج 26، بدائع صنائع ص 293 ج 7)

اگر کسی ایسے شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے جس کی شہادت مقتول کے حق میں مقبول نہیں ہوتی ہے یا عورت اپنے شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے تو ان صورتوں میں بھی قسامت و دیت لازم ہوگی اور مالک مکان میراث سے محروم نہیں ہوگا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص81) (عالمگیری از محیط سرخسی ص 81 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، در مختار و شامی ص 561 ج 5، قاضی خان علی الھندیہ ص 453 ج 3، مبسوط ص 116 ج 26)

اگر کسی ایسی عورت کے گھر میں مقتول پایا جائے جو ایسے شہر میں رہتی ہے کہ وہاں اس کا کوئی رشتہ دار نہیں رہتا، تو اس عورت سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی اس کے بعد اس کے قریب ترین رشتہ داروں پر دیت لازم ہوگی۔ اگر اس کے رشتہ دار بھی اس شہر میں رہتے ہیں تو وہ بھی عورت کے ساتھ قسامت میں شریک ہوں گے۔

(عالمگیری از کفایہ ص 81 ج 6، در مختار و شامی ص 559 ج 5، قاضی خان علی الھندیہ ص 452 ج 3، مبسوط ص 120 ج 26)

اگر کسی بچے یا پاگل کے گھر میں مقتول پایا جائے تو بچے اور پاگل سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ ان کے عاقلہ سے قسم بھی لی جائے گی اور دیت بھی لی جائے گی۔ (عالمگیری از ذخیرہ ص 81 ج 6، در مختار و شامی ص 561 ج 5)

اگر یتیموں کے گھر میں مقتول پایا جائے یا ان کے محلہ میں پایا جائے تو ان یتیموں میں جو بالغ ہے اس سے قسم لی جائے گی اور دیت سب کے عاقلہ پر ہوگی۔ اور اگر ان میں سے کوئی بالغ نہیں ہے تو قسامت و دیت دونوں سب کے عاقلہ پر واجب ہیں۔

(عالمگیری از محیط سرخسی ص 81 ج 6، در مختار و شامی ص 561 ج 5، مبسوط ص 121 ج 26)

اگر کسی ذمی کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اس کے بعد اگر ان ذمیوں میں یہ رواج ہے کہ دیت ان کے عاقلہ ادا کرتے ہیں تو ان کے عاقلہ سے دیت وصول کی جائے گی ورنہ اس کے مال سے ادا کی جائے گی۔

(عالمگیری از ذخیرہ ص 81 ج 6، در مختار و شامی ص 561 ج 5)

(الف): اگر کسی قوم کی مملوکہ چھوٹی نہر میں مقتول پایا جائے تو اس نہر کے مالکوں پر قسامت اور ان کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔

(عالمگیری از ذخیرہ ص 82 ج 6، قاضی خان علی الھندیہ ص 453 ج 3، تبیین الحقائق ص 174 ج 6، در مختار و شامی ص 557 ج 5، بحر الرائق ص 397 ج 8، مبسوط ص 118 ج 26، بدائع صنائع ص 290 ج 7)

(ب): اگر کسی بڑی بہتی ہوئی نہر میں مقتول بہتا ہوا پایا جائے اور وہ نہر دار الاسلام سے نکلی ہے تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی اور اگر وہ نہر دار الحرب سے نکلی ہے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ اور اگر لاش نہر کے کنارے پر اٹکی ہوئی ہے اور اس کنارے کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جہاں تک اس جگہ کی آواز پہنچ سکتی ہے تو اس آبادی والوں پر دیت واجب ہوگی اور اگر وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6، ص82) (عالمگیری از ذخیرہ ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 174 ج 6، در مختار و شامی ص 557 ج 5، بحر الرائق ص 397 ج 8، مبسوط ص 118 ج 26)

اگر کسی کشتی میں مقتول پایا جائے تو اس کشتی کے سواروں پر قسامت و دیت ہے جس میں ملاح مسافر اور اگر اس میں مالک بھی

ہوتو وہ بھی داخل ہے اور چھکڑے (دو پہیوں کی لمبی گاڑی جس میں بیل جوتے جاتے ہیں جو بار برداری کے لیے استعمال ہوتی ہے) کا حکم بھی یہی ہے۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6،ص82)

(عالمگیری ص82 ج6، ہدایہ ص624 ج4، درمختار و ردالمحتار ص556 ج5، تبیین الحقائق ص174 ج6، بحر الرائق ص296 ج8، مبسوط ص117 ج26، بدائع صنائع ص291 ج7)

اگر کسی جانور کی پیٹھ پر مقتول پایا جائے اور اس جانور کا کوئی سائق (ہانکنے والا) یا قائد (آگے سے جانور چلانے والا نکیل پکڑ کر لے جانے والا) یا اس پر کوئی سوار ہے تو دیت اسی پر ہے، اور اگر سائق و قائد و راکب تینوں ہیں تو تینوں پر برابر برابر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر جانور اکیلا ہے تو قسامت و دیت اس محلہ کے لوگوں پر ہے جہاں اس جانور پر مقتول پایا گیا ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6،ص82)

(عالمگیری ص82 ج6، تبیین الحقائق ص172 ج6، بحر الرائق ص393 ج8، درمختار و شامی ص553 ج5، ہدایہ ص622 ج4، مبسوط ص117 ج26، بدائع صنائع ص292 ج7)

اگر دو آبادیوں کے درمیان کسی جانور پر مقتول پایا جائے اور جانور اکیلا ہو تو جس بستی تک آواز پہنچ سکتی ہو اس کے رہنے والوں پر اور اگر دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں میں قریب والی کے باشندوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔

(عالمگیری ص82 ج6، تبیین الحقائق ص172 ج6، بحر الرائق ص393 ج8، درمختار و شامی ص553 ج5)

اگر کسی کی افتادہ زمین میں مقتول پایا جائے تو زمین کے مالک اور اس کے قبیلے والوں پر قسامت و دیت ہے اور اگر وہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اس کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جس میں وہاں کی آواز سنی جاسکتی ہے تو اس آبادی والوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر اس کے قریب کوئی آبادی نہیں ہے یا آبادی اس قدر دور ہے کہ وہاں کی آواز اس آبادی تک نہیں پہنچتی ہے تو اگر اس زمین سے مسلمان کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً وہاں سے لکڑی یا گھاس کاٹتے ہیں۔ یا وہاں جانور چراتے ہیں تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ اور اگر وہ زمین انتفاع کے قابل ہی نہیں ہے تو مقتول کا خون رائیگاں جائے گا۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج6،ص82) (عالمگیری از محیط سرخسی ص82 ج6، بحر الرائق ص393 ج8، درمختار و شامی ص554 ج5)

اگر کسی پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی اور اگر شہر کے اردگرد کی خندق میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم شارع عام پر پائے جانے والے مقتول کا سا ہے۔ (عالمگیری از محیط سرخسی ص82 ج6)

مسلمان لشکر کسی مباح زمین میں جو کسی شخص کی ملکیت نہ تھی پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ ان میں سے کسی لشکری کے خیمے میں مقتول پایا جائے تو اس خیمے والوں پر دیت و قسامت ہے اور اگر خیمے کے باہر پایا جائے اور لشکریوں کے قبائل الگ الگ ٹھیرے ہوں تو جس قبیلے میں پایا جائے گا اس قبیلے پر دیت و قسامت ہے اور اگر دو قبیلوں کے درمیان پایا جائے تو قریب والے قبیلے پر قسامت و دیت ہے اور اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہو تو دونوں پر قسامت و دیت ہے۔

(عالمگیری ص82 ج6، تبیین الحقائق ص176 ج6، بحر الرائق ص394 جلد 8، درمختار و شامی ص560 ج5، مبسوط ص119 ج26)

اگر لشکریوں کے قبیلے ملے جلے ٹھیرے ہوں اور مقتول کسی کے خیمے میں پایا گیا تو صرف اس خیمے والوں پر ہی قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر خیمے سے باہر پایا جائے تو سب لشکر پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔

(عالمگیری از محیط ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، درمختار و شامی ص 561 ج 5)

مسلمانوں کا لشکر کسی کی مملوکہ زمین میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا تو ہر صورت میں زمین کے مالک پر قسامت و دیت واجب ہے۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامة، ج 6، ص 82)

(عالمگیری از محیط ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، بدائع صنائع ص 292 ج 7، درمختار و شامی ص 561 ج 5)

اگر مسلمان لشکر کا کافروں سے مقابلہ ہوا پھر وہاں کوئی مسلمان مقتول پایا گیا تو کسی پر قسامت و دیت نہیں اور اگر دو مسلمان گروہوں میں مقابلہ ہوا اور ان میں سے ایک گروہ باغی اور دوسرا حق پر تھا اور جو مقتول پایا گیا وہ اہل حق کی جماعت کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (عالمگیری از محیط ص 82 ج 6) (بہار شریعت از مولانا امجد علی اعظمی جلد نمبر 18 صفحہ نمبر 899)

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا بیان

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

406- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں قرآن مجید کا نزول فرمایا گیا اس کے بعد تیرہ سال مکہ مکرمہ میں جلوہ فگن رہے پھر ہجرت کا حکم فرمایا گیا تو مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی وہاں پر دس برس جلوہ فگن رہے پھر دنیا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری پردہ فرما گئے۔

شرح

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ

مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

ترجمہ کنز الایمان: رمضان کا مہینہ، جس میں قرآن اُترا، لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں، تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو، تو اُتنے روزے اور دِنوں میں۔ اللہ (عزَّ وجلَّ) تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دُشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ (عزَّ وجلّ) کی بڑائی بولو اِس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو۔ (پ ۲ البقرہ ۱۸۵)

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین سے مکہ مکرمہ میں کن کن اذیتوں کو اٹھایا

407- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا بَيَانٌ وَإِسْمَاعِيلُ قَالَا سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُولُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُولُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمِيشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ زَادَ بَيَانٌ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران کعبہ معظمہ کے سایہ میں اپنی چادر کو لئے ٹیک لگا رکھی تھی۔ اور ہم نے مشرکین کی طرف سے بہت ساری مشقتیں اٹھائی تھیں۔ میں عرض گزار ہوا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا گو نہیں ہوتے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر تشریف فرما ہو گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ رخ زیبا زرد ہو گیا۔ ارشاد فرمایا: تم سے قبل والی امتوں کے لوگوں کے بدنوں کو لوہے کی کنگھیوں سے چھیل دیا جاتا تھا وہ کنگھیاں ان کے گوشت اور پٹھوں کو چھیلتی چھیلتی ان کی ہڈیوں تک پہنچ جایا کرتی تھیں اور یہ ستم بھی انہیں ان کے دین سے پھیر نہ سکا۔ اور ان کے سروں کے درمیان آری کو رکھ کر ان کے سارے بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور یہ ستم بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور کامل کر کے رہے گا حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے بھی نہ ڈرے گا بیان نے یہ اضافہ کیا ہے اور اسے اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا کوئی خوف و خطرہ لاحق نہ ہوگا۔

(مرجع السابق باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

408- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ

اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا يَكْفِينِيْ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللّٰهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ نجم کی تلاوت فرمائی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا تو ہر آدمی نے ہی سجدہ کیا ماسوا ایک آدمی کے میں نے اسے دیکھا کہ اس نے ایک مٹھی میں کنکریاں اٹھائیں تو اسے اونچا کر کے ان کے اوپر سجدہ کرلیا اور وہ کہنے لگا: پس مجھے یہ کفایت کر گیا ہے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ آدمی رب تعالیٰ سے کفر کی حالت میں مارا گیا۔ (مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 5218، سنن النسائی: رقم الحدیث: 959، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 576، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1406، مسند احمد: رقم الحدیث: 3682)

409- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَّحَوْلَهٗ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ جَآءَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُوْرٍ فَقَذَفَهٗ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَاْسَهٗ فَجَآئَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَاَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَاَ مِنْ قُرَيْشٍ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ اَوْ اُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فَرَاَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَاُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ اُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ اَوْ اُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ اَوْصَالُهٗ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت سجدہ میں جلوہ فگن تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرداگرد قریش کے لوگ تھے تو اس وقت عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی بچہ دان لے کر آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور پر اس کو رکھ دیا۔ اسی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر نہ اٹھا سکے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور غلاظت کو پشت انور سے ہٹا دیا اور اس طرح کرنے والے کو بددعا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کے لئے بددعا فرمائی: اے اللہ عزوجل! قریش کی اس جماعت کی پکڑ فرمالے...... ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف شک راوی شعبہ کو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں یہ سارے قتل کر دیئے گئے اور ایک ہی کنویں میں ان کو پھینک دیا گیا تھا ماسوا امیہ یا ابی کے کہ اس کا ہر ہر جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو چکا تھا اسی وجہ سے اس کو کنویں میں نہ پھینکا جاسکا۔

(صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6570، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 785، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 5312، مسند البزار: رقم الحدیث: 2398، سنن النسائی: رقم الحدیث: 306)

410- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰى قَالَ سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مَا اَمْرُهُمَا (وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا) فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا اُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ

قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَقَدْ اَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ) الْاٰيَةَ فَهٰذِهٖ لِاُولٰئِكَ وَاَمَّا الَّتِيْ فِي النِّسَآءِ الرَّجُلُ اِذَا عَرَفَ الْاِسْلَامَ وَشَرَائِعَهٗ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا فَذَكَرْتُهٗ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ اِلَّا مَنْ نَّدِمَ

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں آیات کے متعلق پوچھا گیا کہ ان کا مطلب کیا ہے اس کو نہ قتل کرو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا اور فرمایا: ''جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے گا تو اس کا بدلہ دوزخ ہے'' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس وقت سورہ فرقان کی اس آیت کا نزول کیا گیا تو اہل مکہ کے مشرکین نے کہا: ہم نے ان جانوں کو قتل کر ڈالا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے قتل کو حرام کر دیا ہے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی عبادت کی ہے اور ہم نے بے حیائی کے کام کیے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان کی اس آیت کا نزول فرمایا: مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا یہ ان لوگوں کے لیے ہے اور وہ جو نساء میں ہے یہ اس آدمی کے لیے ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے کہا: میں نے اس کو مجاہد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: مگر وہ جو نادم ہوا۔

(سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3726، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 15605، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3642)

411۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِاَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى اَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ) الْاٰيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ اِسْحَاقَ

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ذرا مجھے یہ بتایئے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشرکین نے سب سے زیادہ کون سا ظلم کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ حطیم کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ تو سامنے سے عقبہ بن ابی معیط آیا تو اس نے اپنے کپڑے کو آپ ﷺ کی گردن مبارکہ میں ڈال کر شدت سے آپ ﷺ کے گلے کو گھونٹنے لگ گیا تو اس دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے انہوں نے اُسے کندھے سے پکڑ کر اسے نبی کریم ﷺ سے دور ہٹا دیا۔ اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: کیا تم ایک مرد کو اس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہو کہ ان کا فرمانا ہے کہ میرا رب عزوجل رب تعالیٰ ہے۔ (مرجع السابق بعد فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ)

412۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قِيْلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

ابوسلمہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی۔ (مرجع السابق)

شرح

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ

یعنی جولوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں ملعون کر دے گا۔ (پ22، الاحزاب:57)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ شروع کی، اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے۔ اور تمام قریش بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی ایذا رسانیوں کا ایک طولانی سلسلہ شروع ہو گیا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم

کفارِ مکہ خاندان بنو ہاشم کے انتقام اور لڑائی بھڑک اٹھنے کے خوف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل تو نہیں کر سکے لیکن طرح طرح کی تکلیفوں اور ایذا رسانیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاہن، ساحر، شاعر، مجنون ہونے کا ہر کوچہ و بازار میں زور دار پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے شریر لڑکوں کا غول لگا دیا جو راستوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے اور یہ دیوانہ ہے، یہ دیوانہ ہے، کا شور مچا مچا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر پتھر پھینکتے۔ کبھی کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھاتے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھکا دیتے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک دم سنگدل کافر عقبہ بن ابی معیط نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں چادر کا پھندہ ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔ چنانچہ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے قرار ہو کر دوڑ پڑے اور عقبہ بن ابی معیط کو دھکا دے کر دفع کیا اور یہ کہا کہ کیا تم لوگ ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اس دھکم دھکا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار کو مارا بھی اور کفار کی مار بھی کھائی۔

(شرح الزرقانی علی المواهب، الاجهار بدعوته ام اذیته، ج۱، ص۶۸ ۴ وصحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مالقی النبی واصحابه... الخ، الحدیث: ۳۸۵۶، ج۲، ص۵۷۵) (زرقانی ج1 ص252 و بخاری ج1 ص544)

کفار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور روحانی تاثیرات و تصرفات کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے بڑا جادوگر کہتے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو یہ کفار قرآن اور قرآن کو لانے والے (جبریل) اور قرآن کو نازل فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے۔ اور گلی کوچوں میں پہرہ بٹھا دیتے کہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اور سیٹیاں بجا بجا کر اس قدر شور و غل مچاتے کہ قرآن کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں کسی عام مجمع میں یا کفار کے میلوں میں قرآن پڑھ کر سناتے یا دعوت ایمان کا وعظ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلا چلا کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو! یہ میرا بھتیجا جھوٹا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے، تم لوگ اس کی کوئی بات نہ سنو۔ (معاذ اللہ)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالمجاز کے بازار میں دعوت اسلام کا وعظ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو کلمۂ حق کی

دعوت دی تو ابو جہل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھول اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے لوگو! اس کے فریب میں مت آنا، یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات وعزیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی، الحدیث: ۲۳۲۵۲، ج۹، ص ۶۲)

اسی طرح ایک مرتبہ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عین حالتِ نماز میں ابو جہل نے کہا کہ کوئی ہے؟ جو آل فلاں کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں ان کے کندھوں پر رکھ دے۔ یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط کافر اٹھا اور اس اوجھڑی کو لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں تھے دیر تک اوجھڑی کندھے اور گردن پر پڑی رہی اور کفار ٹھٹھا مار کر ہنستے رہے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گر گر پڑتے رہے آخر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جو ان دنوں ابھی کمسن لڑکی تھی آئیں اور ان کافروں کو برا بھلا کہتے ہوئے اس اوجھڑی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک سے ہٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر قریش کی اس شرارت سے انتہائی صدمہ گزرا اور نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی کہ

اَللّٰھُمَّ عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ

یعنی اے اللہ! تو قریش کو اپنی گرفت میں پکڑ لے، پھر ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عمارہ بن ولید کا نام لے کر دعا مانگی کہ الٰہی! تو ان لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے ان سب کافروں کو جنگ بدر کے دن دیکھا کہ ان کی لاشیں زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ پھر ان سب کفار کی لاشوں کو نہایت ذلت کے ساتھ گھسیٹ کر بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان گڑھے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب المرأۃ تطرح عن المصلی ...الخ) (۵۲۰، ج۱، ص ۱۹۳) (بخاری ج 1 ص 74 باب المرأۃ تطرح الخ)

چند شریر کفار

جو کفار مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی اور ایذا رسانی میں بہت زیادہ سرگرم تھے۔ ان میں سے چند شریروں کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابولہب

(۲) ابو جہل

(۳) اسود بن عبد یغوث

(۴) حارث بن قیس بن عدی

(۵) ولید بن مغیرہ

(۶) امیہ بن خلف

(۷) ابی بن خلف

(۸) ابو قیس بن فاکہہ

(۹) عاص بن وائل

(۱۰) نضر بن حارث

(۱۱) منبہ بن الحجاج

(۱۲) زہیر بن ابی امیہ

(۱۳) سائب بن صیفی

(۱۴) عدی بن حمرا

(۱۵) اسود بن عبد الاسد

(۱۶) عاص بن سعید بن العاص

(۱۷) عاص بن ہاشم

(۱۸) عقبہ بن ابی معیط

(۱۹) حکم بن ابی العاص۔

یہ سب کے سب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی تھے اور ان میں سے اکثر بہت ہی مالدار اور صاحب اقتدار تھے اور دن رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی میں مصروف کار رہتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

صحابہ کرام پر مظالم

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی کفار مکہ نے ایسے ایسے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے کہ مکہ کی زمین بلبلا اٹھی۔ یہ آسان تھا کہ کفار مکہ ان مسلمانوں کو دم زدن میں قتل کر ڈالتے مگر اس سے ان کافروں کے جوش انتقام کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا کیونکہ کفار اس بات میں اپنی شان سمجھتے تھے کہ ان مسلمانوں کو اتنا ستاؤ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر پھر شرک و بت پرستی کرنے لگیں۔ اس لئے قتل کر دینے کی بجائے کفار مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی سزاؤں اور ایذا رسانیوں کے ساتھ ستاتے تھے۔ مگر خدا کی قسم! شراب توحید کے ان مستوں نے اپنے استقلال و استقامت کا وہ منظر پیش کر دیا کہ پہاڑوں کی چوٹیاں سر اٹھا اٹھا کر حیرت کے ساتھ ان بلاکشانِ اسلام کے جذبۂ استقامت کا نظارہ کرتی رہیں۔ سنگدل، بے رحم اور درندہ صفت کافروں نے ان غریب وبیکس مسلمانوں پر جبر و اکراہ اور ظلم وستم کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا مگر ایک مسلمان کے پائے استقامت میں بھی ذرہ برابر تزلزل نہیں پیدا ہوا اور ایک مسلمان کا بچہ بھی اسلام سے منہ پھیر کر کافر و مرتد نہیں ہوا۔ کفار مکہ نے ان غرباء مسلمین پر جور و جفا کاری کے بے پناہ اندوہناک مظالم ڈھائے اور ایسے ایسے روح فرساء اور جاں سوز عذابوں میں مبتلا کیا کہ اگر ان مسلمانوں کی جگہ پہاڑ بھی ہوتا تو شاید ڈگمگانے لگتا۔ صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں جب کہ وہاں کی ریت کے ذرات تنور کی طرح گرم ہو جاتے۔ ان مسلمانوں کی پشت کو کوڑوں کی مار سے زخمی کر کے اس جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹاتے اور سینوں پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیتے کہ وہ کروٹ نہ بدلنے پائیں لوہے کو آگ میں گرم کر کے ان سے ان مسلمانوں کے جسموں کو داغتے، پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیتے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا۔ چٹائیوں میں ان مسلمانوں کو لپیٹ کر ان کی ناکوں میں دھواں دیتے جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا اور وہ کرب و بے چینی سے بدحواس ہو جاتے۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ یہ اس زمانے میں اسلام لائے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ارقم بن ابوارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں مقیم تھے اور صرف چند ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ قریش نے ان کو بے حد ستایا۔ یہاں تک کہ کوئلے کے انگاروں پر ان کو چت لٹایا اور ایک شخص ان کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی پیٹھ کی چربی اور رطوبت سے کوئلے بجھ گئے۔ برسوں کے بعد جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کیا تو اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی۔ پوری پیٹھ پر سفید سفید داغ دھبے پڑے ہوئے تھے۔ اس عبرت ناک منظر کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، خباب بن الارت رضی اللہ عنہ، ج ۳، ص ۱۲۲، ۱۲۳)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو امیہ بن خلف کافر کے غلام تھے۔ ان کی گردن میں رسی باندھ کر کوچہ و بازار میں ان کو گھسیٹا جاتا تھا۔ ان کی پیٹھ پر لاٹھیاں برسائی جاتی تھیں اور ٹھیک دوپہر کے وقت تیز دھوپ میں گرم گرم ریت پر ان کو لٹا کر اتنا بھاری پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا تھا کہ ان کی زبان باہر نکل آتی تھی۔ امیہ کافر کہتا تھا کہ اسلام سے باز آ جاؤ ورنہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے۔ مگر اس حال میں بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر بل نہیں آتا تھا بلکہ زور زور سے

اَحَد، اَحَد کا نعرہ لگاتے تھے اور بلند آواز سے کہتے تھے کہ خدا ایک ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزۃ، ج ۱، ص ۴۹۸) (سیرت ابن ہشام ج 1 ص 317 تا ص 318)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو گرم گرم بالو پر چت لٹا کر کفار قریش اس قدر مارتے تھے کہ یہ بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ان کی والدہ حضرت بی بی سُمیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام لانے کی بنا پر ابوجہل نے ان کی ناف کے نیچے ایسا نیزہ مارا کہ یہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی کفار کی مار کھاتے کھاتے شہید ہو گئے۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو کفار مکہ اس قدر طرح طرح کی اذیت دیتے اور ایسی ایسی مار دھاڑ کرتے کہ یہ گھنٹوں بے ہوش رہتے۔ جب یہ ہجرت کرنے لگے تو کفار مکہ نے کہا کہ تم اپنا سارا مال و سامان یہاں چھوڑ کر مدینہ جا سکتے ہو۔ آپ خوشی خوشی دنیا کی دولت پر لات مار کر اپنی متاع ایمان کو ساتھ لے کر مدینہ چلے گئے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزۃ، ج ۱، ص ۴۹۶۔ ۴۹۷ مختصراً)

حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ صفوان بن امیہ کافر کے غلام تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے۔ جب صفوان کو ان کے اسلام کا پتا چلا تو اس نے ان کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر ان کو گھسیٹا اور گرم جلتی ہوئی زمین پر ان کو چت لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھ دیا جب ان کو کفار گھسیٹ کر لے جا رہے تھے راستہ میں اتفاق سے ایک گبریلا نظر پڑا۔ امیہ کافر نے طعنہ مارتے ہوئے کہا کہ دیکھ تیرا خدا یہی تو نہیں ہے۔ حضرت ابوفکیہہ نے فرمایا کہ اے کافر کے بچے! خاموش میرا اور تیرا خدا اللہ ہے۔ یہ سن کر امیہ کافر غضب ناک ہو گیا اور اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ وہ بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ ان کا دم نکل گیا۔

اسی طرح حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس قدر مارا جاتا تھا کہ ان کے جسم کی بوٹی بوٹی دردمند ہو جاتی تھی۔

(السیرۃ الحلبیۃ، باب استخفاۂ واصحابہ... الخ، ج ۱، ص ۴۲۴ مختصراً)

حضرت بی بی لبینہ رضی اللہ عنہا جو لونڈی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کفر کی حالت میں تھے اس غریب لونڈی کو اس قدر

مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے مگر حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا اُف نہیں کرتی تھیں بلکہ نہایت جرأت و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں کہ اے عمر! اگر تم خدا کے سچے رسول پر ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا تم سے ضرور اس کا انتقام لے گا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، باب استخفاءہ واصحابہ...الخ، ج۱ص ۴۲۵)

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی باندی تھیں۔ یہ مسلمان ہوگئیں تو ان کو اس قدر کافروں نے مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے پھر ان کی آنکھوں میں روشنی عطا فرما دی تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے جادو کا اثر ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزۃ، ج۱ص ۵۰۲)(زرقانی علی المواہب ج1 ص270)

اسی طرح حضرت بی بی نہدیہ اور حضرت بی بی ام عبیس رضی اللہ عنہما بھی باندیاں تھیں۔ اسلام لانے کے بعد کفار مکہ نے ان دونوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر بے پناہ اذیتیں دیں مگر یہ اللہ والیاں صبر و شکر کے ساتھ ان بڑی بڑی مصیبتوں کو جھیلتی رہیں اور اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزۃ، ج۱ص ۵۰۲)

حضرت یارِ غارِ مصطفی ابوبکر صدیق باصفا رضی اللہ عنہ نے کس کس طرح اسلام پر اپنی دولت نثار کی اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ آپ نے ان غریب و بے کس مسلمانوں میں سے اکثر کی جان بچائی۔ آپ نے حضرت بلال و عامر بن فہیرہ و ابوفکیہہ و لبینہ و زنیرہ و نہدیہ و ام عنیس رضی اللہ عنہم ان تمام غلاموں کو بڑی بڑی رقمیں دے کر خریدا اور سب کو آزاد کر دیا اور ان مظلوموں کو کافروں کی ایذاؤں سے بچالیا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزہ، ج۱ص ۵۰۲ والسیرۃ الحلبیۃ، باب استخفاءہ واصحابہ...الخ، ج۱ص ۴۲۵)(زرقانی علی المواہب و سیرت ابن ہشام ج1 ص319)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب دامن اسلام میں آئے تو مکہ میں ایک مسافر کی حیثیت سے کئی دن تک حرم کعبہ میں رہے۔ یہ روزانہ زور زور سے چلا چلا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے تھے اور روزانہ کفار قریش ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ لہولہان ہو جاتے تھے اور ان دنوں میں آبِ زمزم کے سوا ان کو کچھ بھی کھانے پینے کو نہیں ملا۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۸۶۱، ج۲ص ۵۷۶)(بخاری ج1 ص544 باب اسلام ابی ذر)

واضح رہے کہ کفار مکہ کا یہ سلوک صرف غریبوں اور غلاموں ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ اسلام لانے کے جرم میں بڑے بڑے مالداروں اور رئیسوں کو بھی ان ظالموں نے نہیں بخشا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو شہر مکہ کے ایک متمول اور ممتاز معززین میں سے تھے مگر ان کو بھی حرم کعبہ میں کفار قریش نے اس قدر مارا کہ ان کا سر خون سے لت پت ہوگیا۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جو نہایت مالدار اور صاحب اقتدار تھے۔ جب یہ مسلمان ہوئے تو غیروں نے نہیں بلکہ خود ان کے چچا نے ان کو رسیوں میں جکڑ کر خوب خوب مارا۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بڑے رعب اور دبدبہ کے آدمی تھے مگر انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے جس سے ان کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کتنے جاہ و اعزاز والے رئیس تھے مگر جب ان کے اسلام کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو ان کو رسی میں باندھ کر مارا اور ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن حضرت بی بی فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا کو بھی اس زور سے تھپڑ مارا کہ ان کے کان کے آویزے گر پڑے اور چہرے پر خون بہہ نکلا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام عمر الفاروق رضی اللہ عنہ، ج ۲، ص ۵)

کفار کا وفد بارگاہ رسالت میں

ایک مرتبہ سرداران قریش حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی تبلیغ کیوں بند نہیں کرتے؟ آخر ان کا مقصد کیا ہے؟ ممکن ہے یہ عزت و جاہ یا سرداری و دولت کے خواہاں ہوں۔ چنانچہ سبھوں نے عتبہ بن ربیعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم کسی طرح ان کا دلی مقصد معلوم کرو۔ چنانچہ عتبہ تنہائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخر اس دعوت اسلام سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ مکہ کی سرداری چاہتے ہیں؟ یا عزت و دولت کے خواہاں ہیں؟ یا کسی بڑے گھرانے میں شادی کے خواہش مند ہیں؟ آپ کے دل میں جو تمنا ہو کھلے دل کے ساتھ کہہ دیجیے۔ میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر آپ دعوت اسلام سے باز آجائیں تو پورا مکہ آپ کے زیر فرمان ہو جائے گا اور آپ کی ہر خواہش اور تمنا پوری کردی جائے گی۔ عتبہ کی یہ ساحرانہ تقریر سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں۔ جن کو سن کر عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال خوف ذوالجلال سے لرزنے اور کانپنے لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کو رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ بس کیجیے۔ میرا دل اس کلام کی عظمت سے پھٹا جارہا ہے۔ عتبہ بارگاہ رسالت سے واپس ہوا مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک نیا انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ عتبہ ایک بڑا ہی ساحر البیان خطیب اور انتہائی فصیح و بلیغ آدمی تھا۔ اس نے واپس لوٹ کر سرداران قریش سے کہہ دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ جادو ہے نہ کہانت نہ شاعری بلکہ وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ کامیاب ہو کر سارے عرب پر غالب ہو گئے تو اس میں ہم قریشیوں ہی کی عزت بڑھے گی، ورنہ سارا عرب ان کو خود ہی فنا کردے گا مگر قریش کے سرکش کافروں نے عتبہ کا یہ مخلصانہ اور مدبرانہ مشورہ نہیں مانا بلکہ اپنی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں اور زیادہ اضافہ کر دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، قول عتبۃ بن ربیعۃ فی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۱۴، ۱۱۵ ملخصاً والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، اسلام حمزۃ، ج ۱، ص ۴۷۹، ۴۸۰) (زرقانی علی المواھب ج 1 ص 258 و سیرت ابن ہشام ج 1 ص 294)

قریش کا وفد ابوطالب کے پاس

کفار قریش میں کچھ لوگ صلح پسند بھی تھے وہ چاہتے تھے کہ بات چیت کے ذریعہ صلح و صفائی کے ساتھ معاملہ طے ہو جائے۔ چنانچہ قریش کے چند معزز رؤسا ابوطالب کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ اسلام اور بت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی۔ ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے فرمان

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ترجمہ کنزالایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔ (پ ۱۴، النحل: ۹۴)
کی تعمیل کرتے ہوئے علی الاعلان شرک و بت پرستی کی مذمت اور دعوت توحید کا وعظ فرماتے ہی رہے۔ اس لئے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا۔ چنانچہ تمام سردارانِ قریش یعنی عتبہ وشیبہ وابوسفیان وعاص بن ہشام وابوجہل وولید بن مغیرہ وعاص بن وائل وغیرہ وغیرہ سب ایک ساتھ مل کر ابوطالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اس لئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ جائیں اور اپنے بھتیجا کو ہمارے سپرد کر دیں یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں تاکہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے قریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی سر پر آن پڑی ہے۔ ظاہر ہے کہ اب قریش برداشت نہیں کر سکتے اور میں اکیلا تمام قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہائی مخلصانہ اور مشفقانہ لہجے میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔ اب تک تو قریش کا بچہ بچہ میرا احترام کرتا تھا مگر آج قریش کے سرداروں کا لب ولہجہ اور ان کا تیور اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ اب وہ مجھ پر اور تم پر تلوار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوت اسلام موقوف کر دو۔ اب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری معین، مددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابوطالب ہی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اب ان کے قدم بھی اکھڑ رہے ہیں چچا کی گفتگو سن کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھرائی ہوئی مگر جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا کہ چچا جان! خدا کی قسم! اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دے دیں تب بھی میں اپنے اس فرض سے باز نہ آؤں گا۔ یا تو خدا اس کام کو پورا فرما دے گا یا میں خود دین اسلام پر نثار ہو جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جذباتی تقریر سن کر ابوطالب کا دل پسیج گیا اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا اور انتہائی جوش میں آ کر کہہ دیا کہ جان عم! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، مباداۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... الخ، ص ۱۰۳، ۱۰۴ ملخصا) (سیرت ابن ہشام ج1 ص266 وغیرہ)
(سیرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 113)

بَابُ اِسْلَامُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

413- حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَمَّادِ الْاٰمُلِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَیَانٍ عَنْ وَبَرَةَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَّامْرَاَتَانِ وَاَبُوْ بَکْرٍ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت صرف پانچ غلام اور دو عورتیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھیں۔ (مرجع السابق بعد باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

تعارف راوی

عمار بن یاسر: آپ عنسی ہیں، بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابوحذیفہ بن مغیرہ سے حلف کرلیا اور ابوحذیفہ نے اپنی لونڈی سمیّہ کا نکاح یاسر سے کردیا ان سے عمار پیدا ہوئے ابوحذیفہ نے انہیں آزاد کردیا حضرت عمار پرانے مؤمنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تاکہ اسلام چھوڑ دیں، ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہوجا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے، جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷ میں ترانوے سال عمر پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خلیفہ اول جانشین پیغمبر امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نامی عبد اللہ ابوبکر آپ کی کنیت اور صدیق و عتیق آپ کا لقب ہے۔ آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے ڈھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر و وطن کے تمام مشاہد و اسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح و جنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر و مشیر بن کر مراحلِ نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق و جاں نثار رہے۔ دو برس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ منگل کی رات وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ منورہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الباء، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۸۷ ملتقطاً و تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابوبکر الصدیق، فصل فی انہ افضل...الخ، ص ۴۳ و فصل فی مرضہ...الخ، ص ۶۲)

بَابُ اِسْلَامُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

باب: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا اسلام

414۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ

وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَّاِنِّيْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو آدمی بھی اسلام لے آیا تو وہ اس روز اسلام لے کر آیا جس روز میں خود اسلام لے آیا تھا مجھ پر سات دن گزر گئے جس وقت میں تیسرا اسلام لے آیا تھا۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4،ص:388، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:199، مستدرک: رقم الحدیث:6116، معجم الکبیر: رقم الحدیث:298، جامع الاحادیث: رقم الحدیث:35080)

شرح: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

ان کی کنیت ابو اسحاق ہے اور خاندان قریش کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں جبکہ ابھی ان کی عمر سترہ برس کی تھی دامن اسلام میں آ گئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار پر تیر چلایا اور ہم لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہ کر اس حال میں جہاد کیا کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے ببول کے پتوں اور ببول کی پھلیوں کے کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶ ملتقطاً ومعرفۃ الصحابۃ، معرفۃ سعد بن ابی وقاص...الخ، الحدیث: ۵۲۵، ج ۱، ص ۱۴۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ

(اے اللہ! عزوجل ان کے تیر کے نشانہ کو درست فرما دے اور ان کی دعا کو مقبول فرما)

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، سعد بن ابی وقاص...الخ، الحدیث: ۳۳۶۶۴۰، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۹۲)

خلافت راشدہ کے زمانے میں بھی یہ فارس اور روم کے جہادوں میں سپہ سالار رہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا پھر اس عہدہ سے معزول کر دیا اور یہ برابر جہادوں میں کفار سے کبھی سپاہی بن کر اور کبھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار بن کر لڑتے رہے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین ہوئے تو انہوں نے دوبارہ انہیں کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب مقام عقیق میں اپنا ایک گھر بنا کر اس میں رہتے تھے اور ۵۵ھ میں جبکہ ان کی عمر شریف پچھتر برس کی تھی اسی مکان کے اندر وصال فرمایا۔ آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں میرا اون کا وہ پرانا جبہ ضرور پہنایا جائے جس کو پہن کر میں نے جنگ بدر میں کفار سے جہاد کیا تھا چنانچہ وہ جبہ آپ کے کفن میں شامل کیا گیا۔ لوگ فرط عقیدت سے آپ کے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر مقام عقیق سے مدینہ منورہ لائے اور حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کی قبر منور بنائی۔

عشرہ مبشرہ یعنی جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابیوں میں سے یہی سب سے اخیر میں دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے بعد دنیا عشرہ مبشرہ کے ظاہری وجود سے خالی ہوگئی مگر زمانہ ان کی برکات سے ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے گا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶ واسد الغابۃ، سعد بن مالک القرشی، ج ۲، ص ۴۳۴، ۷، ۴۳ ملتقطاً وملخصاً)

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى (قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ)

باب: جنات کا ذکر

رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: آپ فرمادیجئے کہ میری جانب وحی فرمائی گئی ہے کہ جنات نے میرے پڑھنے کو کان لگا کر سنا

415- حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَّنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَاللهِ اَنَّهُ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ

معن بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والدمحترم سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے مسروق سے دریافت کیا: جس رات جنات نے قرآن مجید سنا تھا کس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کا بتایا تھا تو مسروق نے فرمایا: مجھ سے تمہارے باپ یعنی حضرت عبداللہ نے حدیث بیان فرمائی کہ ان کو ایک درخت نے بتایا تھا۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3267، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 450، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 85، البحرالزخار رقم الحدیث: 1751، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 243)

416- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً لِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْغِنِيْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَاْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَاَتَيْتُهُ بِاَحْجَارٍ اَحْمِلُهَا فِيْ طَرَفِ ثَوْبِيْ حَتّٰى وَضَعْتُهَا اِلٰى جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَاِنَّهُ اَتَانِيْ وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَاَلُوْنِي الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللهَ لَهُمْ اَنْ لَّا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے واسطے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضاء حاجت سے طہارت کے واسطے پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے جایا کرتے تھے ایک بار جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت مشکیزہ اٹھائے لے جا رہے تھے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے لئے پتھر ڈھونڈو تاکہ میں استنجاء کرسکوں اور میری خدمت میں ہڈی یا گوبر نہ لے کر آنا چنانچہ میں اپنے کپڑے کے پلو میں پتھر لئے حاضر خدمت ہوا۔ اور انہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رکھ دیا اس کے بعد لوٹ گیا حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت پالی تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت رواں دواں ہوا۔ میں عرض گزار ہوا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہڈی اور گوبر سے روکنے کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ جنات کا کھانا ہے اور یقیناً میری خدمت میں نصیبین کا ٹولہ حاضر ہوا تھا اور وہ اچھے جنات تھے وہ میری خدمت میں توشہ کے لئے عرض گزار ہوئے تو میں ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوا کہ ان کا جس وقت

بھی ہڈی یا گوبر کے پاس سے گزر ہو تو وہ اس کھانے کو ضرور حاصل کریں۔ (مرجع السابق باب الاستنجاء بالحجارۃ)

جِنّوں کا بیان

مولانا امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

عقیدہ (۱): یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔

(وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ). (پ ۱۴، الحجر: ۲۷)

فیمدارك التنزیل وحقائق التأویل للنسفی، تحت هذه الآیة، ص ۵۸۰: ((وَالْجَآنَّ) أبا الجن كآدم للناس أو هو إبلیس وهو منصوبٌ بفعل مضمر یفسره (خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ) من قبل آدم (مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ) من نار الحر الشدید النافذ فی المسام قیل: هذه السموم جزء من سبعین جزءاً من سموم النار التی خلق الله منها الجان). (مدارک التنزیل وحقائق التاویل للنسفی، ص ۵۸۰)

اِن میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔

(والجن أجسام لطیفة هوائیة تتشكل بأشكال مختلفة). (شرح المقاصد، المبحث الثالث، ج ۲، ص ۵۰۰)

اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں۔

(انظر الحیاۃ الحیوان الکبری، ج ۱، ص ۲۹۸) و (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی، ج ۲، الجزء الرابع، ص ۳۵۷۔۳۵۸)

،اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں

الجن منهم أخیار ومنهم أشرار والشیاطین اسم لأشرار الجن (فی التفسیر الکبیر، ج ۱، ص ۸۵)

یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں۔

(أنها أجسام هوائیة قادرة علی التشكل بأشكال مختلفة، ولها عقول وأفهام وقدرة علی أعمال صعبة شاقة). (فی التفسیر الکبیر، ج ۱، ص ۹۰)

اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے،

کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔

(اتفقوا علی أنّ الملائكة لا یأكلون ولا یشربون ولا ینكحون، وأمّا الجن فإنّهم یأكلون ویشربون وینكحون ویتوالدون). (فی الفتاوی الحدیثیة، ص ۱۰)

(الجن والشیاطین فإنّهم یأكلون ویشربون، قال علیه السلام فی الروث والعظم: ((إنّه زاد إخوانكم من الجن)) وأیضاً فإنّهم یتوالدون قال تعالی:

(اَفَتَتَّخِذُوْنَه وَذُرِّیَّتَه اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ). (الکہف ۵۰) (التفسیر الکبیر، ج ۱، ص ۸۵)

عقیدہ (۲): اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی

(وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا) (پ۲۹، الجن:۱۱)

تحت الآية: ((كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا) فرقاً مختلفين مسلمين وكافرين). (وفی تفسیر الجلالین، ص۴۷۶)

مگر اِن کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بد مذہب بھی،

وفي الجامع لأحكام القرآن، تحت الآية: ((كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا) والمعنى: أي: لم يكن كلّ الجن كفاراً بل كانوا مختلفين: منهم كفار، ومنهم مؤمنون صلحاء، ومنهم مؤمنون غير صلحاء. وقال السدي في قوله تعالى: (طَرَآئِقَ قِدَدًا) قال: في الجن مثلكم قدرية ومرجئة وخوارج، وروافضة، وشيعة وسنية)، ملتقطاً. (الجامع لأحكام القرآن، ج۱۰، ص۱۲)

وفي تفسير روح البيان: (قالوا في الجن قدرية ومرجئة وخوارج وروافض وشيعية وسنية).

(تفسیر روح البیان، ج۱۰، ص۱۹۴)

اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

عقیدہ (۳): اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ (فی الفتاویٰ الحدیثیۃ، ص۱۶۷)

(وأمّا الجان فأهل السنة يؤمنون بوجودهم، وإنكار المعتزلة لوجودهم، فيه مخالفة للكتاب والسنة والإجماع، بل ألزموا به كفراً، لأنّ فيه تكذيب النصوص القطعية بوجودهم، ومن ثم قال بعض المالكية: الصواب كفر من أنكر وجودهم؛ لأنّه جحد نص القرآن والسنن المتواترة والإجماع الضروري وهم مكلفون قطعاً).

(بہارِ شریعت از مولانا امجد علی اعظمی حصہ 1 صفحہ نمبر 96)

بَابُ اِسْلَامِ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اسلام

417- حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَّبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ يَّأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِيْ فَانْطَلَقَ الْاَخُ حَتّٰى قَدِمَهٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ فَقَالَ لَهٗ رَاَيْتُهٗ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَّا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِيْ مِمَّا اَرَدْتُّ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهٗ فِيْهَا مَاءٌ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَكَرِهَ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْهُ حَتّٰى اَدْرَكَهٗ بَعْضُ اللَّيْلِ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ اَنَّهٗ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ

تَبِعَهٗ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهٗ وَزَادَهٗ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَمْسٰى فَعَادَ إِلٰى مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَهٗ فَأَقَامَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ مَعَهٗ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ فَأَقَامَ مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ قَالَ إِنْ أَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَّمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَهٗ قَالَ فَإِنَّهٗ حَقٌّ وَّهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِيْ فَإِنِّيْ إِنْ رَّأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّيْ أُرِيْقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِيْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ وَأَسْلَمَ مَكَانَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِيْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى أَضْجَعُوْهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ مِنْ غِفَارٍ وَّأَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ فَأَنْقَذَهٗ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کا پتہ چلا تو یہ اپنے بھائی سے عرض گزار ہوئے کہ تم اس وادی کی جانب سفر اختیار کرو وہاں پر جا کر پھر اس آدمی کے بارے میں بتاؤ جن کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ نبی ہیں۔ ان کے پاس آسمان سے خبر آیا کرتی ہے اور ان کی باتوں کو غور سے سنو۔ اس کے بعد میرے پاس لوٹ آؤ۔ چنانچہ ان کے بھائی چلے گئے اور وہاں پر جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مقدسہ کو سماعت کیا۔ اس کے بعد وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے تو انہیں بتایا کہ وہ اچھے اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اور ان کا کلام کوئی شعر نہیں ہے اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں نے تم کو جس وجہ سے بھیجا تھا تم نے اس میں میری تسلی نہیں کروائی اس پر انہوں نے خود ہی زادِ راہ لیا اور پانی کا مشکیزہ اٹھایا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ حاضر ہو گئے اس کے بعد وہ مسجد میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈا مگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہ تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھنے کو انہوں نے پسند نہ کیا حتیٰ کہ ان پر رات کا کچھ وقت گزر گیا اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ مسافر ہی لگتا ہے۔ انہوں نے دیکھنے کے بعد ان کا پیچھا کیا اور ان دونوں میں سے کسی نے بھی دوسرے کے بارے میں کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے مشکیزہ اور زادِ راہ کو اٹھا کر مسجد کی جانب چل دیئے اور یہ دن بھی گزر گیا۔ اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دیکھا یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ وہ اپنے ٹھکانوں کی جانب واپس ہو گئے چنانچہ ان کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ وہ کہنے لگے: ابھی تک اس آدمی کو اپنے مقام کا علم نہیں ہوا چنانچہ انہوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا

تو وہ ان کی معیت چلے گئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہ کی۔ یہاں تک کہ جب تیسرا روز ہوا تو دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی معیت چلے گئے تو انہیں اپنے پاس ٹھہرایا پھر انہوں نے کہا: کیا تو مجھے کوئی بات نہ بتائے گا تو یہاں کس بناء پر آیا ہے؟ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر تم مجھ سے سچا وعدہ کرو کہ تم میری راہنمائی کرو گے تو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یونہی کہا تو انہوں نے ماجرا بتا ڈالا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یقیناً وہ حق پر ہیں اور وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جس وقت صبح ہو جائے تو تم میرے پیچھے پیچھے چلتے آنا اگر میں نے اس چیز کو دیکھا جیسے مجھے تم پر شک ہو تو گویا میں اس طرح کھڑا ہو جاؤں گا جس طرح مجھے پیشاب کرنا ہے اور اگر میں چلتا جاؤں تو تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلتے آنا یہاں تک کہ میں جس جگہ داخل ہوں تم بھی وہاں پر داخل ہو جانا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یونہ کیا۔ سو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے چل دیئے حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سنا اور یہیں پر اسلام لائے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی قوم کی جانب پلٹ جاؤ۔ اور انہیں خبر دو حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم پہنچ جائے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں ضرور لوگوں میں کھڑا ہو کر اعلان کروں گا یہ کہہ کر وہاں سے تشریف لے گئے اور مسجد میں آ گئے۔ اور اونچی آواز کے ساتھ اعلان کیا: میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس کے بعد لوگوں نے کھڑے ہو کر انہیں مارا۔ حتیٰ کہ انہیں زمین پر لٹا ڈالا اس دوران حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان پر خود کو ڈالا اور انہوں نے کہا: تمہارے پر نہایت افسوس ہے۔ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ یہ آدمی قبیلہ بن غفار سے ہے اور تمہارے تاجر شام کی جانب سے گزرا کرتے ہیں پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے چھڑوا دیا۔ دوسرے روز بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یونہی کیا دوبارہ لوگوں سے مار پیٹ کی اور ان کی طرف دوڑ پڑے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان پر منہ کے بل گر گئے۔

(مرجع السابق باب قصہ اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

ان کا اسم گرامی جندب بن جنادہ ہے مگر اپنی کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ بہت ہی بلند پایہ صحابی ہیں اور یہ اپنے زہد وقناعت اور تقوی وعبادت کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے یہاں تک کہ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ اسلام لانے میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا پھر اپنے وطن قبیلۂ بنی غفار میں چلے گئے پھر جنگ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کچھ دنوں کے لیے ملک شام چلے گئے پھر وہاں سے لوٹ کر مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ سے چند میل دور مقام ربذ ہمیں سکونت اختیار کر لی۔

بہت سے صحابہ اور تابعین علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بمقام ربذہ ۳۲ھ

میں آپ نے وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الذال، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۴ واسد الغابۃ، جندب بن جنادۃ، ج ۱، ص ۴۴۰، ۴۴۱ ملتقطاً)

ان کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہو وہ ابوذر کا دیدار کر لے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابۃ و فضلھم... الخ، الحدیث: ۳۳۲۲۷، ج ۶، الجزء ۱۱، ص ۳۰۷) (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۵۵)

کرامات

جنگل میں کفن

روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو ان کی بیوی صاحبہ رونے لگیں۔ آپ نے پوچھا: بیوی تم روتی کیوں ہو؟ بیوی نے جواب دیا: میں کیوں نہ روؤں جنگل میں آپ وصال فرما رہے ہیں اور ہمارے پاس نہ کفن ہے نہ کوئی آدمی مجھے یہ فکر ہے کہ اس جنگل میں آپ کی تجہیز و تکفین کا میں کہاں سے اور کیسے انتظام کروں گی؟ آپ نے فرمایا: تم مت روؤ اور نہ کوئی فکر کرو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ میں سے ایک شخص جنگل میں وصال فرمائے گا اور اس کے جنازہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جنگل میں وصال کرنے والا صحابی میں ہی ہوں اس لئے تم فکر نہ کرو اور انتظار کرو ممکن ہے کوئی جماعت آ رہی ہو۔ یہ کہہ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔

ان کی بیوی کا بیان ہے کہ وصال کے تھوڑی ہی دیر کے بعد بالکل اچانک چند سوار آ گئے اور ایک نوجوان نے اپنی گٹھڑی میں سے ایک نیا کفن نکالا اور آپ اسی کفن میں مدفون ہوئے اور سواروں کی اس جماعت نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ و دفن کا انتظام کیا۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، جندب بن جنادۃ، الحدیث: ۳۶۸۸۹، ج ۷، الجزء ۱۳، ص ۱۳۶ ملخصاً) و (اسد الغابۃ، جندب بن جنادۃ، ج ۱، ص ۴۴۱۔ ۴۴۲ ملخصاً) (الکلام المبین و کنز العمال، ج ۱۵، ص ۲۸۴ مطبوعہ حیدر آباد)

فقط زمزم پر زندگی

بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو روزانہ مسجد حرام میں جا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے رہتے اور کفار مکہ ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ مرنے کے قریب ہو جاتے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو لوگوں سے یہ کہہ کر بچایا کرتے تھے کہ یہ قبیلہ غفار کے آدمی ہیں جو تم قریشیوں کی شامی تجارت کی شاہراہ پر واقع ہے۔ لہٰذا ان کو ایذا مت دو ورنہ تمہاری شامی تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پندرہ دن اور پندرہ رات اسی حرم کعبہ میں روزانہ اپنے اسلام کا اعلان کرتے اور کفار سے مار کھاتے رہے اور ان پندرہ دنوں اور راتوں میں زمزم شریف کے پانی کے سوا ان کو گیہوں یا چاول کا ایک دانہ یا ذرہ برابر کوئی دوسری غذا میسر نہیں ہوئی مگر یہ صرف زمزم شریف پی کر زندہ رہے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور فربہ ہو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ زمزم، الحدیث: ۳۵۲۲، ج ۲، ص ۴۸۰ و فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصۃ

زمزم، تحت الحدیث: ۳۵۲۲، ج ۶، ص ۴۵۹) (بخاری، ج ۱، ص ۴۹۹، باب قصہ زمزم و حاشیہ بخاری، ص ۴۹۹ و فتح الباری) (کرامات صحابہ صفحہ نمبر 239)

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

حضرت ابوذر غفاری وہ ہیں جنہوں نے امیری پر لات مار کر فقیری اختیار کی تھی، حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہمت افزا کلام ان کی عزت افزائی کے لیے فرمایا یعنی اے ابوذر تم خسارہ میں نہیں خسارہ میں عموماً مالدار لوگ ہیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ شریف جلد 3 صفحہ نمبر 94)

بَابُ اِسْلَامُ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلام

418- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِیْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ وَاِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ اَنَّ اُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِیْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ

حضرت قیس کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کوفہ کی مسجد کے اندر سنا وہ یہ کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے خود کو یوں دیکھا کہ عمر نے مجھے اسلام قبول کرنے پر باندھ رکھا تھا اس سے پہلے کہ عمر مسلمان ہو جائیں اور تم نے جو کچھ عثمان کے ساتھ کیا ہے اس پر اگر احد ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے کا حق حاصل تھا۔

(مستدرک: رقم الحدیث: 5857، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3862)

شرح: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ:

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابیوں رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ خاندان قریش میں سے ہیں اور زمانہ جاہلیت کے مشہور موحد زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند اور امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں یہ جب مسلمان ہوئے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسی سے باندھ کر مارا اور ان کے گھر میں جا کر ان کو اور اپنی بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا کو بھی مارا مگر یہ دونوں استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جنگ بدر میں ان کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کا پتا لگانے کے لیے بھیج دیا تھا اس لئے یہ جنگ بدر کے معرکہ میں حصہ نہ لے سکے مگر اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں یہ شمشیر بکف ہو کر کفار سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ گندمی رنگ، بہت ہی دراز قد، خوبصورت اور بہادر جوان تھے۔ تقریباً ۵۰ھ میں ستر برس کی عمر پا کر مقام عقیق میں وصال فرمایا اور لوگوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کو مدینہ منورہ لا کر آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، حرف السین، فصل فی الصحابۃ، ص ۵۹۶ و الاستیعاب، باب حرف السین، سعید بن زید بن عمرو، ج ۲، ص ۱۷۸ و اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۵۸-۱۵۹)

کنواں قبر بن گیا

ایک عورت جس کا نام اروٰی بنت اویس تھا اس نے ان کے اوپر حاکم مدینہ مروان بن الحکم کی کچہری میں یہ دعویٰ دائر کر دیا کہ انہوں نے میری ایک زمین لے لی ہے۔ مروان نے جب ان سے جواب طلب کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جب رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی کی بالشت برابر بھی زمین لے لے گا تو قیامت کے دن اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا تو اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں کسی کی زمین لے لوں گا۔ آپ کا جواب سن کر مروان نے کہا: اے عورت! اب میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا، جا تو اس زمین کو لے لے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر یہ دعا مانگی: یا اللہ! عزوجل اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اندھی ہو جائے اور اسی زمین پر مرے۔ چنانچہ اس کے بعد یہ عورت اندھی ہوگئی۔ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ہے کہ وہ اندھی ہوگئی تھی اور دیواریں پکڑ کر ادھر ادھر چلتی پھرتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک دن اسی زمین کے ایک کنوئیں میں گر کر مرگئی اور کسی نے اس کو نکالا بھی نہیں اس لئے وہی کنواں اس کی قبر بن گیا اور ایک اللہ والے کی دعا کی مقبولیت کا جلوہ نظر آ گیا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، الحدیث: ۵۹۵۳، ج ۲، ص ۴۰۱ وحجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء... الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ... الخ، ص ۶۱۶)

بَابُ اِسْلَامُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

باب: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام

419- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ہمیشہ غالب رہے جس وقت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے کر آئے۔ (مرجع السابق باب مناقب عمر بن خطاب ابی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ)

420- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَاَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ زَيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا اِذْ جَآئَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ اَبُوْ عَمْرٍو عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِيْصٌ مَّكْفُوْفٌ بِحَرِيْرٍ وَّهُوَ مِنْ بَنِيْ سَهْمٍ وَّهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّهُمْ سَيَقْتُلُوْنِيْ اِنْ اَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيْلَ اِلَيْكَ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا اَمِنْتُ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِيْ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِيْدُ هٰذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَا قَالَ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سہمے ہوئے گھر کے اندر تھے کہ عاص بن وائل سہمی

ابوعمرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے اوپر یمنی حلہ تھا اور ایسا قمیص جس کے کناروں پر حریر کڑھائی کیا ہوا تھا۔ یہ سہمی تھا۔ سہمی ہمارے حلیف تھے زمانہ جاہلیت میں۔ اس نے دریافت کیا: تمہارا کیا حال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری قوم کا ظن ہے یہ اگر مسلمان ہوا تو مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ عاص کہنے لگا: اس کی تو کوئی راہ ہی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میرا ڈر چلا گیا۔ پھر عاص باہر نکل گیا تو وہ اس قدر لوگوں کو ملا کہ میدان بھر گیا تھا۔ اس نے دریافت کیا: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے۔ وہ کہنے لگا: ابن خطاب نے دین کو تبدیل کر لیا ہے۔ ہم نے اس کا ارادہ کر رکھا ہے۔ عاص کہنے لگا: اس کی جانب کوئی بھی راہ نہیں تو اس پر لوگ واپس لوٹ گئے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 50، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 196)

421- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهٖ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَاَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِيْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَاَنَا لَهٗ جَارٌ قَالَ فَرَاَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے کر آئے تو لوگوں کا ان کے گھر کے پاس ہجوم اکٹھا ہو گیا اور کہنے لگے: عمر نے دین بدل ڈالا ہے۔ میں اس دور میں نوعمر لڑکا تھا اپنے گھر کی چھت کے اوپر تھا چنانچہ ایک آدمی ریشم کی اچکن پہن کر آیا وہ کہنے لگا: عمر نے دین بدل ڈالا ہے تو کیا ہو گیا۔ میں اسے پناہ میں رکھنے والا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے بعد میں نے دیکھا لوگ ہمارے گھر سے بکھر گئے میں نے دریافت کیا: یہ آدمی کون ہے؟ لوگ کہنے لگے: یہ تو عاص بن وائل ہے۔ (مرجع السابق)

422- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ اَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهٖ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَاَ ظَنِّيْ اَوْ اِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهٖ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ قَالَ فَاِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِيْ قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا اَعْجَبُ مَا جَاءَتْكَ بِهٖ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَاءَتْنِيْ اَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ اَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَاِبْلَاسَهَا وَيَاْسَهَا مِنْ بَعْدِ اِنْكَاسِهَا وَلُحُوْقَهَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ عِنْدَ اٰلِهَتِهِمْ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهٗ فَصَرَخَ بِهٖ صَارِخٌ لَّمْ اَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ اَشَدَّ صَوْتًا مِّنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيْحْ اَمْرٌ نَجِيْحْ رَجُلٌ فَصِيْحْ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيْحْ اَمْرٌ نَجِيْحْ رَجُلٌ فَصِيْحْ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا اَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جس وقت بھی یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس طرح ہے تو اسی طرح ہی ہوتا۔ جس طرح کہ وہ گمان کرتے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ ایک حسین وجمیل شخص کا پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے فرمایا: میرا ظن خطا کرنے لگا ہے یا تو یہ آدمی اپنے جاہلیت والے دین پر گامزن ہے یا کاہن تھا اس آدمی کو بلا کر لے آؤ۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آدمی سے وہی بات بیان کی تو وہ کہنے لگا: آج کی طرح میں نے کبھی بھی اس طرح کا معاملہ نہیں دیکھا کہ ایک مسلمان نے اس طرح کی بات کہہ ڈالی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم پر حلف رکھتا ہوں کہ یہ بتاؤ کہ اصل بات کیا ہے۔ وہ کہنے لگا: میں جاہلیت میں واقعی کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: تیری جنیہ مؤکلہ ہے؟ سب سے حیرت انگیز بات اس نے کونسی بتائی ہے۔ وہ کہنے لگا: میں ایک روز بازار میں تھا کہ وہ میرے گھبرانے کی حالت میں آئی وہ کہنے لگی: کیا تو نے جن نہیں دیکھا اور ان کے دہشت زدہ اور مایوس ہونے کو اوندھے کئے جانے اور اونٹوں کے پالانوں اور جھولوں کے ساتھ ملا دیئے گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ کہا۔ میں ایک روز ان معبودوں کے پاس سو رہا تھا کہ ایک آدمی ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس کو ذبح کر ڈالا ایک چیخ مارنے والے نے چیخ ماری اس قدر زور سے کہ میں نے کبھی بھی کسی چیخ مارنے والے کو اس سے بڑھ کر زوردار چیخ مارتے ہوئے نہ سنا اے دشمن فلاح والی بات ہے ایک فصیح آدمی کہہ رہا ہے ماسوا تیرے کوئی معبود نہیں اسے سنتے ہی قوم اچھلنے لگ گئی۔ میں کہنے لگا: میں ادھر سے بالکل نہیں ہٹنے والا حتی کہ یہ نہ پتہ کروں کہ اس کے پیچھے کون سا بھید ہے تو میں اٹھا ذرا سی دیر ہوئی تھی کہ یہ کہا گیا کہ یہ نبی ہیں۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبری: جز:4، ص:292، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:45، مستدرک: رقم الحدیث:4503، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:40)

423- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ لَوْ رَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرُ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ

قیس کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن زید سے سنا وہ لوگوں سے کہہ رہے تھے: کاش تم مجھے اس دوران دیکھتے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنی بہن کو اسلام لانے پر باندھ رکھا تھا اور وہ خود بھی اسلام نہ لائے تھے۔ اور تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو برا سلوک کیا ہے اس کی بناء پر اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جاتا تو اسے حق تھا۔

(مرجع السابق: حدیث:1050)

شرح:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ: عرض: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کیونکر اسلام لائے؟

تو آپ نے جواباً فرمایا:

ارشاد: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کُل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں، اسی واسطے آپ کا نام مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْنَ یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت

نازل ہوئی:

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجھ کو کافی ہے اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) اور اس قدر لوگ جواب تک مسلمان ہو گئے۔ (پ ١٠، الانفال: ٦٤)

کُفّار نے جب سنا تو کہا آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور کو خوشخبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی (یعنی جشن منایا گیا) ہے

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضائل اصحاب رسول، فضل عمر، الحدیث ١٠٣، ج ا، ص ٧٦)

اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کُفّار ہمیشہ سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اِیذا رسانی (یعنی تکلیف پہنچانے) کی فکر میں رہتے آیہ کریمہ نازِل ہوئی:

"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ "

اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) تمہارا حافظ و ناصر ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں کرسکتا۔ (پ ٦، المائدہ: ٦٧)

اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے ابوجہل لعین نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ـــــ (غالباً یہاں پر بقیہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے حذف کر دیئے گئے ہیں) اس کو اس قدر اِنعام دُوں گا ان کو جوش آیا تلوار ننگی کرلی اور قسم کھائی کہ اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک کہ مَعَاذَ اللہ (عَزَّ وَجَلَّ) اپنے اِرادے کو پورا نہ کرلیں گے۔ مَعَارِج میں ہے کہ انہوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر ربُّ العزۃ جل جلالہٗ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی تاوقتیکہ کُفّار کو اسی سے قتل نہ کریں۔

جارہے تھے راستہ میں عبدُ اللہ بن نُعَیم صحابی (رضی اللہ عنہ) ملے، دیکھا نہایت غُصّہ کی حالت میں سُرخ آنکھیں، ننگی تلوار لیے ہیں۔ پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے اپنا اِرادہ ظاہر کیا۔ عبداللہ بن نُعَیم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے؟ انہوں نے کہا: شاید تو بھی مسلمان ہوگیا ہے تجھی سے شروع کروں۔ عبداللہ بن نُعَیم (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمہارے، بہن بہنوئی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو غیظ (یعنی سخت غصہ) آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے دروازہ بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آرہی تھی ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ عنہ سورہ طٰہٰ شریف سکھا رہے تھے۔ آواز اجنبی، کلام اجنبی، خیر آواز دی۔ بہن نے صَحِیفَہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا۔ اور حضرت خباب (رضی اللہ عنہ) ایک کوٹھری میں چھپ گئے۔ دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا: تو دین سے پھر گئی؟ اِسلام میں رافضیوں کا سا تَقِیَّہ (یعنی حق بات چُھپانا) کہاں! صاف کہہ دیا میں نے سچّا دِین اسلام قبول کیا۔ خیر انہوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔ جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا: اے عمر! تم مارہی ڈالو مگر دینِ اِسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔ جب انہوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غُصّہ فَرو (یعنی کم) ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ۔ آپ کی بہن نے کہا: تم مُشرِک ہو اس کو چُھو نہیں سکتے۔ انہوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا، دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے مُنہ سے نکلا: وَاللّٰهِ مَا هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ (خدا کی قسم

یہ کلام بشر کا نہیں) یہ سن کر حضرت خباب (رضی اللہ عنہ) فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا: اے عمر! تمہیں خوش خبری ہو کل ہی حُضُور اَقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھَشَّامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

الٰہی اِسلام کو عزت دے ابوجہل یا عمر کے ذریعہ سے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (عَزَّ وَجَلَّ) کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: حضور کہاں تشریف فرما ہیں؟ حضرت خباب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: دارِ اَرقم میں انہوں نے کہا: مجھے لے چلو حضرت خباب (رضی اللہ عنہ) درِ دولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کُفّار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ دروازہ پر آواز دی۔ اندر سے آواز آئی: کون؟ انہوں نے کہا: عمر۔ ضُعَفَائے مُسلمین خائف ہوئے (یعنی کمزور مسلمان ڈرے) دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انہوں نے سختی سے آواز دی۔ سَیِّدُ نا اَمیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کواڑ (یعنی دروازہ) کھول دیا جائے اگر خیر (یعنی اچھائی) کے لیے آیا ہے فَبِھا (یعنی بہتر) اور اگر ارادۂ شر (یعنی برائی) سے آیا ہے تو وَاللہ! اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ دروازہ کُھلا یہ اندر گئے حضور اَقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: عمر! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو؟ فرماتے ہیں: مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا۔ یہ عظمت نبوت تھی فوراً عرض کیا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر باآواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ انہوں (یعنی حضرت عمر فاروقِ اَعظم رضی اللہ عنہ) نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا: یا رَسُولَ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کُفّار عَلَی الْاِعْلان (یعنی کُھلم کُھلا) اپنے مَعبودانِ باطل (یعنی جھوٹے خداؤں) کی پَرستش (یعنی پوجا) کریں اور ہم مسلمان چُھپ کر اپنے سچّے خدا کی عبادت کریں! ہم عَلانیہ مسجد الحَرام میں نماز پڑھیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو لے کر برآمد ہوئے، (یعنی باہر تشریف لائے) مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی، دو صفیں ہوئیں، ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دئے اور دوسری میں عمر رضی اللہ عنہ۔ جس کافر نے دیکھا چُپکا (یعنی خاموشی سے) اپنے گھر میں گھس گیا۔ (تاریخ الخلفاء، فصل عمر بن خطاب ۔۔۔۔۔۔ الخ، ص ۹۰ ملخصاً)

جب ضُعَفَائے مُسلمین (یعنی کمزور مسلمانوں) نے ہجرت کی تو کُفّار سے چُھپ چُھپ کر چلے گئے۔ انہوں نے جب ہجرت فرمائی (تو) ایک ایک مجمعِ کُفّار (یعنی کافروں کے ہجوم) میں ننگی شَمشیر لے جا کر فرمایا: جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے، پہچان لے کہ میں ہوں عمر، جسے اپنی عورت بیوہ اور اپنے بچے یتیم کرنا ہوں وہ میرے سامنے آئے! میں اب ہجرت کرتا ہوں۔ پھر یہ نہ کہنا کہ عمر بھاگ گیا۔ تمام کُفّار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابہ، الحدیث ۳۵۷۹۱، ج ۱۲، ص ۲۵۷، ملخصا)

(پھر فرمایا:) سَیِّدُ نا عمر فاروق اَعظم رضی اللہ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سَیِّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اسی واسطے انکی شِدَّت اور ان کی رَحم دِلی درجہ کمال پر تھی۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ، ص 396، مکتبۃ المدینہ)

بَابُ انْشِقَاقُ الْقَمَرِ

باب: چاند کا شق ہو جانا

424۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَبْدِالْوَھَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءً بَیْنَھُمَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اہل مکہ نے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معجزہ دکھائیں تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند دو ٹکڑے ہوتا دکھایا حتیٰ کہ انہوں نے حراء کو ان دو ٹکڑوں کے مابین دیکھا۔

(مرجع السابق باب سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ... الخ)

425۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی فَقَالَ اشْھَدُوْا وَذَھَبَتْ فِرْقَۃٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ اَبُو الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ انْشَقَّ بِمَکَّۃَ وَتَابَعَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ہم اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت منٰی کے اندر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گواہ ہو جاؤ اور چاند کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی جانب ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ چاند مکہ مکرمہ میں شق ہوا۔ (مرجع السابق باب سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ)

426۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ عَنْ عِرَاکِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔

(مرجع السابق باب سوال المشرکین... الخ)

427۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ (مرجع السابق باب سوال المشرکین... الخ)

چاند دو ٹکڑے ہو گیا:

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شق القمر کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ

کفار مکہ نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھایئے۔اس وقت آپ نے ان لوگوں کو شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس وحضرت انس بن مالک وحضرت جبیر بن مطعم وحضرت علی بن ابی طالب وحضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حذیفہ بن یمان وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، المقصد الرابع فی معجزاتہ...الخ، ج۶ ص ۴۷۲،۴۷۳ ملخصاً)

ان روایات میں سب سے زیادہ صحیح اور مستند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو بخاری ومسلم وترمذی وغیرہ میں مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس موقع پر موجود تھے اور انہوں نے اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔آپ نے کفار کو یہ منظر دکھا کر ان سے ارشاد فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ گواہ ہو جاؤ۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وانشق القمر...الخ، الحدیث: ۴۸۶۴،۴۸۶۵، ج۳،ص ۳۳۹،۳۴۰)

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ اس عظیم الشان معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾

(پ ۲۷،القمر:۱،۲)

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور یہ کفار اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

اس آیت کا صاف وصریح مطلب یہی ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور دنیا کی عمر کا قلیل حصہ باقی رہ گیا کیونکہ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا جو علامات قیامت میں سے تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا مگر یہ واضح ترین اور فیصلہ کن معجزہ دیکھ کر بھی کفار مکہ مسلمان نہیں ہوئے بلکہ ظالموں نے یہ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم لوگوں پر جادو کر دیا اور اس قسم کی جادو کی چیزیں تو ہمیشہ ہوتی ہی رہتی ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آیت مذکورہ بالا کے بارے میں بعض ان ملحدین کا جو معجزہ شق القمر کے منکر ہیں یہ خیال ہے کہ اس شق القمر سے مراد خالص قیامت کے دن چاند کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا ہے جب کہ آسمان پھٹ جائے گا اور چاند ستارے جھڑ کر بکھر جائیں گے۔

مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ ان ملحدوں کی یہ بکواس سراسر لغو اور بالکل ہی بے سروپا خرافات والی بات ہے کیونکہ اولاً تو اس صورت میں بلا کسی قرینہ کے انشق (چاند پھٹ گیا) ماضی کے صیغہ کو ینشق (چاند پھٹ جائے گا) مستقبل کے معنی میں لینا پڑے گا جو بالکل ہی بلا ضرورت ہے۔دوسرے یہ کہ چاند شق ہونے کا ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا گیا ہے کہ

وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ (پ ۲۷،القمر:۲)

یعنی شق القمر کی عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر کفار نے یہ کہا کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب کفار مکہ نے شق القمر کا معجزہ دیکھا تو اس کو جادو کہا اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قیامت کے دن جب آسمان پھٹ جائے گا اور چاند ستارے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جھڑ جائیں گے اور تمام انسان مرجائیں گے تو اس وقت اس کو جادو کہنے والا بھلا کون ہوگا؟ اس لیے بلاشبہ یقیناً اس آیت کے یہی معنی متعین ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا اور اس معجزہ کو دیکھ کر کفار نے اس کو جادو کا کرتب بتایا۔

ایک سوال وجواب

ہاں البتہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جو اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ جب مکہ میں ظاہر ہوا تو آخر یہ معجزہ دوسرے ممالک اور دوسرے شہروں میں کیوں نہیں نظر آیا؟

اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اولاً تو مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اس معجزہ کو دیکھا۔ چنانچہ حضرت مسروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر کفار مکہ نے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے تم لوگوں پر جادو کر دیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ باہر سے آنے والے لوگوں سے پوچھنا چاہیے کہ دیکھیں وہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا جادو تمام انسانوں پر نہیں چل سکتا۔ چنانچہ باہر سے آنے والے مسافروں نے بھی یہ گواہی دی کہ ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الرابع فی معجزاتہ...الخ، ج ۶ ص ۴۷۵،۴۷۶)

اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دوسرے ممالک اور شہروں کے باشندوں نے اس معجزہ کو نہیں دیکھا تو کسی چیز کو نہ دیکھنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ چیز ہوئی ہی نہیں۔ آسمان میں روزانہ قسم قسم کے آثار نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً رنگ برنگ کے بادل، قوس قزح، ستاروں کا ٹوٹنا، مگر یہ سب آثار انہی لوگوں کو نظر آتے ہیں جو اتفاق سے اس وقت آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ (سیرت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صفحہ نمبر 719)

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: حبشہ کی جانب ہجرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمہارا دار ہجرت دکھایا گیا وہاں پر کھجوروں کے باغ کثرت سے ہیں وہ مقام دو پتھریلی زمینوں کے مابین ہے چنانچہ جو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت

کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اس نے ہجرت کر لی اور جو عام مسلمان حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ منورہ کی جانب چلے گئے۔

428- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُبَيْدَاللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِيَغُوثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِيْ اَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيمَا فَعَلَ بِهٖ قَالَ عُبَيْدُاللهِ فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَّهِيَ نَصِيْحَةٌ فَقَالَ اَيُّهَا الْمَرْءُ اَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلٰوةَ جَلَسْتُ اِلَى الْمِسْوَرِ وَاِلَى ابْنِ عَبْدِيَغُوثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِيْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِيْ فَقَالَا قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ مَّعَهُمَا اِذْ جَائَنِيْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِيْ قَدِ ابْتَلَاكَ اللهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا قَالَ فَتَشَهَّدْتُّ ثُمَّ قُلْتُ اِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ اِلَى الْعَذْرَاءِ فِيْ سِتْرِهَا قَالَ فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ وَبَايَعْتُهٗ وَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللهُ اَبَا بَكْرٍ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ اِنْ شَاۤءَ اللهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ اَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً وَّاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يَّجْلِدَهٗ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهٗ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ (بَلَاۤءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ) مَا ابْتُلِيْتُمْ بِهٖ مِنْ شِدَّةٍ وَّفِيْ مَوْضِعٍ (الْبَلَاۤءُ) الْاِبْتِلَاۤءُ وَالتَّمْحِيْصُ مَنْ بَلَوْتُهٗ وَمَحَّصْتُهٗ اَيِ اسْتَخْرَجْتُ مَا عِنْدَهٗ يَبْلُوْ يَخْتَبِرُ (مُبْتَلِيْكُمْ) مُخْتَبِرُكُمْ وَاَمَّا قَوْلُهٗ بَلَاۤءٌ عَظِيْمٌ النِّعَمُ وَهِيَ مِنْ اَبْلَيْتُهٗ وَتِلْكَ مِنْ

ابْتَلَيْتُهُ.

عدی بن خیار کا بیان ہے کہ انہیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن یغوث ان دونوں نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہا: تم اپنے ماموں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں بات کیوں نہیں کرتے۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لئے نکلے تو میں ان کے راستہ میں کھڑا ہو گیا اور میں عرض گزار ہوا: مجھے آپ سے ایک حاجت ہے آپ کو ایک بھلے کا مشورہ دینا ہے تو وہ کہنے لگا کہ خیر خواہ شخص! تم سے تو میں رب تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں یہ سنتے ہی میں وہاں سے واپس لوٹ آیا نماز سے فراغت پانے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب بھی مجھے دیا تھا۔ سارا میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا: تم اپنے حق کو چکا چکے ہو۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شخص میرے پاس آیا ان لوگوں نے مجھے کہا: تمہیں رب تعالیٰ نے آزمائش میں ڈال دیا ہے پھر میں وہاں سے چل پڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم اس وقت جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے کر آئے انہوں نے دو ہجرتیں کیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو خود دیکھا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے متعلق لوگوں میں اس وقت کثرت سے چرچا ہونے لگا ہے اس وجہ سے آپ پر لازمی ہے کہ اس پر حد قائم کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھتیجے یا میرے بھانجے کیا تم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا: نہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں پتہ لگ چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ سنتے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی کتاب نازل فرمائی تھی اور یہ بات بھی درست ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جس طرح کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت بھی کی اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی کبھی خیانت کی بالآخر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے ان کی کبھی بھی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی ان کے کسی معاملہ میں کوئی خیانت کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہ کی۔ اور نہ ہی کبھی خیانت کی۔ پھر میں خلیفہ مقرر ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا۔ عبید اللہ نے عرض کیا: یقیناً آپ کا حق ہے پھر انہوں نے کہا: پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں۔ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے متعلق ذکر کیا ہے تو ہم انشاء اللہ اس معاملہ میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ کو چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی

اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑے لگائے تھے۔ اسے یونس اور زہری کے بھتیجے نے زہری سے روایت کیا ہے اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول یوں بیان فرمایا: کیا تم لوگوں پر میرا وہ حق بھی نہیں ہے جو ان کا تمہارے او پر تھا۔ (مرجع السابق باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

429- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَاَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِيْهِ تِيْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے ایک گرجا گھر کا تذکرہ کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تو وہ لوگ ہیں کہ جس وقت ان میں کوئی صالح شخص وفات پا جاتا تو وہ اس کی قبر کو سجدہ گاہ بنالیتا اور اس کے اندر ان مجسموں کو لگا دیتا۔ یہ لوگ بروز حشر اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مخلوق ہوں گے۔ (صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 3181، سنن النسائی: رقم الحدیث: 703، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 528، مسند احمد: رقم الحدیث: 24252، شرح السنۃ: رقم الحدیث: 509)

430- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ السَّعِيْدِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ وَاَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيْصَةً لَهَا اَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ الْاَعْلَامَ بِيَدِهٖ وَيَقُوْلُ سَنَاهْ سَنَاهْ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِيْ حَسَنٌ حَسَنٌ

ام خالد بنت خالد کا بیان ہے کہ میں جب سرزمین حبشہ سے آئی تو کمسن تھی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: سناہ سناہ یعنی اچھی ہے، اچھی ہے۔

(مرجع السابق باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ)

تعارف راوی

ام خالد: آپ خالد بن سعید بن عاص کی والدہ ہیں، اموی ہیں، آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں، بچپن میں مدینہ منورہ میں لائی گئیں پھر آپ سے حضرت زبیر بن عوام نے نکاح کیا، بہت صحابہ نے آپ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الخاء، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمدیار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

431- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا

رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ قَالَ أَرُدُّ فِي نَفْسِي

حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ہی کے اندر جواب عطا فرما دیتے تھے مگر جس وقت ہم نجاشی کے ملک حبشہ سے لوٹ آئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ نماز کے بعد ہم عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہم پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ہی کی حالت میں جواب عنایت فرما دیا کرتے تھے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں نماز میں ہر آدمی کو دوسرا شغل ہوتا ہے۔ اعمش کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم نخعی سے دریافت کیا اس طرح کے موقع پر آپ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں دل میں جواب مرحمت کر دیتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 923، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 538، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1019، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 855، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 10126)

432- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ منورہ کی خبر ہوئی تو ہم اس وقت یمن میں تھے۔ پھر ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن اتفاق سے ہوا نے ہماری کشتی کا رخ نجاشی کے ملک حبشہ کی طرف کر دیا ہماری ملاقات وہاں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہم ان کی معیت وہاں مقیم رہے اس کے بعد مدینہ منورہ کا رخ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کو فتح فرما چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اے کشتی والو! دو ہجرتیں کی ہیں۔ (مرجع السابق باب و من الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین)

ہجرت حبشہ 5 نبوی

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم وستم سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ جا کر پناہ لینے کا حکم دیا۔

نجاشی

حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمہ اور لقب نجاشی تھا۔ عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا اور توراۃ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ان مہاجرین کرام کے مقدس نام حسب ذیل ہیں۔

(۱، ۲) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی بیوی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔

(۳، ۴) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔

(۵، ۶) حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔

(۷، ۸) حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حشمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔

(۹) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔

(۱۰) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔

(۱۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

(۱۲) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔

(۱۳) حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم یا حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہما۔

(۱۴) حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ، ج۱ ص ۵۰۳، ۵۰۶ ملخصاً) (زرقانی علی المواھب ج۱ ص ۲۷۰)

کفار مکہ کو جب ان لوگوں کی ہجرت کا پتا چلا تو ان ظالموں نے ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے ان کا تعاقب کیا لیکن یہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے کفار ناکام واپس لوٹے۔ یہ مہاجرین کا قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اتر کر امن وامان کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا۔ چند دنوں کے بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفار مکہ مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر سن کر چند لوگ حبشہ سے مکہ لوٹ آئے مگر یہاں آ کر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ بعض لوگ تو پھر حبشہ چلے گئے مگر کچھ لوگ مکہ میں روپوش ہو کر رہنے لگے لیکن کفار مکہ نے ان لوگوں کو ڈھونڈ نکالا اور ان لوگوں پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر لوگوں کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حبشہ سے واپس آنے والے اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل تراسی (83) مرد اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب، الھجرۃ الاولی الی الحبشۃ، ج۱، ص ۵۰۳، ۵۰۶ والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الھجرۃ الثانیۃ الی الحبشۃ...الخ، ج ۲ ص ۱۳ وشرح الزرقانی علی المواھب، باب دخول الشعب...الخ، ج ۲ ص ۱۶)

کفار کا سفیر نجاشی کے دربار میں

تمام مہاجرین نہایت امن و سکون کے ساتھ حبشہ میں رہنے لگے۔ مگر کفار مکہ کو کب گوارا ہو سکتا تھا کہ فرزندان توحید کہیں امن وچین کے ساتھ رہ سکیں۔ ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر

بنا کر بھیجا۔ ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ کو سجدہ کر کے یہ فریاد کرنے لگے کہ اے بادشاہ! ہمارے کچھ مجرم مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دیجیے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ درباریوں نے ٹوکا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الھجرۃ الثانیۃ الی الحبشۃ...الخ، ج۲، ص۳۳ والمواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الھجرۃ الاولیٰ الی الحبشۃ...الخ، ج۱، ص۵۰۶)

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دربار شاہی میں اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ

اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ شرک و بت پرستی کرتے تھے۔ لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب ونسب اور صدق و دیانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے، اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا اور ہر قسم کے ظلم وستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا۔ ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے۔ بس یہی ہمارا گناہ ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر آپ کی سلطنت کے زیر سایہ پر امن زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا اور کہا کہ اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ دوسرا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے۔ یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورۂ مریم کی تلاوت فرمائی۔ کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کنواری مریم رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے۔ نجاشی بادشاہ نے بڑے غور سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر کو سنا اور یہ کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتاب ہدایت کے دو نور ہیں اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی ہے اور اگر میں دستور سلطنت کے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں

سیدھی کرتا اوران کے قدم دھوتا۔ بادشاہ کی تقریر سن کراس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے ناراض و برہم ہو گئے مگر نجاشی بادشاہ نے جوش ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کر دیا۔ اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن وسکون کے ساتھ آرام وچین کی زندگی بسر کرو۔ کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ (المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الھجرۃ الثانیۃ الی الحبشۃ ... الخ، ج ۲، ص ۳۳)

بَاب مَوْتُ النَّجَاشِيِّ

باب: نجاشی کی موت

433- حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوا عَلٰى اَخِيكُمْ اَصْحَمَةَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت نجاشی بادشاہ وفات پا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج ایک صالح آدمی وفات پا گیا پس اٹھ کر اپنے بھائی اصحمہ کی نماز جنازہ ادا کرو۔ (مرجع السابق باب من صف صفین او ثلاثة علی الجنازة خلف الامام)

434- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ عَطَآءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَآئَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ اَوِ الثَّالِثِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی بادشاہ پر نماز جنازہ ادا فرمائی چنانچہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صفوں کو بنایا میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔ (مرجع السابق باب من صف صفین او ثلاثة ... الخ)

435- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا تَابَعَهُ عَبْدُالصَّمَدِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اصحمہ النجاشی رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ ادا فرماتے وقت ان پر چار تکبیرات کہیں۔ (معجم الاوسط: جز: 4، ص: 340، الجمع بین الصحیحین رقم الحدیث: 1537، سنن الکبریٰ للنسائی رقم حدیث: 8304، اللؤلؤ والمرجان جز 1 ص 267، سنن البیہقی الکبریٰ رقم الحدیث: 6724)

436- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ

الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلّٰى فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ اَرْبَعًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر اس روز عطا فرمائی جس روز یہ فوت ہو گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے عیدگاہ میں صفوں کو بنایا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیرات کہیں۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 3204، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 6393، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2169، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1971، مسند احمد: رقم الحدیث: 7776)

غائبانہ نماز جنازہ

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں:

مذہب مہذب حنفی میں جنازہ غائب پر بھی محض ناجائز ہے۔ ائمہ حنفیہ کا اس کے عدمِ جواز پر بھی اجماع ہے خاص اسکا جزئیہ بھی مصرح ہونے کے علاوہ تمام عبارات مسئلہ اولیٰ بھی اس سے متعلق کہ غالباً نمازِ غائب کو تکرار صلوٰۃ جنازہ لازم۔ بلاد اسلام میں جہاں مسلمان انتقال کرے نماز ضرور ہوگی، اور دوسری جگہ خبر اس کے بعد ہی پہنچے گی، ولہذا امام اجل نسفی نے کافی میں اس مسئلہ کو اس کی فرع ٹھہرایا، اگرچہ حقیقۃً دونوں مستقل مسئلے ہیں۔ اب اس مسئلہ کی نصوص خاصہ لیجئے، اور بہ نظر تعلق مذکور سلسلہ عبارات بھی وہی رکھیے۔

فتح القدیر، حلیہ، غنیہ، شلبیہ، بحر الرائق، ارکان میں ہے:

وشرط صحتها اسلام الميت وطهارته وضعه امام المصلى فلهذا القيد لاتجوز على غائب.

(فتح القدیر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ ۸۰/۲)

صحتِ نماز جنازہ کی شرط یہ ہے کہ میت مسلمان ہو طاہر ہو، جنازہ نمازی کے آگے زمین پر رکھا ہو۔ اسی شرط کے سبب کسی غائب کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۸۳)

حلیہ کے لفظ یہ ہیں:

شرط صحتها كونه موضوعا امام المصلى ومن هنا قالوا لاتجوز الصلوٰة على غائب مطلقا.

نمازِ جنازہ کی شرائطِ صحت سے ہے جنازہ کا مصلی کے آگے ہونا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔ (حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی)

متن تنویر الابصار میں ہے:

شرطها وضعه امام المصلى.

جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرطِ نماز جنازہ ہے۔ (درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۱/۱)

درمختار میں ہے:

شرطها حضوره فلاتصح علیٰ غائب.

جنازہ کا حاضر ہونا شرطِ نماز ہے لہٰذا کسی غائب پر نمازِ جنازہ صحیح نہیں۔ (درمختار باب صلوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۱)

متن نور الایضاح میں ہے:

شرائطها اسلام المیت وحضوره.

صحتِ نمازِ جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔

(نور الایضاح فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مطبع علیمی لاہور ص ۵۵۶)

متن ملتقی الابحر میں ہے:

لایصلی علی عضو ولاعلی غائب.

میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں، نہ کسی غائب پر جائز ہے۔

(ملتقی الابحر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۱۶۱)

مجمع شرح ملتقی میں ہے:

محل الخلاف فی الغائب عن البلد اذلو کان فی البلد لم یجز ان یصلی علیه حتی یحضر عنده اتفاقا لعدم المشقة فی الحضور.

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی الصلوٰۃ علی المیت داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۸۵)

فتاوٰی خلاصہ میں ہے:

لایصلی علیٰ میّت غائب عندنا.

ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔ (خلاصۃ الفتاوٰی الصلوٰۃ علی الجنازۃ اربع تکبیرات مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۲۲۴)

متن وافی میں ہے:

من استهل صلی علیه والّالا کغائب

جو بچہ پیدا ہو کر کچھ آواز کرے جس سے اس کی حیات معلوم ہو پھر مر جائے اس پر نماز پڑھی جائے ورنہ نہیں، جیسے غائب کے جنازہ پر نماز نہیں۔

کافی میں ہے:

لایصلی علیٰ غائب وعضو خلافا للشافعی بناء علی ان صلاة الجنازة تعاد ام لا

کسی غائب یا عضو پر نماز ہمارے نزدیک ناجائز ہے اور اس میں امام شافعی کا خلاف ہے اس بناء پر کہ نماز جنازہ ان کے نزدیک دوبارہ ہوسکتی ہے، ہمارے نزدیک نہیں۔ (کافی شرح وافی)

فتاوٰی شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی میں ہے:

ان اباحنیفه لایقول بجواز الصلاة علی الغائب۔

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ غائب پر نماز جائز نہیں مانتے۔

(فتاوٰی امام غزی تمرتاشی کتاب الطہارۃ والصلوٰۃ مطبع اہل السنۃ والجماعۃ بریلی ص ۴)

منظومۂ امام مفتی الثقلین میں ہے:

باب فتاوی الشافعي وحده ومابه قال قلنا ضده

وهی علی الغائب والعضوتصح وذاك فی حق الشهيد قدطرح

صرف امام شافعی قائل ہیں کہ غائب اور عضو پر نماز صحیح ہے اور شہید کی نماز نہ ہو اور ان سب مسائل میں ہمارا مذہب اس کے خلاف ہے۔ ہمارے نزدیک غائب وعضو پر نماز صحیح نہیں اور شہید کی نماز پڑھی جائے گی۔

فنقول وباللہ التوفیق حکم شرع مطہر کے لئے اور اس پر زیادت ناروا۔

اقول ای ماکان بدون اذنه الخالص والعام ولو فی ضمن الارسال او السكوت فانه بيان وليس يسكت عن نسيان فهذه هی الزيادة حقيقة لاغيره اذا المستند ولو الى سكوته مستند اليه لا زائد عليه والمتبع الكف دون الترك فانه ليس بفعل العبد ولامقدور كمانص عليه الاجلة الصدور بل هوفی العقل مدلل فان الاعدام لاتعلل فافهم ان كنت تفهم۔

اقول یعنی وہ زیادتی جو شرع کے اذنِ خاص یا عام کے بغیر ہو اگرچہ وہ ارسال یا سکوت کے ضمن میں ہو اس لئے کہ وہ بھی بیان ہے اس کا سکوت نسیان سے نہیں ہوتا، یہی زیادتی حقیقۃً زیادتی ہے، اس کے علاوہ نہیں اس لئے جس کا استناد شرع سے ہو گو سکوت ہی سے ہو وہ شریعت کی طرف مستند ہے اُس پر زائد نہیں۔ اور اتباع کف (قصداً نہ ہونے میں نہیں (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قصداً کسی کام سے باز رہے تو اس میں ان کی پیروی ہوگی اور یوں کوئی کام سرکار کے عمل میں نہ آیا تو وہ ممنوع نہ ہوگا نہ اس سے بچنا ضروری ہوگا) اس لئے کہ ترک بندے کا فعل ہی نہیں، نہ ہی اس کی قدرت میں ہے جیسا اجلّہ بزرگانِ دین نے اس کی تصریح فرمائی، بلکہ عقل کے نزدیک بھی یہ دلیل رکھتا ہے کیونکہ عدم کی تعلیل نہیں ہوتی، اسے سمجھو اگر سمجھ والے ہو۔ (ت) باز رہنے) میں ہوتی ہے۔

حضور پُرنور سیّد یوم النشور بالمؤمنین رؤف رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو نماز جنازہ مسلمین کا کمال اہتمام تھا۔ اگر کسی وقت رات اندھیری یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرما ہونے کے سبب صحابہ نے حضور کو اطلاع نہ دی اور دفن کر دیا تو ارشاد

فرماتے:

لاتفعلوا ادعونی لجنائزکم (منظومۂ امام مفتی الثقلین عمر النسفی)

رواہ ابن ماجۃ ف ا عن عامر بن ربیعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلالیا کرو، اسے ابن ماجہ نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا،

(مسند احمد بن حنبل حدیث عامر بن ربیعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۴۴۴)(التمہید اباحۃ الصلوٰۃ علی القبر الخ المکتبۃ القدوسیہ اردو بازار لاہور ۶/ ۱۶۷)

یہ حدیث تمہید میں بھی منقول ہے اس پر تحقیق والے نے جنائز ابن ماجہ کا حوالہ دیا لیکن مجھے یہ حدیث ابن ماجہ میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی البتہ مسند احمد بن حنبل میں انہی الفاظ سے یہ حدیث منقول ہے حوالہ ملاحظہ ہو۔

اور فرماتے:

لاتفعلوا لایموتن فیکم میّت ما کنت بین اظھرکم الا اذنتمونی بہ فان صلوٰتی علیہ رحمۃ رواہ الامام احمد عن زید بن ثابت ف۲ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رواہ ابن حبان والحاکم عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فی حدیث اخر۔

ایسا نہ کرو جب تک میں تم میں تشریف فرما ہوں ہرگز کوئی میت تم میں نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ دو کہ اُس پر میری نماز موجبِ رحمت ہے۔ اسے امام احمد نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور اسے ابن حبان اور حاکم نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کے آخر میں روایت کیا۔

یہی حدیث ابن ماجہ نے یزید بن ثابت کے حوالہ سے نقل کی اور مسند احمد بن حنبل میں بھی یزید کے حوالے سے منقول ہے اور یزید زید کے بڑے بھائی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث یزید بن ثابت دار الفکر بیروت ۴/ ۳۸۸)

اور فرماتے:

ھٰذہ القبور مملوۃ ظلمۃً علی اھلھا وانی انورھا بصلوٰتی علیھم ۔صلی اللہ تعالیٰ وبارك وسلم علیہ وعلیٰ اٰلہ قدر نورہ وجمالہ وجاھہ وجلالہ وجودہ ونوالہ ونعمہ وافضالہ رواہ مسلم و ابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انہیں روشن فرمادیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رحمت و برکت و سلامتی نازل فرمائے ان پر اور ان کی آل پر ان کے نور و جمال، جاہ و جلال، جود و نوال، نِعَم و افضال کے حساب سے۔ حدیث مذکور کو مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۳۱۰)(مسند احمد بن حنبل مروی از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۳۸۸)

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان فصل فی الصلوٰۃ الجنائز موسسۃ الرسالۃ بیروت ۵/ ۳۵)

بااینہمہ حالانکہ زمانہ اقدس میں صدہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مواضع میں وفات پائی، کبھی کسی حدیث

صریح سے ثابت نہیں کہ حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ کیا وہ محتاج رحمت والا نہ تھے، کیا معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر یہ رحمت وشفقت نہ تھی، کیا ان کی قبور اپنی نماز پاک سے پُرنور نہ کرنا چاہتے تھے، کیا جو مدینہ طیبہ میں مرتے انہیں کی قبور محتاج نور ہوتیں اور جگہ اس کی حاجت نہ تھی۔ یہ سب باتیں بداہۃً باطل ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عام طور پر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا ہی دلیل روشن وواضح ہے کہ جنازہ غائب پر نماز ناممکن تھی ورنہ ضرور پڑھتے کہ مقتضی بکمال وفور موجود اور مانع مفقود۔ لاجرم نہ پڑھنا قصداً باز رہنا تھا اور جس امر سے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بے عذر مانع بالقصد احتراز فرمائیں وُہ ضرور امرِ شرعی ومشروع نہیں ہوسکتا دوسرے شہر کی میّت پر صلوٰۃ کا ذکر صرف تین واقعوں میں روایت کیا جاتا ہے۔ واقعہ نجاشی وواقعہ معٰویہ لیثی وواقعہ امرائے موتہ رضی اللہ عنہم اجمعین ان میں اوّل ودوم وبلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حاضر تھا تو نماز غائب پر نہ ہوئی بلکہ حاضر پر، اور دوم وسوم کی سند صحیح نہیں، اور سوم صلوٰۃ بمعنی نماز میں صحیح نہیں۔ ان کی تفصیل بعونہ تعالیٰ ابھی آتی ہے۔ اگر فرض کیجئے کہ ان تینوں واقعوں میں نماز پڑھی تو باوصف حضور کے اس اہتمام عظیم وموفور اور تمام اموات کے اس حاجت شدیدہ رحمت ونور قبور کے صدہا کیوں نہ پڑھی، وہ بھی محتاج حضور وحاجتمند رحمت ونور، اور حضور ان پر بھی رؤف ورحیم تھے۔ نماز سب پر فرض عین نہ ہونا اس اہتمام عظیم کا جواب نہ ہوگا، نہ تمام اموات کی اس حاجت شدیدہ کا علاج۔ حالانکہ حریص علیکم ان کی شان ہے۔ دوایک کی دستگیری فرمانا اور صدہا کو چھوڑنا کب ان کے کرم کے شایان ہے۔ ان حالات واشارات کے ملاحظہ سے عام طور پر ترک اور صرف دوایک باوقوع خود ہی بتادے گا کہ وہاں خصوصیات خاصہ تھی جس کا حکم عام نہیں ہوسکتا۔ حکم عام وہی عدم جواز ہے جس کی بنا پر عام احتراز ہے۔ اب واقعہ بیر معونہ ہی دیکھئے۔ مدینہ طیبہ کے ستر جگر پاروں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاص پیاروں، اجلّہ علمائے کرام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کفار نے دغا سے شہید کردیا۔ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا سخت وشدید غم والم ہوا۔ ایک مہینہ کامل خاص نماز کے اندر کفار ناہنجار پر لعنت فرماتے رہے، مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی ہو۔

ع آخراں ترک وبایں مرتبہ بے چیزے نیست

(آخر اجلہ صحابہ کرام کے شہید ہونے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان کی نمازِ جنازہ کو ترک فرمانا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہوسکتا) اہل انصاف کے نزدیک کلام تو اسی قدر سے تمام ہوا مگر ہم ان وقائع ثلٰثہ کا بھی باذنہ تعالیٰ تصفیہ کریں۔ واقعۂ اولیٰ:

جب اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ حبشہ نے حبشہ میں انتقال کیا۔ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام کو خبر دی مصلّی میں جاکر صفیں باندھ کر چار تکبیریں کہیں۔

رواه الستة عن ابی هريرة والشيخان عن جابر كنت فی الصف الثانی اوالثالث رضی الله عنهما

(اسے اصحابِ ستہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا اور بخاری ومسلم میں حضرت جابر سے یہ بھی ہے کہ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا، رضی اللہ عنہما۔

(صحیح البخاری باب الصفوف علی الصفوف علی الجنازہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۶)'(صحیح البخاری باب من صف صفین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۶)

اوّلاً صحیح ابن حبان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ جمیعا سے ہے:

ان النبی ﷺ قال ان اخاکم النجاشی توفی فقوموافصلوا علیه فقام رسول الله ﷺ وصفوا خلفه فکبر اربعاوهم لایظنون الا ان جنازته بین یدیه۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا بھائی نجاشی مر گیا، اٹھو اس پر نماز پڑھو۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے صحابہ نے پیچھے صفیں باندھیں۔ حضور نے چار تکبیریں کہیں، صحابہ کو یہی ظن تھا کہ ان کا جنازہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان فصل فی الصلوٰۃ علی الجنائز موسسۃ الرسالہ بیروت ۵/۴۰)

صحیح ابوعوانہ میں انہیں میں سے ہے:

فصلینا خلفه ونحن لانری الا ان جنازة قدامنا۔

ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہم یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔

(فتح الباری بحوالہ ابی عوانہ باب الصفوف علی الجنازہ مصطفی البابی مصر ۳/۴۳۲۔۔۔۔فتاوی رضویہ کتاب الجنائز جلد نمبر 9 صفحہ نمبر 70)

بَابُ تَقَاسُمُ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کا قسمیں کھانا

437- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَادَ حُنَيْنًا مَّنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کا قصد کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل ہم انشاء اللہ خیف بنو کنانہ میں قیام فرمائیں گے جہاں قریش نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔

(صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 2982، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1314، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2011، مسند احمد: رقم الحدیث: 7240، سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 4202)

جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا:

یہ نہایت قبیح گناہوں میں سے ہے، مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبیِٔ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ ظاہری کے بعد خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ کے رسول عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر تشریف فرما ہوئے، جہاں آج میں کھڑا ہوں، پھر آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: نبیِٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ، فَاِنَّه مَعَ الْفُجُوْرِ وَهُمَا فِي النَّارِ

ترجمہ: جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنے والا بدکار کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دونوں دوزخ میں ہوں گے۔
(سنن ابن ماجۃ، ابواب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، الحدیث ۳۸۴۹، ص ۲۷۰۶)

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عَزَّ وَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: اِنَّ الْکِذْبَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ النِّفَاقِ ترجمہ: بے شک جھوٹ منافقت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔
(مساوی الأخلاق للخرائطی، باب ماجاء فی الکذب وقبح ما أتی بہ أھلہ، الحدیث ۱۰۷، ج ۱، ص ۱۱۷)

بعض اسلاف سے منقول ہے کہ اشارۃً جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے اور امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: توریہ کرنے سے آدمی جھوٹ سے بچ جاتا ہے۔

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لئے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لئے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔ (مزید ارشاد فرماتے ہیں) احیائے حق کے لئے توریہ جائز ہے۔
(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۱۶۰۔ ۱۶۱، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی ملخصا) (لُبَابُ الْاِحْیَاء ترجمہ بنام: احیاء العلوم کا خلاصہ مؤلف: امام محمد بن محمد غزالی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الوالی صفحہ نمبر 241)

بَاب قِصَّةِ اَبِیْ طَالِبٍ

باب: ابو طالب کا قصہ

438- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَارٍ وَّلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ تو آپ کی حمایت کرتے تھے اور وہ لوگوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے غصہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ ٹخنہ کے برابر آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3: ص:440، شعب الایمان: رقم الحدیث:275، صحیح مسلم: رقم الحدیث:308، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث:278، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث:6694)

439- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ اَيْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَّعَبْدُاللهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَا

اَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى قَالَ اٰخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهٖ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْهُ فَنَزَلَتْ (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْجَحِيْمِ) وَنَزَلَتْ (اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ)

ابن المسیب اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں پر ابوجہل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چچا ایک بار یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں یہ دلیل پیش کر دوں گا تو اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ کہنے لگے: اے ابوطالب! کیا عبدالمطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے۔ یہ دونوں مسلسل ابوطالب سے یہی کہتے رہے۔ آخری کلمہ جو ان کی زبان سے جاری ہوا وہ یہ تھا: میں عبدالمطلب کے دین پر قائم ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ان کے لئے اس وقت تک مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا تو اس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: ''نبی کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ دوزخی ہیں۔'' اس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: ''بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت یافتہ نہیں بنا سکتے۔''

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 2035، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 982، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 131، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 4675، معجم امیر: رقم الحدیث: 820)

440- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهٗ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بروز حشر انہیں میری شفاعت نفع پہنچائے گی انہیں ٹخنوں تک دوزخ میں رکھا جائے گا آگ ان کے ٹخنوں تک رہے گی جس سے ان کا دماغ ابل رہا ہوگا۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: ج:3، ص:440، مستدرک: رقم الحدیث: 8735، شرح السنۃ: ج:1، ص:1073، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 310، مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 1360)

441- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَّالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا وَقَالَ تَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ

ابن حازم اور دراوردی نے یزید کے طریق سے اسی طرح حدیث بیان کی اور کہا: اس سے ان کا بھیجہ کھول رہا ہوگا۔

(مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 42)

شرح: حضرت ابوطالب:

حضرت ابوطالب ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنی ہاشم کے چند لوگ بھیجتے تھے جو آپ کی حفاظت کرتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: آیت: واللہ یعصمك من الناس. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے چچا! اللہ نے مجھے جن وانس کی اذیت سے محفوظ فرمایا ہے، مجھے ان حفاظت کرنے والوں کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر قرطبی جلد 1 صفحہ 731)

حضور ابھی کمسن ہی تھے کہ تمام علاقہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ حضرت ابوطالب بارش کی دعا کرنے کے لیے حرم میں آئے اور حضور اقدس کو بھی ہمراہ لائے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور دعا مانگی اس وقت آسمان پر بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔ دعا مانگنے کی دیر تھی

فاقبل السحاب من ههنا وههنا واغدق واغدق وانفجر له الوادی وفی ذالك قال ابوطالب

فوابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

یعنی اسی وقت بادل ادھر ادھر سے ہجوم کر آئے، خوب موسلا دھار بارش برسی۔ یہاں تک کہ وادیاں بہنے لگیں اور اس وقت ابوطالب نے یہ شعر کہا کہ وہ سفید من موہنی رنگت والا جس کے روئے تاباں کے صدقے بادل کی التجا کی جاتی ہے وہ یتیموں کا آسرا اور بیوہ عورتوں کی ناموس کا محافظ ہے لا شرقیه ولا غربیة فرما کر یہ بتا دیا کہ نبوت مصطفوی کا فیض عام ہے جس طرح زمانہ کی پابندی نہیں اسی طرح مکان کی قید بھی نہیں۔ اہل مشرق ومغرب سب کے لیے در رحمت کھلا ہے اور دامن لطف وکرم کشادہ ہے۔ (تفسیر ضیائ القرآن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 2826)

جب حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) مشرف باسلام ہوئے تو کفار کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی، ان کی پریشانی اور اضطراب کی حد نہ رہی۔ ولید بن مغیرہ نے سرداران قریش کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ پچیس کے قریب اکابر قوم اکٹھے ہوئے اور حالات کی سنگینی پر تبادلہ خیال کرنے لگے۔ ولید عمر میں سب سے بڑا تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ چلو ابوطالب کے پاس چلیں اور اسے کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو سمجھائے کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ چنانچہ سب اکابر حضرت ابوطالب کے پاس جمع ہوئے اور اپنی آمد کی غرض وغایت بیان کی۔ انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بلا بھیجا اور انہیں سمجھایا کہ ان کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں رحمت عالم نے ارشاد فرمایا: یا عم افلا ادعوهم الی ماهو خیر لهم۔ اے چچا کیا میں اپنی قوم کو اس بات کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی خیر وفلاح ہے۔ ابوطالب نے پوچھا وہ کونسی دعوت ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں انہیں ایک کلمہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر یہ اس کو قبول کرلیں تو عرب وعجم میں ان کی فرمانروائی ہوگی۔ قال ابوجهل ماهی وابیك لنعطیکها وعشر امثالها۔ ابوجہل نے کہا کہ تیرے باپ کی قسم۔ وہ کون سا ایسا کلمہ ہے، ہم صرف ایک کلمہ نہیں بلکہ اس طرح کے دس کلمے بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ قال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تقولون لا اله الا الله. فقاموا من عنده غضابا.

(ابن کثیر) حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم صرف یہ مان لو لا الہ الا اللہ۔ یہ سنتے ہی بڑے غضبناک ہو کر وہ وہاں سے اٹھ

کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اجعل الا لهة الاية :ان کے نزدیک یہ بات ناممکن تھی کہ ایک خدا کائنات کی بے شمار چیزوں کے بے شمار احوال اور ضروریات کے لئے کافی ہے۔اس لئے انہوں نے بہت سے خدا بنا لیے تھے اور ہر ایک کو زندگی کا ایک ایک شعبہ تفویض کر دیا تھا۔(تفسیر ضیاءُ القرآن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 3975)

ایمان ابوطالب

علامہ پیر کرم شاہ صاحب الازہری لکھتے ہیں:

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اس بات پر از حد حریص تھے کہ سب لوگ اسلام کے اس چشمہ فیض سے سیراب ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سارے بندے اس کی بارگاہ میں سرنیاز جھکائیں اور اپنے اہل شہر، اپنے قبیلے، اپنے رشتہ داروں کے متعلق حضور کریم کی انتہائی دلی آرزو ہوگی کہ ان میں سے کوئی بھی نعمت ایمان سے محروم نہ رہے۔اللہ اپنے محبوب کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے حبیب! ہدایت بخشنا تیرا کام نہیں کہ جس کو تو چاہے ہماری مرضی نہ ہو تو بھی اس کو ہدایت دے دے کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ کون اس قابل ہے کہ اس کے دل میں ایمان کی شمع فروزاں کی جائے۔کس میں اس نعمت جلیلہ کو قبول کرنے کی استعداد ہے۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا ابوطالب کا آخری وقت آپہنچا تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جا کر کہا چچا تم صرف اتنا کہہ دو کہ

لا الہ الا اللہ

تا کہ میں اپنے رب سے تیری شفاعت کرسکوں۔لیکن انہوں نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) سے یہ بات بھی مروی ہے کہ آخری وقت میں حضرت ابوطالب کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے کان لگا کر سنا۔حضور (علیہ السلام) نے جب پوچھا کہ کیا کہہ رہے تھے تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ وہی کہہ رہے تھے جس کا آپ نے ان سے مطالبہ فرمایا۔(سیرت ابن ہشام)

لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایتیں اس روایت سے زیادہ قابل اعتبار ہوں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ معاوضہ ہماری طرف سے نہیں دیا جانا چاہیے کہ ہم منبروں پر کھڑے ہو کر اپنا سارا زور بیان ان کو کافر ثابت کرنے اور ان کو کافر کہنے اور کہتے چلے جانے پر ہی صرف کرتے رہیں۔اس سے بڑھ کر ناشکری اور احسان فراموشی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

مسئلہ اسلامه خلافية ...... ثم انه على القول بعدم اسلامه لا ينبغي سبه والتكلم فيه بفضول الكلام فان ذلك مما يأذى به العلويون بل لا يبعد ان يكون مما يتأذى به النبي عليه الصلوة والسلام الذى نطقت الايه بناء على هذا الروايات بحبه اياه الاحتياط لا يخفى على ذى فهم.

ع لا جل عين الف عين تكرم

ترجمہ:۔" حضرت ابوطالب" کے ایمان کا مسئلہ ہے اور جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں بھی یہ مناسب نہیں

کہ اپنی زبان پر کوئی ناروا جملہ لے کر آئیں۔ کیونکہ اس سے حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو اذیت پہنچتی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حضور سرورِ عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا دل مبارک بھی رنجیدہ ہوتا ہو۔ ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ ایسے نازل مقامات پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت کا موقف:

ایمانِ ابی طالب کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا مؤقف یہ ہے کہ آپ کو اسلام کی دولت اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی وجہ سے نصیب نہ ہوئی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سیّد المرسلین سیّد الاولین والاخرین سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آل وسلم الیٰ یوم القرار کی حفظ وحمایت وکفایت ونصرت میں مصروف رہے۔ اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا، اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمنِ جاں ہوگیا تھا، اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں قریبیوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غمگساری وجاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، ان پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنوہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤ گے، نعت شریف میں قصائد ان سے منقول، اور اُن میں براہ فراست وہ امور ذکر کیے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے۔ بعد بعثت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہ احادیث ومراجعتِ کُتب سیر سے ظاہر، ایک شعر ان کے قصیدے کا صحیح بخاری شریف میں بھی مروی:

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ ثمال الیتامٰی عصمۃ للارامل۔

(وہ گورے رنگ والے جن کے رُوئے روشن کے توسّل سے مینہ برستا ہے، یتیموں کے جائے پناہ بیواؤں کے نگہبان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ (صحیح البخاری ابواب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۷)

محمد بن اسحٰق تابعی صاحبِ سیر ومغازی نے یہ قصیدہ بتمامہا نقل کیا جس میں ایک سو ۱۱۰ دس بیتیں مدحِ جلیل ونعتِ منیع پر مشتمل ہیں۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ، شرح صراطِ مستقیم میں اس قیصدہ کی نسبت فرماتے ہیں: دلالت صریح دارو برکمال محبت ونہایت نبوت او، انتہی۔ یہ قصیدہ ابوطالب کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت اور آپ کی نبوت کی انتہائی معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ (شرح سفر السعادۃ فصل دربیان عیادت بیماراں مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ص ۲۴۹)

مگر مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال واقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیّدنا عباس بلکہ ظاہراً سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاعمام حضور افضل الانام علیہ وعلیٰ آلہ وافضل الصلوٰۃ والسلام کہلائے جاتے۔ تقدیر الٰہی نے بربنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انہیں گروہِ مسلمین وغلامانِ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا" فاعتبروا یا اولی الابصار " تو عبرت لو اے نگاہ والو!

(فتاویٰ رضویہ، از امام اہل سنت الشاہ احمد رضا البریلوی علیہ الرحمۃ القوی، جلد 29، ص 657، رضا فائونڈیشن لاہور)

میں ابوالاحمد غفرلہ کہتا ہوں کہ اس میں اختلاف انہی علماء کا حق ہے جو اعلیٰ حضرت جیسی عظیم ہستیاں ہیں ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔

بَابُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى)

باب: معراج کی حدیث

اور رب تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ خاص کو رات کے تھوڑے حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا

442- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جس وقت قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا میں قریش کو اس کی نشانیاں بتانے لگ گیا اور میں بیت المقدس دیکھ رہا تھا۔ (مسند ابی یعلیٰ: رقم الحدیث: 2090، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 55، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 170، مشکل الآثار: رقم الحدیث: 4853، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3144)

شرح

سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔ (پ15، بنی اسرائیل:1)

مفسّرِ شہیر، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے۔ شانِ نزول: جب سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم شبِ معراج درجاتِ عالیہ ومراتبِ رفیعہ پر فائز ہوئے تو ربّ عزَّ وجَلَّ نے خطاب فرمایا: اے محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)! یہ فضیلت و شرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا۔ حضور نے عرض کیا: اس لئے کہ تو نے مجھے عبدیت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا۔ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عزت وفخر کی بات ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر آسمان میں زینہ لگایا گیا، جس پر چڑھتے تو بلند ہوتے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے معظّم، معزّز، محترم، مکرّم اور مقدّم ہو گئے۔ حضرت سیّدنا جبریل امین علیہ السلام آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، انہوں نے لحہ بھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کی خاطر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، پوچھا گیا: اے جبریل امین (علیہ السلام)! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشادفرمایا: یہ حضرت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر عرض کی گئی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا ہے؟ ارشادفرمایا: جی ہاں۔ تو سارے فرشتے کہنے لگے: خوش آمدید! آنے والی ہستی کتنی مبارک ہے! پھر تمام ملائکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو احتراماً سلام پیش کیا، ان سب نے بھی مرحبا کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سحابِ جود وسخا سے برکتیں لوٹنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ مقامات کی حدود وقیود سے بھی گزر گئے، نہ تو کسی جگہ قیام کیا اور نہ ہی پڑاؤ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلموں کے لکھنے کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح کی آواز سماعت فرمائی، جنت ودوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور اللہ عزوجل نے نیکوکاروں اور بدکاروں کے لئے جو جزاوسزا تیار کر رکھی ہے اس کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کی برکت سے جہنم کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی، خازنِ جنت رضوان علیہ السلام نے جنت کے محلّات اور بالاخانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے معطّر کر لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیتُ المعمور کی طرف بلند ہوئے، ضیاء ونور کو ملاحظہ فرمایا اور یہ بھی دیکھا کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں (جو ایک بار داخل ہوجائے) دوبارہ اُس دن تک اس کی باری نہیں آئے گی۔ (حکایتیں اور نصیحتیں صفحہ 252)

بَابُ الْمِعْرَاجِ

باب: معراج کا بیان

443- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي مَا يَعْنِي بِهِ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ

فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ قَالَ هٰذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ اَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلَى إِدْرِيسَ قَالَ هٰذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ قَالَ هٰذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسٰى قَالَ هٰذَا مُوسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى قِيلَ لَهٗ مَا يُبْكِيكَ قَالَ اَبْكِي لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هٰذَا اَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ إِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهٖ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَإِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّإِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَّإِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ اَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قَالَ أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَّإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ

وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَ أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں شب معراج کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا بعض دفعہ قتادہ نے حطیم کے بجائے حجر بیان کیا کہ میرے پاس ایک آنے والے آئے اور میرا سینہ چاک کیا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کہ یہاں سے یہاں تک۔ میں نے جارود سے سنا جو میرے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس لفظ سے کیا مراد تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ حلق سے ناف تک چاک کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے کے اوپر سے ناف تک چاک کیا پھر میرے دل کو نکالا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرپور تھا اس سے میرا دل دھویا گیا اور پہلے کی مانند رکھ دیا گیا اس کے بعد ایک جانور کو لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید۔ جارود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ابوحمزہ کیا وہ براق تھا۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ اس کا ہر قدم اس کے منتہائے نظر پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چل دیئے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا پوچھا گیا: کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلانے کے لئے آپ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا: ان کو خوش آمدید ہو۔ کیا ہی مبارک آنے والے ہیں وہ۔ اور دروازہ کھول دیا جب میں اندر گیا تو وہاں پر میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے جواب دے کر فرمایا: خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک نبی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں پر دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی کون ہیں؟ بتایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا: آپ کی معیت اور بھی بزرگ ہیں۔ کہا: ہاں سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دریافت کیا گیا: کیا آپ علیہ السلام کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر گیا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ جلوہ فگن تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی جانب لے کر چڑھے اور انہوں نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا: کون ہیں۔ کہا: جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا: اور بھی کوئی آپ علیہ السلام کی معیت ہیں؟ فرمایا: ہاں سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ دریافت کیا گیا: کیا ان کو لانے کے لئے آپ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ فرمایا: ہاں۔ اس پر آواز آئی ان کو خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ چنانچہ دروازہ کھل گیا۔ اور جس وقت میں اندر داخل ہوا تو وہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فگن تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے تو میں نے سلام فرمایا۔ تو انہوں نے جواب دے کر فرمایا: خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسمان پر پہنچ گئے انہوں نے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون ہیں؟ فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا: اور آپ علیہ السلام کی معیت کون ہیں؟ فرمایا کہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ دریافت کیا گیا: کیا ان کو بلانے کے لئے آپ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ تو دروازہ کھل گیا جس وقت وہاں پر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے چنانچہ میں نے ان کو سلام فرمایا۔ اور انہوں نے جواب دے کر فرمایا: خوش آمدید صالح بھائی اور صالح نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا: کون ہیں۔ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ پوچھا گیا: آپ علیہ السلام کی معیت کون ہیں۔ فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ دریافت کیا گیا: ان کو بلانے کے واسطے آپ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ فرمایا: ہاں تو آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ جس وقت میں حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے چنانچہ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی۔ یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور چھٹے آسمان پر پہنچ گئے اور دروازہ کھلوایا دریافت کیا گیا: کون ہیں؟ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا: آپ علیہ السلام کے ساتھ کوئی اور بھی ہیں؟ فرمایا: سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ دریافت کیا گیا: کیا ان کو بلانے کے واسطے آپ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ فرمایا: ہاں تو انہوں نے کہا: ان کو خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی۔ جس وقت میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگ گئے۔ کسی نے دریافت کیا: آپ علیہ السلام رونے کیوں لگ گئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان کو نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے بڑھ کر ہوں گے اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ کھلوایا دریافت کیا گیا: کون ہیں؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا: اور بھی کوئی ہے آپ علیہ السلام کی معیت؟ فرمایا کہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلانے کے لئے آپ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ فرمایا: ہاں۔ کہا کہ ان کو خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جس وقت اندر گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جلوہ فگن تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام

نے فرمایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سلام فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ علیہ السلام کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: خوش آمدید صالح نبی اور صالح بیٹے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اس کے پھل ہجر کے مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں پر میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری میں نے دریافت کیا: اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ہیں؟ فرمایا: جو دو باطنی نہریں ہیں وہ جنت سے وابستہ ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں پھر میرے سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شہد لایا گیا تو میں نے دودھ کا گلاس لے لیا اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہی فطرت ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے پھر مجھ پر ہر روز پچاس وقت کی نمازیں فرض فرمائی گئیں اس کے بعد میں واپس لوٹ آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب پہنچا انہوں نے دریافت فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کا حکم فرمایا گیا ہے۔ فرمایا: ہر روز پچاس نمازوں کا حکم فرمایا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر روز پچاس اوقات کی نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتی اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل لوگوں کو آزما چکا ہوں اور اس سلسلہ میں بنی اسرائیل پر بہت سختی کر چکا ہوں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کی طرف واپس تشریف لے جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال فرمایئے۔ چنانچہ میں واپس گیا تو مجھ سے دس معاف فرما دیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے وہی بات فرمائی۔ پھر میں واپس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا تو دس معاف فرما دیں اس کے بعد میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے وہی بات فرمائی۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں واپس گیا تو دس معاف فرما دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے وہی بات کہی۔ میں رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں گیا تو مجھے ہر روز دس نمازوں کا حکم فرمایا گیا اس کے بعد میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے وہی بات دوبارہ کہی چنانچہ میں دوبارہ رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں لوٹ کر حاضر ہوا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ارشاد فرمایا گیا۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس بات کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا: ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر روز پانچ نمازوں کی استطاعت نہیں رکھتی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل لوگوں کو آزما چکا ہوں اس معاملہ میں بنی اسرائیل پر مجھے کافی سختی کرنی پڑ گئی اس وجہ سے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں لوٹ جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اس قدر سوال کئے کہ مجھے حیا آئی میں اس پر راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی میں نے اپنا فرض نافذ کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔ (مرجع السابق باب ذکر الملائکۃ)

تعارف راوی

مالک بن صعصعہ: آپ انصاری مازنی ہیں، بصرہ میں رہے احادیث کم روایت کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف المیم، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی

علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

444- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ (وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ) قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رب تعالیٰ کے فرمان اقدس: ''اور ہم نے شب معراج میں جو جلوہ دکھایا اسے لوگوں کے لئے آزمائش کر دی'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہے جسے اس رات دکھایا گیا تھا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس تک تشریف لے گئے تھے کہا: قرآن مجید میں شجرہ ملعونہ سے مراد تھوہڑ کا درخت ہے۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 148، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1141، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3059، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 56، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 6239)

معراج شریف

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس وگمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام اسراء بھی ہے۔ اسراء کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا چونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱)

کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اس لیے معراج کا نام اسراء پڑ گیا اور چونکہ حدیثوں میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عُرِجَ بِیْ (مجھ کو اوپر چڑھایا گیا) کا لفظ ارشاد فرمایا اس لیے اس واقعہ کا نام معراج پڑا۔

احادیث وسیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے ۴۵ صحابیوں کو نام بنام گنایا ہے جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے جیسا کہ ہم اپنی کتاب نورانی تقریریں میں اس کا کسی قدر مفصل تذکرہ تحریر کر چکے ہیں۔ (المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، المقصد الخامس فی تخصیصہ... الخ، ج ۸، ص ۲۵۔۲۷)

معراج کب ہوئی؟

معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں۔ لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دینوری (المتوفی ۲۶۷ھ) اور ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ھ) اور امام رافعی وامام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا۔ اور محدث عبدالغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دی۔ ہے اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مؤرخین کی

رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ قوی روایت ہے۔
(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب وقت الاسراء، ج ۲ ص ۷۰، ۷۱ ملتقطاً) (زرقانی جلد ۱ ص ۳۵۵ تا ص ۳۵۸)

معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی

جمہور علماءِ ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء محدثین نیز صوفیہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ علامہ حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (استاد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تحریر فرمایا کہ

وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ كَانَ فِي الْيَقْظَةِ بِجَسَدِهٖ مَعَ رُوْحِهٖ وَعَلَيْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ بِالرُّوْحِ فَقَطْ اَوْ فِي النَّوْمِ فَقَطْ فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ فَاسِقٌ (التفسیرات الاحمدیۃ، سورۃ بنی اسرائیل، ص ۵۰۵)

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ معراج فقط روحانی ہوئی یا معراج فقط خواب میں ہوئی وہ شخص بدعتی و گمراہ اور گمراہ کن و فاسق ہے۔

دیدارِ الٰہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (پ ۲۷، النجم: ۱۱)

کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہ دیکھا کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل واما رؤیتہ لربہ، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۷ ملخصاً)

چنانچہ عبداللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (پ ۲۷، النجم: ۱۱)

کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رَأَیْتُ رَبِّیْ یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبدالرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جی ہاں!

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل واما رؤیتہ لربہ، ج۱ ص۱۹۶، ۱۹۷) (شفاء جلد ۱ ص ۱۱۹ تا ص ۱۲۰)

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ

حَتّٰی جَآءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی۔

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قولہ تعالیٰ: وکلم اللہ موسیٰ... الخ، الحدیث: ۷۵۱۷، ج ۴، ص ۵۸۰، ۵۸۱)

(بخاری جلد ۲ ص ۱۱۲۰ باب قول اللہ: وکلم اللہ۔ الخ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لائے اور عزت والا جبار (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔ بہرحال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

اس معاملہ میں رویت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت وشان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ۔۔۔۔۔ کے ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا۔ مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق ومحبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہو سکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق ومحبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے۔ لہٰذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا رہے گا کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)

مختصر تذکرۂ معراج

معراج کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے

اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلبِ انور کو نکال کر آبِ زمزم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا۔ پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے۔ براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔

(تفسیر روح البیان، پ ۱۵، الاسرائی تحت الآیۃ: ۱، ج ۵ ص ۱۰۶۔ ۱۱۲ ملتقطاً)

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ بوقتِ ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید! اے پیغمبر صالح کہہ کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت پر جب انوار الٰہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔ پھر حضرت حق جل جلالہ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (پ ۲۷، النجم: ۱۰)

کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرما دیا ہے۔

(مدارج النبوت، قسم اول، باب پنجم، ج ۱، ص ۱۶۲۔ ۱۶۴ ملتقطاً و المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، المقصد الخامس فی تخصیصہ ... الخ، ج ۸، ص ۳۰۔ ۳۷)

بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

(۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔

(۲) یہ خوشخبری کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔

(۳) امت پر پچاس وقت کی نماز۔

جب آپ ﷺ ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا لہٰذا آپ واپس جایئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا۔ اے محبوب! آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی۔ نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ ﷺ عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الٰہیہ کا معاینہ و مشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا۔ ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ ﷺ مسجد حرام میں پہنچ کر چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش کو سخت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کیے چونکہ اکثر رؤسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور ﷺ کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا۔ چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ، کتاب الانبیاء، کتاب التوحید، باب المعراج وغیرہ مسلم باب المعراج وشفاء جلد ۱ ص ۱۸۵ و تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ ص ۴ تا ص ۱۰ وغیرہ کا خلاصہ)

سفر معراج کی سواریاں

امام علائی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ معراج میں حضور ﷺ نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیڑھیوں پر، آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبریل علیہ السلام کے بازو پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک رفرف پر۔ (تفسیر روح المعانی، پ ۱۵، الاسرائ، تحت الآیۃ: ۱، ج ۱۵، ص ۱۴)

سفر معراج کی منزلیں

بیت المقدس سے مقام قاب قوسین تک پہنچنے میں آپ نے دس منزلوں پر قیام فرمایا اور ہر منزل پر کچھ گفتگو ہوئی اور بہت سی خداوندی نشانیوں کو ملاحظہ فرمایا۔

(۱) آسمان اول (۲) دوسرا آسمان (۳) تیسرا آسمان (۴) چوتھا آسمان (۵) پانچواں آسمان (۶) چھٹا آسمان (۷) ساتواں

آسمان (۸) سدرۃ المنتہیٰ (۹) مقام مستویٰ جہاں آپ نے قلم قدرت کے چلنے کی آوازیں سنیں (۱۰) عرش اعظم۔

(تفسیر روح المعانی، پ ۱۵، الاسرائ تحت الآیۃ: ۱، ج ۱۵ ص ۱۵ ملخصاً)

بادل کٹ گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب میں نہایت ہی سخت قسم کا قحط پڑا ہوا تھا اس وقت جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ کے لیے منبر پر چڑھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر فریاد کی کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) بارش نہ ہونے سے جانور ہلاک اور بال بچے بھوک سے تباہ ہو رہے ہیں لہٰذا آپ دعا فرمائیے۔ اس وقت آسمان میں کہیں بدلی کا نام و نشان نہیں تھا مگر جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا ہر طرف سے پہاڑوں کی طرح بادل آکر چھا گئے اور ابھی آپ منبر پر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ کی نورانی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ کے لیے منبر پر رونق افروز ہوئے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی غرق ہو گئے لہٰذا دعا فرمائیے کہ بارش بند ہو جائے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر اپنا مقدس ہاتھ اٹھا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ "اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا" اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر نہ بارش ہو۔ پھر آپ نے بدلی کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا تو مدینہ کے اردگرد سے بادل کٹ کر چھٹ گیا اور مدینہ اور اس کے اطراف میں بارش بند ہو گئی۔ (صحیح البخاری، کتاب الاستسقا، باب من تمطر فی المطر ... الخ، الحدیث: ۱۰۳۳، ج ۱ ص ۳۵۳)

ایک ضروری تبصرہ

یہ چند آسمانی معجزات جو مذکور ہوئے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے آسمانی کائنات میں بھی تصرفات فرماتے ہیں اور آپ کی خداداد سلطنت کی حکمرانی زمین ہی تک محدود نہیں بلکہ آسمانی مخلوقات میں بھی آپ کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوا کرتے ہیں اور میرے دونوں آسمانی وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور میرے زمین کے دونوں وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما، الحدیث: ۳۷۰۰، ج ۵، ص ۳۸۲)

ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے وزیر اس کی سلطنت کی حدود ہی میں رہا کرتے ہیں۔ اگر آسمانوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سلطنت خداداد نہ ہوتی تو حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام آپ کے دو وزیروں کی حیثیت سے بھلا آسمانوں میں کس طرح مقیم رہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بادشاہی بہ عطاءِ الٰہی زمین و آسمان کی تمام مخلوقات پر ہے۔ ؎

صاحب رجعت شمس و شق القمر — نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

بَابُ وُفُوْدِ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

باب: انصار کے وفود کا مکہ معظمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہونا۔ اور بیعت عقبہ کا بیان

445- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهٖ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک کا بیان ہے کہ عبداللہ بن کعب جو کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو راستہ دکھایا کرتے تھے جس وقت وہ نابینا ہو گئے تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کا مفصل واقعہ بیان فرماتے تھے۔ ابن بکیر نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ میں لیلۃ العقبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا جس وقت میں نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد کیا تھا اور مجھے یہ ناپسند ہے کہ میرے پاس لیلۃ العقبہ کے بجائے غزوہ بدر میں شرکت کی ہوتی اگرچہ لوگوں میں غزوہ بدر کی شہرت لیلۃ العقبہ سے زیادہ ہے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 122، الجمع بین الصحیحین: جز: 1، ص: 271، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 91، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4963، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3676)

446- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ شَهِدَ بِيْ خَالَايَ الْعَقَبَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مجھے میرے دو ماموں بھی بیعت العقبہ میں لے کر گئے تھے ابوعبداللہ نے کہا کہ ابن عیینہ کا بیان ہے کہ ان دو میں سے ایک براء بن معرور تھے۔ (الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1595)

447- حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ اَنَا وَاَبِيْ وَخَالِيْ مِنْ اَصْحَابِ الْعَقَبَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور میرے والد محترم اور میرے ماموں اصحاب العقبہ میں سے ہیں۔

(مرجع السابق)

448- حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَصْحَابِهٖ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا

تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهُ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ وَاِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهُ عَلٰى ذٰلِكَ

ابوادریس عائذ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی کہ آؤ مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا بھی نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو بھی قتل نہیں کرو گے، اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہیں لگاؤ گے اور میری اچھی باتوں میں نافرمانی نہیں کرو گے سو جو آدمی اپنے اس عہد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور جس آدمی نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہنے دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے چاہے تو اس کو سزا میں مبتلا کرے اور چاہے تو اس کو معاف کر دے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان امور پر بیعت کی۔ (سنن الترمذی: رقم الحدیث: 1439، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1709، مسند احمد: رقم الحدیث: 22678، سنن دارمی: رقم الحدیث: 2453، سنن النسائی: رقم الحدیث: 4172)

449- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اِنِّيْ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ان نقیبوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور فرمایا کہ ہم نے جنت کے بدلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ ہی زنا کریں گے اور نہ ہی چوری کریں گے اور نہ اس کو قتل کریں گے جس کی اللہ تعالیٰ نے حرمت قرار دی ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی لوٹ مار کریں گے نہ ہی اس کی نافرمانی کریں گے اس کی جزا جنت ہے اگر ہم نے ان امور کو سرانجام دے لیا تو۔ اگر ہم نے ان میں سے کسی چیز کے مرتکب ہو گئے تو اس کا فیصلہ رب تعالیٰ پر ہے۔ (مرجع السابق)

تعارف راوی

عُبادہ بن صامت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے انصاری سالمی ہیں، نقیب انصار تھے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے، پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ یا بیت المقدس میں وفات پائی، بہتر سال عمر پائی ۳۴ھ چونتیس میں وفات ہوئی، مشہور صحابی ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰۃ، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

شرح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ میں عقبہ (گھاٹی) کے پاس جہاں آج مسجد العقبہ ہے تشریف فرما تھے کہ قبیلۂ خزرج کے چھ آدمی آپ کے پاس آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے ان کا نام ونسب پوچھا۔ پھر قرآن کی چند آیتیں سنا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جس سے یہ لوگ بے حد متاثر ہوگئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر واپسی میں یہ کہنے لگے کہ یہودی جس نبی آخر الزمان کی خوشخبری دیتے رہے ہیں یقیناوہ نبی یہی ہیں۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کرلیں۔ یہ کہہ کر سب ایک ساتھ مسلمان ہوگئے اور مدینہ جاکر اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ ان چھ خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں۔

(1) حضرت عقبہ بن عامر بن نابی۔

(2) حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ

(3) حضرت عوف بن حارث

(4) حضرت رافع بن مالک

(5) حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ

(6) حضرت جابر بن عبداللہ بن ریاب۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(مدارج النبوت، قسم دوم، باب سوم، ج ۲، ص ۵۱۔ ۵۲ والمواہب اللدنیۃ، ہجرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ج ۱، ص ۱۴۱)

بیعت عقبہ اولیٰ

دوسرے سال سن 12 نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے بارہ اشخاص منیٰ کی اسی گھاٹی میں چھپ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت ہوئے۔ تاریخ اسلام میں اس بیعت کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے۔

ساتھ ہی ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست بھی کی کہ احکام اسلام کی تعلیم کے لئے کوئی معلم بھی ان لوگوں کے ساتھ کردیا جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ وہ مدینہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے اور انصار کے ایک ایک گھر میں جاجا کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور روزانہ ایک دو نئے آدمی آغوش اسلام میں آنے لگے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مدینہ سے قباء تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

قبیلۂ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بہادر اور بااثر شخص تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے پہلے تو اسلام سے نفرت و بیزاری ظاہر کی مگر جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو قرآنِ مجید پڑھ کر سنایا تو ایک دم اُن کا دل پسیج گیا اور اس قدر متاثر ہوئے کہ سعادتِ

ایمان سے سرفراز ہو گئے۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی ان کا قبیلہ اوس بھی دامنِ اسلام میں آ گیا۔

اسی سال بقول مشہور ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری معراجِ جسمانی ہوئی۔ اور اِسی سفرِ معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں جس کا تفصیلی بیان ان شاء اللہ تعالیٰ معجزات کے باب میں آئے گا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعب بن عمیر، ص ۱۷۱۔ ۱۷۴)

بیعت عقبہ ثانیہ

اس کے ایک سال بعد سن 13 نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً بہتر اشخاص نے منیٰ کی اسی گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر دیں گے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے مدینہ والوں سے کہا کہ دیکھو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان بنی ہاشم میں ہر طرح محترم اور باعزت ہیں۔ ہم لوگوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے۔ اب تم لوگ ان کو اپنے وطن میں لے جانے کے خواہشمند ہو تو سن لو! اگر مرتے دم تک تم لوگ ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ہے ورنہ ابھی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہ سن کر حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طیش میں آ کر کہنے لگے کہ ہم لوگ تلواروں کی گود میں پلے ہیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کاٹتے ہوئے یہ کہا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے مسلمان ہو جانے کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہم لوگوں کو چھوڑ کر اپنے وطن مکہ چلے جائیں۔ یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ تم لوگ اطمینان رکھو کہ تمہارا خون میرا خون ہے اور یقین کرو میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔ تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، العقبۃ الاولیٰ ومصعب بن عمیر، ص ۱۷۵، ۱۷۶ وشرح الزرقانی علی المواھب، ذکر عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ ...الخ، ج ۲، ص ۸۵۔ ۸۸ ملتقطاً) (زرقانی علی المواہب ج 1 ص 317 وسیرت ابن ہشام ج 4 ص 441 تا 442)

جب انصار یہ بیعت کر رہے تھے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا حضرت عباس بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے؟ کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ یہ عرب و عجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ انصار نے طیش میں آ کر نہایت ہی پر جوش لہجے میں کہا کہ ہاں! ہاں! ہم لوگ اسی پر بیعت کر رہے ہیں۔ بیعت ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا۔ ان میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اشخاص قبیلۂ اوس کے تھے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ

(۲) حضرت سعد بن ربیع

(۳) حضرت عبداللہ بن رواحہ

(۴) حضرت رافع بن مالک

(۵) حضرت براء بن معرور

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرو

(۷) حضرت سعد بن عبادہ

(۸) حضرت منذر بن عمر

(۹) حضرت عبادہ بن ثابت۔ یہ نو آدمی قبیلہ خزرج کے ہیں۔

(۱۰) حضرت اُسید بن حضیر

(۱۱) حضرت سعد بن خیثمہ

(۱۲) حضرت ابوالہیثم بن تیہان۔

یہ تین شخص قبیلہ اوس کے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اسماء النقباء الاثنی عشر...الخ، ص ۱۷۷، ۱۷۸ و شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر عرض المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نفسہ...الخ، ج ۲، ص ۸۰، ۸۷) (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۳۱۷)

اس کے بعد یہ تمام حضرات اپنے اپنے ڈیروں پر چلے گئے۔ صبح کے وقت جب قریش کو اس کی اطلاع پہنچی تو وہ آگ بگولا ہو گئے اور ان لوگوں نے ڈانٹ کر مدینہ والوں سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کی ہے؟ انصار کے کچھ ساتھیوں نے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ یہ سن کر قریش واپس چلے گئے مگر جب تفتیش و تحقیقات کے بعد کچھ انصار کی بیعت کا حال معلوم ہوا تو قریش غیظ وغضب میں آپے سے باہر ہو گئے اور بیعت کرنے والوں کی گرفتاری کے لئے تعاقب کیا مگر قریش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو نہیں پکڑ سکے۔ قریش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ مکہ لائے اور ان کو قید کر دیا مگر جب جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب بن امیہ کو پتہ چلا تو ان دونوں نے قریش کو سمجھایا کہ خدا کے لئے سعد بن عبادہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فوراً چھوڑ دو ورنہ تمہاری ملک شام کی تجارت خطرہ میں پڑ جائے گی۔ یہ سن کر قریش نے حضرت سعد بن عبادہ کو قید سے رہا کر دیا اور وہ بخیریت مدینہ پہنچ گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اسماء النقباء الاثنی عشر...الخ، ص ۱۷۸۔۱۷۹) (سیرت ابن ہشام ج4 ص 449 تا 450) (سیرت مصطفیٰ صفحہ نمبر 155)

بَاب تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُومِهَا الْمَدِينَةَ وَبِنَائِهِ بِهَا

باب: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمانا اور ان کا مدینہ منورہ جلوہ گر ہونا اور ان کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا شب زفاف فرمانا

450-حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِيْ فَوَفٰى جُمَيْمَةً فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ اُمُّ رُوْمَانَ وَاِنِّيْ لَفِيْ اُرْجُوْحَةٍ وَّمَعِيْ صَوَاحِبُ لِيْ فَصَرَخَتْ بِيْ فَاَتَيْتُهَا لَا اَدْرِيْ مَا تُرِيْدُ بِيْ فَاَخَذَتْ بِيَدِيْ حَتّٰى اَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ وَاِنِّيْ لَاُنْهِجُ حَتّٰى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِيْ ثُمَّ اَخَذَتْ شَيْئًا مِّنْ مَّاءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْهِيْ وَرَاْسِيْ ثُمَّ اَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ فَاَسْلَمَتْنِيْ اِلَيْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَاْنِيْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَاَسْلَمَتْنِيْ اِلَيْهِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا نکاح اس وقت ہوا جب میری عمر چھ سال کی تھی۔ پھر ہم مدینہ منورہ آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں ٹھہرے یہاں آتے ہی مجھے بخار ہو گیا اور اس کی بناء پر میرے بال گرنے لگ گئے اس کے بعد کندھوں تک اچھے خاصے بال ہو گئے پھر ایک روز میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں میں اس دوران کچھ سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی مجھے انہوں نے بلایا تو میں وہاں گئی مجھے کچھ بھی پتہ نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا ارادہ کیا ہے آخر کار انہوں نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھول رہا تھا کچھ دیر بعد جس وقت مجھے راحت ہوئی تو انہوں نے ذرا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر لگایا پھر مجھے گھر کے اندر لے کر گئے وہاں پر انصار کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا گو ہوئیں کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو مجھے میری ماں نے ان کے سپرد کر دیا اور انہوں نے مجھے سجایا پھر دن چڑھے اچانک میرے پاس جلوہ فگن ہوئے اور انہوں نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا اس وقت میری عمر 9 سال کی تھی۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1866، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13621، شرح مشکل الآثار: رقم الحدیث: 1129)

451- حَدَّثَنَا مُعَلًّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اَرٰى اَنَّكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ وَّيَقُوْلُ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُ عَنْهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے یہ دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں ان کا گھونگھٹ کھولیے میں نے گھونگھٹ کھول کر جونہی دیکھا تو وہ تم ہی تھیں میں نے یہ سوچا کہ اگر یہ خواب رب تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ خود ہی اس کو پورا فرما دے گا۔

(جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 3229، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 13270، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 4468، مسند ابی عوانہ۔ رقم الحدیث: 4276، مسند احمد: 23823)

452- حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ

قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ

ہشام اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدینہ منورہ جانے سے تین سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو سال یا اس کے آس پاس کہیں ٹھہرے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اس وقت ان کی عمر مبارکہ چھ سال کی تھی پھر رخصتی ہونے کے وقت ان کی عمر 9 نو سال کی تھی۔

(الجمع بین الصحیحین: ج:4،ص:81،مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3896)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر اور دختر نیک اختر ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام اُمِ رُومان ہے یہ چھ برس کی تھیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلانِ نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا اور شوال ۲ ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہو گئیں اور نو برس تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت سے سرفراز رہیں۔ ازواجِ مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی الٰہی اترتی رہتی ہے۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴،ص ۳۸۱۔۳۸۸ ملتقطاً وصحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا، الحدیث: ۳۷۷۵، ج ۲،ص ۵۵۲) (بخاری جلد ۱ ص ۵۳۲ فضل عائشہ)

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تین راتیں میں خواب میں یہ دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا اور مجھ سے یہ کہتا رہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو ناگہاں وہ تم ہی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اس خواب کو پورا کر دکھائے گا۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ورضی اللہ عنہن، الحدیث: ۶۱۸۸، ج ۲،ص ۴۴۴) (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵۷۳)

فقہ و حدیث کے علوم میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے اندر ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ حدیثیں وہ ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں تحریر کیا ہے۔ ان کے علاوہ باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

(المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب عائشۃ ام المؤمنین، ج ۴،ص ۳۸۹)

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے

تمام ازواجِ مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواجِ مطہرات کو حاصل نہیں ہوئیں۔

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے میری برأت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔

(۴) نکاح سے قبل حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دکھلا دی تھی اور آپ تین راتیں خواب میں مجھے دیکھتے رہے۔

(۵) میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ہی برتن میں سے پانی لے لے کر غسل کیا کرتے تھے یہ شرف میرے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

(۶) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی اُمہات المؤمنین میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئی۔

(۷) میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی یہ وہ اعزاز خداوندی ہے جو میرے سوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔

(۸) وفات اقدس کے وقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی گود میں لئے ہوئے بیٹھی تھی اور آپ کا سرانور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا۔

(۹) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری باری کے دن وفات پائی۔

(۱۰) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، باب ذکر ازواج رسول اللہ، ج ۸، ص ۵۰۔۵۱) (زرقانی جلد ۳ ص ۳۲۳)

عبادت میں بھی آپ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بلاناغہ نماز تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔

سخاوت اور صدقات وخیرات کے معاملہ میں بھی تمام اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔ اُمِ دُرّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آیا آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا۔ اس دن میں وہ روزہ دار تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں رکھا تا کہ آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگالیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو آپ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ وحدیث کے علاوہ میں نے

حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل ہوا کرتا تھا۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انہیں کافی بہت مہارت تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے؟ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج و معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئی؟ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب و عجم کے اطباء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کیا کرتی تھی اس لئے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہو گئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں میں صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

۱۷ رمضان شب سہ شنبہ ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔

(المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، باب عائشة ام المؤمنين، ج ۴، ص ۳۸۹ ـ ۳۹۲ والاكمال في اسماء الرجال، حرف العين، عائشة الصديقة، ص ۶۱۲) (سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 657)

بَاب هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

وَقَالَ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمانا

اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک مرد ہوتا۔ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ مکرمہ سے ایسی سرزمین کی جانب ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجوروں

کے درخت ہیں تو میں اس طرف گیا کہ وہ جگہ یمامہ ہے یا ہجر ہے جبکہ وہ جگہ مدینہ یثرب تھی۔

تعارف راوی

عبداللہ بن زید: آپ زید بن عبدربہ کے فرزند ہیں، انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، اسلامی اذان آپ نے ہی خواب میں دی تھی ایک ہجری میں، چونسٹھ سال عمر پائی، مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف العین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

453- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے خباب رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کی تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی معیت ہم نے صرف رب تعالیٰ کی رضا کے لئے ہجرت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس کا اجر عطا فرمائے گا پھر ہمارے بہت سارے ساتھی اس دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے اپنے اعمال کا پھل نہیں دیکھا۔ انہی میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کے غزوہ میں شہید کئے گئے تھے اور صرف ایک ہی دھاری دار چادر کو چھوڑا تھا جس وقت ہم ان کی چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پیروں پر ذرا سی اذخر گھاس رکھ دیں اور ہم میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کے اعمال کے پھل تیار ہو گئے اور وہ ان پھلوں کو چن رہے ہیں۔ (سنن النسائی: رقم الحدیث: 190، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 940، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2876، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3853، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 6195)

454- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے تو جس آدمی کی ہجرت دنیا کی طرف ہو جسے وہ پائے یا کسی عورت کی جانب ہو جس سے وہ نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی

جانب ہوگی جس کی جانب اس نے ہجرت کی ہے اور جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے۔ (مرجع السابق: حدیث: 1)

455- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

مجاہد بن جبر مکی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ فتح مکہ مکرمہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3281، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3686)

456- قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ

عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ میں نے عبید بن عمیر لیثی کی معیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تو ہم نے ان سے ہجرت کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا: آج کل تو ہجرت باقی نہیں رہی مومنین سے ہر کوئی فتنہ میں پڑ جانے کے خوف سے رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگ کھڑا ہوتا تھا۔ مگر آج تو رب تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرما دیا ہے اس وقت مومن جس جگہ چاہے اپنے رب تعالیٰ کی بندگی کرے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

(مرجع السابق باب لا ھجرۃ بعد الفتح)

457- حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ عزوجل! تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ اے اللہ عزوجل! میرا ظن ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے مابین لڑائی کو اٹھا دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جس قوم نے تیرے نبی کو جھٹلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے نکال دیا اس سے قریش مراد ہیں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3246، شرح السنۃ: جز: 1 ص: 907، مسند ابی عوانہ: رقم الحدیث: 6710، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3688)

458- حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا گیا چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ برس رہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب وحی فرمائی جاتی رہی اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرمانے کے بعد دس سال جلوہ فگن رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے۔ (مرجع السابق باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

459- حَدَّثَنِيْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ برس جلوہ فگن رہے اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے۔ (مرجع السابق)

460- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَّعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِّنْ أُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِيْ بَكْرٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر اقدس پر جلوہ افروز ہوئے تو ارشاد فرمایا: یقینا رب تعالیٰ نے ایک بندہ کو اس کے مابین اختیار عطا فرمایا کہ وہ اس کو جس قدر چاہے دنیا کی تروتازگی نوازے اور اس کے مابین جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو اس بندہ نے اسے اختیار فرمایا جو رب تعالیٰ کے ہاں ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے اور کہنے لگے: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہمارے آباء اور امہات فدا ہوں۔ ہم اس کے اوپر متعجب ہوئے اور لوگ کہنے لگے: اس بڈھے کی جانب ذرا دیکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک بندہ کی خبر ارشاد فرما رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے مابین اختیار عطا فرمایا ہے کہ وہ

دنیا کی تروتازگی حاصل کر لے اور اس کے مابین جو رب تعالیٰ کے پاس ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے آباء اور امہات فدا ہوں۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار عطا فرمایا گیا تھا۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سب سے بڑھ کر عالم تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً مجھ پر سارے لوگوں سے بڑھ کر اپنی مصاحبت میں اور اپنے مال میں نیکی کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو خلیل بناتا تاسوائے اسلام کی دوستی کے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے ماسوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ذیلی دروازے کے۔

(مرجع السابق باب الخوخة والممر فی المسجد)

461- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُونَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِينَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذَلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ

تُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّي أُخْفِرْتُ فِي رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ مِّنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدِّيلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا وَّالْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي اٰلِ الْعَاصِ بْنِ

وَائِلِ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَّانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ فَاَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ اَخِيْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَّقُوْلُ جَائَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ اَوْ اَسَرَهُ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ قَوْمِيْ بَنِيْ مُدْلِجٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اٰنِفًا اَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ اُرَاهَا مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ فُلَانًا وَّفُلَانًا انْطَلَقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِيْ اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِيْ وَهِيَ مِنْ وَّرَاءِ اَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِيْ فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِيْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِيْ فَرَسِيْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَاَهْوَيْتُ يَدِيْ اِلٰى كِنَانَتِيْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْاَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا اَضُرُّهُمْ اَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِيْ اَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ وَعَصَيْتُ الْاَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِيْ حَتّٰى اِذَا سَمِعْتُ قِرَائَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً اِذَا لِاَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْاَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِيْ اَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْاَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ حَتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ اَنْ سَيَظْهَرُ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَاَخْبَرْتُهُمْ اَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَاٰنِيْ وَلَمْ يَسْاَلَانِيْ اِلَّا اَنْ قَالَ اَخْفِ عَنَّا فَسَاَلْتُهُ اَنْ يَّكْتُبَ لِيْ كِتَابَ اَمْنٍ فَاَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِيْ رُقْعَةٍ مِّنْ اَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تِجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَّسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ اِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا اَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا اَوَوْا اِلٰى

بُيُوتِهِمْ اَوْفٰى رَجُلٌ مِّنْ يَّهُوْدَ عَلٰى اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِهِمْ لِاَمْرٍ يَّنْظُرُ اِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَّاُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَّسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ يَّقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَّطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَهْ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْاَحَادِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هٰذَا الْبَيْتِ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جس وقت سے میں نے ہوش سنبھالا میں نے اپنے والدین کو دین اسلام پر ہی پایا اور کوئی بھی ایسا دن نہیں گزرتا تھا جس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر صبح وشام میں جلوہ فگن نہ ہوتے پھر جس وقت مسلمانوں کو ستایا جانے لگ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کے قصد سے روانہ ہوئے جب آپ رضی اللہ عنہ مقام برک غماد پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی جو قارہ قبیلہ کا سردار تھا اس نے دریافت کیا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کدھر کو ارادہ ہے؟ فرمایا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو اب میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ساری روئے زمین کی سیاحت کروں اور رب تعالیٰ کی عبادت بھی کرتا رہوں۔ ابن الدغنہ نے کہا: لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تمہارے جیسے انسان کو تو اپنے

وطن سے نہ تو خود نکلنا چاہئے اور نہ ہی اس کو نکالا جانا چاہئے۔ تم تو محتاجوں کی مدد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، بے کسوں کا وزن اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو۔ میں تم کو پناہ دیتا ہوں واپس چلئے اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کیجئے۔ اس پر وہ واپس پلٹ گئے اور ابن الدغنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی معیت واپس پلٹ آیا۔ پھر ابن الدغنہ قریش کے سارے سرداروں کے پاس شام کے وقت گیا اور ساروں سے اس نے کہا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) جیسے انسان کو نہ تو خود نکلنا چاہئے اور نہ ہی نکالا جانا چاہئے کیا تم ایسے آدمی کو نکال دو گے جو محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی بناء پر کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد بھی کرتے ہیں۔ قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ سے انکار تو نہ کیا مگر صرف اس قدر کہا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ اپنے رب تعالیٰ کی بندگی اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں۔ ادھر ہی نماز ادا کریں اور جس قدر دل چاہے وہیں پر پڑھا کریں۔ اپنی عبادت سے ہم کو اذیت نہ دیں اس کا اظہار نہ کریں۔ کیونکہ ہمیں اس چیز کا خطرہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یہ ساری باتیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ابن الدغنہ نے کہہ دیں۔ کچھ عرصے تک تو آپ رضی اللہ عنہ اس پر پابند رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب تعالیٰ کی بندگی کرتے رہے۔ نہ سر عام نماز ادا فرماتے اور نہ ہی گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ تلاوت فرماتے تھے۔ مگر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنالی جہاں پر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور قرآن مجید کی تلاوت بھی وہاں پر فرمانے لگے اس سے یہ ہوا کہ وہاں پر مشرکین کی عورتیں اور بچے جمع ہو گئے وہ سارے حیرت کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے جس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو آنسوؤں کو روک نہ پاتے تھے۔ اس سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنہ کو بلالیا۔ جب ابن الدغنہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے لئے تمہاری پناہ اس شرط پر مانی تھی کہ اپنے رب تعالیٰ کی بندگی وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں مگر انہوں نے شرط توڑ دی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ کو مقرر کر کے سر عام نماز پڑھنے لگ گئے اور تلاوت قرآن مجید کرنے لگ گئے ہیں۔ ہمیں اس کا خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ کے اندر مبتلا نہ ہو جائیں اس وجہ سے تم ان کو روک دو اگر ان کو یہ شرط قبول ہو کہ اپنے رب تعالیٰ کی بندگی صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ اس طرح کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ صرف اظہار ہی کریں تو انہیں کہو کہ تمہاری پناہ واپس لوٹا دیں۔ کیونکہ ہم کو یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کر سکیں مگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ پھر ابن الدغنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور وہ کہنے لگا کہ جس شرط کے ساتھ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ رضی اللہ عنہ کے علم میں ہے اب یا تو آپ رضی اللہ عنہ اس شرط پر قائم رہیں یا پھر میرے عہد کو واپس کر دیجئے کیونکہ مجھے یہ برداشت نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچ جائے کہ میں نے ایک آدمی کو پناہ دے رکھی تھی اس میں دخل کی گئی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب تعالیٰ کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ مکرمہ میں جلوہ فگن تھے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا کہ تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے حالت خواب میں دکھادی گئی ہے وہاں پر کھجوروں کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان میں واقع ہے۔ پس جس کو ہجرت کرنی تھی انہوں نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور جو حبشہ کی سرزمین کی جانب ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ منورہ چلے آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کی تیاری کرنا شروع کر دی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ کچھ روز کے لئے ٹھہر جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ ہجرت کرنے کا اذن مجھے بھی عطا فرما دیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کی امید ہے میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر اختیار کرنے کے ارادہ سے اپنا خیال بدل ڈالا۔ اور دو اونٹنیوں کو جوان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کھلا کر تیار فرمانے لگ گئے چار ماہ تک۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ ان سے عروہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک روز ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے گھری دوپہر تھی کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراقدس پر رومال ڈال کر تشریف لا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول اس وقت ہمارے پاس آنے کا نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ایسے وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس خاص وجہ سے تشریف لے کر آ رہے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے کر آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: اس دوران ادھر سے تھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھا دیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: اس دوران تو سارے گھر کے ہی افراد موجود ہیں میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: مجھے ہجرت کا اذن دے دیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں کیا مجھے سفر میں رفاقت کا شرف مل جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ وہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹنی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مگر قیمت سے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم نے ان کے لئے جلدی سے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں باندھ دیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے دوپٹے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا۔ اور اسی بناء پر ان کا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ فرمایا اور تین راتیں بسر فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات وہاں پر جا کر بسر فرماتے تھے یہ نوجوان بہت سمجھ دار تھے اور بے حد ذہانت بھی رکھتے تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے مکہ مکرمہ پہنچ جاتے جس طرح کہ وہاں پر رات بسر فرمائی ہو پھر جو کچھ وہاں سے سنا کرتے اور جس کے ذریعہ سے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی تو اس کو محفوظ رکھا کرتے اور جس وقت اندھیرا پھیل جاتا تو ساری معلومات یہاں آ کر بتا جاتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لئے پاس ہی دودھ دینے والی بکری چراتے تھے اور جس وقت رات گزر جاتی تو اس کو غار میں لاتے تھے آپ اس پر ہی رات

بسر فرماتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ سے گرم کرلیا جاتا تھا صبح اندھیرے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں ہر روز ان کا یہی دستور عمل تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی سے ایک آدمی کو راستہ بتانے کی غرض سے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ آدمی راستوں کا بہت بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن وائل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا۔ اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ انہوں نے اس پر بھروسہ کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے سپرد فرمادیئے یہ بات طے ہوئی تھی کہ تین راتیں بسر کرکے یہ آدمی غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ پس تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر آ گیا چنانچہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا ان کو ساتھ لے کر ساحل کے راستہ روانہ ہو گئے۔ سراقہ بن جعشم کا بیان ہے کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور انہوں نے یہ پیشکش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی آدمی قتل کر ڈالے یا قید کرلائے تو اس کو ہر ایک کے عوض ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک شخص سامنے آیا اور ہمارے پاس آ کر ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا: سراقہ! ساحل پر میں ابھی چند سایوں کو دیکھ کر آ رہا ہوں مجھے لگتا ہے کہ وہ سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صاحب ہیں۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کو جان گیا اس کا خیال درست ہے مگر میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں۔ میں نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہے ہمارے سامنے اسی جانب گئے ہیں پھر میں کچھ دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور باندی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہاں پر ہی میرا انتظار کرے پھر میں نے اپنے نیزے کو اٹھایا اور گھر کی پچھلی جانب سے باہر آ گیا میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر والے حصہ کو چھپا رکھا تھا میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور تیز رفتاری کے ساتھ اس کو لے کر چل دیا۔ جس قدر سرعت انگیزی سے ممکن تھا۔ آخر کار میں نے ان کو پالیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین کے اوپر گرا دیا مگر میں کھڑا ہو گیا اور اپنے ہاتھ کو ترکش کی جانب بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں ایسی فال نکلی جس کو میں ناپسند کرتا تھا مگر میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہ کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جا رہا تھا آخر جس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری جانب کوئی التفات نہ فرما رہے تھے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں چھپ گئے جس وقت وہ ٹخنوں تک زمین میں چلا گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اس کو اٹھنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگا میں نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اپنے پاؤں زمین سے نہ نکال سکا۔ انتہائی مشکل سے جس وقت اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے پھیلا ہوا سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی مانند آسمان کی جانب اوپر چڑھنے لگ گیا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی مگر اس بار بھی وہی فال آئی جس کو میں ناپسند کرتا تھا تو اسی وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امان کے لئے ندا دی میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا ان کے پاس برے ارادہ کی نیت سے پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا۔ اس سے مجھے کامل بھروسہ ہو گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت غالب آ کر ہی رہے گی اسی لئے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

مارنے کیلئے سو اونٹ بطور انعام اعلان کیا ہے پھر میں نے آپ ﷺ کو قریش کے ارادوں کی خبر دی میں نے ان نفوس کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا مگر آپ ﷺ نے اس کو قبول نہ فرمایا۔ مجھ سے آپ ﷺ نے کسی دوسری چیز کا بھی مطالبہ نہ فرمایا صرف اتنا فرمایا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا مگر میں عرض گزار ہوا کہ آپ ﷺ میرے لئے ایک امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر امن کی تحریر لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کی معیت شام سے لوٹ رہے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید لباس پیش کیا اس طرف مدینہ منورہ میں بھی مسلمانوں کو آپ ﷺ کی مکہ مکرمہ سے ہجرت کی خبر ہو چکی تھی اور یہ لوگ ہر روز صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہا کرتے مگر دوپہر کی گرمی کی بناء پر ان کو لوٹ جانا پڑ جاتا تھا۔ ایک روز جب کافی طویل انتظار کے بعد سارے لوگ آ گئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے محل پر کچھ دیکھنے کے لئے چڑھا تو اس نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو دیکھا سفید لباس زیب تن کئے ہوئے۔ وہ جتنا پاس آ رہے تھے تو ان سے زیت کی چمک دور ہوتی جا رہی تھی۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے وہ بزرگ سردار آ گئے ہیں جن کا تم کو انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور آپ ﷺ کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا یہ ربیع الاول کا مہینہ اور سوموار کا روز تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ حالت سکوت میں جلوہ فگن رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے قبل نہ دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کئے جا رہے تھے مگر جس وقت آپ ﷺ پر دھوپ آنے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آپ ﷺ پر سایہ کیا اس وقت سارے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا آپ ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں لگ بھگ دس راتوں تک قیام فرمایا اور وہ مسجد قباء جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں بنائی گئی اور آپ ﷺ نے اس میں نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کی معیت پیدل روانہ ہو گئے۔ آخر کار آپ ﷺ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آ کر بیٹھ گئی جہاں پر اب مسجد نبوی ہے اس جگہ کچھ مسلمان ان دنوں نماز پڑھا کرتے تھے یہ مقام سہیل اور سہل دو یتیم بچوں کا تھا اور یہاں پر کھجور کا کھلیان لگا کرتا تھا یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جس وقت آپ ﷺ کی اونٹنی وہاں پر بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ اسی جگہ پر ہمارے ٹھہرنے کا مقام ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے اس کھلیان کی قیمت پتہ فرمائی تا کہ آپ ﷺ اس مقام پر مسجد تعمیر فرمائیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم یہ جگہ آپ ﷺ کو ہبہ کر دیتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہبہ لینے سے انکار فرما دیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان سے اس جگہ کو خرید لیا پھر وہاں پر مسجد تعمیر فرما دی۔ اور رسول اللہ ﷺ مسجد بنانے کے واسطے ان کی معیت اینٹوں کو اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اور اینٹوں کو اٹھاتے وقت یہ اشعار پڑھ رہے تھے: یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے بلکہ اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں باقی

رہنے والا ہے اس میں بہت طہارت اور پاکی ہے۔ اور آپ ﷺ یوں دعا گو ہوتے تھے: اے اللہ عزوجل! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما دے۔ اس طرح آپ ﷺ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں۔ ابن شہاب نے کہا: ہمیں اس طرح کی احادیث نہیں پہنچیں جس سے رسول اللہ ﷺ کا ان اشعار کے علاوہ کوئی شعر پڑھنا معلوم ہوتا ہو۔

(مسند احمد: رقم الحدیث: 25626، شرح السنة: رقم الحدیث: 3763، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 9743، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6277، صحیح ابن خزیمہ: رقم الحدیث: 265)

462- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ وَفَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ حِیْنَ اَرَادَا الْمَدِیْنَةَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ مَا اَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُهُ اِلَّا نِطَاقِیْ قَالَ فَشُقِّیْهِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّیْتُ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے ناشتہ بنایا جس وقت انہوں نے مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کیا: میرے پاس اپنے کمر بند کے علاوہ اس ناشتہ کو باندھنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا: تم اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر لو چنانچہ میں نے یونہی کیا تو اس دن سے میرا نام ذات النطاقین ہو گیا۔ (مرجع السابق باب حمل الزاد فی الغزو)

تعارف راوی

اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، حضور انور کی سالی، آپ کا نام لقب ذات النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا، یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا، آپ حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مؤمنہ ہیں، اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں، اپنے فرزند عبداللہ بن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی، ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ برس عمر ہوئی، ۷۳ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوٰة، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الالف، فصل فی الصحابیات، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

463- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ تَبِعَهٗ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِیْ وَلَا اَضُرُّكَ فَدَعَا لَهٗ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذْتُ

قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی جانب تشریف لے گئے تو حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعاء ضرر فرمائی تو اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ وہ عرض گزار ہوئے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرر نہ دوں گا۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس محسوس ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ایک پیالہ لے کر اس میں پانی بھرا اور دودھ دودھ لیا اس کے بعد میں اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس قدر دودھ نوش فرمایا حتیٰ کہ میں راضی ہو گیا۔ (مرجع السابق بعد باب من عرف اللقطة ولم یدفعها الی السلطان)

464- حَدَّثَنِي زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِي اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُّهُ بِقُ- حَدَّبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا هَاجَرَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے شکم میں تھے تو حمل کا عرصہ مکمل ہونے کے بعد میں مکہ مکرمہ سے نکل پڑی اور مدینہ منورہ آ گئی چنانچہ میں نے قباء میں قیام کیا۔ اور ادھر ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ چنانچہ میں انہیں لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں بٹھا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور طلب فرما کر اسے چبایا پھر اس کھجور کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ یوں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے شکم میں جو سب سے پہلی غذا گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا لعاب دہن تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چبائی ہوئی کھجور کی گھٹی دی پھر ان کے لئے دعا گو بھی ہوئے اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی اور وہ زمانہ اسلام کے اندر سب سے پہلے پیدا ہونے والے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جس وقت انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کی تو اس وقت وہ حالت حمل سے تھیں۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3510، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 42866، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث: 11927، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 3999، مسند احمد: رقم الحدیث: 25701)

465- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ اَبِي اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ اَدْخَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَاَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيْقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور لے کر اسے چبایا پھر اسے ان کے منہ میں ڈال دی چنانچہ جوان کے پیٹ میں سب سے پہلی چیز گئی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3236، صحیح ابن حبان: جز: 16، ص: 55، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 457)

466- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَقْبَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ اَبَا بَكْرٍ وَّاَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ يُّعْرَفُ وَنَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَّا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ اَبَا بَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا اَبَا بَكْرٍ مَّنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ اَنَّهُ اِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ اَحَدًا يَّلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ اَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اٰخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهٗ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَاءُوْا اِلٰى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا ارْكَبَا اٰمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللهِ جَآءَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللهِ جَآءَ نَبِيُّ اللهِ فَاَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ اَبِيْ اَيُّوْبَ فَاِنَّهٗ لَيُحَدِّثُ اَهْلَهٗ اِذْ سَمِعَ بِهٖ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ وَّهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِاَهْلِهٖ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ اَنْ يَّضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيْهَا فَجَآءَ وَهِيَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ بُيُوْتِ اَهْلِنَا اَقْرَبُ فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ اَنَا يَا نَبِيَّ اللهِ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ قَالَ فَانْطَلِقْ فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيْلًا قَالَ قُوْمَا عَلٰى بَرَكَةِ اللهِ فَلَمَّا جَآءَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ وَاَنَّكَ جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُوْدُ اَنِّيْ سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَاَعْلَمُهُمْ وَابْنُ اَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَاسْاَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمُوْا اَنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا اَنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالُوْا فِيَّ مَا

لَيْسَ فِيَّ فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَيْلَكُمِ اتَّقُوا اللهَ فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوا قَالُوا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا حَاشَى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا حَاشَى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوا حَاشَى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ اتَّقُوا اللهَ فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ فَقَالُوا كَذَبْتَ فَأَخْرَجَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مشہور اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ردیف تھے اور بوڑھے بھی تھے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشہور نہ تھے اور جوان تھے فرمایا کہ ایک آدمی آ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا تو دریافت کرتا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! یہ کون آدمی ہے جو آپ کے آگے ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے: یہ تو وہ ہستی ہیں جو مجھے (ہدایت کا) راستہ دکھاتے ہیں چنانچہ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ واقعی یہ راستہ ہی بتانے والا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیکی کی راہ بتانے والے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جونہی رخ پھیر کر جو دیکھا تو ان سے ایک سوار آ کر مل گیا تھا۔ وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! یہ گھڑسوار آ کر ہم سے مل گیا ہے۔ تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُخِ انور پھیر کر دیکھا اور یوں دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! اس کو گرا دے۔ چنانچہ اس کے گھوڑے نے اس کو گرا ڈالا اس کے بعد جب وہ ہنہناتا ہوا اٹھا تو وہ سوار کہنے لگا: اے اللہ عزوجل کے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی جگہ پر ہی ٹھہرے رہو۔ اور کسی کو بھی ہمارے پاس نہیں آنے دینا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ سوار صبح کے پہلے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخالف تھا اور صبح کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھی تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ پتھریلی زمین پر نزول فرمایا۔ اس کے بعد انصار کی جانب پیغام بھیجا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب آئے انہوں نے آپ دونوں کو سلام پیش کیا اور کہنے لگے: آپ دونوں سوار ہو جائیے آپ کی حفاظت اور فرمانبرداری کی جائے گی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور انصار نے ان دونوں کو اپنے ہتھیار کے گھیرے میں کرلیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں منادی کی گئی کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو اس وقت انصار جھانکتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے: نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یونہی رواں دواں رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس قیام فرما ہو گئے اور وہ اس وقت اپنے گھر والوں سے بات کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ

عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر سنی۔ وہ اپنے گھر والے باغ میں تھے۔ اور اپنے گھر والوں کے لئے کھجوروں کو جمع فرما رہے تھے تو وہ کھجوروں کے ساتھ ہی آ گئے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کو سنا اس کے بعد وہ اپنے گھر کو پلٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ہمارا گھر کس کے گھر کے پاس ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ میرا گھر ہے اور یہ میرے گھر کا دروازہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جا کر ہمارے قیلولہ کا انتظام کر دیجئے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: آپ دونوں اٹھیے اللہ تعالیٰ برکت فرمادے گا۔ چنانچہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فگن ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچا دین لے کر تشریف لائے ہیں اور یہود کو اس بات کی خبر ہے کہ میں ان کا سیّد ہوں اور ان کے سیّد ہی کا بیٹا ہوں اور میں ان کے اندر سب سے بڑا عالم ہوں۔ اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔ پس انہیں بلایئے اور یہ بات بتانے سے پہلے کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں ان سے میرے بارے میں پوچھ گچھ کریں۔ اگر انہیں پتہ چل گیا کہ میں اسلام لے آیا ہوں تو وہ میرے بارے میں ایسی بات کہیں گے جو میرے اندر ہے ہی نہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلایا تو وہ آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: اے یہود کی جماعت! تمہارے اوپر افسوس ہے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو پس اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے یقیناً تم کو ضرور علم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں۔ اور میں تمہارے پاس دین حق لے کر تشریف لایا ہوں پس تم اسلام لے کر آؤ انہوں نے یہ تین دفعہ کہا ہم کو اس دین کا کوئی علم نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر تین دفعہ دین اسلام پیش فرمایا اور انہوں نے تین دفعہ وہی جواب دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) تم میں کس طرح کے آدمی ہیں۔ وہ کہنے لگے: وہ ہمارے سیّد ہیں اور ہمارے سیّد کے بیٹے ہیں اور ہم میں سب سے بڑے عالم بھی ہیں اور سب سے بڑے عالم کے بیٹے بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چلو یہ بتاؤ اگر وہ اسلام لے آئیں تو پھر؟ وہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ اسلام لے کر نہیں آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: ذرا یہ بتاؤ بالفرض اگر وہ اسلام لے کر آئیں تو پھر؟ وہ کہنے لگے: وہ اسلام لے کر نہیں آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن سلام رضی اللہ عنہ! ان کے سامنے آؤ تو وہ سامنے آ گئے۔ انہوں نے فرمایا: اے یہود کے گروہ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس مقدس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ یقیناً تم کو ضرور علم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس دین حق کو لے کر آئے ہیں۔ یہود کہنے لگے: تم نے کذب بیانی کی ہے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وہاں سے باہر نکال دیا۔ (مرجع السابق باب قول اللہ تعالیٰ و اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ)

467- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ فِيْ اَرْبَعَةٍ وَّفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَّخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهٗ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ مِنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے سارے مہاجرین اولین کا وظیفہ چار اقساط میں چار چار ہزار طے فرمایا ہوا تھا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ چار اقساط میں ساڑھے تین ہزار طے فرمایا ہوا تھا۔ انہیں کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تو مہاجرین میں سے ہیں؟ تو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ چار ہزار سے کم کیوں رکھا ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں ان کے والدین اپنے ساتھ ہجرت کر کے لائے تھے اسی وجہ سے وہ ان کی برابری کا حق نہیں رکھتے جن لوگوں نے خود بخود ہجرت فرمائی تھی۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 76، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 29055، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 41)

468۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ہجرت کی۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3853، معجم الکبیر: رقم الحدیث: 3661، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 940، سنن ابوداود: رقم الحدیث: 2876، سنن النسائی: رقم الحدیث: 190)

469۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت ہجرت کی تو ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مانگا کرتے تھے۔ اور ہمارا ثواب رب تعالیٰ پر واجب ہو گیا۔ ہم میں سے کچھ وہ تھے جنہوں نے اپنے ثواب میں سے کچھ بھی نہ کھایا ان میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہم نے ان کے کفن کے لئے ایک چادر کے علاوہ کچھ بھی نہ پایا جس سے ہم ان کے سر کو ڈھانپتے تو ان کے پاؤں کھلے رہ جاتے اور جس وقت ان کے پاؤں کو ڈھانپتے تو ان کا سر کھلا رہ جاتا پس ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ ہم ان کے سر کو ڈھانپیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس کو رکھ دیں اور ہم میں کچھ وہ ہیں جن سے ثواب کے پھل پک کر تیار ہو گئے اور وہ انہیں چن رہے ہیں۔ (مرجع السابق)

470۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ

وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ اَبِي لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَّاَسْلَمَ عَلٰى اَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ وَّاِنَّا لَنَرْجُوْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبِي لٰكِنِّيْ اَنَا وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَبِيْ

ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم کو پتہ ہے کہ میرے والد محترم نے تمہارے والد محترم سے کیا فرمایا؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد محترم نے تمہارے والد محترم سے یہ فرمایا: اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! کیا آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بات خوش رکھتی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت اسلام لے کر آئے اور ہم نے آپ ﷺ کی معیت ہجرت فرمائی اور ہم نے آپ ﷺ کی معیت جہاد کیا اور ہم نے آپ ﷺ کی معیت جو کچھ بھی کیا وہ باقی رہ جائے اور ہم نے جو عمل آپ ﷺ کے بعد کئے اس میں برابر سرابر ہو جائے ہم اس سے نجات حاصل کر لیں۔ تو میرے والد محترم نے فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت جہاد کیا اور نمازیں ادا فرمائیں اور روزے رکھے اور بہت سارے حسن اعمال کئے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سارے لوگ مسلمان ہوئے اور ہم ان تمام کی جزا کی امید رکھتے ہیں میرے والد محترم نے فرمایا: لیکن میں اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے باقی رہے اور جو عمل ہم نے آپ ﷺ کے بعد کیا وہ برابر سرابر ہو جائے اور ہم نجات پا جائیں۔ اس پر میں نے کہا: یقیناً تمہارے والد محترم میرے والد محترم سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم!

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 51، مستدرک: رقم الحدیث: 5967، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 198)

تعارف راوی

ابو بردہ: آپ کا نام ہانی بن نیاز ہے ستر صاحبوں کے ساتھ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بدر وغیرہ غزوات میں شرکت کی آپ حضرت براء بن عازب کے ماموں ہیں، آپ کی اولاد کوئی نہیں، شروع زمانہ امیر معاویہ میں وفات پائی تمام جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف الباء، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

471- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ اَوْ بَلَغَنِيْ عَنْهُ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا قِيْلَ لَهٗ هَاجَرَ قَبْلَ اَبِيْهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ اَنَا وَعُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا اِلَى الْمَنْزِلِ فَاَرْسَلَنِيْ عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَاَتَيْتُهٗ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهٗ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اِلٰى عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّهٗ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا اِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهٗ ثُمَّ بَايَعْتُهٗ

ابوعثمان کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا جس وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے والد محترم سے قبل ہجرت فرمائی ہے تو اس پر خفا ہو جاتے۔ انہوں نے کہا: میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ کو قیلولہ کرتے ہوئے پایا تو ہم اپنے ٹھکانے پر لوٹ آئے تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور انہوں نے فرمایا: جا کر دیکھو کیا آپ ﷺ بیدار ہو گئے ہیں چنانچہ میں آپ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ سے بیعت کر لی اس کے بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور ان کو عرض کیا کہ آپ ﷺ بیدار ہو گئے ہیں پھر ہم دونوں آپ ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے چل پڑے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بیعت فرمائی پھر میں نے بیعت کی۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1486، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3703)

472- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ ابْتَاعَ اَبُوْ بَكْرٍ مِّنْ عَازِبٍ رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَاَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَّسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَاَحْثَثْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَاَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِّنْ ظِلٍّ قَالَ فَفَرَشْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِيْ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ قَدْ اَقْبَلَ فِيْ غُنَيْمَةٍ يُرِيْدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِيْ اَرَدْنَا فَسَاَلْتُهُ لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ اَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَهُ هَلْ اَنْتَ حَالِبٌ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً مِّنْ غَنَمِهِ فَقُلْتُ لَهُ انْفُضِ الضَّرْعَ قَالَ فَحَلَبَ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ وَّمَعِيْ اِدَاوَةٌ مِّنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّاْتُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِيْ اِثْرِنَا قَالَ الْبَرَاءُ فَدَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ عَلٰى اَهْلِهِ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَتْهَا حُمّٰى فَرَاَيْتُ اَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ اَنْتِ يَا بُنَيَّةُ

ابواسحاق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان خریدا اور میں ان کے ساتھ اٹھا کر پہنچانے لایا تھا انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ ہماری نگرانی ہو رہی تھی اس لئے ہم رات کے وقت باہر آئے اور ساری رات اور دن بھر بہت سرعت انگیزی کے ساتھ چلتے جس وقت دوپہر ہو گئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی ہم اس کے پاس پہنچے تو اس کی آڑ میں کچھ سایہ بھی باقی تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کے لئے ایک چمڑا بچھا دیا جو میرے پاس تھا آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر لیٹ گئے اور میں گرد جھاڑنے لگ گیا اچانک ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے ریوڑ کے ساتھ اسی چٹان کی جانب آ رہا تھا اس کا ارادہ اس چٹان کی جانب وہی تھا جو ہمارا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: لڑکے تو کس کا غلام ہے؟ اس نے کہا: فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے دریافت کیا: کیا تم اپنی بکریوں سے تھوڑا دودھ نکال سکتے ہو۔ وہ کہنے لگا: ہاں پھر وہ اپنے ریوڑ سے ایک بکری لے کر آیا تو میں نے اس سے کہا: پہلے اس کے تھن کو جھاڑو۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ پھر اس نے تھوڑا سا دودھ دوہا میرے پاس پانی کی ایک چھاگل تھی اس کے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا یہ پانی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ساتھ لیا ہوا تھا اس پانی کو میں نے اس دودھ پر اس قدر ڈالا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں لے کر حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! دودھ نوش فرما لیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نوش فرمایا۔ جس سے مجھے بہت زیادہ خوشی ملی پھر ہم نے روانگی شروع کی اور تلاش کرنے والے لوگ ہمارا پیچھا کر رہے تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت ان کے گھر پر گیا تو وہاں پر ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں انہیں بخار ہو گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ ان کے والد محترم نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور فرمایا: اے بیٹی! آپ رضی اللہ عنہا کی طبیعت کیسی ہے؟

(مرجع السابق بعد باب من عرف اللقطة ولم يدفعها الى السلطان)

473- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ اَبِي عَبْلَةَ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهُ عَنْ اَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي اَصْحَابِهِ اَشْمَطُ غَيْرَ اَبِي بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي اَبُو عُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ اَسَنَّ اَصْحَابِهِ اَبُو بَكْرٍ فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَا لَوْنُهَا

خادم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فگن ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے بال سیاہ اور سفید نہ تھے اور انہوں نے اپنے بالوں کو مہندی اور کتم سے رنگ رکھا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ جلوہ فگن ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ عمر والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے اپنے بالوں کو مہندی اور کتم سے رنگ رکھا تھا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بالوں کا رنگ خوب سرخ مائل بہ سیاہی ہو گیا تھا۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2096، جامع الاحادیث: رقم الحدیث: 36065، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 3705)

474- حَدَّثَنَا اَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ اَبُو بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ

وَمَا ذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِّنَ الشِّيْزٰى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِّنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ
تُحَيِّيْنَا السَّلَامَةَ اُمُّ بَكْرٍ ۔۔۔ وَّهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامِ
يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِاَنْ سَنَحْيَا ۔۔۔ وَكَيْفَ حَيَاةُ اَصْدَاءٍ وَّهَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی کلب کی ایک عورت سے شادی کی جسے ام بکر کہتے تھے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت فرمائی تو اس کو طلاق دے دی پھر اس سے اس کے چچا کے بیٹے نے شادی کر لی اس شاعر نے جس نے کفار قریش کے مرثیہ میں قصیدہ کہا ہے:

اور بدر کے کنویں پر کس قدر پڑے ہوئے ہیں عمدہ پیالے جو اونٹ کی کوہان سے آراستہ ہیں بدر کے کنویں میں کتنی پڑی ہوئی ہیں گانے والیاں اور باعزت پیشے والے ام بکر سلامتی کا پیغام دیتی ہے اور میری قوم کے مارے جانے کے بعد کیا میرے لئے سلامتی ہے رسول ہم سے بیان کرتے ہیں کہ ہم زندہ کئے جائیں گے اور کھوپڑیوں کو زندگی کس طرح مل پائے گی۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 3326، شرح مشکل الآثار: جز: 7، ص: 330، مسند الصحابة: رقم الحدیث: 3706)

475- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِاَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ بَعْضَهُمْ طَاْطَاَ بَصَرَهُ رَاٰنَا قَالَ اسْكُتْ يَا اَبَا بَكْرٍ اثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت غار کے اندر تھا تو میں نے سر کو اٹھایا تو میں نے لوگوں کے قدم دیکھے تو میں نے کہا: اے اللہ عزوجل کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے سر کو جھکا دیا اور اس کی نگاہ نیچے پڑ گئی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! سکوت اختیار کرو ہم دو ہیں ہم میں تیسرا رب تعالیٰ کی ذات مقدسہ ہے۔

(مسند البزار: رقم الحدیث: 36، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2381، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 3096، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 6278، مسند ابویعلی: رقم الحدیث: 66)

476- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنَّ الْهِجْرَةَ شَاْنُهَا شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اوپر افسوس ہے! ہجرت کا معاملہ تو بہت سنگین ہے کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: کیا تم اونٹنیوں کا دودھ اہل حاجات کو پلایا کرتے ہو۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: کیا تم اونٹنیوں کو گھاٹ پر لے جا کر اہل حاجات کے واسطے دوہا کرتے ہو۔ وہ عرض گزار ہوا: ہاں۔ ارشاد فرمایا: تم سمندروں کے پار عمل بجالاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے کسی بھی عمل کا اجر کم نہ فرمائے گا۔ (مرجع السابق باب زکوٰۃ الابل)

ہجرت سے کیا مراد ہے؟

علامہ میر سید شریف جرجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ہجرت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هِيَ تَرْكُ الْوَطَنِ الَّذِي بَيْنَ الْكُفَّارِ وَالْاِنْتِقَالُ اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ.

ترجمہ: جو وطن کفار کے علاقوں کے درمیان ہو اس کو چھوڑنا اور دارُ الاسلام کی طرف مُنْتَقِل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔

(التعریفات، ص ۱۷۲)

دار الحرب اور دار الاسلام کی تعریف

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن دار الحرب اور دار الاسلام کی تعریف بیان فرماتے ہیں: "دار الاسلام وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو، یا اب نہیں تو پہلے تھی، اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائر اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے اور اگر شعائر کفر جاری کئے اور شعائر اسلام یک لخت اٹھادئے اور اس میں کوئی شخص امان اول پر باقی نہ رہا، اور وہ جگہ چاروں طرف سے دار الاسلام سے گھری ہوئی نہیں تو دار الحرب ہو جائے گا، جب تک یہ تینوں شرطیں جمع نہ ہوں کوئی دار الاسلام دار الحرب نہیں ہو سکتا۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ مخرجہ، ج ۱۷، ص ۳۶۷)

''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں'' کا مطلب

علامہ بَدْرُ الدِّین عَیْنِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی عُمْدَۃُ الْقَارِی میں فرماتے ہیں: ''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں'' اس فرمانِ عالی شان کا مطلب ہے کہ اب مکۂ مکرمہ سے ہجرت (فرض) نہیں۔ باقی وہ جگہیں جہاں دینِ اسلام کے احکام کی حفاظت نہ کی جاسکے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، ۱۰/ ۷۹، تحت الحدیث: ۲۷۸۳)

جبکہ امام نَوَوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ دَارُ الْحَرب سے دَارُ الْاِ سلام کی طرف ہجرت قیامت تک باقی رہے گی اور حدیث مذکور کی تاویل میں دو قول ہیں:

(۱) فتحِ مکہ کے بعد مَکَّۂ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا سے ہجرت نہیں کی جائے گی کیونکہ اب وہ دارُ الاسلام بن چکا ہے اور

ہجرت دارُ الحرب سے کی جاتی ہے نہ کہ دار الاسلام سے اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے آیندہ کی خبر دے دی کہ اب مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیمًا ہمیشہ دارُ الاسلام ہی رہے گا۔

(2) فتحِ مکہ کے بعد مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیمًا سے ہجرت کرنے کا ثواب اور فضیلت ویسی نہیں رہی جو فتحِ مکہ سے پہلے تھی جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے:

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (پ ۲۷، الحدید: ۱۰)

ترجمۂ کنز الایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعدِ فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الحج، باب تحریم مکۃ وتحریم صیدھا وخلاھا وشجرھا، ۵ / ۱۲۳، الجزء التاسع)

لغوی و اصطلاحی معنی

لغت میں ہجرت، ہجران اور ہجر کے معنی ہیں کسی چیز سے بیزار ہو کر اس کو چھوڑ دینا اور محاورات عامہ میں ہجرت کا لفظ ترک وطن کرنے کے لئے بولا جاتا ہے، اصطلاح شرع میں دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام میں چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں۔

(روح المعانی)

اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ کسی وطن کو دینی وجوہ کی بناء پر چھوڑ دینا بھی ہجرت میں داخل ہے۔

(مرقاۃ صفحہ ۹۳ جلد ۱)

سورہ حشر کی آیت:

الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم جو مہاجرین

صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک کے کافر مسلمانوں کو ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے زبردستی نکال دیں تو یہ بھی ہجرت میں داخل ہے۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ہندوستان سے پاکستان کی طرف منتقل ہونے والے مسلمان جو دار الکفر سے بیزاری کے سبب باختیار خود اس طرف آئے ہیں یا جن کو غیر مسلموں نے محض ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے زبردستی نکال دیا ہے، یہ سب لوگ شرعی معنی کے اعتبار سے مہاجر ہیں، البتہ جو تجارتی ترقی یا ملازمت کی سہولتوں کی نیت سے منتقل ہوئے وہ شرعاً مہاجر کہلانے کے مستحق نہیں۔

مسلم کی ایک حدیث میں آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے:

"یعنی مہاجر وہ ہے جو ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔"

سو اس کا مطلب اسی حدیث کے پہلے جملے سے ظاہر ہو جاتا ہے جس میں یہ ارشاد ہے:

"یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی تکلیف سے سب مسلمان محفوظ اور سلامت رہتے ہوں"

مراد اس کی ظاہر ہے کہ سچا اور پکا مسلمان وہی ہے جو دوسروں کو ایذاء نہ پہونچائے، اسی طرح سچا اور کامیاب مہاجر وہی ہے جو صرف ترک وطن کر کے فارغ نہ ہو جائے، بلکہ جتنی چیزیں شریعت نے حرام و ناجائز قرار دی ہیں ان سب کو بھی چھوڑ دے۔

اپنے دل کو بھی بدل جامہ احرام کے ساتھ

مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے ہجرت میں حکمت

امام ابو عبد اللہ مُحَمَّد بِنْ عَلِی بِنْ عُمَر تمیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اولِ اسلام میں ہجرت فرض تھی تاکہ مسلمان کافروں کے شہر میں غلبے کی وجہ سے اُن کے ظلم و ستم سے محفوظ رہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مُعاوِن و مددگار بنیں اور کفار کو آپ سے دور رکھیں، پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو ہجرت فرض نہ رہی کیونکہ یہاں کے مسلمانوں سے اَذِیت دور ہو گئی اور حضور عَلَیْہِ السَّلَام کو کفار کے ضرر سے بچانے کے لئے محافظین کی ضرورت نہ رہی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرب پانے، آپ کی زیارت کرنے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے ہجرت مستحب ہے۔ (اکمال المعلم، کتاب الامارۃ، باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ.....الخ، ۶/۲۷۵)

ہجرت کی اقسام

علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے ہجرت کی کئی اقسام بیان کی ہیں:

(1) ہجرتِ حبشہ

(2) مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت

(3) ہجرتِ شام

(4) مکے کے جو لوگ اسلام لائے ان کا ہجرت کرنا

(5) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی منع کردہ چیزوں سے ہجرت کرنا یعنی انہیں چھوڑ دینا۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، ۱۰/۷۹، تحت الحدیث: ۲۷۸۳)

مکہ شریف سے ہونے والی تین ہجرتیں

(1) مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت

جب دینِ اسلام کا سورج دنیا کو اپنے نور سے مُنوّر کرنے کیلئے مَکَّۃُ مُکَرَّمَہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا میں طلوع ہوا تو کفر و شرک کے سیاہ بادل ہر طرف سے اُمنڈ آئے اور اس آفتابِ کامل کی نور بار کرنوں کو روکنے کی بھرپور کوشش کرنے لگے۔ جو خوش نصیب دامن اسلام سے وابستہ ہوتا کفار بد اطوار اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیتے۔ دینِ اسلام کے شیدائی یہ سب تکالیف ہنس کر برداشت کر لیتے۔ لیکن جب ان ظالموں کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا اور انہوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو رحمتِ عالم، نورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو "حبشہ" کی جانب ہجرت کا حکم دیا۔ اِعلانِ نُبُوّت کے پانچویں سال رَجَبُ الْمُرَجَّب کے مہینے

میں گیارہ مرد اور چار عورتوں کے قافلے نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۱/ ۱۵۹)

حبشہ کے بادشاہ کا نام ''اَصْحَمَہ'' اور لقب ''نجاشی'' تھا۔ عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا۔ توراۃ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔ (سیرت مصطفی، ص۱۲۶)

جب کفارِ مکہ کو معلوم ہوا تو ان ظالموں نے اُن کی گرفتاری کیلئے تعاقب کیا لیکن یہ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ اس لئے کفار ناکام واپس لوٹے۔ مہاجرین کا یہ قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اُتر کر امن وامان کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف ہو گیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۱/ ۱۶۲)

چند دنوں بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفارِ مکہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر چند لوگ حبشہ سے مکہ مکرمہ لوٹ آئے مگر یہاں آکر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ چنانچہ، کچھ تو دوبارہ حبشہ چلے گئے اور کچھ مکۂ مکرمہ میں ہی چھپ کر رہنے لگے، لیکن کفارِ مکہ نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور اُن پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے۔ نبیِ کریم، رء وف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو پھر حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ، حبشہ سے واپس آنے والے اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ (سیرت مصطفی، ص۱۲۷) (''فیضان ریاض الصالحین'' صفحہ نمبر 150)

فضائلِ ہجرت

" ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت فقد وقع اجر علی الله "

(النسا: ۱۰۰)

ترجمہ: اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آلے اس کو (راہ میں) موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ۔

حضور نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام اپنے سے پہلے والے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور ہجرت اپنے سے پہلے والے گناہوں کو گرا دیتی ہے اور حج اپنے سے پہلے والے گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے''۔

(کنز العمال، جلد۱، صفحہ ۷۵، حدیث نمبر ۲۹۹)

ایک حدیث میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے:

الهجرة تهدم ما کان قبلها

"یعنی ہجرت ان سب گناہوں کو ختم کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کئے ہوں۔''

جنت کی گارنٹی

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اطاعت کی اور پھر ہجرت کی میں اسے جنت کے نچلے، وسطی اور بلند ترین حصے کے ایک ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں تو جو یہ کام کرے اور نہ تو خیر کا کوئی موقع ہاتھ

سے جانے دے اور نہ ہی برائی سے بھاگنے کا کوئی موقع گنوائے تو (یہی اس کے لئے کافی ہے) وہ جہاں چاہے جا کر مر جائے۔
(سنن النسائی، کتاب الجھاد، باب مالمن اسلم وھاجر۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۱۳۵، ص ۲۲۸۹)

مسلم کی روایت میں ہے۔

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام لانا، ہجرت کرنا اور حج کرنا پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ وکذا۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۳۲۱، ص ۶۹۸)

حضرتِ سیّدنا سَبُرَہ بن فَاکِہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک شیطان آدمی کے اسلام کی راہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے، تو اسلام قبول کر رہا ہے اور اپنا اور اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ رہا ہے؟ پھر اگر وہ آدمی شیطان کی بات نہ مانے اور مسلمان ہو جائے تو اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ پھر شیطان اس کی ہجرت میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے، تو ہجرت کر رہا ہے اور اپنے گھر بار، اپنی چھت اور سرزمین کو چھوڑ رہا ہے؟ پھر اگر وہ شیطان کی بات نہ مانے اور ہجرت کر لے تو شیطان بندے کے جہاد میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے، تو جہاد کر رہا ہے حالانکہ جہاد تو جان اور مال کے لئے ہوتا ہے کہ تو جہاد کر کے کسی عورت سے نکاح کرے گا اور مال غنیمت حاصل کرے گا۔ پھر اگر وہ اس کی بات نہ مانے اور جہاد کرے تو جو ایسا کرے گا اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا اسے اسکی سواری گرا کر مار دے اور اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجھاد، رقم ۴۵۷۴، ج ۷، ص ۵۷)

حضرت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ہجرت کرنے والوں کے لئے سونے کے منبر ہیں، وہ قیامت کے دن اُن پر بیٹھیں گے اور گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔ (فیض القدیر، حرف اللام، تحت الحدیث ۷۳۵۳، ج ۵، ص ۳۷۳)

ہجرت کے بعد پہلے مولود مسعود:

ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمان جب مشرکینِ مکہ کی ایذا رسانیوں سے بچ کر مدینہ شریف پہنچے تو یہاں بسنے والے یہودیوں کی ریشہ دوانیوں نے ان کا استقبال کیا، جنہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں کی عورتوں کو جادو سے بانجھ کر دیا ہے اب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔ بہت سے مسلمان ان کی بیہودہ باتوں سے پریشان ہو گئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے حضرت سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ کی صورت میں ایک فرزندِ ارجمند عطا فرمایا اور مسلمانوں میں مسرت کی ایک ایسی لہر دوڑ گئی کہ انہوں نے خوش ہو کر اس قدر بلند آواز سے اَللہُ اَکْبَر کا نعرہ لگایا کہ در و دیوار گونج اٹھے اور اس طرح یہودیوں کا طلسم ٹوٹ گیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، فصل فی میلاد عبداللہ بن زبیر، ج ۲، ص ۶۲۷)

چنانچہ، مروی ہے کہ آنکھ کھولتے ہی اسلام کی بہار دیکھنے والوں میں سب سے پہلے خوش نصیب حضرتِ سیّدنا زُبیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ کے شہزادے حضرت سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کی ولادت کے بعد انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور لے کر اسے دھنِ مبارک میں رکھ کر نرم کیا اور پھر اسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈال

دیا۔ پس یہ وہ پہلا مسلم بچہ ہے جس کے منہ میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعابِ مبارک گیا۔

(الریاض النضرۃ، الباب السادس فی ذکر مناقب الزبیر بن العوام، الفصل العاشر فی ذکر ولدہ، ج ۲، ص ۲۹۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ نومولود کو گھٹی کسی نیک شخص سے دلانا چاہئے تا کہ عمر بھر بچہ اس کی تاثیر سے فیضیاب ہوتا رہے۔

اچھی سوچ:

حضرتِ سیّدنا زُبیر بن عَوَّام رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ حضرت سیّدنا طَلْحَہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کے نام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نام پر رکھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور میں نے اپنے بیٹوں کے نام شہداءِ کرام کے ناموں پر رکھے اس امید پر کہ ان شہدا کی برکت سے میرے بیٹوں کو بھی یہ ابدی و سرمدی سعادت حاصل ہو۔ چنانچہ،

- عبداللہ کا نام سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نام پر
- منذر کا حضرتِ منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نام پر
- عروہ کا حضرتِ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام پر
- حمزہ کا سیّد الشہداء سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام پر
- جعفر کا حضرتِ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام پر
- مصعب کا حضرتِ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے نام پر
- عبیدہ کا حضرتِ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے نام پر
- خالد کا حضرتِ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے نام پر
- عمرو کا حضرتِ عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے نام پر

(الطبقات الکبرٰی، الرقم: ۳۲، ج ۳، ص ۷۴) (حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، پیش کش: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ صفحہ نمبر 38)

وہ ہجرت جو مکۂ مکرمہ سے شام کی طرف ہوگی

قربِ قیامت میں فتنوں کے ظہور سے قبل ایک ہجرت حَرَمَیْنِ شَرِیْفَیْن سے ملکِ ''شام'' کی جانب ہوگی جس کا اجمالی واقعہ کچھ یوں ہے: قیامت قائم ہونے سے قبل جب دنیا میں سب جگہ کُفر کا تَسَلُّط ہوگا اس وقت تمام اَبدال بلکہ تمام اَولیا سب جگہ سے سِمٹ کر حَرَمَیْنِ شَرِیْفَیْن کو ہجرت کر جائیں گے (کیونکہ) صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرت اِمام مَہدی بھی وہاں ہونگے اَولیا انہیں پہچانیں گے ان سے بَیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار کریں گے، دَفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی:

"هٰذَا خَلِیْفَةُ اللهِ الْمَهْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِیْعُوْهُ۔"

ترجمہ: ''یہ اللہ عزوجل کا خلیفہ مَہدی ہے، اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو'' چنانچہ، تمام لوگ ان کے دستِ مبارک پر بَیعت کرینگے، وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ ''شام'' کو تشریف لے جائیں گے۔

(بہارشریعت، ۱/ ۱۲۴، حصہ ۱)

وضاحت

(1) مَکّۂ مُکَرَّمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً تاقیامت کبھی دارُالحرب نہ بنے گا اور نہ کبھی یہاں سے ہجرت فرض ہوگی۔

(2) دَارُالْحَرب سے دَارُ الْاِسْلام کی طرف ہجرت فرض ہے، ہاں اگر حقیقۃً مجبور ہو تو معذور ہے، دارالاسلام سے ہجرت کا حکم نہیں، اگر کسی جگہ کسی عذرِ خاص کے سبب کوئی شخص اقامتِ فرائض سے مجبور ہو تو اسے اس جگہ کا بدلنا واجب ہے اس مکان میں معذوری ہو تو مکان بدلے محلہ میں معذوری ہو تو دوسرے محلہ چلا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ مخرجہ، ۱۴/ ۱۰۲)

(3) مومنِ کامل ہمیشہ حق بات کرتا ہے چاہے عام لوگوں میں ہو یا بادشاہوں کے دربار میں۔ جیسا کہ صحابیِ رسول حضرت سَیِّدُ نا جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی بادشاہ کے سامنے بِلاخوف وخطر حق وسچ بات بیان کی۔

(4) حضرت سَیِّدُ نا نجاشی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا تھا لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بابرکت سے فیضیاب نہ ہو سکے تھے۔

(5) جو اللہ عزوجل کی حفاظت میں ہو پوری دنیا بھی مل کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر آپ کا ایک بال بھی بیکا نہ کر سکے۔

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

(6) اللہ عزوجل بہت زیادہ کریم ہے وہ اپنے بَرگُزِیدَہ بندوں (بَرگ۔زِی۔دَہ۔پسندیدہ بندوں) کو بہت زیادہ اختیارات عطا فرماتا ہے، مَلَک وفَلَک، اَرض وسما، بَحر وبَر پر ان کی حکومت ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز ان کے تابع کر دی جاتی ہے۔ نَبیِّ آخرُ الزَّماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے حضرت سُراقَہ کا گھوڑا زمین میں دھنسا اور باہر نکلا، آپ کے لعابِ دہن سے صدیق اکبر کا مَسْمُوم (زَہر زَدہ) پاؤں فوراً درست ہوگیا، بکری کے خشک تھن دودھ سے ایسے بھرے کہ جب تک وہ زندہ رہی کبھی اس کا دودھ ختم نہ ہوا۔

(7) تنگی کے بعد آسانی ضرور آتی ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان دینِ اسلام کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی ہر حال میں صابر وشاکر رہے تو اللہ عزوجل نے انہیں دنیا وآخرت میں سُرخروئی عطا فرمائی، جن علاقوں سے انہیں نکالا گیا انہیں علاقوں میں فاتح بن کر داخل ہوئے۔

ہجرت کے بعد قریش کی تباہی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپرسی اور بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے۔ ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ یہ بے سروسامان اور غریب الدیار مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابل تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا جس سے کافروں کی عظمت وشوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کرا س خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ

وَ اِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۷۶)

اگر وہ تم کو سرزمین مکہ سے گھبرا چکے تاکہ تم کو اس سے نکال دیں تو وہ اہل مکہ تمہارے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی اور ان کی شان وشوکت کا جنازہ نکل گیا۔

ہجرت کے بعد کفارِ قریش جوشِ انتقام میں آپے سے باہر ہو گئے اور بدر کی شکست کے بعد تو جذبہ انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا۔ تمام قبائل عرب کو ان لوگوں نے جوش دلا دلا کر مسلمانوں پر یلغار کر دینے کے لئے تیار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خونریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں مسلمانوں کو تنگ دستی، فاقہ مستی، قتل وخونریزی، قسم قسم کی حوصلہ شکن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لیے سکون میسر نہیں تھا۔ مسلمان خوف وہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے اور رات رات بھر رحمت عالم کے کاشانہ نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے لیکن عین اس پریشانی اور بے سروسامانی کے ماحول میں دونوں جہان کے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا یہ اعلان نشر فرمایا کہ مسلمانوں کو خلافت ارض یعنی دین ودنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا۔ چنانچہ غیب داں رسول نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں قرآن کی ان روح پرور اور ایمان افروز آیتوں کو علی الاعلان تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (پ ۱۸، النور: ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور جو دین ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

مسلمان جن نامساعد حالات اور پریشان کن ماحول کی کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں خلافتِ ارض اور دین ودنیا کی

شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بے کس گروہ جس کو کفار مکہ نے طرح طرح کی اذیتیں دے کر کچل ڈالا تھا اور اس نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں آ کر بھی سکون و اطمینان کی نیند نصیب نہیں ہوئی تھی بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈر نہ ہوگا۔ بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ و جلال سے ڈر کر لرزہ براندام رہے گی مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت پوری ہوئی اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام متمدن حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ کیا اب بھی کسی کو اس پیشین گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

فتح مکہ کی پیشگوئی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے اس طرح ہجرت فرمائی تھی کہ رات کی تاریکی میں اپنے یارِ غار کے ساتھ نکل کر غار ثور میں رونق افروز رہے۔ آپ کی جان کے دشمنوں نے آپ کی تلاش میں سرزمین مکہ کے چپے چپے کو چھان مارا اور آپ ان دشمنوں کی نگاہوں سے چھپتے اور بچتے ہوئے غیر معروف راستوں سے مدینہ منورہ پہنچے۔ ان حالات میں بھلا کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ راتکی تاریکی میں چھپ کر روتے ہوئے اپنے پیارے وطن مکہ کو خیر باد کہنے والا رسولِ برحق ایک دن فاتح مکہ بن کر فاتحانہ جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مبین کا پرچم لہرائے گا اور اس کے دشمنوں کی قاہر فوج اس کے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ براندام کھڑی ہوگی۔ مگر نبی غیب داں نے قرآن کی زبان سے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (پ ۳۰، النصر: ۱۔ ۳)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) آ جائے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اُس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورہ نصر)

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی کہ ۸ ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور آپ فاتح مکہ ہونے کی حیثیت سے افواجِ الٰہی کے جاہ و جلال کے ساتھ مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے اور کعبہ معظمہ میں داخل ہو کر آپ نے دوگانہ ادا فرمایا اور اہل عرب فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حالانکہ اس سے قبل اِکا دُکا لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔

جنگِ بدر میں فتح کا اعلان

جنگ بدر میں جب کہ کل تین سو تیرہ مسلمان تھے جو بالکل ہی نہتے، کمزور اور بے سروسامان تھے بھلا کسی کے خیال میں بھی آ سکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کا لشکر جرار جس کے پاس ہتھیار اور عسکری طاقت کے تمام سامان و اوزار موجود تھے شکست کھا

کر بھاگ جائے گا اور ستر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے مگر جنگ بدر سے برسوں پہلے مکہ مکرمہ میں آیتیں نازل ہوئیں اور رسول برحق نے اقوام عالم کو کئی برس پہلے جنگ بدر میں اس طرح اسلامی فتح مبین کی بشارت سنائی کہ

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ (پ ۲۷، القمر: ۴۴-۴۵)

کیا وہ کفار کہتے ہیں کہ ہم سب متحد اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ یہ لشکر عنقریب شکست کھا جائیگا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ (پ ۲۶، الفتح: ۲۲)

اور اگر کفار تم (مسلمانوں) سے لڑیں گے تو یقیناً وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ منورہ جلوہ فگن ہونا

477- حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَّبِلَالٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس کے بعد ہمارے پاس حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جلوہ فگن ہوئے۔ (سنن الکبریٰ للنسائی: رقم الحدیث: 11666، مستدرک: رقم الحدیث: 6639، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3709)

478- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَّسَعْدٌ وَّعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْاِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ دونوں لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا کرتے تھے پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس (20) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فگن ہوئے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ والے جس

قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے خوش ہوئے تھے اس قدر کسی دوسری چیز سے خوش نہ ہوئے حتیٰ کہ باندیاں بھی خوشی سے یہ کہنے لگ گئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہو گئے ہیں اور میں اس دوران مفصل کی دوسری سورتوں کے ساتھ سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھ چکا تھا۔ (مرجع السابق)

479- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ اَبُو بَكْرٍ وَّبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا اَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ اَبُو بَكْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُولُ

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِىْ اَهْلِهٖ — وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهٗ وَيَقُولُ

اَلَا لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ اَبِيتَنَّ لَيْلَةً — بِوَادٍ وَّحَوْلِىْ اِذْخِرٌ وَّجَلِيلُ

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ — وَّهَلْ يَبْدُوَنْ لِىْ شَامَةٌ وَّطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِىْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ جلوہ فگن ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھ گیا تو میں نے ان کے پاس حاضر ہو کر کہا: اے میرے والد محترم! آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کیسی ہے؟ اے بلال! آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کیسی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھا تو وہ یہ اشعار پڑھنے لگ گئے: ہر آدمی اپنے گھر والوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت تو جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور جس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بخار میں تخفیف ہوتی تو وہ زور زور سے روتے اور یہ اشعار پڑھا کرتے: کاش مجھے یہ پتہ ہوتا کہ کبھی میں ایک رات بھی وادی مکہ مکرمہ میں گزار پاؤں گا جبکہ میرے آس پاس اذخر اور جلیل ہوں اور کیا ایک دن مجھے ایسا مل پائے گا جس وقت میں مقام مجنہ کے پانی کے اوپر جاؤں گا اور کیا شامہ اور طفیل کی پہاڑیوں کو ایک نظر دیکھ پاؤں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں دعا گو ہوئے: اے اللہ عزوجل! مدینہ منورہ کی محبت ہمارے دل میں اس قدر پیدا فرما دے جس قدر مکہ مکرمہ میں تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ فرما دے یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد میں برکت عنایت فرما اور یہاں کے بخار کو مقام جحفہ میں بھیج دے۔ (مرجع السابق بعد باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعری المدینۃ)

480- حَدَّثَنِىْ عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُبَيْدَاللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهٗ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنِ الزُّهْرِيِّ

حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ اَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ تَابَعَهٗ اِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهٗ

عبیداللہ بن عدی بن الخیار کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میرا شمار ان لوگوں میں تھا جنہوں نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پکار پر لبیک کہا۔ اور سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دین کو لے کر آئے تھے اس پر ایمان لے آیا پھر میں نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داماد ہونے کا شرف حاصل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی بھی نافرمانی نہ کی نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوکے میں ڈالا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے پاس بلالیا۔

(مرجع السابق باب مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی رضی اللہ عنہ)

481- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَاَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ بِمِنًى فِي اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ وَاِنِّي اَرٰى اَنْ تُمْهِلَ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَالسَّلَامَةِ وَتَخْلُصَ لِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَاْيِهِمْ قَالَ عُمَرُ لَاَقُوْمَنَّ فِي اَوَّلِ مَقَامٍ اَقُوْمُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ منیٰ کے اندر اپنے اہل کی جانب لوٹ رہے تھے اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج کی بات ہے تو مجھ سے وہ ملے انہوں نے دریافت فرمایا: تم عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ہو؟ میں کہنے لگا: اے امیر المومنین! حج کا موسم تو تھوڑے عقل رکھنے والوں کو بھی لے آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ارادہ کو موقوف فرمادیں۔ اور مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور وہاں یہ سمجھدار اور اہل عقل لوگ رہتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم درست کہتے ہو۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہی سب سے پہلی فرصت میں لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے لازمی کھڑا ہوں گا۔ (مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 32)

482- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ اُمَّ الْعَلَاءِ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكٰى عُثْمَانُ

عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ اَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَا اَدْرِيْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللّٰهِ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَمَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ اَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ فَاَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَرِيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذٰلِكِ عَمَلُهُ

خارجہ بن زید بن ثابت کا بیان ہے کہ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ جس وقت انصار نے مہاجرین کی ضیافت کے لئے قرعہ اندازی کی تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ان کے گھرانے کے حصہ میں آئے تھے۔ حضرت ام علاء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیمار ہو گئے۔ میں نے ان کی اچھی طرح سے تیمارداری فرمائی تو وہ نہ بچ پائے ہم نے ان کو ان کے لباس میں ہی لپیٹ دیا تھا۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے تو میں نے عرض کیا: اے ابوسائب! تم پر رب تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ میری تمہارے بارے میں شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے اکرام سے نواز دیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کو یہ کیسے پتہ لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے اکرام سے نواز دیا ہے۔ میں عرض گزار ہوئی: مجھے تو اس بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں ہے میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں۔ یارسول اللہ! مگر اور کس کو نوازے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں تو کچھ بھی شبہ نہیں کہ ایک یقینی امر ان کو آ پہنچا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ان کے واسطے خیر خواہی کی توقع رکھتی ہوں۔ لیکن میں از خود نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کی قسم! حالانکہ میں رب تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا جائے گا۔ حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس کے بعد کسی کی بھی تحسین نہ کروں گی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ پر مجھے بڑا صدمہ ہوا اس کے بعد میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے خواب کو بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ان کا عمل تھا۔ (مرجع السابق باب الدخول علی المیت بعد الموت اذا ادرج فی کفنہ)

483- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْاِسْلَامِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یوم بعاث وہ دن تھا جسے رب تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مدینہ منورہ آنے سے قبل برپا فرما دیا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے اس میں رب تعالیٰ کی یہ حکمت پتہ چلی ہے کہ انصار اسلام لے آئیں۔ (مرجع السابق باب مناقب الانصار)

484- حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ

دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحًى وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاذَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَإِنَّ عِيدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے آئے اس حال میں کہ اس روز ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ افروز تھے وہ دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا تھا۔ اور ان کے پاس دو لڑکیاں بھی تھیں جو یوم بعاث کے متعلق وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار کے شعراء نے اپنے فخر میں کہے تھے تو اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو بار فرمایا: یہ شیطانی گانے باجے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں چھوڑ دو ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1899، سنن النسائی: رقم الحدیث: 1592، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 892، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 5869، مصنف عبدالرزاق: رقم الحدیث: 19735)

485- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ قَالَ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي سُيُوفِهِمْ قَالَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفَهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي حَائِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوا لَا وَاللهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ قَالَ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَكَانَتْ فِيهِ خِرَبٌ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ قَالَ جَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُولُونَ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو مدینہ منورہ کی بلند جانب قباء کے ایک محلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا جس کو بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہا جاتا تھا۔ راوی نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر چودہ راتیں قیام فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی النجار کو بلوایا انہوں نے بیان کیا کہ انصار بنی النجار آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ راوی نے کہا ہے کہ گویا اس وقت بھی وہ نظارہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار ہیں۔ اور بنی النجار کے انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہار طرف حلقہ بنائے ہوئے مسلح پیدل چلے جا رہے ہیں۔ آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب اتر گئے۔ راوی نے کہا کہ ابھی تک جس جگہ نماز کا وقت ہو جاتا وہاں پر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما لیتے تھے بکریوں کے ریوڑ جس جگہ رات کو باندھے جاتے وہاں پر بھی نماز ادا کر لی جاتی تھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلوایا وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بنو النجار اپنے اس باغ کی قیمت مقرر کر لو۔ وہ عرض گزار ہوئے: نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے ہی لیں گے۔ راوی نے کہا کہ اس باغ کے اندر وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبور تھیں کچھ اس میں کھنڈرات تھے اور کھجوروں کے درخت بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مشرکین کی قبور کو اکھاڑ دیا گیا جہاں پر کھنڈرات تھے اس جگہ کو برابر سرابر کر دیا گیا اور کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا گیا۔ راوی نے فرمایا کہ کھجور کے تنے مسجد کی جانب ایک قطار میں بطور دیوار کے رکھ دیئے گئے اور دروازہ میں پتھر رکھ دیئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس وقت پتھر لا رہے تھے تو وہ شعر پڑھتے چلے جاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی معیت خود پتھر لاتے اور شعر پڑھتے جاتے: اے اللہ عزوجل! نیکی تو صرف آخرت کی نیکی ہے پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 695، شرح السنۃ: جز: 1 ص: 899، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 125)

شرح

مندرجہ بالا احادیث شریف میں چار موضاعات بیان ہوئے ہیں

1۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مدینہ طیبہ میں آمد

2۔ مہمان نوازی

3۔ گانا باجا

4۔ مسجد نبوی کی تعمیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی مدینہ طیبہ میں آمد

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے۔ جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ ہی میں مقیم رہے اور حضرتِ ابوبکر صدیق اور حضرتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی آپ نے روک لیا تھا۔ لہٰذا یہ دونوں شمع نبوت کے پروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ (سیرت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صفحہ نمبر 155)

شہنشاہِ رسالت مدینہ میں

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لو تم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا۔ یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصا)

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج مسجد قبا بنی ہوئی ہے۔ 12 ربیع الاول کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلہ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہل خاندان نے اس فخر و شرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے انصار جوشِ مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینہ آ گئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرتِ کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من استقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم... الخ، ج ۲، ص ۴۹۹۔ ۵۰۰ ملتقطاً و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۶۳ ملخصا)

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و سیّد الاولیاء اور صالحین صحابہ رضی اللہ عنہم کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا۔ کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمن آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوشِ مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہوگا کہ۔

اُن کے قدم پہ میں نثار جن کے قدوم ناز نے
اُجڑے ہوئے دیار کو رشکِ چمن بنا دیا

مہمان نوازی:

مہمان نوازی کی سُنتیں اور آداب

مہمان نوازی کرنا سنتِ مبارکہ ہے، احادیث مبارکہ میں اس کے بہت سے فضائل بیان کئے گئے ہیں بلکہ یہاں تک فرمایا کہ مہمان باعثِ خیر و برکت ہے۔ ایک دفعہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں مہمان حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض لے کر اس کی مہمان نوازی فرمائی۔ چنانچہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ فلاں یہودی سے کہو کہ مجھے آٹا قرض دے۔ میں رجب شریف کے مہینے میں ادا کردوں گا (کیونکہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہوا ہے) یہودی نے کہا، جب تک کچھ گروی نہیں رکھو گے، نہ دوں گا۔ حضرت سیّدنا ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں واپس آیا اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کا جواب عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، واللہ! میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔ اگر وہ دے دیتا تو میں ادا کر دیتا۔ (اب میری وہ زرہ لے جا اور گروی رکھ آ۔ میں لے گیا اور زرہ گروی رکھ کر لایا) (المعجم الکبیر، الحدیث ۹۸۹، ج ۱، ص ۳۳۱)

مہمان باعث خیر و برکت ہے:

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس گھر میں مہمان ہو اس گھر میں خیر و برکت اسی طرح دوڑتی ہے جیسے اونٹ کی کوہان سے چھری (تیزی سے گرتی ہے)، بلکہ اس سے بھی تیز۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث ۳۳۵۶، ج ۴، ص ۵۱)

چھری اونٹ کے کوہان پر رکھ دیں تو فوراً لڑھک کر نیچے کی طرف آجاتی ہے، مہمان کی وجہ سے خیر و برکت اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔

مہمان میزبان کے گناہ معاف ہونے کا سبب ہوتا ہے:

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، جب کوئی مہمان کسی کے یہاں آتا ہے تو اپنا رزق لے کر آتا ہے اور جب اس کے یہاں سے جاتا ہے تو صاحب خانہ کے گناہ بخشے جانے کا سبب ہوتا ہے۔ (کشف الخفا، حرف الضاد المعجمۃ، الحدیث ۱۶۴۱، ج ۲، ص ۳۳)

دس ۱۰ فرشتے سال بھر تک گھر میں رحمت لٹاتے ہیں:

حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے براء! آدمی جب اپنے بھائی کی، اللہ عزوجل کے لئے مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ عزوجل اس کے گھر میں دس ۱۰ فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو پورے ایک سال تک اللہ عزوجل کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جب سال پورا ہو جاتا ہے تو ان فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اس کے نامہ اعمال میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں جَنَّۃُ الْخُلْدِ اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے۔ (کنز العمال،

کتاب الضیافۃ، قسم الافعال، الحدیث ۲۵۹۷۲، ج۹، ص۱۱۹)

سبحان اللہ، سبحان اللہ! کسی کے گھر مہمان تو کیا آتا ہے گویا اللہ عزوجل کی رحمت کی چھما چھم برسات شروع ہو جاتی ہے اس قدر اجر و ثواب اللہ! اللہ!

مہمان کو دروازہ تک رخصت کرنا سنت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنت یہ ہے کہ آدمی مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الضیافۃ، الحدیث ۳۳۵۸، ج۴، ص۵۲)

اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: مہمان کے لئے تکلف نہ کرو کیونکہ اس طرح تم اس سے نفرت کرنے لگو گے اور جو مہمان سے نفرت کرتا ہے وہ اللہ عزوجل سے بغض کرتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل سے بغض کرتا ہے اللہ عزوجل اسے ناپسند کرتا ہے۔ (البحر الزخار بمسند البزار، مسند سلمان الفارسی، الحدیث: ۲۵۱۴، ج۶، ص۴۸۲ مختصراً)

فقیر و غنی کے لئے دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ بعض آسمانی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک میل چل کر مریض کی عیادت کرو، دو میل چل کر جنازہ میں شریک ہو اور تین میل چل کر دعوت قبول کرو۔

سرکارِ مکۂ مکرّمہ، سلطانِ مدینۂ منورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی کُرَاعٍ لَاَجَبْتُ

ترجمہ: اگر مجھے (کُرَاعُ الْغَمِیْم میں بھی) بکری کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الھبۃ، باب القلیل من الھبۃ، الحدیث ۲۵۶۸، ص۲۰۲)

کُرَاعُ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینے سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ جب نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان میں اس جگہ کی طرف سفر فرماتے تو روزہ نہ رکھتے، اور دورانِ سفر نماز میں قصر کیا کرتے۔

اگر نفلی روزہ ہو تو اسے افطار کر دے کیونکہ مسلمان کے دل کو خوش کرنا روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ اگر کھانے، جگہ یا بچھونے کے بارے میں شبہ ہو یا دعوت دینے والا فاسق، ظالم یا بدعتی ہو، یا دعوت ...کے ذریعے فخر و مباہات کا طلبگار ہو تو دعوت قبول کرنا منع ہے نیز قبولیّتِ دعوت کا مقصد اِطاعت ہو نہ کہ پیٹ کی خواہش کو پورا کرنا اور میزبان کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے۔

حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبئ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کھڑے کھڑے اور چلتے پھرتے کھاتے پیتے تھے۔ (جامع الترمذی، ابواب الاشربۃ، باب ماجاء فی الرخصۃ فی الشرب قائما، الحدیث ۱۸۸۰، ص۱۸۴۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے براء! آدمی جب اپنے (دینی) بھائی کی لوجہ اللہ مہمان نوازی کرتا ہے اور اس کی کوئی جزاء اور شکریہ نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں دس فرشتوں کو بھیج دیتا ہے جو ایک سال کامل تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر پڑھتے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جب سال پورا ہو جاتا ہے تو اُن فرشتوں کی پورے سال کی عبادت کے برابر اُس کے نامہ اعمال میں عبادت لکھ دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے

ذمے یہ ہے کہ اس کو جنت کی لذیذ غذائیں جنۃ الخلد اور نہ فنا ہونے والی بادشاہی میں کھلائے گا۔

(کنز العمال، کتاب الضیافۃ، الفصل الثانی، الحدیث: ۲۵۸۷۸، ج ۵، الجزء ۹، ص ۱۱۰)

حضور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مہمان نوازی:

روزانہ رات کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دسترخوان بچھایا جاتا تھا جس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے، کمزوروں کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، طلب علم دین میں آنے والی تکالیف پر صبر کرتے۔

(بہجۃ الاسرار، ذکر شیٔ من شرائف اخلاقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۲۰۰) (حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت اور دلچسپ حکایات پر مشتمل تالیف پیش کش مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) (شعبہ اصلاحی کتب) صفحہ نمبر 57)

اے ہمارے پیارے اللہ! عزوجل ہمیں مہمانوں کی خوش دلی کے ساتھ مہمان نوازی کی توفیق عطا فرما اور بار بار ہمیں میٹھے میٹھے مدینے کی مہکی مہکی فضاؤں میں میٹھے میٹھے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان بننے کی سعادت نصیب فرما۔

گانا باجا

امام ترمذی فرماتے ہیں:

"عن جابر عنه ﷺ قال ولكني نهيت عن صوتين أحمقين فاجرين، صوت عند نغمة ولهو ومزامير شيطان.

الحدیث: مجھے دو احمقانہ اور بدنہاد آوازوں سے منع کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک آواز گانے، شغلِ بے قابو اور شیطانی مزامیر کی آواز ہے۔ (ترمذی۔ حدیث حسن) (امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے یعنی قابلِ حجت اور مستند ہے)

احمق اس لئے فرمایا کہ گویوں کے راگ و رنگ کا جو مسرفانہ تکلف ہوتا ہے کوئی سنجیدہ رنگ نہیں ہوتا۔ فاجرین و بدنہاد اس لئے کہا کہ اس سے قلب و نگاہ میلے ہو جاتے ہیں۔ چنگ و رباب کو مٹانا بعثت کے فرائض میں سے ہے۔

حضرت سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے کانوں اور آنکھوں کو شیطانی مزامیر سے دور رکھتے تھے؟ ان کو دوسروں سے الگ کر دو۔ پس انہیں مشک و عنبر کے ٹیلوں پر الگ کر دیا جائے گا، پھر اللہ عزوجل فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ ان کو میری تسبیح، تمجید اور تہلیل سناؤ۔ تو وہ ایسی آواز میں تسبیح بیان کریں گے کہ سننے والوں نے اس جیسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی۔ (الزھد لابن المبارک، الجزء الرابع، باب استماع اللھو، الحدیث ۶۳، ص ۱۲ مختصراً)

دونوں ملعون

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کا فرمانِ عبرت نشان ہے: باجا بجانے والے اور سننے والے دونوں ملعون ہیں، تو جس نے دنیا میں گانے باجے سنے وہ جنت میں خوش کرنے والی آوازوں کو سننے سے ہمیشہ محروم رہے گا، مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے (اورارشاد فرمایا) حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کی آواز (خوش الحانی میں) نوسو (900) مزامیر (یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگی) کی آوازوں کے برابر ہوگی جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا اس دن وہ اپنی آواز سنائیں گے لہٰذا اُس خوش کن آواز کے لئے اس دنیاوی آواز کو سننا ترک کردو۔

(۲) اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ

ترجمہ کنزالایمان: ان کے لئے ہے اُس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ (پ26، آیت 35)

ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا، اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج۹ ص۶۵۱)

مسئلہ

متصوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اوچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے، ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے، مشایخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشایخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال وکیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت ورقت طاری ہوگئی اور بے خود ہوکر کھڑے ہوگئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

مشایخ و بزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال وقال میں زمین آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے، نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں ان حرکات کو صوفیہ کرام کے احوال سے کیا نسبت، یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء، ج۵ ص۳۵۲)

مسجد نبوی کی تعمیر

مدینہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان باجماعت نماز پڑھ سکیں اس لئے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قیام گاہ کے قریب ہی بنوالنجار کا ایک باغ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد تعمیر کرنے کے لئے اس باغ کو قیمت دے کر خریدنا چاہا۔ ان لوگوں نے یہ کہہ کر یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم خدا ہی سے اس کی قیمت (اجروثواب) لیں گے۔ مفت میں زمین مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کردی لیکن چونکہ یہ زمین اصل میں دویتیموں کی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں یتیم بچوں کو بلا بھیجا۔ ان یتیم بچوں نے بھی زمین مسجد کے لئے نذر کرنی چاہی مگر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے مال سے آپ نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۶۷، ۶۸)

اس زمین میں چند درخت، کچھ کھنڈرات اور کچھ مشرکوں کی قبریں تھیں۔ آپ نے درختوں کے کاٹنے اور مشرکین کی قبروں کو کھود کر پھینک دینے کا حکم دیا۔ پھر زمین کو ہموار کر کے خود آپ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی اور کچی اینٹوں کی دیوار اور کھجور کے ستونوں پر کھجور کی پتیوں سے چھت بنائی جو بارش میں ٹپکتی تھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جوش دلانے کے لئے ان کے ساتھ آواز ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجز کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ۔

اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُھَاجِرَۃ

(صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ...الخ، الحدیث: ۴۲۸، ج ۱، ص ۱۶۵)

اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت ہی کی بھلائی ہے۔ لہٰذا اے اللہ! تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔ اسی مسجد کا نام مسجد نبوی ہے۔ یہ مسجد ہر قسم کے دُنیوی تکلفات سے پاک اور اسلام کی سادگی کی سچی اور صحیح تصویر تھی، اس مسجد کی عمارتِ اوّل طول و عرض میں ساٹھ گز لمبی اور چون گز چوڑی تھی اور اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف بنایا گیا تھا مگر جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا تو مسجد کے شمالی جانب ایک نیا دروازہ قائم کیا گیا۔ اس کے بعد مختلف زمانوں میں مسجد نبوی کی تجدید و توسیع ہوتی رہی۔

مسجد کے ایک کنارے پر ایک چبوترہ تھا جس پر کھجور کی پتیوں سے چھت بنادی گئی تھی۔ اسی چبوترہ کا نام صفہ ہے جو صحابہ گھر بار نہیں رکھتے تھے وہ اسی چبوترہ پر سوتے بیٹھتے تھے اور یہی لوگ اصحاب صفہ کہلاتے ہیں۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۶۸ ملتقطاً والمواھب اللدنیۃ والزرقانی، ذکر بناء المسجد النبوی...الخ، ج ۲، ص ۱۸۶)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات

مسجد نبوی کے متصل ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے حجرے بھی بنوائے۔ اس وقت تک حضرت بی بی سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکاح میں تھیں اس لئے دو ہی مکان بنوائے۔ جب دوسری ازواجِ مطہرات آتی گئیں تو دوسرے مکانات بنتے گئے۔ یہ مکانات بھی بہت ہی سادگی کے ساتھ بنائے گئے تھے۔ دس دس ہاتھ لمبے چھ چھ، سات سات ہاتھ چوڑے کچی اینٹوں کی دیواریں، کھجور کی پتیوں کی چھت وہ بھی اتنی نیچی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا، دروازوں میں کواڑ بھی نہ تھے کمبل یا ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے تھے۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر بناء المسجد النبوی...الخ، ج ۲، ص ۱۸۵)

اللہ اکبر! یہ ہے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کاشانہ نبوت جس کی آستانہ بوسی اور دربانی جبریل علیہ السلام کے لئے سرمایہ سعادت اور باعث افتخار تھی۔

اللہ اللہ! وہ شہنشاہ کونین جس کو خالق کائنات نے اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر مسند نشین بنایا اور جس کے سر پر اپنی محبوبیت کا تاج پہنا کر زمین کے خزانوں کی کنجیاں جس کے ہاتھوں میں عطا فرما دیں اور جس کو کائنات عالم میں قسم قسم کے تصرفات کا مختار بنا دیا، جس کی زَبان کا ہر فرمان کن کی کنجی، جس کی نگاہ کرم کے ایک اشارہ نے ان لوگوں کو جن کے ہاتھوں میں اونٹوں کی مہار رہتی تھی

انہیں اقوامِ عالم کی قسمت کی لگام عطا فرما دی۔ اللہ اکبر! وہ تاجدار رسالت جو سلطان دارین اور شہنشاہ کونین ہے اس کی حرم سرا کا یہ عالم! اے سورج! بول، اے چاند! بتا تم دونوں نے اس زمین کے بے شمار چکر لگائے ہیں مگر کیا تمہاری آنکھوں نے ایسی سادگی کا کوئی منظر کبھی بھی اور کہیں بھی دیکھا ہے؟

مہاجرین کے گھر

مہاجرین جو اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، ان لوگوں کی سکونت کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کے قرب و جوار ہی میں انتظام فرمایا۔ انصار نے بہت بڑی قربانی دی کہ نہایت فراخ دلی کے ساتھ اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے اپنے مکانات اور زمینیں دیں اور مکانوں کی تعمیرات میں ہر قسم کی امداد بہم پہنچائی جس سے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑی سہولت ہو گئی۔

سب سے پہلے جس انصاری نے اپنا مکان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور ہبہ کے نذر کیا اس خوش نصیب کا نام نامی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہے، چنانچہ ازواجِ مطہرات کے مکانات حضرت حارثہ بن نعمان ہی کی زمین میں بنائے گئے۔

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (شرح الزرقانی علی المواھب، ذکر بناء المسجد النبوی...الخ، ج ۲ ص ۱۸۵ ملخصاً)

بَابُ اِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَآءِ نُسُكِهٖ

باب: حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کے لئے مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کا حکم

486- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِي سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ

عبدالرحمٰن بن حمید زہری کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے نمر کے بھانجے سائب سے دریافت فرمایا: مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے متعلق تم نے کیا سنا ہے۔ وہ کہنے لگے: میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طواف وداع کے بعد مہاجرین کے لئے تین روز تک قیام کرنے کی اجازت ہے۔

(سنن الترمذی: رقم الحدیث: 954، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 1073، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2022، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1352)

شرح

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذوالقعدہ ۹ھ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لئے مکہ مکرمہ بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نقیب اسلام اور حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت جابر بن عبداللہ و حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلم بنا دیا اور اپنی طرف سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی بھیجے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرمِ کعبہ اور عرفات ومنیٰ میں خطبہ پڑھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور سورۂ براءت کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا نہ کوئی برہنہ بدن اور ننگا ہو کر طواف کر سکے گا اور چار مہینے کے بعد کفار و مشرکین کے لئے امان ختم کر دی جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس اعلان کی اس قدر زور زور سے منادی کی کہ ان لوگوں کا گلا بیٹھ گیا۔ اس اعلان کے بعد کفار و مشرکین فوج کی فوج آ کر مسلمان ہونے لگے۔

(المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، حج الصدیق بالناس، ج ۴، ص ۱۱۴۔ ۱۲۳ ملتقطاً)

بَابُ التَّارِيْخِ مِنْ اَيْنَ اَرَّخُوا التَّارِيْخَ

باب: اسلامی تاریخ کی ابتداء کس وقت سے ہوئی؟

487۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَّفَاتِهٖ مَا عَدُّوا اِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے تاریخ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے یا دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے سے نہ کیا بلکہ لوگوں نے مدینہ منورہ آنے کے وقت سے شمار کیا ہے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 931، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 3719)

488۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَّتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْاُوْلٰى تَابَعَهٗ عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی پھر چار رکعت نماز فرض فرمائی گئی اور سفر میں نماز پہلے کی طرح دو رکعت قرار دے دی گئی۔ (سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 1198، سنن النسائی: رقم الحدیث: 453، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 685، سنن دارمی: رقم الحدیث: 1509، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 2736)

شمسی اور قمری حساب

ارشاد فرمایا:

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا

حسبان بالضم مصدر ہے، حساب کرنے اور شمار کرنے کے معنی میں آتا ہے، معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و ماہتاب کے طلوع وغروب اور ان کی رفتار کو ایک خاص حساب سے رکھا ہے، جس کے ذریعہ انسان سالوں مہینوں، دنوں اور گھنٹوں کا بلکہ منٹوں اور سیکنڈوں کا حساب بآسانی لگا سکتا ہے۔

یہ اللہ جل شانہ ہی کی قدرت قاہرہ کا عمل ہے کہ ان عظیم الشان نورانی کروں اور ان کی حرکات کو ایسے مستحکم اور مضبوط انداز سے رکھا ہے کہ ہزاروں سال گزر جانے پر بھی ان میں کبھی ایک منٹ یا ایک سیکنڈ کا فرق نہیں آتا، ان کی مشینری کو نہ کسی ورکشاپ کی ضرورت پڑتی ہے، نہ پرزے گھسنے اور بدلنے سے کوئی سابقہ پڑتا ہے، یہ دونوں نور کے کرے اپنے اپنے دائرہ میں ایک معین رفتار کے ساتھ چل رہے ہیں، (آیت) لا الشمس ینبغی لھا، ہزاروں سال میں بھی ان کی رفتار میں ایک سیکنڈ کا فرق نہیں آتا، افسوس کہ قدرت کے اس مستحکم اور غیر متبدل نظام ہی سے انسان دھوکا کھا گیا کہ انہی چیزوں کو مستقل بالذات بلکہ معبود و مقصود بنا بیٹھا، اگر ان کا یہ نظام کبھی کبھی ٹوٹا کرتا، ان کی مشینری درست کرنے کے لئے کچھ دنوں یا گھنٹوں کے وقفے ہوا کرتے تو انسان سمجھ لیتا کہ یہ مشین خود بخود نہیں چل رہی، بلکہ اس کا کوئی چلانے والا ہے، اور بنانے والا ہے، مگر اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی، ان کروں کے غیر متبدل اور مستحکم نظام نے انسان کی نظروں کو خیرہ کر دیا، اور اپنی طرف لگا لیا، یہاں تک کہ وہ اس کو بھول بیٹھا کہ کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

آسمانی کتابیں اور انبیاء و رسل اس کو اسی حقیقت سے آگاہ کرنے ہی کے لئے نازل ہوئے۔

قرآن کریم کے اس ارشاد نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ سالوں اور مہینوں کا حساب شمسی بھی ہو سکتا ہے اور قمری بھی۔ دونوں ہی اللہ جل شانہ کے انعامات ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ عام اَن پڑھ دنیا کی سہولت اور ان کو حساب کتاب کی الجھن سے بچانے کے لئے اسلامی احکام میں قمری سن و سال استعمال کئے گئے اور چونکہ اسلامی تاریخ اور اسلامی احکام سب کا مدار قمری حساب پر ہے، اس لئے امت پر فرض ہے کہ وہ اس حساب کو قائم اور باقی رکھے، دوسرے حسابات شمسی وغیرہ اگر کسی ضرورت سے اختیار کئے جائیں تو کوئی گناہ نہیں، لیکن قمری حساب کو بالکل نظر انداز اور محو کر دینا گناہ عظیم ہے، جس سے انسان کو یہ بھی خبر نہ رہے کہ رمضان کب آئے گا اور ذی الحجہ اور محرم کب۔

کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

آسمانی کتابیں اور انبیاء و رسل اس کو اسی حقیقت سے آگاہ کرنے ہی کے لئے نازل ہوئے۔

قرآن کریم کے اس ارشاد نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ سالوں اور مہینوں کا حساب شمسی بھی ہو سکتا ہے اور قمری بھی۔ دونوں ہی اللہ جل شانہ کے انعامات ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ عام اَن پڑھ دنیا کی سہولت اور ان کو حساب کتاب کی الجھن سے بچانے کے لئے اسلامی احکام میں قمری سن و سال استعمال کئے گئے اور چونکہ اسلامی تاریخ اور اسلامی احکام سب کا مدار قمری حساب پر ہے، اس لئے امت پر فرض ہے کہ وہ اس حساب کو قائم اور باقی رکھے، دوسرے حسابات شمسی وغیرہ اگر کسی ضرورت سے اختیار کئے جائیں تو کوئی گناہ نہیں، لیکن قمری حساب کو بالکل نظر انداز اور محو کر دینا گناہ عظیم ہے، جس سے انسان کو یہ بھی خبر نہ رہے کہ رمضان کب آئے گا اور ذی الحجہ اور محرم کب۔

آخر آیت میں فرمایا:

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ.

یعنی یہ حیرت انگیز مستحکم نظام حرکات جس میں کبھی ایک منٹ اور سیکنڈ کا فرق نہ آئے یہ اسی ذات پاک کی قدرت کا کرشمہ ہو سکتا ہے جو عزیز یعنی ہر چیز پر غالب اور قوی بھی ہے، اور علیم یعنی ہر چیز اور ہر کام کی جاننے والی بھی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتِهٖ لِمَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ

باب: نبی کریم ﷺ کا دعا فرمانا: اے اللہ عزوجل! میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو قائم رکھنا اور جو مکہ مکرمہ میں وصال فرما گئے ان کے اوپر آپ ﷺ کا افسوس فرمانا

489- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ فَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ اِلَّا اَجَرَكَ اللهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ

عامر بن سعد بن مالک اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تھی میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میرا مرض اس حد کو پہنچ چکا ہے جو آپ ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میرے پاس مال کی کثرت ہے اور صرف ایک ہی لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: کیا میں آدھا مال صدقہ کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: پھر آدھے کا کیا کروں؟ ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: کیا میں اپنے مال سے دو تہائی مال صدقہ کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: پھر آدھے کا کیا کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف ایک تہائی صدقہ کر دو۔ یہ بھی کافی ہے۔ تو اگر اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج کر جائے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی نیت ہوگی تو اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس لقمہ پر بھی اجر عطا فرمائے گا جو تم اپنی

بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔ میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ مکرمہ میں رہ جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل بجالاؤ گے اور اس سے مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہوگی تو تمہارا مقام اس کی بناء پر بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سارے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہت ساروں کو نقصان ہوگا۔ اے اللہ عزوجل! میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو پورا فرمادے اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر البتہ سعد بن خولہ نقصان میں پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان پر افسوس کا اظہار فرمارہے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں وصال فرما گئے۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ تم اپنے وارثوں کو ترک کردو۔ یہ الفاظ مروی ہیں۔

(سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 2708، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 1628، سنن الترمذی: رقم الحدیث: 2116، سنن النسائی: رقم الحدیث: 3628، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 2864)

وصیت کا بیان

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ ٱمۡرَأَةٌ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوۡ أُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَٰحِدٍ مِّنۡهُمَا ٱلسُّدُسُۚ فَإِن كَانُوٓاْ أَكۡثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِي ٱلثُّلُثِۚ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرٍّۚ وَصِيَّةً مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ‎تِلۡكَ حُدُودُ ٱللَّهِۚ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدۡخِلۡهُ جَنَّٰتٍ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ وَذَٰلِكَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ

ترجمۂ کنزالایمان: میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ (پ4، النساء: 12-13)

(جامع الترمذی، ابواب الوصایا، باب ماجاء فی الضرار فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۱۱۷، ص ۱۸۶۳ سبعین بدلہستین)

وصیت میں عدل کو پیش نظر رکھنا

وصیت میں عدل کو پیش نظر رکھنا چاہے۔ دوسری شق کی تفصیل تو بیان ہو چکی ہے جبکہ پہلی شق اس حدیثِ پاک سے ثابت ہے کہ،

سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: کسی مسلمان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں وصیت کی جاتی ہے تو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ 2 یا 3 راتیں اس طرح گزارے کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصیۃ الرجل مکتوبۃ عندہ، الحدیث: ۴۲۰۷، ص ۹۶۲)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیثِ پاک سنی میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میرے پاس وصیت لکھی ہوئی نہ رکھی ہو۔ (المرجع السابق، تحت الحدیث: ۴۲۰۷)

وصیت کرنے کی فضیلت:

سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو وصیت کر کے مرا وہ سنت پر مرا اور تقوی وشہادت پر مرا اور مغفرت یافتہ ہو کر مرا۔ (سنن ابن ماجۃ، ابواب الوصایا، باب الحث علی الوصیۃ، الحدیث: ۲۷۰۱، ص ۲۶۳۹)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ مُعظّم ہے: محروم ہے وہ شخص جو وصیت سے محروم ہو۔

(المرجع السابق، الحدیث: ۲۷۰۰، ص ۲۶۳۹)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: وصیت ترک کر دینا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب اور تباہی کا باعث ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۲۳، ج ۴، ص ۱۳۲)

اگر یہ حدیث مبارک درجہ صحت تک پہنچ جائے تو اس سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ وصیت ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ حدیثِ پاک اس شخص پر محمول ہوگی جو جانتا ہے کہ وصیت نہ کرنا اس کے مال پر ظالموں کے قابض ہونے اور ورثاء سے چھن جانے کا سبب بنے گا۔

نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی کا اپنی صحت اور زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا موت کے وقت 100 درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی کراھیۃ الاضرار فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۸۶۶، ص ۱۴۴۳)

(جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اوّل) مؤلف شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الہیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی المتوفی ۹۷۴ھ صفحہ نمبر 838)

بَابٌ كَيْفَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَيْنَ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ

وَقَالَ اَبُوْ جُحَيْفَةَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین کیسے بھائی چارہ قائم فرمایا

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اور حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا

490- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِيْنَةَ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُّنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ

وَمَالِكَ دُلَّنِي عَلَى السُّوقِ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ اَقِطٍ وَّسَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَيَّامٍ وَّعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَمَا سُقْتَ فِيْهَا فَقَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا کہ وہ اپنی ازواج اور اپنے مال میں سے آدھا ان کے حوالے کردیں۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج اور آپ رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت عطا فرمائے۔ بس آپ رضی اللہ عنہ صرف میری راہنمائی بازار کی جانب کریں تو انہوں نے وہاں سے کچھ پنیر، گھی بطور نفع کے حاصل کیا کچھ دنوں بعد نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے لباس پر زرد رنگ کا نشان تھا تو ان سے نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہوا ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی رچالی ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم نے ان کو کتنا مہر ادا کیا تو وہ عرض گزار ہوئے: ایک گٹھلی کے برابر سونا حق مہر دیا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:3، ص:200، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:1923، معجم الکبیر: رقم الحدیث:5403، سنن البیہقی الکبریٰ: رقم الحدیث:14276، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:131)

انصار و مہاجر بھائی بھائی

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت و بیگانگی اور اپنے اہل و عیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ سے اپنے دست و بازو کی کمائی کھانے کے خوگر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لئے مستقل ذریعۂ معاش مہیا کرنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اس لئے حضورِ اکرم ﷺ نے خیال فرمایا کہ انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت (بھائی چارہ) قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی اور بے کسی کا احساس دور ہو جائے اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے ذریعۂ معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اس وقت تک مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین و انصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ حضور ﷺ کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا۔ چنانچہ انصار نے مہاجرین کو

ساتھ لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لاکر رکھ دی اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ حد ہوگئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں میں اس کو طلاق دے دوں اور آپ اس سے نکاح کرلیں۔

اللہ اکبر! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی مگر مہاجرین نے کیا طرزِ عمل اختیار کیا یہ بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے۔ حضرت سعد بن ربیع انصار یرضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مخلصانہ پیشکش کو سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکریہ کے ساتھ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ سب مال و متاع اور اہل وعیال آپ کو مبارک فرمائے مجھے تو آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجیے۔ انہوں نے مدینہ کے مشہور بازار قینقاع کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار گئے اور کچھ گھی، کچھ پنیر خرید کر شام تک بیچتے رہے۔ اسی طرح روزانہ وہ بازار جاتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کافی مالدار ہو گئے اور ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو گیا کہ انہوں نے شادی کر کے اپنا گھر بسالیا۔ جب یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے بیوی کو کتنا مہر دیا؟ عرض کیا کہ پانچ درہم برابر سونا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائے تم دعوتِ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... الخ، الحدیث: ۳۷۸۱، ج ۲، ص ۵۵۵) (بخاری، باب الولیمۃ ولو بشاۃ، ص ۷۷۷، ج ۲)

اور رفتہ رفتہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت میں اتنی خیر و برکت اور ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہ میں مٹی کو چھو دیتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے منقول ہے کہ ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں ان کا تجارتی سامان پہنچتا تھا تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔ (اسد الغابۃ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، ج ۳، ص ۴۹۸ مختصراً)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح دوسرے مہاجرین نے بھی دکانیں کھول لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے۔ دوسرے مہاجرین نے بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کر دی۔ غرض باوجودیکہ مہاجرین کے لئے انصار کا گھر مستقل مہمان خانہ تھا مگر مہاجرین زیادہ دنوں تک انصار پر بوجھ نہیں بنے بلکہ اپنی محنت اور بے پناہ کوششوں سے بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔

مشہور مؤرخِ اسلام حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ یہ عقد مواخاۃ (بھائی چارہ کا معاہدہ) تو انصار و مہاجرین کے درمیان ہوا، اس کے علاوہ ایک خاص عقد مواخاۃ مہاجرین کے درمیان بھی ہوا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عثمان و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جب بھائی چارہ ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے آپ نے کسی کا بھائی

نہیں بنایا آخر میرا بھائی کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۷۱)

بَابٌ باب:

491- حَدَّثَنِیْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهٗ مَقْدَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ فَاَتَاهُ یَسْاَلُهٗ عَنْ اَشْیَاءَ فَقَالَ اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ مَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ یَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ یَنْزِعُ اِلٰی اَبِیْهِ اَوْ اِلٰی اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ بِهٖ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْیَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالَ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ یَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِیَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَاَمَّا الْوَلَدُ فَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْیَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْاَلْهُمْ عَنِّیْ قَبْلَ اَنْ یَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِیْ فَجَائَتِ الْیَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِیْكُمْ قَالُوْا خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا وَاَفْضَلُنَا وَابْنُ اَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَاَعَادَ عَلَیْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوْهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ اَخَافُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ جلوہ فگن ہونے کی اطلاع ملی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں جن کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا قیامت کی پہلی علامت کیا ہے، جنتی سب سے پہلے کون سا طعام کھائیں گے، بچہ باپ یا ماں میں سے کس کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کے جوابات بتائے ہیں۔ حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ملائکہ میں سے یہود کا دشمن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رہی قیامت کی پہلی علامت تو وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب کھینچ لائے گی اور رہا وہ طعام جسے جنتی سب سے پہلے کھائیں گے تو وہ مچھلی کی کلیجی کا بچا ہوا ٹکڑا ہے رہا بچہ کی مشابہت والا سوال تو جس وقت مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو وہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے تو اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے: میں شہادت بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! یقینا یہود تہمت درازی کرنے والے لوگ ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں میرے اسلام لے آنے کے متعلق بتانے سے قبل ان سے میرے بارے میں پوچھے اس کے بعد یہود آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: عبداللہ بن سلام تمہارے ہاں کس طرح کے آدمی ہیں۔ وہ عرض گزار ہوئے: وہ ہم سب سے بہترین شخص ہیں اور ہم میں سے سب سے اچھے آدمی کے بیٹے ہیں اور وہ ہم میں سب سے افضل ہیں اور سب سے افضل آدمی کے صاحبزادے ہیں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ذرا یہ بتاؤ کہ اگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر لیں تو پھر؟ وہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ عبداللہ بن سلام کو اسلام سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر وہی سوال فرمایا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نکل کر ان کے سامنے آئے اور انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله۔ اس کے بعد وہ کہنے لگے: یہ ہم میں سب سے برے ہیں اور سب سے برے آدمی کے بیٹے ہیں اور وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کرنے لگ گئے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بھی اسی چیز کا ڈر تھا۔ (مرجع السابق باب واذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خليفة)

492- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ اَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيْكٌ لِّيْ دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ اَيَصْلُحُ هٰذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهٗ اَحَدٌ فَسَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَّمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَاسْاَلْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ اَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهٗ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيْئَةً اِلَى الْمَوْسِمِ اَوِ الْحَجِّ

ابوالمنہال عبدالرحمان بن مطعم کا بیان ہے کہ میرے ایک آدمی نے چند دراہم کی بازار کے اندر بیع کی تو میں کہنے لگا: سبحان اللہ! کیا یہ بیع جائز ہے۔ وہ کہنے لگا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! میں بازار کے اندر اس بیع کو کر چکا ہوں۔ اور اسے کسی نے بھی ناجائز نہیں کہا ہے۔ اس کے بعد میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ جلوہ فگن ہوئے تو ہم یونہی بیع فرماتے تھے اس پر ارشاد فرمایا: جو بیع نقد بہ نقد ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو بیع ادھار ہو تو وہ جائز نہیں ہے اور تم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرو اور ان سے دریافت کرلو کیونکہ وہ ہم میں سے سب سے بڑے تاجر تھے چنانچہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا۔ اور سفیان نے ایک بار کہا: ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ جلوہ فگن ہوئے اور ہم اس وقت بیع کرنے میں مصروف تھے اور ہم موسم یا حج تک ادھار بیع کرتے تھے۔ (مرجع السابق باب التجارة فی البر وغیرہ)

شرح: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے یہودی عالم تھے، اُنہوں نے ملکِ شام سے واپس آتے ہوئے راستے

میں یہ آیت سنی اور اپنے گھر پہنچنے سے پہلے اسلام لا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اپنا منہ پیٹھ کی طرف پھر جانے سے پہلے اور چہرے کا نقشہ مٹ جانے سے قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوسکوں گا یعنی اس خوف سے اُنہوں نے ایمان لانے میں جلدی کی کیونکہ توریت شریف سے اُنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسولِ برحق ہونے کا یقینی علم تھا۔ (تفسیر خازن، النساء، تحت الآیۃ: ۴۷، ۱/ ۳۹۰۔۳۹۱)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی:

انی لاجد صفتك فی كتاب الله یا یھاالنبی انا ارسلنٰك شاھداً ومبشراً ونذیراً الی قوله لن یقبضه الله حتی یقیم به الملة العوجاء حتی یقولوا لا اله الا الله ویفتح به اعینا عمیاً واذا ناًصماً وقلوباً غلفاً۔ الطبرانی و ابونعیم فی الدلائل وابن عساكر عن محمد بن حمزة بن یوسف بن عبدالله بن سلام عن ابیه عن جده وابن عساكر ایضاً من طریق زید بن اسلم عن عبدالله بن سلام، والدارمی والبیهقی من طریق عطاء بن یسار عنه نحوه وله طریق ثانی فی الباب الاٰتی ان شاء الله تعالٰی۔

بیشک میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفت تورات میں پاتا ہوں، اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال وافعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعے سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔ (روایت کیا طبرانی اور ابونعیم نے دلائل میں، اور ابن عساکر محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے، نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبداللہ بن سلام سے، اور دارمی اور بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار سے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب صفۃ رسول اللہ فی التوراۃ والانجیل دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۸۶)
(سنن الدارمی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الکتب قبل مبعثہ دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/ ۱۴)
(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر والدارمی والبیہقی باب ذکرہ فی التوراۃ الخ مرکز اہلسنت گجرات ہند ۱/ ۱۰)
(الطبقات الکبریٰ ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی التوراۃ والانجیل دار صادر بیروت ۱/ ۳۶۰)
(تاریخ دمشق الکبیر باب ما جاء فی الکتب من نعتہ وصفاتہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۱۸ و ۲۱۹)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو پہلے پہل لوگ آپ سے کتراتے تھے۔ پہلے میں بھی انہی میں شامل تھا لیکن جب میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو میرے دل نے کہا یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ سب سے پہلی بات جو میں نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی وہ یہ ہے کہ، کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو اور اپنے رشتہ داروں سے رشتہ جوڑو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ آرام سے سو رہے ہوں تو تم سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ۴۲، ج ۴، رقم ۲۴۹۳ ص ۲۱۹)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ بازار سے اس حالت میں گزرے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سر پر لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھا رکھی تھی، تو آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: جب اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس سے بے نیاز کر دیا ہے تو پھر آپ رضی اللہ عنہ کو گٹھڑی اٹھانے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے آپ سے تکبر دور کرنے کے لئے ایسا کیا ہے کیونکہ میں نے رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۰۰۰۰، ج۱۰، ص۷۵)

وصال کے بعد ملاقات

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے وہ خواب میں آکر اپنا حال دوسرے کو بتادے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ میرے سامنے آگئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ میں نے جواب میں: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کہیے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے۔ اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد ودلایلی... الخ، سلمان فارسی... الخ، ص۲۸۷)

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک پیالہ محفوظ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس پیالے میں پانی پیتے تھے، وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھا ایک بار وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کو چاندی کے تار سے جڑوایا، اس میں ایک لوہے کا حلقہ بھی لگا ہوا تھا، بعد کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس میں سونے یا چاندی کا حلقہ لگوانا چاہا لیکن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کام کیا ہے اس میں تغیر نہیں کرنا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو اور پیالے حضرت سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھے۔

(صحابہ رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مجلس المدینۃ العلمیۃ صفحہ نمبر 168)

بَابُ اِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

(هَادُوْا) صَارُوْا يَهُوْدًا وَّاَمَّا قَوْلُهٗ (هُدْنَا) تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

باب: یہود کا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا جس وقت آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے
ھادوا وہ یہودی ہو گئے۔ اور رہا ھدنا کا قول تو اس کا معنیٰ ہے ہم نے توبہ کی۔ ھائد توبہ کرنے والا۔

493- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِيْ الْيَهُوْدُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا: اگر میرے اوپر دس یہود ایمان لے کر آتے تو سارے ہی یہود ایمان لے کر آتے۔

(الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 2419، مسند احمد: رقم الحدیث: 8199، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 298)

494- حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ وَيَصُوْمُوْنَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِصَوْمِهٖ فَاَمَرَ بِصَوْمِهٖ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور کچھ یہودی ان ایام میں عاشوراء کے روز کی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور اس کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے تو اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم یہود کی بدولت اس روزے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(مرجع السابق باب صیام یوم عاشوراء)

495- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اَظْفَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِصَوْمِهٖ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس وقت نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ جلوہ فگن ہوئے تو آپ ﷺ نے یہود کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو وہ کہنے لگے: یہ ایسا روز ہے جس کے اندر رب تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی اور ہم اس روز کی تعظیم کے لئے روزہ رکھا کرتے ہیں تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم تمہاری بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے زیادہ حق دار ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (مرجع السابق باب صیام یوم عاشوراء)

496- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهٗ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کے بالوں کو سیدھا رکھا کرتے تھے اور مشرکین اپنے بالوں کی مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب اپنے سر کے بالوں کو سیدھا رکھا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس چیز کا حکم نہ فرمایا گیا ہو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں مانگ نکالنے لگ گئے۔

(سنن النسائی: رقم الحدیث: 5253، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث: 3632، سنن ابوداؤد: رقم الحدیث: 4188، صحیح مسلم: رقم الحدیث: 2336، مسند ابی یعلی: رقم الحدیث: 2377)

497- حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ هُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّئُوْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ يَعْنِيْ قَوْلَ اللهِ تَعَالٰى (اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کے کئی حصے کر ڈالے اس کے بعض پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔ یعنی رب تعالیٰ کے قول الذین جعلو القرآن عضین۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز: 4، ص: 141، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث: 1117، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث: 34428)

یہودیوں کے عالم دائرہ اسلام میں:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے، خود ان کا اپنا بیان ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ جوق در جوق ان کی زیارت کے لئے ہر طرف سے آنے لگے تو میں بھی اُسی وقت خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جونہی میری نظر جمالِ نبوت پر پڑی تو پہلی نظر میں میرے دل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ

"اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ"

ترجمہ: اے لوگو! سلام کا چرچا کرو اور کھانا کھلاؤ اور (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرو اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک نظر دیکھا اور آپ کے یہ چار بول میرے کان میں پڑے تو میں اس قدر متاثر ہو گیا کہ میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اسلام میں آ جانا یہ اتنا اہم واقعہ تھا کہ مدینہ کے یہودیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

(مدارج النبوت، قسم سوم، باب اول، ج ۲، ص ۶۶ ملخصاً والمستدرک للحاکم، کتاب البر والصلہ، باب ارحموا اہل الارض... الخ، الحدیث ۷۳۵۹، ج ۵، ص ۲۲۱ ملخصاً)

مدینہ میں انصار کے علاوہ بہت سے یہودی بھی آباد تھے۔ ان یہودیوں کے تین قبیلے بنوقینقاع، بنونضیر، قریظہ مدینہ کے اطراف میں آباد تھے اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے بنا کر رہتے تھے۔ ہجرت سے پہلے یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا اور وہ اختلاف اب بھی موجود تھا اور انصار کے دونوں قبیلے اوس وخزرج بہت کمزور ہو چکے تھے۔ کیونکہ مشہور لڑائی جنگ بعاث میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور نامور بہادر آپس میں لڑلڑ کر قتل ہو چکے تھے اور یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے تھے کہ انصار کے یہ دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں۔ ان وجوہات کی بنا پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی تاکہ دونوں فریق امن وسکون کے ساتھ رہیں اور آپس میں کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہو گئے۔

اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) خون بہا (جان کے بدلے جو مال دیا جاتا ہے) اور فدیہ (قیدی کو چھڑانے کے بدلے جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی وہ قائم رہے گا۔

(۲) یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی ان کے مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

(۳) یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(۴) یہودی یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(۵) اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

(۶) کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دے گا۔

(۷) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شامل ہوگا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ رہے گی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ہجرۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، ص ۲۰۱، ۲۰۲)

عاشورا کا روزہ

صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر ... الخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ص ۵۸۹)

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، الحدیث: ۱۱۳۴، ص ۵۷۳)

عاشوراء کا روزہ جب بھی رکھیں تو ساتھ ہی نویں ۹ یا گیارہویں ۱۱ المحرّم الحرام کا روزہ بھی رکھ لینا بہتر ہے۔

پورا سال بیماریوں سے حفاظت

مُفسّرِ شہیر حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان پر فرماتے ہیں:
مُحرّم کی نویں ۹ اور دسویں ۱۰ کو روزہ رکھے تو بہُت ثواب پائے گا۔ بال بچوں کیلئے دسویں ۱۰ مُحرّم کو خوب اچھے اچھے کھانے پکائے تو اِن شاءَ اللہ عزوجل سال بھر تک گھر میں بَرَکت رہے گی۔ بہتر ہے کہ کھچڑا پکا کر حضرت شہید کربلا سیّدنا امامِ حُسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کرے بہُت مُجرّب (یعنی مؤثر و آزمودہ) ہے۔ اسی تاریخ یعنی ۱۰ مُحرّمُ الحرام کو غسل کرے تو تمام سال اِن شاءَ اللہ عزوجل بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زَم زَم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے
(تفسیر روح البیان، ج ۴، ص ۱۴۲ کوئٹہ، اسلامی زندگی ص ۹۳)

آنکھیں کبھی بھی نہ دکھیں

سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص یومِ عاشوراء اِثمد سرمہ آنکھوں میں لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی بھی نہ دکھیں گی۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۳۶۷ حدیث ۳۷۹۷)

بَابُ اِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

باب: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام

498- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيقٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ اَبِي وَحَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ اَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ اِلَى رَبٍّ
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں دس سے زیادہ آقاؤں نے یکے بعد دیگرے خریدا۔
(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:440، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:2833، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3946)

تعارف راوی

سلمان فارسی: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ حضور انور کے آزاد کردہ ہیں، آپ فارسی النسل رام ہرمز کی اولاد سے ہیں، فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے، تلاش دین میں دیس چھوڑ پردیسی بنے، پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں پڑھیں بہت مصیبتیں جھیلیں حتی کہ انہیں بعض عربیوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کردیا ان کے آقا نے انہیں مکاتب کردیا، حضور انور نے ان کا مال کتابت ادا کرکے آزاد کردیا، آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتی کہ حضور انور تک پہنچ گئے، حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کی مشتاق ہے، بڑی عمر پائی ڈھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی، ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا صدقہ کیا، مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے، ۵۳ھ میں وفات ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ تیس میل ہے، ان کے ساتھ حذیفہ بن یمان اور جابر کے مزارات ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور کے لگائے

ہوئے ہیں، فقیر نے زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لصاحب المشکوۃ، ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، تحت حرف السین، فصل فی الصحابہ، ترجمہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ القوی، بنام اجمال)

499- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ أَنَا مِنْ رَّامَ هُرْمُزَ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حرام ہرمز کے شہر سے ہوں۔

(الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:440، الجمع بین الصحیحین: رقم الحدیث:2835، متدرک: رقم الحدیث:6543، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3947)

500- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيسَى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سیّدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین انقطاع نبوت کا زمانہ چھ سو سال ہے۔ (الاحکام الشرعیۃ الکبریٰ: جز:4، ص:348، مسند الصحابۃ: رقم الحدیث:3948)

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَیں اصبہان کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیردار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب مجوسیت ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگادی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تُو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا ہے اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔ اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگوں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کررہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب

ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا: خداعزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔ پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا: ہمارا مرکز شام میں ہے۔ پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہو گیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہو کر پوچھا: میرے لال! تُو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔ میں نے کہا: میں اپنی زمینوں کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں، خداعزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔ میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کر لے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا دیں اور مجھے گھر میں قید کر دیا تاکہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہو گئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اِطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اِطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جا رہا ہے۔ میں نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اُتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جا ملا۔ مُلکِ شام پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم وعمل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: فلاں کنیسہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابلِ اِحترام اور سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔ چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔

یہ سن کر اس راہب نے کہا: ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات وخیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات وخیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کر لیتا۔ اس طرح اس بد باطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان

حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز و تکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔ لوگ کہنے لگے: یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بُرا شخص تھا؟

میں نے کہا: اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال و دولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء و مساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔ لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: خدا عزوجل کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کر دیا پھر اس کی لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کر لیا۔ وہ بہت اچھی عادات و صفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیز گار شخص تھا، طمع و لالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت و محبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کرے گا؟ وہ راہب کہنے لگا: اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم و فقیہ ایک شخص ہے جو موصل میں رہتا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک و زاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟ اس نے جواب دیا: اللہ عزوجل کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا باعمل عالم نصیبین میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا نصیبین پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیز گار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟ اس نے کہا: اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا باعمل راہب عموریہ میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ میں عموریہ پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک و صالح شخص تھا۔ میں اس سے دینِ نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطورِ اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟

اس راہب نے کہا: اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آ گیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں:

(۱)۔۔۔۔۔۔وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے

(۲)۔۔۔۔۔۔لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور

(۳)۔۔۔۔۔۔اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

اگر تم اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضرور ملنا۔ اِتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی اِنتقال ہو گیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں عموریہ میں ہی رہا۔ پھر مجھے اِطلاع ملی کہ قبیلہ بنی کلب کے کچھ تاجر عرب شریف جا رہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔ ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کر لی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی قُریٰ میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی آخر الزّماں، سلطان دو جہاں، محبوبِ رب الانس والجاں عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچا زاد بھائی مدینہ منورہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَعْظِيْمًا سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ بنی قریظہ سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَعْظِيْمًا کی طرف روانہ ہو گیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور ومرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبی آخر الزماں، سلطانِ دو جہاں، سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پائی تھیں۔

اب مَیں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلوؤں سے مدینہ منورہ کو نور بار کر دیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا: اللہ عزوجل فلاں قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام قباء میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا

دین قبول کر چکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَ ھَااللہُ شَرَ فاً وَّ تَعظِیماً سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا نبی کہتا ہے۔اس قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباءواجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لا چکے ہیں۔ جب میں نے اپنے مالک کے چچازاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔قریب تھا کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا: ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟ میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! جا کر اپنا کام کرو۔

میں نے کہا: میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَادَ ھَا اللہُ شَرَ فاً وَّ تَعظِیمًا تک پہنچادیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ

اشیائے خوردونوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔

یہ سن کر اس پاکیزہ ومطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آؤ! اور یہ چیزیں کھالو۔ لوگ کھانے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ایک اور نشانی تو میں نے پالی ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطورِ ہدیہ قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: یہ دوسری نشانی بھی پوری ہوگئی ہے۔

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں موجود ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اَطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر پڑے تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (یعنی مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اُتارلی جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر ہٹائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگارہی تھی۔ مَیں دیوانہ وار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چومنا شروع کردیا۔ مجھ پر رقت طاری ہوگئی، بے اِختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آج میری خوشی کی اِنتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مَیں نے اِتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلووں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔ پھر الحمد للہ عزوجل مَیں مسلمان ہو گیا۔ میں ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اب بس کرو۔ چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور میں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لا کر دیئے، کسی نے 50۔ الغرض! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہو گئے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ)! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔ چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار کرنے لگا تا کہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے زمین ہموار کر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھجوروں کے پودے اُٹھا اُٹھا کر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) کی جان ہے! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔ چنانچہ میں نے 300 کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ 40 اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی؟ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا: سلمان فارسی کا کیا ہوا؟ پھر مجھے بلوا کر فرمایا: "اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض ادا کرو۔" میں نے عرض کی: ابھی 40 اوقیہ چاندی اور دینی ہے، پھر مجھے غلامی سے آزادی ملے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہ سونے کا ٹکڑا دیا اور فرمایا: جاؤ! اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ باقی ہے، اسے ادا کرو۔ میں نے عرض کی: اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ اِتنا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم یہ سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی

سونے کو کافی کر دے گا اور تمہارے ذِمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہو جائے گا۔ میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہو گیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہو کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں شامل ہو گیا۔ پھر میں غزوہ خندق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا۔

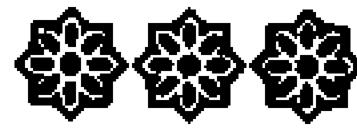
(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۲۳۷۹۸، ج۹، ص۱۸۵ تا ۱۸۹۔۔۔علامہ ضیاء اللہ قادری اشرفی، انوارِ محمدیہ فی سیرت مصطفویہ، ص۲۷۵ تا ۲۷۹، قادری کتب خانہ سیالکوٹ،۔۔۔۔۔امام محمد بن یوسف الصالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، مکتبہ نعمانیہ، محلہ جنگی پشاور، جماع ابواب بعض الفضائل والآیات الواقعۃ قبل مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب التاسع، ج۱، ص۱۰۳)

تمت بالخیر

ابو العمر الدکتور محمد رضوان رضا القادری

(فاضل جامعہ قادریہ عالمیہ ورکن: ادارہ فیضانِ صفہ، گجرات پاکستان)

25 ذی الحج 1438ھ، بمطابق 17 ستمبر 2017



اختتامی کلمات

الحمد للہ آج مؤرخہ 17، ستمبر، 2017ء بروز سوموار کو "شرح انتخاب حدیث کی پہلی جلد'' مکمل ہوگئی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ شفقت کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔ ہم اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی مسلم رکن اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے کسی کی بھی طرف عمداً وقصداً کوئی غلط بات منسوب کردے، مزید برآں ہم اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ ہم اس کتاب کا کماحقہ حق ادا نہیں کرسکے، لیکن جیسے کیسے بھی ہمیں اس بات پر فخر ومسرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کی اس کتاب کی تکمیل کروائی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے، اور ہم کو اسی پر ثابت قدم رکھے۔ اور اس کتاب کو اپنی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے قبولیت کی سند سے مزین فرما کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی تمام امت کو پہنچائے اور اس کو ہمارے لیے، اور ہمارے والدین، عزیز واقرباء، تمام معاونین ودوست حضرات کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور ہمارے ادارے کو ترقی عطاء فرمائے۔۔

اٰمین بجاہ النبی الکریم الامین الحسین۔

منجانب: اراکین ادارہ فیضانِ صفہ

(گجرات، پاکستان)

مصادر مراجع

(نوٹ: یہ فہرست الف، بائی مرتَّب ہے، تاہم تحقیق کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس میں ابن، اب اورام کا اعتبار نہیں کیا گیا، نوید علوی)

1. قران کریم

﴿الف﴾

2. احمد بن حنبل، امام، الشیبانی، (م 241ھ): المسند، موسسۃ الرسالۃ، ط 1، 1421ھ، 2001ء

3. الازہری، الہروی' محمد بن احمد، ابومنصور (المتوفی: 370ھ): تذسیب اللغۃ، بیروت، دار حیاء التراث العربی، ط 1، 2001ء

4. ازہری، پیر محمد کرم شاہ: ضیاء النبی ﷺ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۱۴۲۰ھ

5. اعظمی، مولانا امجد علی: بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ، 2011ء

6. الافریقی، ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، ابوالفضل، (المتوفی: 711ھ): لسان العرب، بیروت، دار صادر، ط 3، 1414ھ

7. امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، فتاویٰ رضویہ، متوفی 1340ھ، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

﴿ب﴾

8. البخاری، امام محمد بن اسماعیل (م 256ھ): الجامع الصحیح، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، 1999ء

9. البخاری الدہلوی الحنفی، عبدالحق بن سیف الدین (المتوفی: 1052ھ): مقدمۃ فی اصول الحدیث، بیروت لبنان، دار البشائر الاسلامیہ، ط 2، 1406ھ، 1986ء

10. البزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ العتکی المعروف بالبزار (المتوفی: 292ھ) الکتاب: مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المحقق: محفوظ الرحمٰن زین اللہ، (حقق الاجزاء من 1 الی 9)، وعادل بن سعد (حقق الاجزاء من 10 الی 17) وصبری عبدالخالق الشافعی (حقق الجزء 18)، الناشر: مکتبۃ العلوم والحکم - المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ: الاولی، (بدأت 1988م، وانتہت 2009ء

11. ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبد الملک (المتوفی: 449ھ)، الکتاب: شرح صحیح البخاری لابن بطال، تحقیق: ابوتمیم یاسر بن ابراہیم، النشر: مکتبۃ الرشد - السعودیۃ، الریاض، الطبعۃ: الثانیۃ، 1423ھ - 2003م

12. البیضاوی، امام، ناصر الدین، ابوسعید عبد اللہ (المتوفی: 685ھ): انوار التنزیل واسرار التاویل، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ط 1 1418ھ

13. بیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، تحقیق الدکتور عبدالمعطی قلعجی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۳ھ

14۔البیہقی، بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجردی الخراسانی، ابوبکر (التوفی:458ھ) الکتاب: شعب الایمان، احمد، حققہ وراجع نصوصہ وخرج احادیثہ: الدکتور عبدالعلی عبدالحمید حامد، اشرف علی تحقیقہ وتخریج احادیثہ: مختار احمد الندوی، صاحب الدار السلفیۃ بومبای الندس، الناشر: مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ بومبای بالندع، الطبعۃ: الاولی، 1423ھ-2003م

﴿ت﴾

15.الترمذی، امام محمد بن عیسی، ابوعیسی (التوفی:279ھ): سنن، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ط2، 1395ھ، 1975ء

16.ابن تغری، بردی، یوسف الظاہری، ابوالمحاسن، جمال الدین (التوفی:874ھ): النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ، مصر، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دار الکتب، س، ن

17.ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، شمائل ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۷۵ھ

18.توکلی، علامہ نور بخش علیہ الرحمۃ: سیرت رسول عربی ﷺ ۲۰۰۴ء، ص ۴۳۴، اکبر بک سیلرز، لاہور

﴿ج﴾

19.الجزائری، طاہر بن صالح (اومحمد صالح)، السمعونی، الدمشقی (التوفی: 1338ھ): توجیہ النظر الی اصول الاثر، حلب، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، ط1، 1416ھ، 1995ء

﴿ح﴾

20.الحاکم، امام، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، النیسابوری المعروف بابن البیع (التوفی:405ھ): معرفۃ علوم الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ط2، 1397ھ، 1977ء

21.ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابوحاتم، الدارمی، البُستی (التوفی:354ھ): الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الاولی، 1408ھ، 1988ء

22.ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابوحاتم، الدارمی، البُستی (التوفی: 354ھ): المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، حلب، دار الوعی، ط1، 1396ھ

23.ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابوحاتم، الدارمی، البُستی (التوفی: 354ھ): مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار، المنصورۃ، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط1، 1411ھ 1991ء

24.ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابوحاتم، الدارمی، البُستی (التوفی: 354ھ): روضۃ العقلاء ونزہۃ الفضلاء، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، س، ن

25.ابن حبان، امام، محمد بن حبان، التمیمی، ابوحاتم، الدارمی، البُستی (التوفی: 354ھ): الثقات، حیدراباد الدکن الندت، دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ط1، 1393ھ، 1973ء

26.ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی (التوفی:852ھ): لسان المیزان، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ط2، 1390ھ، 1971ء

27.ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی (التوفی:852ھ): نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر (مطبوع ملحقا بکتاب سبل السلام)، القاہرۃ، دار الحدیث،

ط5، 1418ھ، 1997ء
28. ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر، الریاض، مطبعۃ سفیر، ط1، 1422ھ
29. ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): النکت علی کتاب ابن الصلاح، عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیۃ، المدینۃ المنورۃ، ط1، 1404ھ، 1984ء
30. ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ): الکتاب: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: عادل احمد عبدالموجود وعلی محمد معوض، الناشر: دارالکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الاولی-1415ھ
31. ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل، احمد بن علی (المتوفی: 852ھ)، الکتاب: فتح الباری شرح صحیح البخاری، الناشر: دار المعرفۃ - بیروت، 1379، رقم کتبہ وابوابہ واحادیثہ: محمد فؤاد عبدالباقی، قام باخراجہ وصححہ واشرف علی طبعہ: محب الدین الخطیب، علیہ تعلیقات العلامۃ: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز
32. حسن اللغات (جامع)، لاہور، اورینٹیل بک سوسائٹی، س، ن

﴿خ﴾

33. ابن خردادبۃ، ابوالقاسم، عبیداللہ بن عبداللہ (المتوفی: 280ھ): المسالک والممالک، بیروت، دار صادر افست لیدن، 1889ء
34. الخطیب البغدادی، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی (المتوفی: 463ھ)، الکتاب: تاریخ بغداد، المحقق: الدکتور بشار عواد معروف، الناشر: دار الغرب الاسلامی بیروت، الطبعۃ: الاولی، 1422ھ-2002ء، ج1 ص259

﴿د﴾

35. الدارمی، ابومحمد، عبداللہ بن عبدالرحمن، التمیمی السمرقندی (المتوفی: 255ھ): مسند (المعروف بہ سنن الدارمی)، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، دار المغنی للنشر والتوزیع، ط1، 1412ھ، 2000ء
36. ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السجستانی (المتوفی: 275ھ): سنن، بیروت، المکتبۃ العصریۃ، س، ن
37. دہلوی، شاہ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ: اشعۃ اللمعات، متوفی 1052ھ

﴿ذ﴾

38. ذہبی، امام، شمس الدین، ابوعبداللہ محمد بن احمد (المتوفی: 748ھ): سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، ط3، 1405ھ، 1985ء
39. ذہبی، امام، شمس الدین، ابوعبداللہ، محمد بن احمد (المتوفی: 748ھ): میزان الاعتدال فی نقد الرجال، بیروت، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ط1، 1382ھ، 1963ء
40. ذہبی، امام، شمس الدین، ابوعبداللہ محمد بن احمد (المتوفی: 748ھ): تذکرۃ الحفاظ، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ط1، 1419ھ 1998ء

﴿ر﴾

41. راغب اصفہانی، ابوالقاسم، الحسین بن محمد (المتوفی: 502ھ): المفردات فی غریب القران، دمشق، بیروت، دار القلم، الدار الشامیۃ، ط1، 1412ھ

﴿ز﴾

42. الزَّبیدی، محمد بن محمد، ابوالفیض، الملقب بمرتضی، (المتوفی: 1205ھ): تاج العروس من جواہر القاموس، دارالدلایۃ، س، ن

43. زرنوجی، شیخ الاسلام امام برہان الاسلام ابراہیم زرنوجی علیہ الرحمۃ: تعلیم المتعلم طریق التعلم

44. الزہرانی، ابو یاسر، محمد بن مطر (المتوفی: 1427ھ): تدوین السنۃ النبویۃ نشاتہ وتطورہ من القرن الاول الی نہایۃ القرن التاسع الہجری، الریاض، دارالہجریۃ للنشر والتوزیع، ط1، 1417ھ، 1996ء

﴿س﴾

45. سالم احمد سلامی: الجزء التاسع من الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان (دراسۃ، تحقیق، تخریج)، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، وزارۃ التعلیم العالی، جامعہ ام القری، کلیۃ الشریعۃ والدراسات العلمیۃ، الدراسات العلیا الشریعیۃ، 1406ء-1407ء

46. سبکی، تاج الدین، عبدالوہاب بن تقی الدین (المتوفی: 771ھ): طبقات الشافعیۃ الکبری، ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط2، 1413ھ

47. السخاوی، شمس الدین، ابوالخیر، محمد بن عبدالرحمٰن (المتوفی: 902ھ): فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، مصر، مکتبۃ السنۃ، ط1، 1424ھ، 2003ء

48. ابن سعد: الطبقات الکبریٰ لابن سعد

49. سعیدی، غلام رسول: تذکرۃ المحدثین، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ط3، ستمبر 2013ء

50. سعیدی، غلام رسول: تبیان القرآن، لاہور، فرید بک سٹال، ط12، 1433ھ، 2012ء

51. السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، دارطیبۃ، س، ن

52. السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمان بن ابی بکر (م 911ھ): الدرالمنثور، بیروت، دارالفکر، س، ن

53. السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): طبقات الحفاظ، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ط1، 1403ھ

54. السیوطی، امام، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، (المتوفی: 911ھ): الکتاب: صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ، مع الکتاب: احکام محمد ناصر الدین الالبانی

﴿ش﴾

55. ابن ابی شیبہ، امام، ابوبکر، عبداللہ بن محمد خواستی العبسی (المتوفی: 235ھ): الکتاب المصنف فی الاحادیث والاثار، الریاض، مکتبۃ الرشد، ط1، 1409ھ

56. ابن ابی شیبہ، امام، ابوبکر، عبداللہ بن محمد خواستی العبسی (المتوفی: 235ھ): الادب لابن ابی شیبۃ، المحقق: د. محمد رضا القہوجی، الناشر: دار البشائر الاسلامیۃ لبنان، الطبعۃ: الاولی، 1420ھ-1999م

57. شمع شبستان رضا، مطبوعہ رومی پبلیکیشنز، لاہور

﴿ص﴾

58. الصالحی، امام محمد بن یوسف علیہ الرحمۃ: عقود الجمان، پشاور، مکتبہ نعمانیہ، محلہ جنگی، س، ن

59.صلاح صفدی، خلیل بن ایبک، صلاح الدین (المتوفی:764ھ):الوافی بالوفیات، بیروت، داراحیاء التراث، 1420ھ، 2000ء

60.صحیح مسلم بشرح النوادی ج ۳ ص ۱۷۷۶' مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۷ھ

﴿ط﴾

61.الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابوالقاسم (المتوفی:360):المعجم الکبیر، القاہرة، مکتبة ابن تیمیہ، ط2، س،ن

62.الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابوالقاسم (المتوفی:360ھ)، الکتاب: مکارم الاخلاق للطبرانی، کتب ہوامشہ: احمد شمس الدین، الناشر: دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان، الطبعة: الاولی، 1409ھ-1989م

63.الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی، ابوجعفر (المتوفی:310ھ) الکتاب: جامع البیان فی تاویل القران' المحقق: احمد محمد شاکر، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الاولی، 1420ھ-2000م

64.طحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل الحنفی -متوفی 1231ھ، الکتاب: حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، المحقق: محمد عبدالعزیز الخالدی، الناشر: دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الطبعة الاولی 1418ھ-1997ء

﴿ع﴾

65. ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (المتوفی: 1252ھ)، الکتاب: رد المحتار علی الدر المختار، الناشر: دار الفکر-بیروت، الطبعة: الثانیة، 1412ھ-1992م

66.عبدالرزاق، ابوبکر بن ہانم، الصنعانی، (المتوفی:211ھ):المصنف، بیروت، المکتب الاسلامی، ط2، 1403ھ

67.العراقی، ابوالفضل، زین الدین، عبدالرحیم بن الحسین (المتوفی:806ھ):شرح التبصرة والتذکرة، بیروت، دارالکتب العلمیة، ط1، 1423ھ 2002ء

68.العجلونی، اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی الجراحی الدمشقی، ابوالفداء (المتوفی:1162ھ)، الکتاب: کشف الخفاء ومزیل الالباس، الناشر: المکتبة العصریة، تحقیق: عبدالحمید بن احمد بن یوسف بن ہنداوی، الطبعة: الاولی، 1420ھ-2000م، ج ا ص 333

69.ابن عدی: الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی

70.ابن عساکر، ابوالقاسم علی بن الحسن (المتوفی:571ھ): تاریخ دمشق، دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع، 1415ھ، 1995ء

71.علی شیکوش کمال: اراء الامام ابن حبان الحدیثیہ من خلال کتاب الصحیح، کلیة العلوم الاجتماعیہ والعلوم الاسلامیہ، تحت: منزلتہ بین الصحاح، 2006ء 2007ء

72.العینی، ابومحمد محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین الغیتابی الحنفی، بدرالدین (المتوفی:855ھ) الکتاب: عمدة القاری شرح صحیح البخاری، الناشر: داراحیاء التراث العربی بیروت

﴿غ﴾

73. الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی، الکتاب: احیاء علوم الدین، (التوفی: 505ھ)، الناشر: دار المعرفۃ بیروت

﴿ف﴾

74. الفہری السبتی، ابن رشید، محمد بن عمر، ابوعبداللہ، محب الدین (التوفی: 721ھ): السنن الابین والمورد الامعن فی المحاکمۃ بین الامامین فی السند المعنعن، المدینۃ المنورہ، مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ط1، 1417ھ، ص154

75. الفیروزابادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، ابو طاہر (التوفی: 817ھ): القاموس المحیط، بیروت - لبنان، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط8، 1426ھ، 2005ء

76. فیروز الدین، الحاج، مولوی: فیروز اللغات، فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ، 1987ء

77. فتح البیان، مطبوعہ مطبع بولاق مصر الطبۃ الاولیٰ ۱۳۰۱ھ

﴿ق﴾

78. القاسمی، محمد جمال الدین بن محمد، الحلاق (التوفی: 1332ھ): قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، بیروت - لبنان، دار الکتب العلمیۃ، س، ن

79. القرطبی، امام، ابوعبداللہ، محمد بن احمد، شمس الدین (التوفی: 671ھ): الجامع لاحکام القران، القاہرۃ، دار الکتب المصریۃ، ط2، 1384ھ، 1964ء

80. القزوینی، عمر بن علی بن عمر، ابوحفص، سراج الدین (التوفی: 750ھ): مشیخۃ القزوینی، دار البشائر الاسلامیۃ، ط1، 1426ھ، 2005ء

81. ابن قفطی، جمال الدین، ابوالحسن علی بن یوسف (التوفی: 646ھ): انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ، بیروت، المکتبۃ العصریۃ، ط1، 1424ھ

﴿ک﴾

82. الکافی، ابوبکر: منہج الامام البخاری فی تصحیح الاحادیث وتعلیلہا (من خلال الجامع الصحیح)، بیروت، دار ابن حزم، ط1، 1422ھ، 2000ء

83. ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن کثیر، الدمشقی (م774ھ): تفسیر القران العظیم، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ط2، 1420ھ، 1999ء

84. ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر، الدمشقی (التوفی: 774ھ): البدایۃ والنہایۃ، دار الفکر، 1407ھ، 1986ء

85. کنانی، نور الدین، علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن ابن عراق الکنانی (التوفی: 963ھ): تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، المحقق: عبدالوہاب عبداللطیف، عبداللہ محمد الصدیق الغماری، الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الاولیٰ، 1399ھ۔

86. الکاشف عن حقائق السنن، مطبوعہ ادارۃ القران کراچی 1413ھ

87. کتاب التعریفات، دار الفکر بیروت ۱۴۱۸

﴿ل﴾

88. لویس معلوف: المنجد، لاہور، خزینہ علم وادب، س، ن

﴿م﴾

89.۔ابن ماجۃ ،امام،ابوعبداللہ محمد بن یزید،القزوینی،(التوفی:273ھ):سنن،داراحیاء الکتب العربیۃ،فیصل عیسی البابی الحلبی ،س،ن

90.مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرہ،(ابراہیم مصطفی/ احمد الزیات/ حامد عبد القادر/محمد النجار):المعجم الوسیط ،دارالدعوۃ،س،ن

91.المحلی ،جلال الدین،محمد بن احمد (التوفی: 864ھ)،السیوطی،جلال الدین عبد الرحمان (م 911ھ):تفسیر الجلالین ،القاہرۃ،دار الحدیث،ط 1، س،ن

92.محمد بن صادق بنکیران: تدوین السنۃ النبویۃ فی القرنین الثانی والثالث للہجرۃ،المدینۃ المنورۃ،مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف،س،ن

93.محمد بن صالح بن محمد العثیمین(التوفی:1421ھ): مصطلح الحدیث،القاہرۃ،مکتبۃ العلم،ط1،1415ھ،1994ء

94.المراغی،امام،احمد بن مصطفی(التوفی:1371ھ):تفسیر المراغی،شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی ،واولادہ بمصر،ط1،1365ھ،1946ء

95.مرادابادی،از،علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ:تفسیر خزائن العرفان

96.مسلم،امام،ابن الحجاج،ابوالحسن القشیری النیسابوری (التوفی:261ھ):المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صحیح مسلم)،بیروت،داراحیاء التراث العربی،س،ن

97.المظہری،محمد ثناء اللہ:التفسیر المظہری،الباکستان،مکتبۃ الرشدیۃ،1412ھ

98.ملاعلی،القاری،ابوالحسن،نورالدین(التوفی:1014ھ):شرح نخبۃ الفکر فی مصطلحات اہل الاثر،لبنان/ بیروت،دارالارقم،س،ن

99. ملاعلی،القاری،ابو الحسن،نور الدین(التوفی:1014ھ):مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت ۔ لبنان،دار الفکر، ط1، 1422ھ،2002ء

100.المناوی القاہری،زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی (التوفی:1031ھ)،الکتاب:فیض القدیر شرح الجامع الصغیر،الناشر:المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر،الطبعۃ:الاولی،1356

﴿ن﴾

101.نبہانی،یوسف بن اسماعیل بن یوسف النّبہانی (التوفی:1350ھ)،الکتاب:وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم،الناشر:دار المنہاج جدۃ،الطبعۃ:الثانیۃ ۔1425ھ

102.نبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف النّبہانی (التوفی:1350ھ):جواہر البحار فی فضائل النبی المختار،دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء

103.النسائی، امام،ابوعبدالرحمن، احمد بن شعیب (التوفی: 303ھ)،المجتبی من السنن، حلب،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،ط2، 1406ھ، 1986ء

104.ابن نقطۃ،محمد بن عبدالغنی بن ابی بکر،ابوبکر،معین الدین الحنبلی البغدادی (التوفی:629ھ):التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید،دارالکتب العلمیۃ،ط1،1408ھ،1988ء

105.نعیمی،مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ:مراۃ المناجیح،متوفی 1391ھ

106. النووی، امام، ابوزکریا، محی الدین، یحییٰ بن شرف (المتوفی: 676ھ): المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، بیروت، دار احیاء التراث العربی ط2، 1392ھ

107. النووی، امام، ابوزکریا، محی الدین، یحییٰ بن شرف (المتوفی: 676ھ): ریاض الصالحین

﴿ہ﴾

108. ہزاروی، مولانا محمد یعقوب ہزاروی: جواہر الباون فی اسرار الارکان، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلا د النبو یہ، ضیاء القرآن لاہور

109. ہزاروی، مولانا محمد یعقوب ہزاروی: سیرت حلبیہ، احکامِ شریعت، بحوالہ العوارف العنبر یہ فی المیلا د النبو یہ، ضیاء القرآن لاہور

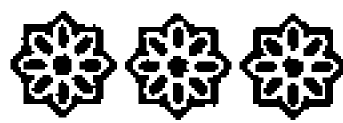
110. ہمام بن منبہ، ابوعقبۃ، الیمانی الصنعانی (المتوفی: 131ھ): صحیفۃ ہمام بن منبہ، بیروت، عمان، المکتب الاسلامی، دار عمار، ط1، 1407ھ، 1987ء

111. الہندی، علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہند،ی البرہانفوری ثم المدنی فالمکی الشہیر بالمتقی الہندی (المتوفی: 975ھ): الکتاب: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، المحقق: بکری حیانی ـ صفوۃ السقا، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الخامسۃ، 1401ھ/ 1981ء

﴿ی﴾

112. یاقوت الحموی، ابوعبداللہ، شہاب الدین الرومی (المتوفی: 626ھ): معجم البلدان، بیروت، دار صادر، ط2، 1995ء

113. ابویعلی، احمد بن علی بن المثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہارل التمیمی، الموصلی (المتوفی: 307ھ): مسند ابی یعلی، المحقق: حسین سلیم اسد، دمشق، الناشر: دار المامون للتراث، الطبعۃ: اولی، 1404ھ 1984ء



شرح انتخاب حدیث میں ابواب کی تفصیل

جلد اوّل

صحیح البخاری شریف
- باب الوحی
- کتاب الھبۃ
- کتاب المناقب

صحیح مسلم شریف
- کتاب الایمان
- کتاب الحج
- کتاب الرضاع
- کتاب اللعان

جامع ترمذی شریف
- کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- الشمائل المحمدیۃ المعروف شمائل ترمذی شریف
- کتاب الاشربۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنن ابی داؤد شریف
- کتاب السنۃ
- کتاب الفتن والملاحم
- کتاب المھدی
- کتاب الوصایا
- کتاب الایمان والنذور

سنن ابن ماجہ شریف
- باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ
- ابواب الذکر
- کتاب الدعاء
- کتاب الزھد
- کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

سنن نسائی شریف
- کتاب النکاح
- کتاب عشرۃ النساء
- کتاب الزینۃ

شرح معانی الآثار
- باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود
- باب الوتر
- باب الرجل یطلق امرأتہ وھی حائض
- باب الرجل یطلق امرأتہ ثلاثا معا
- باب الاقراء
- باب المطلقۃ طلاقا بائنا
- باب المتوفی عنھا زوجھا
- باب الامۃ تعتق وزوجھا حر
- باب الرجل یقول لامرأتہ
- باب طلاق المکرہ
- باب الرجل ینفی حمل امرأتہ
- باب الرجل ینفی ولد امرأتہ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph:37352022

شرح انتخاب حدیث میں ابواب کی تفصیل

جلد اوّل

صحیح البخاری شریف
- باب الوحی
- کتاب الھبۃ
- کتاب المناقب

صحیح مسلم شریف
- کتاب الایمان
- کتاب الحج
- کتاب الرضاع
- کتاب اللعان

جامع ترمذی شریف
- کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- الشمائل المحمدیۃ المعروف شمائل ترمذی شریف
- کتاب الاشربۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنن ابی داؤد شریف
- کتاب السنۃ
- کتاب الفتن والملاحم
- کتاب المھدی
- کتاب الوصایا
- کتاب الایمان والنذور

سنن ابن ماجہ شریف
- باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ
- ابواب الذکر
- کتاب الدعاء
- کتاب الزھد
- کتاب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

سنن نسائی شریف
- کتاب النکاح
- کتاب عشرۃ النساء
- کتاب الزینۃ

شرح معانی الآثار
- باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود
- باب الوتر
- باب الرجل یطلق امراتہ وھی حائض
- باب الرجل یطلق امراتہ ثلاثا معا
- باب الاقراء
- باب المطلقۃ طلاقا بائنا
- باب المتوفی عنھا زوجھا
- باب الامۃ تعتق وزوجھا حر
- باب الرجل یقول لامراتہ
- باب طلاق المکرہ
- باب الرجل ینفی حمل امراتہ
- باب الرجل ینفی ولد امراتہ

اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph:37352022